

تحریر: مان بھی جاؤ

از قلم۔۔۔ علیشے خان

اجالا اٹھ جاؤ یار! یہ سونے کا کون سا وقت ہے؟ آدھے گھنٹے

میں روزہ کھلنے والا ہے۔ وہ سب راستے میں ہوں گے

یار۔۔۔ عزیزہ اپنی پلکوں پر مسکارا لگاتی ہوئی مصروف انداز

میں اجالا کو جگانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی جو تکیے میں

چہرہ چھپائے کان لپیٹے سو رہی تھی۔

اچھا نا آپی! بس دو منٹ اور سونے دیں۔ میں بہت تھکی
ہوتی ہوں قسم سے۔۔۔ اجالا نے خفگی سے جواب دے کر
چہرے تک چادر چڑھالی۔

اگر اب تم نہ اٹھی تو میں۔۔۔ عزیزہ اسکو گھور کر ابھی کوئی
دھمکی لگاتی کہ اسکا فون رنگ ہونے لگا۔ سکرین پہ بلنک
ہوتے نام کو دیکھ کر عزیزہ کے ہونٹوں پہ زندگی سے بھرپور
مسکراہٹ دوڑ گئی اور اس نے تیزی سے فون اٹھا کر کان کو
لگا لیا۔

السلام علیکم! کیسا گزر رہا ہے پہلا روزہ میری پیاری زوجہ
کا؟۔۔۔ ماحد ملک نے گھمبیر آواز میں سوال کرتے پسنجر
سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائی۔ ڈرائیونگ کرتے ابراج
صفدر نے منہ کے زاویے بگاڑ کر سر جھٹکا اور ڈرائیونگ کی
رفتار تھوڑی بڑھادی۔

بہت اچھا گزر رہا ہے الحمد للہ۔ آپ بتائیں؟۔۔۔ عنیزہ
ایک نگاہ آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پہ ڈال کر نرمی سے
جوابا گویا ہوئی۔

سحری کے وقت تمہاری کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ کاش
پڑھائی ہماری لوستوری میں ولن کارول نہ ادا کر رہی ہوتی تو
ہم نکاح کی بجائے ٹائم سے رخصتی کر کے رمضان کا ہر
منٹ ایک دوسرے کے ساتھ گزار رہے ہوتے۔۔۔ ماحد
نے ٹھنڈی آہ بھر کے حسرت سے کہا۔ ابراج نے جبرے
بھینچ کر اپنی بغل میں میٹھے اپنے دوست کو برداشت کیا تھا۔
ماحد! آپ بھی نا۔۔۔ رخصتی کے زکر پہ عزیزہ ایک دم شرما
گئی اور منہ میں شہادت والی انگلی ڈال کر خفت سے بولتی سر
جھکا کے مسکرا نے لگی۔

کاش! کاش کہ ہم اس رمضان میں ساتھ ہوتے اور تم
میرے لیے ہر افطاری میں اپنے ہاتھوں سے گرما گرم
پکوڑے بناتی اور جب میں پیار سے تمہارا ہاتھ پکڑ لیتا تو تم شرما
کر کہتی ”ہاتھ چھوڑیں ماحد! پکوڑے جل جائیں گے“۔۔۔
ماحد ملک نے اپنے بالوں میں انگلیاں گھما کر رسیلے انداز میں
بولتے اسے اور چھیڑا۔ (اصل میں تو وہ ابراج کے کلبجے میں
آگ لگا کر اسے ایکسٹریم سنگل فیل کروا رہا تھا)
عنیزہ یہ ریل میں نے اسکو کل ہی دیکھائی تھی، یہ بس اسی کو
کاپی کر کے تمہیں سستا گرین فلیگ بن کے دیکھا رہا ہے۔

مجھ سے اس بندے کی اصل اوقات پوچھو کیونکہ میں چوبیس
گھنٹے اس کے ساتھ ہوتا ہوں، پکوڑے جلنے پر یہ وحشی درندہ
تمہارا ہاتھ پیار سے پکڑنے کی بجائے الٹا غصے میں تمہارا ہاتھ
اسی تپتی کڑاہی میں رکھ کر فرائی دے گا۔ اس کی باتوں میں ہر
گز مت آنا میری بہن!۔۔۔ ابراج شاہ نے تیزی سے ماحد
کے ہاتھ سے فون کھینچ کر اپنے کان سے لگاتے ہوئے اسکو
خبردار کرنا ضروری سمجھا۔ عزیزہ جو سٹیٹا رہی تھی، ایکدم سے
اپنے دل پہ ہاتھ رکھ لیا۔ تپتی ہوئی کراہی میں اپنا ہاتھ فرائی

ہوتے ہوئے محض امیج بن کر ناکتنا خوفناک تھا، کوئی عزیزہ

صابری سے پوچھتا!

استغفر اللہ! میں تو وہ پکوڑے بھی چوم چوم کر کھاؤں جو

میری بیوی کے ہاتھ سے بنے ہوں۔۔۔ ماحد نے گلہ

پھاڑتے ہوئے ڈرامائی انداز میں دہائی دی۔ آواز اتنی ضرور

تھی کہ موبائل کے سپیکر سے ٹکرا کر عزیزہ کے کانوں تک آسانی

سے پہنچ جاتی۔ اپنے منکوح کے منہ سے اپنے لئے اتنے

عقیدت بھرے الفاظ سن کر عزیزہ کے گال بے اختیار سرخ

ہوئے تھے۔

اففف! کتنا cringe انسان ہے تو۔۔ ابراج شاہ کی ہنسی بے

ساختہ تھی۔ وہ منہ کے زاویے بگاڑ کر افسوس سے بولا۔

سنگل لوگ یہ جذبات نہیں سمجھ سکتے! میرا فون واپس کر۔

مجھے اپنی بیوی سے بات کرنی ہے۔۔ ماحد نے خفگی سے کہتے

ہوئے اس کے کندھے پہ مکا جڑا۔

چوبیس گھنٹوں میں سے پچیس گھنٹے تو بیوی سے ہی کال پر لگا

ہوتا ہے ذلیل انسان۔ اس لیے بکواس بند کر کے ٹائم دیکھ۔

افطاری میں بیس منٹ بچے ہیں اور ہم ابھی تک سڑکوں پر

رل رہے ہیں اور وہاں ہمارے سوا وہ سب ریسٹورینٹ

پہنچ کے اپنی مرضی کی افطاری آرڈر کر رہے ہیں۔۔۔ ابراج
نے دانت کچکچا کر اسکو ڈپٹتے ہوئے وقت کا احساس دلایا اور
بڑی مہارت سے سٹیرنگ گھماتا ہوا ٹریفک سے گاڑی نکالنے
لگا۔

یا خدایا! بیس منٹ رہ گئے افطاری میں؟ اور یہ لڑکی ابھی تک
سو رہی ہے۔ اجالا اٹھو یا ر۔۔۔ عزیزہ ٹائم سنتے ہی پیرپٹک کر
اجالا کے سر جا کھڑی ہوئی اور ایک جھٹکے میں چادر اس کے
وجود سے ہٹا کر اسے افراتفری کے عالم میں اٹھانے لگی۔
اسی چکروں میں اسکا ہاتھ فون کے اسپیکر پہ لگ گیا تھا۔

ڈونٹ سے کہ یہ ”مس اندھیرا“ ابھی تک نیند کی وادیوں میں
بھٹک رہی ہے؟ حد ہے یا ر! اسے بولو ایک منٹ میں اٹھ
کے میٹھے، ورنہ میں نے تم لوگوں کے گھر کے باہر کھڑے ہو کر
اتنے ہارن بجانے ہیں کہ محلے والوں نے اسے افطاری کا
سائرن سمجھ کر روزہ کھول لینا ہے!۔۔۔ ابراج حیرت سے
اندازہ لگا کر جھنجھلاتے ہوئے ہارن بجانے لگا، ٹریفک نے
اسکا دماغ خراب کیا ہوا تھا۔

اجالا جو ابھی تک عزیزہ کے ہاتھ میں پکڑے فون کے قریب ہی
تکیے میں سر چھپائے لیٹی تھی، ابراج کی آواز سنتے ہی ایک دم

سیدھی ہو کر بیٹھی۔ نیند پل بھر میں اڑ چکی تھی اور اس کی
جگہ تیکھے پن نے لے لی تھی۔

کیوں تم کوئی پرائم منسٹر ہو جس کے حکم پر میں ایک منٹ
سے پہلے اٹھ کر بیٹھ جاؤں؟۔۔۔ اجالا نے عزیزہ کے ہاتھ
سے فون جھپٹ کر اسپیکر پر ہی دھاڑ کر جواب دیا۔ ابراج کو
اپنے کان پھٹے محسوس ہوئے، اس نے بے اختیار فون
تھوڑا سا کان سے فاصلے پہ کرتے سٹیرنگ پہ ہاتھ کی گرفت
مضبوط کر لی۔

اگر میں پر اتم منسٹر نہیں ہوں تو تم میرے حکم پہ اٹھ کر کیوں
بیٹھ گئی ہو؟۔۔۔ ابراج ضبط سے دل جلانے والے انداز
میں بولا۔ وہ جانتا تھا کہ اسکی آواز سن کے وہ کس طرح لڑنے
کے لئے سلیوز فولڈ کر رہی ہوگی۔

اجالا جو ابھی تک ہوش و حواس میں پوری طرح آتی بھی نہیں
تھی، ابراج کے اس درست اندازے پر بری طرح ہڑبڑا
گئی۔ اسے اپنی چوری پکڑے جانے کا احساس ہوا تو وہ جھٹکے
سے واپس تکیے پر گری اور کمبل دوبارہ اپنے اوپر کھینچ لیا
جیسے ابراج اسے فون کے اندر سے دیکھ رہا ہو۔ صد شکر کہ

آڈیو کال تھی، اگر ویڈیو کال میں ابراج نے یہ منظر دیکھ لیا
ہوتا تو وہ اجالا کا ریکارڈ لگا لگا کر اسکا جینا حرام کر دیتا۔
اوو ہیلو! اپنے دماغ پہ لگا زنگ جا کر صرف ایکسل سے دھو
کے صاف کرو ابراج شاہ! تمہارے حکم پہ تو میں قیامت تک
بستر چھوڑنا خود پہ حرام کر لوں! میں تمہاری غلام نہیں ہوں
جو تمہاری گاڑی کا یہ ایمبولینس جیسا ہارن سن کر سجدے میں
گر جاؤں۔۔۔۔۔ اجالا نے غصے سے غراتے ہوئے تکیے کو
ایسے مروڑا جیسے وہ ابراج کی گردن ہو۔

تم میری غلام بن بھی نہیں سکتی اندھیرا صابری کیونکہ سید
ابراج صفدر شاہ کے غلام تمہاری طرح سست اور بد تمیز
کبھی نہیں ہو سکتے۔۔۔ ابراج نے موڑ کاٹ کر ایک گہرا اور
جلادینے والا قہقہہ لگاتے ہوئے جتایا، اس کا لہجہ اتنا
پر سکون تھا کہ اجالا کے خون کا ابال ساتویں آسمان کو
چھونے لگا۔

اور جہاں تک رہی میرے حکم پہ قیامت تک بستر نہ چھوڑنے
کی بات، تو پلیز اپنی اس بات پہ قائم رہنا! میں نے تو سنا تھا کہ
رمضان میں تمام شیطان قید کر دیے جاتے ہیں لیکن اگر تم

جیسی شیطان کی نانی غلطی سے آزاد رہ گئی ہے تو تمہارا بستر
میں پڑے رہنا ہی انسانیت پہ سب سے بڑا احسانِ عظیم
ہوگا۔ کم از کم لوگ اس پاک مہینے میں سکون سے عبادت تو
کر سکیں گے۔۔۔ وہ اجالا کو کچھ کہنے کا موقع دیتے بغیر
نہایت ریلیکس انداز میں بولتا اس کے انگ انگ میں آگ
برسانے لگا۔

اگر میں شیطان کی نانی ہوں تو تم کون سے کسی مسجد کے امام
ہو ابراج شاہ؟ اگر تم جیسا ابلیس کھلے عام رمضان میں جگہ
جگہ دندا سکتا ہے، تو مجھ جیسی معصوم اور نیکوکار

لڑکی۔۔۔۔۔ اجالا چلا کر ابھی اپنی بات کو جاری رکھتی کہ

ابراج نے اسکو ایک دم ٹوک دیا۔

”میری بات سنو اجالا صابری“۔۔۔ ابراج نے فون کے اسپیکر کے پاس ہونٹ لے جا کر اتنی گھمبیر اور سحر انگیز آواز میں اسکا نام پکارا کہ اجالا کی تو کیا ایک لمحے کے لئے ماحد ملک کی دھڑکنیں بھی بے ترتیب ہو گئی۔ وہ بھنویں سکیر کے ابراج کو گھورنے لگا جو گاڑی ایک سائیڈ پہ لگا رہا تھا کیونکہ وہ اجالا کے گھر کے باہر پہنچ چکا تھا۔

م۔۔۔ میں۔۔۔ تمہاری بات کیوں سنوں؟!۔۔۔ اجالا اپنی تیز

ہوتی دھڑکنوں کو نظر انداز کرتی اپنے ہلکے سے لرزتے لہجے پہ

فوراً قابو پا کر ازلی ڈھیٹائی سے بولی۔ عزیزہ کا جی کیا کہ وہ اپنا سر

پیٹ لے لیکن وہ ضبط سے آنکھیں میچ کر آئینے کے سامنے

جاتی اپنی لب اسٹک مزید گہری کرنے لگی کیونکہ ان کا یہ ڈرامہ

ابھی مزید چلنا تھا۔ اسے میک اپ کا بے حد شوق تھا۔

تمہیں سننی پڑے گی کیونکہ ابھی فی الحال تمہاری ٹرانسپورٹ

کا واحد ذریعہ میں ہی ہوں۔ عزیزہ کے ساتھ دو منٹ کے اندر

اندر نیچے آؤرنہ میں تمہیں یہیں پر چھوڑ کے چلا جاؤں

گا!۔۔۔ ابراج نے حتمی انداز میں کہا اور دو سے تین ہارن
دے کر اسے خبردار کیا کہ وہ اس کے گھر کے گیٹ کے پاس
آچکا ہے۔

ہارن کی کرخت آواز سنتے ہی اجالا جیسے بستر سے اچھل پڑی۔
غصے کی ماری وہ فوراً پیر پختی ہوئی ٹیرس کی طرف بھاگی اور
ریلنگ سے جھک کر نیچے کھڑی اس کی چمکتی ہوئی گاڑی کو
آگ برساتی نظروں سے گھورنے لگی۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے ابراج؟ تمہیں کتنی دفعہ سمجھایا ہے کہ یہ
شریفوں کا محلہ ہے، یہاں تمیز سے تشریف لایا کرو۔ پایا گھر

میں ہی ہیں، اگر ان گندے ہارنر کی آواز سن کر وہ باہر آگئے تو
تمہاری خیر نہیں ہونی۔۔۔ اجالا نے آواز نیچی مگر لہجہ انتہائی
تیکھا رکھتے ہوئے اسے وارننگ دی۔

تمہارے پاپا نہ ہو گئے ”مغل اعظم“ ہو گئے جن کی دھمکیاں
دیتے ہوئے تمہارا منہ نہیں سوکھتا۔ اور ذرا اپنی تصحیح کرو، یہ

شریفوں کا محلہ نہیں عجائب گھر ہے جہاں تم جیسی نایاب
نسل کی فسادن چڑیلیں پائی جاتی ہیں۔ اب اپنی زبان کو لگام
دے کر ایک منٹ میں نیچے آؤ، ورنہ یاد رکھنا اگر تمہاری اس
لمبی زبان کی وجہ سے راستے میں اذانیں ہو گئیں تو میں نے

گاڑی سڑک کنارے کھڑی کر کے خود تو روزہ کھول لینا ہے
لیکن تمہیں ایک کھجور تک نہیں سونگھنے دینی، چکھانا تو دور کی
بات ہے۔ پھر اپنے تیزابی آنسو پی کر روزہ کھولنا۔ اب جلدی
نیچے مرورنہ میں نے ریورس گیئر ڈال دینا ہے۔۔۔ ابراج
نے ہر لفظ ایسے زہریلے انداز میں چبا چبا کر ادا کیا جیسے وہ
اجالا کے دماغ کے پرزے ادھیڑ دینا چاہتا ہو۔ اسکی دھمکی
سن کر اجالا کا دماغ بھک سے اڑا۔

یہ تمہاری بھول ہے کہ میں تم جیسے ڈفر کے ساتھ جاؤں گی۔
ہمارے گھر کا ڈرائیور ابھی زندہ ہے۔ تم۔۔۔ اجالا غصے

سے غرا کر جواب دے رہی تھی کہ عنیزہ نے فوراً اس سے

فون چھین لیا۔

ہم ابھی آرہے ہیں ابراج! ویٹ۔۔۔ عنیزہ نے نرمی سے

جبراً مسکرا کے کہتے فوراً کال کاٹی اور اپنے ہاتھ میں پکڑا دوپٹا

ہیلمٹ کی طرح غصے میں پھری اجالا کے سر پہ لپیٹنے لگی۔

آپی! میں ابھی اسے جواب دے رہی تھی یا۔۔۔ اجالانے

تکلا کر منہ پھولایا۔ اسے ابراج سے باتوں میں ہارنا بالکل پسند

نہیں تھا۔

شش! روزے میں ایسے جنگلیوں کی طرح کون لڑتا ہے؟ چلو
منہ پہ ایک دو چھینٹے مارو، پھر نیچے چلیں کیونکہ تیار ہونے کا ٹائم
تو تمہارے پاس بالکل نہیں ہے۔۔۔ غیزہ اسے بازو سے پکڑ
کے ٹیس سے کمرے میں لے کر آئی اور باتھروم کی طرف
دھکیل کے حکم لے لے لی۔

اجالا مٹھیاں بھینچ کر پیر پٹکتی واشروم میں منہ دھو کر دوپٹا
کھول کے تھوڑا ڈھیلا کرنے لگی جو غیزہ نے اتنی زور سے
اسکی گردن کے گرد کس دیا تھا۔

عنیزہ نے لائٹ گرین خوبصورت سا ڈریس پہن کر بہت
نفاست سے میک کیا ہوا تھا۔ لمبے بالوں کو اس نے ہلکا سا
کرل کیا ہوا تھا، کانوں میں ٹاپس اور پیروں میں ہلاک ہیل پہنے
وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ دوپٹا اس نے سر اور سر اے
پہ اچھے سے لیا ہوا تھا۔ اسکا اور ماحد کا نکاح پچھلے سال ہوا
تھا جبکہ بائیس سالہ اجالا ابھی سنگل لائف گزار رہی تھی۔
اجالا کو ہر وقت سچے سنورے رہنے کا شوق نہیں تھا۔ وہ بس
ایونٹس پہ تیار ہوتی تھی۔ اس نے یونی سے آکر جو کپڑے چینج
کئے تھے، انہیں دوبارہ بدلنے کی بجائے اسی حلیے میں عنیزہ

کے ساتھ کمرے سے نکل گئی۔ وہ رف حالت میں بھی اچھی
لگ رہی تھی۔ اجالا کے خوبصورت نقوش اور زیتونی
آنکھوں کی چمک ہر کسی کو اپنی طرف مائل کرنے کا فن رکھتی
تھی۔



وہ زور سے زمین پہ پیر مارتی ہوئی جیسے ہی گھر سے باہر آتی،
گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کے شان بے نیازی سے کھڑے
ابراج شاہ کو دیکھ کر غصیلی گھوری سے نوازا جبکہ عنیزہ اور
ماحد کی نگاہیں جونہی ملیں، دونوں کے لبوں پہ خوبصورت سی

مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔ ماحد بھی باہر نکل کے کھڑا تھا۔
ابراج شاہ سفید کلف لگے سوٹ اور سیاہ ویسٹ کوٹ میں بلا
کاوجیہ لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کا رنگ ہیزل تھا جو
سورج کی ڈھلتی ہوئی روشنی میں شہد کی طرح چمک رہی
تھیں۔ اجالا نے ایک لمحے کے لیے بے اختیار ابراج کے
سراپے کا معائنہ کیا لیکن پھر اس کی اس خوبصورتی کو یکسر نظر
انداز کرتے ہوئے اپنے مخصوص تیگھے انداز میں حملہ کیا۔
اوہو ہو! بڑے بن ٹھن کر آئے ہو؟ پانچ کلو کلف سے لتھڑا
سفید سوٹ پہن کر تیار تو تم ایسے ہوئے ہو جیسے آج تمہارا

اپنا ولیمہ ہے؟ بندہ پوچھے افطاری کرنے جا رہے ہو کہ نکاح
پڑھنے؟۔۔۔ اجالا نے ناک چڑھا کر اسے اوپر سے نیچے تک
دیکھتے ہوئے طنز کا تیر چھوڑا جس نے ماحد کو بھی ہنسنے پر مجبور
کر دیا۔

ابراج نے ذرا بھی برا مانے بغیر الٹا ایک گہرا اور بھرپور جائزہ
اجالا کے لاپرواہ حلیے کا لیا۔ اس کے سفید چہرے کے گرد
جھولتی لٹیں، جلدی میں لیا گیا دوپٹہ اور شکن زدہ سیاہ لباس کو
دیکھ کر ابراج کے لبوں پر ایک تمسخرانہ مسکراہٹ رقص

کرنے لگی۔ اس نے بڑے ڈرامائی انداز میں اپنا ہاتھ ماتھے پر
یوں رکھا جیسے اسے دیکھ کر اسے گہرا صدمہ پہنچا ہو۔

اور تم؟ فارگاڈ سیک، تم کیا اس حالت میں ہمارے ساتھ
ریسٹورنٹ جاؤ گی؟۔۔۔ ابراج نے افسوس سے سر ہلاتے
ہوئے پوچھا۔

قسم خدا کی تمہارے اس حلیے کو دیکھ کر لگ رہا ہے کہ تم
ابھی کسی اندھیری غار سے تازہ تازہ کالا جادو کر کے نکلی ہو!
مجھے تو یہ سوچ سوچ کر سیکنڈ ہینڈ embarrassment ہو رہی
ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی کہیں پورا ریسٹورنٹ خوف سے اونچی

اونچی کلمہ پڑھنا نہ شروع کر دے۔۔۔۔۔ ابراج خوفزدہ ہونے
کی اداکاری کرتا اتنے ڈرامائی انداز میں بولا کہ عزیزہ اور ماحد نے
بہت مشکل سے اپنی ایڈ نے والی ہنسی ضبط کی۔ (اجالا بالکل
ایسی نہیں لگ رہی تھی جیسی ابراج ایکسپلین کر رہا ہے)
اجالا کا چہرہ غصے سے تمٹما اٹھا مگر ابراج کہاں رکنے والا تھا۔
میری بات مانو تو ہمارے ساتھ جانے کا ارادہ بالکل کینسل کر
دو کیونکہ ریسٹورنٹ کا گارڈ تمہیں دیکھتے ہی فقیرنی سمجھ کر باہر
ہی روک دے گا اور کہے گا بی بی! بچا ہوا کھانا اور خیرات
لینے افطاری کے بعد آنا۔ میری اور ماحد کی تو اتنی عزت ہے

وہاں، تمہارے اس رف لک کی وجہ سے کہیں ہمیں بھی
دھکے نہ پڑ جائیں!۔۔۔ ابراج نے آنکھیں مٹکا کر نہایت
ہمدردی سے اجالا کو مفید مشورے سے نواز کر فرضی کالر
اچکاتے ہوئے بات مکمل کی۔

ابراج شاہ! تم۔۔۔ تم دنیا کے بد تمیز ترین انسان ہو! میں
فقیرنی لگ رہی ہوں؟ اور تم؟ تم کسی سستے ڈرامے کے وہ
منحوس ولن لگ رہے ہو جس کو لاسٹ ایپسود تک ہیروئین
کا سایہ بھی نصیب نہیں ہوتا اور جوتیاں پڑتے وار نہیں
آتی۔۔۔ اجالا نے گردن اٹھا کر غصے سے چیختے ہوئے اس

کے بازو پہ زور سے مکا جڑا۔ وہ ابراج سے ہائیٹ میں بہت
چھوٹی تھی۔ اس کے سینے تک مشکل سے آتی تھی۔ دراز قد

ابراج نے ایک قدم اس کی طرف بڑھایا جس پر اجالا نے
بے اختیار چپھے ہونے کی کوشش کی۔ اس نے جھک کر اجالا
کے کان کے قریب بالکل اسی گھمبیر آواز میں سرگوشی کی جس
نے چند منٹ پہلے اجالا کے ہوش اڑا دیے تھے۔

میں جو بھی لگ رہا ہوں، آتی نو تمہارے ہوش اڑانے کے
لیے کافی ہوں اندھیرا صابری۔ بہت ہو گئی زبانی کلامی

فائرنگ! اب اپنی اس کلاشنکوف جیسی زبان کو تھوڑی دیر

کے لیے لاک لگاؤ اور گاڑی میں بیٹھو، ورنہ میں نے تمہیں
اسی ٹیرس کی ریلنگ سے الٹا لٹکا دینا ہے جہاں سے تم ابھی
مجھے گھور رہی تھیں۔۔۔ اس کے آخری جملے پر اجالا کا منہ
کھلے کا کھلا رہ گیا جبکہ ابراج فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ
ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

اتنی اوقات ہے تمہاری کہ اجالا صابری کو اپنے تشدد کا نشانہ
بنا سکو؟ اور بھٹیو (ماحد) آپ کیوں چپ ہیں؟ اسے کچھ کہتے
کیوں نہیں ہیں؟ دیکھ نہیں رہے یہ بدتمیز انسان کیسے میری
توہین کر رہا ہے؟ اور بار بار میرا پیارا سا نام بھی بگاڑ رہا

ہے۔۔۔ اجالا نے غصے سے چیختے ہوئے پیر پٹخا، پھر تلملا کر
سامنے کھڑے ماحد کی طرف مڑی جو انہیں نظر انداز کرتا عزیزہ
کو ستائشی نظروں سے اوپر سے نیچے تک دیکھنے میں مصروف
تھا۔

اوتے ابراج! بس کر دے یار، کیوں بچی کی جان کے چھپڑا
ہوا ہے؟۔ میری گڑیا روزے میں ہے۔ اب سوری بولو
اسے!۔۔۔ ماحد نے مصنوعی غصے سے ابراج کو ڈپٹنے کی
ناکام کوشش کی۔

ابراج نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور گاڑی کی چھت پہ ہاتھ
مار کر نہایت ڈھٹائی سے ماحد کو دیکھا۔

ہاں! روزہ تو بس اسی چڑیل نے رکھا ہوا ہے نا؟ ہم تو جیسے
نعوذ باللہ کافر ہیں؟۔۔۔ ابراج نے طنزیہ لہجے میں کہتے بات
جاری رکھی۔

اور توں کیا بکو اس کر رہا ہے؟ میں سوری بولوں؟ اور وہ بھی
اس فسادن کو؟۔۔۔ ابراج نے گاڑی کی چھت پہ ہاتھ مار کر
نہایت ڈھٹائی سے ماحد کو دیکھا۔

ہاں!۔۔۔ اجالا کی روہانسی اور غصے سے سرخ صورت دیکھ

کر ماحد نے زور زور سے ہاں میں سر ہلایا۔

کیا بات ہے! تیری مان مان کر ہی تو میں اتنا جوان ہوں؟

سوری کیا چیز ہے میری جان؟ تو کہتا ہے تو میں اپنے دشمنوں

کے گندے پیروں پہ اپنی ناک رگڑنا شروع کر دیتا

ہوں؟۔۔۔ ابراج نے ایک نگاہ اجالا کے چپل میں مقید سرخ

و سپید پیروں پہ ڈال کر اتنے طنزیہ اور بے نیاز لہجے میں کہا کہ

صرف اجالا کا ہی نہیں بلکہ ماحد کا بھی جی چاہا کہ وہیں سے کوئی

پتھر اٹھا کر اس کے منہ پر مار دے۔

تم نا بہت ذل۔۔۔

بس کرو تم دونوں! پندرہ منٹ رہ گئے ہیں افطاری میں اور

یہاں تیسری جنگِ عظیم ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے

رہی۔۔۔ ابھی اجالا کچھ بولتی کہ عنیزہ نے آخر کار مد اخلت

کی اور اس کا بازو پکڑ کر اسے زبردستی گاڑی کے پچھلے

دروازے کی طرف دھکیل دیا۔

اجالا کو آگے بیٹھنے دو۔ چھپے میں اور تم بیٹھ جاتے ہیں۔۔۔

ماحد نے گلہ کھنکھار کر فوراً سے کہا۔ آواز بے اختیار بلند ہو

گئی جس پہ عزیزہ تو جو سٹیٹائی۔ ابراج اور اجالا نے آئبرو اچکا
کر انہیں معنی خیز نگاہوں سے دیکھا۔

اوتے رومیو کے سستے ورژن! ذرا اپنے ارمانوں کو لگام
دے۔ ابھی اذانیں نہیں ہوئیں۔ اپنے اندر کی ٹھٹھک
افطاری تک کے لئے بچا کر رکھ۔ بھول مت کہ تو ابھی بھی
روزے کی حالت میں ہے۔۔۔ ابراج نے دانت پیس کر
ماحد کو گھور کے شرم دلائی جس پر عزیزہ کا چہرہ گلابی ہو گیا جبکہ
اجالا ہنسی دباتی ہوئی فی الحال بنا کچھ کہے پیسنجر سیٹ والا

دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ وہ اپنی آپی اور بھٹیو کے آپسی
پیار سے بہت اچھے سے واقف تھی۔ ان کا پسند کا نکاح تھا۔
ابراج کا جملہ سن کر ماحد نے ایک گہری نظر عنیزہ پر ڈالی جو
شرم کے مارے تقریباً بھاگتی ہوئی گاڑی کی پچھلی نشست پر
جا بیٹھی تھی۔

زیادہ بکواس نہیں کر اور خاموشی سے گاڑی سٹارٹ کر،
ویریفائیڈ کنوارے انسان۔ توں ساری زندگی سنگل مرے
گا۔۔۔ ماحد نے ابراج کے تلملانے کا بھرپور لطف لیا اور

ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں حکم دیتا ڈھیٹائی سے
عنیزہ کے ساتھ چھپوالی سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

ابراج نے تاسف سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور اگلے ہی
لمحے اسکی گاڑی ہوا سے باتیں کرتی ہوئی سڑک پہ تیزی سے
دوڑنے لگی۔

آہستہ چلاؤ جاہل۔ ایکسیڈینٹ کرواؤ گے؟؟۔۔۔ اجالا چلاتی
ہوئی اسے گھور کر سیٹ بیلٹ باندھنے لگی۔ اسے اپنی زندگی
بہت پیاری تھی لیکن ابراج بحث میں دھیان لگانے کی
 بجائے رفتار اور بڑھا گیا کیونکہ مقاصم، باریق اور صارم اسے

کھلے پیس منٹ سے سو فون کر چکے تھے اور غیزہ کو بھی
سماویہ، بریقا اور نمیرہ نے کتنی کالز کر ڈالی تھیں۔ وہ سب
ریسٹورینٹ میں بیٹھے خفگی سے ان کا انتظار کر رہے تھے۔

اتنی جلدی کیوں آگئے ہو؟ آرام سے عید پر آتے۔۔۔ وہ
چاروں ابھی مطلوبہ ٹیبل تک پہنچے تھے کہ مقاصم نے دانت
کچکیا کر طنز کیا۔

ارے عید پہ کیوں؟ مجھے تو لگ رہا تھا کہ اب ان سے ملاقات
اگلے رمضان میں ہی ہونی ہے۔۔۔ صارم نے بھی انہیں

اپنی تیکھی نگاہوں سے گھورتے ہوئے حصہ ڈالا۔ (صارم اور

مقام دونوں بھائی ہیں۔)

اور میں معصوم کب سے سوچ رہا ہوں کہ شاید یہ لوگ
افطاری کسی اور سیارے پر کرنے نکل گئے ہیں! ان کی
خیریت کی دعائیں مانگ مانگ کر میرا حلق خشک ہو گیا
ہے۔۔۔ باریق نے کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف اشارہ کر
کے جبرے بھینچتے ہوئے کہا۔ افطاریں اب صرف گنتی کے
چند منٹ باقی تھے۔

ہاں! ضرور پلوٹو یا مارس کا لمبا سا چکر لگا کے آرہے ہوں
گے، اسلئے بیچارے لیٹ ہو گئے ہیں۔ چلو اٹھو، انہیں
standing ovation دے کر کرسیاں پیش کرتے ہیں۔۔۔
تپی ہوئی بریقا خصوصاً اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر ہولے سے
تالیاں بجاتی ہوئی شرم دلانے والے انداز میں بولی۔ ابراج
اور اجالا نے نچلا ہونٹ دبا کر اس ساری بے عزتی کو فیل
کرنا چاہا لیکن انہیں بالکل فیل نہیں ہو رہی تھی کیونکہ وہ عادی
ہو چکے تھے البتہ ماحد اور عنیزہ کندھے اچکا کر اپنے لئے
کرسیاں گھسیٹنے لگے جیسے کہہ رہے ہوں کہ ہم بے قصور

ہیں۔ ویسے بھی سب جانتے تھے کہ لیٹ آنے میں قصور
کس کا ہو سکتا ہے؟ آخر پوری یونیورسٹی ابراج اور اجالا کے
اینٹ کتے کے بیر سے بہت اچھے سے واقف تھی، تو یہ سب
تو پھر ان کے گہرے دوست تھے۔

صرف اسٹینڈنگ اوویشن؟ میرا بس چلے تو میں ان کے گلے
میں بے شرمی کے میڈلز ڈال کر پورے ریسٹورنٹ میں ان کا
جلوس نکلاؤں۔۔۔ سماویہ نے بھی زہریلے لہجے میں غصیلی
نگاہوں کا طواف ان دونوں کی طرف کیا جو نقلی معصومیت
سے آنکھیں مٹکا کر ایک دوسرے کی طرف انگلی سے اشارہ کر

رہے تھے جیسے اپنے دوستوں کو سمجھا رہے ہوں کہ ”قصور

میرا نہیں اسکا ہے“

اور میں تو بس پولیس میں رپورٹ لکھوانے والی تھی کہ دو
نمونے گم ہو گئے ہیں، جس کو مل جائیں، اپنے پاس ہی رکھیں
تاکہ ہمارا رمضان بغیر کسی دماغی کھپت کے سکون سے گزر
سکے۔۔۔ نمیرہ لب بھیج کر غصے سے بولی۔ ان سب کو ایک

ایک دفعہ بھڑاس نکالنے کا موقع دے کر ابراج نے اب
نہایت بے نیازی سے اپنی آستین کے کف کہنیوں تک فولڈ

کرنا شروع کر دیے جبکہ اجالا نے آنکھوں میں دنیا جہان کی
معصومیت سجا کر سب کو دیکھا۔

ہو گیا تم سب کا نوحہ ختم؟ یا ابھی کسی کے اندر کا فیض احمد

فیض اور مرزا غالب مزید جاگنا باقی ہے؟۔۔۔ ابراج شاہ

نے بیزاری سے طنز کر کے ایک نگاہ ان سب کی طرف ڈال

کر اپنے لئے کرسی گھسیٹی لیکن اس کے بیٹھنے سے پہلے ہی

اجالا بڑی تیزی سے اسکی جگہ پہ بیٹھ گئی۔ (وہ دونوں ایک

دوسرے کو زچ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے

تھے۔)

ابراج نے ضبط سے اسکو گھورا، اگر ابھی سب ان پہ گرم نہ
ہوئے ہوتے تو وہ اس بات پہ بھی تماشا لگانے سے گریز نہ
کرتا لیکن مجبوری تھی۔ وہ اس وقت اسلامباد کے پر تعیش
ہوٹل میں موجود تھے جو امیر کبیر لوگوں سے بھرا پڑا تھا اور
کچھ افطاری میں آخری منٹ تھے اسلئے وہ تھوڑی جیا کرتا
اسکو قہر برساتی نظروں سے گھور کر اپنے لئے دوسری کرسی
کھینچ کر اجالا کے ساتھ بیٹھ گیا۔

بھٹیو آپ تو جانتے ہیں ناکہ ہمیشہ یہی لڑائی سٹارٹ کرتا ہے،
ورنہ میرا دماغ خراب ہے کہ میں اس کے منہ لگ کر اپنا روزہ

غراب کروں؟۔۔۔ اجالا نے مقاصم اور باریق کو دیکھ کر
روہانسی آوازیں انہیں اپنی معصومیت کا یقین دلایا (ماحد کو تو
وہ پہلے ہی اپنی طرف کر چکی تھی)۔ اجالا ان سب سے چھوٹی
تھی، وہ گریجویشن کر رہی تھی جبکہ باقی سب ایک ہی
ڈیپارٹمنٹ میں ایم ایس کر رہے تھے۔

اجالا کے علاوہ ان سب کی عمریں پچیس یا چھبیس کے
ہندسے کو چھو رہی تھیں۔ انہوں نے گریجویشن کے بعد
تھوڑا بریک لے کر ایم ایس میں ایڈمیشن ایک ساتھ لیا تھا۔
وہ سب کلج ٹائم سے اکٹھے پڑھ رہے تھے جبکہ اجالا سے ان کا

پالاتب پڑا تھا جب وہ یونیورسٹی میں آئی تھی۔ وہ ابراج کے
سوا گروپ کے سب لڑکوں کو بھٹیو کہتی تھی کیونکہ اجالا کی
یونی کے پہلے دن اسے ابراج نے بے حد ستایا تھا اور وہ اسی
روز سے اسکی عزت کرنا خود پہ حرام کر چکی تھی، ابھی کہ وہ
اس سے چار سال بڑا تھا۔

بچپن کے دوست ماحد اور ابراج کا تعلق کراچی سے تھا اسلئے
وہ یہاں اسلامباد میں ایک ساتھ شاہانہ اپارٹمنٹ میں رہتے
تھے۔ باریق اور بریقا کی شادی گریجویشن کے بعد ہی ہو گئی
تھی، ان کا مزید پڑھنے کا کوئی خاص ارادہ نہیں تھا لیکن

دوستوں کی وجہ سے انہوں نے پڑھائی دوبارہ جاری کر لی تاکہ
اسی بہانے دوستوں سے روز ملاقات ہوتی رہے۔ وہ دونوں
خالہ زاد کزنز تھے۔ نمبرہ اور صارم کی ایک دوسرے کے
ساتھ منگنی ہوئی تھی، ان کا نکاح اس رمضان کے
ستائیسویں روزے میں طے پایا گیا تھا جبکہ مقاصم اور سماویہ
نکاح شدہ تھے۔ مختصر اُیہ کہ ان فرینڈز کا سارا گروپ بکٹ تھا
سوائے ابراج اور اجالا کے۔۔

ہاں بیٹا مجھے یقین ہے کہ اسی نے لیٹ کروایا ہوگا۔ کوئی
بات نہیں۔۔۔ صرف ماحد ہی نہیں بلکہ مقاصم، صارم اور

باریق بھی اجالا کو چھوٹی بہنوں کی طرح لاڈ سے ٹریٹ کرتے
تھے، اسلئے نرمی سے اسکو جواب دے کر ابراج کو گھورنے
لگے جس نے ایک بیزار سی نظر ان حمایتیوں پر ڈال کر
نظروں کا رخ ٹیبل کی طرف مرکوز کر لیا تھا۔ اسے ان کی
ہمدردیوں سے زیادہ اس وقت میز پر سب سے ان لوازمات میں
دلچسپی تھی جن کی خوشبو اس کے صبر کا امتحان لے رہی
تھی۔ وہ سب دیسی فوڈ کے شوقین تھے، اس لیے اس
بڑے سے ٹیبل پر زیادہ تر دیسی ڈشز ہی سبھی ہوئی تھیں۔

روایتی پکوڑوں، قیمے بھرے سموسوں اور دہی بڑوں کی اشتہا

انگیز خوشبو ہوا میں رچی بسی تھی جبکہ میز کے ایک طرف گرما
گرم کڑاہی اور دیسی پکوانوں کے تھال تھے۔

وہ تمام دوست اپنی خوبصورت شکل و صورت اور مہنگی
برینڈڈ ڈریسنگ کے باعث سب کی نگاہوں کا مرکز بن رہے
تھے۔ ایک ساتھ بیٹھے وہ تمام جوڑے بے حد کیوٹ لگ
رہے تھے۔ مزے کی بات لوگوں نے ابراج اور اجالا جیسے
جانی دشمنوں کو بھی کپل سمجھ لیا تھا اور ایسا اکثر ہوتا تھا۔
اجالا کی ڈریسنگ لاپرواہ سی تھی لیکن اپنے معصوم نقوش کی
وجہ سے وہ میک اپ کے بغیر بھی پیاری لگ رہی تھی۔

ابھی ان میں سے کوئی کچھ بولتا کہ مغرب کی اذان کی آواز ہر
سوں بلند ہونے لگی جس کے ساتھ ہی میز پر لگی باتوں کی
توہیں ایک دم خاموش ہو گئیں اور سب نے فوراً دعا کے
لیے ہاتھ اٹھا لیے۔

دعا مانگنے کے بعد وہ سب کھجور سے روزہ افطار کر رہے
تھے۔ کھجوروں کی پلیٹ اجالا سے کافی دور تھی اسلئے ابراج
نے اپنے لمبے بازو کو استعمال میں لاتے پلیٹ سے دو
کھجوریں اٹھائیں، ایک اپنے منہ میں ڈال کر دوسری اجالا کی
طرف بڑھا دی۔

ابراج اور اجالا دونوں بے تحاشا لڑتے تھے لیکن ایک
دوسرے کا احساس بھی اتنے نا محسوس انداز میں کرتے تھے
کہ مقابل کو فیل ہی نہ ہو۔ ان دونوں میں ہنسی مذاق بھی ہوتا
تھا لیکن موڈ پہ ڈپینڈ کرتا تھا۔

(لیکن تمہیں ایک کھجور تک نہیں سونگھنے دینی، چکھانا تو دور کی
بات ہے۔) اس کے ہاتھ سے کھجور لے کر کھاتے ہوئے
بے اختیار ابراج کا یہ جملہ اس کے دماغ میں گونجا لیکن وہ
مسکراہٹ دباتی فی الوقت کوئی بھی طنز کرنے سے باز رہی۔
ابراج نے لگے ہاتھ اجالا کے آگے سے پکوڑوں کی پلیٹ اٹھا

کر اپنے سامنے رکھی اور انہماک سے ان لذیذ پکوڑوں کو کھاتا
اجالا کو سلگا گیا۔ اجالا نے اپنی تیکھی نظریں ابراج پر جمائیں
جو اس وقت دنیا و مافیا سے بے نیاز پکوڑوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔
بظاہر تو وہ افطار کی دعا کے اثر میں خاموش تھی لیکن اندر ہی
اندر اس کا جی چاہ رہا تھا کہ پودینے کی ٹھنڈی چٹنی کا پیالہ اٹھا
کر اس کے کلف لگے سوٹ پر الٹ دے۔

وہ جانتی تھی کہ یہ ابراج کا خاص طریقہ تھا، ایک ہاتھ سے
احساس جتاننا اور دوسرے ہی لمحے اسی ہاتھ سے سلگانے کا

ترک لگانا۔

یہ میری پکوڑوں کی پلیٹ ہے! تم دوسری اٹھاؤ۔۔۔ اجالا
نے دبی دبی آواز میں ابراج کے کان میں برہمی سے سرگوشی
کی۔

ابراج نے پکوڑا چبانے کی رفتار ذرا بھی کم نہ کی بلکہ انتہائی
ڈھیٹائی سے ایک اور خستہ پکوڑا چٹنی میں ڈبوتے ہوئے اجالا
کی طرف گردن موڑی۔

کیوں اس پلیٹ پہ تمہارا نام لکھا ہے؟ یا جہیز میں لائی
تھی؟۔۔۔ ابراج نے ناگواری سے کہا۔

جہیز میں تو نہیں لائی تھی پر یہ کھانا تمہارے ولیمے کا بھی نہیں
ہے۔۔۔ اجالا نے دانت کچکچا کے کہا۔

کھانے کا بل تو میں نے ہی دینا ہے نا؟ باقی سارے کنجوس تو
والٹ گھر چھوڑ کے آئے ہوں گے اسلئے اپنی پسند کی
افطاری الگ سے آرڈر کرو یا پھر جو مل رہا ہے، اس پہ صبر
شکر کرو۔۔۔ ابراج نے آئی رول کر کے بولتے اسے اور
تنگ کیا۔

تم میرے بل کی فکر نہ کرو۔ میں آن لائن پیمنٹ کر سکتی
ہوں۔ تمہارے پیسوں سے میں زہر بھی نہ پیوں۔۔۔ اجالا

نے دو بدو جواب دے کر اس کے آگے سے پکوڑوں کی
پلیٹ چھینی اور منہ کے زاویے بگاڑ کے خود کھانا شروع ہو
گئی۔ ایسا نہیں تھا کہ اتنے بڑے ٹیبل پہ صرف ایک پکوڑوں
کی پلیٹ تھی، اور بھی تھیں لیکن انہیں بس آپس میں لڑنا
تھا۔

ابراج نے اجالا کی اس جرات پر اسے گھورا جس نے پلیٹ
چھین کر اب بڑے تفاخر سے پکوڑا منہ میں ڈالا تھا۔ اسے کوئی
تیکھا جواب دینے کے بجائے ابراج کے لبوں پر ایک دم معنی
خیز مسکراہٹ آگئی۔

ادھر دیکھو! اپنے مجنوں بہنوئی کا دو روپے کا رومانس چیک
کرو۔۔۔ اس نے تھوڑا جھک کر اجالا کے کان کے پاس
سرگوشی کی۔

اس نے آنکھوں کے اشارے سے اسے ماحد اور عنیزہ کی
طرف متوجہ کیا جہاں ماحد اپنی منکوحہ کو بڑے پیار سے پہلا
نوالہ کھلا رہا تھا اور وہ بیچاری شرم سے لال ہو رہی تھی۔ اجالا
نے وہ منظر دیکھ کر اپنی ہنسی دبائی۔

اف! بھٹیو کو بتاؤ کہ وہ کتنے کرینچ لگ رہے ہیں ابراج۔
مطلب آپ کے ہاتھ سلامت ہیں، وہ خود کھا سکتی ہیں۔ اگر یہ

سین دو منٹ اور چلا تو میں نے بنا کسی لحاظ کے ہنسنا شروع کر دینا ہے۔۔۔ اجالا نے لبوں پہ ہاتھ جما کر مدھم سرگوشی نما آواز میں ابراج کی بات کو طول دے کر اپنا قہقہہ دبایا۔
اتفاقاً ان دونوں کو ہی محبت بہت کرینج لگتی تھی کیونکہ ابھی ان پر ایسا وقت جوں نہیں آیا تھا۔

اور زرا باریق کو دیکھو، کیسے فری ہو کر بیوی کو ندیدی نظروں سے دیکھ رہا ہے جیسے گھر میں بریقا کو دیکھنے پر اسے چیمنٹ کرنی پڑتی ہے۔۔۔ ابراج نے اپنی پلیٹ میں کھانا ڈال کر اسی کی طرح سرگوشی نما آواز میں بیزاری سے کہا۔ اس کے

عنابی ہونٹوں پہ خوبصورت سی مسکراہٹ رقص کر رہی
تھی۔

مجھے تو لگ رہا ہے کہ وہ بریقا آپی پر کوئی غزل لکھنے کا سوچ
رہے ہیں یا عین ممکن ہے کہ رمضان کا لحاظ کئے بغیر پورے
ہوٹل کے سامنے ان کے لئے اونچی اونچی ”تیرا مکھڑا چاند دا
ٹکڑا“ گانا گنگنانا شروع کر دیں۔۔۔ اجالا نے پکوڑا چٹنی میں
ڈبوتے ہوئے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

قسم سے! اور وہ دیکھو مقاصم کو! سماویہ کی باتیں ایسے سن
رہا ہے جیسے دنیا کی سب سے بڑی سائنسدان اسی کی بغل میں

بیٹھی ہے اور اسے ایٹم بم بنانے کا فارمولا فری میں بتا رہی
ہے۔ بندہ پوچھے بھائی، کراہی میں صرف نمک کم ہونے کی
شکایت کر رہی ہے وہ، تو اس میں آنکھوں میں اتنی حوس آئی
میں رومانس لانے کی کیا ضرورت ہے؟۔۔۔ ابراج کے اس
جلے کٹے تبصرے پر اجالا کا پکوڑا حلق میں اٹکتے اٹکتے بچا، وہ
بمشکل اپنا قہقہہ حلق میں گھونٹ پائی۔

نمیرہ آپی کو تو دیکھو۔ کیسے صارم بھٹیو کی بتیرڈپہ لگی مائینویر
صاف کر رہی ہیں جیسے داڑھی نہ ہو گئی، الہ دین کا چراغ ہو
گیا جسے رگڑنے سے ابھی زکوٹا جن باہر نکل آئے گا۔۔۔ اجالا

نے کھسیا نے انداز میں کھی کھی کرتے ہوئے ابراج کو بھی
ہلکا سا ہنسنے پہ مجبور کر دیا لیکن وہ چہرہ جھکا کے ان سب سے
اپنی ہنسی چھپا گیا تھا۔

تم ساری باتیں چھوڑ کے صارم کے رومانٹک ایکسپریشن نوٹ
کرو۔ اوگاڈ۔ بندہ افطاری کرے کہ یہ تماشا دیکھے؟۔۔۔
ابراج کے تاثرات ایسے ہو رہے تھے جیسے بریانی کھاتے
ہوئے اس کے منہ میں کڑوی الائچی آگئی ہو۔

سچی یارر! یہ محبت انسان کو کتنا فارغ بنا دیتی ہے۔ شکر ہے
ہم اس ذہنی فالج سے بچے ہوئے ہیں۔۔۔ اجالا نے تائید کی۔

دونوں نے ایک ساتھ ان کی طرف دیکھا، ایک گندا سا منہ بنایا
اور پھر ایک دوسرے کو دیکھ کر دبی دبی ہنسی ہنسنے لگے جبکہ
ٹیبل پر موجود باقی جوڑے ان کی اس اچانک دوستی پر
مشکوک نظریں ڈال رہے تھے۔ اجالا اور ابراج کے یہ
تبصرے ان کے کانوں تک ہر گز نہیں پہنچے تھے۔ دونوں نے
بہت احتیاط سے آواز مدھم رکھی تھی۔

انہیں اچانک اس بات کا احساس ہوا کہ ٹیبل پر موجود باقی
سب دوست اب ان دونوں کی اچانک دوستی اور سرگوشیوں
کو بڑے شک بھرے انداز میں تاڑ رہے ہیں۔ خود کو بے

نقاب ہوتا دیکھ کر دونوں نے فوراً پینتر بدلا اور ایک دوسرے
پر مصنوعی غصے والے طنز کے تیر چلانا شروع کر دیے۔

چلو اب زیادہ فری نہ ہو مس اندھیرا! نہیں ہوتا تمہیں ذہنی
فلج، کوئی تم سے محبت کرنے کے لئے مرا نہیں جا رہا۔۔۔

ابراج نے مسکراہٹ دبا کر نخوت سے سر جھٹکا اور اجالا کی
طرف دیکھ کے اپنے ایک ہی جملے سے اسے زمین پر پٹخ دیا۔

اور تم نے اپنی سرڑی ہوئی شکل دیکھی ہے؟ تمہارے لیے تو

جیسے سارے پاکستان کی لڑکیاں لائیں لگا کر خود کشیاں کرتی

پھر رہی ہیں؟۔۔۔ اجالا ایک دم تپ کر غصے سے نیچی آواز

میں غرائی۔ انہیں پھر سے لڑتے دیکھ کر وہ سب تاسف سے سر ہلاتے پھر سے اپنے پارٹنرز کے ساتھ مصروف افطار کرنے لگے۔

خودکشی کا تو پتہ نہیں لیکن گردنیں موڑ موڑ کے مجھے پیار سے ضرور دیکھ رہی ہیں۔۔۔ ابراج نے بڑے فاتحانہ انداز میں ہوٹل کے چاروں اطراف نظریں گھما کر جواب دیتے اجالا کے سلگتے ہوئے چہرے کو دیکھا اور پھر ایک ادا سے اپنی ویسکوٹ اتار کر اس کی گود میں اچھال دی۔

ہونہہ! خوش فہمیاں۔۔۔ دنیا کے اور لڑکے تو جیسے مر گئے ہیں

نا جو یہ تمہیں مڑ کر دیکھیں گے؟ کبھی آئینے میں شکل دیکھی

ہے اپنی؟۔۔۔ اجالا ایک سخت نظر اس پہ ڈال کر تمسخرانہ

لہجے میں بولی اور ابراج کی ویسکوٹ کو صحیح سے تہہ لگا کے

اپنی گود میں رکھتی پھر سے کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی۔

(اسے عادت تھی یونہی اسکی جیکٹس اور ویسکوٹ پکڑنے کی،

بدلے میں وہ اسے اپنا بیگ یا پانی کی بوتل تھما دیا کرتی تھی)

الحمد للہ! سو دفعہ دیکھی ہے۔ تم سے سو گنا اچھی ہے۔ میں

زرا باہر کی تازہ ہوا لے آؤ۔ اب تم بکو اس چھوڑ کے میری

ویسکوٹ کو اور پیار سے سنبھالو لیکن دھیان رکھنا کہیں اس کی
خوشبو سونگھ کر تم بھی ان گردنیں موڑنے والیوں کی فہرست
میں شامل نہ ہو جاؤ۔۔۔ اس نے ایک بھرپور شرارتی نظر
اجالا کے تپتے ہوئے چہرے پر ڈالی اور پھر کرسی چھوڑ کر
کھڑا ہو گیا۔ جیب سے سکریٹ کی ڈبی اور لائٹرنکال کر
انگلیوں میں گھماتے ہوئے وہ باہر جانے کی تیاری کر رہا تھا۔
اتنے برے دن نہیں آئے مجھ پہ! Ewww۔۔۔ اور صاف
صاف بولونا کہ تازہ ہوا کھانے نہیں سکریٹ کا دھواں
پھیپھڑوں میں بھرنے جارہے ہو۔ کیا فائدہ سارا دن روزہ

رکھنے کا؟ اگر رمضان میں بھی نشیوں والے کام کرنے
ہیں!۔۔۔ ابراج کی اتنی خود اعتمادی پہ اجالا ناگواری سے ہر
لفظ چبا چبا کر جواباً گویا ہوئی۔

آجاؤ۔ میرے جانے سے اتنی اداسی ہو رہی ہے تو باہر ساتھ
مل کے سوٹے لگاتے ہیں۔۔۔۔۔ ابراج نے اس کی بات سن
کر ایک قہقہہ لگاتے ہوئے جان بوجھ کر کمینگی سے آفر کی۔
شکل سے تو بے غیرت نہیں لگتا؟ پھر کیوں بے غیرتوں والی
باتیں کر رہا ہے؟۔۔۔۔۔ اجالا کو پھر سے چلانے کے لئے
ہونٹ وا کرتے دیکھ کر ماحد نے بھڑک کر ابراج کو ٹوک

کے شرم دلائی جس پہ وہ یونہی دلکشی سے ہنستا ہوا جواب
دیئے بغیر اپنی گھنی سیاہ بنیر ڈپہ ہاتھ پھیرتا سیگرت جلاتے
ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا، اسے اجالا کی اس جھنجھلاہٹ
سے دلی سکون ملا تھا۔ اجالا نے مٹھیاں بھینچ کر ایک تیکھی
نظر اس کی پشت پر ڈالی اور پھر بڑبڑاتے ہوئے ویسکوٹ کی
ایک بار پھر تہہ درست کر دی۔ شاید ابراج کے پرفیوم کی وہ
دھیمی سی خوشبو واقعی اسے لاشعوری طور پر اچھی لگ رہی
تھی۔

کتنی ہی لڑکیوں کی نگاہوں نے ابراج شاہ کی چوڑی پشت پہ
اشتیاق سے نظریں ڈالی تھیں۔ اسکی وجہہ شخصیت محفل
میں نظر انداز ہو جانے والوں میں سے نہیں تھی۔

تمہیں ہارن دینے کی تمیز نہیں ہے؟۔۔۔ بدر صابری دانت
کچکچا کر ناگواری سے ابراج کو لتاڑنے لگے جو جب بھی ان
کے گیٹ کے پاس آتا تھا، جان بوجھ کر چار سے پانچ اکھٹے
ہارن بجا کر انہیں سلگا دیتا تھا۔ ان کی اور ابراج کی بالکل
نہیں لگتی تھی۔

تمیز تو کوٹ کوٹ کر بھری ہے پر نسیپل صاحب! بس آپ کے
گھر کا یہ عالیشان گیٹ دیکھتے ہی میری گاڑی کا ہارن ذرا جذباتی
ہو جاتا ہے اور سونے پہ سہاگہ میرا اپنا ہاتھ بھی مجھ سے
غداری کر کے پھسل جاتا ہے!۔۔۔ ابراج نے اپنی سائیڈ کا
شیشہ ڈاؤن کر کے آنکھیں مٹکا کر ڈرامائی انداز میں بدر صابری
کو جواب دیتے انہیں اندر تک سلگا دیا۔

چھوڑیں نا پاپا۔ آپ کیوں اس کے منہ لگ کے اپنا موڈ
خراب کر رہے ہیں؟ اس سیٹھ کو انوکھی خوش فہمیاں ہیں کہ

ہر سڑک اس کے باپ کی ہے۔۔۔ اجالا گاڑی سے نکل کر
بدر صابری کے سینے سے لگتی تیکھے انداز میں بولی۔

تمہارا ہر بات میں اپنی چھوٹی سی ٹانگ اڑانا ضروری نہیں
ہوتا۔ منہ بند رکھا کرو اپنا۔ آج تو تمہیں اپنی گاڑی میں عزیزہ کی
وجہ سے بٹھا لیا تھا، اگلی دفعہ مجھ سے ایسی نیک امید مت
رکھنا۔۔۔ ابراج اپنے پر نسپیل کا لحاظ کئے بغیر دانت پیس کر
اجالا کو سنانے لگا۔

تمہارے ساتھ بیٹھنا بھی کون چاہتا ہے؟ پاپا آپ
ریسٹورینٹ کی پک اینڈ ڈراپ کا کرایا نکال کر اس کے منہ پہ

ماریں۔ اور انسان! جب دیکھو، فری ہوتا رہتا ہے۔۔۔

اجالا اسے دو بدو جواب دے کر اپنے پایا کی جیب سے ان کا
والٹ نکالنے لگی۔

ہاں جلدی نکالو! لیکن میں کیش نہیں بلینک چیک لیتا

ہوں۔۔۔ ابراج نے برا منائے بغیر چٹکی بجاتے ہوئے

حکمیہ لہجے میں کہا تو بلینک چیک کے زکر یہ ہی بدر صاحب کے

دل کو ہول اٹھنے لگے جبکہ اجالا نے والٹ سے ہاتھ ہٹا کر

اسے آنکھیں پھیلا کے دیکھا اور پھر اگلے ہی لمحے قہقہہ لگا

اٹھی۔

بلینک چیک؟ شکل اپنی ہے کہ ادھار لی ہے؟۔۔۔ اجالا ہنسی

رو کے بغیر مذاق اڑانے والے انداز میں بولی۔ عزیزہ بار بار

اسکا بازو پکڑ کے اسے پایا کے سامنے خاموش کروانے کی

کوشش کر رہی تھی لیکن وہ سن نہیں رہی تھی اور ماحد

تاسف سے ان پر نظریں جمائے اس جنگ سے لطف اٹھا رہا

تھا۔ بدر صاحب نے اپنے داماد کو پیار سے اندر چلنے کی

دعوت دی تھی لیکن عشاء کی نماز کا وقت ہو رہا تھا اور اسکا

کہنا تھا کہ انہیں تراویح پڑھنے جانا ہے جس پر وہ اسکی بلائیں

لے کر رہ گئے۔ انہیں ماحد بہت سلجھا ہوا لگتا تھا کیونکہ اس

نے کبھی ان کے سامنے اپنی اوقات جوں نہیں دیکھائی تھی؟
ہمیشہ خرافاتی کاموں میں پیش پیش صرف ابراج شاہ نظر آتا
تھا اور اسی لئے انہیں اپنے داماد کا یہ دوست بے حد زہر لگتا
تھا۔

الحمد للہ! شکل تو میری بالکل اور یجنل ہے مس اندھیرا!
اور اتنی ڈیشنگ ہے کہ تم جیسی کالی مرچیں اسے ادھار لینے
کے لیے بھی لائن میں کھڑی ہوں تو باری نہ آئے۔۔۔ ابراج
نے اپنے وجیہہ چہرے کی بٹیروپہ ایک ادا سے ہاتھ پھیر کر آنکھ

ونک کرتے ہوئے اجالا کو طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔ اسکی
مسکراہٹ کسی کے بھی تن بدن میں آگ لگا دے۔
زیادہ بک بک نہ کرو اور اپنا یہ کرایا پکڑ کے یہاں سے دفعہ ہو
جاؤ۔ تمہاری اوقات سے زیادہ دیا ہے۔۔۔ اجالا نے گن کر
ڈھائی سو روپیہ والٹ سے نکال کر ابراج کی طرف بڑھاتے
بے نیازی سے کہا جو اسکا سٹائل تھا۔

ہاں! میری اوقات بالکل یہی ہے کہ مجھے اکثر مجبوری میں
اپنے سے بونے لوگوں کو لفٹ دینی پڑ جاتی ہے اور جتنے پیسے
تم مجھے دے رہی ہونا، اس سے زیادہ تو میں روز اپنا صدقہ

نکالتا ہوں۔۔۔ ابراج نے ”بونے لوگوں“ والے الفاظ
استعمال کر کے ایک گہری نظر اجالا پہ ڈال کر ایک لمحے کے
لیے گاڑی سے ٹیک لگائی اور اپنی بی ایم ڈبلیو کے لوگوں پر ہاتھ
پھیرتے ہوئے لہجے کو مزید زہریلا کر لیا۔

اور ہاں میری اس بی ایم ڈبلیو کے صرف ایک دن کے پٹرول
کا خرچہ تمہاری ماہانہ پاکٹ منی سے زیادہ ہے! تو یہ چند سو
کے نوٹ میری طرف سے ایڈوانس عیدی سمجھ کر رکھ لو،
عید پر سوٹ لے لینا۔ سنا ہے، لوکل شاپ پر تمہارے سائز
کے بے بی ڈریسز اتنے پیسوں میں آرام سے مل جاتے

ہے؟۔۔۔ ابراج قہقہہ لگا کر کمینگی سے ہنستا ہوا گاڑی سے باہر
نکلا اور اجالا کے مقابل کھڑے ہو کر دوبارہ اسکی ہائیٹ پہ طنز
کرتے ہوئے اسے احساس دلایا کہ وہ واقعی اس سے کتنی
چھوٹی ہے۔ پرنسپل بدر صابری کا بس نہیں تھا کہ اس ذلیل
انسان کو اپنے گھر کے گیٹ سے ہی نہیں بلکہ کل صبح ہوتے
ہی یونیورسٹی سے بھی دھکے دے کر باہر نکال دیں لیکن ان کا
بس ہی تو نہیں چلتا تھا؟ کیونکہ وہ کراچی کے مشہور و معروف
بزنس مین صفدر شاہ کا چھوٹا اور لاڈلا بیٹا تھا جو حد سے زیادہ
بگڑا ہوا تھا اور خیر سے صفدر شاہ یونیورسٹی میں آئے روز کافی

ڈونیشن دیتے رہتے تھے تاکہ غریب بچے بھی یہاں تعلیم حاصل کر سکیں۔ صفر شاہ کے پرنسپل صاحب کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے، اس آفتِ ناگہانی کو اپنی یونیورسٹی میں برداشت کرنے کی صرف اور صرف یہی ایک وجہ تھی جس نے بدر صابری کے ہاتھ پاؤں باندھ رکھے تھے۔

یو اسٹوڈ! جنگلی ٹارزن کی شکل والے۔ زیادہ نا اپنی کھمبے جتنی ہائیٹ پہ اترانے کی ضرورت نہیں ہے۔ قد بڑا ہونے سے انسان بڑا نہیں ہو جاتا بلکہ عقل بڑی ہونے سے ہوتا ہے جو تمہاری سرے سے گھٹنوں میں ہے۔۔۔ اجالا نے پیر

پٹکتے ہوئے اسے غصے سے کھری کھری سنا کر بدر صابری کے
جلتے ہوئے کلیجے پہ ٹھنڈی پھوار ڈالی۔ انہیں اپنی بیٹی کی لمبی
زبان صرف تب پسند آتی تھی جب یہ ان کے دشمنوں کے
سامنے چلتی تھی ورنہ اگر وہ ماں یا پھوپھیوں کو اینٹ کا
جواب پتھر سے دے دیتی تھی تو وہ اسکی کلاس بھی لگا لیا
کرتے تھے۔ دوسری طرف یہی سین ابراج کے ساتھ تھا،
اگر صدر شاہ اسکی ہر خواہش پوری کر کے اسکے لاڈ اٹھاتے
تھے تو اسکی اوٹ پٹانگ حرکتوں پہ اسے ذلیل بھی اتنا ہی
کرتے تھے اسلئے تو ابراج نے عزیزہ کو اپنی پکی والی بہن بنایا

ہوا تھا تاکہ وہ جب بھی کچھ الٹا کر دے تو وہ سلجھ بھی ہوئی نرم
لہجے والی بیٹی اپنے باپ کو سمجھا کر بچ بچا کر واسکے اور اسکے
باپ کو فون ٹھونکنے کی نوبت کم سے کم آئے۔ ماحد اور عزیزہ
انہیں اشاروں سے خاموش کروانے کی بھرپور کوشش کر
رہے تھے لیکن وہ اجالا اور ابراج ہی کیا، جو اسکی سن لیں؟

Awwww

کہیں مجھ جیسے حسین و جمیل ”کھمبے“ کو اتنی دیر سے اوپر
گردن اٹھا کر دیکھنے کی وجہ سے تمہاری گردن میں بل تو نہیں پڑ
گئے؟ اگر کہو تو میں تمہارا گلا دبا کر یہ بل نکال دوں؟ یقین مانو،

[illegible]

استہزائیہ مسکراہٹ آگئی اور اس نے بڑے سکون سے سینے
پر ہاتھ باندھ کر ابراج کو دیکھا۔

بابا بابا۔۔۔ اس کا قہقہہ اتنا زوردار تھا کہ ابراج ایک لمحے کو
خاموش ہو کر اسے تیکھی نظروں سے دیکھنے لگا۔

یہی۔۔۔!! یہی تمہاری اوقات ہے ابراج صفر کہ تمہیں مجھ
سے مخاطب ہونے کے لئے ہمیشہ میرے سامنے جھکنا

پڑے۔ کیری آن۔ قدرت نے تمہیں بنایا ہی ایسا ہے کہ

تمہیں اجالا بدر صابری کے آگے جھک کر رہنا پڑے۔۔۔ اجالا

نے اپنی ٹھوڑی تھوڑی اور اوپر اٹھائی اور اسے سلگاتے

ہوئے ایک ادا سے بولتی ابراج کے سوا باقیوں کو اونچا قہقہہ
لگانے پہ مجبور کر گئی۔ عزیزہ بھی اپنی ہنسی نہ دبا پائی ورنہ وہ
اکثر ابراج کا ساتھ دیتی تھی جو اسکے لئے بھائیوں جیسا تھا
کیونکہ ماحد اور عزیزہ کا نکاح کامیاب کروانے والا بھی وہی
تھا۔ ابراج نے اسے پرنسپل صاحب کے سامنے سلجھا اور
سوہر بننے کے اتنے آئیڈیاز دیئے تھے کہ بدر صاحب ماحد کی
شخصیت سے ایمپریس ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

بالکل !!! پر یاد رکھنا مس اندھیرا، میں صرف اپنے شکار کو چلکا
دینے کے لئے تھوڑا سا جھکتا ہوں تاکہ جب بن بتائے جھپٹوں

تو سامنے والے کو راہِ فرار چاہ کے بھی نصیب نہ ہو۔۔۔

ابراج نے اپنی ہار ایکسپٹ کرنا کہاں سیکھا تھا؟ انہیں ہنسی میں مصروف دیکھ کر وہ اجالا کے کان کے پاس جھک کر گھمبیر سرگوشی میں بولا۔ اجالا کے کانوں میں اس کی گرم سانسیں اور وہ بھاری آواز کسی سحر کی طرح رس گھول گئی تھی۔ اپنی دھڑکنوں کے تیز ہونے پر وہ حیران ہوئی، اسے سمجھ نہیں آیا کہ ابراج نے شکار اور راہِ فرار کی بات کس تناظر میں کی ہے مگر اس کے لہجے کی پراسراریت نے اسے ایک تجسس میں مبتلا ضرور کیا تھا۔

عشاء کا وقت ہو رہا ہے شاہ!۔۔۔ ابھی کوئی مزید کچھ بولتا
کہ گاڑی میں پیسنجر سیٹ پر بیٹھے ماحد ملک نے دانت کچکچا کر
اسے وقت کا احساس دلایا۔

چھوڑو بیٹا! اس عیاش کی عبادتیں کونسی قبول ہو جانی ہیں جسے
رمضان میں بھی بڑوں کی تمیز چھو کر نہیں گزری۔۔۔ بدر
صاحب نے اپنے داماد کو محبت بھری نظروں سے دیکھ کر
نخوت سے کہتے ہوئے ایک افسوس بھری نگاہ ابراج پہ ڈالی
جو گھڑی پہ وقت دیکھ کر واپس ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ رہا
تھا۔ ماحد نے مشکل سے ہنسی دبائی۔

جی بالکل۔ عبادتیں تو بس آپ کی قبول ہوئی ہیں ناں پر نسیل
صاحب؟ اسی لئے تو آپ کو صبر کے پھل کے طور پر اتنی
فساد بیٹی ملی ہے؟ اگر عبادتیں قبول ہو جانے پر اندھیرا
صابری جیسی ناگن تحفے میں ملتی ہے تو میں گناہگار ہی صحیح
ہوں!۔۔۔ ابراج نے گردن موڑ کر انہی کی طرح افسوس
سے کہتے ہوئے اپنی ہنسی حلق میں گھونٹی اور اجالا کا غصے سے
لال ہوتا چہرہ دیکھ کر لطف اٹھاتا اپنی گاڑی سٹارٹ کرنے
لگا۔ اجالا کا پارہ اس ناگن والے لفظ پر ساتویں آسمان پر جا
پہنچا۔ اس سے پہلے کہ وہ طیش سے جھک کر زمین سے کوئی

اینٹ اٹھاتی یا کوئی تیکھا جواب دیتی، ابراج نے اسے بولنے کا
موقع ہی نہیں دیا تھا۔

چلو ملک! اب اس سے پہلے کہ یہ پھل ہم پر برسنا شروع ہو
جائے، یہاں سے نکلنا ہی بہتر ہے۔۔۔ ابراج نے قہقہہ لگا
کر ماحد سے کہتے ہوئے تین سے چار زوردار ہارن بجائے اور
اجالا اور بدر صابری کو یونہی سلگتا ہوا چھوڑ کر انکی نظروں
سے اوجھل ہو گیا۔ اسکی گاڑی دھول اڑاتی ہوئی یہاں سے
نکلی تھی۔ عزیزہ نے مسکراہٹ دبا کے سر جھٹکا اور انہیں
کلستا چھوڑ کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔



اپارٹمنٹ پہنچتے ہی ابراج اور ماحد نے ڈرائنگ روم کے
صوفوں پر تیزی سے چھلانگ لگائی۔ ابراج ایک صوفے پر
اوندھے منہ گرا جبکہ ماحد دوسرے صوفے پر ٹانگیں پسارے
چھت کو گھورتا ہوا گہرے سانس بھرنے لگا۔ یوں لگ رہا تھا
جیسے دونوں کی آخری سانسیں چل رہی ہوں۔

زندہ ہے یا میری طرح شہید ہو گیا ہے؟۔۔۔ ابراج نے
صوفے کے کشن میں منہ دبا کر مدھم سی آواز نکال کر ماحد

سے سوال کیا۔

مجھے ہاسپٹل لے جا ابراج! میرا ایک ایک جوڑ جواب دے گیا
ہے۔ ایسے لگ رہا ہے میرے گھٹنے مسجد میں ہی رہ گئے
ہیں، اور میں خالی ٹانگیں لے کر گھر آ گیا ہوں۔ خود سے
معذروں والی فیلنگ آرہی ہے۔۔ ماحد نے ایک لمبی آہ
بھری اور اپنی بند آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر کراہتے ہوئے کہا۔
ہائے ماحد! نہ پوچھ، ابھی میرے میں سانس لینے کی بھی ہمت
نہیں ہے۔ قسم خدا کی، میرے پاؤں کے تلووں سے ایسے
آگ نکل رہی ہے جیسے میں ابھی دہکتے ہوئے کو تلوں پر
ماڈلنگ کر کے آرہا ہوں۔ اے سی آن کر سالے۔۔۔

ابراج کی تو گرمی سے جان نکلے جا رہی تھی، ابھی کہ موسم
درمیانہ تھا۔ منکھ لگانے والا موسم راستے میں تھا لیکن اسے
جتنی گرمی اس وقت لگ رہی تھی، اسکا بس نہیں چل رہا تھا
کہ فریج میں جا کر بیٹھ جائے لیکن افسوس فریج اسے خود میں
سمانے کے لئے بہت چھوٹی تھی۔

شکر کر میں تیرے ساتھ زندہ سلامت واپس آگیا ہوں ورنہ
قاری صاحب نے جب بیسویں رکعت میں التحیات پڑھنی
شروع کی تھی، اس ٹائم مجھے لگا کہ میری روح مسجد میں ہی
پرواز کر جانی ہے۔ مجھے سامنے ملک الموت نظر آنے لگ

گتے تھے۔۔۔ ماحد نے سینٹرل ٹیبل پہ ہاتھ مار کے اے سی

کاریموٹ تلاشتے ہوئے ہانپتی آوازیں کہا۔

سچی بتاؤں؟ جب وہ رکوع میں جا کر سبحان ربی العظیم کہہ کر

لمبا pause لے رہے تھے نا تو مجھے لگا کہ میں وہیں کھڑے

کھڑے سجدے میں گر جاؤں گا لیکن پھر میں نے بے عزت

ہونے کے ڈر سے ناچاہ کر بھی ہمت کی اور اپنی اگلی تین

نسلوں کے نام سوچنا شروع کر دیے۔۔ مطلب اتنا لمبا وقفہ

کون لیتا ہے؟ مجھے تو شک ہو رہا ہے کہ قاری صاحب رکوع

میں ہی سو گتے تھے۔۔ ابراج نے سیدھے ہو کر اپنی سفید

قمیض کے اوپری بٹن کھولتے ہوئے تکیے کو اپنی گردن کے
نیچے رکھتے ہوئے اپنا دکھ سنایا۔

ابھی ماحد بات کو مزید طول دیتا کہ ابراج کی قمیض کی جیب
میں پڑا فون تھر تھرا نے لگا۔

ہائے! اس ٹائم کون موت کا فرشتہ مجھے فون کر رہا ہے! بھائی
اگر تو تم عزرائیل ہو تو تھوڑی دیر بعد مس کال کر کے آنا۔
مجھ میں ابھی جان قبض کروانے کی ہمت نہیں ہے۔۔۔
ابراج نے اسکرین پہ نام دیکھے بغیر جیب سے فون نکال کر

اندازے سے یس کر کے کان کو لگاتے مری مری آوازیں
کہا۔ اسے لگا کہ کوئی دوست ہو گا۔

تمہارا باپ بول رہا ہوں!۔۔۔ دوسری طرف سے بارعب
آوازیں دانت کچکچا کر اپنا تعارف کروایا گیا تو ابراج شاہ نے
بھک سے اپنی بند ہوتی آنکھوں کو وا کیا۔

بابا جان۔۔۔ آپ؟۔۔۔ مجھے لگا کہ صارم کا فون ہے۔۔۔
ابراج کو بے اختیار اپنے الفاظ پہ تھوڑی سی شرمندگی ہوئی تو
وہ لب دبا کر صفائی دینے والے انداز میں بولا۔

”ہمم! ”سید صفر علی شاہ اسپیکنگ!“۔۔۔ انہوں نے

سگار لبوں میں دبا کر اسے مزید شرم دلائی۔

جی شاہ صاحب پتہ چل گیا ہے کہ میری یاد میں پاگل ہوتے
ہوئے آپ نے مجھ غریب کو فون ملایا ہے لیکن میں آپ کو

پہلے ہی بتا رہا ہوں کہ میں ابھی بات کرنے کی پوزیشن میں
بالکل نہیں ہوں۔ میری ہمت جواب دے گئی ہے۔۔۔

ابراج نے صوفے کے کشن میں چہرہ رگڑتے ہوئے نہایت

مظلومیت سے دہائی دیتے آڈیو کال کو ویڈیو کال پہ سوئیچ

کر کے اپنے سامنے صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کے رکھ دیا تاکہ
بات کرنے میں آسانی ہو۔

کیوں؟ ابھی باتھروم سے نکلے ہو؟ یقیناً میرے بھوکے بیٹے
نے افطاری میں زیادہ ٹھونس لیا ہوگا اسی لئے لوز موشن
لگ گئے ہونے ہیں؟۔۔۔ اسکی تڑپتی حالت دیکھ کر صفدر
شاہ نے مسکراہٹ دبا کر طنزیہ لہجے میں مصنوعی ہمدردی کا
مظاہرہ کیا تو ابراج نے منہ پھولا کر انکی طرف دیکھا جبکہ ماحد
ملک کا دلکش قہقہہ لاؤنج میں بلند ہوا تھا۔

نہیں انکل! بیچارے کو constipation کا مسئلہ ہو گیا

ہے۔۔۔ ماحد نے اپنی تھکاوٹ بھلا کر ہنسی دباتے ہوئے

ان کے ساتھ مل کر ابراج کو چھیڑا۔

ہاں! اور یہ مسئلہ تب تک صحیح نہیں ہونا، جب تک میں تجھ

پہ چڑھ نہ گیا!۔۔۔ ابراج نے صوفیہ پٹا کشن اٹھا کر ماحد

کے منہ پہ مارتے زومعنی سے غرا کے جواب دیا تو ماحد نے

بوکھلا کر یہ کشن واپس اسکے منہ پہ مار کے اشارے سے صفر

شاہ کی کال پہ موجودگی کا احساس دلایا۔

سو دفعہ بولتا ہوں کہ رمضان ہے! میری زبان نہ کھلوائی
جائے لیکن نہیں! سب نے میرے صبر کا جنازے نکالنے کی
قسم کھا رکھی ہے۔۔۔ اس سے پہلے کہ صفر شاہ اپنے بیٹے
کلاس لگانا شروع کرتے، ان کی گھوریوں سے گڑ بڑا کر ابراج
نے خود ہی ناک سکوڑ کے شکایتی انداز میں ڈرامے کرنے
شروع کر دیئے۔

شکر ہے تمہیں یاد آگیا کہ رمضان چل رہا ہے؟ ورنہ مجھے تو لگ
رہا تھا کہ شیطان کے خاص ایجنٹ کو قید کرنا فرشتے بھول ہی

گتے ہیں؟۔۔۔ صفر شاہ نے گہرا طنز کرتے اپنی بگڑی ہوئی

اولاد کو لتاڑا۔

استغفر اللہ! ابھی بیس تراویحیں پڑھ کے آرہا ہوں بابا جان۔

سجدے کر کر کے میرے ماتھے پہ محراب ابھرنے والے ہو

گتے ہیں اور آپ مجھے شیطان کا ایجنٹ بول کر میرا دل توڑ

رہے ہیں؟۔۔۔ ابراج نے کسی نازک حسینہ کی طرح ایک

ادا سے خفگی کا اظہار کر کے اپنا وجیہہ چہرہ کشن میں چھپا لیا۔

میں نے تو تمہارا نمبر بھی ”ابلیس کے مشیر“ کے نام سے سیو

کیا ہوا ہے بابا کی جان کے وبال!۔۔۔ اس کے ڈرامے دیکھ

کر صفر شاہ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بار بار اپنی چھاپ

چھوڑ رہی تھی لیکن وہ عادتاً اسے زچ کرنے لگے۔

بابا جان!!!۔۔۔ ماحد کا بلند ہوتا قہقہہ سن کر ابراج ناراضگی

سے دبی دبی آواز میں چلایا۔ وہ سب کو روسٹ کرنے والا

بس باپ کے ہاتھوں ذلیل ہو جاتا تھا۔

اور جہاں تک رہی ماتھے پہ محراب ابھرنے کی بات تو یہ نیک

کام تو تب ہو گا نا جب موصوف کا سجدے میں دل لگے گا؟

لیکن تمہارا آدھا سجدہ تو اسی فکر میں گزر جاتا ہے کہ کہیں مسجد

سے تمہارے جوتے چوری نہ ہو جائیں؟۔۔۔ صفر شاہ

نے اسکے خفا انداز کو سیریس لئے بغیر اسکی عزت افزائی کرنا
جاری رکھا۔ اگر یہاں اجالا ہوتی تو اب تک ہنس ہنس کے
لوٹ پوٹ ہو چکی ہوتی۔ (ایک یہی وجہ تھی کہ ابراج اپنے
باپ کا فون اپنی جانی دشمن کے سامنے نہیں اٹھاتا تھا)
اب کی دفعہ ماحد کے ساتھ ابراج بھی اپنے باپ کے اتنے
درست اندازے پہ قہقہہ لگا کے ہنس پڑا تھا۔

قسم سے بابا جان۔ ابھی کل ہی مسجد میں میرے نئے مہنگے
شوز چوری ہوئے ہیں۔ بندہ پوچھے میں نے تو نماز کے بعد
شادی کی دعا بھی نہیں مانگی تھی تو پھر سالیوں والی جوتا چھپائی

کی رسم اتنے حق سے میرے کس نامعلوم سالے نے انجام

دی تھی؟۔۔۔ ابراج نے انہیں اپنے ساتھ ہوئی واردات

اتنے دکھ اور کمینگی سے سنائی تھی کہ صفدر شاہ اپنی بے

اختیار آنے والی ہنسی روک نہ پائے۔

اٹس ہائی ٹائم کہ تم اپنی شادی کی دعا مانگنا شروع کر دو! یہاں

تمہاری ماں تمہارے لئے ڈھیروں لڑکیاں پسند کر کے رکھ

چکی ہے۔ وہ چاہ رہی ہیں کہ اسی رمضان میں تمہارا نکاح کر

دیں۔۔۔ انہوں نے ایک دم اپنی ہنسی کا اثر زائل کر کے

سنجیدگی سے اسے اپنی بیوی کی اطلاع دی جا کے لئے ابراج کو
کال ملائی تھی۔

دیکھیں بابا جان! (ابراج بے حد سنجیدہ ہوا۔) شادی تو میں کر
لوں لیکن اگر۔۔ (وقفہ لیا) رومانس کرتے ہوئے میری ہنسی
چھوٹ گئی تو میری بیوی نے اسی وقت طلاق لے کر چلے
جانا ہے۔ خود پہ طلاق کا داغ لگوانے سے بہتر نہیں ہے کہ
میں ساری زندگی کنوارا رہوں؟۔۔۔ ابراج نے اپنی ہیزل
آنکھوں میں طلاق کا ڈھیروں خوف لئے جس ڈراماٹک انداز
میں ہاتھ جوڑے تھے، ماحد اسکے اتنے گھٹیا بہانے پہ ہنس ہنس

کے لوٹ پوٹ ہوتا صوفے سے نیچے گرتے گرتے بچا جبکہ

صفر شاہ کا چہرہ سرخ ہوا۔

یار مجھ سے رومانس نہیں ہوگا، اور جو مرضی کروالیں۔

مطلب چلیں میں تھوڑا بہت رومانس کروں گا لیکن ہنستے

ہوئے۔۔۔ لائک کوشش کروں گا۔۔۔ یونویں۔۔۔ ابراج

شاہ لب دانتوں میں دبا کر اپنی ہنسی روکنے کی ناکام کوشش

کرتا بہت بے بسی سے اپنے باپ کو یہ سمجھانے کی سعی کر رہا

تھا کہ یہ کام وہ سیریس رہ کے نہیں کر پائے گا لیکن اس سے

پہلے کہ وہ مزید بولتا، انہوں نے اسے ٹوک دیا۔

باپ سے ایسی فضول گویاں کرتے ہوئے تمہیں ذرا شرم
نہیں آتی؟ اور اگر اتنی ہی ہنسی آتی ہے تو کسی سرکس میں
بھرتی کیوں نہیں ہو جاتے؟۔۔۔ صفر شاہ نے طنزیہ انداز
میں برہم ہوتے اسکو شرم دلائی جس پہ وہ سر جھکا کر اپنی ہنسی
روک رہا تھا لیکن ماحد کے جناتی قہقہے دیکھ کر وہ قابو کھو بیٹھا۔
ان سب دوستوں کو سیریس سیچویشنز میں ہنسنے کی بہت گندی
والی بیماری تھی۔

آئیڈیا برا نہیں ویسے! کم از کم وہاں میرے اس ٹیلنٹ کی قدر
تو ہوگی نا؟۔۔۔ ابراج نے لاپرواہی سے ہنستے ہوئے ڈھیٹائی
سے آنکھیں مٹکائیں۔

شٹ اپ! تمہاری ماں تمہیں یاد کر رہی ہے، اگلے ہفتے ماحد
کے ساتھ کراچی کا چکر لگاؤ، پھر میں تمہیں سیدھا کرتا ہوں۔
اور صابری صاحب کے گھر کے پاس سے تمیز سے گزرا کرو،
تمہاری شکایت ملی ہے مجھے۔۔۔ انہوں نے دل میں اسکی
خوبصورت ہنسی کی نظر اتار کے مصنوعی رعب و دبدبے

سے اسے ڈپٹا اور اسکا مزید کوئی بھی لاپرواہ جواب سننے بغیر
فون کھٹکا ک سے بند کر دیا۔

ایک تو پر نسیپل صاحب کا بھی کوئی حال نہیں ہے۔ اتنا تو کوئی
ستی ہوئی محبوبہ بھی اپنے بچھڑے ہوئے یار کو یاد نہیں کرتی
جتنا وہ آئے روز بابا جان کو کر رہے ہوتے ہیں۔۔۔ ابراج
شاہ نے دانت پیس کر کہتے ہوئے فون پہ انگلیاں مار کے
یونہی انسٹاگرام کھول لی۔ وہ شدید تنگ تھا بدر صابری کے
چغلیاں لگانے والے انداز سے۔۔

تمیز سے! میرے سر ہیں وہ!۔۔۔ میری غیرت جاگ سکتی
ہے۔۔۔ ماحد نے گلہ کھنکھار کر فرضی کالر اچکاتے ہوئے

اس پہ رعب جھاڑا۔

کوئی بات نہیں میری بے غیرت جان! میں تیری غیرت کو
موت کی نیند سلانا جانتا ہوں۔۔۔ ابراج نے ماحد کو سر
سے پاؤں تک یوں دیکھا جیسے کسی عجیب مخلوق کا معائنہ کر رہا
ہو اور پھر بڑی بے نیازی سے اس پہ طنز کر کے دوبارہ اپنے
موبائل میں مصروف ہو گیا۔

واٹ؟؟؟؟۔۔۔ ابھی ماحد سینہ تان کے کوئی جوابی کاروائی
کرتا کہ انسٹاگرام پر ایک پوسٹ پڑھ کے ابراج نے حیرت
سے آنکھیں اچکائیں۔

کیا ہوا؟۔۔۔ ماحد کو بے اختیار کریوسٹی ہوئی تو اپنے صوفے
سے اٹھ کر چھٹکے سے اسکے پاس آکر بیٹھ گیا۔

یہ پرنسپل صاحب کا دماغ تو نہیں چل گیا؟؟۔۔۔ ابراج ابھی
تک شدید حیرت کا شکار تھا۔

ہو کیا گیا ہے بھئی؟؟۔۔۔ ماحد نے مارے تجسس کے اسکے
ہاتھ سے فون کھینچ لیا اور جیسے ہی اس نے پوسٹ پڑھی،

اگلے ہی لمحے اسکا زوردار قہقہہ بلند ہوا۔

Allhamdulilah, i am Nikkahfied...

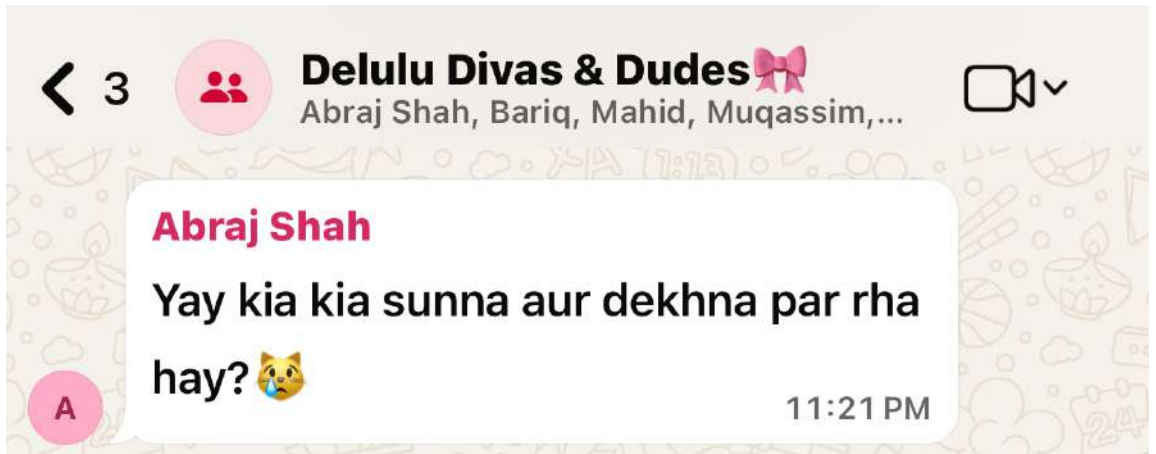
مجھے تو پر نسیپل صاحب کا یہ حلال فیصلہ بے حد پسند آیا
ہے۔۔۔ ماحد نے ہنس کر تبصرہ کرتے ہوئے اس پوسٹ کو
تیزی سے لائک کیا۔

مطلب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ پر نسیپل صاحب کو میٹھے بٹھائے
سو جھی کیا ہے؟ ان کا دماغ ٹھیک ہے؟۔۔۔ ابراج اپنا فون
واپس لے کر پوسٹ سے لائک ہٹاتا حیرت سے ہنستے ہوئے
بولا۔ اسے ہنسی تو جو آرہی تھی لیکن ایک لمحے کے لئے

عجیب سا خوف بھی محسوس ہوا تھا جسے وہ تیزی سے جھٹلا
گیا۔

مجھے لگتا ہے کہ میرے بیچارے معصوم سر نے اسی
طریقے سے رمضان میں اپنے سارے گناہوں کو معاف
کروانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کافی کپلز کا بھلا ہو جائے گا جن
کے اما ابا نہیں مان رہے اور دل سے دعائیں نکلیں گی، سمجھ
رہا ہے نا؟؟۔۔۔ ماحد نے ہنس کر زو معنی سے آئیبرو
اچکاتے ہوئے ابراج کو آنکھ ماری تو وہ سمجھ کر قہقہہ لگا
اٹھا۔

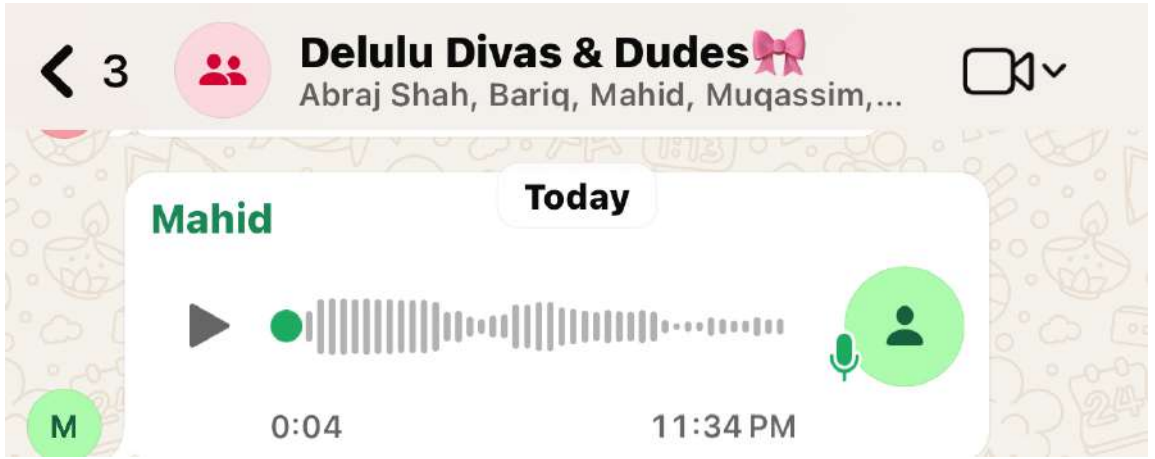
چل گروپ میں شغل لگاتے ہیں۔۔۔ ابراج نے صوفے کی
پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر شوخ لہجے میں کہتے ہوئے وہ
گروپ اوپن کیا جہاں صرف یہ فرینڈز ایڈ تھے۔
نیکی اور پوچھ پوچھ کے؟؟۔۔۔ ماحد نے اس کے کندھے پہ
سر کو ہلکا سا ٹکا کے اشتیاق سے فون کی سکرین کی طرف
دیکھا۔



ابراج نے اس انداز میں ٹیکسٹ لکھا کہ اگلے ہی لمحے تمام
دوستوں کے ٹیکسٹ موصول ہونا شروع ہو گئے۔ زیادہ تر
نے سوالیہ نشان بھیج کر معاملہ جاننا چاہا جبکہ صارف اور باریق
کا میسج تھوڑا الگ تھا۔

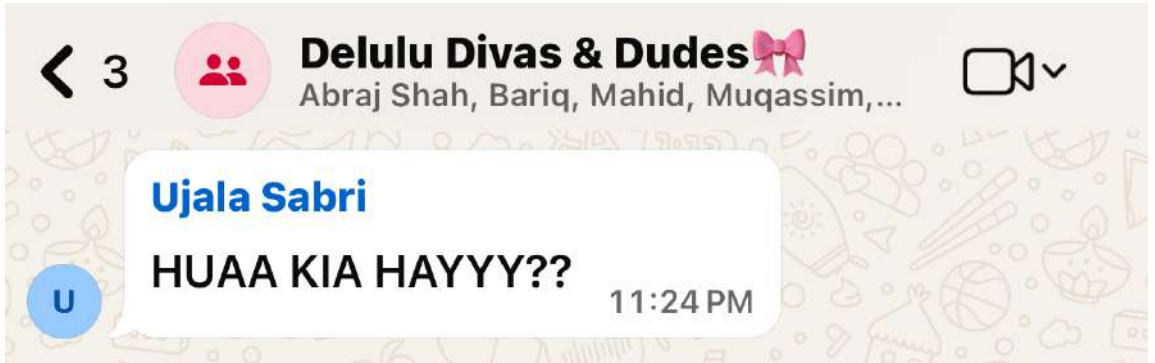


ان کے sarcastic میسجز سے ایسا لگ رہا تھا کہ یہ دونوں
معاملہ جان چکے ہیں۔ ان texts کو پڑھ کے ماحد اور ابراج کی
ہنسی بے ساختہ تھی۔

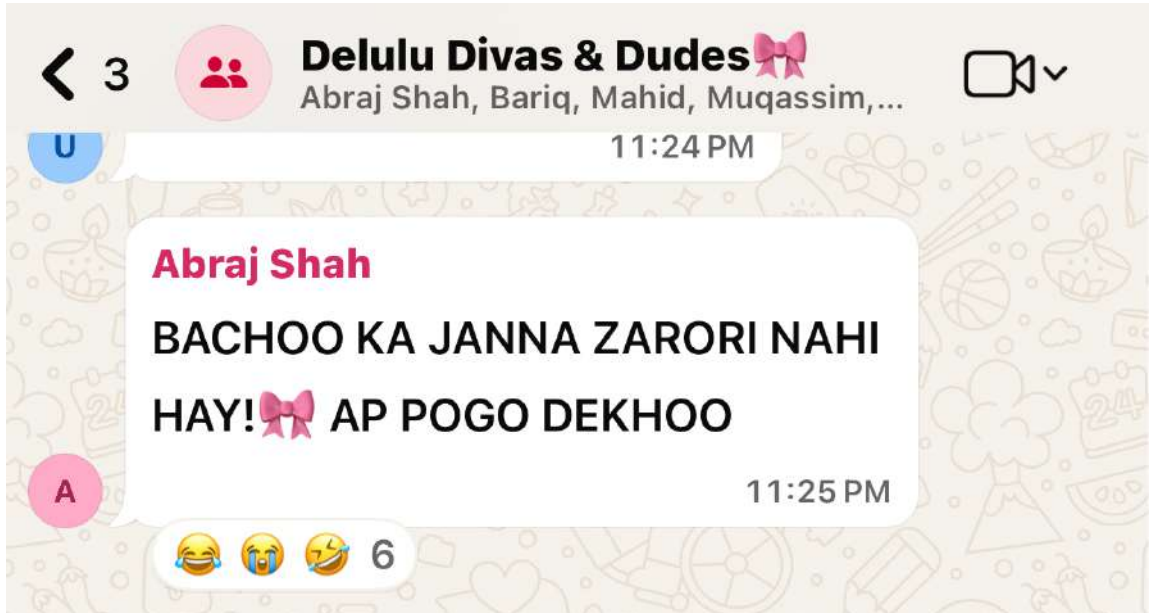


تجھے آگ بھی تو جلدی لگی ہوئی تھی نا ڈائریکٹ شادی
کی!۔۔۔ ماحد نے اپنا فون کھول کر باریق کے میسج کا
سپیلائے شرارت سے واٹس نوٹ میں دیا۔ (بریکا جو باریق

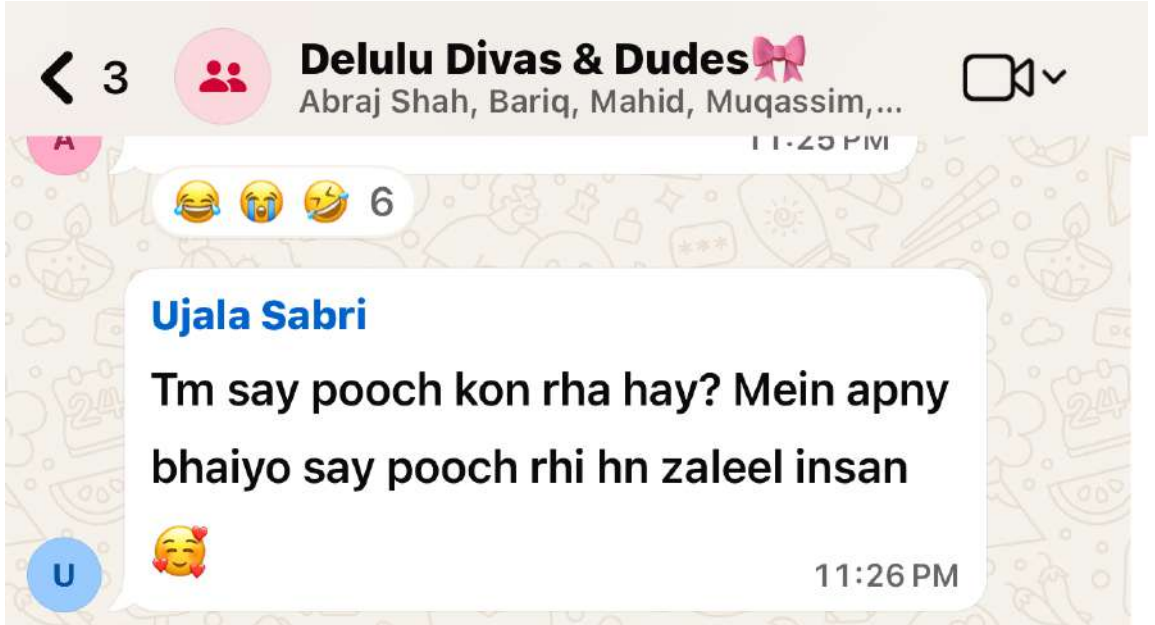
کے سینے پہ سکون سے سر رکھے اپنے پورے دن کی تھکاوٹ
کو ختم ہوتا محسوس کر رہی تھی، ماحد کا واٹس نوٹ سن کر
بے اختیار مسکراہٹ ضبط کی جبکہ باریق نے ہنستے ہوئے
اسے ایموجیز سے ریپلائے دیا اور جھک کر بریقا کے لب
چومنے چاہے لیکن وہ اسے تنگ کرنے کے لئے فوراً اپنا چہرہ
اس کے سینے میں دھنسانے لگی۔



انہیں ہنگامہ کرتے دیکھ کر اجالا نے تجسس سے ہر لفظ
کیپٹل لیٹر میں لکھا۔ وہ معاملہ جاننا چاہ رہی تھی۔ عزیزہ کندھے
اچکا کر میسجز دیکھتی اپنے کل کے کپڑے الماری سے نکال رہی
تھی۔ وہ ہر رات کو یونیورسٹی کے اگلے دن کے لئے اپنا
لباس نکال کر سوتی تھی۔ اس معاملے میں وہ کانشیٹس تھی۔



ابراج نے فوراً اجالا کو ستانے کی غرض سے ایسا رپلائے دیا
تھا جس پہ سب نے ہی فنی ایموجیز سے ریکٹ کیا تھا۔ وہ
انباکس میں باریق اور صارم کو بول چکا تھا کہ اتنی جلدی
ساری بات ڈسکلوز نہ کرے کیونکہ ایسے اجالا کو تپانے میں مزہ
نہ آتا۔



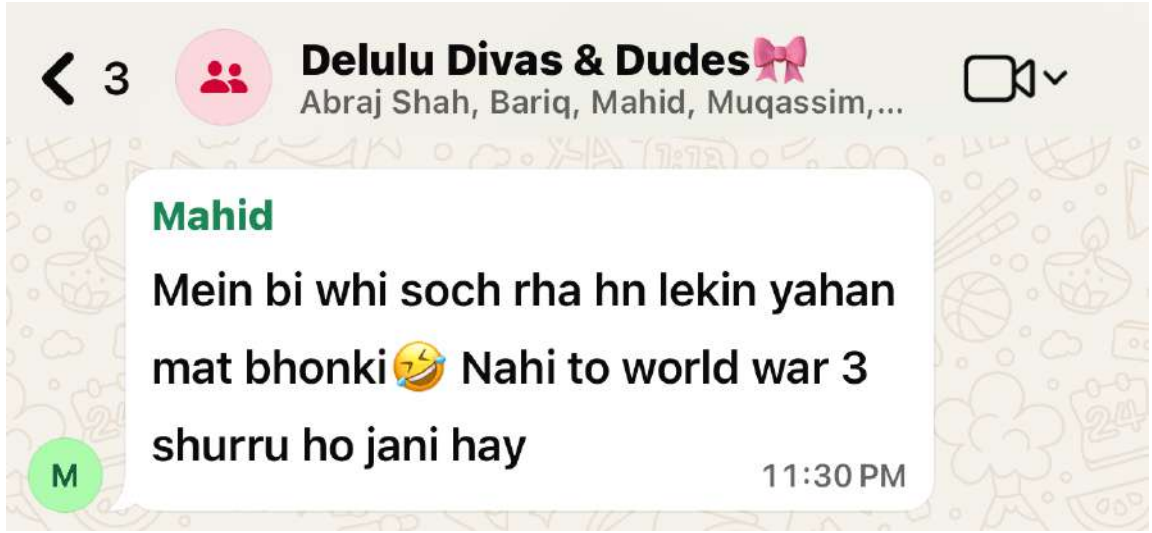
اجالا نے سیکنڈ بھی ضائع کئے بغیر اسکو منہ توڑ پھیلانے دیا جو
دور ہو کر بھی اسکا بلڈ پریش رہائی کرنے کا فن رکھتا تھا۔



اجالا اور ابراج کو لڑتے دیکھ کر صارم نے سپنس پھیلانے
والے انداز میں میسج بھیجا۔

“Kesi Thought?”

تقریباً سب نے یہی سوال کیا تھا سوائے ماحد کے۔۔



ماحد نے فوراً صارم کے ریپلائیے میں اسکو مشورہ پیش کیا جس پر سب ہی تجسس کا شکار ہوئے، حتیٰ کہ بریقا کو کس کرنے کی کوشش میں کئی دفعہ ناکام ہوتا باریق بھی اب خفگی سے موبائل کی سکرین کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

کیا سوچ رہا ہے بے توں سالے؟ تیرے پاس کچھ سوچنے کے
لئے دماغ بھی ہے؟۔۔۔ ابراج جو جلے کٹے انداز میں اجالا
کے میسج کا ریپلائے دینے والا تھا، اس نے موبائل سکرین
سے انگلیاں ہٹا کر چڑتے ہوئے ماحد کے سر پہ تھپڑ لگایا۔
اصل میں وہ جاننا چاہ رہا تھا کہ اسکے اور صارم کے زنگ آؤد
دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی ہے؟

ہاں الحمد للہ بہت دماغ ہے اور میں تو یہ سوچ کر ایکسائٹیڈ ہو
رہا ہوں کہ اگر میری اور صارم کی سوچ حقیقت بن گئی تو کتنا

مزه آتے گا۔۔۔ ماحد نے قہقہہ لگا کر اسے اپنی سوچ سے آگاہ
کرنے کی بجائے اور تجسس میں ڈالا۔

رمضان میں مجھ سے گالیاں کھاتے گا ملک! فوراً سے پہلے
بھونک کہ کیا سوچ رہے ہو تم دونوں؟۔۔۔ ابراج نے
کریوسٹی کے مارے اسکی گردن اپنے بازو میں زور سے دبوچ
لی۔ اس سے سپنس بالکل برداشت نہیں ہوتا تھا۔ وہاں
گروپ میں سب یسج پہ یسج بھیجتے معاملہ جاننے کے لئے پاگل
ہو رہے تھے اور ان کا الگ ہی چل رہا تھا۔

آہہ۔۔۔ میرا۔۔۔ سانس بند۔۔۔ ہو۔۔۔ جائے گا۔۔۔ ماحد

نے ڈرامائی انداز میں جھپٹاتے ہوئے اداکاری کی۔

اگر مجھے تیری بند ہوتی سانسوں سے اتنا فرق پڑتا تو میں تیرا گلہ

کیوں ہی دبوچتا؟۔۔۔ ابراج شاہ نے لاپرواہی سے بولتے

ہوئے اپنے ہاتھ کی گرفت کی زرا سا زور بڑھایا ہی تھا کہ ماحد

نے پٹر پٹر بولتے اسے اپنی اور صارم کی سوچ سے آگاہ کرنا

شروع کر دیا ”وہ ہم تو بس یہی سوچ رہے تھے کہ اگر خدا

نخواستہ پر انسپل صاحب کا یہ نوٹیفکیشن تجھ پہ اور اجالا پہ

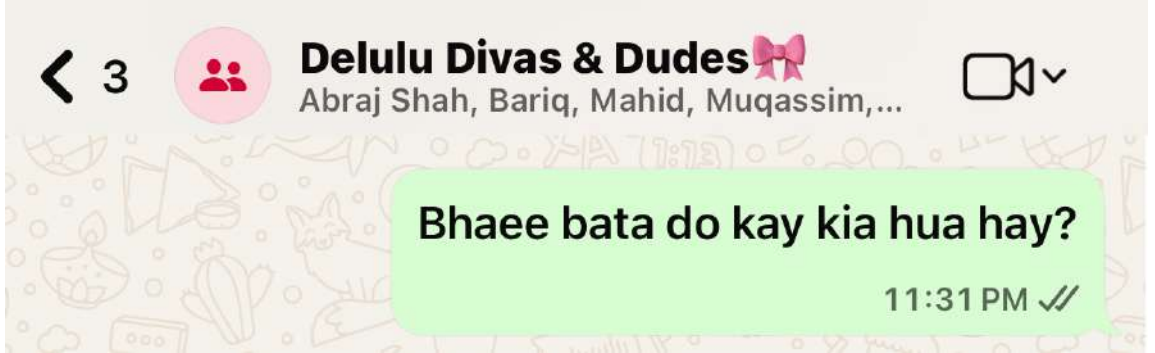
امپلیمنٹ ہو گیا تو۔۔۔“ ماحد نے آنکھیں مٹکا کر اپنا آخری

جملہ ادھورا چھوڑتے ہوئے ایک نگاہ ابراج پہ ڈالی جس نے
حیرت سے بلند آواز میں استغفر اللہ پڑھتے ہوئے کشن اٹھا کر
اسکے منہ پہ دے مارا تھا۔

بندے کا منہ اچھانہ ہو تو بات ہی اچھی کر لے! سارا موڈ گندا
کر دیا۔۔۔ آخ تھووو۔۔۔ ابراج شاہ باقاعدہ صوفی سے اٹھ
کر ڈسٹ بن کے قریب جا کر جھک کے اس میں تھوک
پھینکتا تلملاتے ہوئے غرایا جس پہ ماحد نے کشن واپس اسکے
منہ پہ مارا اور ہنستے ہوئے گروپ کے میسجز پڑھنے میں

مصروف ہو گیا جو سو سے زائد ہو چکے تھے لیکن افسوس ان

میں ابھی تک عزیزہ کا ایک بھی میسج نہ دیکھ کر ماحد نے منہ
بنایا۔ اگر اسکی منکوحہ نے اس معاملے میں انٹرسٹ لیا ہوتا تو
وہ سیکنڈوں میں ساری بات ڈسکلوز کر دیتا۔



نمیرہ نے تلملا کے سوال کیا۔

< 118



Delulu Divas & Dudes 
Bariq, Muqassim, Samavia, Ujala S...



Muqassim

Allah Khair kry, koi mar war to nai
gaya? 🙄

11:32 PM

Samavia

Astagfar

11:36 PM

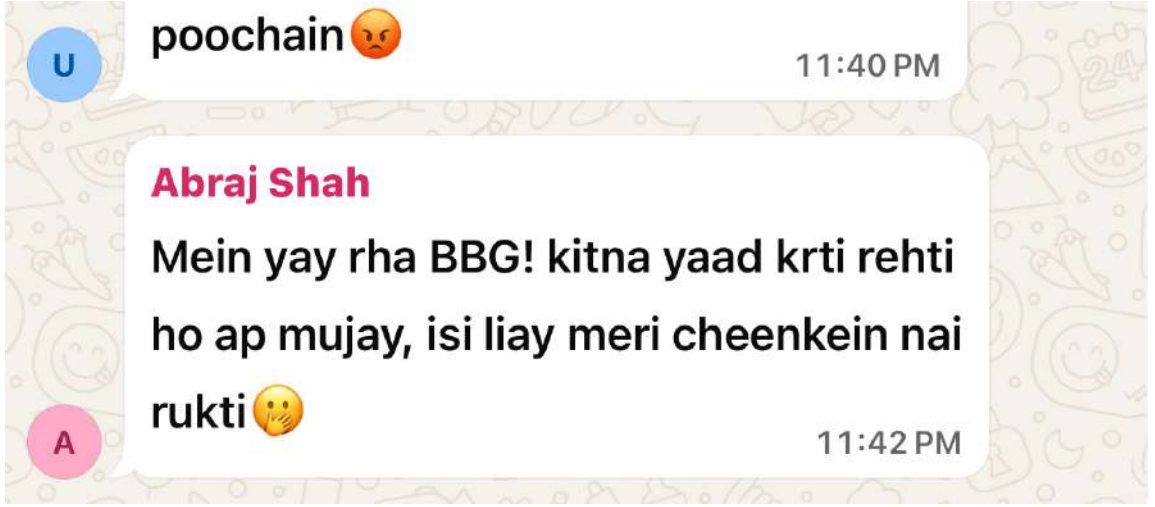
Ujala Sabri

yay Abraj kahan gaya hay? Isi nay hm
sb ka sukoon barbad kia hay! Is say
poochain 😡

11:40 PM

ابراج یا ماحد کا کوئی بھی نیا میسج نہ آتے دیکھ کر اجالا متجسس
انداز میں ٹیکسٹ لکھ کر گروپ میں سینڈ کرنے لگی۔ اچھی

بھلی وہ گیم کھیل رہی تھی لیکن ابراج کے میسج پڑھ کے اسے
گروپ میں آنا پڑا تھا اور اب وہ خود غائب تھا۔



ابراج نے جیسے ہی موبائل سکریں آن کی، سامنے ہی اجالا کا
میسج پڑھ کے اس نے طنزیہ انداز میں ریپلائی لکھا جس پہ ماحد
کی ہنسی بے ساختہ تھی۔

Ujala Sabri

Ahhh thuuu 🤔 i wish kay tmhain yaad
krny ka سرزد گناه hony say pehly hi meri
yadasht chali jaye

11:55 PM

اجالا نے بنا کسی توقف کے بگڑے ہوئے موڈ کے ساتھ اسکو
سپلائے دیا۔ ابراج ڈھیٹائی سے سپلائے دیتا واپس صوفے
کے قریب آیا اور ماحد کی گود میں تکیہ رکھ کے اس پہ سر رکھ
کے نیم دراز ہو گیا۔

اجالا کو اسکا طنز پڑھ کے بے
اختیار ہنسی آتی تو اس نے

2 unread messages

Abraj Shah

Bs Tmhara yahi payar mujay rato ko
sony nahi deta 🤔

11:57 PM

Ujala Sabri



11:57 PM

سپلائے میں ویسے ہی ایموجیز بھیج دیئے۔ (وہ دونوں ایک دوسرے کے ایسے sarcasm کے عادی تھے۔)



مقاصم چڑ گیا۔ وہ اپنے بھائی صارم سے پوچھ بھی رہا تھا لیکن وہ بتانے کی بجائے گروپ کا شغل انجوائے کرنے میں مصروف تھا۔ ابراج نے اب کی دفعہ ڈائریکٹ انہیں نوٹیفکیشن کی تصویر بھیجی تھی۔



Abraj Shah



** UNIVERSITY ISLAMABAD

Registrar Office

Ref. No. HC/REG/2025/168
February 22, 2026

Attention: Students

NOTIFICATION

Dear Students,

It is hereby informed that during the Holy month of Ramadan, standing together in couples (boy & girl) is **strictly prohibited**.

If any couple is found standing together, their **Nikkah** will be immediately arranged.

Students are advised to respect the sanctity of the university and avoid unnecessary closeness.

Note: In the event of violation, the couple will be charged a fine of 50K PKR.

Badar Sabri

Signed and Sealed: Feb 22, 2026



12:01 AM



Ujala Sabri

You

Photo



WHATTTTTTTTT??

12:03 AM

Samavia

You

Photo



Samavia: Is this frrr? 🤔🤔

12:04 AM

Muqassim

Shukar hay principal sahab nay Nikkah
Shuda logo kay liay bi koi special
pabandi nai laga di 🥺

12:05 AM

Namira

Lo Giii aur mangni shuda logo kay liay
kia rule hay? 🙄

12:13 AM

Sarim

Wo poochna yay tha kay is naik kam ko jaldi paar lagany kay liay nikkah mein parents ko invite kia jaye ga? 🙄

12:13 AM

Bariq

Principle sahab nay insta ki memes ko ziada serious ley liya hay 😂... ujala un ko smjhao kay aj kal aisy fake notifications bs memes kay liay istmal hoty achy lagty hain

12:14 AM

وہ سب دوست باری باری اس نوٹیفکیشن پہ اپنی رائے پیش کرنے لگے جبکہ اجالا نے حیرت سے منہ کھولا ہوا تھا۔

آپی! یہاں آئیں یا۔۔۔ یہ پاپا کیا کرتے پھرتے ہیں؟۔۔۔
اجالا نے تعجب سے عزیزہ کو اپنے پاس بلایا جو اپنے کپڑوں کے
ساتھ جوتے میچ کر رہی تھی۔

اب کیا کر دیا پاپا نے؟۔۔۔ عزیزہ آئبرو اٹھا کر اس سے
استفسار کرتی اجالا کے نزدیک آئی۔

یہ نوٹیفکیشن پڑھیں زرا۔۔۔ اجالا کا بس نہیں تھا کہ اپنا سر
پیٹ لے۔ اس نے دانت پیس کر فوراً عزیزہ کو اپنا فون تھما
کے نوٹیفکیشن پڑھایا۔

تو یہ تو اچھی بات ہے نا اجالا؟ بابا نے یہ نوٹیفکشن جاری
کرنے سے پہلے مجھ سے میرا opinion مانگا تھا اینڈ ٹوبی
آنسٹ مجھے ان کا یہ فیصلہ اچھا بھی لگا کیونکہ یونیورسٹی میں ہر
سٹوڈنٹ پبلک جگہ کا لحاظ کئے بغیر اپنے پارٹنر کے ساتھ نازیبا
حد تک قریب بیٹھے ہوتے ہیں حالانکہ وہ نکاح کے رشتے میں
بھی نہیں ہوتے۔ اور یہ چیز مجھے بالکل اچھی نہیں لگتی۔۔۔
عنیزہ نے حیران ہوئے بغیر صاف گوئی سے اجالا کو جواب
دے کر اس پہ انکشاف کیا۔

واٹ؟ سیریسلی آپی؟ سوشل میڈیا پہ سب کتنا مذاق اڑا رہے

ہوں گے یار! آپ لوگوں کو کیا ضرورت تھی ان میمز کو

حقیقت میں بدلنے کی کیا ضرورت تھی؟۔۔۔ اجالا نے شدید

جھنجھلاہٹ میں دانت کچکچاتے ہوئے کہا، اور اسکے ہاتھ سے

فون پکڑ کے گروپ کے میسج پڑھنے لگی۔ سب ابھی تک اس

نوٹیفکیشن کو لے کر شغل لگا رہے تھے۔

تمہیں پتہ تو ہے اجالا کہ پاپا کو ٹرینڈز فالو کرنے کا کتنا شوق

ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتی تھی؟۔۔۔ عزیزہ منہ پھولا کے

بولتی اب اپنا فون اٹھا کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا رہی

تھی۔ وہ دونوں بہنیں ایک ہی کمرے میں سوتی تھیں۔

(بدر صابری کو ہائی لائنس میں رہنے کا بے حد شوق تھا۔ وہ

ہمیشہ کوئی ایسا کام کرتے تھے جس سے وہ سب سے ڈفرنٹ

لگیں اور نیوز میں آتے رہیں، پھر چاہے پوری دنیا ہی ان کے

اس فیصلے کا مذاق اڑا رہی ہو، انہیں فرق نہیں پڑتا تھا۔)

ہاہاہا۔۔ ان کی طرف دیکھو۔ پاپا نے یہ میسج پڑھ لئے ناتواں

سب کو یونی سے اسٹرک آف کر دیں گے۔۔ عزیزہ میسجز پڑھ

کے کھلکھلانے لگی۔

**Abraj Shah**

Mery czn aur dost to notification parh kay pagal hi ho gaye hain. Saray call pay call kr kay pooch rhy hain kay hamari uni kay Ramadan Package waly admission kab khul rhy hain? 🐱

A

2:20 AM

Mahid

Ab to wo logh bi hmari uni mein admission lein gay jinho nay matric kay baad parhai chor di thi 😏

M

2:41 AM

Sarim

Mery nikkah mein 27 din baqi hain aur muj say bilkul intzar nai ho rha.. aisa krta hn.. Kal principal sahab kay anay say pehly hi un kay office kay Bahir Namira kay shoulder pay sir rkh kay beth jao ga 💍

S

2:42 AM

Namira

Shut up 🐱

N

2:44 AM



Shut up 🙄
2:44 AM

Muqassim

Wait! so... Walima ka budget Principal Sahab k khatay mein jaye ga na? Ya wo bhi Student Fund se kata jaye ga?



2:46 AM

Samavia

Muqassim

Wait! so... Walima ka budget Principal Sahab k khatay mein jaye ga na? Ya wo bhi Student Fund se kata jaye ga?



2:47 AM

2 unread messages

Bariq

Main Point to reh hi gaya, Nikkah ka menu aur venue kia ho ga? 😊



2:49 AM

Abraj Shah

Miss Andhera kay gar mein extra fan chal jaye to us kay Papa financial crisis announce kr dety hain aur tm menu ki baat kr rhy ho? 😭👉 Frrr?



2:49 AM



اجالا کو سب سے زیادہ ابراج کے میسجز پر غصہ آ رہا تھا جو
پٹرول کی طرح آگ لگانے والے کام کر رہا تھا۔ اسکا بس
نہیں تھا کہ اس شیطان کا گلہ گھونٹ دے جبکہ عزیزہ تو ان
سب کے تبصرے پڑھ کے ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی
تھی۔ اجالا نے ضبط سے انسٹاگرام اوپن کر کے سکروول کیا
تو ہر جگہ ان کی یونیورسٹی کے نوٹیفکیشن پہ میمز بنائی جا رہی
تھیں۔ وہ ایون ٹویٹر پہ بھی کچھ ایسے ہیش ٹیگز کے ساتھ ٹرینڈ
کر رہے تھے۔

“#Halaluniveristy🕌, #AdmissionForSawab💖,

#NoDatingOnlyNikkah”

اجالا نے بگڑتے موڈ کے ساتھ ان تمام ہیش ٹیگز اور میمز کے
نوٹیفکیشن لے کر اپنے باپ کے نمبر پر سینڈ کئے اور ساتھ ہی
ایک ٹیکسٹ بھی لکھا:

“What is this Papa??”

اجالا اور عنیزہ کا روم اوپر والے پورشن میں تھا۔ وہ سست
لڑکی رات کے اس وقت اٹھ کر نیچے تو جانے سے رہی اسلئے
انہیں یسج کرنا ہی بہتر سمجھا۔

“Yes i know beta ! Our university is trending 😎”

خوشی سے نہال ہوتے بدر صابری نے اگلے ہی لمحے اسکو
پیلاتے دیا جس پہ اجالا کا پارہ اور ہائی ہونے لگا لیکن خیر وہ
ان کے ساتھ دماغ کھانے کی بجائے ضبط سے ان کے میسج پہ
ریڈ ہارٹ والا ریکٹ کر کے واپس اپنے واٹس ایپ کے
گروپ میں آگئی جہاں چیٹنگ ہنوز جاری تھی۔

1 unread message

Mujay to Lagta hay kay Miss Andhera
is notification ko parh kay sadmy mein
Chali gai hay, Bechari ab kesy uni mein
mery agay peechy ghomy ghi 😞

A

2:51 AM

ابراج کا یہ ریسنٹ ٹیکسٹ پڑھ کے اجالا کے تن بدن میں
آگ لگ گئی۔

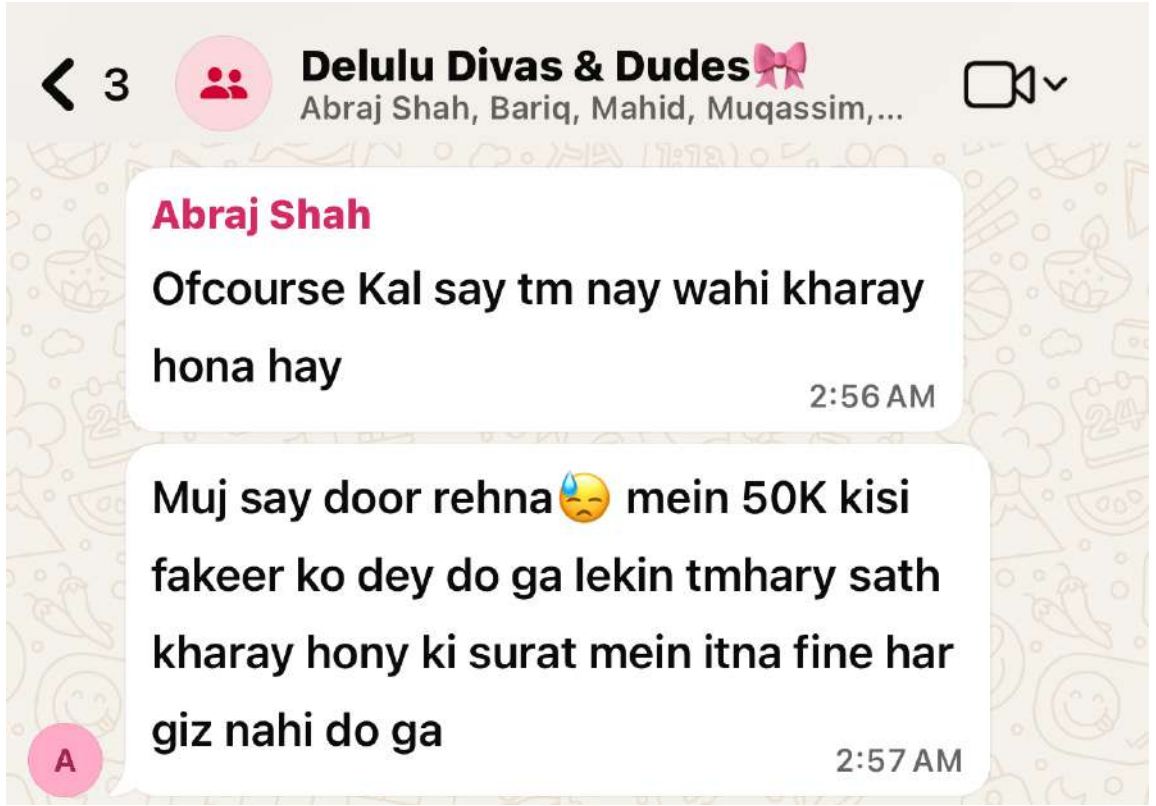
Ujala Sabri

Excuse Me!! Apni sasti Jugat baazi
band kro...Tumhare agay peechay
ghoomne se behtar hai banda Uni ki
parking lot mein dhoop mein khara ho
jaye 🙄

2:53 AM

کب سے خاموش اجالا نے بالا خر کلکس کر اسکو رپلائے کیا۔
ان کی لڑائی کو پھر سے سٹارٹ ہوتے دیکھ کر باقی سارے
تاسف سے اپنے اپنے پارٹنر کے ساتھ انباکس میں گھس گئے

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ابراج اور اجالانے اپنی لڑائی میں باقی
سب کو سائیڈ لائن کرنا تھا۔



ابراج نے ہنسی ضبط کر کے اسکو پیلاتیز دیتے اور سلگایا۔



اجالار کے بغیر غصے سے ایک کے بعد ایک میسج لکھنے لگی۔ وہ

اس انسان سے بہت تنگ تھی۔

Abraj Shah

Ujala Sabri

Aur mujay tmhari surat mein apna lifetime partner hargiz Qubool nahi hay!!

Lol life time partner to door ki baad hay Andhera Sabri, tum mujhay apne phone ki "Deleted Photos" mein bhi bardaasht nahi ho 🤔🙏

3:03 AM

ابراج نے اسکے

اور کانفیڈینس پہ

ہنستے ہوئے جوابی

کاروائی جس پہ

اجالا کا دل چاہا کہ

وہ فون میں گھس کر اسکی گردن مڑوڑ دے۔

اجالا غصے سے تکیے میں

ناخن گاڑ کر دانت

کچکچاتے ہوئے فل

Ujala Sabri

Aur tmm na

3:04 AM

Filhal meri blocklist mein qualify krny kay liay top kr rhy hoo

3:05 AM

Badtameez insan

3:05 AM

Blkay insan bi nahi janwar ho tumm 🤔

3:05 AM

U

تپے ہوئے انداز میں لکھ رہی تھی۔



ابراج کو اجالا کے میسج پڑھ کے شدید ہنسی آرہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اسے مکے جڑنے کے لئے کتنی بے تاب ہو رہی ہوگی لیکن پھر بھی اسکو تنگ کرنا جاری رکھا۔



اجالا جلے بھنے انداز میں پیلانے دیتی اسے اب بلاک کرنے
کا سوچ رہی تھی کیونکہ اسکا سردرد سے پھٹنا شروع ہو گیا تھا۔
وہ دونوں تقریباً ہر روز ایک دوسرے کو بلاک اور انبلاک
کرنے والا کام بہت شد و مد سے انجام دیتے تھے۔
اس سے پہلے کہ اجالا اسے بلاک مارتی، ابراج شاہ نے یہ مزہ
خود لینے کی غرض سے فوراً اسے بلاک کیا اور تیر کی تیزی سے

ماحد کا فون کھینچ لیا جو یقیناً غیزہ سے انبا کس میں میسجز پر بات
کر رہا تھا۔

“Itna acha moqa tha iftar kay baad akely time
spend krny ka lekin tmhain hi wapis janay ki jaldi
parhi hui... 3 dino say mein nay tmhain thik say
kiss bi nahi kia 😞”

ابراج نے غلطی سے ان کی پرسنل چیٹ کا ریسنٹ میسج پڑھ
لیا تھا جو ماحد نے بالکل ابھی بھیجا تھا۔ ماحد اس اچانک افتاد

پہ ہڑبڑا گیا۔ وہ سمجھ نہ سکا کہ ابراج نے یوں اسکا فون کیوں
کھینچا ہے۔

استغفار! بہت ہی کوئی کرنج انسان ہے تو قسم سے۔۔
رمضان میں بھی تیرے رومانٹک جراثیموں کو سکون نہیں
ہے۔۔۔ ابراج اس بے باک میسج کو پڑھ کے کانوں کو ہاتھ
لگاتا ہوا افسوس سے ماحد کو دیکھ کر بولا جو نچلا ہونٹ دانتوں
تلے دبا کے اسکو گھوری سے نواز رہا تھا۔

زیادہ بکو اس نہیں کر! میں اپنی منکوحہ سے بات کر رہا ہوں۔
میرا فون واپس کر۔۔۔ ماحد نے ڈھیٹائی سے جواب دے کر

اپنا فون واپس کھینچنا چاہا لیکن ابراج نے اسکو جواب دیئے
بغیر آنکھیں دیکھا کر بے نیازی سے گروپ چیٹ کھولی اور فتح
مندی سے اجالا کو ریپلائے لکھا۔



اس میسج کی پہلی لائن پڑھ کے تو اجالا حیرت کا شکار ہوئی
تھی۔ ماہد بھتیو اسے بونی کیسے بھول سکتے تھے؟ لیکن پھر

جیسے ہی اجالا نے پورا میسج پڑھا، وہ سرتا پاؤں غصے سے سلگنے لگی۔ وہ بالکل بچوں کی طرح ایک دوسرے کو نیچا دیکھانے کے لئے لڑتے تھے۔



اجالا نے اللہ سے دل میں صبر کی دعا مانگتے ہوئے اسکو ریپلائیے دیا جس پہ ابراج نے ماحد کے ہی فون سے ایسا

ایموجی بھیجا جیسے اجالا نے اسے سٹوڈ نہیں خدا نخواستہ
سمارٹ بول دیا ہو۔ وہ تلملا کر اپنا فون ہی بند کر گئی جبکہ
ابراج نے ہنستے ہوئے ماحد کو فون تھمایا جو بوریت سے پہلو
بدل رہا تھا لیکن جیسے ہی ان کی لڑائی ختم ہوئی۔ ماحد نے شکر
کا کلمہ پڑھ کے اپنا فون پکڑا اور لاؤنج سے اٹھ کر اپنے کمرے
کی جانب بڑھ گیا لیکن جاتے ہوئے ابراج کو بگڑے موڈ کے
ساتھ ”مرو تم یہی پہ“ کہنا وہ نہیں بھولا تھا۔

میں ابراج صفدر شاہ کے دشمن! ہونہہ!۔۔۔ ابراج نے
ناک چڑھا کر ایک ادا سے کہا اور اپنے سر کے نیچے کشن

سیٹ کر کے ریلز دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ سارا دن اس نے عبادت کر لی تھی، اجالا کو جی بھر کے تنگ بھی کر لیا تھا، اب ریلز دیکھنے کا وقت تھا۔

وائس ایپ سے اجالا اور ابراج ایک دوسرے کو بلاک کر چکے تھے، اب انہیں انسٹاگرام پر ریلز بھیج کے ایک دوسرے کو تنگ کرنا تھا اور پھر سحری تک ایک دوسرے کے ساتھ آن لائن لڈویا پب جی کھیلنی تھی جو وہ پچھلے رمضان سے کرتے آرہے تھے۔ ریل بھیجنے کی شروعات ابراج شاہ نے کی تھی۔

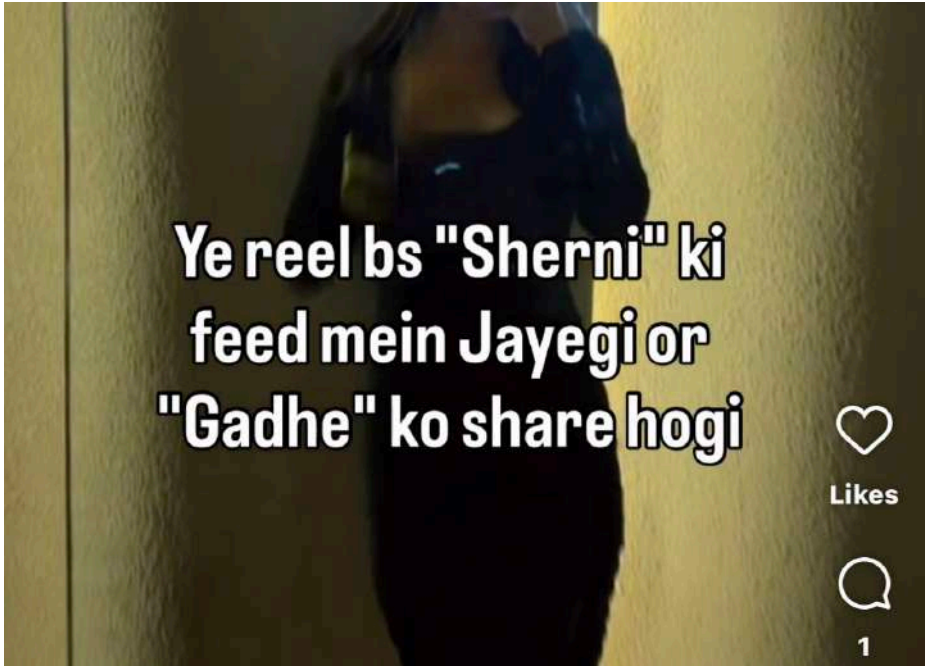
Ye reel sirf neik logo ki feed
Mein aaegi aur gunahgar ko
share ki jayegi:)



36.1K



122



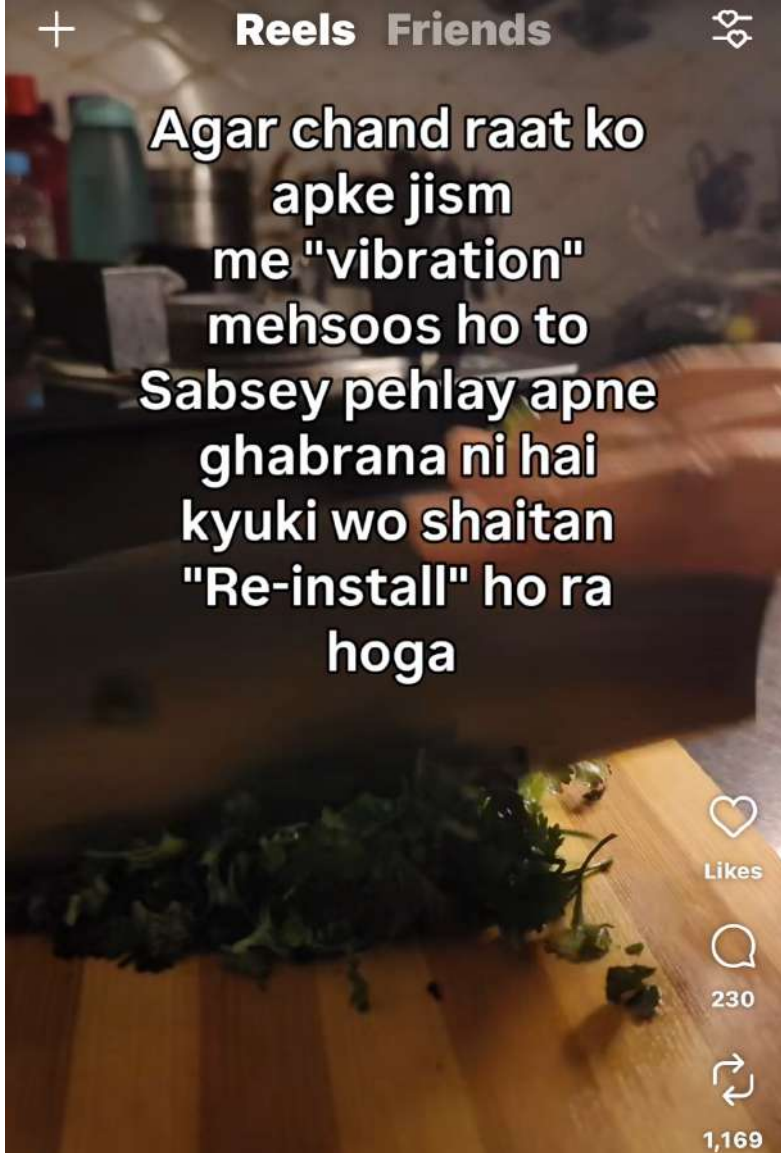
Likes



1

ابراج نے ہنستے ہوئے یہ ریل فوراً سے پہلے اجالا کو سینڈ کر
دی جو اگلے ہی لمحے سین کر لی گئی تھی۔

اجالا نے بھی لگے ہاتھ جواب ریل کی صورت میں دیا تھا جسے
دیکھ کر ابراج نے گندا سا منہ بنا کے ریکٹ کیا۔



ابراج نے اس ریل کو دیکھتے ہی اجالا کو سینڈ کر دیا جسے دیکھ
کر اجالا کو بے اختیار ہنسی بھی آئی لیکن اس نے اس (😡)
ایموجی والا ریکٹ کیا اور واپس اپنے ایکسپلورر پر آکر ابراج
کو بھیجنے کے لئے کوئی

ریلیٹ ایبل سی

ریل دیکھنے لگی

جو اسے اگلے ہی پل

میں مل گئی تھی اور

Lambi height hai iska matlab yeh
toh nhi ki apni lambi jaban
chalayenga, lambi gardan wale
Giraffe...!!

@serra



14.9K



192



اس نے ابراج کو سینڈ کر دی۔ اسے پڑھ کے ابراج بے
ساختم قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

@syedabrajshah: Ok Boni G 🎀

ابراج نے اس ریل پہ طنزیہ انداز میں اجالا کو پیلانے دیا جسے

پڑھ کے اس نے

صبر کا گھونٹ

پڑھا اور اگلے ہی

لمحے ایک اور

ریل بھیج دی۔

Banda acha tha par baat baat
Par Boni bola krta tha



@Pov_memezzzzz



Likes



525

اجالا کی طرف سے آئی رہ ریل دیکھ کر ابراج دلکشی سے ہنس
رہا تھا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو آج تک کوئی و لگر
ریل نہیں بھیجی تھی۔ وہ بس تنگ کرنے والی ریلز بھیجتے
تھے۔

Aage se left lekar
seedhe bhaad
main
jaayein aap



7/211



29



200

اجالا کی ان دو ریلز کا جواب ابراج نے اپنی اس ایک ریل کی
صورت میں دیا تھا۔

@Ujala_sabri: Bakwas na kro.. mein bore ho rhi
hn 🥲

اجالا نے اب کی دفعہ کوئی ریل بھیجنے کی بجائے دو منٹ پہلے
والی واٹس ایپ پہ کی گئی لڑائی بھولا کر اسے اپنی بوریت کے
متعلق بتایا۔

@syedabrajshah: Usssss

ابراج نے تائید کی۔

@Ujala_sabri: Ludo khelain ya Pub G?

اجالا نے ایک نظر گھڑی پہ ڈال کر اس سے سوال کیا۔ ابھی
سحری میں کافی گھنٹے پڑے ہوئے تھے۔

@syedabrajshah: Ofc Pub G!

Ludo to bachoo wali game hay ! Akhir kab tk

harti rho ghi is mein muj say? 😊

ابراج نے افسوس سے فلیکس کیا۔

@Ujala_sabri: Agar aisi hi bakwas krni hay to

mein kisi aur kay sath khel leti hn 😊

اجالا نے چڑ کے سپلائے دیا۔

@syedabrajshah: Kis kay sath?

ابراج نے بے اختیار ناک سکوڑ کے سوال کیا۔

@Ujala_sabri: Randoms kay sath! 🙋

اجالا نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

@syedabrajshah: u mean strangers kay sath?

Mein nay tmhain kitni dafa smjhaya hay kay moo

utha kay randoms kay sath koi bi game na

lagaya kro! Tmhain pata to hay kay online Kitny

badtameez larky milty hain, Wo apni maa behn ki

izzat pata nahi kesy krty hain to dosri larkiyo ki

kia krain gay?

ابراج نے اب کی دفعہ اسے سنجیدگی سے سمجھایا تھا۔ یہ بات وہ پہلے بھی اجالا کو سمجھاتا رہتا تھا۔ وہ اجالا کی عادت سے واقف تھا۔ وہ چاہے جتنی بھی چالاک بنتی تھی لیکن ان معاملات میں وہ بہت بھولی اور لاپرواہ سی تھی اسلئے تو وہ جو بھی آن لائن گیم لگاتے تھے، اس میں ابراج ضرور ساتھ ایڈ ہوتا تھا۔ انہیں ایک دوسرے کا پارٹنر سمجھ کے کوئی بھی اجالا

سے بد تمیزی کرنے کی جرات نہیں کرتا تھا۔ ہاں البتہ شروع شروع میں کچھ ایسے واقعات ہوئے تھے لیکن پھر ابراج نے جس طرح ان لڑکوں کو ذلیل کیا تھا، وہ تو اجالا بھی نہیں جانتی تھی۔

@Ujala_sabri: Huhh! Tm say to kam hi

badtameez hoty hn wo larky... kam say kam wo

mujay boni to nahi bolty 😞

اجالا نے اسکی فکر بھانپ کر اپنی مسکراہٹ کو ہونٹوں کے کناروں میں دباتے ہوئے ڈرامائی انداز میں پیلائے دیا۔

ابراج کو وہ یہ شکوہ کرتی تھوڑی سی معصوم لگی تھی لیکن پھر
وہ اسکا چالا کو ماسی والا روپ یاد کر کے اپنی سوچ پہ خود ہی
ہنستا ہوا سر جھٹک گیا۔

@syedabrajshah: Chalo mein tmhain sehri tak

Boni nahi bolon ga 😏... Aik sath khelty hain

ابراج نے احسان جتانے والے انداز میں کہا۔

@ujala_sabri: Okay link send kro

اجالا نے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر آرام دہ انداز میں کہا اور کچھ
ہی دیر میں وہ دونوں گیم کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔

دوسری طرف باریق اور بریقا کا اپنا ہی چل رہا تھا۔ وہ اپنی بیوی کو کس کرنے کی ڈیڑھ سو کوششیں کر چکا تھا لیکن بریقا اسکی حالت سے لطف اٹھاتی اسے آخری حد تک زچ کر رہی تھی۔

اب مجھے غصہ آرہا ہے!۔۔۔ باریق نے اسکا جبرہ اپنے ہاتھ میں دبوچ کر سرخ ہوتی آنکھوں سے وارن کرنے والے انداز میں کہا۔ اسے زیادہ ٹیز ہونا پسند نہیں تھا۔

سو واٹ؟؟۔۔۔ بریقا نے اسکی شرٹ مٹھیوں میں دبوچ کر شرارت سے آئبرو اٹھایا۔

سو دس!!!!!!۔۔۔ باریق نے مخمور نگاہوں سے اسکی گلابی
پنکھڑیوں کو دیکھتے ہوئے گھمبیر آواز میں جواب دیا اور اگلے
ہی لمحے جھک کر انہیں اپنی گرفت میں لے کر اسکی سانس
سانس چرانے لگا۔ اسکو بے رحم بنتے دیکھ کر بریقا کی تمام
شرارتیں اور مزاحمتیں دم توڑ گئیں اور وہ باریق کی شرٹ کا
کالر مٹھیوں میں دبوچ کر اسکی خوشبودار سانسوں کو خود میں
ملاوٹ کرتے ہوئے محسوس کرنے لگی۔

آج یونیورسٹی میں کوئی بھی نا محرم جوڑہ ایک دوسرے کے
بے حد قریب نہیں تھا۔ بدر صابری نے کمال ہوشیاری سے
جگہ جگہ ہیڈ بوائز اور ہیڈ گرلز کی ڈیوٹیاں لگا رکھی تھیں جو
گراؤنڈ سے لے کر کوریڈورز تک تمام طلبہ و طالبات پر ایسی
کڑی نظر رکھے ہوئے تھے جیسے کسی حساس سرحد کی نگرانی
کر رہے ہوں۔ ان اخلاقی پہرے داروں کے ہاتھوں میں
موجود رجسٹر اور چوکنی نظریں دیکھ کر گمان ہو رہا تھا کہ ذرا
سی لغزش بھی ہوتی تو پچاس ہزار کا چالان اور نکاح خواں فوراً
حاضر ہو جائیں گے۔

ماحد نے اپنی جیب میں باقاعدہ نکاح نامہ رکھا ہوا تھا جس کا
کونا اسکی پاکٹ سے نکلتے ہوئے نظر آ رہا تھا تاکہ کسی کو بھی
ان کے ساتھ چلنے سے پر اہلم نہ ہو۔۔۔ مقاصم نے ہاتھ میں
اپنے نکاح نامے کی فوٹو کاپی پکڑی ہوئی تھی جبکہ باریق اپنے
گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ان کو دیکھ کر تاسف سے
سر جھٹکتے ہوئے بریقا کے ساتھ قدم سے قدم ملا رہا تھا۔ ان
سب کا فرینڈز گروپ پوری یونیورسٹی میں اتنا فیمس ضرور تھا
کہ انہیں اپنا ریلیشن شپ سٹیٹس دوسروں کو بتانے کی
ضرورت محسوس نہ ہو۔ نمبرہ تو پچاس ہزار فائن کے خوف

سے صارم سے فاصلے پہ چل رہی تھی لیکن نوٹیفکیشن جاری
ہونے کے باوجود بھی صارم کے کان پہ جوں تک نہیں رینگی
تھی۔ وہ تو چاہتا ہی یہ تھا کہ جو نکاح چھبیس دن بعد ہونا ہے،
وہ آج ہی ہو جائے۔۔

پورے گروپ میں اگر کوئی صحیح فاصلہ برقرار رکھ کے چل
رہے تھے تو وہ ابراج اور اجالا تھے۔۔

افف! بہت گرمی لگ رہی ہے یار۔ عزیزہ اپنے پاپا کو ٹائم
سے انفارم کر دینا کہ ہماری کلاس کا اے سی خراب ہے۔
اتنی فیس لیتے ہیں تو اسے ٹھیک کروانے کی زحمت بھی کر

لیں۔ میں اس موسم میں اے سی لگانا سٹارٹ کر دیتا
ہوں۔۔۔ اجالا سے تقریباً چار فٹ کے فاصلے پہ چلتے ابراج
شاہ نے گرمی سے پاگل ہوتے ہوئے عنیزہ صابری سے کہا
جو ماحد کے ہمراہ عام روٹین کی طرح چل رہی تھی۔ گرمیاں
بعد میں آتی تھیں لیکن ابراج کو سب سے پہلے گرمی لگنا
سٹارٹ ہو جاتی تھی۔

او کے ابراج! ڈونٹ وری۔ میں بول دوں گی۔۔۔ عزیزہ نے
اپنے ازلی نرم لہجے میں اسکو جواب دیا جبکہ اجالا نے تیکھی
نظروں کا رخ اپنے جانی دشمن کی طرف موڑ لیا۔

اوو ہیلو مسٹر ابراج صفدر! میرے پاپا اس یونیورسٹی کے
پرنسپل ہیں نہ کہ تمہارے حکم کے غلام! اس لئے اپنے یہ
ششکے جا کے اپنی حویلی میں دیکھایا کرو۔ تمہاری کلاس کا اے
سی ٹھیک کروانا ہے یا اسے گرمیوں کے لیے شوپیس بنا کر
رکھنا ہے، یہ صرف میرے پاپا ڈیسا ٹیڈ کریں گے۔ تم یہاں
بس پڑھنے کی فیس دیتے ہو، پوری یونیورسٹی خریدنے کا بیعانہ
نہیں دیا تم نے! ہونہہ!۔۔۔ وہ جو اب تک روزے کی
نقاہت سے ساکت و جامد بنی چل رہی تھی، ایک دم کسی

بجلی کے ننگے تار کی طرح لہرائی اور انگشتِ شہادت اٹھا کر
ابراج کو سنائیں۔

ابھی مجھے بہت روزہ لگ رہا ہے مس اندھیرا صابری اسلٹے
فی الحال میرا منہ نہ ہی کھلواؤ تو اچھا ہے کیونکہ اگر میں فلیکس
کرنے پہ آیاں تو تمہارے پایا کو یونیورسٹی کے ہر اس کونے
اور ہر اس درخت کے نیچے اے سی لگوانا پڑ جائے گا جہاں
جہاں صفدر علی شاہ کا بیٹا قدم رکھتا ہے۔ سمجھی؟۔۔۔

ابراج نے اپنی بیج ویسٹ کوٹ اتار کر اجالا کی طرف

اچھالتے ہوئے ہر لفظ چبا چبا کر جتانے والے طنزیہ انداز میں
کہا۔

اومائی گاڈ! دیکھو تو سہی، تمہاری وارننگ سن کے میں تو جو
کانپ رہی ہوں، گراؤنڈ کی گھاس بھی ڈر سے سوکھ گئی
ہے۔۔۔ اجالانے آنکھوں میں مصنوعی خوف لاتے ہوئے
کانپنے کی اداکاری کی اور اشارے سے گھاس کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے جواباً طنز کا تیر چھوڑ کے سب دوستوں کو ہنسنے پہ
مجبور کیا اور ابراج کی ویسکوٹ کو عادتاً تہہ لگا کے اپنے
بازوؤں میں ڈال لیا۔

ہم! گڈ۔ بالکل ایسے ہی ڈرا کرو مجھ سے۔۔۔ چلو اب تھوڑا

سا اور کانپ کے دیکھاؤ۔۔۔ ابراج نے پہلے تو اپنی براؤن

شلوار قمیض کے سلیوز کہنیوں تک فولڈ کرتے ہوئے

اطمینان سے خود سے فاصلے پہ کھڑی اجالا کو آنکھیں سکیڑ کے

دیکھا اور پھر شرارت سے اپنے انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے

چٹکی بجا کے اس پہ حکم جھاڑ کر اسے مزید سلگایا تو اجالانے

اسی لمحے کانپنے کی ادکاری بند کر کے اسے شدید گھوری سے

نوازا۔ وہ تو اسے زچ کرنے کے لئے جھوٹ موٹ کا کانپ

رہی تھی اور وہ تھا کہ اس نے الٹا اسی کو زچ کرنا شروع کر

دیا تھا؟ یہ جانتے بوجھتے بھی کہ اجالا ہمیشہ ہر وہ الٹا کام کرنا خود

پہ فرض کر لیتی ہے جس سے ابراج اسے منع کرتا

ہے (خصوصاً رعب جھاڑتے ہوئے)

رمضان کا تو خیال کر لو تم دونوں! ہر وقت شروع ہوئے

ہوتے ہو۔۔۔ مقاصم نے افسوس سے ان کو ٹوکنا ضروری

سمجھا جبکہ باقی سب اس لڑائی کے عادی تھے اسلئے اینٹرٹین

ہو کر آہستگی سے مسکراتے جا رہے تھے۔ ان سب کا پیرٹیڈ

فری تھا، اسلئے وہ گراؤنڈ کا چکر لگانے آئے ہوئے تھے۔ اگر

رمضان نہ ہوتا تو وہ ابھی کیفے میں بیٹھ کر انہماک سے کچھ کھا
پی رہے ہوتے۔

آپ کو پتہ تو ہے بھٹیو! یہی ہمیشہ بد تمیزی سٹارٹ کرتا ہے۔
اسے تب تک چین نہیں آتا جب تک یہ میرا روزہ مکروہ نہ کروا
دے۔۔۔ اجالانا کچرٹھا کے بری الزمہ ہوتی ضبط سے
مٹھیاں بھینچنے لگی۔

بالکل!!۔۔۔ مقاصم، باریق، صارم اور ماحد نے بے
اختیار اپنے گروپ کی لاڈلی اور چھوٹی سی پٹاخہ کے حق میں
جھنڈا لہرا کر سر کو خم دیا جبکہ لڑکیوں نے کانوں کو ہاتھ

لگائے۔ (کیونکہ یہ لڑائی سٹارٹ کرنے والی اجالا خود تھی اور

اب خود ہی مظلوم بن رہی تھی۔)

اصل ترس تو مجھے تمہارے ان بیچارے بھائیوں پہ آتا ہے

جنہیں تمہاری سائیڈ لینے کے لئے روزے میں جھوٹ بولنا

پڑتا ہے۔ اللہ ان کے گناہوں میں مزید اضافہ فرمائے۔

آمین۔۔۔ ابراج استہزایا لہجے میں ہنس کر افسوس سے اپنے

یاروں کو دیکھنے لگے جنہوں نے اجالا کی تائید کی تھی تو وہ گر بڑا

کردانت پسینے لگے اور اسکی آخری دعا یہ آمین کی بجائے

استغفر اللہ منہ میں بڑبڑایا۔

خیر! سب میری بات سنو۔ اس ویکنڈ پر میں ماحد کے ساتھ
کراچی جا رہا ہوں۔ امی جان نے تم سب کو افطاری پہ
انوائٹ کیا ہے۔۔۔ ابھی اجالا کچھ بولتی کہ ابراج نے ٹیشو
سے اپنے گرمی سے سرخ ہوتے چہرے پہ اڈٹا پسینہ صاف
کرتے ان سب کو اپنی ماں کا پیغام دیا۔

Awww so sweett

واؤؤؤؤ! سب ساتھ جائیں گے۔

مزہ آئے گا۔۔۔ سماویہ، نمیرہ، عزیزہ اور بریقا ٹریولنگ کا سنتے
ہی خوش کو گئیں۔ ان سب دوستوں کو گھومنا پھرنا بے حد
پسند تھا۔

پاپا تو ہمیں کبھی تمہاری حویلی نہ جانے دیں۔ انہیں تم ایک
آنکھ نہیں بھاتے۔۔۔ اجالا کا اسکی حویلی کو اندر سے دیکھنے کا
تو بے حد دل تھا لیکن اس نے منہ کے زاویے بگاڑ کر
افسوس سے ابراج کی اپنے باپ کے لئے نا پسندیدگی کا اظہار
کیا۔ اس نے صرف تصاویر میں ہی ابراج کی خوبصورت اور
بڑی سی حویلی دیکھی تھی۔

اوو بھئی زیادہ شوق ہے بیگانی شادی میں عبداللہ دیوانہ بننے
کا؟ پہلے تو مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں ساتھ لے کر کون جائے گا؟ امی
جان نے صرف میرے فرینڈز کو افطاری پہ انوائٹ کیا ہے،
جانی دشمنوں کو نہیں!۔۔۔ ابراج نے ہنسی دبا کر کندھے
اچکاتے ہوئے اتنی بے نیازی سے اسے جواب دیا کہ اب کی
دفعہ کوئی بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر پایا جبکہ اجالا نے غصے سے
اپنے ہاتھ میں پکڑی ابراج کی ویسکوٹ اسکے سینے پہ ماری اور
زمین پہ پیر پٹکتے ہوئے اپنی کلاس کی جانب چل دی۔

کہاں جا رہی ہو گڑیا؟؟۔۔۔ ماحد نے فوراً اپنی ہنسی کا اثر

ذاتل کر کے اسکو روکنا چاہا۔

میری کلاس سٹارٹ ہو گئی ہے بھٹیو! آپ سب اس ذلیل

انسان کی سستی کامیڈی پہ اور زور سے ہنسیں۔۔۔ اجالانے

گردن موڑے بغیر تیز تیز چلتے ہوئے کلستے ہوئے طنزیہ جواب

دیا جس پہ ابراج کا قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ باقی سب

مسکراہٹ دبانے لگے۔

=====

منہ کیوں بنایا ہے تم نے؟ یہ جو تم اپنی باری میں افینڈ ہو جاتی
ہونا۔۔ آئی ہیٹ دیٹ۔۔۔ یونیورسٹی کی پارکنگ میں آتے
ابراج شاہ نے افسردگی سے اجالا سے کہا جو منہ پھولا کر اس
سے بہت زیادہ فاصلے پہ چل رہی تھی۔

ہاں میں افینڈ جان بوجھ کر ہوتی ہوں نا؟ تمہاری تو کوئی غلطی
نہیں ہوتی؟۔۔۔ اجالا نے چڑچڑے لہجے میں طنز کیا۔ اسکی
زیتونی آنکھوں میں خفگی تھی۔ وہ اسکی طرف نہیں دیکھ رہی
تھی۔ چھٹی کا ٹائم ہو گیا تھا، لیکن ان کے دوست ابھی تک
پارکنگ ایریا میں نہیں آئے تھے۔ اجالا کی کلاس جلدی ختم ہو

گتی تھی اور اسکا موڈ چیک کرنے کی غرض سے ابراج جلدی
اپنی کلاس سے نکلا تھا۔

اچھا چلو سہی ہے! تمہیں بھی اپنے ساتھ کراچی لے جاؤں
گا۔ زیادہ ڈرامے نہ کرو۔۔۔ ابراج کو ڈھنگ سے منانا آتا ہی
نہیں تھا، اسلئے چابی پہ لگے بٹن سے اپنی گاڑی کو انلاک کرتے
ہوئے بے نیازی سے بولا۔

میں تمہارے ساتھ جانے کے لئے مرے نہیں جا رہی۔
تمہاری حویلی جائے گا کون؟ مجھے اور عزیزہ آپی کو ماہد بھٹیو کی
امی نے بھی انوائٹ کیا ہے۔ ہم ان کی طرف جائیں گے،

آئی سمجھ؟؟۔۔۔ اجالا غصے سے چلانا چاہ رہی تھی لیکن
پارکنگ میں اور بھی لوگ تھے اسلئے آواز مدہم رکھی۔
اوکے! ایزیووش۔ مذاق اگر سہا نہیں جاتا تو سٹارٹ بھی نہ
کیا کرو۔۔۔ ابراج شاہ اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر
ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتا سنجیدگی سے گویا ہوا تو اجالا نے ناک
سکوڑ کے اسے گھوری سے نوازا اور پیر پٹکتی ہوئی اپنے ڈرائیو
کی گاڑی کی طرف بڑھنے کی بجائے ابراج کی گاڑی کی پسینجر
سیٹ کا دروازہ کھول کے اندر بیٹھ گئی۔ اسے اب فیل ہوا
تھا کہ وہ شاید اوور ریکٹ کر گئی ہے۔ ان دونوں میں منانے

والا تو کوئی سین ہوتا نہیں تھا اسلئے خود ہی مان جایا کرتے تھے
کیونکہ ایک دوسرے کو تنگ کتے بغیر اور لڑائی کتے بنا گزارہ جو
نہیں تھا۔

اتنی سیریس شکل بنا کے بہت منحوس لگ رہے ہو، ایسے
لگ رہا ہے، کسی نے تمہارے منہ پہ گرم استری پھیر دی
ہے۔ تم ہمیشہ اپنی غلطی نہیں مانتے ہو کیونکہ تمہیں ڈر ہوتا
ہے کہ کہیں تمہاری fragile ایگو کے غبارے سے ہو انہ نکل
جائے۔ تمہیں تو لڑکیوں کو ٹھیک سے ٹریٹ کرنا بھی نہیں
آتا! پتہ بھی ہے، ہم لڑکیاں کانچ کی طرح نازک ہوتی ہیں، ذرا

سی ٹھیس لگنے پہ ٹوٹ جاتی ہیں! مجھے تو اس معصوم لڑکی پہ
ابھی سے ترس آرہا ہے جو غلطی سے تمہاری بیوی بنے گی،
بیچاری روزانہ تمہارے روسٹنگ سیشنز کی وجہ سے آتی سی یو
میں پہنچی ہوگی۔۔۔۔۔ اجالانے اس کی گاڑی کا اے سی آن
کرتے ہوئے ٹیشو سے اپنا پسینہ صاف کیا اور خفگی سے پُرپُڑ
بولنا شروع ہو گئی۔

کانچ کی طرح نازک؟ ریلی؟؟ ہاہاہا۔۔۔ ابراج کو بے اختیار
ہنسی آئی۔

مہربانی فرما کر خوش فہمیوں کے پہاڑ سے نیچے اتر آؤ اندھیرا بی

بی! تم کانچ نہیں ہو، تم وہ سخت ٹائل ہو جس پر بندہ پھسل

جائے تو اسکی ہڈیوں کا سرمہ بن جائے مگر ٹائل کو خراش نہ

آئے اور رہی بات میری فیوچر بیوی کی تو وہ کم از کم تمہاری

طرح بولنے والی ٹارچر مشین تو نہیں ہوگی۔ مجھے تو اس قربانی

کے بکرے کی فکر ہے جو تمہارے ساتھ نکاح پڑھ کے اپنی

زندگی کو موت کی طرف دھکیلے گا۔ اسے تو جہیز میں برتنوں اور

فرنیچر کی بجائے حکومت کی طرف سے تمنغہ جرات ملنا

چاہیے۔۔۔ ابراج شاہ کی زبان نے پھر سے جوہر دیکھانا

شروع کر دیئے تھے۔ وہ اجالا کے ڈرامائی انداز کی تاب نہیں
لا پایا تھا۔

کہہ تو ویسے سہی رہے ہو! کیا بنے گا بیچارے کا؟۔۔۔ اجالا
کو بے ساختہ ہنسی کا دورہ پڑا۔ وہ اپنی ہنسی روکنے کے لیے
منہ پر ہاتھ رکھے گاڑی کے ڈیش بورڈ پر سر ٹیک گئی۔

بھری جوانی میں جنازہ ہی اٹھے گا اس بیچارے معصوم کا! خیر
مجھے بہت روزہ لگ رہا ہے اور یہ باقی سارے کہاں رہ گئے
ہیں؟۔۔۔ ابراج نے بیزاری سے کہتے ہوئے اپنے پسینے سے
ہلکے نم ہوتے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور باہر کی جانب ماحد لوگوں

کو اپنی تیز نظروں سے تلاش کرنے لگا۔ ڈیش بورڈ کے ساتھ
سرٹکائے اجالا ایک لمحے لے لے تے ٹھہر کر اسے دیکھے گئی۔ وہ
جو کب سے گرمی سے سرخ پڑ رہا تھا، اب اے سی کی
ٹھنڈک کی وجہ سے اسکی سفید رنگت بحال ہونا شروع ہوئی
تھی۔

ویسے ہم ابھی تک پارکنگ میں ہیں جو یونیورسٹی کا ہی حصہ
ہے اور تمہارے پاپا کا وہ جاسوس ڈرائیور مسلسل میری
گاڑی کو گھور رہا ہے۔ اگر ہمارے ایک ساتھ گاڑی میں بیٹھنے
کی شکایت پر انسپل صاحب تک پہنچ گئی نا تو مجھے نوٹیفکیشن

کے مطابق پچاس ہزار روپے کا فائن میٹھے میٹھے پڑ جانا ہے اسی
لئے بہتر ہے میڈیم کہ اپنی گاڑی میں تشریف لے جائیے۔۔۔
سائیدمر میں نظر آتے اجالا کے ڈرائیو کے عکس کو دیکھ کر
ابراج شاہ نے اسے وہ انوکھا نوٹیفکیشن یاد کروایا جس پہ پوری
یونیورسٹی مذاق بنا رہی تھی۔

بابا۔۔۔ اسی لئے تو بیٹھی ہوں تمہاری گاڑی میں، تاکہ میرے
پاپا کا کچھ بھلا ہو جائے۔۔۔ اجالا نے برا منائے بغیر ہنستے
ہوئے توجیہ پیش کی تو ابراج نے ماتھے پہ تیوریاں چڑھا کے
اسے گھورا۔

فائن کے ساتھ ایک اور بونگی سی وارنگ بھی رکھی ہے
انہوں نے! کہیں تمہارا لگے ہاتھ میرے ساتھ نکاح کروانے
کا پلان تو نہیں ہے؟۔۔۔ ابراج نے بھنویں اچکا کر اسے
تنگ کیا جیسے کل رات چیٹ پہ اجالا اسے باتیں لگا رہی تھی،
اب وہ حساب برابر کر رہا تھا۔

استغفر اللہ! اگر خدا نخواستہ زمین پھٹ جائے، آسمان گر
جائے اور پوری دنیا میں تم آخری لڑکے بچو نا؟۔۔ تو بھی میں
نکاح نامے پر دستخط کرنے کے بجائے اس قلم کی سیاہی پی
کر خودکشی کرنا پسند کروں گی ابراج شاہ۔۔۔ اجالا نے ڈیش

بورڈ سے سر اٹھا کر بال جھٹکتے ہوئے نخریلے انداز میں طنزیہ
جواب دیا۔ ابراج جواباً سلگ کے اسکی مٹی پلید کرنے والا
تھا کہ ان کے سارے دوست ایک ساتھ بوتل کے جن کی
طرح حاضر ہوئے۔ تھکاوٹ اور گرمی کا رونا روتے ہوئے
وہ اسکی گاڑی میں سوار ہونے لگے اور ان کی نوک جھوک کا
تسلسل وہی پہ ٹوٹ گیا کیونکہ عزیزہ نے اجالا کا دھیان اپنی
گاڑی اور ڈرائیور کی طرف مرکوز کروا دیا تھا۔

=====

ویکینڈ آگیا تھا۔ چھ روزے تیزی سے گزر گئے تھے۔ اجالا اور
عنیزہ کو کراچی جانے کی اجازت آسانی سے اس لئے مل گئی
تھی کیونکہ ماحد کی ماں نے ان کے والدین کے ساتھ موبائل
پہ گفتگو کر لی تھی کہ وہ اپنی بہو کو یاد کر رہی ہیں اور کچھ ماحد
نے گارنٹی دی تھی کہ وہ ان کا پورا دھیان رکھے گا۔ وہ بائی
آئیر جا رہے تھے۔ جہاز میں بھی اجالا اور ابراج کی لڑائی نہیں
ختم ہو رہی تھی۔ ابراج ونڈو سیٹ پر ایسے پھیلا ہوا تھا
جیسے پورے جہاز کا مالک وہی ہو۔

میں تم سے آخری بار کہہ رہی ہوں کہ سیٹ چھوڑو ابراج
صفر۔۔۔ مجھے ونڈو کے ساتھ بیٹھ کے بادل دیکھنے ہیں۔۔۔
اجالانے دبی دبی آوازیں غرا کر ابراج کے بازو پہ چٹکی
کاٹی۔

سیٹ تو میں نہیں چھوڑ رہا! لیکن ہاں، اگر تمہیں بادل دیکھنے کا
بہت شوق ہے تو ایئر ہوسٹس سے کہو تمہیں جہاز کے وائر
کے ساتھ لٹکا دے۔۔۔ ابراج نے عنابی لبوں پہ مطمئن
مسکراہٹ سجا کر اسے سلگایا۔

اگر تم ایک منٹ سے پہلے اس سیٹ سے نہ اٹھے تو میں نے
پورے جہاز میں شور مچا دینا ہے کہ تم مجھے اغوا کر کے کراچی
لے کر جا رہے ہو!۔۔۔ اجالا نے مٹھیاں بھینختے ہوئے
اسے دھمکی لگائی۔

اغوا؟؟ شکل دیکھی ہے اپنی؟ کوئی اغوا کار بھی تمہیں اٹھانے
سے پہلے دوبار استخارہ کرے اور اگر خدا نخواستہ دنیا کا کوئی
سب سے بڑا عقل کا اندھا تمہیں غلطی سے کیڈنیپ کر بھی
لیتا ہے تو وہ تم جیسی مصیبت سے جان چھڑوانے کے لئے
تمہارے گھر والوں کو فون کر کے الٹا خود تاوان کی پیشکش

کرے گا۔۔۔ ابراج نے ایک نظر اسے اوپر سے نیچے تک

دیکھ کر ہنستے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

تم بہت بد تمیز ہو ابراج! ماحد بھٹیو سے کچھ سیکھو، انہوں

نے آپ کے کہے بغیر انہیں اپنی ونڈو سیٹ دے دی

تھی۔۔۔ اجالا نے گردن موڑ کر اپنے بالکل چھپے بیٹھے ماحد

اور عنیزہ کو دیکھ کے ابراج کو خفا انداز میں شرم دلائی۔

یہ مجھ جیسا گرین فارسٹ اگلی سو صدیوں میں بھی نہیں بن

سکتا گڑیا۔۔۔ ماحد ملک نے فرضی کالر اچکا کر ان کی لڑائی

میں مداخلت کی۔ عنیزہ لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ سجا کر

انہیں دیکھ اور سن رہی تھی۔ وہ سارے فرینڈز آگے چھپے
ہی بیٹھے تھے۔

مجھے تجھ جیسا ”کرنج“ بننا بھی نہیں ہے۔۔۔ ابراج نے
اسے منہ توڑ جواب دے کر پھر سے اپنی توپوں کا رخ اجالا کی
طرف موڑا۔

اور تم زرا اپنے دماغ کے جالے صفائی کرو۔ ونڈو سیٹ تو
دور کی بات ہے، اگر تم مجھ سے ایک سو روپیہ بھی ادھار
مانگو تو میں تمہیں وہ بھی نہ دوں۔ تمہارے ماحد بھٹیو نے اپنی
بیوی کے لئے ونڈو سیٹ چھوڑی ہے۔ تم میری بیوی نہیں

ہو جو تمہارے لئے اتنی بڑی قربانیاں دیتا پھروں۔۔۔

ابراج نے آنکھیں گھما کے اجالا کے سر پہ ہلکی سی چیت

لگائی۔

جسٹ امیجن کہ اگر اجالا۔۔ آتی مین بس فرض کے طور

پہ۔۔ ڈونٹ مائنڈ اوکے؟۔۔ لائک اگر اجالا تیری بیوی ہوتی تو

کیا توں اس کے لئے ونڈو سیٹ چھوڑ دیتا؟۔۔ صارم جو

کب سے انہیں مسکراہٹ دبا کر دیکھ رہا تھا، بہت سنبھل

کے دل میں اڈتا سوال بالا خر زبان پہ لایا جس پہ سب نے ہی

دلچسپی سے ابراج کی طرف دیکھتے اسکے جواب کا انتظار کیا۔

سب سے پہلے تو بھر بھر کے لعنت ہو تیری ایسی منحوس
سوچ پہ صارم راجپوت، لیکن اگر تو نے اتنا گندا اور بھیانک
سوال کر ہی لیا ہے تو سن لے۔۔۔ اگر اور میں پھر کہہ رہا
ہوں صرف ”اگر“ یہ منحوس گھڑی میری زندگی میں آتی اور
اجالا میری بیوی ہوتی، تو میں اس کے لیے ونڈو سیٹ تو کیا
پورا جہاز ہی چھوڑ دیتا۔۔۔ ابراج نے سلگ کر جواب
دیتے ہوئے آخر میں اپنا لہجہ اتنا گھمبیر بنایا کہ اجالا کی دھڑکنیں نا
چاہ کر بھی تیز ہوئیں، جبکہ باقی سب نے ٹیزنگ انداز میں ”
اوہوو“ کرتے ہوئے آئبرو اچکایا۔

ساو! میرا پورا جواب تو سن لو! جہاز اس لیے چھوڑ دیتا کیونکہ
اس کے ساتھ ایک بند جہاز میں سفر کرنے سے بہتر ہے کہ
بندہ 30 ہزار فٹ کی بلندی سے بنا پیراشوٹ کے نیچے کود کر خود
کشی کر لے! کم از کم قبر میں اسکی چیں چیں سے سکون تو ملے
گا۔۔۔ ابراج نے ہنس کر اپنا جواب مکمل کرتے ہوئے
اجالا کی طرف ایک فاتحانہ نظر ڈالی جس کا چہرہ اب ایک دم غصے
سے لال ہوا تھا۔

مقام اور باریق کی ناچاہ کے بھی ہنسی نکل گئی جبکہ ماحد
نے مسکراہٹ دبا کر افسوس سے ابراج کے کندھے پہ مکا
جرّا۔

تمہاری گھٹیا کامیڈی ختم ہو گئی ہو تو میرا جواب بھی سن لو
ابراج شاہ۔۔۔ اس نے دانت پیستے ہوئے ابراج کی
آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

اگر تم کسی مجبوری کے تحت ناچاہ کے بھی میرے شوہر بن
جاتے نا تو ہمیں ایک ساتھ سفر کرنے کی کبھی ضرورت ہی
محسوس نہ ہوتی کیونکہ میں نکاح کے فوراً بعد تمہیں sulphuric

acid پلا کر مار دیتی۔۔۔ اجالا نے کلس کر غراتے ہوئے
اس کے بازو پہ زور سے مکا جڑا۔ ابراج سمیت سب اسکے
کلسنے پہ ہنس دئیے۔ ابراج کوئی جواب دینے والا تھا کہ اچانک
ایک نوجوان اجالا کے دائیں طرف والی سیٹ پہ آکر بیٹھ گیا۔
ہائے مائی سیلف انیل!۔۔۔ اس خوش شکل لڑکے نے
نرم سی مسکراہٹ لبوں پہ سجا کر اپنے ساتھ بیٹھی اجالا کو
ہاتھ ہلایا۔

اجالا نے بھی شرافت کا لبادہ اوڑھا اور ایک رسمی رسمی
مسکراہٹ لبوں پہ سجا کر جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی
تھا ”اوو مائی سیلف۔۔۔“

”اندھیرا صابری!“ ابراج نے بجلی کی تیزی سے بیچ میں لقمہ دیا
اور انیل کی طرف دیکھ کر اس کا تعارف اپنے مخصوص
شرارتی انداز میں مکمل کیا۔

اس عجیب سے نام کو سن کر انیل کی مسکراہٹ ایک پل کو
ہینگ ہو گئی جبکہ اجالا کا پارہ ایک دم شوٹ کر گیا۔ اس نے

تلملا کر اپنی نکیلی بلاک ہیل پوری قوت سے ابراج کے جوتے
پر رکھ کر مسل دی۔

آہ۔۔۔ ابراج کے حلق سے ایک دبی ہوئی کراہ نکلی۔
تمہارا یہی قاتلانہ پیار کسی دن میری جان لے کر دم لے
گا!۔۔۔ ابراج نے اجالا کے سر سے پھسلتا اپیل گرین
شفون کا دوپٹا درست کرتے ہوئے ڈرامائی انداز میں دہائی
دی۔ اجالا نے اسکی ڈرامے بازی پہ مسکراہٹ دہائی جبکہ باقی
سارے دوست ہنس دیے۔

اچانک جہاز کے انجن کی گونج بڑھی اور ایک زوردار چھٹکے
کے ساتھ رن وے پر دوڑتے ہوئے اس نے فضا میں اڑان
بھری۔

میٹھے رہو ونڈو سیٹ پر زہریلے سانپ بن کے! ہونہہ۔ اب
ڈسٹر ب نہ کرنا مجھے۔۔۔ اجالانے اپنی آوارہ لٹوں کو کان کے
چپھے اڑسا اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے ابراج کی طرف سے
رخ موڑ لیا۔

ابراج نے لاپرواہی سے کندھے اچکا کر کانوں پہ ہیڈ فون لگا
لئے۔ (وہ روزے میں تھا اسلئے گانے کی بجائے وہ کوئی

صوفیانہ کلام سن رہا تھا۔) باقی دوست اپنی والیوں کے ساتھ

باتوں میں مصروف ہو گئے تھے جبکہ اجالا نے انیل سے اسکا

سارا بائیو ڈیٹا پوچھنا شروع کر دیا تھا۔

ابراج نے کریم کلر کی شلوار قمیض پہ اپیل گرین ویسکوٹ

پہن رکھی تھی۔ اسکی ویسکوٹ کا رنگ قدرتی اجالا کے سوٹ

کے کلر کے ساتھ میچ ہوا تھا۔

اجالا نے آج ہلکا سا میک اپ کیا ہوا تھا اور اس کے

خوبصورت نقوش مزید نکھرے نکھرے نظر آرہے تھے۔

انیل کا غور سے اجالا کو دیکھنا ابراج شاہ کی زیرک نگاہوں
سے مخفی نہیں تھا۔

ابراج نے کلام کو سٹاپ کر کے مارے کریوسٹی کے انیل
اور اجالا کی باتیں سنیں۔

Are u both couple?

اپنے اور ابراج کے متعلق انیل کا یہ سوال سننا تھا کہ اجالا
نے ایسا ری ایکٹ کیا جیسے کسی نے اسے زبردستی کڑوی
کافی پلا دی ہو۔ اس نے اپنے چہرے پر بیزاری کے تمام
تاثرات جمع کیے اور ایک زوردار Ewww! اچھالا۔

Couple?? No, Never!

ہم تو ڈھنگ کے دوست بھی نہیں ہیں، کپل ہونا تو بہت دور
کی بات ہے!۔۔۔ اجالا نے منہ کے زاویے بگاڑ کے انکار
کیا۔ اسکی اتنی اوور ایکٹنگ پہ ابراج کا دل کر رہا تھا کہ وہیں
کھڑے ہو کر اعلان کر دے کہ اسے بھی اس اندھیرا صابری
کا کپل بننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن وہ خاموشی سے (مگر
تیکھی نظروں سے) انیل عرف ذلیل کو گھورتا رہا جس کی
نظریں اسے اجالا پہ بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھیں۔

اٹھ کے میری سیٹ پہ آؤ۔۔۔ انیل کو اجالا کی بات پہ ہنستے

دیکھ کر ابراج شاہ ضبط سے جھک کر سرگوشی نما آواز میں

اجالا کے کان میں گویا ہوا۔

مجھے نہیں آنا اب۔۔۔ اجالا نے اسکی حکمیہ ٹون کو لا پرواہی

سے نظر انداز کرتے ہوئے ہاتھ جھلا کر جواب دیا اور انیل

سے اسکی پب جی آئی ڈی کے متعلق سوال کرنے لگی۔ انیل

چمکتے ہوئے اپنی آئی ڈی بتانے کے بعد اجالا کی بھی آئی ڈی

مانگ رہا تھا۔

تیس سیکنڈ سے پہلے اٹھو!۔۔۔ اس سے پہلے کہ اجالا اسکو

اپنی آئی ڈی دیتی، ابراج نے خود کو اسکی کمر دبوچنے سے

روکتے ہوئے سختی سے دوبارہ سرگوشی کی۔

کیوں اٹھوں؟ اور اگر نہ اٹھوں تو؟۔۔۔ اسکی تحکمانہ ٹون

سے چمڑکے اجالا نے گردن ابراج کی طرف موڑ کے خفا انداز

میں کہا۔ آواز مدھم رکھی۔ وہ اسکے سخت تاثرات نوٹ نہیں

کر پاتی تھی۔

کیونکہ میں بول رہا ہوں!!۔۔۔ ابراج شاہ ہر لفظ چبا چبا کر

بولا۔

اور تم کون ہو؟ تمہاری میں کیوں سنوں؟ تم میری سنتے
ہو؟؟۔۔۔ اجالا آئبرو اچکا کر ہمیشہ کی طرح لڑنے پہ آگتی۔
انیل کو ابراج کی مداخلت ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔ وہ
بیزاری سے ان دونوں کی آپسی مدہم گفتگو ختم ہونے کا انتظار
کرنے لگا۔

اجالا کے سوالات سن کر ابراج کو ایک دم احساس ہوا کہ وہ
ایسے ریکٹ کیوں کر رہا ہے؟
تم اسے اپنی آتی ڈی نہیں دوگی۔۔۔ ابراج نے ہنوز ڈھیٹائی
سے اجالا کو حکم دیا۔

اب تو میں ضرور دوں گی ہونہہ! جب میں نے ونڈو سیٹ مانگی
تھی، تب تم نے میری سنی تھی؟؟۔۔۔ اجالا نے حساب
بے باک کرتے ہوئے ناک چڑھائی۔ اسے ابھی تک غصہ
تھا ونڈو سیٹ نہ ملنے پر۔۔

اوکے! اگر تم نے اس انیل ذلیل کو اپنی آئی ڈی دی تو میں
آج کے بعد کبھی تمہارے ساتھ پب جی اور لڈو نہیں کھیلوں
گا۔۔۔ ابراج نے اب کی دفعہ سلگتے ہوئے لہجے میں اجالا کو
وارننگ دے کر حیران کیا تھا۔ وہ آنکھیں پھیلا کر ابراج کو
دیکھنے لگی جس کی ہیزل آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں تمہاری اس دھمکی سے
خوفزدہ ہو کر کانپنا شروع کر دوں گی؟۔۔۔ اجالا نے ہار ماننا
کبھی نہیں سیکھا تھا، اسلئے دانت پیس کر بولی۔

آل رائٹ! جہنم میں جاؤ تم!۔۔۔ ابراج نے خود کو چلانے
سے روک کر کم آواز میں غصے سے پھنکارتے ہوئے اجالا کو
جواب دیا اور کانوں پہ پھر سے ہیڈ فون لگا کر کلام کا والیوم
فل تیز کر دیا۔

اجالا نے خفا ہو کر اسے گھورا جس نے اتنی بد تمیزی سے
اسے ڈانٹا تھا۔

ان کی تکرار سنتے ماحد نے آنکھ کے اشارے سے صارم،
مقاصم اور باریق کو ان دونوں کی طرف متوجہ کروایا جو
ابراج کا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر آئبرو اچکا کے معاملہ
جاننے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ماحد نے ہنسی دبا کر اپنے
ہاتھوں کو جھلاتے ہوئے بعد میں ساری بات بتانے کا اشارہ
دیا۔ غیزہ اس دوران باہر کے نظاروں کو اپنے فون کے
کیمرے میں قید کرنے میں مصروف تھی۔

میں کیوں جاؤں؟ تم جاؤ جہنم میں! اور ویسے بھی وہاں
تمہارے جیسے بد تمیزوں کے لیے پہلے سے ہی VIP سیٹ بک

ہوگی۔۔۔ اجالا نے ترکی با ترکی اسے جواب دیا لیکن وہ کہاں
سن رہا تھا؟ وہ تو غصہ ضبط کرنے کی سعی کرتا اپنا مکمل دھیان
کلام میں لگا کے ونڈو سے باہر کے نظارے دیکھنے لگا۔ اجالا
اور انیل کی باتیں پھر شروع ہو گئی تھیں جو شاید سارا راستہ
بند نہیں ہونے والی تھیں۔



کیسی ہیں امی جان؟۔۔۔ ابراج شاہ نے اپنی ماں کو سینے سے
لگا کر سکون محسوس کرتے ہوئے ان کا ماتھا چوم کر حال
احوال پوچھا۔ سب لڑکیاں پہلی دفعہ یہاں آئی تھیں اسلئے

حیرت سے ابراج شاہ کی خوبصورت اور جدید طرز کی حویلی کو
ستائشی نگاہوں سے دیکھنے لگیں جبکہ لڑکے تو واحد کے ساتھ
اکثر یہاں چکر لگاتے رہتے تھے۔ ان سب کو بہت پیار سے
یہاں ٹریٹ کیا جاتا تھا۔ مہمان نوازی بھی بہترین انداز میں
کی جاتی تھی۔

میں بالکل ٹھیک ہوں امی کی جان لیکن تم مجھے پہلے سے اتنے
کمزور کیوں لگ رہے ہو؟ کھانا پینا کم کر دیا ہے کیا؟۔۔۔ ابکینہ
شاہ نے ہمیشہ کی طرح فکر مندی سے اپنا ازلی سوال کیا جس پہ
صفدر شاہ نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا جبکہ حویلی کے باقی

مکین ہلکا سا ہنس دئے کیونکہ ابراج کہیں سے بھی کمزور نہیں
لگ رہا تھا، البتہ فٹ قمیض میں اس کا سینہ پہلے سے چوڑا اور
بازوؤں کے مسلز پہ پھولے ہوئے دیکھائی دے رہے تھے۔
بس کیا کروں؟ اسلامباد میں آپ کے پیارے ہاتھوں کا کھانا
نصیب نہیں ہوتا نا اسلئے فاقے کٹنے پڑتے ہیں!۔۔۔ ابراج
نے ان کے ہاتھوں کو لبوں سے لگا کر مصنوعی معصومیت
سے جواب دیا۔

کچھ خدا کا خوف کرو! اتنے کانفیڈینس سے سفید جھوٹ بولتے
ہوئے تمہاری زبان نہیں لڑکھڑاتی ابراج شاہ؟ تمہیں ایک

ٹاٹم کا کھانا نہ ملے تو تم آدم خور بن کے ثابت بندے نگلنا
شروع کر دو!۔۔۔ اجالا نے کانوں کو ہاتھ لگا کر اسے ایکسپوز
کرنا ضروری سمجھا جو ماں کے سامنے اتنا معصوم بن رہا تھا
اور اس پہ تضاد حویلی کا ہر فرد ابراج شاہ سے اتنے لاڈپیار سے
پیش آ رہا تھا کہ اجالا کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔
بھلا اس انسان میں ایسا تھا کیا جو اسکے گھر والوں نے اسے سر
آنکھوں پہ بٹھایا ہوا تھا؟ (اسکا مطلب وہ یونی میں صحیح فلیکس
مارتا تھا کہ وہ اپنے خاندان کا لاڈلا ہے؟)

اجالا کے طنز پہ ابراج کے سوا سب کے مشترکہ قہقہے حویلی کی
دیواروں سے ٹکرائے جن میں سب سے اونچا صفدر شاہ کا تھا
جبکہ مسکراتی ہوئی آبگینہ شاہ نے گہری نگاہوں سے اس صنفِ
نازک کو دیکھا جو اپنے نقوش سے ہی چلبلی معلوم ہو رہی
تھی۔

عنیزہ نے اجالا کو آنکھیں دیکھا کر سب کی موجودگی کا احساس
دلایا تو وہ اپنی لمبی زبان دانتوں تلے دبا کر گرٹ بڑا سی گئی۔
یہ تمہاری دوست ہے؟۔۔۔ آبگینہ شاہ نے تفتیشی انداز میں
ابراج سے پوچھا۔

”دشمن!“۔۔۔ ابراج بے تاثر انداز میں ماں کو یک لفظی

جواب دے کر خفگی سے صفر شاہ کے گلے لگا جنہیں اجالا

کے طنزیہ کچھ زیادہ ہی ہنسی آرہی تھی۔

کہیں روزہ زیادہ تو نہیں لگ رہا جو اس کی اتنی تھرد کلاس

کامیڈی پہ لوٹ پوٹ ہوئے جارہے ہیں؟۔۔۔ ابراج نے

منہ پھولا کر صفر شاہ کے کان میں سرگوشی کی جبکہ آبکینہ شاہ

اس دوران اجالا سے ملنے کے بعد ابراج کے باقی سارے

دوستوں سے بھی بڑے پیار سے مل رہی تھیں۔

خیر سے کامیڈی تو نہیں، بیٹی نے حقیقت ہی بتائی ہے۔۔۔
صفدر شاہ نے اس کے گرد بازو باندھ کر ہمیشہ کی طرح اسے
تنگ کیا۔ ابراج نے ”ہونہہ“ کر کے سر جھٹکا اور نرمی سے
ان سے الگ ہو کر اپنے دو بڑے بھائیوں سے گلے مل کر پیار
بُورتا، بھابھیوں کے آگے سر جھکانے لگا۔ ایک بڑی بہن
شادی شدہ تھی اور وہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ بیرونی
ملک میں شفٹ تھی۔

آنٹی اگر آپ برا نہ مانیں تو ایک بات پوچھوں؟۔۔۔ گھڑی پہ
وقت دوڑا کر اجالا نے پریشانی سے انگلیاں موڑتے ہوئے

آبگینہ شاہ سے پوچھا جو اب ماہد کا کندھا تھپتھا کر اس کا حال
پوچھ رہی تھیں۔

پوچھو بیٹا؟۔۔۔ آبگینہ شاہ نرمی سے اسکی طرف متوجہ
ہوئیں۔ باقی سب کی نظروں کا مرکز بھی اب اجالا ہی تھی۔
وہ ایکچولی۔۔۔ آپ سب نے ہمارے لئے پہلے سے افطاری
کا انتظام کر رکھا ہے یا پھر ابھی لکنگ شروع ہوگی؟ آئی مین
ہمارے اسلامباد میں اس وقت تک سب ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھ
کے کھجور سے فرینڈ شپ کر چکے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ اجالا نے

اپنی کلائی پر بند ہی گھڑی کو کسی دشمن کی طرح گھورا اور پھر

انتہائی معصومیت سے آبگینہ شاہ کی طرف دیکھ کر گویا ہوئی۔

ہاہاہا۔۔ اجالا کی پریشانی پہ حویلی کے سب مکین دوبارہ سے

ہنس دئیے جبکہ ابراج کے سوا باقی سب دوستوں نے خفت

سے اجالا کو گھورا۔ ابراج تو جیسے اس پہ دھیان ہی نہیں دے

رہا تھا۔

پریشان نہیں ہو بیٹا! ساری افطاری بالکل تیار ہے۔۔۔

آبگینہ شاہ نے اجالا کے نازک کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اسے

حوصلہ دیا۔

اوو اوکے۔۔ اجالانے اپنی تیز زبان کو کوستے ہوئے سر جھکا

لیا کیونکہ عزیزہ اسے شرم دلانے والے انداز میں گھور رہی

تھی۔ بھلا مہمانوں کی طرف آکے ایسے سوال کون کرتا ہے؟

آپ کھانا لگوائیں! جب تک اذانیں نہیں ہوتیں، ہم سب تب

تک ڈائننگ روم میں جا کے کھجور سے فرینڈ شپ کر لیتے

ہیں۔۔۔ صدر شاہ نے ہلکے ہلکے انداز میں اپنی بیوی سے

کہتے ہوئے ایک نرم نگاہ اجالا پہ ڈال کے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا

جس کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ اسے بہت روزہ لگ رہا

ہے۔ انہیں اپنا ڈائلاگ دہراتے دیکھ کر اجالا کھسیانا سا ہنس

دی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ سب ڈائننگ روم میں موجود تھے، ابھی
کہ روزہ کھلنے میں پورے پندرہ منٹ پڑے تھے۔

ابراج کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھی اجالا ڈائننگ ٹیبل پہ سجے
کھانوں کی اتنی زیادہ ڈشز کو بہت للچاتی نگاہوں سے دیکھ رہی
تھی اور باقی سب اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتے

مسکراہٹ دبا رہے تھے۔ وہ ہویلی کے تمام مکینوں کو بہت

صاف دل کی لگی تھی جس کے جو دل میں ہوتا تھا، وہ بلا
جھجک بول دیتی تھی۔

ڈائننگ روم میں سب آپسی گفتگو میں مشغول خوشدلی سے
صارم اور نمیرہ کے نکاح کی تاریخ پوچھ رہے تھے کہ اجالانے
اپنی گھڑی پہ وقت دیکھ کر روہان سے انداز میں ابراج کا بازو
ہلایا۔ وہ جو اپنے لالا کی کسی بات کا جواب دے رہا تھا، بے
اختیار گردن اسکی جانب موڑی۔

روزہ کیوں نہیں کھول رہے ہم سب؟ میرے ماما اور پاپا تو
اب تک افطاری فنش بھی کر چکے ہوں گے۔۔۔ اجالانے

منہ کے زاویے بگاڑ کر مدہم آوازیں ابراج سے استفسار
کیا۔ اسے لگا کہ باقی سب باتوں میں مصروف ہونے کی وجہ
سے افطار سٹارٹ نہیں کر رہے۔ (ویسے تو ابھی تک اذانیں
بھی نہیں ہوئی تھیں لیکن اجالا کو لگا کہ شاید سب کی باتوں کے
شور کی وجہ سے اذانوں کی آواز کلتیر نہیں سنائی دی ہوگی۔)
ابھی ٹائم نہیں ہوا۔۔۔ ابراج نے سنجیدہ لہجے میں اس کو
مختصر جواب دیا (وہ حقیقتاً ناراض تھا) اور پھر سے اپنے لالا
کی طرف متوجہ ہو گیا جو اسے زو معنی نگاہوں سے دیکھتے شاید
اجالا کی اس کے ساتھ بے تکلفی کی طرف اشارہ کر رہے تھے

لیکن ابراج نے انکی نظروں کا مطلب سمجھ کر بھی نظر انداز
کر دیا۔

ایسے کیسے ٹائم نہیں ہوا؟ پاگل سمجھ رکھا ہے؟ یہ سب یقیناً
تمہاری ہی مجھے تنگ کرنے کی کوئی چال ہوگی جو سب کھانے
کی طرف دیکھ بھی نہیں رہے۔ بھتی ابھی تک تو آدھی ڈشز
خالی ہو جانی چاہتے تھیں۔ کھانے کی خوشبو سونگھ سونگھ کر
میرا معدہ چیخیں مار رہا ہے۔۔۔ اجالا کا دل چاہا کہ بھوک
سے رونا شروع کر دے لیکن وہ ترخ کے ابراج کو جواب
دیتی اس سے لڑنا شروع ہو گئی۔ ایک یہی تو وہ کام تھا جس

میں اسے ٹاٹم کا تو دور کسی کی موجودگی کا بھی ہوش نہیں رہتا
تھا۔ اجالا کی آواز اتنی ضرور تھی کہ سب کے کانوں تک آرام
سے جا سکتی۔ وہ سارے اپنی باتیں چھوڑ کے اجالا کی طرف
دیکھنے لگے جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کوئی پلیٹ اٹھا کے
ابراج کے سر پہ توڑ دے۔ صفر شاہ کو یہ لڑکی انتہائی پسند آتی
تھی جس نے ان کے بگڑے ہوئے بیٹے کو ٹف ٹاٹم دے
رکھا تھا جبکہ آبگینہ شاہ مدھم آوازیں ماحد سے پوچھ رہی تھیں
کہ اجالا سنگل ہے یا نہیں؟

تم نے اکیلی نے روزہ نہیں رکھا ہوا! اور تمیز سے رہو، یہ
میری حویلی ہے، ہماری یونیورسٹی نہیں۔۔۔ ابراج شاہ جو
پہلے ہی جہاز میں ہوئی لڑائی کی وجہ سے اس پہ تپا ہوا تھا، اسکے
یوں ریکٹ کرنے پہ دبی دبی آواز میں پھنکارا۔ اسکی آنکھیں
ضبط سے بے تحاشا سرخ ہو رہی تھیں۔ مکمل خاموشی ہو
جانے کے باعث ابراج کی مدھم لیکن بھاری آواز بھی ہر
طرف گونجی تھی۔

اجالا کی آنکھیں سیکنڈوں میں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔ وہ
اسی لمحے اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کیا ہو گیا ہے ابراج؟؟۔۔۔ صفر شاہ نے سخت لہجے میں
بیٹے کو ڈپٹا۔ انہیں اسکا اجالا کے ساتھ ایسے بات کرنا اچھا
نہیں لگا تھا۔

تمہاری حویلی ہے نا؟ تو جیب میں رکھو اپنی حویلی! مجھے بھی
کوئی شوق نہیں تھا تمہارے ساتھ آنے کا۔۔۔ اجالا بھیگی
آواز میں غصے سے گویا ہوتی اپنا بیگ اٹھانے لگی۔ حویلی کی
تمام خواتین نے فوراً اٹھا کر اجالا کی طرف قدم بڑھائے۔ ان
کی حویلی سے آج تک کوئی بھی مہمان ناراض ہو کر نہیں گیا تھا
اسلئے وہ پریشان ہو گئی تھیں۔

اجالا یہ کیا طریقہ ہے؟ بیٹھو چپ کر کے۔۔۔ غیزہ شرمندہ سی

ہوتی اسکا ہاتھ تھام کر اسکے کان میں بولی۔

اجالا کی آنکھوں سے پھسلتے آنسو دیکھ کر ابراج کو اپنے سخت

روئے کا احساس ہوا تو اس نے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر

اپنے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔

کراچی میں روزہ تھوڑا دیر سے کھلتا ہے! ابھی اذانوں میں

پانچ سے چھ منٹ باقی ہیں۔۔۔۔۔ باپ کی مسلسل گھوریوں

سے خائف ہوتے ہوئے ابراج نے نارمل لہجے میں اجالا کو

سمجھایا۔

تو یہ بریکنگ نیوز پہلے دیتے ہوئے منہ دکھ رہا تھا

تمہارا؟؟۔۔۔ اجالا آنکھوں میں تیرے آنسوؤں کو دوپٹے کے

پلو سے رگڑ کر لرزتی آوازیں غرائی۔

اچھا چلو اب زیادہ ڈرامے نہ کرو اور مجھے بتاؤ کہ ابھی تک کتنے

پکوڑے گن چکی ہو؟۔۔۔ ابراج نے اپنے لہجے سے ناراضگی

اور غصہ بالکل ختم کر کے پرانی ٹون میں اسے سلگایا۔ ابکیں

شاہ نے تو تڑپ کے اجالا کو سینے سے لگا رکھا تھا۔ انہیں اس

پیاری سی بچی کی آنکھوں میں آنسو اچھے نہیں لگ رہے تھے۔

جتنے بھی گنے ہیں، تمہیں کیوں بتاؤں؟ منہ نہ لگو میرے۔۔۔

اسے دو بدو جواب دے کر اجالا نے پھوٹ پھوٹ کر
روتے ہوئے آبگینہ شاہ کے سینے میں چہرہ چھپا لیا۔ ابراج
پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے اجالا کو پہلے کبھی یوں ان کی آپسی
لڑائیوں پہ روتے نہیں دیکھا تھا۔ باقی سارے دوستوں کو تو
شرمندگی سے سانپ سونگھ گیا تھا۔ لڑائی ابراج اور اجالا کی
ہوئی تھی اور خفت سے وہ سارے پاگل ہو رہے تھے۔
پلیز رونا بند کرو بیٹی۔ میں اس بد تمیز کو ابھی پوچھ لیتی
ہوں۔۔۔ اپنے بیٹے کو کبھی نہ ڈانٹنے والی آبگینہ شاہ نے پیار

سے اجالا کے آنسو صاف کر کے التجائیہ لہجے میں کہا اور
ابراج کو خفگی سے گھورا۔

نہیں آنٹی! مجھے یہاں افطاری نہیں کرنی۔ میں ابھی اسلامباد
کی فلائٹ کروا رہی ہوں۔۔۔ اجالا نے سوں سوں کرتے
ہوئے زور زور سے ناں میں سر ہلایا۔ ابراج کی برداشت ختم
ہوئی اور اس نے اسی لمحے اپنی جگہ سے اٹھ کر اجالا کا ہاتھ
نرمی سے پکڑتے ہوئے اسے اپنے ساتھ والی کرسی پہ بٹھا
دیا۔

چپ کر کے یہاں بیٹھو۔۔ بس پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ آج

میرے بھی سارے پکوڑے تم کھا لینا لیکن رونا بند

کرو۔۔۔ ابراج نے پکوڑوں کی ٹرے اٹھا کر اجالا کے آگے

رکھی اور ٹیشو اٹھا کر اسکی طرف بڑھاتے ہوئے صلح جو لہجے

میں کہا۔ حویلی کے سارے مکین ہکا بکا ہوتے ابراج کا یہ

انوکھا روپ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اسے کبھی خاندان

کی کسی لڑکی کے ساتھیوں بے تکلف ہوتے نہیں دیکھا تھا۔

البتہ دوستوں کے ہونٹوں پہ کچھ مطمئن مسکراہٹ نمودار

ہوتی۔

میری نظروں سے گم ہو جاؤ ابراج شاہ ورنہ میں سالن کے
ڈونگے میں تمہارا منہ ڈبو دوں گی۔۔۔ اجالا نے ٹیشو سے اپنی
گیلی آنکھیں صاف کر کے اس پہ اچھالا اور انگشتِ شہادت
اٹھا کر بے حد ناراضگی اور غصے سے بولی۔

اسے اتنی بری طرح سے ابراج نے تو کیا کبھی کسی نے نہیں
ڈانٹا تھا اسلئے اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ وہ تو بس
حویلی کے مکینوں کی وجہ سے اپنے غصے پہ قابو پا رہی تھی ورنہ
اب تک ابراج کا چہرہ واقعی سالن کے ڈونگے میں ڈبو چکی
ہوتی۔

اجالا کی وارنگ پہ سب نے بہت مشکل سے ہنسی دباتی جبکہ
ابراج نے اپنی بٹیرڈ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے دوبارہ سے اپنی
کرسی سنبھال لی۔

اگر وہ مزید کچھ بولتا تو اجالا اور بھڑک جاتی اور کوئی بعید نہیں
تھی کہ وہ غصے کے عالم میں ابھی واپسی کی ارجنٹ آن لائن
فلائٹ بک کروالیتی اسلئے ابراج نے فی الحال خاموش رہنا
بہتر سمجھا۔

ڈونگے میں اسکا سرپورا نہیں آئے گا بیٹا۔ ایسا کرو، اسے
سیدھا کچن میں لے جاؤ اور سالن کے بڑے تیلے میں اس کا

سر ڈال کر اچھی طرح دم لگا دو! تمہیں کھلی اجازت ہے۔ بس

رونا بند کرو۔۔۔ صدر شاہ نے نرم لہجے میں اجالا کو شے

دیتے ہوئے تیکھی نظروں سے ابراج کو دیکھا جو پہلو بدل رہا

تھا۔ صدر شاہ کی مداخلت پہ ابراج کے سوا سب بے اختیار

ہنس دیئے حتیٰ کہ اجالا بھی رونا چھوڑ کر ہلکا سا ہنس دی۔

اسکو ہنستے دیکھ کر ابراج نے پرسکون سانس بھری ہی تھی کہ

اجالا نے بے دردی سے اپنی ہلاک ہیل کا دباؤ اسکے پیر پہ ڈال

کر اچھا خاصا مسئلے ہوئے اپنا بدلہ اتارا۔ ابراج شاہ نے

مشکل سے اپنی کراہ روک کر تیوری چڑھا کے اسے دیکھا جو

اسکو دیکھنے کی بجائے اپنی گیلی آنکھیں پونچھ رہی تھی۔

ان میں سے کسی کو بھی کچھ بولنے کا موقع نہیں ملا تھا کیونکہ

اذانوں کی آواز ہر سوں گونجنا شروع ہو گئی تھی۔

”اللہ اکبر“ سنتے ہی سب سے پہلے پانی کا گلاس اجالا نے اٹھا

کر اپنے ہونٹوں سے لگایا تھا جسے دیکھ کر سارے مسکراہٹ

چھپاتے کھجور اٹھانے لگے۔

ابراج نے جان بوجھ کر اسکے آگے پڑی ٹرے سے پکوڑا

اٹھانا چاہا لیکن اجالا نے گلاس واپس رکھ کے تلملا کر اسکے

ہاتھ کی پشت پہ ہلکا سا تھپڑ مارا اور اسے شدید خفگی سے دیکھ
کر ٹرے اٹھاتی یہاں سے کھڑی ہو کر تیزی سے آبگینہ شاہ کے
ساتھ والی کرسی پہ بیٹھتی سب کو مدھم آوازیں ہنسنے پہ مجبور
کر گئی۔ اسکی نوٹنکی پہ ابراج ہنسی دبا کر کھجور چبانے لگا۔ غصے
اور ناراضگی میں بھی اجالا میڈیم نے پکوڑوں پہ کامیروماٹز
نہیں کیا تھا۔ سب کی کھجور سے فرینڈ شپ کروا کے وہ خود
فرصت سے گرما گرم پکوڑے منہ میں ڈال رہی تھی۔

=====

افطاری کے بعد سب نے مغرب کی نماز ادا کی تھی۔ تمام
لڑکیوں نے حویلی کی خواتین کے ساتھ مل کر نماز پڑھی تھی
جبکہ صفدر شاہ اور ابراج کے بھائیوں کے ساتھ مل کر
سارے مرد مسجد میں گئے تھے۔ ان سب کو اکٹھے نماز ادا کر
کے بہت اچھا لگا تھا۔ وہ سب اب لاؤنج میں موجود تھے۔
چلو، میں تم سب کو اپنی ساری حویلی دیکھاتا ہوں!۔۔۔ اجالا
کو مسلسل اپنے موبائل میں مصروف سب سے لا تعلق بیٹھے
دیکھ کر ابراج شاہ نے گلہ کھنکھارتے ہوئے کہا۔ اسکی
نظروں کا مرکز اس وقت وہی تھی جو ناراض بیٹھی ہوئی تھی

اور صفدر شاہ بہت گہری نظروں سے اپنے بیٹے کے تاثرات
کا جائزہ لے رہے تھے۔

بھٹیو ہم آپ کی طرف کب جائیں گے؟ مغرب ہو گئی ہے،
اب ہمیں جانا چاہیے کیونکہ ہمیں تو بہت ساری باتیں کرنی ہیں
اور یہ اسکی حویلی ہے، ہماری یونیورسٹی نہیں جو ہم یہاں
شور مچائیں۔۔۔ کسی کے کچھ بولنے سے پہلے ہی اجالا
موبائل سے نظریں ہٹا کر سنجیدگی سے ماحد سے مخاطب
ہوئی۔ ابراج کو بے اختیار اپنے ڈائنگ روم میں بولے گئے
الفاظ یہ ایک دفعہ پھر شرمندگی ہوئی۔

کس نے کہا کہ یہ اسکی حویلی ہے بیٹا؟ ہم نے تو خود اسے
یہاں اللہ واسطے رکھا ہوا ہے۔ اس حویلی کو اپنی ہی جاگیر
سمجھو اور جتنا دل چاہے، گلا پھاڑ کر شور مچاؤ۔۔ اتنے
سالوں بعد ہمارے یہاں یہ کوئی رونق آئی ہے۔ ہم تمہیں اتنی
جلدی نہیں جانے دیں گے۔۔۔ جواب صفر شاہ کی طرف
سے آیا تھا جس میں ابراج کو اچھا خاصا رگڑا لگایا گیا تھا اور وہ
منہ پھولا کے رہ گیا۔

بالکل! ابھی دو چار دن ہمارے ساتھ ہی گزارو۔۔۔ ابکینہ
شاہ نے بھی پر خلوص انداز میں اسے سینے سے لگا کر کہا جس

پہ اجالا کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔ اس کو یہ فیملی بے
حد پسند آتی تھی۔ وہ سب ابراج سے مختلف تھے، کیونکہ وہ
اسکی طرح اجالا کو روسٹ کرنے کی بجائے پروٹوکول دے
رہے تھے۔

میں آپ لوگوں کو ایک دفعہ پھر سے وارن کر رہا ہوں کہ اسکی
معصوم شکل کے دھوکے میں مت آئیں۔ ابھی آپ سب
نے اس کی لمبی زبان کے وہ جوہر نہیں دیکھے ہیں جو میں ہر روز
برداشت کرتا ہوں۔۔۔ ابراج شاہ نے اجالا کو سلگانے کی
غرض سے باقی سب کو ہمدردی سے وارن کیا۔

تم سے تو چھوٹی ہی زبان ہے میری!! اگر زیادہ اکڑ دیکھائی نہ
تو ابھی وہ ویڈیو آئی اور انکل کو دیکھا کے تمہاری ستھری
کروادوں گی۔۔۔ اجالا نے آبکینہ شاہ کے سینے سے چہرہ نکال
کر تیکھے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

کون سی ویڈیو بھئی؟؟؟۔۔۔ ابراج شاہ نے حیرت سے
آئبرو اٹھایا۔ باقی سب بھی متجسس نظر آرہے تھے۔
وہی کل جاوید سر کے پیرئیڈ والی!! آخر تمہارے گھر والوں کو
بھی تو پتہ چلنا چاہیے ناکہ تم پڑھائی کو لے کر کتنے نان سیریس
ہو۔ ہو نہ۔۔۔ اجالا نے آنکھیں گھما کے اپنی وارننگ کی

وضاحت دی تو ابراج سیکنڈوں میں ساری بات سمجھ کر اسے
گھورنے لگا۔

نان سیریس ہوں اسی لئے تمہارا سینئر ہوں!
رائٹ؟؟۔۔۔ ابراج نے دانت کچکچا کر طنزیہ لہجے میں
جواب دیا۔

تم بے فکر ہو کر ہمیں وہ ویڈیو دیکھاؤ بیٹا!۔۔۔ اجالا کے
جوابی کاروائی کرنے سے پہلے ہی صدر شاہ نے جستجو کے
الم میں اسکو اجازت دی۔ ابراج نے کلس کر نفی میں سر ہلا
کے اجالا کو منع کیا لیکن وہ بڑی ہی شانِ بے نیازی سے گردن

اکڑاتی اپنے موبائل کی سکرین پہ انگلیاں مارنے لگی۔ باقی
سب دوست مسکراہٹ دبا کر ابراج کو دیکھ رہے تھے جو
کسی طریقے یہاں سے اٹھ کر غائب ہو جانا چاہتا تھا۔
یہ دیکھیں انکل! سینئر صاحب کی زرانان سیریس حرکتیں
ملاحظہ کریں۔ کل ڈاکٹر جاوید نے ہم دونوں کی کلاسز کا کمبائن
پیریڈ لیا تھا کیونکہ جو انہوں نے ہماری کلاس کو نیکسٹ لیکچر
دینا تھا، وہ ابراج کی پریزینٹیشن کے ٹاپک سے کور ہو جانا تھا
لیکن اسکی مستی ہی نہیں رک رہی تھی۔ مجھے تو سمجھ نہیں
آتی کہ یہ یونیورسٹی میں کامیڈی کرنے جاتا ہے یا پڑھائی

کرنے؟؟۔۔۔ اجالا نے افسوس اور حیرانی سے کہتے ہوئے

اپنا موبائل صفدر شاہ کی طرف بڑھا دیا۔ ابراج اپنی بتیرڈپہ ہاتھ

پھیرتا کھا جانے والی نظروں سے اجالا کو گھورنے لگا جبکہ

صفر شاہ اس ویڈیو کو دیکھ کر بہت مشکل سے خود اپنی

مسکراہٹ روک رہے تھے۔

ویڈیو میں ابراج شاہ نچلا لب دبا کر ”سو، ٹوڈے آوور ٹاپک

از“ بولتا ہوا گلہ کھنکھارتے ہوئے اپنی ہنسی روک رہا تھا کہ

جیسے ہی اس نے سر اٹھا کر سامنے کی طرف دیکھا، اسکے لبوں

سے مدھم سی ہنسی آزاد ہونے لگی۔ (اس ہنسی کی وجہ اجالا کی

موجودگی تھی جو ویڈیو میں نظر نہیں آرہی تھی کیونکہ ویڈیو
شوٹ کرنے والی وہی میڈیم تھی۔)

ڈاکٹر جاوید عینک درست کرتے ہوئے حیرت سے ابراج کو
دیکھ رہے تھے جو ڈائریز پر جھکا ہنسی ضبط کرنے کی ناکام
کوشش میں بری طرح ہل رہا تھا۔ (ابراج جتنا خود کو سنجیدہ
کرنے کی کوشش کر رہا تھا، سامنے بیٹھی اجالا اتنی ہی
معصومیت سے اپنی پلکیں پٹپٹا کر اسے آل دی بیسٹ کا
اشارہ کرتی جس پر ابراج کی ہنسی کا نیا فوارہ چھوٹ جاتا تھا۔)
اب حال یہ تھا کہ کلاس کے دوسرے سٹوڈنٹس بھی اسکی

حالت دیکھ کر ہنسنا شروع ہو گئے تھے۔ پورے ہال میں

ایک زیرِ لب قہقہوں کا شور سا مچ گیا تھا۔

”آریو او کے سید ابراج؟؟“۔۔۔ ڈاکٹر جاوید نے حیرت سے

سوال کیا۔ وہ اسکی اچانک ہنسی کی وجہ نہیں سمجھ پائے

تھے۔

یس سر! آئی ایم جسٹ۔۔۔ گوتنگ ٹو سٹارٹ۔۔۔ مائی

ٹاپک۔۔۔ ابراج شاہ نے اجالا سے آئی کانٹیکٹ بریک کرتے

ہوئے اپنی ہنسی کا گلہ حلق میں گھونٹا اور ٹھہر ٹھہر کر یہ جملہ ادا

کیا۔ ڈاکٹر جاوید کی ایک گھوری پر اب کلاس نے بھی ہنسنا بند
کر دیا تھا۔

تھوڑا سا بول کر ابراج نے ایک لمبا سانس لے کر اپنی بکھرتی
ہوئی سنجیدگی کو سمیٹنے کی آخری کوشش کی لیکن جیسے ہی اس
نے دوبارہ نظریں اٹھائیں، اس کا سامنا اجالا کی ان آنکھوں
سے ہوا جو شرارت سے لبالب بھری ہوئی تھیں۔ اجالانے
آئینہ و اچکا کر اسے بولنے کا اشارہ کیا لیکن اس کی اپنی دبی دبی
مسکراہٹ ابراج کے ضبط کے بندھن توڑنے کے لیے کافی

تھی اور کچھ وہ چپکے سے ویڈیو بھی شوٹ کر رہی تھی جس کا
اندازہ ابراج کو ہو چکا تھا۔

سر! دراصل اس ریسرچ کا جو بیسک ہائپو تھیسز ہے، وہ یہ بتاتا
ہے کہ۔۔۔ کہ۔۔۔ بس اتنا بول کر پھر سے اجالا سے آئی
کانٹیکٹ کرنے کی دیر تھی کہ اگلے ہی لمحے ابراج شاہ کے
حلق سے ایک بے ساختہ اور زوردار قہقہہ برآمد ہوا، وہ قہقہہ
جو شاید وہ کچھلے پانچ منٹ سے اندر ہی اندر دبا رہا تھا۔ وہ
اجالا کے سامنے سیریس ہو کر پریزینٹیشن کیسے دے سکتا تھا؟
یہ اسے دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا۔

اس کی ہنسی اس قدر خوبصورت اور سحر انگیز تھی کہ ایک پل
کے لیے ویڈیو دیکھتے صفر شاہ خود بے اختیار ہو کر اسے
دیکھ کے رہ گئے۔ ابراج کی آنکھیں ہنسی کی شدت سے موند
گئی تھیں اور ایک دم وہ ہنستے ہنستے ڈائریز میں چہرہ چھپا کر خود پہ
کنٹرول کرنے کی سعی کرنے لگا۔ صفر شاہ اپنے نچلے ہونٹ
کو دانتوں تلے دبا کر ہنسی روکتے ویڈیو میں اسکا یہ نان سیریس
ایٹیوڈ دیکھ رہے تھے جبکہ ابراج پہلو بدلتا ہوا اجالا کو خفگی
سے دیکھ رہا تھا۔

آئی ایم سوری۔ سر۔۔ بٹ پلیز۔۔۔ اس سے پہلے کہ ڈاکٹر
جاوید ابراج کی عزت افزائی کرتے، اس نے چہرہ اٹھا کر ہنستے
ہوئے بمشکل خود کو سنبھالا اور ہاتھ کے اشارے سے اجالا
کی طرف اشارہ کیا (جواب بھی ویسے ہی معصوم بن کر اسے
دیکھ رہی تھی لیکن اسکا چہرہ ویڈیو میں نہیں تھا۔)

سر! پلیز آئی ایم بیگیگ یو۔۔ اس اجالا کو کلاس سے باہر نکال
دیں، شی از ڈسٹرکٹنگ می! اس کی موجودگی میں میں ایک لفظ
بھی نہیں بول پاؤں گا، یہ جان بوجھ کر مجھے ہنسارہی

ہے۔۔۔ ابراج کی اس دہائی پر کلاس میں ایک بار پھر ہنسی کا

شور اٹھنے لگا کیونکہ پوری یونیورسٹی ہی ان کے ٹوم اینڈ جیری
والے بانڈ سے واقف تھی، حتیٰ کہ ان کے اپنے دوست اس
مومنٹ سے بہت اینٹرٹین ہو رہے تھے۔

ڈاکٹر جاوید نے ابھی اجالا کی طرف رخ کیا ہی تھا کہ اس شاطر
جونیر نے کمال کی فنکاری سے اپنے موبائل فون کی سکرین
اپنی کرسی کی سائیڈ پر الٹی کر کے رکھ دی جس کی وجہ سے
اب ویڈیو بالکل بلیک ہو گئی تھی لیکن ریکارڈنگ اب بھی
جاری تھی جس میں صرف آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

ہا، یہاں کوئی سرکس لگی ہوئی ہے سر یا میں نے یہاں کوئی
کامیڈی شو شروع کر رکھا ہے جو میں سید ابراج شاہ کو
ڈیسٹریکٹ کر رہی ہوں؟۔۔۔ اجالا مصنوعی معصومیت
سے تڑخ کر اپنی صفائی میں اتنا ہی بولی تھی کہ فون ڈسبیلنس
پوزیشن میں بیگ کے اوپر پڑا ہونے کے باعث ویڈیو یہی پہ
ختم ہو گئی۔

مجھے بھی دیکھائیں زرا اس کے کرتوت؟۔۔۔ ویڈیو کی آواز تو
لاؤنج میں بیٹھے تمام افراد ہی سن رہے تھے لیکن صدر شاہ کو
اتنے انہماک سے موبائل کی طرف دیکھتا پا کر آگینہ شاہ نے

بھی کریوسٹی کے مارے ان سے فون لیا۔ آہستہ آہستہ سب
نے وہ ویڈیو دیکھی تھی اور لاؤنج میں قہقوں کا شور اٹھ رہا
تھا۔ واحد صفر شاہ تھے جو کھل کے ہنسنے کی بجائے ابراج
شاہ کو گھور رہے تھے۔

ماحد وغیرہ تو کل صبح والا یہ منظر یاد کر کے ویڈیو دیکھے بغیر ہی
ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے کیونکہ انہوں نے یہ سین
براہِ راست انجوائے کیا تھا۔

ان حرکتوں کی وجہ سے میں یونیورسٹی میں تمہاری اتنی فیس
پے کر رہا ہوں؟؟۔۔۔ صفر شاہ کی پاٹ دار آواز لاؤنج میں

گو نجی تو ابراج نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر گلہ کھنکھارا۔
سیریس سیچویشن میں ہنسنے والی اسکی عادت اسے ہمیشہ ذلیل
کرواتا تھی۔

میں تو سمجھ رہا تھا کہ میرا بیٹا وہاں ماسٹرز کر رہا ہے لیکن یہ
ویڈیو دیکھ کر لگ رہا ہے کہ تم وہاں ہنسنے کی ٹریننگ دے
رہے ہو یا لے رہے ہو۔ میرا مشورہ مان کر یہ ایم ایس وغیرہ
چھوڑو اور کسی کامیڈی تھیٹر میں ٹائم سے اپلائی کر دو۔۔
صفر شاہ نے مصنوعی رعب سے اسکی عزت افزائی شروع
کر دی۔ ابراج شاہ نے کلس کر اجالا کو دیکھا جو صوفے پر

بیٹھی ہاتھ میں پکڑے جوس کے گلاس سے سب لیتی ہوئی
اس کی ستھری ہوتے دیکھ کر بے حد محظوظ ہو رہی تھی۔
بابا جان! وہ ایکچولی۔۔۔ یہ اجالا مجھے۔۔۔ ابراج نے قمیض
کے سلیوز کہنیوں تک فولڈ کرتے ہوئے نقلی معصومیت
سے صفائی دینی چاہی مگر صدر شاہ نے ہاتھ کے اشارے
سے اسے روک دیا۔

قصور اس بچی کا نہیں تمہارے ان بتیس دانتوں کا ہے جو کسی
کے جنازے پہ بھی اندر نہیں رہتے!۔۔۔ صدر شاہ نے
گردن نفی میں ہلا کر تیکھے انداز میں اسے ڈپٹا جبکہ آبکینہ شاہ تو

ہنستی ہوئی باربار یہ ویڈیو دیکھتی جا رہی تھیں۔ نجانے انہیں

ابراج کی ہنسی زیادہ پیاری لگ رہی تھی یا اسکا ڈاکٹر جاوید کو

شکایت لگا کر یہ کہنا کہ اجالا اسے ڈسٹرکٹ کر رہی ہے۔

کتنے پیارے لگتے ہیں میرے بچے ایک ساتھ! اسکا مطلب

یونیورسٹی میں اچھی خاصی رونق لگائی ہوتی ہے تم دونوں

نے؟؟۔۔۔ آگینہ شاہ محبت سے ابراج اور اجالا کو دیکھتی

بے حد خوشدلی سے یوں بول رہی تھیں جیسے اس ویڈیو میں

ابراج اور اجالا ایک دوسرے کو تنگ نہیں بلکہ پروپوز کر رہے

ہوں۔

رونق؟؟ خدا کو مانیں آئی۔۔۔ جینا حرام کیا ہوتا ہے انہوں نے

سب کا!۔۔۔ باریق نے افسردگی سے مداخلت کرتے انہیں

حقیقت بتائی جس پہ سب ہی ہنس دیے۔ اجالا بال کانوں

کے چھپ اڑنے لگی جبکہ ابراج نے منہ کے زاویے بگاڑے۔

اللہ ان دونوں کو ہمیشہ ایک ساتھ ہنستا مسکراتا رکھے۔

آمین!۔۔۔ ابکینہ شاہ نے اجالا کا ماتھا چوما۔ اجالا جسے لگ رہا

تھا کہ یہ ویڈیو منظرِ عام پہ آنے کے بعد ابراج شاہ سب سے

ذلیل ہوگا، اس سے الٹ ہوا تھا۔ سوائے صفر شاہ کے،

کسی نے بھی اسے روست نہیں کیا تھا۔ الٹا ان کے انوکھے
باند کی تعریفوں کے پل باندھے جا رہے تھے۔



سب دوستوں کو ساری حویلی دیکھانے کے بعد وہ اپنے روم
میں لے آیا تھا لیکن اجالا اسکے کمرے میں نہیں گئی تھی، وہ باہر
ٹی وی لاؤنج میں صوفے پر نیم دراز پب جی کھیل رہی تھی۔
ابراج اپنے کمرے کے کھلے دروازے سے وقفے وقفے سے
اس پہ نظر ڈال رہا تھا۔ وہ اب اوپر والے پورشن میں تھے،

حویلی کے باقی سارے مکین اپنے کمروں میں سونے چلے گئے
تھے لیکن ان سب کو سحری تک جاگنے کی عادت تھی۔

مجھے تو لگا تھا کہ حویلی آؤں گا تو اسی بہانے اپنی منکوحہ کے
ساتھ ایک کمرے میں ٹھہرنے کا موقع مل جائے گا لیکن تیری

حویلی میں قدم قدم پر تو کمرہ ہے۔ اب یہاں بندہ کیا

کرے؟؟۔۔۔ مقاصم بظاہر بد مزہ ہو کر شکوہ کرتا ہوا بیڈ پہ

اوندھے منہ لیٹے ابراج شاہ کی چوڑی پشت کے ساتھ ٹیک لگا

رہا تھا لیکن اصل میں اسکا مقصد سماویہ کو چھیڑنا تھا۔

بابا ہا۔۔۔ مقاصم کو ٹھنڈی آہ بھرتے دیکھ کر سب کا قہقہہ بلند

ہوا تھا جبکہ سماویہ کے گال سرخ ہوئے۔

میرا بھی نکاح ہوا ہوتا تو میں ایسی بات کرتے ہوئے اچھا

لگتا۔۔۔ صارم نے مصنوعی معصومیت سے اپنے چہرے

کے نقوش ڈھیلے کتے اور نمبرہ کو شرارتی نظروں سے دیکھ کر

بولہ

نہیں! تو تب بھی ایسی بات کرتے ہوئے منحوس ہی

لگتا!۔۔۔ ماحد نے تکیہ اٹھا کر ابراج کے بیڈ پہ آڑے ترچھے

انداز میں رکھتے ہوئے صارم کو سلگایا جس پہ ان سب کی ہنسی
بے ساختہ تھی۔

مجھے تم سب کی حالت دیکھ کر دلی افسوس ہوتا ہے۔ منگنی
اور نکاح کر کے اتنی اتنی دیر سولی پہ لٹکنے سے بہتر ہے کہ بندہ
ڈائریکٹ میری طرح شادی رچائے اور مزے کرے۔۔۔
بیوی کے ہاتھوں سے اپنے بالوں کی مالیش کرواتے ہوئے
باریق درانی نے فلیکس کرتے ہوئے کہا، آخری دو لفظ اس
نے آنکھ مار کے زو معنی سے کہے تھے۔ وہ آنکھیں موند کر
کارپٹ پہ بیٹھا ہوا تھا جبکہ صوفے پہ بیٹھی بریقا اسکے گھنے

بالوں میں آتلنگ کرتی ہوئی اپنی انگلیاں دھیرے سے چلا رہی
تھی کیونکہ باریق کا سر درد ہو رہا تھا۔

بھٹی اتنے رولے میں پڑنے سے بہتر ہے کہ انسان سنگل
رہے۔ سنگل لائف بیسٹ ہے۔۔۔ ابراج نے لا پرواہی
سے کندھے اچکا کر تبصرہ کیا اور ایک ترچھی نگاہ باہر صوفے پہ
نیم دراز ہنستی ہوئی اجالا پہ ڈالی جس کی گیم ہی ختم نہیں ہو
رہی تھی۔

بس کر دے شاہ! مان جا کہ توں بھی محبت کے چکر میں پڑا
ہوا ہے۔۔۔ صارم نے کشن اٹھا کر اسکے سر پہ مار کے اپنا

تجربہ بیان کیا۔ وہ تو کیا باقی سب بھی اسکی بار بار باہر کی طرف
اٹھتی نظروں کا سکین کر رہے تھے۔

واٹ؟؟؟ اور تجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں تم سب کی طرح
کرنج بن کر پیار اور محبت کے چکر میں ڈوبا ہوا ہوں؟۔۔۔
ابراج نے حیرت سے ہنستے ہوئے آئبرو اٹھا کر صارم سے
سوال کیا۔

بیٹا ہم سب جانتے ہیں۔ اس معاملے میں تجھ سے بہت
سینٹر ہیں۔ توں قسم کھا کہ اجالا کو دیکھ کر تیرے دل کو کچھ کچھ

نہیں ہوتا؟۔۔۔ مقاصم نے اس کے سر پہ چیت لگا کر اپنے

بھائی کی بات کو طول دیا۔

تم لوگوں کا دماغ ٹھیک ہے؟ مجھے کیوں ”کچھ کچھ“ فیل ہوگا؟

(اس نے وقفہ لیا)۔۔۔ ہاں لیکن میرا بلڈ پریشر ضرور ہائی ہوتا

ہے۔۔۔ ابراج ہنوز تعجب اور بے نیازی سے قہقہہ لگاتا ہوا

مقاصم کو اپنا گھٹنہ مار کے خود سے دور کرنے لگا۔

اوو تو توں جہاز میں جیلس نہیں ہو رہا تھا اس لڑکے سے، جو

اجالا کے ساتھ مسلسل باتیں کر رہا تھا؟۔۔۔ ماحد نے

شرارت سے آنکھیں مٹکا کے پوچھا۔ عزیزہ مسکرا رہی تھی ان
سب کے تجربے سن کر۔۔

جیلس؟ نوونیور! مجھے تو بس اس لڑکے سے اچھی وابستہ نہیں آ
رہی تھیں اسلئے اجالا کو اس سے بات کرنے سے منع کر رہا
تھا ورنہ میں نے کیوں سڑنا ہے بھئی؟؟۔۔۔ ابراج نے
صاف گوئی سے انہیں وضاحت دی۔

لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی کنیکشن تو ہے تیرا اجالا کے
ساتھ۔۔۔ باریق نے بھی لگے ہاتھ آنکھ دباتے ہوئے اسے
چھیڑا۔

ہاں ہے نا کنیکشن!۔۔۔ ابراج نے اب کی دفعہ گھمبیر آواز
میں جواب دے کر ایک نظر پھر سے اجالا کو دیکھا تو وہ سب
شرارت سے مسکرا نے لگا۔

وہ بجلی کی ننگی تار ہے اور میں وہ کالی کملی والا میٹر ہوں جو اس
کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے۔ سن
لیا تم سب نے؟؟۔۔۔ کسی کے کچھ بولنے سے پہلے ہی
ابراج شاہ مزید لب کشائی کرنے کے لئے عنابی ہونٹ وا
کرتے ہوئے ایکدم غرا اٹھا جس پہ سب دوستوں کا مشترکہ
قہقہہ اسکے کمرے کی دیواروں سے ٹکرانے لگا۔

ہاہاہا۔۔ دس ازناٹ فقیر ابراج۔ میں تو تمہارے

confession پر تمہیں اپنا جیجو بنانے کا بھی سوچ چکی

تھی۔۔۔ غنیزہ نے ہنستے ہوئے شکوہ کیا، اسے لگا کہ ابراج کا

واقعی اجالا کے ساتھ کوئی کنیکشن ہے لیکن وہ تو سب کی

امیدوں پہ پانی پھیر چکا تھا۔

لو میں نے تو ان کی شادی کے سب ایونٹس کا تھیم بھی اپنے

مانڈ میں سلیکٹ کر کیا تھا۔۔۔ بریقانے بھی مسکاتے

ہوئے اپنا حصہ ڈالا۔

ویسے جوڑی تم دونوں کی بہت کمال کی ہے۔ میں نے سنا تھا
کہ جہاں لڑائی ہوتی ہے، وہاں پیار بھی بہت ہوتا ہے۔۔۔
سماویہ کہاں چھپرہ منے والوں میں سے تھی۔ اگر اجالا ان
سب کی یہ باتیں سن لیتی تو یقیناً وبال کھڑا کر دیتی۔
ویسے ابراج! مانویا نہ مانو، تم دونوں ایک دوسرے کے لیے
بالکل میڈ فار ایچ اور (Made for each other) ہو۔ تم
پٹرول ہو تو وہ ماچس ہے۔۔۔ نمیرہ نے کھلکھلا کر اپنا
opinion بھی پیش کیا جس پہ سب متفق نظر آرہے تھے۔

اگر تمہاری ایک اور سلجھی ہوئی تمیز دار بہن ہوتی تو یقین مانو
مجھے تمہارا جیجو بننے میں کوئی مسئلہ نہیں تھا عزیزہ صابری اور
بریقہ میڈیم تم نے جو تھیم سلیکٹ کئے ہیں نا، مہربانی فرما
کے وہ صارم اور نمیرہ کے نکاح کے لئے ڈن کر کے رکھو
کیونکہ اگر خدا نخواستہ ہماری شادی خوابوں میں بھی ہو گئی نا،
تو بارات میں بینڈ باجا نہیں بلکہ ایمبولینس اور فائر بریگیڈ کی
گاڑیاں ہوں گی اور رہی بات سماویہ کی ”جہاں لڑائی وہاں
پیار“ والی تھیوری۔۔ تو میری بہن! وہ پیار فلموں میں ہوتا
ہے۔ یہاں اگر ہم ایک ساتھ اسٹیج پہ بیٹھ گئے تو پیار کا تو پتہ

نہیں لیکن ایک آدھ قتل ضرور ہو جائے گا اور تم سب پولیس

اسٹیشن میں ہماری گواہی دے رہے ہو گے اور نمبرہ باجی

ہم ”میڈ فار ایچ اور“ نہیں بلکہ ”میڈ فار ڈسٹرکشن ہیں“!

پٹرول اور ماچس مل کر رومانٹک کینڈل لائٹ ڈنر نہیں

کرتے۔۔ سیدھا دھماکہ کرتے ہیں جس میں سب سے پہلے

میں ہی راکھ بنوں گا اسلیے مہربانی فرما کے تم سب میرے

فیوچر پر رحم کھاؤ اور مجھے اس جیتی جاگتی آفت کے شر سے

محفوظ رہنے دو۔۔۔ ان سب لڑکیوں کی ایک سے بڑھ کے

ایک رائے سن کر ابراج شاہ نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے باقاعدہ

ہاتھ جوڑے اور جلے بھنے انداز میں لمبا چوڑا جواب ایک ہی
سانس میں دیتا ان سب کو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہونے پہ
مجبور کر گیا۔

باہر صوفے پہ بیٹھی اجالا جو انیل کے ساتھ آن لائن پب جی
کھیل رہی تھی، اسے کب سے ان سب دوستوں کی پاگلوں کی
طرح ہنسنے کی آوازیں آرہی تھیں لیکن وہ ناک سکوڑتی ہوئی نا
چاہ کے بھی انہیں نظر انداز کرنے لگی۔ وہ ان کی باتوں کا
ٹاپک نہیں جانتی تھی اسلئے کریوسٹی ہو رہی تھی کہ سب اتنی
دیر سے آخر کون سے لطیفے ایک دوسرے کو سنارہے ہیں لیکن

اٹھ کر اندر نہیں جا رہی تھی کیونکہ اس نے ابراج کے کمرے
میں جانا خود پہ حرام کیا ہوا تھا۔ وہ خفا تھی۔

سحری کا ٹائم ہو گیا تھا، تقریباً سب ڈائننگ روم میں سحری
کے لئے کرسیاں سنبھال چکے تھے، ایک ابراج تھا جو ابھی
تک نہیں آیا تھا کیونکہ وہ رات میں دوستوں کے ساتھ باتیں
کرتے ہوئے نجانے کب سو گیا تھا۔ آگینہ شاہ نے اپنے
ہاتھوں سے سب کیلئے سحری بہت چاہت سے بنائی تھی۔

آ جاؤ بیٹی۔ سحری کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔ ابالا اب اوپر سے

نیچے آچکی تھی۔ وہ ابھی تک لاؤنج کے صوفے پہ بیٹھی آن

لائن لڈو کھیلتی ٹائم پاس کر رہی تھی کہ آبگینہ شاہ نے ڈائننگ

روم میں جانے سے پہلے نرمی سے اسے بلایا۔

او کے آنٹی! میں بس آرہی ہوں۔ یہ گیم آل موسٹ فنش ہو

رہی ہے۔۔۔ اجالا نے سر اٹھا کر نرم لہجے میں مسکرا کے

اسے جواب دیا۔

ٹھیک ہے بیٹا، لیکن ایک کام کرو۔ اوپر جا کے ابراج کو جگا

دو۔۔ اسے ماحد اٹھا کے بھی آیا ہے لیکن موصوف کا نیچے

آنے کو شاید دل ہی نہیں کر رہا۔ اگر اسکے بابا خود اوپر چلے
گئے تو اسے خواہ مخواہ میں ڈانٹ پڑ جائے گی۔۔۔ ابکینہ شاہ
التجائیہ انداز میں بولیں۔

ہمم! اوکے آئی۔ میں ابھی جاتی ہوں۔۔۔ پہلے تو اجالا کا دل
کیا کہ اس بد تمیز کے کمرے میں جانے سے انکار کر دے لیکن
پھر نجانے اسکے خرافاتی دماغ نے ایسا کیا سوچا کہ وہ جبراً
مسکرا کے جواب دیتی فوراً صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

آبکینہ شاہ اسکی طرف پیاری سی مسکراہٹ اچھا لکے
ڈائننگ روم کی جانب بڑھ گئی تھیں اور اجالا کچن کی
طرف۔۔۔ (باہ! وہ بھلا کچن میں کیا لینے چلی گئی تھی؟ 😓)

ابراج کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اجالا نے پہلا کام
دروازے کو لاک لگانے کا کیا تھا تا کہ شور باہر نہ جاسکے۔ اس
کے لبوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی اور ہاتھ میں کالی مرچ
کا کھلا ہوا سا شے جو اس نے خاص طور پر کچن کی دراز سے
ڈھونڈ کر نکالا تھا۔

کمرے میں نیم اندھیرا تھا اور اے سی کی ٹھنڈک عروج پر
تھی۔ ابراج بے فکری سے گہری نیند میں سویا ہوا تھا، اس کا
ایک ہاتھ تکیے کے نیچے تھا اور دوسرا بیڈ سے نیچے لٹک رہا
تھا۔ سانسوں کی ترتیب بتا رہی تھی کہ وہ گہری وادیوں کی سیر
کر رہا ہے۔ اجالانے سوچ لیا تھا کہ آج ابراج کی نیند ایسی
اڑائے گی کہ وہ عید تک یاد رکھے گا۔

وہ بلی کے قدموں سے بیڈ کے سرہانے تک پہنچی تو ایک لمحے
کے لئے اسکی آنکھیں ابراج کے خوبصورت چہرے پہ ٹھہر
سی گئیں۔ وہ شاید آج پہلی دفعہ اسکے نقوش اتنے غور سے

دیکھ رہی تھی۔ سوتے ہوئے وہ جتنا پیارا اور معصوم لگ

رہا تھا، جاگتے ہوئے اسے اتنا ہی زہر لگتا تھا۔

اجالا کو جب اپنی نظروں کی بے ساختگی کا خیال ہوا تو اس

نے فوراً ہوش میں آکر اپنا ہاتھ آہستہ سے ابراج کے ناک

کے بالکل قریب کیا اور بڑی مہارت سے کالی مرچ کا باریک

سفوف اس کے نتھنوں کے ارد گرد چھڑکنا شروع کر دیا۔

اب آتے گا مزہ۔۔ مسٹر سلپنگ بیوٹی!۔۔۔ اجالا نے زیر

لب بڑبڑاتے ہوئے اپنی ہنسی ضبط کرنے کے لیے نچلا

ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا۔

ابراج کی مغرور ناک میں ہلکی سی کھجلی ہوئی، اس نے کسمسا کر نیند میں ہی ناک سکیرٹی لیکن آنکھ نہیں کھلی۔ اجالا نے فائل ٹچ دینے کے لیے کالی مرچی کے پاؤڈر سے ایک باریک سی ترتیب اس کے اوپری ہونٹ پر گھنی مونچھوں پہ پھیلا دی (بغیر ابراج کو ٹچ کئے۔) وہ اپنی اس کلاکاری کو قریب سے دیکھنے کے لیے بے دھیانی میں بیڈ پر ذرا زیادہ ہی جھک گئی تھی۔

عین اسی لمحے ابراج کے نتھنوں میں مرچوں کی تیزی اتری اور اس نے ایک زوردار ”آاا اچھووں!“ کے ساتھ چھینک

ماری۔ اس اچانک چھٹکے اور آواز سے اجالا بری طرح ہڑبڑا
گئی، اس کا توازن بگڑا اور وہ سیدھی ابراج کے اوپر جا
گری۔

ابراج جو چھینک مارتے ہی آدھا جاگ چکا تھا، اس اچانک
وزن اور کسی کے خود پہ گرنے کے صدمے سے پوری طرح
ہڑبڑا کر تیزی سے الرٹ ہوا جس کی وجہ سے اجالا کا سر سیدھا
اس کے ورزشی سینے سے ٹکرایا۔

یا اللہ! یہ کیا ہے؟۔۔۔ ابراج کی آواز ابھی حلق میں ہی تھی
کہ کالی مرچ کے باقی ذرات اس کے پورے چہرے اور

آنکھوں کے گرد پھیل گئے۔ (اجالا نے پاؤڈر سے اسکی پیشانی

پر بھی ڈیزائن بنایا تھا۔)

آااچھوں! آااچھوں! آااچھوں!۔۔۔ ابراج کی چھینکوں کا

ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ اس کی

آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور ناک سے پانی بہنے لگا تھا۔

اس نے غصے اور تکلیف کی ملی جلی کیفیت میں اجالا کے

بازوؤں کو سختی سے جکڑا جو ابھی تک اس کے اوپر گرمی ہوتی

خود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

تم۔۔ آاا اچھوں! تم یہاں۔۔ آاا اچھوں! یہ کیا۔۔

آاا اچھوں۔۔ بد تمیزی ہے؟۔۔ ابراج کا چہرہ غصے سے لال

ہو چکا تھا لیکن ہر لفظ کے بعد ایک چھینک اس کی رہی سہی

بیبت کا بیڑا غرق کر رہی تھی۔

وہ۔۔ ابراج۔۔ سحری کا ٹاٹم۔۔ میرا مطلب ہے۔۔ آئی

بلا رہی تھیں۔۔ اجالا نے گہرا ہٹ میں چھپنے کی کوشش کی

لیکن اس کا دوپٹہ ابراج کی قمیض کے بٹن میں پھنس گیا۔

ابراج کا غصہ اس وقت ساتویں آسمان پر تھا، کالی مرچوں کی

تیزی نے اس کے نتھنوں اور حلق میں جیسے آگ لگا دی

تھی۔ اس نے اجالا کے دونوں بازوؤں کو اتنی سختی سے جکڑا

ہوا تھا کہ اسے بھاگنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟۔۔۔ آاا اچھوں!۔۔۔ یہ کیا طریقہ

ہے کسی کو سحری کے لیے جگانے کا؟ آاا اچھوں!۔۔۔

ابراج کی آواز غصے سے بلند ہونے لگی۔

اجالا اس وقت ابراج کی غیر ارادی قربت اور اپنے دوپٹے

کے الجھنے کی وجہ سے بری طرح بوکھلا چکی تھی، شرم سے پانی

پانی ہو رہی تھی۔ اس کا چہرہ گلنار ہو رہا تھا اور وہ مسلسل

چھپھٹنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن ابراج کو اس وقت

ہوش ہی کہاں تھی؟

چھوڑو مجھے ابراج! میں کہہ رہی ہوں چھوڑو۔۔۔ اجالانے

لرزتی آواز میں کہا۔ اس کی نظریں ابراج کے چہرے کے

بجائے اس کے چوڑے سینے پر جمی تھیں جہاں اس کا سر

ابھی کچھ دیر پہلے ٹکرایا تھا۔

کیوں چھوڑو؟۔۔۔ آاا اچھوں!۔۔۔ میری حالت دیکھ

رہی ہو؟ میری آنکھیں نہیں کھل رہیں، گلے میں کانٹے چبھ

رہے ہیں۔۔۔ ابراج شاہ نے دھاڑتے ہوئے اسے اپنی

طرف ایک زوردار جھٹکا دیا جس سے اجالا دوبارہ اس کے
بالکل قریب ہو گئی۔ اجالا کا دل کانوں میں دھڑکنے لگا۔
لاٹک سیرئسلی؟ اچھووو۔۔۔ یہ کیسا گھٹیا مذاق تھا اجالا
صابری!۔۔۔ آا اچھووو۔۔۔ وہ اس نزدیکی کا نوٹس لئے بغیر
آنکھوں میں بے تحاشا سرخی لئے غرا رہا تھا۔
میں نے کوئی گھٹیا مذاق نہیں کیا!۔۔۔ اجالا نے ہمت جمع کر
کے جواب دیا حالانکہ اس کا دل سینے میں ہمتھوڑے کی طرح
بج رہا تھا۔

تم نے کل افطاری پہ سب کے سامنے مجھے جس طرح ڈانٹا
تھا، میں نے تو بس اس کا بدلہ لیا ہے۔۔۔ اجالا نے ڈھیٹائی
سے دلیل پیش کی اور منہ بسور کے بولی۔ اسے اندازہ نہیں
تھا کہ ابراج کی حالت اتنی بگڑ جائے گی۔

بدلہ؟۔۔۔ آا اچھوں!۔۔۔ اسے بدلہ کہتے ہیں؟۔۔۔ ابراج کا
پارہ مزید ہائی ہو گیا۔

انسانوں کی طرح بات کر لیتی، لڑ لیتی لیکن یہ کیا طریقہ ہے کہ
سوتے ہوئے انسان کے منہ پر مرچیں چھڑک دو؟ تمہیں

اندازہ بھی ہے کہ اگر میری آنکھوں میں کتنی اریٹیشن ہو رہی
ہے؟؟۔۔۔ وہ تکلیف سے چلایا۔

تو جا کر منہ دھو لو نا، مجھ پر کیوں چلا رہے ہو؟۔۔۔ اجالا
نے تڑپ کر اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کی۔
چلاؤں نہ تو کیا تمہاری آرتی اتاروں؟۔۔۔ آاا اچھوں!۔۔۔
وہ حلق کے بل طیش کے الم میں پھنکارا۔

دیکھو ابراج! سحری کا ٹائم نکل رہا ہے۔ تقریباً سب ڈائننگ
ٹیبل پر پہنچ چکے ہیں۔۔۔ اجالا نے اس کے بازوؤں کی سختی
محسوس کرتے ہوئے بوکھلا کر کہا۔

بھٹیو تمہیں کتنی دفعہ جگا چکے تھے، خود آنٹی تمہیں آوازیں
دے دے کر تھک گئیں لیکن تمہارے کان پر جوں تک نہیں
رینگ رہی تھی۔ تم نہیں اٹھ رہے تھے تو میرے پاس آخری
آپشن یہی بچا تھا۔۔۔ اجالا نے مصنوعی معصومیت سے
توجیہ پیش کی۔

آخری آپشن؟ رییلی؟۔۔۔ ابراج نے اچانک اپنی اور اسکی
قربت کو محسوس کر کے غصے سے اس کا بازو جھٹکا اور اس
سے دور ہونے کی کوشش کی لیکن اجالا کا دوپٹہ ابھی تک اس

کے بٹن میں جکڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ غیر متوقع انداز
میں دوبارہ اس کی سمت جھک گئی۔

اب نخرے چھوڑو اور نیچے چلو! سب انتظار کر رہے
ہیں۔۔۔ اجالا نے اپنی شرمندگی چھپانے کے لیے لہجے میں
مصنوعی سختی پیدا کی اور ایک زوردار جھٹکے سے اپنا دوپٹہ آزاد
کرایا جس سے ابراج کی قمیض کا ایک بٹن ٹوٹ کر دور جا گرا۔
وہ بجلی کی سی تیزی سے بیڈ سے نیچے اتری اور اپنا دوپٹہ
درست کرنے لگی۔ اس کے پور پور سے گھبراہٹ عیاں
تھی۔

نہیں کرنی مجھے سحری! جاؤ یہاں سے۔۔۔ آا اچھوں!۔۔۔
ابراج نے تکیہ اٹھا کر زور سے فرش پر مارا، اس کا چہرہ مرچوں
اور غصے کی وجہ سے تمتمارہا تھا۔

اوہ کم آن ابراج! اتنے بھی نازک نہ بنو، بس تھوڑی سی
مرچیں ہی تو تھیں۔۔۔ اجالانے اپنی ہڑبڑاہٹ پہ قابو پا کر
چھپھٹتے ہوئے مصنوعی لاپرواہی سے اسے ریلیکس کرنا چاہا
اگرچہ اس کا اپنا دل ابھی تک زور زور سے دھڑک رہا تھا۔
شٹ اپ!! اگر تمہاری جگہ یہاں کوئی اور لڑکی ہوتی تو آتی
سوئیر اب تک میں اسے تھپڑ مار چکا ہوتا۔۔۔ ابراج اپنی

چھینکوں کو مشکل سے روکتے ہوئے برہمی سے دھاڑا تو اجالا

اب کی دفعہ بے اختیار سہم کر قدم چھپے کو لینے لگی۔ ابراج کی

آنکھوں میں جیسے خون اتر رہا تھا۔ اجالا کو اب اندازہ ہو رہا

تھا کہ اس کی شرارت کچھ زیادہ ہی سیریس ہو گئی ہے۔

ابراج کی حالت پہ ترس بھی آ رہا تھا تو اسکے غصیلے انداز کو

دیکھ کر دل بھی خفا ہو رہا تھا۔

تم۔۔۔ مجھے۔۔۔ تھپڑ۔۔۔ مارو گے؟؟۔۔۔ اجالا اسکی بات کا

الٹا مطلب نکالتی بھیگی آوازیں بولی۔

جاؤ یہاں سے! ابھی میرا دماغ بہت خراب ہو رہا ہے۔۔۔

ابراج سائیڈ ٹیبل سے ٹیشو اٹھا کر اپنا چہرہ صاف کرتے

ہوئے خود پہ ضبط کر کے بولا۔

نہیں!۔۔۔ تم۔۔۔ پہلے بتاؤ۔۔۔ تمہارا۔۔۔ مجھے۔۔۔ تھپڑ۔۔۔

مارنے کو۔۔۔ دل چاہ۔۔۔ رہا ہے؟؟۔۔۔ اجالانے آنکھوں

میں موٹے موٹے آنسو لیتے سو سو کرتے ہوئے اپنا

سوال دہرایا۔

ڈرا جینڈر ریورس (Gender Reverse) کر کے دیکھو؟ اگر

یہی حرکت میں نے تمہارے ساتھ کی ہوتی تو کیا تم مجھے

پھولوں کے ہار پہناتی؟؟۔۔۔ ابراج شاہ نے ایکدم بیڈ سے

اٹھ کر غصے سے جبرے بھینچتے ہوئے الٹا سوال کیا تو اجالا

نے ڈر کے مارے دو قدم اور چھپلے لئے۔ اسے لگا کہ

ابراج غصے میں اسے تھپڑ مار دے گا لیکن وہ اجالا کو ڈرتے

دیکھ کر اپنی جگہ پہ جم گیا تھا۔

اسکے سوال پہ اجالا کے چہرے پہ شرمندگی کے آثار واضح

ہوئے اور وہ کوئی بھی جواب دیئے بغیر الٹے قدموں

دروازے کی طرف بھاگ گئی۔ اس نے لاک کھولا اور آنسو

روکتے ہوئے سیرٹھیاں اترنے لگی جبکہ ابراج خراب موڈ کے

ساتھ تیز قدموں سے باتھروم میں بند ہو کر اپنے جلتی ہوئی
آنکھوں پہ پانی کے چھینٹے مارنے لگا۔

ابراج کیوں نہیں آ رہا ابھی تک؟ اور اجالا گڑیا کہاں رہ گئی
ہے؟۔۔۔ صفر شاہ نے ایک دفعہ پھر اپنے کچھ دیر پہلے
والے سوال دہرائے۔ سب سحری شروع کر چکے تھے کیونکہ
ٹائم کافی ہو گیا تھا لیکن ابراج یا اجالا کا ڈائننگ روم میں نام و
نشان نہیں تھا۔

بتایا تو ہے کہ اجالا اسی کو جگانے گئی تھی۔۔۔ آگینہ شاہ نے
یادہانی کروائی۔

وہ تو ٹھیک ہے، لیکن ٹائم بھی دیکھیں نا۔۔۔ صفر شاہ نے
گھڑی کی طرف نظریں دوڑا کے انہیں وقت کا احساس دلایا۔
آپ سحری کریں انکل، میں دیکھتا ہوں۔۔۔ ماحد نرمی سے
بولتا ہو اپنی جگہ سے اٹھا ہی تھا کہ اجالا ڈاننگ روم میں داخل
ہوتی۔

بیٹھ جاؤ بیٹا۔ اجالا آگتی ہے۔ ابراج بھی آتا ہوگا۔۔۔ اجالا

کو نظریں جھکا کر کرسی سنبھالتے دیکھ کے آبگینہ شاہ نے

نرمی سے ماحد سے کہا تو وہ بیٹھ گیا۔

وہ بول رہا ہے کہ اسے سحری نہیں کرنی۔۔۔ اجالا نے بھجے

ہوئے لہجے میں اطلاع دی۔ اس کی آواز پہلے سے مدھم تھی

جس پہ سب نے ہی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

کیوں نہیں کرنی؟ روزہ نہیں رکھنا اس نے؟؟۔۔۔ صفر شاہ

اور آبگینہ شاہ نے ایک ساتھ حیرت سے سوال کیا۔

وہ۔۔۔ میرے۔۔۔ ایک ہارش مذاق کی وجہ سے اسے غصہ آگیا
تھا تو بس اسی لئے۔۔۔ اجالا نے اپنی آواز کی نمی پہ قابو پا کر
انہیں مختصراً انداز میں وجہ بتائی۔

اجالا یہ کوئی وقت ہے مذاق کرنے کا؟ سحری کے وقت تو
ویسے ہی 90% عوام کا موڈ آف ہوتا ہے۔ جائیں ماحد آپ
خود جا کر ابراج کو دیکھیں۔۔۔۔۔ عزیزہ نے تاسف سے اجالا کو
گھور کر نیچی ٹون میں ڈپٹا اور پھر ماحد کی طرف گردن گھما کے
اس کو حکم دیا۔ اجالا منہ پھولا کے آنسو روکنے لگی۔

تم سب اپنی پلیٹ پہ فوکس کرو۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔

صفدر شاہ سنجیدگی سے بولتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

تم بھی سحری شروع کرو بیٹا۔۔۔ آگینہ شاہ نے پلیٹ میں اجالا کے لئے کھانا نکال کر اسکا کندھا تھپتھپایا جو روہانسی ہو رہی تھی جبکہ باقی سارے دوست اب اس سے تفصیل جاننا چاہ رہے تھے کہ اصل میں کیا ہوا ہے لیکن اجالا شرمندگی سے بات گول کتے جا رہی تھی۔

صفر شاہ سیڑھیاں چڑھ کے اوپر ابراج شاہ کے کمرے کی
جانب بڑھے، دروازہ کھلا ہوا تھا اسلئے وہ ڈائریکٹ اندر داخل
ہو گئے۔

ابراج! کہاں ہو؟۔۔۔ اسے کمرے میں کہیں نہ دیکھ کر
صفر شاہ نے رعب دار لہجے میں آواز لگائی۔
باتھروم۔۔۔ میں۔۔۔ آاا اچھووو۔۔۔ ہوں۔۔۔ بابا جان۔۔۔
آاا اچھووو۔۔۔ ابراج نے بری طرح سے چھینک کر بلند
آواز میں جواب دیتے ٹیپ بند کی۔

نیچے کیوں نہیں آئے سحری کرنے؟؟۔۔۔ صدر شاہ نے

باتھروم کے دروازے کی جانب بڑھ کے نرمی سے سوال

کیا۔ ارادہ تو ان کا اسے ڈانٹنے کا تھا کیونکہ وہ لیٹ جاگا تھا

لیکن اسکی چھینکوں کا شور سن کے وہ پریشان ہوئے تھے۔

کچھ کھانے کو دل نہیں چاہ رہا! میرے روم کی منی فریج میں

کھجوریں پڑی ہوئی ہیں۔ میں وہ کھا کر روزہ رکھ لوں گا۔۔۔

ابراج شاہ نے ٹاول سے اپنا گیلا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے بے

دلی سے جواب دیا۔ اس نے اصل وجہ نہیں بتائی تھی۔ وہ

اپنی چھینکوں کو روک رہا تھا۔

تمہاری آواز کیوں بھاری ہو رہی ہے؟ اور یہ مسلسل
چھینکیں؟ کہیں رات کو اے سی زیادہ تیز کر کے تو نہیں سو
گئے تھے؟۔۔۔ اسکی سرخ ناک اور لال ہوتی آنکھوں کو دیکھ
کر وہ فکر مندی سے اسکے ماتھے پہ ہاتھ رکھنے لگے۔ انہوں نے
اپنے سارے بچوں میں سے ابراج کے سب سے زیادہ لاڈ
اٹھائے تھے کیونکہ وہ باقی بہن بھائیوں کے مقابلے میں کافی
سالوں کے گیپ کے بعد آخر میں پیدا ہوا تھا۔

میں ٹھیک ہوں بابا جان۔ بس تھوڑی الرجی سی ہو گئی
ہے۔۔۔ آا اچھوں۔۔۔ آپ جائیں اپنی سحری مکمل

کریں۔۔۔ ابراج نے تھوڑے قدم چھپے لے کر ڈریسنگ مرر

سے ٹیشو اٹھا کر منہ پہ رکھا اور اپنی چھینک روکتے ہوئے

سنجیدگی سے جواب دیا۔

تو الرجی کیا کہتی ہے کہ بغیر سحری کے خالی پیٹ روزہ رکھو؟

چلو میرے ساتھ نیچے۔ کچھ کھا کر دوا لو۔۔۔ صفر شاہ نے

تاسف کہا۔

تمہاری اور اجالا کی پھر سے لڑائی ہوئی ہے؟؟۔۔۔ اسکا موڈ

آف دیکھ کر انہوں نے جانتے بوجھتے یہ سوال کیا۔

سحری میں پانچ منٹ رہ گئے ہیں بابا جان۔ آپ جا کے کھانا
کھائیں۔۔۔ ابراج نے چند سیکنڈ خاموش رہ کر انکی طرف
دیکھے بغیر بات بدل دی۔

ٹھیک ہے اگر تمہیں سحری نہیں کرنی تو میں بھی بغیر سحری
کے روزہ رکھوں گا۔۔۔ وہ خفگی سے اسکو بلیک میل کرنے
کی غرض سے بولے (ابھی کہ وہ اپنی سحری کر چکے تھے۔)
ابراج نے ٹاول صوفیہ پہ اچھال کر جھنجھلاتے ہوئے ان کی
جانب دیکھا لیکن پھر جب صدر شاہ کے نروٹھے تاثرات

دیکھے تو غصہ ایک لمحے میں اڑن چھو ہوا اور وہ ہلکا سا ہنس کر
آگے بڑھتا ان کے گلے سے لگ گیا۔

بہت بڑے بلیک میلر ہیں آپ!!۔۔۔ وہ شکوے سے بولا
تو انہوں نے مسکرا کر اس کے گرد بازو باندھ دیئے۔

کچھ ہی دیر میں دونوں باپ بیٹا نیچے آچکے تھے۔ ابراج آخری
منٹوں میں ڈائننگ روم میں داخل ہوا تو اجالا اسے ایک نظر
دیکھ کر ٹیشو سے لب پونچھتی اپنا موبائل اٹھا کر فوراً باہر نکل
گئی۔ ابراج نے کن اکھیوں سے اسکی طرف دیکھا۔ آبگینہ شاہ
نے اسے روکنا چاہا لیکن وہ ”میرا پیٹ بھر گیا ہے“ بول کر

یہاں سے جا چکی تھی جبکہ ابراج نے وہی کرسی سنبھال لی
جس پر سے وہ اٹھ کے گئی تھی۔ اپنے ماں باپ کو مطمئن
کرنے کے لئے وہ ہلکی پھلکی سی سحری کر رہا تھا لیکن بہت
کوفت سے۔۔۔



ابراج کے گھر سحری کرنے کے بعد ان سب کی افطار ماحد
کے گھر میں تھی۔ عزیزہ کو دیکھ کر اسکی ساس بے حد خوش
ہوئی تھیں۔ ان سب کا وہاں بہت اچھا دن گزرا تھا لیکن
ابراج اور اجالا کی آپس میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

افطاری کے بعد ماحد اور ابراج کے سوا باقی سب کی اسلامباد
واپسی کی فلائٹ تھی کیونکہ ان سب کے والدین اپنی اولاد کو
اتنی دیر خود سے دور نہیں رہنے دیتے تھے۔

ماحد اور ابراج کو چند روزے اپنے گھر والوں کے ساتھ
گزارنے تھے کیونکہ سب نے انہیں بہت مس کیا تھا اسلئے
وہ جلدی واپس نہیں آئے تھے۔ باقی سارے دوست اسی
طرح سے یونیورسٹی جا رہے تھے لیکن گروپ کے دو لوگ کم
تھے تو وہ مزہ نہیں آرہا تھا۔ نہ ابراج نے اجالا کو کوئی میسج کیا
تھا اور نہ اجالا نے یہ زحمت کی تھی ایون انہوں نے کوئی

ریل بھی ایک دوسرے کو نہیں بھیجی تھی اور ایسا پہلی دفعہ
ہوا تھا کہ ایک دوسرے کو ریلز بھیجنے میں اتنے دن ناغہ آیا
ہو۔ شاید ان کی ایگونیج میں آرہی تھی۔ دونوں ہی خود کو غلطی
پہ نہیں مان رہے تھے۔

بس بہت ہو گئی چھٹیاں۔ اسلامباد واپس آؤ۔ ہمیں یونی میں
تم دونوں کے بغیر بالکل مزہ نہیں آرہا۔۔۔ باریق حکمیہ انداز
میں گویا ہوا۔ وہ سب یونی کے گراؤنڈ میں گول دائرہ بنا کر بیٹھے
ماحد اور ابراج کو بہت یاد کر رہے تھے اسلئے انہیں گروپ
کال پہ لے لیا۔

نہیں یار کراچی میں بہت مزہ آرہا ہے۔ میرا تو عید تک یونی
آنے کا کوئی پلان نہیں ہے۔۔۔ ابراج نے ریلکس انداز میں
جواب دیا جسے سن کر اپنے موبائل میں مصروف اجالا کا دل
خفا ہونے لگا۔

بیٹا! اٹینڈنس شارٹ ہو گئی نا تو سمسٹر کے پیپرز میں نو انٹری کا
بورڈ لگ جائے گا۔ چپ چاپ واپس آ۔۔۔ صارم خفگی سے
بولا۔

کوئی بات نہیں۔ میں اور ابراج اگر تم سب سے ایک سمسٹر
چھپرہ جائیں گے تو کون سی قیامت آجائے گی۔۔۔ ماحد
بھی بے فکری سے بول کر انہیں سلگانے لگا۔

اچھاااا ماحد؟؟؟۔۔۔ عزیزہ خفا انداز میں اپنے الفاظ پہ زور
ڈال کر بولی تو ماحد نے فوراً گڑبڑا کر ”ارے نہیں میں تو مذاق
کر رہا تھا ڈارلنگ“ جواب دے کر معاملہ رفع دفع کیا۔ ماحد
کے بوکھلانے پہ سب کا مشترکہ قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ عزیزہ
گلابی ہوئی۔

چلو اب بکو اس بند کرو اور رات کی فلائٹ سے واپسی پکڑو
ورنہ اگر تم دونوں عید کے بعد یونی آؤ گے تو تب ہم سب نے
خفیہ پلان بنا کر ایک سیکرٹ ٹرپ پلان کر لینا ہے۔۔۔
مقام نے دھمکی آمیز لہجے میں انہیں وارن کیا تو اجالا کے
علاوہ باقی سب متفق رائے پیش کرنے لگے۔
مقام کی دھمکی ابھی ہو ا میں ہی تھی کہ عقب سے دو شناسا
قمقمے گونجے۔ فون کے اسپیکر سے آتی آواز اور چھپے سے آتی
ہوئی لائیو آواز نے ان سب کے ہوش اڑا دیے۔

رتیلی؟؟۔۔۔ اس سے پہلے کہ مقاصم مڑ کر دیکھتا، ابراج نے

پوری قوت سے اس کے سر کے عین بیچ میں ایک زوردار

چیت رسید کی۔

ہمارے بغیر سیکرٹ ٹرپس پلان کرے گا توں؟؟ ہمم؟ غدار

کہیں کا!۔۔۔ ابراج رعب دار انداز میں مصنوعی غصے سے

غرایا تو مقاصم اگلے ہی لمحے ہنستا ہوا اٹھا اور زور سے اس کے

گلے لگ گیا۔

وہ سب ہی ان دونوں کی اچانک آمد پہ حیرت زدہ ہوتے گھاس

سے اٹھ چکے تھے۔ باریق اور صارم ایک ساتھ آگے بڑھ کے

مسکراتے ہوئے ماحد کے گلے لگے تھے جو انہیں یوں پیار کر
رہا تھا جیسے بچھڑی ہوئی ماں صدیوں بعد اپنے بچوں سے ملی
ہو۔

اگر یہی بے غیرتی کرنی تھی تو فون پہ بکو اس کیوں لگائی ہوئی
تھی؟؟۔۔۔ صارم نے افسوس سے انہیں ڈپٹا جس پہ ماحد
اور ابراج کمینگی سے ہنس دئیے۔ وہ تو بس فن کرنے کی
غرض سے سارا راستہ انہیں تنگ کرتے آئے تھے۔

سب لڑکیوں کے سروں پہ ہاتھ رکھنے کے بعد ماحد نے محبت
بھری نظروں سے عزیزہ کو دیکھا جو ناک سکوڑتی ہوئی اسے
خفگی سے دیکھ رہی تھی۔

وہ آگے بڑھا اور بلا جھجک عزیزہ کو اپنے چوڑے شانے کے
ساتھ لگا کر نرمی سے اس کے ماتھے پہ لب رکھے۔ عزیزہ اس
اچانک جسارت پہ شرم سے دوہری ہوئی۔

Awwwww

ابراج کے سوا باقی سب دوست انہیں مسکرا کے دیکھتے
شرارتی آوازیں نکالنے لگے۔

کچھ شرم کر لے۔۔۔ رمضان ہے۔۔۔ ابھی میں پرنسپل
صاحب کو بلوا کر چلان کٹواتا ہوں۔ جب تک پچاس ہزار
روپے فائن کی صورت میں تیری جیب سے نہیں جائیں گے،
تیرا یہ ٹھٹھک پن بند نہیں ہوگا!۔۔۔ ابراج نے تاسف سے
ماحد کو دھمکانے کے بعد کن اکھیوں سے ایک نگاہ اجالا پہ ڈالی
جو بہت خاموش لگ رہی تھی، کال پہ بھی وہ کچھ نہیں بولی
تھی۔

توں کیوں جل رہا ہے؟ ابے رمضان ہے تو کیا ہوا؟ میں
دوسروں کی نہیں، اپنی بیوی کے ساتھ ہی ٹھٹھک کر رہا ہوں

کیونکہ بیوی کو پیار بھری نظر سے دیکھنا اور اسے خوش کرنا
ثواب ہے اور رمضان میں تو ہر نیک کام کا اجر ڈبل ملتا ہے تو
میں بس اپنا ثواب پکا کر رہا ہوں۔۔۔ ماحد نے ناک سے
مکھی اڑا کر لاجک پیش کرتے ہوئے عنیزہ کا ماتھا دوبارہ سے
چوما تو وہ سب ہنسنا شروع ہو گئے جبکہ عنیزہ خود ہی حیا کرتی
اسے گھور کے فاصلہ قائم کرنے لگی۔

اور سناؤ گڑیا کیا حال ہیں؟ اتنی چپ چپ کیوں ہو؟۔۔۔

ماحد نے اجالا کی خاموشی کو محسوس کر کے نرمی سے

استفسار کیا۔

ٹھیک ہوں بھئیو۔۔۔ بس آج ایک امپورٹینٹ ٹیسٹ ہے تو

اسی کی تیاری میں مصروف ہوں۔۔۔ اجالانے سرسری

انداز میں جواب دیا۔

مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تمہاری اور ابراج کی کوئی ناراضگی چل رہی ہے؟ آتی مین میری گٹ فیلنگ کہہ رہی ہے۔۔۔ اجالا اور ابراج کو ایک دوسرے کو مکمل انور

مارتے دیکھ کر بالاخر سماویہ نے تبصرہ کیا۔

ہمم! مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔۔۔ بریقانے ہنکارا بھر

کے فوراً تائید کی۔

میرا اور اسکا ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے کہ میں اس سے ناراض
ہوتی پھروں!۔۔۔ اجالا ہر لفظ چبا چبا کر بولتی ایک خونخوار
نگاہ ابراج پہ ڈال کر اپنی نظروں کا زاویہ بدل گئی۔

“Same Here”

اسے ایٹمیٹوڈ دیکھاتے دیکھ کر ابراج شاہ نے بھی لا پرواہی
سے دو لفظی جواب دے کے کندھے اچکا دیئے۔ وہ گرے
شلوار قمیض پہ ہم رنگ ویسکوٹ پہنے بہت پیارا لگ رہا تھا۔
کپڑے تو وہ ویسے بھی کم ہی ریپیٹ کرتا تھا لیکن خصوصاً
رمضان کے تمام دن وہ نیا جوڑا پہنتا تھا۔

اجالا نے آسمانی نیلے رنگ کا خوبصورت سالان کا ڈریس پہن
کر شانوں پہ اچھے سے دوپٹالے رکھا تھا اور بالوں کی ڈھیلی سی
چوٹی بنائے وہ آوارہ لٹوں کو کان کے چھپے کرتی خوبصورت
لگ رہی تھی۔

لیکن تم دونوں۔۔۔

اوکے آپنی میری کلاس سٹارٹ ہو گئی ہے۔ میں چلتی
ہوں۔۔۔ ابھی نمیرہ لب کشائی کر کے اپنی کوئی رائے پیش
کرتی کہ اجالا فوراً اسکی بات کاٹ کے گویا ہوتی یہاں سے
جانے کے لئے مڑ گئی۔

چھوڑو یہ سب! ہم سارے آج رات اکٹھے کسی فائیو سٹار
ہوٹل میں افطاری پلان کرتے ہیں۔ کافی دن بعد اکٹھے ہوئے
ہیں۔۔۔ صارم نے ہاتھ سے چٹکی بجاتے ہوئے آئیڈیا پیش
کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ اسی بہانے ان دونوں کی جو بھی لڑائی
چل رہی ہے، وہ ختم ہو جائے۔ پندرہ روزے ہونے والے
تھے اور پتہ بھی نہیں چلا تھا۔

اٹس بیٹربائی داوے۔۔۔ مجھے اپنے ایک دوست کو بھی افطار
پہ انوائٹ کرنا تھا تو اسے بھی رات میں ہی بلا لوں گی۔۔۔
اجالانے ابھی دو قدم ہی اٹھائے تھے کہ وہ کچھ یاد آنے پر

ایک دم سے رکتی رخ ان کی جانب موڑ کے بولی۔ ابراج شاہ
نے ہیزل آنکھیں سکیڑ کے اسے گھورا لیکن پھر لا پرواہی سے
سر جھٹک کر نیچے گھاس پہ بیٹھ گیا، ان سب کے دو چار بیگ
پاس گھسیٹ کر انہیں ایک دوسرے پہ رکھتے وہ نیم دراز ہو
کر ان بیگز پہ سر ٹیکنے لگا۔ اسے لمبے سفر نے تھکا دیا تھا جبکہ
باقی سب آج رات کی افطاری کے پلانز بنانا شروع ہو گئے۔



اجالا کہاں ہے؟؟۔۔۔ غیزہ کو گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ بند
کرتے دیکھ کے ماحد اور ابراج دونوں نے یک زبان ہو کر

سوال کیا۔ (ماحد نے اس دوران گہری نظروں سے اپنی بیوی
کی تیاری پہ بھی غور و فکر فرمایا تھا۔)

وہ بول رہی ہے کہ اسے ٹائم لگ جائے گا اسلئے اپنے دوست
کے ساتھ آئے گی۔۔۔۔۔ غیزہ نے سر پہ دوپٹا ٹھیک کرتے
ہوئے نرمی سے جواب دیا۔

کس دوست کے ساتھ آئے گی؟۔۔۔۔۔ ابراج نے بے ساختہ
ناگواری سے تفتیش کی۔

وہی انیل، جو اسے اس دن پلین میں ملا تھا۔ کافی اچھی دوستی
ہو گئی ہے ان دونوں کی۔۔۔ عزیزہ نے اجالا کی زبانی جو سنا
تھا، وہی بتا دیا۔

واٹ؟؟ وہ چھپڑی (Chaprii) لڑکا؟۔۔۔ ابراج نے حیرت
سے کہتے ہوئے تیزی سے اپنا موبائل ڈیش بورڈ سے اٹھایا اور
ساری ناراضگی ایک سائیڈ پہ رکھتا اجالا کے نمبر پہ کال ملانے
لگا۔ اس دوران ماحد خاموشی سے پیسنجر سیٹ سے اٹھ کر
چھپے عزیزہ کے ساتھ آ کے بیٹھ گیا تھا جو اسکی عادت تھی۔

اجالا جو کمرے میں تیار ہوتی لبوں پہ پنک لب گلوں لگا رہی
تھی، اپنے موبائل پہ ابراج شاہ کی کال آتے دیکھ کر اس کے
ہاتھ میں ہلکی سی لرزش آتی۔ ساری توجہ کامرکز صرف اسکا
فون بن گیا۔ وہ جیسے جان گئی تھی کہ وہ کیوں فون کر رہا ہو
گا۔ اس نے گلہ کھنکھار کر تقریباً پندرہ سیکنڈ بعد کال پک کی۔
نیچے آؤ۔ ہم ویٹ کر رہے ہیں۔۔۔ ابراج کا سنجیدہ حکم
اس کے کانوں سے ٹکرایا۔

اس احسان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنے دوست
کے ساتھ آؤں گی۔۔۔ اجالا نے بالوں کو فلپ کر کے
روکھے لہجے میں جواب دیا۔

وہ دوست جس سے تمہاری دوستی کو جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں
ہوئے؟ تم کسی سٹرینجر کے ساتھ سفر کرو گی؟ ریلی؟۔۔۔
ابراج اسے جھڑکے بنا رہ نہ سکا۔

جتنے بھی دن ہوئے ہیں، یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ تمہیں تو
خوش ہونا چاہئے ناکہ آج تمہیں میرا ویٹ نہیں کرنا پڑے

اجالا کی جوابی کاروائی نہیں سن پا رہے تھے۔

اینڈ آئی سیڈ کہ مجھے لینے میرا دوست آئے گا اور میں اسی کے
ساتھ ہوٹل پہ سب کو جوائن کروں گی۔۔۔ اجالا بھی اب کی
دفعہ بھرک اٹھی تھی۔

مجھے ایٹیوڈ کس بات کا دیکھا رہی ہو؟ تمہارے ماحد بھتیو کا ہی
آرڈر ہے کہ تم ہمارے ساتھ جاؤ گی!۔۔۔ ابراج جبرے
بھینچ کر لاپرواہ بننے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا۔

لیکن میں نے تو ایسا کوئی آرڈر نہیں دیا۔۔۔ ماحد نے شرارت
سے بلند آواز میں بیچ میں آگ لگانا ضروری سمجھا۔ ابراج کا

دل چاہا کہ مکار کر ماحد کے دانت توڑ دے لیکن فی الحال وہ
اسے گھوریاں ڈال کر کال کاٹ گیا۔

مزید پانچ منٹ گزر گئے لیکن ابراج کی گاڑی وہی پہ جمی رہی
تھی۔

جب اس نے بول دیا کہ وہ اپنے دوست کے ساتھ آئے گی تو
توں گاڑی کیوں نہیں سٹارٹ کر رہا؟؟۔۔۔ ماحد نے کھانستے
ہوئے اسے چھیڑا۔

میں دوبارہ اسے اس کے دوست کے ساتھ جانے سے منع
نہیں کروں گا کیونکہ وہ نہیں سننے کی لیکن وہ ہمارے گروپ کی

عزت ہے۔ اسکی سیکورٹی کا خیال رکھنا ہم پہ فرض ہے۔ وہ

تو ہے ہی بد دماغ، لیکن ہمیں اپنے دماغ حاضر رکھنے چاہئے

اور عزیزہ تم اس سے بڑی ہو۔ اس پر تھوڑی سختی کرو۔ آج

کل اتنی جلدی کسی بھی اجنبی پہ کون ٹرسٹ کرتا ہے

یار؟؟۔۔۔ ابراج شاہ کا چہرہ بے حد سنجیدہ اور افسوس

سے لبریز تھا۔ وہ اپنی سیٹ کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے

بدر صابری کے گھر کے بڑے سے گیٹ پہ نظریں جمائے

ہوئے تھا۔ آج اس نے بلا وجہ ہارنہیں دیے تھے۔

او کے ابراج! میں اسے سمجھاؤں گی۔۔۔ عزیزہ اسکی فکر پہ
مسکرا کے گویا ہوئی۔

آئی نو تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن اجالا ایک ضدی لڑکی ہے۔
ہم اسے جس بات سے منع کرتے ہیں، وہ وہی کام کرنا خود پہ
فرض کر لیتی ہے۔ ضدی بچوں کو جب ضرورت سے زیادہ
کنٹرول کیا جائے تو وہ باغی ہو جاتے ہیں۔۔۔ ماحد بھی اب
سیریس ہوتا اپنا پوائنٹ آف ویو پیش کرنے لگا۔

اور اگر ضدی بچوں کو وقت پہ کنٹرول نہ کیا جائے تو وہ اپنی
ضد کی آگ میں اپنا ہی ہاتھ جلا بیٹھتے ہیں۔۔۔ ابراج نے دو

بدو جواب دیتے ہوئے اسٹیئرنگ پر اپنی گرفت مضبوط کی۔

ابھی ان میں سے کوئی مزید کچھ بولتا کہ اچانک ایک سفید بڑی

سی گاڑی نے ابراج کی گاڑی کے آگے آکر بریک لگائی۔

ابراج نے اپنی سائیڈ کا شیشہ ڈاؤن کر کے ناگواری سے اس

گاڑی میں بیٹھے انیل کا عکس اسکی گاڑی کے سائیڈ مرر سے دیکھا

جو ایک ہارن بجا کر اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا تھا۔

ویسے اتنا بھی برا نہیں لگتا یہ لڑکا، جتنی توں اس سے چڑکھا رہا

ہے!۔۔۔ ابراج کی آنکھوں کو سرخ ہوتے دیکھ کر ماحد نے

لب دبا کر شوخ لہجے میں کہا۔

تمہیں پتا ہے ماہد! جب میرے بابا جان کو کوئی امپورٹینٹ پارٹنر شپ کرنی ہوتی ہے تو وہ اس پارٹی کو مجھ سے ملواتے ہیں کیونکہ انہیں پتا ہے کہ میں ایک نظر میں بندہ پہچان لیتا ہوں۔ اور اس لڑکے کو دیکھ کر ہی میرے دل نے گواہی دے دی تھی کہ یہ بندہ ایک نمبر کا نو سر باز ہے۔ میں گارنٹی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ گاڑی بھی اسکی اپنی نہیں ہے۔۔۔ ابراج شاہ استہزیایا لہجے میں بولتا ہوا انیل کی گاڑی کو گھور رہا تھا۔ اسی لمحے اجالا اپنے گھر کا گیٹ دھکیل کر باہر آئی اور انیل کی طرف ہاتھ لہرا کر اسے ہاتے کرتی ہوئی آگے

بڑھ گئی۔ (اس نے ابراج کی گاڑی کو کن اکھیوں سے دیکھ کر
بھی اگنور کر دیا تھا۔)

انیل نے گاڑی سے نکل کر مسکراتے ہوئے پیسنجر سیٹ کی
طرف آ کے اجالا کے لئے دروازہ کھولا تو وہ مسکرا کے
تھینکس بولتی ہوئی اندر سوار ہو گئی۔

آہہ! کیسے کیسے کرنج لوگوں کے ساتھ رہنا پڑتا ہے مجھے۔۔۔
ابراج نے اس منظر کو دیکھ کر کوفت سے جملہ کستے ہوئے
آنکھیں گھمائیں۔

ویسے یہ انیل نامی لڑکا کتنا جینٹل مین ہے! کیا توں نے کبھی
اجالا کے لئے اس طرح ڈور اوپن کیا ہے؟؟۔۔۔ ماحد نے
ہنسی ضبط کر کے اسے اور سلگایا۔

میں مر کے بھی یہ اسٹوڈ حرکت نہ کروں!۔۔۔ ابراج شاہ
کلس کر جواب دیتے ہوئے اپنی گاڑی بالاخر سٹارٹ کرنے
لگا۔

انیل کی گاڑی اب سڑک پہ اس سے آگے درمیانی سپیڈ میں
چل رہی تھی جس کی وجہ سے ابراج کو بھی آج خلاف معمول
دھیمے انداز میں گاڑی چلانی پڑ رہی تھی کیونکہ وہ ان کا پیچھا کر

رہا تھا۔ ابراج کی جھنجھلاٹ میں اجالا کے لئے چھپی ہوئی فکر
کو بھانپ کر ماحد اور عزیزہ آپس میں نظروں کا تبادلہ کرتے
ہوئے مسکرا رہے تھے۔



آج تو معجزہ ہی ہو گیا ہے کہ تم لوگ اتنی جلدی یہاں تشریف
لے آئے ہو؟ ورنہ ہمیں تو لگ رہا تھا کہ لاسٹ ٹائم کی طرح
آج بھی اذانوں کے وقت اینٹری مارو گے۔۔۔ انہیں ٹائم
سے پہلے اپنے سامنے کر سیاں سنبھالتے دیکھ کر مقاصم نے
داد دینے والے انداز میں کہا۔

ایکچولی آج ان کی ورڈوار تھری دیکھنے کو نہیں ملی نا۔ کیونکہ
اجالا آج اپنے فرینڈ کے ساتھ آئی ہے۔ یہ ابراج کی گاڑی میں
نہیں بیٹھی تھی۔۔۔ ماحد نے گلہ صاف کرتے ہوئے
مسکراہٹ دبائی اور سب کی آنکھوں کا سوال پڑھ کے انہیں
ابراج کے بگڑے موڈ کی وضاحت دینے لگا۔

اووووو۔۔۔ اجالا اور انیل کو ایک دوسرے کے ساتھ چٹیر
سنبھالتے دیکھ کر سب دوستوں نے مصنوعی افسوس کا
اظہار کیا جبکہ ابراج شاہ ان سب سے بے نیاز سنجیدگی سے
اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا تھا۔ سارا راستہ اسکا موڈ

بہت آف رہا تھا کیونکہ اجالا اور انیل پورا راستہ ہنس ہنس کر
نجانے کون سے لطیفے ایک دوسرے کو سناتے رہے تھے۔
انہوں نے باقاعدہ شیشے ڈاؤن کر رکھے تھے، اسلئے وہ آسانی
سے انہیں آپس میں فری ہوتے نوٹس کرتا رہا تھا۔

ہائے انیل!۔۔۔ ابراج کے سوا باقی سب اجالا کے
اشارے پہ رسماً انیل کا ویلکم کرنے لگے جس پہ وہ مسکراتا
ہوا ان کے تعارف پوچھ رہا تھا۔

یہ میری آپنی ہیں۔ ماحد بھٹیو میرے جیجو ہوں۔ مقاصم بھٹیو
اور سماویہ آپنی کا نکاح ہو چکا ہے۔۔۔ باریق بھٹیو اور۔۔۔

اجالا چہکتے ہوئے انیل کو ان سب کا تفصیلی انداز میں تعارف
کروانے لگی۔ ابراج بہت ضبط سے اسکی اور انیل کی گفتگو
برداشت کر رہا تھا۔

آپ سب سے مل کر بہت اچھا لگا۔۔۔ انیل نے بناوٹی
مسکراہٹ لبوں پہ کھینچ کر فار میلٹی کے طور پہ کہا۔ اسے
اجالا کے ساتھ الگ ٹیبل پہ افطاری کرنی تھی، وہ ان سب
کے ساتھ کمفرٹبل فیل نہیں کر رہا تھا۔ (باقی سب کون سا
کمفرٹ فیل کر رہے تھے ہونہہ!)

کاش ہم بھی تمہارے لئے ایسا ہی کچھ کہہ سکتے!۔۔۔

ابراج شاہ نے استہزایا انداز میں انیل کے رسمی جملے کا جواب دیا تو وہ اپنا سامنہ لے کر رہ گیا، اجالا نے مٹھیاں بھینچیں جبکہ صارم چاہ کے بھی اپنی بے ساختہ آنے والی ہنسی نہ روک

پایا۔

کیا کہا تم نے؟ ایک دفعہ پھر سے کہنا؟؟۔۔۔ اجالا غصے سے دانت پیس کر بولی۔

وہی جو تم نے اور تمہارے دوست نے سنا!۔۔۔ ابراج

موبائل سے نگاہیں ہٹا کر ترچھی نظروں سے اجالا کو دیکھتے

ہوئے بولا۔ (اجالا درمیان میں تھی، ابراج اسکی لیفٹ سائیڈ

پہ بیٹھا تھا جبکہ انیل رائٹ سائیڈ والی چٹیر پہ)

سواٹ مینز کہ تم نے انٹینشنلی میرے فرینڈ کی انسلٹ کی

ہے؟۔۔۔ اجالا کا غصہ ہنوز کم نہ آیا۔ اسے ابراج کا مغرور

انداز ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا جبکہ انیل خود کے لئے کچھ

بولنے کی بجائے نرم نگاہوں سے اجالا کو دیکھ رہا تھا۔

شاید تم بھول رہی ہو کہ یہ میرا سب کو ویلکم کرنے کا انداز

ہے۔ اگر ”تمہارا فرینڈ“ افینڈ ہو رہا ہے تو وہ اپنی کرسی اٹھا

کر الگ ٹیبل پہ جا کے بیٹھ سکتا ہے۔۔۔ ابراج شاہ اپنے

الفاظ کو دانتوں تلے پیستا ہوا بے نیازی سے بولا۔ انیل کا چہرہ

بے عزتی کے احساس سے سرخ ہوا جبکہ اجالا کا بس نہیں

چل رہا تھا کہ ٹیبل سے برتن اٹھا کر ابراج کے سر پہ توڑ

دے۔

ٹھیک ہے! اگر میرا فرینڈ یہاں سب کو چھب رہا ہے تو میں

اور انیل الگ ٹیبل پہ بیٹھ جاتے ہیں۔۔۔ وہ خفا انداز میں

بولتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی ہی تھی کہ ابراج شاہ نے اجالا کی

کلائی کو اتنی زور سے جکڑ کر اسے واپس اسکی جگہ پہ بٹھایا کہ

اجالا کو اپنی نازک کلائی میں شدید درد اٹھتا محسوس ہوا۔ (انیل

بیچارہ الگ ٹیبل والی پیشکش سن کر اتنا خوش ہو گیا تھا لیکن

ابراج بھی nawww! گندابچہ 😭)

زیادہ تماشا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بیٹھی رہو یہی

پر!۔۔۔ ابراج شاہ دبی دبی آوازیں غرا کر خونخوار نظروں

سے انیل کو گھورنے لگا جواب خائف ہوتا تھوک نگل رہا

تھا۔

جنگلی جانور کہیں کے! میرا ہاتھ چھوڑو۔۔ توڑ دی میری

کلائی۔۔۔ آہہ۔۔۔ اجالا نے طیش کے عالم میں اس کے بازو

پہ زوردار مکا جڑ کے اپنا ہاتھ آزاد کروایا جبکہ باقی سب

دوست محفوظ ہوتے ہوئے اپنی کرسیوں کے ساتھ ٹیک
لگاتے انہیں یوں دیکھ رہے تھے جیسے کوئی فلم چل رہی ہو۔
آپ کو ایسے نہیں کرنا چاہئے تھا۔ دیکھیں اجالا کا ہینڈ کتنا
ریڈ۔۔۔

شٹ اپ!!۔۔۔ انیل ابھی اجالا کی ہمدردی میں ابراج کو
لیکچر دینا سٹارٹ کر ہی رہا تھا کہ اجالا اور ابراج دونوں نے
یک زبان ہو کر ایکدم اسے بلند آوازیں شٹ اپ کال دی
جس پہ انیل کا منہ دیکھنے والا تھا جبکہ باقی سارے دوست چاہ
کے بھی ہنسی نہ روک پائے۔ اجالا نے تذبذب کا شکار ہو کر

ابراج کو دیکھا (آہ! وہ کیسے ابراج کی سائیڈ لے سکتی تھی؟ انیل
کی مداخلت نے اسے اسکی کلائی کا درد بھی بھلا دیا تھا۔) ان
دونوں کو اپنی لڑائی میں کسے تیسرے کا بغیر اجازت کا گھسنا
پسند نہیں تھا تو اس لحاظ سے انیل نے اپنے پیر کے خود
کلہاڑی ماری تھی۔

میں۔۔۔ تمہیں۔۔۔ نہیں اس جنگلی ٹارزن کو شٹ اپ بھول
رہی تھی۔ ڈونٹ مائنڈ انیل۔۔۔ اجالا نے بوکھلا کر فوراً
اٹکتے ہوئے جھوٹی صفائی پیش کی کیونکہ انیل صدمے میں تھا۔

(ہاں شاید وہ ابراج کو شٹ اپ بول رہی تھی انیل کو دیکھ

کر؟ ہاؤ فنی؟)

اسکے پاس ”مائنڈ“ ہو گا تو ”مائنڈ“ کرے گا نا۔۔۔ ابراج شاہ

طنزیہ لہجے میں انیل کو ایک دفعہ پھر روسٹ کرتا اپنی ویسکوٹ

اتارنے لگا۔

تم۔۔۔ بکو اس بند رکھو اپنی!۔۔۔ انیل کو ناراض ہو کر ٹیبل

سے اپنا سامان سمیٹتے دیکھ کر اجالا مصنوعی غصے سے ابراج کو

خاموش کروانے لگی۔

آئی ایم سوری انیل! میں اسکی طرف سے تمہیں سوری کہتی
ہیں۔ پلیز ناراض نہیں ہو، یہ تھوڑا پاگل ہے۔ اصل میں
مینٹل ہاسپٹل سے بھاگا ہوا مریض ہے نا!۔۔۔ اجالا آنکھیں
مٹکا کر نرمی سے انیل کو منانے لگی۔ (واللہ اسکا یہ انداز انیل
کے لئے ابراج کو بہت برا لگا تھا)

واقعی؟؟۔۔۔ انیل نے شاید اجالا کے طنز کو سچ سمجھ لیا
تھا۔ (اسے سر پھر اسسا ابراج پہلے ہی سائیکو لگ رہا تھا)
بالکل! ہم دونوں ایک ہی وارڈ میں ایڈمٹ تھے۔ میں نے
اور اس نے ایک ساتھ اس مینٹل ہاسپٹل کی دیوار پھلانگی

تھی۔ شہر کے تمام بڑے ماہر نفسیات نے اسے دیکھ کر ہاتھ
کھڑے کر دیے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کا کیس آؤٹ آف
سلیپس ہے۔ اب تو پاگل خانے والے بھی اسے واپس لینے
سے ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ وہاں کے ڈاکٹروں کو بھی اپنے جیسا
نہ بنادے۔۔۔ ابراج شاہ اتنی سنجیدگی سے ساری سٹوری
بتا ہوا انیل کو سنا رہا تھا کہ وہ ایک لمحے کے لئے بھی جج نہ کر
پایا، ابراج جھوٹ بول رہا ہے۔ انیل کے گلے میں گلٹی بھر
کے معدوم ہوتے دیکھ کر سب نے ہنسی دباتی البتہ اجالا کا
غصے سے برا حال ہونے لگا تھا ابراج کی فضول گوئیاں سن

کر، جواب اپنی ویسکوٹ اسکی گود میں رکھ رہا تھا۔ (آج کتنے دنوں بعد اس نے یہ حرکت کی تھی، اجالا نے شدت سے محسوس کیا۔)

تمہیں روزے میں فضول بکواس کرتے ہوئے شرم نہیں
آتی؟؟۔۔۔ اجالا چلانا چاہ رہی تھی لیکن ہوٹل میں موجود
اتنے لوگوں کی حیا کرتی وہ نیچی آواز میں پھنکاری۔

شرم؟ وہ تو میں نے سحری میں دہی کے ساتھ پھینٹ کر پی لی تھی۔۔۔ ابراج نے بڑے ٹشن سے اپنی قمیض کی آستینیں

اوپر چڑھائیں اور کسی معصوم بچے کی طرح آنکھیں جھپکاتے
ہوئے اس کی طرف دیکھتا ڈھٹائی سے بولا۔

انیل تم اسکی باتوں پہ دھیان نہیں دو۔ اسے ایسے اگنور کرو
جیسے یہ یہاں پہ موجود ہی نہیں ہے!۔۔۔ اجالا کھا جانے
والی نظروں سے ابراج کو گھورنے کے بعد انیل کو ریلیکس
کرنے لگی۔

ہمم! اوکے۔۔۔ انیل کو اب کہیں نا کہیں لگ رہا تھا کہ یہ
دونوں ایک دوسرے کو سیریس شکل بنا کے طنز کر رہے ہیں
جن کا حقیقت سے لینا دینا نہیں ہے۔

”اللہ اکبر۔۔۔ اللہ اکبر۔۔۔“ یہ زبانی کلامی لڑائی اذانوں کی
آواز کی وجہ سے یہی پردب گئی تھی۔ سب نے فوراً زبان کو
لگام دے کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ابراج کی ویسکوٹ
اجالا کی گود سے پھسلنے والی تھی کہ اس نے فوراً اسے پکڑ کے
ٹھیک سے سمیٹا۔ (ابراج نے تو کیا سب نے اسکی یہ حرکت
دعا مانگتے ہوئے بھی نوٹ کر لی تھی۔) ابراج کے لبوں پہ
مسکراہٹ اٹھنے کے معدوم ہو گئی البتہ انیل نے برا سا منایا۔
افف! بہت گرمی ہو رہی ہے۔۔۔ دعا مانگنے کے بعد انیل
نے بھی اپنا کوٹ اتار کے اجالا کی گود میں رکھا اور اپنے ہاتھ

کی مدد سے نزاکت سے خود کو ہوا دینے لگا۔ وہ یوں ایکٹنگ کر رہا تھا جیسے گرمی سے اسے پگھلا کے رکھ دیا ہو۔

اسکی یہ حرکت سب کے لئے غیر متوقع تھی، وہ جو کھجور کے لئے ہاتھ بڑھانے والے تھے، گھور کر انیل کو دیکھا۔ خود اجالا نے بھی اسکی بے تکلفی پہ اسے گھورا تھا۔

گرمی لگ رہی ہے تو جا کے کسی گندے چھڑ میں غوطے لگاؤ، یہ کیا طریقہ ہے؟؟۔۔۔ ابراج شاہ نے ناگواری سے انیل کا کوٹ اجالا کی گود سے نکال کر اسکی طرف واپس اچھالتے ہوئے غصے سے کہا۔

اجالا میری فرینڈ ہے!!۔۔۔۔۔ انیل بھرم دیکھانے کی کوشش
کرتا خود کو ذالمت سے بچانے کے لئے صرف یہی ڈائیلاگ
بول پایا۔ اسکا انداز حق جتاتا تھا۔

کیا ہو گیا ہے ابراج؟ کوئی بات نہیں۔ خاموشی سے افطاری
کرو، کبھی تو لڑنا بند کر دیا کرو۔۔۔۔۔ اجالا نے مصنوعی
تلملاہٹ سے اس کو ڈپٹ کر انیل کا کوٹ پکڑ کے اپنی گود میں
ابراج کی ویسکوٹ کے اوپر رکھا تو ابراج کے جسم پہ چیونٹیاں
سے رینگنے لگی۔

اسکا کوٹ ہٹاؤ!!۔۔۔ وہ ہر لفظ پہ دباؤ ڈال کر اجالا کے کان

میں دھیمی آوازیں غرایا۔

مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ ابراج؟۔۔۔ اجالا اس کے

غصیلے لہجے پہ ناپسندیدگی سے گویا ہوئی۔ اس نے کون سی

ابراج کی ویسکوٹ اپنی گود سے ہٹا دی تھی جو وہ ایسے بھڑک

رہا تھا۔

چپ کر کے افطاری کرو تم دونوں! اب زیادہ ہو رہا

ہے۔۔۔ ماحد نے سنجیدگی سے انہیں خاموش کروانا چاہا۔

تم اس کا کوٹ ہٹا رہی ہو یا نہیں؟؟۔۔۔ ابراج سب کو
فراموش کر کے اجالا کو گھورتا ہوا حتمی انداز میں استفسار
کرنے لگا۔

نہیں ہٹا رہی، جو کرنا ہے کر لو!!۔۔۔ اس کے ایٹیٹوڈ پہ اجالا
نے زور سے نفی میں سر ہلا کے ٹکا سا جواب دیا تو ابراج شاہ
اسی لمحے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اجالا کی گود سے
اپنی ویسکوٹ پکڑی اور اپنی گاڑیاں کی چابیاں اٹھانے لگا۔
(انیل کے سامنے اس کا یہ جواب ابراج کو اپنی انسلٹ لگا تھا
اور اس پہ تضاد انیل کی دل جلانے والی مسکراہٹ؟)

کہاں جا رہے ہو؟؟۔۔۔ سب دوستوں نے یک زبان ہو کر

پریشانی سے پوچھا۔ (پریشان تو اجالا بھی ہو گئی تھی)

مجھے بھوک نہیں ہے۔ تم سب افطاری شروع کرو۔۔۔

ابراج نے سپاٹ لہجے میں جواب دے کر باہر کی طرف قدم

بڑھا دیے۔

ابراج!۔۔۔ شاہ!۔۔۔ ان سب دوستوں نے حیرت سے

اسکو پکارا لیکن وہ ہوٹل کے خارجی دروازے کی طرف بڑھ

چکا تھا۔ ماحد، مقاصم، باریق اور صارم کھانا چھوڑ کر اپنی

جگہوں سے اٹھ کے فوراً اسکے پیچھے گئے تھے۔ انہیں اجالا کا

انیل کو اتنی فضول کی امپورٹینس دینا بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔
اجالا ان سب کی تاسف آمیز نظریں خود پہ محسوس کر کے
شرمندہ سی ہونے لگی۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے اجالا؟؟۔۔ اتنا ڈراماٹک ماحول دیکھ
کے انیل کا سر چکرانے لگا، اس نے بالآخر اجالا سے سوال کر
ڈالا۔

ہم سب کہیں اور افطاری کر لیں گے۔ تم یہاں اکیلی اپنے
فرینڈ کو ٹائم دو۔۔ عزیزہ غصے سے اپنی جگہ سے اٹھ کر اجالا کو
ڈپٹی اپنی باقی دوستوں کو بھی اٹھنے کا اشارہ کرنے لگی۔

یار آپی میں نے کیا کر دیا ہے؟۔۔۔ اجالا کی آنکھیں بھر آئیں

ان سب کو خود سے ناراض ہوتے دیکھ۔۔

کسی نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ اسے یہی انیل کے ساتھ

چھوڑ کے باہر کی جانب بڑھ گئیں۔

ویٹرز حیرت سے ان کو کچھ کھائے پئے بغیر باری باری اٹھتے

دیکھ رہے تھے۔

تمہارا بیچ میں ٹانگ اڑانا ضروری تھا؟ کیا ضرورت تھی اپنا

کوٹ شریف میری گود میں رکھنے کی ڈفر!!۔۔۔ ان سب کے

جانے کے بعد اجالا غصے سے انیل کو سنانے لگی۔

لیکن بے بی مجھے گرمی۔۔۔

واٹ دا ہیل از بے بی؟ تمہیں اپنا دوست بنا کے تم پہ احسان
کیا ہے تو دوست ہی رہو۔ مجھے یہ فضول چپکو حرکتیں پسند
نہیں ہے۔ جا کے اپنی ماں بہن کو بے بی بولو۔۔۔ وہ نقلی
معصومیت سے اجالا کو بہلانے کی کوشش کرتا اسکا ہاتھ تھام
رہا تھا کہ اس نے فوراً اپنا ہاتھ چھپے کھینچ کر غصے سے کہتے
ہوئے اس کا کوٹ اسے واپس کر دیا۔

اوکے اوکے! غصہ نہیں کرو۔۔۔ انیل نے حلق تر کرتے
ہوئے صلح جو انداز میں ہاتھ اٹھا کر اسے ریلکس کرنے کی

سعی کی۔ اسے اجالا کا یہی ایٹیوڈ تو بھایا تھا۔ وہ دوسری لڑکیوں کی طرح اتنی جلدی میٹھے الفاظ سے قابو نہیں آتی تھی۔ اور جب انسان جلدی قابو میں نہیں آتا تو مقابل کی تڑپ اتنی ہی بڑھتی ہے۔

ابھی میں غصے میں ہوں تو چوبیس گھنٹوں تک مجھ سے بالکل
بات مت کرنا اور اب اکیلے بیٹھ کے افطاری کرو۔ میں اپنے
دوستوں کو دیکھنے جا رہی ہوں۔۔۔ اجالا نے انگلی اٹھا کر
انیل کو وارن کیا اور لاپرواہی سے اپنا سامان اٹھا کر یہاں سے
چل دی۔ انیل تو ہکا بکا ہوتا خالی ٹیبل دیکھ کے رہ گیا۔

سنیں! سارا بل ان سے لے لیجئے گا کیونکہ اب یہ اکیلا ساری
افطاری کرے گا۔ میرا اور میرے فرینڈز کا موڈ چینج ہو گیا
ہے۔۔۔ جاتے ہوئے اجالا نے ایک ویٹر کو یہ انوکھی اطلاع
دینا ضروری سمجھی جس پہ انیل کے دل کو ہول پڑنے لگے۔
(وہ تو خود ان کے پیسوں سے کھانے آیا تھا۔)

اجالا۔۔listen۔۔ اجالا۔۔۔ انیل ہڑبڑا کر تیزی سے اپنی
جگہ سے اٹھ کے اسے آوازیں دینے لگا لیکن وہ جا چکی تھی۔
سر آپ پلیز بیٹھ کے افطاری کریں۔ لوگ ڈسٹرب ہو رہے
ہیں۔۔۔ ویٹر نے آگے بڑھ کے انیل کو سنبھال کر زبردستی

کر سی پہ بٹھا دیا۔ (آخر بل بھی تو نکلوانا تھا نا؟) انیل اس وقت
کو پچھتانے لگا جب اس نے ابراج کو کاپی کرتے ہوئے اپنا
کوٹ اجالا کی گودی میں رکھنے کی سنگین غلطی کی تھی۔



پاگل ہو گیا ہے؟ دماغ ٹھیک ہے تیرا؟۔۔۔ اسے شدید غصے
کے عالم میں اپنی ویسکوٹ کو لائٹ سے جلاتے دیکھ کر ماحد
نے برہمی سے غرا کر فوراً اس کے ہاتھ سے ویسکوٹ کھینچ کے
زمین پہ پھینک دی۔ وہ سارے اس وقت پارکنگ میں سب

کی نظروں سے دور کھڑے تھے۔ اس منظر کو دور سے دیکھتی

اجالا نے حیرت سے اپنے لبوں پہ ہاتھ جمائے۔

یہ کیا حرکت تھی ابراج؟ ابھی ہاتھ جل جاتا تمہارا۔۔۔

مقاہم نے بھی تاسف سے اسکو ڈپٹا جبکہ صارم نے تیزی

سے گاڑی سے پانی کی بوتل نکال کر ڈھکن کھولا اور اسے

ویسکوٹ پہ انڈھیلنا شروع کر دیا کیونکہ آگ بھڑک رہی تھی

اور ابھی اگر یہاں کوئی چوکیدار یا مینجمنٹ والا بندہ آجاتا تو

مستلہ ہو جانا تھا۔

آئی تھنک ہم افطار پہ آئے تھے؟ اگر تم دونوں نے ہمیشہ
ایسے ہی لڑائی کرنی ہوتی ہے تو ہمیں پہلے سے انفارم کر دیا
کرو تاکہ ہم ایسے پلانز ہی نہ بنائیں۔۔۔ باریق کو غصہ آیا تھا
اور وہ اظہار کر رہا تھا۔ اجالا بھی اب اپنی حیرانی پہ قابو پا کر
ان کے نزدیک آچکی تھی۔ وہ متحیر نظروں سے زمین پہ پڑی
ابراج کی مہنگی ویسکوٹ دیکھ رہی تھی جو جل کے راکھ ہو
چکی تھی۔ ابھی کہ صارم وقت پہ آگ بجھا چکا تھا۔
سٹاپ اٹ گاؤں! پہلے روزہ کھولو۔۔۔ ابراج کے جواباً کچھ
بولنے سے پہلے ہی عزیزہ نے سنجیدگی سے انہیں خاموش کروا

کے اپنے بیگ سے کھجوروں کا پیکٹ نکالا جو وہ اکثر اپنے بیگ
میں الگ سے رکھتی تھی تاکہ اگر سفر کے دوران روزہ کھل
جائے تو وہ راستے میں ہی سکون سے روزہ کھول لیں۔
سب اب خاموشی سے پیکٹ سے ایک ایک کھجور پکڑ کے
روزہ کھول رہے تھے۔ ابراج نے بھی اپنی کنپٹی کو انگلی سے
سہلا کر خود کو نارمل کرتے ہوئے کھجور چبائی جبکہ ماحد نے
سنجیدگی سے ایک کھجور اجالا کی طرف بڑھادی جو خاموشی
سے ان سے کچھ فاصلے پہ کھڑی شرمندہ سی نظر آرہی تھی۔

تم سب باہر کیوں آگئے ہو؟ جاؤ جا کے افطاری کرو۔۔۔

ابراج نے پانی کی بوتل منہ کو لگا کر چند گھونٹ بھرنے کے

بعد خود کو شانت کیا اور اجالا کے سوا باقی سب پہ ایک نگاہ

ڈال کر نرمی سے بولا۔

کیونکہ توں بل دیئے بغیر باہر آگیا تھا اینڈ یونو کہ ہم سب کے

والٹ ایسے موقعوں پر گھر پہ ریسٹ کر رہے ہوتے

ہیں۔۔۔ صارم نے کندھے اچکا کر ہلکے بھلکے انداز میں بولتے

ماحول کا تناؤ تھوڑا کم کرنا چاہا۔ ابراج شاہ جبراً دھیرے سے

مسکرایا جبکہ باقی سب ہلکا سا ہنس دیئے۔

اتنا میس کر ٹیٹ کرنے کی ضرورت کیا تھی ویسے؟ اور سب
مجھے اتنی ناراض نظروں سے دیکھنا بند کریں۔ میری کوئی غلطی
نہیں ہے۔۔۔ اجالا نے خفگی سے ابراج کو گھور کر بیچ میں
مداخلت کی اور باقی سب کو بھی خفگی سے دیکھا۔

تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ اس وقت میری نظروں سے
غائب ہو جاؤ اجالا صابری!۔۔۔ ابراج کا غصہ پھر سے اٹھ
آنے لگا، وہ انگشتِ شہادت اٹھا کر دبی دبی آواز میں غرارہا
تھا۔

اجالا تم اندر اپنے فرینڈ کے پاس جاؤ۔ ہم سب کہیں اور جا
کے افطاری کر لیں گے۔۔۔ عزیزہ ایک دفعہ پھر ان کو لڑائی
سٹارٹ کرنے نہیں دینا چاہتی تھی اسلئے اس نے رخ اجالا
کی طرف موڑ کر اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے نارمل لہجے
میں کہا۔

لیکن کیوں آپ؟ آپ سب اسکو اتنی شے کیوں دے رہے
ہیں؟ میری غلطی کیا ہے فارگاڈ سیک۔۔۔ اجالا کو رونا اور غصہ
ایک ساتھ آنے لگا۔

غلطی کسی کی بھی نہیں ہے۔ یونو اجالا کہ ہم سب اپنے
گروپ میں کوئی بھی باہر کا بندہ برداشت نہیں کرتے۔ ایسے
ہمیں فن کرنے میں مزہ نہیں آتا۔ تمہیں خیال رکھنا چاہیے
تھا۔۔۔ بریقانے رسان سے اسکو سمجھایا اور وہ حقیقت
بیان کر رہی تھی۔

میں اور ماحد کسی دوسرے ریسٹورینٹ میں جا کے ٹیبل بک
کروا رہے ہیں۔ ہمیں فالو کرو۔۔۔ ابراج شاہ ان کی گفتگو
نظر انداز کر کے مقاصم، صارم اور باریق کو نرم لہجے میں حکم
دیتا اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پہ سوار ہو گیا۔ اسکا افطار

کرنے کا اب بالکل دل نہیں تھا لیکن وہ ان سب کا مزید موڈ
خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

او کے آپ سب جائیں، جہاں جانا ہے۔ میں ٹیکسی کروا کے
گھر چلی جاتی ہوں۔ میری بھوک مر گئی ہے۔۔۔ اجالا اپنے
آنسوؤں پہ قابو پا کر مدھم آواز میں بولی۔ سب اسے ہی قصور
وار سمجھنا شروع ہو گئے تھے۔

ابراج نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے نا محسوس انداز میں
صارم کو اپنی ہیزل آنکھوں سے اشارہ کر دیا کہ اجالا کو اپنی
گاڑی میں بٹھالے جسے سمجھ کر اس نے سر کو خم دیا۔ (رات

کا وقت ہو رہا تھا، ابراج نہیں چاہتا تھا کہ اجالا اکیلی گھر

(جائے۔)

ابراج کی گاڑی میں ماحد اور عزیزہ بیٹھ گئے تو وہ اگلے ہی لمحے

تیز رفتاری سے پارکنگ سے اپنی گاڑی بھاگ کر سڑک پہ

دوڑانے لگا۔

چلو اب رونے نہ لگ جانا۔ تم بھی ہمارے ساتھ جا رہی ہو

گڑیا۔۔۔ اجالا کی روہانسی صورت دیکھ کر صارم نے اس

کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے نرمی سے کہا۔

میں۔۔۔ نہیں۔۔۔ جاؤں۔۔۔ گی۔۔۔ مجھے۔۔۔ اس بد تمیز۔۔۔ کے

پیسوں۔۔۔ سے افطاری۔۔۔ نہیں۔۔۔ کرنی۔۔۔ اجالا کے

آنسو آنکھوں سے نکل کر عارضوں پہ پھسلے اور وہ ابراج کی

دوڑتی ہوئی گاڑی کو گھور کر ناراضی سے بولی۔ اس نے ایک

دفعہ بھی اسے اپنی گاڑی میں بیٹھنے کی پیشکش نہیں کی تھی۔

(لیکن جب کی تھی، تب تو تمہیں اپنے فرینڈ کے ساتھ جانا تھا

نامس اندھیرا؟ سو سیڈ 😓)

ارے رونا بند کرو یا رے۔۔۔ نمیرہ نے اسکو نرمی سے اپنے
ساتھ لگایا اور اس کے آنسو اپنی پوروں سے صاف کرنے
لگی۔

چلو تمہاری افطاری کا بل شاہ کی جگہ باریق دے دے گا! موڈ
ٹھیک کرو۔۔۔ مقاصم نے ہلکا سا ہنس کر باریق کے شانے
پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے قربانی کا بکرہ بنایا تو سب ہی مسکرا
دئیے۔ اجالانے بھی گہری سانسیں بھر کے رونا بند کر دیا اور
وہ سب گاڑیوں میں سوار ہو کر ابراج کی گاڑی کو فالو کرنے

لگے۔ (آج تو اچھا خاصا میلو ڈرامہ ہو گیا تھا جس نے سب کی

آدھی بھوک ماری تھی۔)

رات کے دو بج رہے تھے۔ آج اجالا نے انیل کے ساتھ کوئی

آن لائن گیم نہیں کھیلی تھیں کیونکہ اسکا موڈ آف تھا۔ ابراج

نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ ان سب نے افطاری

کرنے کے بعد ڈائریکٹ گھر کی راہ پکڑ لی تھی۔ اجالا اور ابراج

دونوں اس وقت اپنے بیڈ پر لیٹے انسٹاگرام پر ریلز دیکھ رہے

تھے لیکن بار بار ایک دوسرے کو relateable ریل بھیجنے سے

رک جاتے کیونکہ کچھ دنوں سے ان کا تعلق ناخوشگوار تھا اور
دونوں نے ہی اسے ٹھیک کرنے کی ایفرٹس نہیں کی تھیں۔
اجالا کو شدید بوریٹ ہو رہی تھی۔ انیل اسے مسلسل میسج
کر رہا تھا لیکن وہ سین نہیں کر رہی تھی کیونکہ اسے اصل میں
ابراج شاہ کی اٹینشن چاہئے تھی لیکن وہ منہ سے اقرار نہیں کر
رہی تھی۔ عزیزہ بھی اس سے ناراض ناراض سی گھوم رہی
تھی۔ اسکا کہنا تھا کہ ساری غلطی اجالا کی ہے اور اسے
ابراج سے سوری کرنا چاہئے۔

**Kr lo hurt mera kya
bigrega,
mai to 2 ghanta roke
mast lip gloss lga ke
fir se khilkhilkhii krne
lgungi**

@ujalaa_singh



18.1K



83



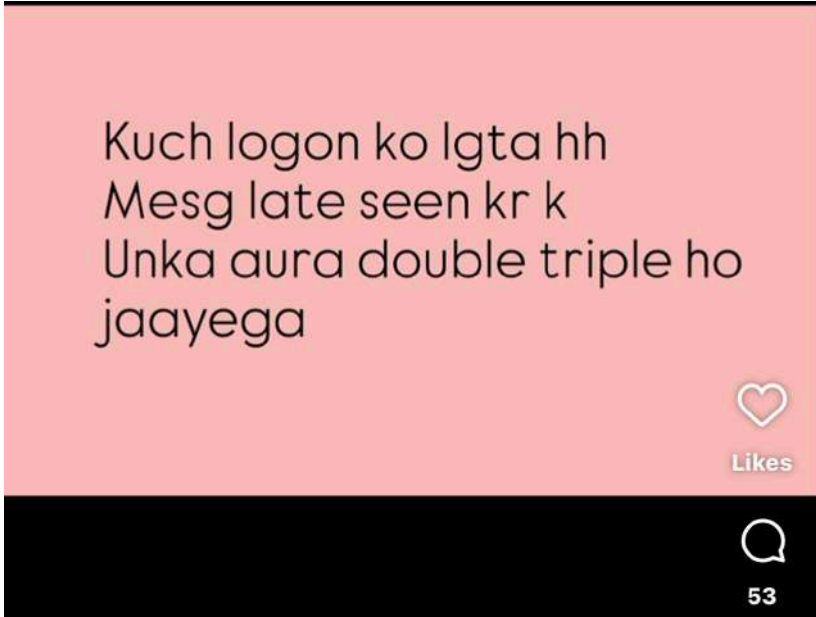
اجالا کی فیڈ میں اچانک یہ ریل آتی تو اس نے ایکدم سے شتیر
کے بٹن پہ کلک کر کے ابراج کو بھیج دی۔ (اسے فرسٹ

ٹیکسٹ کرتے ہوئے موت پڑنی تھی اسلئے ریل سے کام
چلایا۔ خود کو baddie جو سمجھتی تھی)

ابراج شاہ نے انسٹاگرام پہ ایکٹو ہونے کے باوجود اسکی
طرف سے آئی ریل فوراً سے اوپن نہیں کی تھی۔ یہ بھرم
دیکھانے کا ایک طریقہ تھا۔ (وہ خود بھی اسے ریلز بھیجنے کے
لئے تڑپ رہا تھا، شکر ہے پہل اجالانے کر دی تھی۔ اس کی
ایگو ہرٹ ہونے سے بچ گئی تھی۔)

ابراج کو خود پہ غصہ آ رہا تھا کہ کیا ضرورت تھی، فرینڈز کے
سامنے اتنا اوور ریکٹ کرنے کی۔۔۔ وہ تو پہلے ہی اسکا اور

اجالا کا کپل بنانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے
تھے۔



چند منٹوں تک ابراج کو اپنی ریل سین نہ کرتے دیکھ کر اجالا
نے دانت کچکچائے اور اسی لمحے اسکی فیڈ میں ایک اور
ریلیٹ ایبل سی ریل آٹپکی جو اس نے بنا کسی توقف کے

ابراج کو سینڈ کر دی

تھی۔

Ap logo ne notice Kiya hoga
ladkiya jldi reply Dene lgi hai
aur ladko ne late reply Krna
shuru kr diya hai

(mard jaat in their soft girl era )

21.9k



202

اجالا کی طرف سے آتی دو اور ریلز کا نوٹیفکیشن دیکھ کر ابراج
شاہ نے بالآخر فرضی کالر اچکاتے ہوئے اسکاڈی ایم اوپن
کیا۔ ان ریلز کو دیکھ کر اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا
جواب دے؟ کیونکہ ناراض تو وہ ابھی تک تھا اور وہ تھی کہ

انسانوں والی ریلز بھیجنے کی بجائے ابھی تک egoistic بنی
ہوتی تھی؟

Chup

bauni



21K



212



ابراج نے جواب میں اپنے ایکسپلوررچ سے یہ ایک ریل اٹھا
کر اجالا کو بھیج دی جس پہ اس کے ہونٹوں پہ بے اختیار
مسکراہٹ آئی۔ شکر ہے اس نے پہلے والی ٹون میں جواب
دینے کی زحمت تو کی تھی؟ اجالا نے اسکی ریل پہ (😠) اس
ایموجی سے ریکٹ کر کے ایک اور ایل بھیج دی۔

I'm the type of person who can adjust in
every situation !
But if someone told me ki
Tumhe adjust Krna padega!!
(Fir toh tum mujhse adjust krva k dikhao)



47.9K



اجالا کی طرف سے موصول ہونے والی یہ ریل دیکھ کر ابراج
نے آئبرو اچکایا۔

“Wanna be baddie! tch tch”

ابراج شاہ نے اسکو سلگانے کی غرض سے طنزیہ ریپلائے
لکھا۔

“Cute attempt at a comeback... Try again in 3 to

5 business days 😊”

اجالا نے سلگ کر اپنی چھوٹی چھوٹی انگلیوں سے یوں ریپلائے
لکھا جیسے وہ بالکل بھی افینڈ نہ ہوئی ہو۔ ابراج کو اسکا جواب

پڑھ کے ہنسی آتی تھی لیکن اس نے اب کی دفعہ ٹیکسٹ
سپلائے دینے کی بجائے اسکو چڑانے کی غرض سے ریل
بھیجی۔

Me trying to control myself from saying
the rudest things bcz I'm trying
to be a better person



207K

ہونہہ آیا بڑا بیٹر پر سن۔۔۔ اسکی یہ ریل دیکھ کر اجالانے
کلستے ہوئے خود سے کہا اور کی بورڈ پہ انگلیاں چلانے لگی۔

“Tmhari Character development ka wait karte
karte meri generation budhi ho jayegi.. Rehny
do.. tm say nahi ho paye ga 🥲”

اجالانے طنزیہ سپلائے لکھ کر بھیج دیا جسے پڑھ کے وہ تیکھے
انداز میں مسکرایا اور اپنی گردن کے نیچے تکیہ درست کیا۔

“Generation budhi ho jayegi” ... itni lambi

planning? Matlab poori zindagi mere saath

guzarnay ka irada hai? Bold move Miss Andhera



ابراج شاہ نے باقاعدہ sarcastic سا ایموجی یوز کر کے اسکو
چڑایا۔ (آج اس نے کتنے دن بعد اسے مس اندھیرا کہا تھا۔
اور اجالا کو برا لگنے کی بجائے اچھا لگا تھا)

***Jahil**

****Extremely jahil**

**Phr aaty hen wo log Jo mery
itny pyary name ko ghalat
pronounce krty hen**

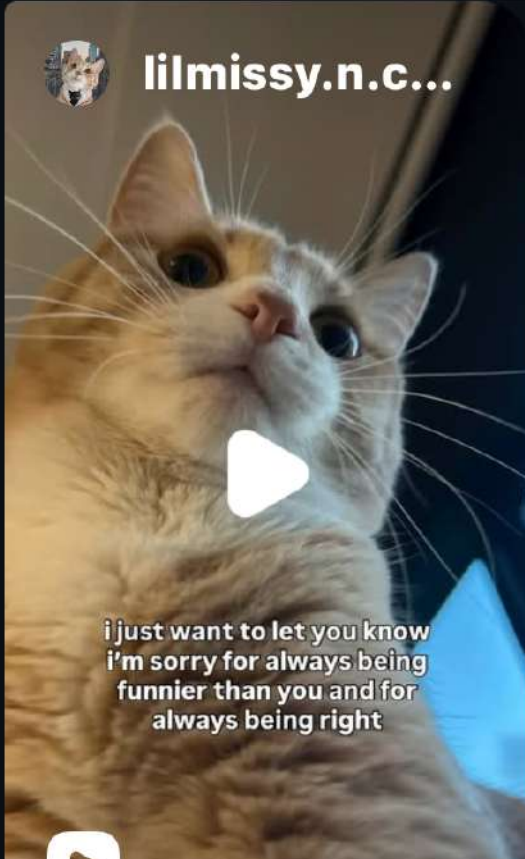


11K



300

اجالا نے جواب ٹیکسٹ میسج میں دینے کی بجائے اپنی سیو کی
ہوئی ریلز میں سے بھیجی تھی (کتنے دنوں سے سیو کر رکھی تھی
کہ جب وہ مس اندھیرا بولے گا تو وہ فوراً یہ بھیجے گی، بالآخر وہ
وقت آ ہی گیا تھا۔ کلچے میں ٹھنڈ پڑ گئی تھی۔)



ابراج شاہ نے ڈھٹائی سے اجالا کو تنگ کرنے کی غرض سے یہ
ریل بھیج کر اسے فیل کروایا کہ وہ اسکے جتنی فنی یا savage
کبھی نہیں بن سکتی۔ اجالا نے اس (😊) ایموجی سے ریکٹ
کرنے کے بعد اپنی سیوڈ ریلز کو دوبارہ سے چیک کرنا شروع کر
دیا اور اس نے چند ہی سیکنڈوں میں ناک چڑھاتے ہوئے
ابراج کو ایک اور ریل بھیج دی۔

life me bas ye
baat yaad
rakhna ki tumhe
mujhse baat
karne ke liye
nazre aur gardan
jhukani padti hai



10.4K

58

137

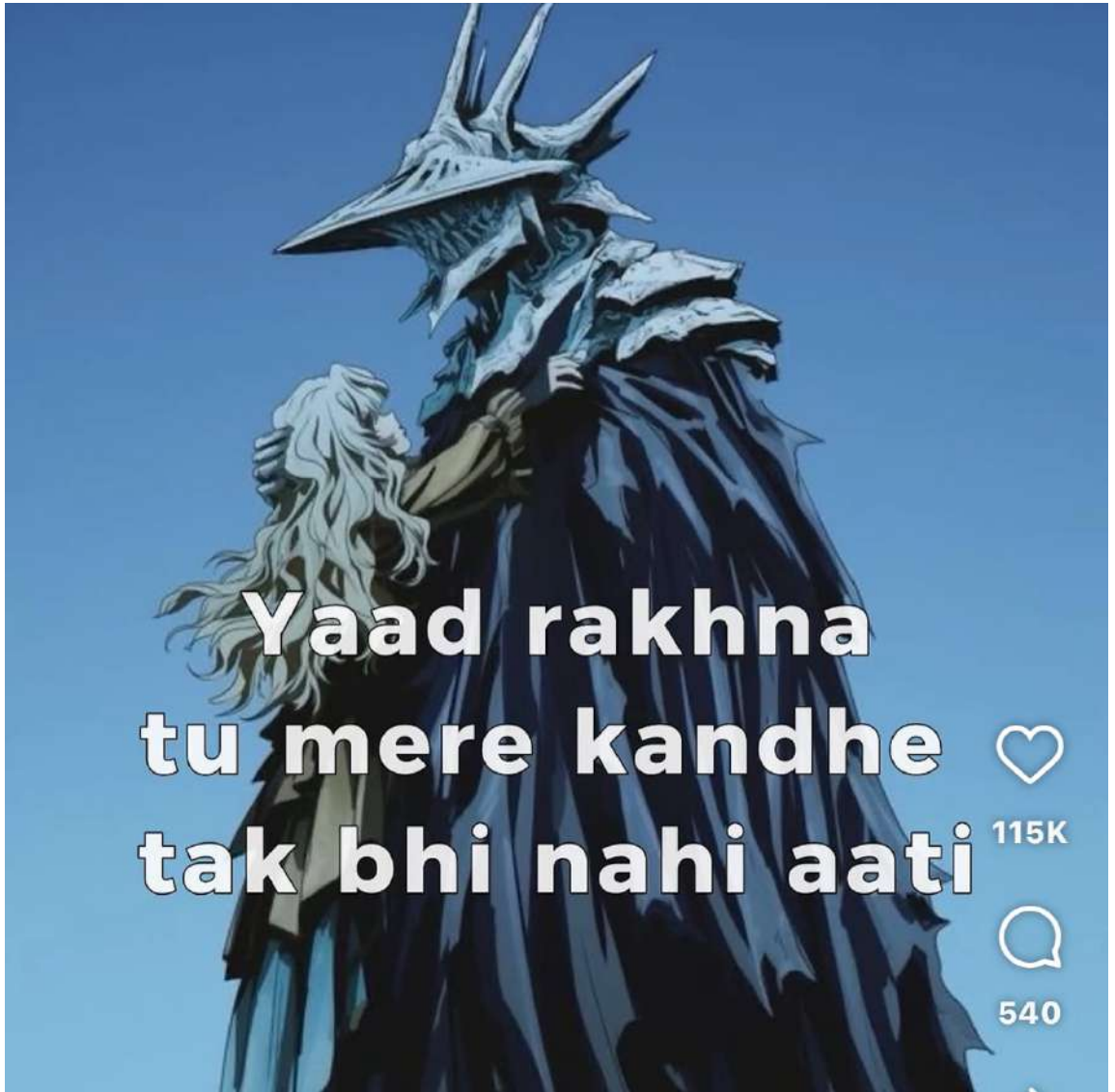


31.7K

یہ اجالا کی طرف سے آئی ریل تھی جسے پڑھ کے ابراج کو بے
ساختہ ہنسی آئی۔ اب سیوڈ ریلز چیک کرنے کی باری ابراج کی

تھی کیونکہ ہمیشہ ہی فیڈ پہ ہماری مرضی کی ریلز تھوڑی آتی

ہیں۔



ابراج نے یہ ریل اجالا کو بھینچنے کے لئے ہی سیو کر رکھی
تھی، اور اسے بھینچنے کا یہی اچھا وقت تھا۔ اس ریل کو پڑھ
کے اجالا کو ہنسی آئی۔ (وہ دونوں ہی سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ
کیا وہ ہنوز ایک دوسرے سے ناراض ہیں یا سب sorted
ہے؟)

“Aww! 6.2 feet of pure nonsense. Cute. 

وہ ہائیٹ کارڈ کھیل رہا تھا تو اجالا نے بھی اسے اسکی اوقات
میں رکھ کے جواب دیا تھا۔

Yaad rakhna
tu mere kandhe
tak bhi nahi aati

aditya_kumar6class...

Aww! 6.2 feet of pure nonsense. Cute.



Aur tumhari poori sense isi nonsense
ko observe karne mein lag jati hai?

Its giving full time obsession

Mere baghair boring guzarta hai na
din.. aww pretty little baby



ابراج نے ایک کے بعد ایک طنزیہ سپلائے لکھ کر بھیجتے اجالا
کو لا جواب کیا تو وہ دانت کچکچا نے لگی۔ (اسے ابراج کا پریٹی

لٹل بے بی کہنا برا نہیں لگا تھا لیکن حیرت کی بات ہے کہ
انیل کا خود کو بے بی کہنا اسے زہر سے بھی برا لگا تھا۔

“Stop with this Pick me behavior! Mujay

bachpan say ajeeb o gareeb animals ko observe

karne ki adat hai 🙄”

اجالانے کافی سوچ بچار کے بعد اسے ٹیکسٹ ریپلائی لکھ کر
بھیجا تھا ورنہ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسکے لیول کے طنز کیسے
کرے۔

“Congrats! 3 ghante ki kadi mehnat ke baad

aapne ek mid reply deliver kiya hai.. National

Geographic wale proud feel kr rhy honge 🥹❤️”

ابراج نے ہنستے ہوئے اسکے لیٹ ریپلائے کرنے پہ استہزایا
انداز میں عزت افزائی کی تو اجالا چڑ کے مٹھیاں بھینچنے لگی۔

ab mujhe aa raha
hai tumpe gussa
aur kyu aa raha
hai ye tum khud
figure out karlo

22.8K

اجالا کو کوئی بھی ہیومرس سپلائے نہیں سوجھ رہا تھا اسلئے
دانت پیس کر یہ ریل بھیج دی۔

“Tumhain pata hai 2016 mein jab logo ke paas
comebacks khatam ho jate thay naww to woh
tumhari tarah aisi cringe reels ka sahara lete
thay 🙄”

ابراج شاہ نے ایک دفعہ پھر اجالا کو ذلیل کرنے میں کوئی کسر نہ
چھوڑی۔ ابھی وہ افطاری کے دوران جانوروں کی طرح لڑ
کے اب انسٹاپہ ریلز شتیر کر رہے تھے۔ اگر دوسرے

دوست یہ مناظر دیکھ لیتے تو انہیں صلواتیں سنائے بغیر رہ نہ
سکتے۔

“Tmhain kaise pata? 2016 mein tum hi aise
cringe kaam karte thay kya?”

“Purani yaadein taaza ho gayi tumhari? Sad. 🐱”

اجالا ٹریگر تو بہت ہو چکی تھی لیکن خود کو فیل کروائے بغیر
اسکو منہ توڑ جواب دیا۔

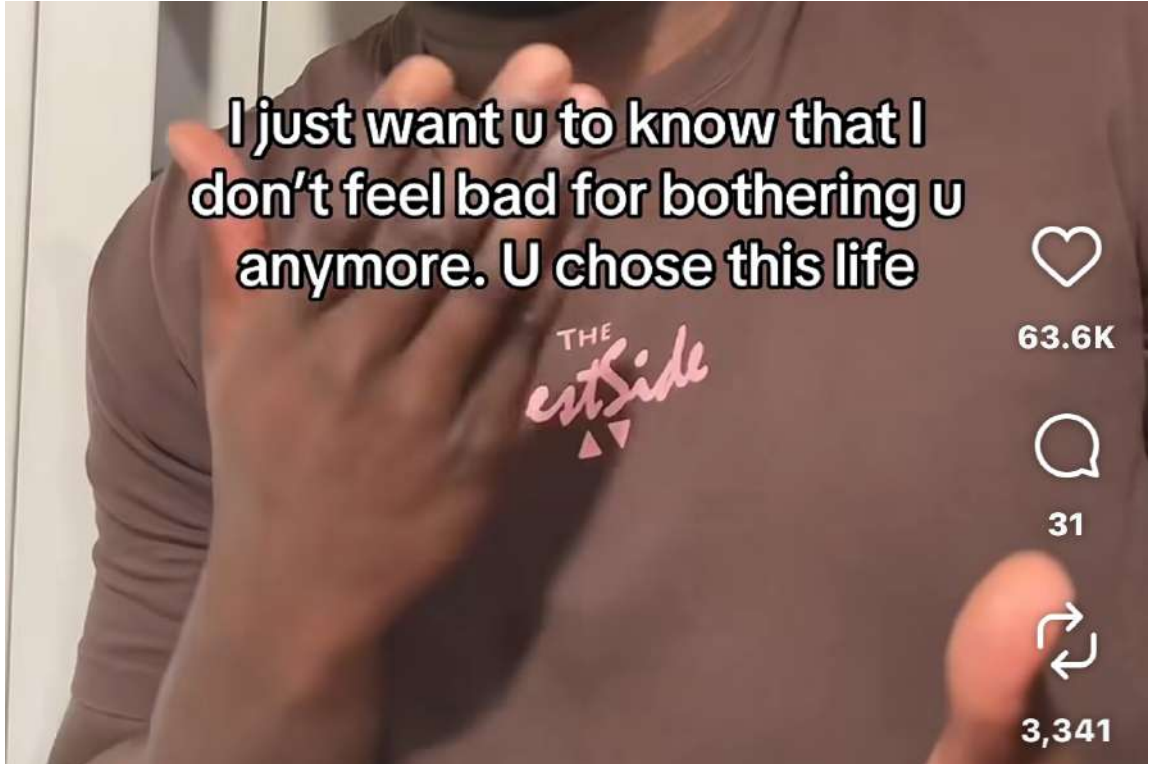
“Aww itna gussa? Itni heat to global warming se
nahi aa rahi jitni tumhare is reply se aa rahi hai.

Relax babes 🥺🧊”

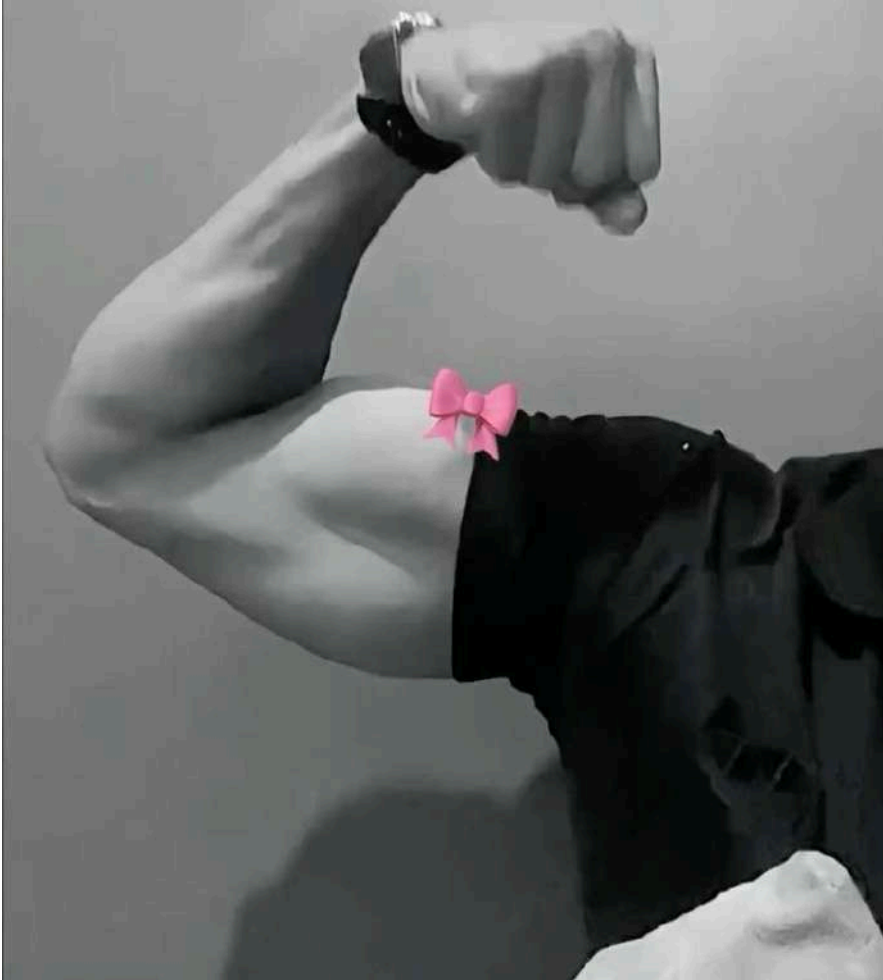
ابراج شاہ جانتا تھا کہ وہ کلس رہی ہوگی، جل بھن رہی ہوگی
اسلئے ہنستے ہوئے اسکو ایسا سپلائے دے کر اور تنگ کیا۔
ابراج کا ایک اور طنزیہ جواب پڑھ کے اجالا کی بس ہو گئی
تھی۔

”بکو اس بند کرو اپنی ابراج شاہ“۔۔۔ وہ اب کی دفعہ وائس
نوٹ میں چھوٹے ضدی بچوں کی طرح چلائی تھی۔ اسکا

وائس نوٹ سن کر ابراج نے کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے اور گردن
چھپے پھینک کر ہنسنے لگا۔ شکر ہے اسکے کمرے میں ماحد نہیں
تھا اور وہاں اجالا کے پاس عزیزہ نہیں تھی ورنہ دونوں ہی ان
کی عزت افزائی کر رہے ہوتے۔



ابراج شاہ نے جواب میں یہ ریل بھیجی جس کا مطلب یہ تھا
کہ اجالا نے اسے پہلے خود ہی ڈی ایم کر کے چھیڑا تھا، اب
بھگتے۔۔



ساتھ ہی ابراج شاہ نے اپنی ایک ایسی رینڈم سی پکچر کلک کر کے بھی بھیجی تھی۔ (یہ فیل کروانے کے لئے کہ مجھ سے پنگا

لینا از ناٹ آچنگا)

اجالا نے آج کافی دنوں بعد اس کے بائیسپ کایوں نظارہ دیکھا تھا ورنہ تو وہ پورا رمضان شلواری قمیض پہن رہا تھا۔ ٹی شرٹ اس نے ایک دفعہ بھی نہیں پہنی تھی۔ اجالا کی دھڑکنوں میں بے اختیار اضافہ ہوا۔ اس نے اسکی پکچر یہ اس ایموجی (🐵) سے ریکٹ کر کے اسے چڑایا اور مسکرا کر دوبارہ اپنی سیوڈریلز کھول لیں کیونکہ اسے شدت سے اپنی

ایک سیوڈ ریل یاد آتی تھی جو اس نے ابراج کو سینڈ کرنے
کے لئے سیو کر رکھی تھی۔

Wow yaar kya mast biceps hain aapke,
kapde dhone aate hain aapko?

@doeeyezz_



12.3K



70

اجالا نے اسکو یہ ریل بھیجنے کے بعد پھر سے ابراج کی پکچر کو
زوم کر کے اسکا بائیسپ دیکھا۔ (یہ ان دونوں چل کیا رہا ہے
بھتی؟ آئی نو سب ریڈرز کا یہی ریکشن ہیں 😭)

Ghurna Band
Karo Noor
It's Bad
Manners.



14



ابراج شاہ کو جیسے الہام ہوا تھا کہ وہ ضرور اسکی تصویر کو گھور
رہی ہوگی اس لئے پھر سے sarcastic سی پوسٹ بھیجی جسے
پڑھ کے اجالا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اپنی چوری پکڑے جانے

پہ ایک لمحے کے لئے شرمندگی بھی ہوتی لیکن وہ ساتھ ہی
نارمل ہو گئی۔

“Huhhh! Chaloo Pub G khelain”

اجالا نے منہ پھولا کے اسکو خود ہی پیشکش کی۔ ریز سٹیر
کرنے سے وہ communication gap تو ختم ہوا تھا نا۔
اجالا کا یہ ٹیکسٹ پڑھ کے ابراج کے تاثرات سنجیدہ ہو گئے۔
اسے اپنے پلین میں چند روز پہلے بولے گئے الفاظ یاد آئے۔

“I think mein nay plane mein kuch kaha tha?”

ابراج نے جواب میں یاد دہانی کروائی۔

(اوکے! اگر تم نے اس انیل ذلیل کو اپنی آتی ڈی دی تو میں
آج کے بعد کبھی تمہارے ساتھ پیب جی اور لڈو نہیں کھیلوں
گا) اجالا کو اس کے یہ الفاظ فوراً یاد آگئے تھے جس پہ وہ نچلا
لب چبانے لگی کیونکہ اس نے تو خفگی کے عالم میں انیل کو آتی
ڈی دے دی تھی تاکہ ابراج کو تنگ کر سکے اور وہ اس روز کا
بہت گندے والا چڑا ہوا تھا۔

“Mujay Kuch Yaad nahi 😊 Chalo khelain”

اجالا نے اڑیل پن سے دوبارہ اپنی فرمائش پہ زور ڈالا۔

“Sorryyy miss Ujala.. i am so sleepy rn.. so its
better kay tm apny NEW FRIEND kay sath hi
khelo jaisy kafi dinoo say khel rhi ho 🥰.. Good

Night”

ابراج شاہ کا اس کے ساتھ گیم کھیلنے کو بہت دل ہو رہا تھا
لیکن وہ اپنی کہی ہوئی بات پہ قائم رہنا چاہتا تھا اسلئے اسکو
بہت ہی تیکھے اور چبھتے ہوئے انداز میں ریپلائے دیا۔

اجالا کو اس کے ایٹیوڈ دیکھانے پہ غصہ آیا۔ وہ اسے کیسے بتاتی
کہ اسے انیل کے ساتھ کھیل کر گھنٹہ مزہ نہیں آتا لیکن اب وہ
ڈھول خود گلے میں ڈالا تھا تو بجانا تو پڑنا تھا۔

“Hm ok Good Night”

منت کرنا تو اجالا صابری نے بھی نہیں سیکھا تھا۔ اس نے
بھی مختصر سا جواب دے کر منہ پھولا لیا۔ ابراج نے میسج
سین پہ چھوڑ کے انسٹا آف کی تو اجالا کو غصہ آنے لگا۔

“Ziada celebrity na banoo... ainda mera msg

seen pay chora to bohat marungii.. Yaad rkhna

Abraj Shah 🙄”

اجالا اپنا غصہ باہر نکالے بغیر رہ نہ سکی۔ اس نے بہت خفگی
سے ابراج کو یہ ٹیکسٹ کیا تھا جسے پڑھ کے وہ قہقہہ لگا کر ہنس
دیا۔ (ابراج کے لئے اجالا کو ٹریگر کرنا بہت آسان تھا، وہ
چھوٹی چھوٹی باتوں پہ افینڈ ہو جاتی تھی۔ Ladiez جوں تھی)

“Okay Miss Bauni 🎀”

ابراج نے اب کی مرتبہ بحث کرنے کی بجائے ہنس کر یہ
تابعدار سا رپلائے دیا۔ اب کی دفعہ میسج سین پہ چھوڑنے کی
باری اجالا کی تھی اور اس نے بہت دھڑلے سے میسج پہ کوئی
بھی ریکٹ کئے بغیر انسٹا بند کر دی تھی۔ ابراج جانتا تھا کہ وہ
ایسی ہی کوئی اسٹوپڈ حرکت کرے گی۔ وہ برا منائے بغیر ہنستا
ہوا پھر سے ریلز سکروں کرنے میں مصروف ہو گیا۔
(پورے پاکستان کا موڈ اپنی لڑائی سے برباد کرنے کے بعد
ریلز کا سہارا لے کر دونوں نے بالآخر صلح کر لی تھی۔۔۔)

(Cutee



رات میں جس طرح ابراج اور اجالا ایک دوسرے کو میسجز پہ
روسٹ کرتے رہے تھے، آج صبح سے یونی میں آپسی گفتگو
کرنے سے کترارہے تھے کیونکہ جب تک پرانے گلے شکووں
پہ فیس ٹو فیس گفتگو نہ کی جائے، دل سے رنجش مکمل طور پہ
ختم نہ کی جائے تو کیسے نارمل ہونے کا دل کرتا ہے؟ اور ان کا
سیریس والا آرگيو منٹ ان دنوں میں ایک دفعہ نہیں، دو مرتبہ
نہیں بلکہ کئی دفعہ ہوا تھا۔ ایسے میں کل رات ریسٹورینٹ
میں ہوا واقعہ بھلا کر پھر سے پہلی والی ٹون میں ایک دوسرے

کو فیس ٹو فیس تنگ کرنا تھوڑا مشکل تھا۔ آن لائن تو فیل ہی
نہیں ہوتا تھا۔ (یہ زندگی بھی کتنی مشکل ہے نا! آہہ)

ابھی اجالا اپنی کلاس میں پیرنٹڈ لے رہی تھی۔ ابراج اور باقی
سب دوستوں کا پیرنٹڈ آف ہو چکا تھا۔ وہ سب گراؤنڈ کی
جانب بڑھ رہے تھے کہ ابراج کے فون پہ اس کے بابا کی کال
آنے لگی۔ وہ کال ریسیو کرنے کی غرض سے وہی سائیڈ پہ
درخت کے نیچے کھڑا ہوتا باقی سب کو آگے بڑھنے کا اشارہ کر
رہا تھا جس پہ ماحد لوگ سر کو خم دے کر گراؤنڈ میں پرسکون
جگہ تلاش کرنے لگے۔

ابراج بھائی! سنیں۔۔۔ وہ مسکرا کے صفر شاہ سے کال پہ
گفتگو کرتا انہیں اپنی خیریت بتا رہا تھا کہ اچانک ایک جونٹیر
نے اسے بہت ہی تابعداری سے پکارا۔ (یہ اجالا کی کلاس کا
ہی لڑکا تھا)

ہمم؟؟۔۔۔ ابراج نے بھنویں سکپڑ کے ہنکارا بھرا اور کال
کاٹ دی کیونکہ اسکے بابا ایک ضروری کام کے سلسلے میں
اسلامباد آئے تھے تو بس اسی کی اطلاع دے کر انہوں نے
الوداعی کلمات کہہ دیئے تھے۔

وہ پرانی لیب والے کوریڈور کے پاس جو خالی کلاس ہے نا؟
وہاں اجالا کی کسی لڑکی کے ساتھ بہت گندی لڑائی ہو رہی
ہے۔ بات ہاتھ پائی تک پہنچ گئی ہے۔۔۔ اس لڑکے نے
ہانپتے ہوئے ابراج کو اطلاع دی تو اس نے حیرت سے
آنکھیں پھیلائیں۔

واٹ؟؟۔۔۔ ابراج شاہ اس غیر متوقع خبر کو سن کر حیرانی
سے بولا۔

جی! جلدی چلیں۔۔۔ یہ باتوں کا وقت نہیں ہے۔۔۔ وہ لڑکا
گھبرا کے بولتا اسکا بازو پکڑ کے اسے اپنے ساتھ لے جانے

لگا۔ ابراج کے قدموں میں تیزی آگئی۔ وہ جلد از جلد اجالا تک جانا چاہتا تھا۔ آخر ایسا کیا ہو گیا تھا کہ بات ہاتھ پائی تک پہنچ گئی تھی؟ مانا کہ اجالا شرارتیں بہت کرتی تھی لیکن ایسی نوبت کبھی نہیں آئی تھی۔

دوسری طرف اجالا اپنی کلاس لے کر نکلتی عادتاً بے نیازی سے فون پہ انگلیاں چلا رہی تھی کہ اسے اسکی کلاس کی ہی ایک لڑکی نے وحشت ناک خبر سنائی۔

اجالا! تم یہاں کھڑی ہو؟ وہاں پرانی لیب کے ساتھ والی خالی کلاس میں ابراج بھائی کا کسی لڑکے کے ساتھ سیریس والا

جھکڑا ہو گیا ہے! وہ لڑکا گینگ لے کر آیا ہے، ابراج بھائی

اکیلے ہیں!۔۔۔ وہ لڑکی افراتفری کے عالم میں بول رہی

تھی۔ اجالا کا رنگ فق ہو گیا۔

ہیں؟ کب کیسے؟ اور ابراج اکیلا کیوں ہے؟ ماحد بھتیو لوگ

کہاں ہے؟۔۔۔ اجالا فون بند کر کے تڑپ کر ایک کے بعد

ایک سوال کرنے لگی۔

پتہ نہیں۔ جلدی میرے ساتھ چل کے ابراج بھائی کو روکو

ورنہ بات بہت بڑھ جائے گی۔۔۔ وہ لڑکی ہتھیلی پہ سرسوں

جمانے لگی۔ اجالا نے تیزی سے اس کے ساتھ قدم سے قدم ملایا

اور ابراج کے نمبر پہ کال ملانے لگی لیکن اس بلاک میں سگنل
پر ابلیم کر رہے تھے۔

کچھ دیر بعد جیسے ہی اجالا نے اس پرانی گرد آلود کلاس کا
دروازہ کھولا، سامنے ابراج شاہ کو بالکل صحیح سلامت ادھر
ادھر دیکھتے پایا۔ ابراج بھی اسے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

اجالا؟ تم ٹھیک ہو؟ وہ لڑکی کہاں ہے جس سے تمہاری لڑائی
ہو رہی تھی؟۔۔۔ ابراج نے تیزی سے اس کے قریب آکر
اس کے چہرے کا جائزہ لیا۔

کون سی لڑکی بھٹی؟ مجھے بتاؤ وہ لڑکا کون ہے جو گینگ لے کر
آیا تھا؟ کہاں گیا؟۔۔۔۔۔ اجالا نے نا سمجھی اور تعجب کے
ملے جلے تاثرات چہرے پہ سجا کر استفسار کیا۔

کون لڑکا؟ کون سا گینگ؟؟۔۔۔۔۔ اجالا کے سوال ابراج کے
سر کے اوپر سے گزرے تھے۔ ہیزل اور زیتونی آنکھیں ملیں
اور ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں انہیں احساس ہوا کہ وہ
کسی گہری سازش کا شکار ہو چکے ہیں۔ وہ ابھی مڑنے ہی
والے تھے کہ کلاس کی لائٹس ایکدم آف ہوئیں اور باہر سے

بھاری لوہے کے دروازے کے بند ہونے کی زوردار آواز ان
کے کانوں سے ٹکرائی۔

یہ۔۔۔ دروازہ۔۔۔ ابراج؟؟۔۔۔ اجالا خوفزدہ ہوتی اندھیرے
میں ابراج کا وجود تلاشنے لگی کیونکہ اس کلاس کی تمام کھڑکیاں
بند تھیں اور تو اور روشن دان بھی کوئی نہیں تھا۔ ہر سوں
اندھیرا ہو گیا تھا۔

شش۔۔۔ ڈرو نہیں۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ مجھے اپنا ہاتھ
پکڑاؤ۔۔۔ ابراج شاہ نے اپنی حیرت پہ مٹی ڈال کر دلیری

سے اپنے فون کی ٹارچ آن کی اور اجالا کا نازک ہاتھ اپنے

مضبوط ہاتھ میں تھام کے دروازے کی جانب بڑھا۔

باہر کون ہے؟ دروازہ کھولو! یہ نیچ حرکت کس نے کی

ہے؟؟۔۔۔ ابراج شاہ نے غصے سے غراتے ہوئے

دروازے پہ اپنے پیر سے ٹھوکر ماری۔ چند سٹوڈنٹس کے

قہقہوں کی آوازیں ان کے کانوں سے ٹکرائی تھیں لیکن جواب

کوئی نہ ملا۔

میں نے کہا، دروازہ کھولو!۔۔۔ ابراج اس لوہے کے

دروازے کو پوری قوت سے سینے لگا۔

تم ماحد یا مقاصم کے نمبر پہ فون ملاؤ۔ میں صارم اور باریق کو
کال کرتا ہوں۔ ریلیکس۔۔۔ اجالا کے ماتھے پہ پسینے کی ننھی
بوندوں کو پھیلتے دیکھ کر ابراج شاہ نے فکر مندی سے کہتے
صارم کو کال ملائی جبکہ اجالا سر کو اثبات میں ہلا کر ماحد کو فون
ملانے لگی لیکن بیل نہیں جا رہی تھی کیونکہ یونی کے اس
ایرے میں سگنل نہ ہونے کے برابر ہوتے تھے۔
کال۔۔ نہیں لگ رہی۔۔۔ اجالا روہانسی ہوئی۔ لہجہ
لڑکھڑانے لگا۔

کیوں ابراج بھائی! آیا مزہ؟ ہمیں مرغہ بنا کر پورے گراؤنڈ کے
چکر لگوائے تھے نا آپ نے؟ اور اجالا بی بی؟ تمہیں پوری
کلاس کو روسٹ کرنے کا بہت شوق ہے؟ رات ٹ؟ تو اب
کیسا فیل کر رہی ہو؟۔۔۔ یہ اسی لڑکے کی شرارتی سی آواز
تھی جو ابراج کو ٹریپ کر کے یہاں لے کر آیا تھا۔
میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا! دروازہ کھولو۔۔۔ ابراج شاہ
نے برہمی سے دانت پیسے جبکہ اجالا کا سر چکرانے لگا۔

اسی لمحے کمرے کے کونوں میں لگے اسپیکرز سے ایک عجیب
سی آواز گونجنے لگی۔ (یہ اسپیکر بھی انہوں نے ہی سیٹ کئے
تھے جنہوں نے باہر سے دروازہ لاک کیا تھا۔)
کلاس میں گونجتی سائیں سائیں اور پھر کسی کے زور زور سے
ہنستے اور رونے کی ملی جلی ہارر آوازیں بہت غیر متوقع
تھیں۔

وہ آوازیں اتنی اچانک اور خوفناک تھیں کہ پوری کلاس کا
ماحول سیکنڈوں میں بدل گیا۔ انہوں نے شاید موبائل بلوٹو تھ
کے ذریعے اسپیکرز کنیکٹ کر رکھے تھے۔

ابراج! یہ۔۔۔ یہ کیا ہے؟۔۔۔ اجالا کی آواز لرز نے لگی۔ وہ

بچپن سے ہی ایسی آوازوں اور اندھیرے سے بہت ڈرتی
تھی۔ جیسے ہی ایک زوردار چیخ کی آواز اسپیکر سے ابھری،
اجالا کی ہمت جواب دے گئی۔ اس نے ہول کر آنکھیں بند
کیں، اندھے بھروسے کے ساتھ ابراج کے قریب لپکی اور
اس کا مضبوط بازو دونوں ہاتھوں سے دبوچ لیا۔

ابراج جو ان آوازوں سے خوفزدہ ہوئے بغیر اب تک
دروازے پر غصہ نکال رہا تھا، اجالا کے اس اچانک لمس پر

ٹھکا۔ اسے اپنے بازو پر اجالا کی گرفت کی شدت اور اس

کے وجود کی لرزش صاف محسوس ہو رہی تھی۔

ڈر لگ رہا ہے؟۔۔۔ ابراج کا لہجہ جو ابھی چند لمحے پہلے آگ

برسا رہا تھا، ایک دم سے بدل کر دھیمہ اور گہرا ہو گیا۔ اجالا

نے اس کے بازو میں اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔ وہ اسے دنیا کی

سب سے محفوظ پناہ گاہ سمجھ رہی تھی۔

بند کرو اسے۔۔۔ ابراج پلیزان سے کہو یہ آوازیں بند

کریں!۔۔۔ اجالا نے سسکتے ہوئے کہا، اس کی گرفت

ابراج کے بازو پر مزید سخت ہو گئی۔

ابراج نے ایک گہری سانس بھر کے باہر کھڑے سٹوڈینٹس پہ
آتے شدید غصے کو ضبط کرنے کی سعی کی۔ اس نے اپنا دوسرا
ہاتھ نرمی سے اجالا کے بالوں پہ رکھ کے دھیرے سے تھپکی
دی۔

شایان! وہ ڈر رہی ہے۔ لاک کھولو ورنہ میں سچ مچ تم لوگوں کو
نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ ابراج نے اب کی مرتبہ چیخ کے کہا
تھا۔ اس کی نظریں اپنے بازو سے لگی اجالا پر تھیں جو خوف
کے مارے کانپتی اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ رہی تھی۔

Scene to be continued...



کوئی ہے؟ دروازہ کھولو۔۔۔ ابراج نے ایک دفعہ پھر دروازہ
کھٹکھٹایا۔ تقریباً دو منٹوں سے اب باہر اور اندر سے آوازیں
آنا بند ہو گئی تھیں۔ نہ قہقوں کا شور تھا اور نہ ہی ہارر آوازیں آ
رہی تھیں۔ وہ کتنی دفعہ اپنے دوستوں کے نمبرز ٹرائی کر چکے
تھے لیکن کسی کو کال نہیں لگ رہی تھی۔

حد ہو گئی ہے! کیا فائدہ تمہاری اتنی باڈی کا اور ہر روز جم
جانے کا جب تم ایک دروازہ ہی نہیں توڑ پا رہے!۔۔۔

اجالا کو جب اپنی ابراج سے نزدیکی کا احساس ہوا تو وہ فوراً

اس سے فاصلہ قائم کرتی خوف اور جھنجھلاہٹ کے عالم میں
بولی۔ ابراج جو ابھی تک دروازے کے قبضے کا معائنہ کر رہا
تھا، چھٹکے سے سر گھما کر اجالا کو دیکھا۔ ٹارچ کی روشنی اجالا کی
زیتونی آنکھوں میں چھنے لگی۔

او ہیلو! مس عقلِ کل۔۔۔ ذرا ہوش کے ناخن لو۔ یہ لوہے
کا بھاری دروازہ ہے۔۔ چھوٹا بھیم کا وہ تھرڈ کلاس غار نہیں
ہے جو ”کھل جا سم سم“ کہنے سے کھل جاتا تھا!۔۔۔

ابراج نے تپ کر جواب دیا۔ ایک تو وہ اس احسان

فراموش لڑکی کو کب سے ریلکس کر رہا تھا اور وہ تھی کہ اسی
پہ چڑھائی شروع کر دی تھی؟

لائٹ ہٹاؤ میرے منہ سے! یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا
ہے۔۔۔ اجالانے ہاتھ سے روشنی ہٹاتے ہوئے چڑ کر کہا۔
میری وجہ سے؟؟۔۔۔ ابراج نے اس الزام کو سن کر
حیرانی سے آنکھیں پھیلانیں۔

ہاں تمہاری وجہ سے! تمہیں ہی رمضان کے پاک مہینے میں
لڑائیاں کتے بغیر سکون نہیں ملتا۔ کس گینگ سے پنگا ہوا تھا
تمہارا؟ اور وہ تمہاری ہڈیاں سلامت چھوڑے بغیر کیسے چلے

گئے۔۔۔ اجالا نے کمر پہ ہاتھ ٹکا کر ناک سکوڑتے ہوئے
طنزیہ انداز میں پوچھا۔ ہارر آوازیں بند ہونے کی وجہ سے وہ
لڑائی والے موڈ میں آگئی تھی۔

میری وجہ سے نہیں تمہاری وجہ سے ہوا ہے مس اندھیرا!
مجھے تو لگ رہا ہے کہ اس لڑکی سے مار کھا کھا کے تمہارے
دماغ پہ گہری چوٹ آتی ہے اسی لئے بہکی بہکی سی باتیں کر
رہی ہو۔ میں تو یہاں انسانیت کے ناطے تمہیں ریسکیو کرنے
آیا تھا اور تم الٹا مجھ پہ ہی چڑھاتی کر رہی ہو؟۔۔۔ ابراج
نے فوراً ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

کون لڑکی؟ کسی میں اتنی ہمت ہے کہ اجالا صابری کو ہاتھ
لگائے؟۔۔۔ وہ دانت کچکچا کر غرائی۔

اور تم تو رہنے ہی دو! بڑے آئے انسانیت کے علمبردار۔
ابھی تھوڑے دن پہلے مجھے تھپڑ مارنے کی بات تم ہی کر رہے

تھے نا؟؟۔۔۔ اجالا اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر استہزایا

انداز میں بولی۔ اس نے اس رات کا حوالہ دیا تھا جب وہ

اسکے کمرے میں اسے سحری کے لئے جگانے گئی تھی۔ ابراج

شاہ کے تاثرات سنجیدہ ہوئے۔

(شٹ اپ!!! اگر تمہاری جگہ یہاں کوئی اور لڑکی ہوتی تو آتی
سوئیر اب تک میں اسے تھپڑ مار چکا ہوتا) ابراج کے کانوں میں
اپنے یہ الفاظ گونجنے تو وہ دروازے سے نظریں ہٹا کے اجالا
کو گھورنے لگا۔

تمہارے کانوں میں کہیں میل تو نہیں جمی ہوئی؟ کان صاف
نہیں کرتی تم؟ یا پھر ہر بات کو نیگٹو وے میں گھمانے کا شوق
ہے تمہیں؟۔۔۔ ابراج نے ایک قدم اس کی طرف بڑھا کر
اس کے سر پر ہلکی سی چیت لگائی۔ (اس نے یہ تھوڑی کہا
تھا کہ اسے تھپڑ مار دیتا؟)

ہونہہ! ہاتھ کنٹرول میں رکھو، پھر میں جواب میں کوئی مذاق کر
دوں تو تم غصہ کرنے لگ جاتے ہو۔۔۔ اجالا کا لہجہ شکوہ
آمیز ہوئی۔ اس نے خفگی سے اسکا ہاتھ اپنے سر سے جھٹکا۔
اور تم تو بالکل غصہ دلانے والی حرکتیں نہیں کرتی ہو؟
رائٹ؟ وہ مرچیں میرے منہ پہ تمہارے فرشتوں نے پھینکی
تھیں؟؟۔۔۔ ابراج شاہ نے دو بدو استہزایا لہجے میں اسے
اسکا کارنامہ یاد کروایا۔

اس سے پہلے تم نے جو کیا تھا؟ وہ بھول گئے ہو؟ کیسے تم نے
اتنی چھوٹی سی بات پہ مجھے اپنی پوری فیملی کے سامنے

انسٹ کیا تھا۔۔۔ اجالا اس کے سینے پہ مکا جڑ کے غصے
سے بولی۔ اسکی آنکھوں میں نمی اڈ آتی۔

اور جو تم اس انیل ذلیل کے سامنے مجھے انسٹ کر رہی
تھی۔ وہ یاد نہیں ہے تمہیں؟ میں نے تم سے کہا تھا کہ تم
اسے اپنی پب جی کی آئی ڈی نہیں دو گی لیکن تم نے جان بوجھ
کر دی۔ اپنی غلطیاں کیوں بھول جاتی ہو تم؟ پلس کل رات
جو تم نے ریسٹورینٹ میں کیا! واٹ واڈیٹ؟۔۔۔ ابراج
شاہ کے پاس جوابات کی کمی نہیں تھی، وہ اسکا بازو پکڑ کے
اسے دیوار کے ساتھ پن کرتا ہر لفظ چبا چبا کے بولا۔ ایک

دوسرے کو غلطیاں گنوانے کے چکر میں وہ بالکل بھول چکے

تھے کہ اس وقت کہاں بند ہیں۔

کل رات میں نے نہیں تم نے تماشا کر ٹیٹ کیا تھا اور یہ تو تم

میرا احسان مانو کہ میں نے پہلے ریل بھیج کے تمہیں گھاس ڈال

دی تھی ورنہ تمہیں تو اتنی تمیز بھی چھو کے نہیں گزری۔۔۔

اجالا گردن اونچی کر کے غصے سے بولتی ہوئی سارے حساب

کتاب آج ہی پورے کر لینا چاہتی تھی۔ وہ دونوں بظاہر تو چند

بالشت کے فاصلے پہ کھڑے تھے لیکن جس اینگل سے ان کی

تصویر لی گئی تھی، اس میں وہ قریب دیکھائی دے رہے
تھے۔

واٹ؟ ریلی؟؟ شکر تو تم ادا کرو کہ تمہاری اتنی بد تمیزی کے
بعد بھی میں نے تمہاری ریل کا نارمل انداز میں جواب دے
دیا تھا۔ میری جگہ کوئی اور ہوتا نہ تو کب کا تمہیں بلاک لسٹ
میں ڈال چکا ہوتا۔۔۔ ابراج شاہ تیکھے انداز میں ہلکا سا قہقہہ لگا
کر بھاری آواز میں پھنکارا۔

یہی۔۔۔ یہی تمہاری جو عورتوں کی طرح طعنے دینے والی
عادت ہے نا، یہ کبھی تمہارا گھر نہیں بسنے دے گی ابراج شاہ!

یاد رکھنا میری۔۔۔ اجالا آپے سے باہر ہوتی چڑچڑے لہجے
میں غرار ہی تھی کہ ایک دم پھر سے پہلے جیسی ہارر آوازیں
پوری کلاس میں گونج اٹھیں اور وہ سہمتی ہوئی چیخ مار کے بنا
سوچے سمجھے ابراج کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔ اس غیر
متوقع افتاد پہ ابراج شاہ اپنی جگہ پہ شل ہوا۔ اسے بے اختیار
یاد آیا کہ وہ دونوں کلاس میں بند ہیں۔ یہ لڑنے کا نہیں، یہاں
سے نکلنے کا ٹائم ہے۔

ابراج۔۔۔ یہ آوازیں۔۔۔ اف۔۔۔ مجھے بہت۔۔۔ ڈر۔۔۔ لگ
رہا۔۔۔ ہے۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے۔۔۔ یہاں۔۔۔ سے باہر۔۔۔

نکالو۔۔۔ اجالانے خوف سے ٹوٹی آوازیں ابراج کی قمیض
کو زور سے مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے التجاء کی۔ اسکی یہ
حالت دیکھ کر کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ ابھی بپھری
ہوئی شیرنی بنی ابراج سے لڑ رہی تھی۔

ابراج نے اس سے بمشکل نگاہیں ہٹا کر جیسے ہی لوہے کے
بند دروازے کی طرف دیکھا، اسی لمحے کمرے میں گونجتی ہارر
آوازیں پھر سے بند ہوئیں اور بیک وقت دروازہ پوری قوت
سے کھل گیا۔

سامنے ہی پرنسپل بدر صابری کے چہچہے تقریباً آدھی
یونیورسٹی کے سٹوڈنٹ کلاس کے دروازے پہ جمع ابراج شاہ
کو حیران پریشان کر گئے تھے۔

اجالا! دروازہ کھل گیا ہے۔۔۔ ابراج نے نچلا لب دانتوں
تلے چبا کر دھیرے سے اجالا کے بازو پہ ہاتھ رکھ کے سرگوشی
نما آوازیں کہا تو وہ تیزی سے اس سے الگ ہوئی جبکہ بدر
صابری تو کیا ابراج اور اجالا کا پورا فرینڈز گروپ بھی صدمے
میں تھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟۔۔۔ بدر صابری کی غصیلی آواز ہر
سوں گونج اٹھی۔

پاپا تھینک گاڈ آپ نے دروازہ کھلوا دیا ورنہ میری تو یہاں
سانس بند ہو رہی تھی۔۔۔ اجالا گہری سانس خارج کر کے
تشکر آمیز انداز میں بولتی فوراً ان کی طرف بھاگی اور ان کے
گلے سے لگ گئی۔ اس نے شاید خوف کے زیرِ اثر بدر
صابری کے لہجے میں غصہ محسوس نہیں کیا تھا۔

شایان کہاں ہیں؟ یہ اسی کی شرارت تھی۔۔۔ سب کو سوالیہ
اور عجیب سی نگاہوں سے اپنی طرف دیکھتا پاپا کر ابراج شاہ

دانت پیس کر رعب دار لہجے میں بولتا ہوا چند قدم آگے

بڑھا۔

خدا کا خوف کریں ابراج بھائی۔ میں آپ سے چھوٹا ہوں تو

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کا جب دل چاہا، مجھ پہ ظلم

دھانا شروع کر دیا۔ استغفر اللہ! میں تو خود ان مناظر کو دیکھ

کے شرم سے پانی پانی ہو گیا ہوں۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ یہاں

اتنا فلمی سین چل رہا ہو گا تو میں آنکھیں بند کر کے یہاں آتا۔

میں ایسے سینز کی وجہ سے ہی تو مجھے فلمیں ڈرامے نہیں دیکھنے

دیتیں تاکہ میں بگڑ نہ جاؤں۔۔۔ شایان درانی اپنی شرارتی

بھوری آنکھوں میں حد درجہ معصومیت لئے پلکیں پٹپٹا کر
بولا۔ (یونی کے پہلے دن ابراج نے بہت سنجیدگی سے ان کے
گروپ کی ریٹنگ کر کے انہیں اچھا خاصا اپنی انگلیوں پہ
نچانے کی سعی کی تھی جس کا بدلہ ان سب نے مل کر کافی
عرصے بعد لیا تھا لیکن جاندار لیا تھا۔ یہ یقیناً پہلا ایسا بدلہ ہوگا
جو ابراج ساری زندگی نہیں بھولے گا۔)

رمضان کا ہی تھوڑا خیال کر لیتے ویسے۔۔۔ شایان نے
باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگا کر مزید بولتے ہوئے ابراج شاہ کو دیکھ
کے تاسف سے سرنفی میں ہلایا۔ (کہیں سے نہیں لگ رہا تھا

کہ ابراج کو ٹریپ کر کے یہاں لانے والا یہی شیطان کا رائٹ
ہینڈ تھا۔)

تمہیں تو میں چھوڑوں گا نہیں آج! رکوز راتم۔۔۔ ابراج شاہ
دانت کچکچا کر غراتا ہوا آگے بڑھ کے شایان پہ جھپٹنے والا تھا
کہ ماحد اور صارم نے فوراً اسے قابو کر لیا۔

جھوٹ نہیں بولو شایان۔ مجھے تمہارے پورے گروپ کے
ہنسنے کی آوازیں اندر تک آرہی تھیں اور یہ سبرینہ یسنی کہاں
ہے؟ اسکی ہمت کیسے ہوتی مجھے ٹریپ کرنے کی؟۔۔۔ اجالا
اپنے باپ کے سینے سے الگ ہو کر غصے سے بلند آوازیں

بولی۔ اسکا لہجہ بے خوف تھا۔ آنکھوں میں کسی قسم کی کوئی

شرمندگی نہیں تھی۔ ابراج کے تاثرات بھی ایسے ہی تھے

لیکن وہ بہت کھا جانے والی نظروں سے اس شیطانی گروپ

کیوں دیکھ رہا تھا جیسے ابھی اسکا قیمہ بنا دینا چاہتا ہو۔

مانڈیور لینگویج اجالا۔ تمہارے پاپا کی یونی ہے تو اسکا یہ

مطلب نہیں ہے کہ تم مجھ سے اس ٹیپکل وے میں بات کرو

گی۔ میں یہاں پڑھنے کی فیس دیتی ہوں اور میرا دماغ خراب

نہیں ہے کہ تمہیں ٹریپ کرنے میں اپنا precious ٹائم

ویسٹ کروں فار گاڈ سیک۔۔۔ سبرینہ نخریلے انداز میں

ناک چڑھا کر بہت کانفیڈینٹ ٹون میں بول رہی تھی۔ اجالا
اس کے صاف جھوٹ پہ ہکا بکا ہوتی آنکھیں پھیلا کے اسے
گھورنے لگی۔

او ہیلو! پریشیس ٹائم کی ماری مس سبرینہ۔۔۔ اپنی یہ ایکٹنگ نا
کسی تھرڈ کلاس ڈرامے کے آڈیشن کے لیے بچا کر رکھو۔
تمہارا ٹائم اتنا ہی قیمتی ہے تو کیا تم ابھی تھوڑے منٹ پہلے
اس کلاس کے باہر نفل پڑھنے آتی تھی؟ مجھے تم سمیت
تمہارے سارے گروپ کے جناتی قہقوں کی آوازیں اندر
تک آرہی تھیں۔ سچ سچ بتاؤ، تم لوگ پرینک کر رہے تھے

نا؟۔۔۔ اجالا نے دو قدم آگے بڑھ کر سبرینہ کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈالیں اور غصے سے شروع ہو گئی۔

ہم اتنا گھٹیا پرینک کیوں کریں گے؟ ہمارے سارے گروپ

پہ کیچر اچھالا جا رہا ہے اور میں بھی اس گروپ میں آتا ہوں

سر اینڈ آئی ول ناٹ ٹالریٹ دس اینی مور۔۔۔ وہاج اپنی

جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر بے حد سنجیدگی سے پرنسپل بدر

سے مخاطب ہوا۔

بس کرو اجالا۔۔۔ بدر صابری نے دانت پیس کر اجالا کو
خاموش کروایا جو پھر سے کچھ بولنے کے لئے اپنا منہ کھول
رہی تھی۔

سرویسے چھوٹا منہ بڑی بات لیکن آپ نے جو رمضان کے
سٹارٹ میں نوٹیفکیشن جاری کیا تھا نا، اسے سچ ثابت کرنے کا
وقت آن پہنچا ہے۔ ہماری یونیورسٹی ایک دفعہ پھر پورے
پاکستان میں تو کیا پوری دنیا میں ٹرینڈ کر سکتی ہے، مجھے نہیں
لگتا کہ آپ کو ایک دفعہ دوبارہ ہیڈ لائنز میں آنے کا اتنا اچھا
موقع ہاتھ سے جانے دینا چاہیے۔۔۔ بے حد ہمدردی سے یہ

خالص مشورہ دینے والا شایان کے ہی گروپ کا لڑکا معاویہ
تھا۔ (ابراج اور اجالا کے سر پہ بم پھٹا تھا۔ وہ آنکھیں پھیلا کر
ایک ساتھ نفی میں سر ہلانے لگے۔)

پاگل ہو! وہ رول سر اپنی بیٹی پہ تھوڑی امپلیمنٹ کریں
گے؟ شرم کرو۔۔۔ شایان اپنی ہنسی کا گلہ گھونٹ کر بہت
افسوس سے معاویہ کو ڈپٹنے لگا جبکہ بدر صابری گڑبڑا گئے
تھے۔

ایسے کیسے امپلیمنٹ نہیں کریں گے؟ رولز تو سب
سٹوڈینٹس کے لئے سیم ہوتے ہیں! کیوں گائز؟؟۔۔۔ سبرینہ

نے ناک چڑھا کر بولتے ہوئے باقی سارے سٹوڈنٹس کی
طرف دیکھ کے آئبرو اٹھایا تو سب متفق نظر آتا ”یس،
بالکل“ کی آوازیں بلند کرتے گردن اثبات میں ہلانے لگے۔
(ابراج اور اجالا کے دوستوں کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ
اس صورت حال پہ ہنسیں یا ان پہ رحم کھا کر ہمدردی میں کچھ
بولیں۔ وہ ابھی تک شاگڈ تھے۔)

سر! ویسے سبرینہ غلط نہیں کہہ رہی۔ رول تو رول ہوتا ہے،
چاہے وہ سٹوڈنٹس کے لیے ہو یا پرنسپل کی اپنی بیٹی کے
لیے۔ اور اگر آپ کو گواہوں کی کمی محسوس ہو رہی ہے تو ہم

سب یہاں موجود ہیں۔ کیوں نا ابھی اسی وقت مولوی
صاحب کو بلا لیا جائے؟ آخر رمضان کا بابرکت مہینہ ہے! نیکی
میں دیر کیسی؟۔۔۔ شایان بے حد سنجیدگی کا مظاہرہ کرتا
پر نسیپل صاحب کو دیکھ رہا تھا جو کبھی اجالا کو غصے سے گھور
رہے تھے تو کبھی ابراج کو۔۔۔

اووو ہیلو! دماغ سیٹ ہے تم سب کا؟ کیسا رول؟ کون سا
رول؟ اور یہ مولوی صاحب کو کیوں بلانا ہے؟۔۔۔ اجالا
کے دل کو ہول پڑنے لگے تو وہ غصے سے ہر لفظ دانتوں تلے
کچل کر غرائی۔

مولوی صاحب کو تو نہیں خیر سے ایمبولینس کو بلوانے کی
ضرورت پڑ سکتی ہے کیونکہ میں رمضان کے اس بابرکت
مہینے میں اس شیطان کا خاتمہ کرنے والا ہوں۔۔۔ ابراج
شاہ نے گلستے ہوئے خود کو ماحد اور صارم سے چھڑوایا اور
شایان پہ جھپٹ کے اسکا گریبان پکڑ لیا۔ ہر طرف افرا تفری
مج گئی۔

ہائے میں مر گیا۔ میری سانسیں رک گئیں۔ میرا دل بند ہو رہا ہے۔ کوئی بچاؤ۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ ابھی ابراج شاہ کا مکا ہوا میں تھا۔ مکے نے شایان کے گال پہ نشان بھی نہیں چھوڑا تھا کہ

اس نے بلند آواز میں ڈرامائی دہائیاں دینا شروع کر دی تھیں۔
کچھ سٹوڈینٹس ابراج کو پکڑنے لگے تو کچھ شایان کو اس سے
چھڑوا کر انہیں الگ کرنے لگے۔

سر! یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ خاموش کیوں ہیں؟ ابراج لالا بڑے
ہیں تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ میرے دوست کو
اس طرح ایک ناکردہ گناہ کے لیے تھریت کریں گے۔ قانون
سب کے لیے برابر ہوتا ہے سر اور آپ نے خود یہ رول
سیٹ کیا تھا۔ اگر آپ نے ابھی اور اسی وقت اپنے بنائے
ہوئے رول کے مطابق کوئی فیصلہ نہ لیا تو میں اسی وقت اپنے

سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر لائیو جاؤں گا اور باقی سب سٹوڈینٹس
کو بھی یہی مشورہ دوں گا کہ وہ اس ڈبل سٹینڈرڈ کو ایکسپوز
کریں۔ پوری دنیا کو پتہ چلنا چاہیے کہ یہاں قانون صرف عام
سٹوڈنٹس کے لیے ہے، پرنسپل صاحب کی اپنی فیملی کے
لیے نہیں۔۔۔ وہاج نے اتنا میس ہوتے دیکھ کر سنجیدگی
سے اپنے دوست کے حق میں آواز بلند کرتے جیب سے فون
نکالا، اس کے لہجے میں اب ایک ٹھنڈی دھمکی شامل تھی۔
بدر صابری کے ماتھے پہ پسینے کی بوندیں نمودار ہونے لگیں۔

بالکل ہم لائیو جائیں گے۔۔۔ ابراج اور اجالا کے فرینڈز
گروپ کے علاوہ تقریباً باقی سارے یک زبان ہو کر بولتے
اپنے موبائل نکالنے لگے۔

ریلیکس گاٹز! ریلیکس۔۔۔ اجالا اور ابراج کو بھی تو بولنے کا
موقع ملنا چاہیے۔۔۔ اپنی بہن کی سفید پڑتی رنگت اور ابراج
کی غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر عزیزہ نے ہاتھ ہوا
میں اٹھا کر نرم لہجے میں ان سب کو شانت کرنے کی کوشش
کی۔

یہ سب کیا ہے ابراج؟ کیا تم اور اجالا ایک دوسرے میں
واقعی انٹرسٹڈ ہو؟۔۔۔ باریق نے مدھم سرگوشی نما آواز میں
ابراج سے سوال کیا۔

استغفر اللہ! ہو کیا گیا ہے تم سب کو؟ تمہیں واقعی لگتا ہے کہ
ہم اتنے بے غیرت ہیں جو رمضان میں ایسی حرکت جان
بوجھ کر۔۔۔ اوو پلزیار۔۔۔ ابراج شاہ بگڑے ہوئے
موڈ کے ساتھ بولتا اپنی بات ادھوری چھوڑ کے سر جھٹک
گیا۔

تو یہ سب شایان لوگوں کا کیا دھڑا ہے؟ تم لوگوں کے فون
کہاں تھے؟ ہمیں کال کیوں نہیں کی؟۔۔۔ مقاصم نے
افسوس کا اظہار کیا۔

سگنلز کی بہن بھاگ گئی تھی۔۔۔۔۔ ابراج نے مٹھیاں
بھینچتے ہوئے سرگوشی میں جواب دیا۔ وہ ابھی تک شایان کو
قہر برساتی نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ اسے کوئی بھی اسکو پیٹنے کا
موقع نہیں دے رہا تھا۔

آپی میں کلاس لے کر نکل رہی تھی تو مجھے سبرینہ نے روک کر
بتایا کہ ابراج کی کسی کے ساتھ لڑائی ہو گئی ہے۔ اور دوسرا

لڑکا پورا گینگ لے آیا ہے۔ اس لئے میں یہاں آتی تھی۔ مجھے
کیا پتہ تھا کہ دروازہ اچانک لاک ہو جائے گا اور اس کلاس میں
اتنی ڈراونی آوازیں بھی آرہی تھیں۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا
تھا اسلئے میں نے ابراج کو ہولڈ کر لیا۔۔۔۔۔ سب کی شکی
نگاہوں کو خود پہ محسوس کر کے اجالا نے روہانسی آوازیں
عنیزہ کو اپنی صفائی دی۔

تم مجھ پہ اتنا بڑا الزام کیسے لگا سکتی ہو اجالا؟ آریو میڈ؟ میں
ابھی لائیو جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ سبرینہ تعجب سے منہ کھول کر
بولتی دھمکانے والے انداز میں بولی۔

ویٹ! آپ سب کو کیسے پتہ چلا کہ ہم یہاں ہیں؟ لائک کیا سب
کو ایک ساتھ الہام ہوا تھا یا ہمارے فرشتوں نے آکر بتایا
تھا؟؟ مطلب سب کی ایک ساتھ اینٹری میری کچھ سمجھ میں
نہیں آرہی؟؟۔۔۔ اب کی دفعہ ابراج شاہ نے آواز بلند کر
کے استہزایا انداز میں سوال پہ سوال کیا تو اجالا کی کلاس کے
تمام سٹوڈینٹس گرٹ بڑانے لگے لیکن فوراً اپنا اعتماد بھی بحال
کر لیا۔

میں نے اور میرے کچھ فرینڈز نے آپ دونوں کو ایک ساتھ
اس کلاس میں بند ہوتے دیکھ لیا تھا اور پھر پتہ نہیں کیسے بات

بھڑکتی آگ کی طرح پھیل گئی۔۔۔ واصل نے معصومیت
سے جواب دیا۔ (یہ شایان لوگوں کے گروپ میں سے تو نہیں
تھا لیکن اس شیطانی حرکت میں شامل تھا کیونکہ اجالا کلاس کی
سی آر تھی اور اس کے حکم جتاتے انداز سے سارے ہی
بڑے تنگ تھے اسلئے سب نے اجتماعی سازش کر کے اسے
ابراج کے پلے ڈالنے کا سوچا تھا تاکہ دونوں ساری زندگی ایک
دوسرے کے ساتھ لڑتے مڑتے رہیں)

اپنے فونز بند کرو سب!۔۔۔ سٹوڈینٹس کے ہاتھوں میں فون
دیکھ کر بدر صابری غصے سے بولے۔ (انہیں بس اس بات کی

فکر کھائے جا رہی تھی کہ طلبات کے لائٹو جانے پر کہیں لوگ
ان پہ پرسنل اٹیک نہ شروع کر دیں کیونکہ نوٹیفکیشن تو انہوں
نے یہ حالات سوچے بغیر ہی جاری کر دیا تھا۔)

سر آپ ہمیں تحریر نہیں کر سکتے۔ یہ کلاس پہلے کمپیوٹر لیب
ہوا کرتی تھی اور یہاں کیمرے بھی لگے ہوئے ہیں۔ no

offense بٹ یو نو اگر آپ نے کوئی انصاف پسند ڈیسیشن نہ

لیا تو سٹوڈینٹس شیطانی کر کے ابھی کچھ دیر پہلے والے اجالا

اور ابراج بھائی کے رومانٹک مومنٹ کی پکچر بھی وائرل کر

سکتے ہیں۔۔۔ معاویہ نے گلہ کھنکھار کر بہت ہی تابعداری

سے بدر صابری کو consequences بتائے جس پہ وہ بوکھلا
کر غیزہ اور ماحد کو مدد کے لئے دیکھنے لگے۔

شٹ اپ! یہ کیا بکواس لگائی ہوئی ہے تم لوگوں نے؟ گھر میں
ماں بہن نہیں ہے؟ اور یہ دھمکیاں کسے دے رہے ہو؟ میری
طرف سے جیونیوز کے چینل پہ جا کے لائیو بیٹھ جاؤ، گھنٹہ فرق
نہیں پڑتا لیکن بات صرف مجھ تک محدود ہونی چاہئے۔ اجالا کا
اس سب میں کوئی قصور نہیں ہے۔ وہ بیچاری تو میری فکر میں
یہاں آئی تھی اور یہ unexpected سائیس کر ٹیٹ ہو گیا

جس میں اٹیک اس کے پاکیزہ کریکٹر پہ ہو رہا ہے اور یہ چیز میں

بالکل برداشت نہیں کروں گا!۔۔۔ ابراج شاہ اب کی دفعہ

ان سب اچھے سٹوڈینٹس کو دیکھ کر غصے کے عالم میں دھاڑا

تھا۔ چہ مگوئیاں اسی لمحے بند ہو گئیں۔ اجالا نے آنکھوں میں

ہلکی سے نمی اور حیرت لئے اسکی طرف دیکھا جو پوری

یونیورسٹی کے سامنے اسکی سائیڈ لے رہا تھا؟ اسے کلتیر کر رہا

تھا تاکہ اس کے کردار پہ کوئی بات نہ کرے؟

ریلکس!!۔۔۔ صارم نے نرمی سے ابراج کا کندھا

تھپتھپایا۔

آپ زرا میرے ساتھ آفس میں چلیں۔۔۔ ماحد نے سنجیدہ

لہجے میں بدر صابری سے کہا اور عزیزہ کو ساتھ لے کر ان کے

ساتھ باہر کی جانب چل دیا۔

میں ابھی سب کچھ دیکھ بھال کر کوئی اچھا سا فیصلہ لیتا ہوں،

تب تک کوئی بھی لائیو جانے والی فضول حرکت نہیں کرے

گا۔ اوکے میرے پیارے بچوں؟؟۔۔۔ یہاں سے جاتے

ہوئے بدر صابری نے بہت سارا غصہ پی کر لبوں پہ رسمی

مسکراہٹ سجا کر ان سب کو مطمئن کیا کہ وہ انہیں مایوس

نہیں کریں گے۔

لیکن پایا۔۔۔ اجالا کا سر چکرانے لگا۔ وہ منہ کھول کر ان کو

دیکھنے لگی جو بیٹی کو console کرنے کی بجائے بقیا طلبات

سے ایک اچھے لیڈر کی طرح مخاطب تھے؟

شش! آتی ٹرسٹ یو۔۔۔ بدر صابری نے سرگوشی میں اجالا

کے کان میں سرگوشی کر کے اسکے بالوں پہ لب رکھے اور

ایک گہری نگاہ ابراج شاہ پہ ڈال کر یہاں سے چلے گئے۔

ان کا دماغ تو نہیں چل گیا؟؟۔۔۔ اس معاملے کو ختم ہونے

کی بجائے لٹکتے دیکھ کر ابراج کا سر درد سے پھٹنے لگا اور وہ

سوالیہ نگاہوں سے باریق کو دیکھ کر بولا جس نے خودنا سمجھی
سے کندھے اچکا دیئے تھے۔

پاپا یہ ایک بیسٹ موقع ہے اجالا کا نکاح کروانے کا ورنہ آپ
کو پتہ تو ہے کہ اس کے سٹینڈرڈز کتنے ہائی ہیں، وہ کبھی نہیں
مانے گی اور ابراج کے ساتھ اسکا کیل ویسے ہی بہت کیوٹ
لگتا ہے اسی بہانے ہماری یونیورسٹی اور ٹرینڈنگ میں آ
جائے گی۔ سب آپ کے اس انصاف کو سراہیں گے کہ بات
جب رول کی آئی تو پرنسپل صاحب نے اپنی بیٹی کو بھی نہیں

بخشا۔۔۔ عزیزہ ہاتھ پھیلا کر چہکتی ہوئی اپنے باپ کو کب

سے یہی گیان دے رہی تھی۔

بالکل! آئی ایگری۔۔۔ جگہ جگہ ہماری یونیورسٹی کے پوسٹرز

چھپوائے جائیں گے جس سے بچے زیادہ متاثر ہو کر دور دور

سے ایڈمیشن لینے آئیں گے۔۔۔ ماحد نے مسکراتے ہوئے

عزیزہ کی تائید کی۔ بدر صابری انہیں بہت پرسوج نظروں سے

دیکھتے سر اثبات میں ہلا رہے تھے جبکہ آفس کے دروازے کے

باہر کان لگا کر یہ ساری گفتگو سنتے ہوئے ابراج اور اجالا کا منہ

دیکھنے لائق تھا البتہ باقی دوستوں سے ہنسی روکنا محال ہو رہا
تھا۔

یہ نیوز اگر سٹوڈینٹس کے تھرو وائرل ہوئی تو وہ سب بہت
بری طرح سے یونی کو ایکسپوز کریں گے اسلئے بہتر یہی ہے کہ
ہم خود اسے ڈیسنٹ انداز میں وائرل کریں۔ لائک ماحد آپ
بتائیں نا کہ ہمیں سیناریو کیسا بنانا چاہئے جس میں ابراج یا اجالا
کے کریکٹر پہ کوئی بات نہ آئی۔۔۔۔۔ عزیزہ نے ایک اور
پوائنٹ سامنے رکھتے ہوئے ماحد کو پھر سے اپنی بات میں
گھسیٹا۔ عزیزہ کے سوال پر ماحد نے پہلے تو بڑے مفکرانہ انداز

میں اپنی ٹھوڑی پر ہاتھ پھیرا، پھر ایک دم جیسے اسے صدی کا
بہترین آئیڈیا ملا ہو۔

امم۔۔۔ سنیں! سیناریو کچھ ایسا بناتے ہیں کہ ہم اسے ”
پڑھائی چھوڑو، گھر بساؤ مہم“ یا ”نکاح سکیم 2026“ کا نام
دیں گے جس سے Gen Z کی ایک بڑی تعداد ایٹریکٹ ہوگی۔
ہم یونی کے آفیشل پیج سے ایک ویڈیو پوسٹ کریں گے جس
کا ٹائٹل ہوگا ”قانون سب کے لیے برابر ہے“۔ ہم ویڈیو میں
کچھ اس طرح دکھائیں گے کہ ابراج اور اجالا یونیورسٹی کے
کیفے ٹیریا میں اکٹھے بیٹھ کر نوٹس ڈسکس نہیں کر رہے تھے بلکہ

وہ رمضان رولز کی خلاف ورزی کر رہے تھے۔ ہم بیک
گراؤنڈ میں تھوڑا سیڈ میوزک چلاتیں گے اور پھر اچانک آپ
کی انٹری ہوگی۔ آپ کسی سلطان راہی کی طرح ان پر ٹرپ کر
نوٹیفکیشن گرائیں گے اور وہیں اسی وقت ایڈمن بلاک کے
لان میں مولوی صاحب کو بلا کر لائیو نکاح دکھایا جائے گا۔ اس
سے ابراج کا کریکٹر بھی بچ جائے گا کہ بیچارہ قانون کے شکنجے
میں آگیا اور اجالا بھی کلتیر ہو جائے گی۔ اور سب سے ہٹ
کربات! ہم اس کا ہیش ٹیگ رکھیں گے

#NikkahOverDegree – یقین مانیں پاپا یہ ویڈیو دیکھ کر

پورے پاکستان کے کنوارے سٹوڈنٹس آپ کے قدموں میں
آکر گریں گے۔ ایڈیشن فیس کے ساتھ ساتھ لوگ آپ کو
نکاح فیس بھی ایڈوانس میں جمع کروائیں گے۔ آپ کو تو یوتھ
آٹیکون کا ایوارڈ مل جائے گا کہ آپ نے یونیورسٹی کو میچ
میکنگ بیورو بنا کر لوگوں کے لئے اتنی سہولت پیدا کر دی
ہے۔۔۔۔۔ ماحد نے جوش میں آکر بدر صابری کی طرف
کرسی کھسکائی اور ہاتھ نچا کر بولنا شروع کیا۔ عزیزہ بمشکل اپنی
ہنسی ضبط کر رہی تھی۔

باریق، مقاصم اور ان کی بیویوں کی باہر ہنسی نہیں رک رہی
تھی جبکہ صارم ہنسی کا گلا گھونٹ کر ترحم بھری نظروں سے
اجالا اور ابراج کو دیکھ رہا تھا جو ابھی اندر گھس کر عنیزہ اور
ماحد کا گلہ گھونٹ دینا چاہتے تھے۔ ان دونوں کو سارا معاملہ
سلجھانے بھیجا تھا اور وہ تھے کہ انہی کے نکاح کی پلاننگ رچا
رہے تھے؟

یہ سالا کیا بکے جا رہا ہے؟ رمضان میں مجھ سے گالیاں کھائے
گا۔۔۔ ابراج شاہ کلکس کر ماحد کو گھورتا ہوا دبی دبی آواز میں
غرا رہا تھا کہ کسی نے زور سے اس کے سر پہ چیت لگائی۔

کیا ہے بھ۔۔۔ وہ غصے کے عالم میں جھنجھلاتا ہوا گردن موڑ
کر اس حرکت کو انجام دینے والی ہستی کو دیکھ رہا تھا کہ اپنے
سامنے صفر شاہ کو دیکھ کر اس کے گلے میں گلی بھر کے
معدوم ہوئی۔

بابا جان۔۔۔ آپ؟؟۔۔۔ ابراج نے گلہ کھنکھار کر حیرت سے
انہیں پکارا۔

نہیں میری آتما آتی ہے اور یہ تم روزے میں کسے گالیاں
دینے کا سوچ رہے ہو؟ ہم؟۔۔۔ انہوں نے رعب دار
لہجے میں اسکو سنائیں جس پہ ابراج بالوں میں ہاتھ پھیرنے

لگا۔ صفر شاہ اس وقت بلیو تھری پیس میں ملبوس تھے۔
شاید وہ اپنا کوئی ضروری پروفیشنل کام چھوڑ کے یہاں آئے
تھے۔

[illegible]

سے ساری بات سمجھائی اور آخر میں دانت کچکچا کے ماحد کو
گھورا۔

کیسی مس انڈر اسٹینڈنگ؟۔۔۔ صدر شاہ نے آئبرو اٹھایا
اور اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑی اجالا کے سر پہ ہاتھ رکھ کے
اسکی جانب مسکراہٹ اچھالتے ہوئے باقیوں سے بھی ملنے
لگے۔

ارے انکل آپ آگئے؟ جلدی اندر آئیے۔ پاپا کب سے آپ
کا ہی ویٹ کر رہے ہیں۔۔۔ ابھی کوئی جواب دیتا کہ ماحد کی
نظریں آفس کے آدھ کھلے دروازے سے بے اختیار صدر

شاہ کی جانب اٹھیں تو وہ شیریں لہجے میں بولتا کرسی سے اٹھ
کھڑا ہوا۔ بدر صابری بھی ان کے ویلکم کے لئے ہونٹوں پہ
مسکراہٹ سجا کر کھڑے ہو گئے۔

اور توں جلدی باہر آ! میں یہاں تیرا ہی ویٹ کر رہا ہوں
منخوس۔۔۔ ابراج نے دو بدو ماحد ملک کو وارن کیا جو گڑ بڑا
کے حلق تر کرنے لگا۔

ڈونٹ وری! میں سب sort out کر رہا ہوں شاہ۔۔۔ ماحد
نے دھیمے محبت بھرے انداز میں ابراج کو جواب دے کر
اسے اور تپایا۔

ہاں وہ تو مجھے نظر آ رہا ہے لعنتی انسان! تو ایسا کر، یونیورسٹی
کو اور وائرل کروانے کے لئے اپنا اور عزیزہ کا نکاح پھر سے
پڑھوالے کیونکہ میں تو گھر جا رہا ہوں۔۔۔ ابراج شاہ نے
جلے بھنے انداز میں اسکو ڈپٹ کر مشورہ دیا جس پہ صفر شاہ
نے اسے گھوری سے نوازا۔

جب تک میں اجازت نہیں دوں گا، تم گھر نہیں جاؤ
گے!۔۔۔ صفر شاہ رعب و دبدبے سے ابراج کو حکم
دیتے آفس میں داخل ہو کر بدر صابری اور ماحد سے بغلیں
ہونے لگے۔

آفس کا دروازہ ایک دفعہ پھر بند ہو چکا تھا، گول میز کا نفرنس شروع ہو گئی تھی جبکہ اجالا اور ابراج کا یونیورسٹی سے نکلنے کا ہر راستہ بند تھا کیونکہ بدر صابری ہر گیٹ پہ سیکورٹی ٹائٹ کروا چکے تھے۔

مان جاؤ ویسے تم دونوں لکی ہو۔ بغیر کوئی پاڑیلے نکاح کی اتنی اچھی آپرچونیٹی مل رہی ہے۔ مجھے اور نمیرہ کو دیکھ لو، سالوں سے منگنی ہوئی پڑی ہے اور اب آکے نکاح ہونا ہے۔ اس میں بھی بارہ تیرہ دن باقی ہیں۔۔۔ صارم رشک بھرے انداز میں بولتا ٹھنڈی آہ بھر کے نمیرہ کو دیکھنے لگا۔

یہ آپرچونیٹی نہیں براہِ راست میری موت کا پروانہ ہے۔ تیری
منگنی تیری پسند کی ہوئی ہے بھائی، یہاں تو زبردستی میرے
گلے میں وہ ڈھول باندھنے کی پلاننگ کی جا رہی ہے جسے بجانا تو
دور میں دو گھڑی دیکھنا بھی پسند نہ کروں۔۔۔ ابراج نے
ایک گہرا سانس لیا اور اپنی آواز دبی رکھتے ہوئے غصے سے
پھٹ پڑا۔ اسکی آنکھوں میں خون اتر ا ہوا تھا۔

اور تمہیں کیا لگتا ہے ابراج شاہ؟ میں یہاں کھڑی تمہارے
گلے میں ہار ڈالنے کے لیے مری جا رہی ہوں؟ جس ڈھول کو
تم دیکھنا پسند نہیں کرتے نا، اسے بجانے کی اوقات بھی نہیں

ہے تمہاری!۔۔۔ اجالا کی آنکھوں سے جیسے چنگاریاں نکل

رہی تھیں۔ وہ کاٹ کھانے کو دوڑی۔

یہ بھی مان جاؤ You both are in Love with each

other۔۔۔ اب کی دفعہ سماویہ انہیں شرارتی نگاہوں سے

دیکھ کر بولی کیونکہ ابراج کو اسے سب کے سامنے ڈیفینڈ

کرتے دیکھا تھا، وہ کہانی تو کچھ یہی کہتی تھی۔

اووو پلیر فار گاڈ سیک آپی۔۔۔ اجالا نے منہ بناتے ہوئے

باقاعدہ ہاتھ جوڑے۔ البتہ اسکی دھڑکنوں کی تیز رفتار کانوں

میں سنائی دینے لگی۔

اور میری آدھی سے زیادہ زندگی تم لوگوں کو یہی سمجھانے
میں گزر جانی ہے کہ میں اندھیرا صابری کے سائے سے بھی
پناہ مانگنے والا بالکل بھی اسکے عشق میں گرفتار نہیں ہوں۔
اس سے شادی کرنے سے بہتر ہے کہ مجھے عمر قید ہو جائے
اور میں جیل میں سڑگل کے مرجاؤں۔۔۔ ابراج کہاں چھپے
رہنے والا تھا؟ اس نے بد مزہ ہو کر انہیں صفائی دی۔
ہم ان کی لڑائی چھوڑ کر تھوڑی دیر کے لئے آفس کے اندر
چلتے ہیں جہاں بدر صابری ساری بات صدر شاہ کے گوش و
گزار کر رہے تھے۔ انہوں نے یہی بتایا تھا کہ کچھ بچوں نے

شیطانی کی ہے لیکن انہیں اپنی یونیورسٹی کی ساکھ بچانے کے
لئے نوٹیفکیشن کے مطابق ان کا نکاح رچانا پڑے گا البتہ فائن
وہ انہیں معاف کر دیں گے کیونکہ اب رشتوں کی نوعیت
جوں بدلنے والی تھی؟؟ (صفدر شاہ کو شدید ہنسی آرہی تھی یہ
ساری منطق سن کر لیکن وہ یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہتے
تھے کیونکہ خیر سے انہیں لڑکی بھی اپنی اور آبگینہ شاہ کی پسند
کی میٹھے بٹھائے مل رہی تھی۔)

نکاح یونی کے گراؤنڈ میں ہو گا یا یہی آفس میں؟؟۔۔۔ ابراج
اور اجالا نے جو نہی اپنی لڑائی چھوڑ کر آفس کا تھوڑا سا

دروازہ کھولا، صفر شاہ کو سنجیدگی سے بدر صابری سے یہ
سوال کرتے پایا جس پہ ان کا حیرت سے برا حال ہونے لگا۔
کیا یہ سب پاگل ہو چکے تھے؟؟

آئی تھنک یونی کے گراؤنڈ میں ٹھیک رہے گاتا کہ سارے
سٹوڈینٹ مطمئن ہو جائیں اور ہمیں وہ ویڈیو بھی تو بنانی ہے
جیسے ماحد نے سناریو بنایا ہے تو وہ گراؤنڈ میں ہی اچھی بن
سکے گی۔۔۔ بدر صابری مسکرا کے خوشی سے بول رہے
تھے۔ انہیں دیکھ کر کسی کو نہیں لگ رہا تھا کہ وہ ابراج جیسی

[illegible]

تمہارے منہ میں زبان نہیں ہے؟ لڑکے تو ایسے فیصلے سن کر
ہنگامہ کھڑا کر دیتے ہیں۔ چھت سے چھلانگ لگا دیتے ہیں یا
چوہے مار دوائی کھا کے خود کشی کر لیتے ہیں لیکن تم تو ایسے
کھڑے ہو جیسے تم نے قاضی کے آنے کا کاؤنٹ ڈاؤن شروع
کر رکھا ہے۔۔۔ اجالا نے ابراج کے طنز کو بالکل ادھار نہیں
رکھا تھا اور وہیں اس کا تیاپا نچا کرنا شروع کر دیا۔

بس کرو تم دونوں! کتنا لڑو گے؟ ہو گا تو وہی جو منظورِ خدا ہو
گا تو اس لئے بہتر ہے کہ اپنے حق میں بہتری کی دعا مانگو۔۔۔
بریقانے منہ پھولا کے انہیں ڈپٹا جس پہ باریق نے اپنی بیوی

کی تائید میں زور زور سے سرہاں میں ہلایا۔ اسی لمحے صفر شاہ
اور بدر صابری کے چھپے باحد اور عزیزہ بھی آفس سے باہر نکلتے
دیکھائی دیئے تھے۔

میں زرا تمہاری امی کو تمہارے نکاح کی اطلاع دے دوں، تم
تب تک سب کے ساتھ گراؤنڈ میں چلو۔۔۔ صفر شاہ نے
سنجیدگی سے ابراج سے کہا تو وہ منہ کھول کے انہیں دیکھنے
لگا۔

بابا جان؟ آپ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں یار۔۔۔ مجھے تھوڑا تو
سمجھیں۔ وہ سب ایک غلط فہمی تھی۔۔۔ ابراج شاہ نے

بلبلاتے ہوئے ان کا بازو تھاما اور منہ کے زاویے بگاڑ کے
اپنی صفائی دینے لگا۔ صدر شاہ اسکی طرف دیکھے بغیر بے
نیازی سے آبگینہ شاہ کے نمبر پر کال ملانے لگے۔

کیا آپ کو مجھ پر یقین نہیں ہے بابا؟؟۔۔۔ ان کا اتنا بے نیاز
روپ دیکھ کر ابراج کا لہجہ ڈرامائی اور افسوسناک ہوا۔
ہمم! نہیں ہے۔۔۔ صدر شاہ نے ہنکارا بھر کے کیا غضب
کی بے عزتی کی تھی ابراج کی۔۔۔ جس پر سب ہی دبا دبا سا
ہنس دیئے جبکہ پھرتی ہوئی اجالا کو بدر صابری اپنے کندھے

سے لگا کر یہاں سے دور لے کر چلے گئے تاکہ اسے سمجھا
سکیں۔

کچھ دیر بعد:

یہ شاید پہلا ایسا کیس تھا جس میں دونوں پارٹیز کے والدین
راضی تھے لیکن جن کا نکاح ہونا تھا، وہ مان کر نہیں دے
رہے تھے۔

سارے دوست انہیں منانے میں لگے ہوئے تھے۔ ایک
طرف اجالا کو بدر صابری اور آدھے دوستوں نے گھیر رکھا تھا تو
دوسری جانب باقی دوستوں نے ابراج کو گھیرا ہوا تھا جو کال پہ

اپنی ماں کے سامنے صفائیاں پیش کر رہا تھا لیکن وہ تھیں کہ
خوشی سے مسکراتے جا رہی تھیں۔ پہلے تو جب صفدر شاہ
نے آبگینہ شاہ کو ابراج کے اچانک نکاح کی خبر دی تو وہ حیرانی
سے صدمے میں چلی گئیں لیکن پھر جب انہیں پتہ چلا کہ اجالا
سے نکاح ہو رہا ہے؟ تو وہ تفصیلات جانے بغیر پر جوش ہو
گئیں۔ وہ حویلی کے تمام افراد کو اپنے ارد گرد اکٹھا کرنا شروع
ہو گئیں۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ حویلی کے پرندوں اور
درختوں کو بھی گواہ بنا کر نکاح نامے پر ان کے پنچوں کے
نشان لگوا لیں۔ (ماحد نے اس دوران ابراج کے پاس آنے

کی جرات بھی نہیں کی تھی ورنہ وہ اس کا قتلِ عام کر دیتا۔

اجالا اور ابراج کے دماغ کی دہی بن چکی تھی۔

ماں باپ کے فیصلے کبھی غلط نہیں ہوتے میری بیٹی! دیکھنا

تم ایک دن اپنے پاپا کے اس فیصلے پہ فخر کرو گی۔ ہاں وہ لڑکا

زبان کا کڑوا ضرور ہے لیکن محافظ ہے۔ وہ تمہاری حفاظت

کرنا جانتا ہے۔۔۔ بدر صابری آج زندگی میں پہلی دفعہ ابراج

کی تعریف کر رہے تھے لیکن پیٹھ چھپے۔۔۔ اگر ابراج ان

کے یہ الفاظ سن لیتا تو صدمے سے غش کھا جاتا جبکہ اجالا

آنکھیں آخری حد تک پھیلانے اپنے باپ کو سن رہی تھی۔

امی جان ٹرائے ٹوانڈر سٹینڈ! ہم کل کو اپنے بچوں کو کیسے
بتائیں گے کہ ہمارا نکاح کیسی صورتحال میں ہوا تھا؟ مطلب
آپ سب تھوڑا تو logically سوچیں۔۔۔ ابراج شاہ نے
ویڈیو کال پہ موجود اپنی ماں کو سمجھانے کی ہر کوشش کر ڈالی
تھی۔

ابھی تو نکاح بھی نہیں ہوا اور تم نے اب بچوں کی پلاننگ
بھی شروع کر لی ہے؟ کتنی پریکٹل سوچ ہے نا میرے بیٹے
کی؟ ماشاء اللہ نظر نہ لگے۔۔۔ صفر شاہ نے مسکراہٹ دبا
کر معنی خیزی سے کہتے ہوئے ابراج کا شانہ داد دینے والے

انداز میں تھپتھپایا تو آبگینہ شاہ نے شرم سے دوپٹے کا کونا منہ
میں ڈال لیا البتہ ابراج نے بوکھلا کر نچلا ہونٹ زور سے
دانتوں تلے دبا لیا۔ باریق، مقاصم اور صارم قہقہہ لگا اٹھے۔
(لڑکیاں اس وقت اجالا کے پاس تھیں)
بابا جان!! نکاح کوئی مذاق نہیں ہے۔۔۔ ابراج نے لہجے کو
سنجیدہ بنایا۔

Hmm! Same goes for baby Planning

صفر شاہ نے ٹھہراؤ سے کہتے ہوئے اسکو ایک دفعہ پھر چھیڑا
تو وہ چڑ گیا۔

بابا جان!!!!!!۔۔۔ ابراج سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ
مٹھیاں بھینچنے لگا۔ (وہ بات تو اس کے منہ سے نکل گئی تھی اور
وہ تھے کہ پکڑ کے ہی بیٹھ گئے تھے)

ہاہاہا۔۔۔ صفر شاہ ہنس دئے، وہ اسکی سرخ پڑتی رنگت دیکھ
کے محضوظ ہوئے تھے جبکہ آگینہ شاہیوں ظاہر کر رہی تھیں
جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

ایک ایسے کول ابا جی تو میں بھی ڈیزرو کرتا ہوں۔۔۔ صارم
نے ٹھنڈی آہ بھر کے اپنا رونا رویا تو مقاصم اور باریق پہلے
سے زیادہ ہنسنے لگے جبکہ صفر شاہ نے اپنے کوٹ کا بٹن بند

کرتے ہوئے مسکرا کر صارم کے سر پہ چیت لگائی۔ ابراج
زور سے آنکھیں میچ کر خود پہ ضبط کرنے لگا۔

یونیورسٹی کے لان کا وہ گوشہ جہاں گھنی ہری گھاس اور رنگ
برنگے پھولوں کی خوبصورت کیاریاں جو ابراج اور اجالا کے
بیٹھنے کی فیورٹ جگہ تھی، آج ان کے لیے کسی عقوبت خانے
سے کم نہ تھی۔ وہاں کوئی ارجنٹ ڈیکوریشن نہیں کی گئی تھی،
بس وہی پتھر کے بنے ہوئے بچ تھے جن کے اوپر سفید اور
گلابی بیلیں جھک کر قدرتی چھتری تان رہی تھیں۔

اوو بھائی! کس صدی میں میٹھے گا؟؟۔۔۔ مقاصم نے ابراج
کو بازو سے پکڑ کر زبردستی اس بنج کے ایک کونے پر لا بٹھایا
جہاں سفید چنبیلی کے پھول اسے چڑانے کے لیے اپنی
خوشبو بکھیر رہے تھے۔

دوسری طرف عزیزہ اور نمیرہ نے اجالا کو لا کر ایسے بٹھایا جیسے
کسی ملزمہ کو کٹہرے میں کھڑا کر رہی ہوں۔ درمیان میں
پھولوں کی جھلکی ہوئی ایک لمبی ٹہنی ان کے درمیان کسی دیوارِ
برلن کی طرح حائل تھی جس کے پار سے دونوں ایک
دوسرے کو کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔



(جگہ تھوڑی ایسی امیجن کر لیں سب)

سامنے ہی ایک فولڈنگ کرسی پر مولوی صاحب اپنی عینک
درست کرتے ہوئے بیٹھے تھے جو اس اچانک افتاد پر خود
بھی تھوڑے حیران نظر آرہے تھے۔ ان کے سامنے ایک
سادہ سی میز پر رجسٹر اور مٹھائی کا ایک ڈبہ (جس کا انتظام

شایان کے گروپ نے خصوصی طور پر کیا تھا) رکھا تھا جسے
دیکھ کر ابراج کو ابکائی آرہی تھی۔ وہ شایان سمیت اسکے
گروپ کو ڈھونڈنا چاہ رہا تھا لیکن وہ سب شیطان انہیں پھنسا
کر نجانے کہاں غائب ہو چکے تھے؟ پوری یونیورسٹی کے
سٹوڈینٹ گراؤنڈ میں جمع تھے۔ کچھ کرسیاں گھسیٹ کر ان
پر کھڑے ہوتے یہ مناظر دیکھ رہے تھے تو کچھ نے گردنیں
اٹھا رکھی تھیں۔

جی! تو اگر سب تیار ہیں تو ہم کارروائی شروع کریں؟؟۔۔
مولوی صاحب نے گلہ کھنکھار کے استفسار کیا۔

کاروائی نہیں مولوی صاحب! نکاح۔۔۔ صفر شاہ نے چھپے
سے بیٹے کی گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے معنی خیزی سے مولوی
کی درستگی کی تو ابراج انہیں ناراضگی سے دیکھنے لگا۔

عنیزہ نے بڑی مہارت سے اجالا کے سر پر وہ لال دوپٹہ
گھونگھٹ کی صورت میں ڈال دیا تھا جو اس کے غصے سے
دہکتے چہرے کو چھپانے کی ایک ناکام کوشش تھی۔ خود عنیزہ
نے اجالا کا سیاہ دوپٹہ اوڑھ کر اس سوگوار کیفیت میں برابر کی
شرکت کی ہوئی تھی۔

ابراج نے ایک سلگتی ہوئی کاٹ دار نظر سامنے بیٹھی اجالا پر

ڈالی۔ وہ لال دوپٹے کے چھپے سے اسے کسی پھٹنے کو تیار بم کی

طرح محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں

بھینچ لیں، ماتھے کی رگیں تن گئیں مگر صفر شاہ کا بھاری ہاتھ

اس کے شانے پر کسی پہرے دار کی طرح جما ہوا تھا۔

”بسم اللہ۔۔ بسم اللہ۔۔“۔۔ کلام کی گونج کے ساتھ ہی

مولوی صاحب نے رجسٹر درست کیا اور سب سے پہلے اجالا

کی طرف رخ کیا۔ پورے لان میں جیسے وقت تھم گیا۔

پرندوں کی چہچہاہٹ اور پس منظر میں چلتے اس کلام کے بول

ابراج کے کانوں میں ہتھوڑوں کی طرح لگ رہے تھے۔

بیٹی اجالا بدر بنت بدر صابری! کیا آپ کو سید ابراج شاہ ولد

سید صفدر شاہ بذریعہ سات کروڑ روپے حق مہر۔۔۔ اپنے

نکاح میں قبول ہیں؟

مولوی کے یہ بول سن کر اجالا کا سانس سینے میں اٹک رہا تھا۔

اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی گلہ دبا رہا ہو۔ ابراج جواب

تک صدمے کی سی کیفیت میں تھا، سات کروڑ کی رقم سن کر

تقریباً اچھل پڑا۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو نہایت اطمینان سے کھڑے تھے۔

سات کروڑ بابا جان؟!۔۔ ہوش میں تو ہیں آپ؟ میں اس
لڑکی کو سات سو روپیہ نہ دوں اور آپ نے مہر میں سات
کروڑ لکھوا دیا ہے؟ ریلی؟؟۔۔۔۔ ابراج شاہ نے دبی دبی
آواز میں صفر شاہ کو ہوش دلائی۔ اسکی آواز کم تھی۔

پربات ختم کر دی ہے ورنہ میرا تو ارادہ تمہاری جائیداد کا آدھا حصہ اس معصوم کے نام لکھوانے کا تھا۔۔۔ صفر شاہ

نے دھیمے مگر فولادی لہجے میں اسے شٹ اپ کال دی تو ان کے منہ سے اجالا کے لیے معصوم کا لفظ سن کر ابراج کو لگا جیسے کسی نے اس کے زخموں پر نمک کے بجائے پورا تیزاب چھڑک دیا ہو۔ اس نے تڑپ کر اپنے باپ کی طرف دیکھا، اس کا چہرہ غصے سے تمٹما اٹھا تھا۔

”تیرے نام سے شروع ہوا۔۔۔ تیرے نام پہ ختم للہ“

کلام کی مسحور کن آواز فضا میں بلند ہو رہی تھی کہ اسی دوران مولوی صاحب نے رجسٹر پر ہاتھ مارا اور اجالا کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے اپنی آواز کو ذرا بلند اور واضح کیا۔

کچھ بولیں اجالا بیٹا؟ کیا آپ کو سید ابراج شاہ ولد سید صفدر
شاہ بذریعہ سات کروڑ روپے حق مہر۔۔۔ اپنے نکاح میں قبول
ہیں؟۔۔۔ ابراج جو ابھی اپنے باپ کو مزید کسی کٹیلے جواب
سے نوازنے ہی والا تھا، بے اختیار اجالا کی طرف متوجہ
ہوا۔

”اپنے پاپا کی عزت رکھ لو بیٹا“ بدر صابری نے جھک کر کسی
ڈرامے کے مجبور باپ کی طرح اجالا کے کان میں یہ ڈائیلاگ
بولا جو انہیں ماحد نے ہی سیکھایا تھا۔

”ہماری یونیورسٹی کی عزت اب بس تمہارے ہاتھوں میں ہے اجالا ورنہ سب برباد ہو جائے گا“ عزیزہ کہاں چھپرہ منے والی تھی؟ وہ ناک سکوڑ کے رونے کی ایکٹنگ کرتی اجالا کو بلیک میل کرنے لگی۔ (وہ تو نجانے کتنے وقتوں سے اسی موقع کی تلاش میں تھی۔)

اجالا کا دل چاہا کہ چلانا شروع کر دے لیکن اس نے بہت ضبط سے ٹھہر کر بالاخر چند منٹوں کا pause لے کے ”قبول ہے“ بول ہی دیا۔

تین دفعہ جیسے ہی اجالا نے قبول ہے بول دیا، پوری یونیورسٹی
میں تالیوں اور سیٹیوں کا شور گونجنے لگا۔ ابراج استعجاب سے
اجالا کو دیکھ رہا تھا، اسے تو لگ رہا تھا کہ وہ کسی فلم کی ڈرامائی
ہیروئن کی طرح نہیں بول کر لان سے بھاگ کے سب کو
اپنے چھبے نچوائے گی لیکن اس نے اتنے آرام سے اسے
قبول کر لیا تھا؟ کیا واقعی؟ وہ جتنا حیران ہوتا، کم تھا۔

صدر شاہ باقاعدہ یہ مناظر ویڈیو کال پہ آبکینہ شاہ کو دیکھا رہے
تھے جس پہ وہ اپنی بہو کی بلاتیں لینا شروع ہو گئی تھیں۔ بدر
صابری نے بیٹی کا ماتھا چوما (انہوں نے ہاتھ میں نوٹیفکیشن والا

پرنٹڈ پرچہ پکڑ رکھا تھا) صفر شاہ اور گروپ کے باقی لڑکے

اجالا کے سر پہ ہاتھ رکھ رہے تھے۔ اب مولوی صاحب کا

رخ ابراج شاہ کی طرف تھا۔

”سید ابراج شاہ ولد سید صفر شاہ! کیا آپ کو اجالا بدر بنت

بدر صابری بذریعہ سات کروڑ روپے حق مہر۔۔۔ اپنے نکاح

میں قبول ہیں؟“

مولوی صاحب کی سنجیدہ آواز میں یہ کلمات سن کر ابراج کا

دل ایک الگ لے پہ دھڑکنے لگا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی

نہیں تھا کہ آج کے دن اس کی زندگی یوں اچانک بدل جائے

گی۔ اسکا اجالا سے رشتہ بدلنے والا تھا۔ وہ اسکی شریک
حیات بننے جا رہی تھی۔ اف۔۔۔ اسے عجیب سی فیلنگز آ
رہی تھیں جن سے وہ خود ناواقف تھا۔

ابراج شاہ نے ایک ناراض نگاہ اپنے باپ پہ ڈالی جو مسکرا
کے سر کو خم دیتے اسے تسلی دے رہے تھے۔
”قبول ہے“۔۔۔ ابراج نے حلق تر کر کے دھڑکتے دل کے
ساتھ سنجیدگی سے یہ دو لفظ منہ سے نکالے اور ایک دفعہ نہیں
بلکہ تین دفعہ یہ بول کہہ کر اجالا کو اپنے نکاح میں قبول کر لیا
تھا۔

ہر طرف خوشیاں کا سماں تھا۔ سیٹیوں اور تالیوں کے شور
میں اضافہ ہوا تھا۔ صدر شاہ نے بیٹے کو بازو سے پکڑ کے بیچ
سے اٹھا کر گلے سے لگاتے ہوئے دعائیں دیں۔ بالآخر ان کی
زندگی کا سب سے بڑا مشن مکمل ہو گیا تھا۔ وہ اور آبگینہ شاہ
اسکی شادی کروانے کے لئے ترس رہے تھے لیکن وہ تھا کہ
سید ہی طرح سے مانتا ہی نہیں تھا۔

آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا!۔۔۔ ابراج نے خفگی
سے ان کے کان میں سرگوشی کی۔

بس کر دو ڈرامے کرنا! تمہاری تیز دھڑکنوں کی آواز میرے
کانوں میں بہت کلٹیرلی سنائی دے رہی ہے۔۔۔ صفر شاہ
نے شوخ لہجے میں ابراج کو چھیڑ کے اسکے بال بگاڑے تو وہ
ناک سکوڑ کر خود پہ قابو پاتا ان سے الگ ہو گیا۔
بدر صابری نے نوٹیفکیشن پھاڑ کر اس کے ٹکرے اجالا اور
ابراج پہ اچھالے اور آگے بڑھ کے ابراج شاہ کو یوں سینے سے
لگایا جیسے اس لمحے کا صدیوں سے انتظار کر رہے ہوں۔
ماحد کیا یونیورسٹی کا تقریباً ہر سٹوڈینٹ ان انوکھے لمحات کو
کیچر کر رہا تھا۔ ہر طرف مبارکباد کا شور اٹھ رہا تھا۔

جیسے ہی نکاح مکمل ہوا، عنیزہ نے بریقا، نمیرہ اور سماویہ کو
ایک اشارہ کیا اور پلک جھپکنے میں چاروں نے مل کر اجالا کو
بازوؤں سے تھام کر بیچ سے کھڑا کر کے اپنے درمیان میں
کیا۔ (اجالا جو ابھی تک ابراج کے منہ سے قبول ہے سن کر
کسی سحر میں جکڑی تھی، اس اچانک افتاد پہ چونکی)

ماحد! فون سیدھا پکڑیں، ریل صحیح بنی چاہیے، اینگل خراب
ہوا تو میں ناراض ہو جاؤں گی۔۔ عنیزہ نے خفگی سے ماحد کو
حکم دیا جو ابراج کو گلے لگا کے مبارکباد دینے والا تھا لیکن
اب موبائل تھامے پوری توجہ سے ویڈیو شوٹ کرنے لگا۔

”بنورے بنو میری چلی سسرال کو۔۔ اکھیوں میں واٹر دے
گتی“

چاروں لڑکیوں نے لان سے توڑے ہوئے تازے گلاب کے
پھولوں کی پتیاں اجالا پر نچھاور کرنا شروع کر دیں اور ساتھ
ہی اپنے چہروں پر وہ مخصوص اور ایکٹنگ والے رونے کے
تاثرات سجائے جیسے اجالا سچ مچ آج ہی ان سے جدا ہو کے
سسرال جا رہی ہو۔ سماویہ اور بریقا تو باقاعدہ اجالا کے
کندھے پر سر رکھ کر مصنوعی سسکیاں لینے لگیں جبکہ عنیزہ اور
نمیرہ ہوا میں پھول اڑا رہی تھی۔ حیرت سے ان کو دیکھتی

اجالا کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ان کی اس حرکت پر ہنسے یا
روئے؟ جبکہ یونیورسٹی کا ہر دوسرا لڑکا اب ابراج شاہ کو جھپی
ڈالتا نکاح کی مبارک دے رہا تھا۔ ابراج بے حال ہو کر
ضبط سے سرخ چہرہ لئے انہیں خود سے چپکتے دیکھ رہا تھا جب
اس کے ہی نہیں تمام سٹوڈینٹس کے کانوں سے شایان کی
آواز ٹکرائی۔

”جی تو لیڈیز اینڈ جنٹلمین! توجہ فرمائیں۔۔۔“ شایان کی آواز
میں وہ مخصوص کھنک تھی جو کسی کو بھی پتانے کے لیے کافی
تھی۔

مسٹر ابراج شاہ اور مسز شاہ آتی مین ہماری معزز جی۔ آر کو
شایان درانی اور اس کے پورے ٹائیگر گروپ کی طرف سے
زندگی کے اس سب سے بڑے (اور مہنگے) حادثے یعنی نکاح
کی بہت بہت بدھائی ہووووو!۔۔۔ شایان نے نے ”
بدھائی ہو“ کو اتنا لمبا کھینچا کہ ابراج نے غصے سے اپنا جبراً بھینچ
لیا۔

پس منظر میں اسپیکرز سے ہی شایان کے گروپ کے لڑکوں
کے سیٹیاں بجانے اور ”اووووو“ کرنے کا شور سنائی دیا جو
ابراج کے غصے میں پٹرول کا کام کر رہا تھا۔ ابراج نے ایک

سلگتی ہوئی نظر اس اسپیکر کی طرف ڈالی جہاں سے یہ آواز آ
رہی تھی۔

شایان خود یہاں موجود نہیں ہے بلکہ وہ اپنے گروپ کے
ساتھ یونیورسٹی کے آڈیو کنٹرول روم کے ساؤنڈ سسٹم پر
قبضہ جما کر بیٹھا تھا۔ وہ سامنے اسکرین پر لائیو یہ مناظر دیکھ
کر شرارتی آوازیں کمٹری کر رہا تھا۔

سب سٹوڈینٹ ٹھہر کے ان آوازوں کو سننے لگے۔ صدر شاہ
اور بدر صابری بھی تھم گئے جب ان کو اگلے ہی پل تیز آواز

میں شایان اور اسکے گروپ کے کچھ ایسے شرارتی نعرے
سنائی دیتے۔

”بدھائی ہووووو۔۔۔ جے جے ہووو۔۔۔ پرنسپل سر کی جے

ہوووووو۔۔۔ شاہ صاحب کی جے جے ہووو۔۔۔“

ہر سوں قہقوں کا شور اٹھنے لگا البتہ ابراج اور اجالا جو ایک
دوسرے کو دیکھنے سے کترارہے تھے، غصے سے مٹھیاں بھیج
کر دل میں انہیں صلو اتوں سے نوازنے لگے۔ ان کا بس نہیں
چل رہا تھا کہ کہیں سے شایان کو ڈھونڈ کر اسکا گلہ دبا دیں۔

=====

نکاح ہونے کے بعد اجالا اور ابراج کو آپس میں بات کرنے کا
موقع نہیں ملا تھا کیونکہ انہیں جھر مٹ نے گھیر رکھا تھا۔ صفر
شاہ انہیں دعاؤں سے نواز کر بدر صابری کو ود فیملی آخری
عشرے میں افطاری کی دعوت دے کر چلے گئے تھے۔ وہ
اپنے بزنس کا بہت ضروری کام چھوڑ کر آئے تھے اسلئے
انہیں جلدی جانا پڑا تھا۔ عزیزہ نے جب اپنی ماں کو کال پہ
سارا ماجرا سنایا تو وہ پہلے تو حیرت زدہ ہوئیں، صدمے سے
نکلنا محال ہوا لیکن جب یہ بتایا گیا کہ نکاح ابراج شاہ سے ہوا
ہے تو ان کی خوشی کی انتہاء نہیں تھی۔ جہاں بدر صابری کی

اور ابراج کی نہیں لگتی تھی وہی یہ نعیمہ صابری (اجالا / عزیزہ
کی والدہ) کو ابراج کی شخصیت بہت ایڑیکٹ کرتی تھی۔ ان
کی اس سے چند ایک دفعہ ہی ملاقات ہوئی تھی جس میں وہ بیٹی
کو ہر وقت ٹوکتی رہتی تھیں کہ اس سلحجھے ہوئے لڑکے سے
فضول میں لڑانہ کرے۔۔

یاریقین نہیں آ رہا کہ واقعی تم دونوں کا نکاح ہو گیا ہے۔۔۔
اجالا اور ابراج جیسے ہی سب سے جان چھڑوا کر ایک
دوسرے سے نگاہیں چراتے ہوئے اپنے دوستوں کے قریب
آئے تو صارم خوشگوار حیرت کی کیفیت میں بولا۔ حالانکہ نکاح

ان کے سامنے ہوا تھا لیکن جس جلدی میں ہوا تھا، اسکے
باعث یقین کرنا تھوڑا مشکل تھا۔

اسی طرح ان شاء اللہ بہت جلد طلاق بھی ہو جائے گی، تب
بھی یقین نہیں آئے گا۔۔۔ اجالا کلس کر ہر لفظ چباتے
ہوئے بولی اور اپنے سر سے سرخ دوپٹا اتار کر عنیزہ کی جانب
بڑھانے لگی۔

استغفر اللہ!۔۔۔ سوائے ابراج کے، سب نے اسکی غیر
مناسب بات سن کر کانوں کو ہاتھ لگایا۔ ابراج شاہ جو اپنی تیز

نگاہوں سے اپنے ارد گرد شایان اور اسکے گروپ کو تلاش کر

رہا تھا، اجالا کی بات پہ اسے بیزار سی گھوری سے نوازا۔

مشرقی لڑکیوں کے منہ سے ایسی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔۔۔

عنیزہ نے اجالا کا سیاہ دوپٹا واپس اسکی جانب بڑھاتے ہوئے

ڈپٹنے والے انداز میں کہا۔

بس کر دیں آپ! یہ سب آپ کی اور بھٹیو کی وجہ سے ہوا

ہے۔ ہم آفس کے دروازے کے ساتھ کان لگا کر سب سن

رہے تھے۔۔۔ اجالا منہ پھولا کر ناراضگی سے گویا ہوتی عنیزہ

اور ماحد کو خفا نظروں سے دیکھنے لگی۔

ہما۔۔ ہماری وجہ۔۔ سے؟ ہم نے تو کچھ نہیں کیا!۔ یہ
سب شایان اور اسکے گروپ کا کیا دھڑا ہے۔۔۔ اجالا اور
ابراج کی خونخوار نگاہوں کا مرکز خود یہ محسوس کر کے ماحد
نے گلہ کھنکھار کر اپنا لڑکھڑاتا لہجہ سنبھالا۔

بالکل۔۔۔ غیزہ نے آنکھیں مٹکا کے شوہر کی تائید میں زور
زور سے سر اثبات میں ہلایا۔

شایان ایک دفعہ میرے ہتھے چڑھ جائے، میں اس خبیث کی
چمڑی ادھیڑ دوں گا!۔۔۔ ابراج اپنے دائیں ہاتھ کا مکا بنا کر
بائیں ہتھیلی پہ مارتا برہمی سے غرایا۔

بس بس روزے میں اتنا غصہ نہیں کرتے۔ اس بیچارے
نے ثواب کا کام ہی کیا ہے۔ اب لگے ہاتھ اپنے کسی انوکھے
آئیڈیا سے میری اور سماویہ کی رخصتی بھی ڈن کروادے ناتو
میں اسکا مرید بن جاؤں۔۔۔ مقاصم ٹھنڈی آہہ بھرتا ہوا
حسرت سے بولتا سماویہ کو دیکھنے لگا جو اپنی شرم کو مصنوعی
افسوس کے لبادے میں چھپاتی سر جھٹک گئی۔

بکو اس نہ کر! میرا بس نہیں چل رہا کہ میں اس ذلیل کا مار مار
کے بھرتا بنا دوں۔۔۔ ابراج کا غصہ کم ہونے کا نام نہیں

لے رہا تھا۔ شایان کی کیا مجال کہ اب تین دن سے پہلے اسکے
سامنے نظر آجائے۔

بس چھوڑ دے یہ اوور ایکٹنگ! ”قبول ہے“ تو تم دونوں نے
ہی بڑی جلدی بولا تھا؟؟۔۔۔ باریق نے شرارت سے چھیڑا
جس پہ سب نے ہی شوخ انداز میں آنکھیں مٹکاتے ابراج
اور اجالا کو دیکھا۔

ریلی؟ اگر تم سب کے کان میل کچیل سے پاک ہوں تو بہت
اچھے سے سنا ہو گا کہ پہلے ”قبول ہے“ مس اندھیرا نے کہا
تھا۔ اسی کو جلدی تھی میرے نکاح میں آنے کی۔۔۔ مجھے تو

بابا جان نے پریشہ آئز کر رکھا تھا، بول رہے تھے کہ ”قبول
ہے“ نہ کہا تو عاق کر دوں گا۔۔۔ ابراج شاہ نے آنکھیں گھما
کر جتانے والے انداز میں ان سب کو دو ٹوک جواب دیا۔
تمہارے نکاح میں آنے کی جلدی تھی؟؟ وہ بھی مجھے؟؟ جو کہ
آف دا سینجری!۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ اجالا دانت کچکچا کر اسکے
الفاظ دہراتی آخر میں مصنوعی قہقہہ لگا کر اسے قہر برساتی
نظروں سے گھورنے لگی۔

میرا بس چلتا تو میں تمہارے نکاح میں آنے سے پہلے ہی خود کو
یا تمہیں شوٹ کر دیتی لیکن افسوس پایا اور آپ نے مجھے مجبور

کیا۔۔۔ وہ اب کی دفعہ وضاحت دیتی غرار ہی تھی جس پہ
ابراج کے سوا باقی سارے دوست سر پکڑ کے بیٹھ گئے۔
نکاح کے دوران کسی نے تم دونوں پہ بندوق نہیں تان رکھی
تھی۔ دونوں نے اپنی مرضی سے قبول ہے کہا تھا اسلئے ایک
دوسرے کو اور باقیوں کو بلیم کرنا بند کرو!۔۔۔ نمیرہ ان کی
اور ایکٹنگ دیکھ کر منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے بولی۔
ایگزیکٹولی مائی پوائنٹ!۔۔۔ باقی سارے دوستوں نے بے
اختیار تائید کی جس پہ ابراج اور اجالا نے ایک دوسرے سے
نظریں چرا کر انہیں گھور کے دیکھا۔

تم دونوں کی تو ایک ایک سانس اپنے وجود سے باقاعدہ این او
سی لے کر اندر باہر ہوتی ہے اور اب یہاں کھڑے ہو کر یہ
چور نیچ رہے ہو کہ نکاح پریشہ میں کیا تھا؟ سیریلی؟ اوور
ایکٹنگ کے پچاس نہیں پانچ ہزار کٹنے چاہئے۔۔۔ صارم نے
تیکھے انداز میں طنز کر کے انہیں اور چڑایا جس پہ ابراج اور
اجالا کے سوا سب ہی متفق ہو کر قہقہہ لگا اٹھے۔
پانچ ہزار نہیں پانچ لاکھ۔۔۔ مقاصم نے ہنستے ہوئے لقمہ
دیا۔

نہیں نہیں! تم دونوں اس ٹیلنٹ کی قیمت بہت کم لگا رہے
ہو۔ میرا بس چلے تو میں ان کے اگلے سات جنموں کی کمائی
کاٹ لوں! اتنی جلدی تو کوئی سیاستدان اپنے الیکشن کے
وعدوں سے نہیں مکر تا جتنی تیزی سے یہ دونوں نکاح کر کے مکر
رہے ہیں۔۔۔ ماحد نے بڑی سنجیدگی سے سر ہلا کر اپنی
رائے پیش کی تو ابراج اور اجالا نے جہاں دانت پیسے، وہی
باقی سب کی ہنسی کا شور مزید بلند ہوا۔

مان جاؤ! محبت ہو گئی ہے تم دونوں کو۔۔۔ ”وہ بھی ایک
دوسرے سے“۔۔۔ بہت شدید والی۔۔۔ سماویہ نے آنکھ

دبا کر اپنے ہر حملے کو ٹھہر ٹھہر کے ادا کرتے ابراج اور اجالا کو
آنکھ دبا کر چھیڑا جو پہلو بدلتے مٹھیاں بھینچ رہے تھے۔
فارگاڈ سیک آپی! کیسی باتیں کر رہی ہیں۔۔۔ مجھے اس نکاح
سے جلد از جلد رہائی چاہیے۔ یہ تو صرف میں نے پایا اور یونی
کی عزت رکھنے کے لئے کیا تھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے
سے بالکل opposite ہیں۔ ہماری نہیں بن سکتی۔۔۔ اجالا
سر پہ ہاتھ مار کر گہری سانس خارج کرتی سنجیدگی سے گویا
ہوتی۔

اتنے بھی Opposite نہیں ہو بھتی۔ دونوں کی زبانیں قینچی
کی طرح ایک ہی رفتار سے چلتی ہیں، دونوں کا ایٹیٹیوڈ ایک
جیسا ہے اور دونوں ہی مکر نے میں ماہر ہو! یہ اپوزٹ والا بہانہ
اب پرانا ہو گیا ہے۔۔۔ کچھ نیا لاؤ! اور مثال کے طور پر اگر
اپوزٹ ہو بھی تو فرکس کی 10th کلاس کی بک میں پڑھا تو ہوگا
کہ opposites attract؟ رات؟۔۔۔ عنیزہ نے بھی بالآخر
لاجل جواب دے کر ان کی عقل پہ ہاتھ مارا۔

اصل میں اسے کہتے ہیں Beauty With Brain!! ماشاء اللہ

میں صدقے جاؤں اپنی سمجھدار بیوی کے۔۔۔ ماحد نے

دونوں ہاتھ اٹھا کر عنیزہ کی بلاتیں لیتے ہوئے لاڈ سے کہا تو عنیزہ
کے شرمانے پہ سب ہی ہنس دیتے سوائے ابراج اور اجالا
کے۔۔ جو اس منظر کو دیکھ کر کرنج فیل کرتے ہوئے
بیزاری سے نظروں کا زاویہ بدل گئے تھے۔

یونہی آپس میں چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے وہ یونی سے نکلنے لگے۔
یونیورسٹی کے مین گیٹ سے باہر قدم رکھتے ہی فلیش لائٹس
کے دھماکوں اور مائیکس کے شور نے ان کا استقبال کیا تھا۔
نیوز اتنی بجلی کی رفتار سے وائرل ہوئی تھی کہ ابھی نکاح کی

سیاہی بھی خشک نہیں ہوتی تھی اور میڈیا کا ایک پورا غول
وہاں بریکنگ نیوز کے انتظار میں کھڑا تھا۔

مبارک ہو سید ابراج! سنا ہے، یونیورسٹی کے تاریخی
نوٹیفیکیشن کو سب سے پہلے آپ ہی کے گلے کا ہار بنایا گیا
ہے؟ کیسا فیل کر رہے ہیں ارجنٹ دو لہا بن کر؟۔۔۔ ایک
رپورٹر نے مسکراتے ہوئے ابراج کے آگے مائیک کرتے
اپنا سوال رکھا۔ ابراج تو کیا اجالا اور ان کے تمام دوست
حیرت زدہ انداز میں ان رپورٹرز کو دیکھنے لگے جو بے تابی سے
کبھی مائیک کو ابراج کے لبوں کی طرف بڑھاتے سوال کر

رہے تھے تو کبھی یہی عمل اجالا کے ساتھ دہرایا جا رہا تھا۔
بھیڑ کے باعث انہیں دھکے لگنے لگے، اجالا نے گہرا کر ابراج
کا مضبوط بازو تھام لیا۔

دور ہو کے بات کرو!۔۔۔ ابراج شاہ نے برہمی سے اپنے
دوسرے بازو کا استعمال کر کے ایک رپورٹر کو اجالا سے دور
کیا جو بھیڑ کا فائدہ اٹھا کر نزدیک ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔
ابراج اب اجالا کو اپنے چوڑے شانے کے چھپ کر چکا تھا
تاکہ اسکا وجود کسی اور کے ساتھ ٹچ نہ ہو۔

ماحد نے عزیزہ کو سنبھال کر اشارے سے واچ مین کو سیکورٹی
بلانے کو کہا تو اگلے ہی لمحے یونی سے کچھ سیکورٹی گارڈز ان
کے قریب آتے رپورٹرز کو اجالا اور ابراج سے تھوڑا فاصلہ پہ
کرنے کی سعی کرنے لگے۔

لوگ تو سالوں اس نیک کام کا انتظار کرتے ہیں، آپ دونوں
نے تو ریکارڈ ہی توڑ دیا! کیا اب آپ یونیورسٹی کے باقی طلبہ کو
بھی اس نوٹیفیکیشن اسکیم سے فائدہ اٹھانے کا مشورہ دیں
گے؟۔۔۔ رپورٹرز کے چٹخارے دار سوالات بند ہونے کا
نام نہیں لے رہے تھے۔

لیکن اصل سوال تو یہ ہے کہ کیا وہ تنہائی واقعی اتفاقیہ تھی؟
کیا پرنسپل بدر صابری کی بیٹی اور ابراج صفدر شاہ کو واقعی
کلاس روم میں کسی نے شرارت سے بند کیا تھا یا آپ دونوں
رمضان کا خیال کئے بغیر اپنی مرضی سے قابلِ اعتراض حالت
میں تنہا پائے گئے تھے؟ کیا یہ نکاح صرف بدنامی پر پردہ ڈالنے
کے لیے اریج کیا گیا تھا؟۔۔۔ سیکورٹی کے آنے کے بعد وہ
سب جواب دیئے بغیر یہاں سے نکل رہے تھے کہ کسی ایک
رپورٹر نے ایک کے بعد ایک تیکھے اور طنزیہ تفصیلی سوالات
پوچھنا شروع کر دیئے جسے سن کر ابراج شاہ کے تن بدن میں

خون کے شرارے پھوٹنے لگے۔ اجالا کے پیروں تلے سے
زمین کھسکی۔

ابراج کے قدم وہیں جم گئے۔ مٹھیاں اتنی سختی سے بھنچ
گئیں کہ پوریں سفید پڑنے لگیں۔ وہ رپورٹر شاید اپنی موت کو
دعوت دے رہا تھا۔

ابراج نے اپنے غصے کو ضبط کی آخری حدوں تک دھکیلا اور
پھر ایک دم مڑا۔ اس کی آنکھوں میں اترتی سرخی دیکھ کر سامنے
کھڑے دو رپورٹرز بے اختیار چھپے ہٹ گئے۔ اسکے بازوؤں

کی پھولتی رگیں دیکھ کر اجالا نے حلق تر کرتے ہوئے گرفت
مضبوط کی۔

اپنی اوقات میں رہ کر سوال کرو!۔۔۔ ابراج کی آواز کسی
بچہ ہوئے شیر کی دھاڑ کی طرح ہر طرف گونجی تھی جس
نے وہاں موجود شور و غل کو ایک پل میں خاموشی میں بدل
دیا۔

ابراج ریلکس! یہ سب لائیو نیوز چلا رہے ہیں، الفاظ کا چناؤ
بہتر رکھو۔۔۔ باریق نے ہوش کے ناخن لیتے اسکے کان میں
سرگوشی کرتے اسے ریلکس کرنا چاہا۔ غصہ تو ان سب

دوستوں کو بھی اس رپورٹر کے ان گھٹیا سوالات پہ آیا تھا۔
باریق کی سرگوشی نے ابراج کے سلگتے اعصاب پر برف کا کام
تو نہیں کیا تھا، البتہ اسے یہ احساس ضرور دلا دیا کہ سامنے
موجود کیمرے اس کے ایک ایک لفظ کو محفوظ کر رہے ہیں۔
ابراج نے ایک گہرا سانس لے کر اپنے جبرے کی سختی کو کم
کیا اور اپنی سرخ آنکھوں کو اس رپورٹر کے چہرے پر ٹکا دیا۔
میرا خیال ہے کہ آپ کی صحافت ابھی اس درجے پر نہیں
پہنچی جہاں آپ سازش اور اصول کے درمیان فرق کر
سکیں۔ پہلے تو آپ اپنے ذہن کا یہ گند صاف کریں کیونکہ

ضروری نہیں کہ اگر ایک لڑکا اور لڑکی تنہائی میں پائے جائیں
تو وہ کسی قابلِ اعتراض حالت میں ہی ہوں۔ اگر آپ کو محلے
والی آنٹی کا کردار نبھانے کا اتنا ہی شوق ہے تو رپورٹنگ چھوڑ
کر کسی چوک میں پیڑھی بچھا کے بیٹھ جائیں، وہاں آپ کے
ان فضول تبصروں کی زیادہ قدر ہوگی۔ اور ایک فری مشورہ
دے رہا ہوں، اپنی اس خارش کا علاج کسی اچھے حکیم سے
ضرور کروائیے گا۔۔۔ ابراج کی جوابی کاروائی پہ ہجوم
کھسیانا سا ہو گیا جبکہ رپورٹر کا چہرہ غصے سے تمٹما اٹھا مگر ابراج
کا وار ابھی باقی تھا۔

اور یہ میں آخری دفعہ وارن کر رہا ہوں کہ میری بیوی کا نام
اب میں کسی کے منہ سے نہ سنوں! اس کے بعد اگر کسی
رپورٹر کی زبان سے اجالا صابری کی ذات پر کوئی غیر مناسب
تبصرہ نکلا تو پہلے تو میں اس کی زبان کو حلق سے کھینچ کر گردن
کے گرد لپیٹوں گا اور پھر اسے عبرت کا نشان بنانے کے لئے
پورے کراچی کے چوراہوں پر نمائش کے لیے لٹکا دوں
گا۔۔۔ ابراج کے یہ دھمکی آمیز مضبوط جملے سن کر رپورٹرز
کے ماتھوں پہ پسینے کی بوندیں چمکنے لگیں جبکہ اجالا نے بے

ساختہ پلکوں کی باڑ اٹھا کر اسکی جانب دیکھا جو آج کے دن میں
دوسری دفعہ اسکے لئے سب کے سامنے سٹیپڈ لے رہا تھا۔
رپورٹرز خود ہی راستہ چھوڑنے لگے کیونکہ سب کو اپنی زبانیں
پیاری تھیں۔ ابراج نے اس دوران حیرت سے گنگ اجالا کو
اپنے بازو کی آہنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ وہ اسکے لئے اپنی
گاڑی کی پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول رہا تھا اور اجالا یک ٹک
اسے دیکھتی جا رہی تھی۔

اس نے اسے ”میری بیوی“ کہا تھا؟ وہ بھی تمام نیوز چینلز
کے کیمروں کے سامنے؟ اتنے ہجوم کی پرواہ کئے بغیر اس نے

رپورٹر کو منہ توڑ جواب دیا تھا؟ صرف اجالا صابری کو

پروٹیکٹ کرنے کے لئے؟

سالہ ابھی ابھی کہتا ہے کہ محبت نہیں ہوتی اسے؟؟۔۔۔ ماحد

ملک نے سر جھٹک کر افسوس سے اپنے باقی دوستوں کو دیکھ

کراچی کے متعلق سرگوشی کی تو وہ سب دھیمادھیماسا

مسکرا کر اپنی گاڑیوں میں سوار ہونے لگے۔

ماحد اور عنیزہ انہیں پر ایٹو یسی دینے کی غرض سے ابراج کی

گاڑی میں بیٹھنے کی بجائے باریق کی گاڑی میں بیٹھ گئے تھے۔

میڈیا کے سامنے اتنا اوور ریکٹ کرنے کی ضرورت نہیں
تھی تمہیں!۔۔۔ آدھا راستہ گزرا ہی تھا کہ اجالانے بالاخر
اپنی آوارہ لیٹوں کو کان کے چھپے کرتے ہوئے مدھم آوازیں
گاڑی کی خاموشی کو توڑا۔

ویسے تو تمہاری بڑی زبان چلتی ہے؟ اس گھٹیا رپورٹر کو دو
چار تھپڑ نہیں جرّ سکتی تھی تم؟ اس کے الفاظ نہیں سننے تھے
تم نے؟؟۔۔۔ کب سے خاموشی سے تیز رفتاری کے ساتھ

گاڑی ڈرائیو کرتا ابراج شاہ بھرک اٹھا۔ شایان اور اسکے

گروپ پہ اسکا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

دنیا میرے بارے میں جو بھی کہے، مجھے public opinion

سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ اجالا نے ایک نظر اسکو دیکھ کر نچلا

لب چباتے ہوئے لاپرواہ بننے کی اداکاری کی۔ ابراج شاہ

نے اسی لمحے سڑک کے بیچ بیچ بریک لگائی اور زرا سا اجالا

کی طرف جھک گیا۔

لیکن مجھے فرق پڑتا ہے!!!۔۔۔ وہ دھاڑا اور اس کی آواز بند

گاڑی کے بند شیشوں میں کسی گونجتے ہوئے دھماکے کی طرح

لگی تھی۔ اس کی آنکھوں کی سرخی اب وحشت میں بدل رہی

تھی، اسٹیئرنگ پر جمی گرفت کے باعث اس کے جوڑ سفید پڑ
چکے تھے۔

کوئی کیوں تمہارے کردار پر انگلی اٹھائے؟ کیوں کسی کی اتنی
ہمت ہو کہ وہ تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے؟۔۔۔
ابراج نے آپے سے باہر ہو کر چلاتے ہوئے اجالا کی سہمی
زیتونی آنکھوں میں اپنی دہکتی نظریں گاڑ دیں۔

مجھے تو فرق تب بھی پڑتا تھا جب تم صرف اجالا بدر صابری
تھی اور اب تو پھر خیر سے تمہارا نام میرے ساتھ جر گیا
ہے۔ میری پہچان تم سے جر گئی ہے اور بالفرض اگر یہ

پہچان قائم نہ بھی رہے۔۔۔ یہ نکاح مستقبل میں رہے یا نہ
رہے۔۔۔ تم اجالا ابراج شاہ رہو یا نہ رہو۔۔۔ مجھے تب بھی
لوگوں کے تمہارے بارے میں پیش کئے گئے غلط تبصروں
سے فرق پڑے گا کیونکہ تم۔۔۔ ابراج شاہ جملہ مکمل کرتے
کرتے اچانک رک گیا۔ لفظ اس کے لبوں تک آکر دم توڑ
گئے جبکہ اجالا استعجاب سے آنکھیں پھیلانے اسکا غصے سے
سرخ چہرہ دیکھتی اپنی جگہ پہ ساکت تھی۔ وہ پلکیں بھی نہیں
جھپکا پا رہی تھی۔ اسکا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔

وہ ہوش میں آیا اور اس سے فاصلے پہ ہو کر لمبی سانس منتشر

کرتے ہوئے گاڑی کو پھر سے سڑک پہ رواں کر دیا۔

کیونکہ۔۔ میں کیا؟؟۔۔۔۔۔ اجالا نے چند لمحوں میں خود کو

سنبھال کر اپنے خشک پڑتے لبوں پہ ہلکی سی زبان پھیر کر

اسکے آخری ادھورے الفاظ دہرائے۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ

اپنا جملہ مکمل کرے۔ اس کے کریدنے پر ابراج کے گلے

میں گلی بھر کے معدوم ہوئی۔

ہم بولو؟۔۔۔ اسے اپنا سوال نظر انداز کرتے، مسلسل
ڈرائیونگ پہ دھیان مرکوز کئے دیکھ کر اجالا نے نجانے کیوں
دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔

کیونکہ تم۔۔۔ تم ایک آسیب ہو۔۔۔ ابراج شاہ نے غصہ
بھلا کر اپنی ازلی ٹون میں واپس آتے ہوئے پلٹ کے جواب
دیا تو اجالا کا حلق تک کڑوا ہوا۔ اسکا جی چاہا کہ ابراج کا سر
پھاڑ دے۔

کیا کہا تم نے؟۔۔۔ اجالا نے صدمے سے اسے دیکھا جیسے
اسے اپنی سماعت پر یقین نہ آیا ہو۔

وہی جو سنا تم نے۔ ایک نمبر کی ضدی اور آفت زدہ چڑیل ہو
تم!!۔۔۔ ابراج شاہ نے کندھے اچکا کر ریلکس انداز میں
مزید تشریح کی۔

تمہارا دماغ چل گیا ہے؟ ابھی تم ہمارے ایک گھنٹہ پہلے
ہوئے نکاح کا رعب جھاڑ رہے تھے اور اب مجھے چڑیل اور
آسیب کہہ رہے ہو؟۔۔۔ اجالا نے تپ کر کہتے ہوئے اپنا
دوپٹہ درست کیا۔

تو اور تمہیں حور پری کہوں؟۔۔۔ ابراج نے ناک سے
مکھی اڑانے والے انداز میں الٹا سوال کیا۔

ہونہہ! خود کیا ہو تم؟؟ ”رجب بٹ کہیں کے!!“۔۔۔ اجالا

نے منہ پھولا کر ادھار رکھے بغیر دو بدو تیکھا سا جواب دیا تو

ابراج شاہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ اس نے فوراً جھک کر

اپنی گاڑی میں موجود ڈسٹ بن میں تھوک پھینکا۔

واٹ دا ہیل! اندھیرا صابری تمہیں شرم نہیں آتی اس متبرک

مہینے میں مجھے اتنی غلیظ گالی دیتے ہوئے؟؟ مجھے تو لگ رہا ہے

کہ تمہارا روزہ ٹوٹ گیا ہے۔۔۔ دوبارہ کلمہ پڑھو جاہل

عورت۔۔۔ رمضان میں ایسی گالیاں کون دیتا ہے؟؟۔۔۔

ابراج شاہ دانتوں تلے ہر لفظ پیستا ہوا بگڑے ہوئے تاثرات
کے ساتھ غرایا۔ اسکے پھرنے پہ اجالا نے ہنسی ضبط کی۔
میرے روزے کی فکر نہ کرو تم! اور ہاں، اگر دوبارہ تم نے
مجھے چڑیل یا آسیب بولانا تو ”سمیع رشید“ بول کے بھاگ
جاؤں گی۔۔۔ اجالا نے آنکھیں مٹکا کر اسے ایک اور دھمکی
سے نوازتے اپنی ادنیٰ ہنسی پہ قابو پایا۔ ابراج کے مانوسر پہ لگی
اور تلوؤں پہ بجھی تھی۔

شٹ اپ! تمہیں شرم نہیں آرہی اپنے خالص شوہر کو ان
ہجڑوں سے ملاتے ہوئے؟۔۔۔ ابراج اس کے سر پہ اپنے
ہاتھ سے چپت لگا کر رعب دار لہجے میں بولا۔

Ouucchhhh

اجالا کے ہونٹوں سے ڈرامائی آوازیوں نمودار ہوئی جیسے ابراج
نے اس پہ ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے ہوں۔

ہونہہ! "Sparrow" کہیں کی۔۔۔ اسے سر تھام کے
ouch کی آواز نکالتے دیکھ کر ابراج نے مسکراہٹ دبا کر

اسے بھی ایک اسپیشل لقب سے نوازا۔ (حساب برابر

ہونے پہ دل کو قرار مل گیا تھا)

تم بچو مجھ سے!!!۔۔۔ اجالا بلبلا کر اسے اپنے دونوں

ہاتھوں سے مکے مارنے لگی۔ ابراج ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ

پہ قابو پائے ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اجالا کو قابو

کرتا ہوا اپنی ہنسی دبا رہا تھا۔ (وہ اسکا غصہ بھگا چکی تھی۔

صرف چند لمحوں میں)

تم Sparrow !!۔۔۔ تمہارے بچے ہوں گے

Sparrow۔۔۔ وہ خفا انداز میں دھاڑی اور اسکے شانے پہ

ایک اور مکا مارا۔

ہممم! تمہاری وجہ سے!!۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکے آخری

جملے کا جواب بہت مختصر لیکن گھمبیر آوازیں دے کر پھر

سے ونڈ اسکرین پہ نظریں جمالیں۔ اجالا کے گال سرخ

ہوئے۔ کیا اس نے زو معنی جواب دیا تھا؟؟ وہ سوچ کر ہی

کانوں تک لال ہوئی۔ اسکا گھمبیر بھاری لہجہ ہمیشہ اجالا کی

دھڑکنوں کی تال بے ترتیب کر دیتا تھا۔ وہ کن اکھیوں سے

اسی کو دیکھ رہا تھا جو بال کانوں کے چھپے کرتی کانپتے ہونٹوں
سے کچھ بولنا چاہ رہی تھی لیکن شاید کوئی جواب نہیں سوجھ
رہا تھا۔

زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ نکاح اور شوہر
والی رٹ جتنی جلدی ہو سکتا ہے۔۔۔ بند کرو ورنہ منہ توڑ
دوں گی تمہارا۔۔۔ آیا بڑا۔۔۔ اجالا چند ثانے کے بعد بولنے
کے قابل ہوئی تو اسکی طرف دیکھے بغیر ایک ہی سانس میں
اسکو سننا شروع کر دیں۔ لہجہ دبا ہوا تھا۔

منہ توڑنے سے سچ بدل نہیں جاتا۔ آئی نو ابھی تم میری طرح

صدے میں ہو۔ افطاری کے بعد کسی اچھے سے وکیل کا

بندوبست شروع کر کے مجھے خلع کا نوٹس بھیج دینا۔ میں

چپکے سے سائن کر کے تمہیں اس زبردستی کے رشتے سے آزاد

کر دوں گا۔ طلاق میں اس لیے نہیں دوں گا کیونکہ بابا جان

نے حق مہر میری اوقات سے کچھ زیادہ ہی لکھوا دیا

ہے۔۔۔ تمہیں سات کروڑ دے کر میں نے فٹ پاتھ پر

ذلیل نہیں ہونا! میری مالی حالت ابھی اتنے بڑے جھٹکے کے

لیے تیار نہیں ہے تو بہتر ہے کہ تم خود ہی پہل کرو تاکہ میری

جیب اور غیرت دونوں محفوظ رہیں۔۔۔ ابراج شاہ گلہ
کھنکھار کر تفصیلی جواب دیتا ہوا اجالا کو ٹھٹکنے پہ مجبور کر گیا۔
اس کے لہجے کی سنجیدگی اور سات کروڑ والے تذکرے نے
فضا میں موجود رومانوی تناؤ کو ایک دم ایک عجیب سی مضحکہ
خیز صورت حال میں بدل دیا تھا۔ اجالا منہ کھول کر اس شاطر
انسان کو دیکھنے لگی جو کتنی دور کی سوچ رکھتا تھا۔ (دل کو کہیں
ٹھوکا بھی لگا تھا، اس نے کتنی جلدی اس رشتے کو ختم کرنے
کی حامی بھر لی تھی؟)

اچھا تو ایسی بات ہے؟؟ اب تم دیکھو، میں تمہیں اتنا زچ کر
دوں گی نا کہ تم خود میرے منہ پہ حق مہر کے پیسے مار کے مجھے
طلاق دو گے۔۔ جسٹ ویٹ اینڈ وایچ ابراج شاہ۔۔۔ اجالا
نے اپنے دماغ کے گھوڑے دوڑا کر فاتحانہ انداز میں سینے پہ
ہاتھ باندھ کر ترکی با ترکی جواب دیا جس میں دھمکی کا عنصر
واضح تھا۔

ہاہاہا۔۔ آئی لائک اٹ۔۔ چلو اب میری بی ایم ڈبلیو سے
نکلو۔۔ بہت فری کے مزے کر لئے تم نے۔۔۔ ابراج
شاہ نے قہقہہ لگا کر اسکے گھر کے گیٹ کے بالکل پاس گاڑی

روک کر ہاتھ سے چٹکی بجاتے ہوئے ازلی انداز میں مذاق
اڑایا جو ان دونوں کی شخصیت کا حصہ تھا۔ ایک دوسرے کو
ذلیل کئے بغیر ان کا گزارا کہاں ہوتا تھا؟

بلکو اس بند کرو! یہ صرف تمہاری نہیں میری بھی گاڑی ہے
کیونکہ تم نے اپنے ہوش و حواس میں مجھے اپنے نکاح میں
قبول کیا ہے۔ اسلام کے مطابق بیوی کا اپنے شوہر کی ہر چیز پر
حق ہے۔۔۔ اگر تم نے آئندہ مجھے یہ بھرم دیکھائے نا تو ایک
منٹ لگائے بغیر صفر انکل کو فون ملا دوں گی۔۔۔ وہ اس کے
رعب میں آئے بغیر ابراج کی ہیزل آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑ

کے منہ پھولاتی بڑے استحقاق سے بولی جس پہ ابراج شاہ کی
بھنوتیں بے ساختہ سکڑ گئیں۔ وہ حیران ہوا تھا اسکی حاضر
جوابی پر۔۔

اوکے ڈارلنگ! اب جاؤ، اس سے پہلے کہ میں اپنا روزہ مکروہ
کر کے تمہیں شوہر کے اصل حقوق و فرائض عملی طور پر
سمجھانا شروع کر دوں۔۔۔ ابراج شاہ نے تھوڑا سا آگے ہو
کر اسکے چہرے سے نظریں ہٹائیں، اسکی طرف کا دروازہ کھولا
اور لہجے کو گھمبیر اور بیک وقت مصنوعی شیریں بنا کر اسے گھما

کے جواب دیا۔ اسکی گرم سانسیں اجالا کے گلابی گالوں کو
جھلسانے لگیں۔

دے۔ دفعہ۔ ہو۔۔۔ وہ اسکے سینے پہ کہنی ٹکا کر اسے خود سے
دور کرتی ٹوتتی آوازیں چلانے کی کوشش کرتی تیزی سے اسکی
گاڑی سے نکلی اور مچلتی ہوئی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی ناکام
سعی کرتی گیٹ کھول کے اندر کی طرف بھاگ گئی۔ اسکی
سپیڈ پہ ابراج نے قہقہہ لگا کے گاڑی کا دروازہ بند کرتے اسے
پھر سے سڑک پہ دوڑانا شروع کر دیا۔ باقی سارے دوست

شاید ان سے چھپے ہی کہیں رہ گئے تھے ورنہ ان کا ریکارڈ ضرور
لگاتے۔

ابراج کہاں ہے؟ وہ اندر کیوں نہیں آیا؟ میں نے عنیزہ کو بولا
بھی تھا کہ واپسی پہ میرے بیٹے کو اندر ضرور لے کر آنا۔۔۔
اجالا کو اکیلے لاؤنج میں داخل ہوتے دیکھ کر نعمیہ صابری خفگی
سے بولیں۔ وہ انہی کے انتظار میں تھی۔

واٹ؟ وہ آپ کا بیٹا کہاں سے آگیا؟ میں آپکی سگی بیٹی آپ کو
نظر نہیں آرہی؟ آپی نے بتایا نہیں کہ آپ کے شوہر نے مجھ پہ

کیا ظلم ڈھایا ہے؟ اپنی یونیورسٹی کی ساکھ بچانے کے لئے
انہوں نے مجھے استعمال کیا ہے ”قربانی کی گائے بنا
کر“۔۔۔ ابراج کے لئے ان کا اتنا شیریں لہجہ بھانپ کر
اجالا غصے سے شروع ہی ہو گئی۔ اسکا میٹر شارٹ ہوا تھا۔
کیسی ماں تھیں؟ انہوں نے ایک دفعہ بھی اسے گلے لگا کر
اسکا غم ہلکا نہیں کیا تھا۔

کتنی گندی آواز ہے تمہاری! بولنے کا تھوڑا طریقہ سیکھو۔
اب تم کنواری نہیں رہی۔ میں بہت جلد عزیزہ کے ساتھ ہی
تمہیں اگلے گھر روانہ کرنے کا سوچ رہی ہوں۔ اپنے چال

چلن ٹھیک کر لو۔۔۔ نعیمہ صابری نے منہ کے زاویہ بگاڑ
کے خفا انداز میں اسکو روسٹ کیا تو وہ آنکھیں پھیلا کر انہیں
دیکھنے لگی جو اسکی ماں کم اور ساس زیادہ لگ رہی تھی۔
کیا ہوا ہے میرے چال چلن کو؟ اور آپ سے کس نے کہہ دیا
کہ میں اگلے گھر جا رہی ہوں؟ آپ کے شوہر کے کہنے پہ نکاح
کر لیا ہے تو یہ مت سمجھتے گا کہ رخصتی بھی پریش میں آ کے کر
لوں گی۔ میں آپ سب پہ کیس کروں گی۔ حق مہر کا سات
کڑور ابراج سے لے کر ابھی آپ سب کو لیگل نوٹس بھیجتی
ہوں۔ صبر کریں۔۔۔ اجالا نے پیر پٹکتے ہوئے تیکھے انداز

میں اسپیکر پھاڑ کر بولتے ہوئے انہیں مصنوعی رعب سے
دھمکایا۔ (ابراج تو جیسے سات کڑور کا چیک کاٹے اسی کے

انتظار میں تھا!)

سات کڑور؟؟۔۔۔۔۔ نعمیہ صابری نے آنکھیں پھیلائیں۔

انہیں حق مہر کی رقم کا کسی نے ابھی تک نہیں بتایا تھا، وہ

اجالا کے منہ سے ہی یہ انکشاف سن رہی تھیں۔

بالکل! صدر انکل نے سات کڑور حق مہر لکھوایا ہے جو میں

بہت جلد آپ کے نئے نویلے داماد سے ہڑپنے والی ہوں۔

Gold Digger بنوں گی میں تو!!۔۔۔۔۔ ہونہہ۔۔۔۔۔ اجالا نے

ایک ادا سے اپنے ناخنوں پہ پھونک مار کر بڑے مزے سے
اعتراف کرتے ہوئے آئی رول کیا اور مٹک مٹک کر چلتی
سیرھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

بناتی ہوں تمہیں میں گولڈ Digger !! رکوزراتم۔۔۔ نعمیہ
صابری دانت پیس کر اسے غصے سے ڈپٹی ہوئی جھک کے جوتا
اتار رہی تھیں کہ اجالا ہنستے ہوئے تیزی سے سیرھیاں پھلانگتی
اپنی جان بچانے لگی۔

آہہ۔۔۔ نعمیہ صابری کی فلاٹنگ چیل نے اسکی پنڈلی پہ سلامی
دی تھی جس پہ وہ ضرورت سے زیادہ کراہتی پورا گھر سر پہ
اٹھانے لگی۔



عشاء کے بعد جب وہ اپنے کمرے میں آکر بستر پہ لیٹی تو اسے
بے اختیار ابراج کا وہ انداز یاد آنے لگا جب وہ اسے
پروٹیکٹ کر رہا تھا۔ سب کے سامنے اسکے لئے سیٹینڈ لے رہا
تھا۔ عزیزہ با تھروم میں شاور لے رہی تھی اسلئے اجالا کھل

کے مسکراتی اپنی شہادت والی انگلی ہونٹوں میں دبائے انہی
خیالات میں گم تھی۔

کیسے اس نے یونیورسٹی والوں کا منہ بند کروایا تھا اور پھر اس
رپورٹر کا منہ بند کروا کے اسے اپنے حصار میں لیا تھا؟ اسکا
گھمبیر لہجہ اجالا کو پسند تھا لیکن واللہ جب وہ طنز کرتا تھا اسکا
حلق تک تیزابیت کا شکار ہو جاتا تھا۔ وہ بہت مشکل سے
اسکے طنز بھولائے پازیٹو سوچ رہی تھی۔

دوسری طرف ابراج شاہ جب مسجد سے اپارٹمنٹ میں آیا۔
پہلے تو اس نے ماحد سے اپنی ٹانگوں کی مالش کروائی جو زیادہ

دیر کھڑے ہونے کی وجہ سے دکھ رہی تھیں، پھر جا کر اس
نے صوفے پہ نیم دراز ہوتے اپنا موبائل اٹھایا۔ سارے دن
کی تھکن اب اسی فون سے اتارنی تھی۔

ابراج کے انسٹاگرام کھولنے کی دیر تھی کہ اکسلپور پیج پہ اسے
ہرپوسٹ میں صرف اسکے اور اجالا کے نکاح کے مناظر کی
ویڈیو نظر آئی۔ وہ حیرت زدہ ہوا۔ نیوز حد سے زیادہ وائرل
ہو چکی تھی۔ صبح یونی سے آنے کے بعد اسے انسٹا کھولنے کا
موقع ہی کہاں ملا تھا؟ وہ حویلی میں سب سے شکوے کرتا رہا
تھا۔ صفدر شاہ سے مصنوعی ناراضگی کا اظہار جاری تھا۔

کچھ زیادہ ڈراماٹک نہیں ہو گیا یہ سین؟؟۔۔۔ ویڈیو میں جہاں
بدر صابری نے نوٹیفکیشن پھاڑ کر ٹکڑے ان دونوں پہ اچھالے
تھے، ابراج منہ کے زاویے بگاڑ کر ماحد کی طرف اپنے
موبائل کی سکرین گھماتا ناگواری سے بولا۔

ہاہاہا۔۔ میں بھی یہی دیکھ رہا ہوں۔ ٹرینڈنگ پہ جا رہے ہو
تم دونوں۔۔ اور تو اور لوگوں کو تم دونوں کا کیل بھی بہت
پسند آ رہا ہے۔ مجھے دو سو ڈی ایم آچکا ہے کہ سید ابراج سے
ہمارا رابطہ کروائیں۔۔ ہم ان کا اور انکی بیوی کا انٹرویو لینا

چاہتے ہیں۔۔۔ ماحد نے ہنستے ہوئے مزید انکشافات کرتے

اسے اپنے انسٹا کے میسجز دیکھائے۔

واہیل۔۔ منع کر دو ان سب کو۔۔ میری جوتی بھی نہیں

جاتی ان دو ٹکے کے شوز پہ انہیں ریٹنگ دینے!! ہونہہ۔۔۔

ابراج نے درشتی سے صاف منع کیا۔

منہ مانگی قیمت کا بول رہے ہیں۔۔ بہت ساری آفرز

ہیں۔۔۔ ماحد نے اسے اکسانے کی کوشش کی۔

میری جگہ پر انسپل صاحب کو مرچ مسالہ لگانے بھیج دو۔

انہیں ضرورت ہے ایسے پیسوں کی اور ہائی لائٹس میں رہنے

کی۔۔۔ ابراج شاہ نے ہاتھ جھلا کے بے نیازی سے جواب

دیا۔

تمیز کر! اب وہ سر ہیں تیرے۔۔۔ ماحد نے اسے ہدایت

دینا ضروری سمجھا۔

واٹ ایور۔۔۔ مجھے یہ نیوز اتنی وائرل ہوتی بالکل اچھی نہیں

لگ رہی۔۔۔ کیا ضرورت تھی تم سب کو یہ میڈیا پہ ڈالنے

کی۔۔۔۔ ابراج نے بہت کوفت سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار

کیا جس پہ ماحد اس پہ لعنت بھیج کر عزیزہ کو میسج بھیجنے میں

مصروف ہو گیا۔

ابراج نے کمٹس کھول کر پڑھنے شروع کر دیے جس میں
سب ہی اسکے اور اجالا کے کیل کو سراہتا ہوا کیوٹ،
Chaotic اور نجانے کیا کیا بول رہے تھے۔ ابراج نے چڑ کر
یہ وائرل پوسٹ اجالا کو بھیجی اور ساتھ ہی ایک ٹیکسٹ بھی
لکھا۔

“Na tm pehly Qubool Hey Bolti aur na yay sb

Hota 🙄”

اسکی طرف سے آتی ریل اور ٹیکسٹ دیکھ کر اجالا کے
ہونٹوں سے وہ ساری خوبصورت مسکراہٹ غائب ہوئی جو

اسے سوچ کر آرہی تھی اور اسکی جگہ دبے دبے غصے نے
لے لی۔

“Tmhain Itni chul ho rhi hay to tm us time Inkar kr
dety? Aur yay Bakwas chor kr mujay mera Haq
mehr Bejho foran 😊”

اجالا نے ضبط سے اپنی غصے سے پھرکتی رگوں پہ قابو پا کر
ڈھیٹائی سے اس سے اپنا حق مہر مانگا۔ سات کڑور کوئی چھوٹی
رقم تھوڑی تھی؟ اجالا کی ساری لائف سیٹ ہو سکتی تھی۔

“Haq mehar to mein tmhain mar kay bi na do

Bauni.. Bhul jaoo... 😍”

ابراج نے مسکراہٹ نچلے ہونٹ کے نیچے دبا کر اسکو طنزیہ

انداز میں چڑایا۔

“Agar Haq mehar leny kay liay mujay tmhara

Qatal bi krna para to bhi yakeen kro mery hath

nahi kanpein gay Abraj Shah 😍”

“Gold Digger bannay kay Liay tmhari Lash kay

uper say guzarna manzor hay mujay 😍👉”

اجالا کی خطرناک جوابی کاروائی پڑھ کے ابراج شاہ قہقہہ لگا
اٹھا۔ اسے اس سے انہی جوابات کی امید تھی۔

“Lekin Bauni G Aik Technical Masla hay.. Meri

Lash kay uper say Guzarny kay liay bi ap ko

pehly arhioo (ایڑھیوں) waly jooty pehnny parain

gay 🥺”

ابراج نے ہمیشہ کی طرح یہاں بھی اسکے چھوٹے قد کو نشانہ

بنایا۔

“Shurapppp 🤡”

اجالا خفا ہوئی۔ یہ انسان دو منٹ اچھا بن کے بات نہیں کر
سکتا تھا۔

“Tameez say bat kro ! Tmhara Majazi Khuda hn

Mein 🧐”

ابراج نے اتر کر اسے اپنا رتبہ یاد دلانا ضروری سمجھا۔ اب

ان کا رشتہ تبدیل ہو چکا تھا، تو بھرم دکھانا تو بنتا تھا۔

اجالا کی دھڑکنوں میں انتشار ہوا اسکے حق جتانے والے انداز

پر۔۔

“Zabardasti Ka* 🤔”

اجالانے تصحیح کرنا ضروری سمجھا۔

“Aparat From Joke, mujay abi tk yakeen nahi aa
rha hay kay waqai hmara Nikkah ho gaya hay.”

ابراج نے بے اختیار اپنے دل کی بات زبان پہ لائی۔ اسے
واقعی یہ سب ایک خواب لگ رہا تھا۔

“Jab bethy bithaye itni Khobsorat aur masom
biwi mil jaye to ik aksar Nalaiq mard bey-yakeeni
ka Shikar rehty hain.. Don't worry apna sir samni

dewar kay sath zor say maro , phir Yakeen aa

jaye ga 🎀😊”

اجالا کی کیفیت بھی اسی کی طرح تھی لیکن وہ اپنی حالت بیان
کئے بغیر اسکو ذلیل کرتی اپنی تعریفیں خود ہی کرنے لگی کیونکہ
وہ کب سے اوور ہو رہا تھا۔ ابراج نے اسکا پیلائے پڑھ
کے ناک بھوں چڑھایا۔

“Trust me, Delulu hona bi aik bemari hay”

ابراج نے اسے مختصر سا طنزیہ جواب دے کر ریلز سکروں
کرنا شروع کر دیں جب ماحد کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

”سوری نا بے بی۔ مان جاؤ۔۔ آئی لویو سوچ میرا بچہ

muwahhhhhh“۔۔۔ ماحد اس سے فاصلے والے صوفے پہ

اوندھے منہ لیٹا بہت مدھم آواز میں عنیزہ کو مناتا ہوا واٹس

میسج میں کس کر رہا تھا۔ اسکی آواز بہت آہستہ تھی لیکن

ابراج سن چکا تھا۔ اسکا دل خراب ہونے لگا اسکی کمرنج

حرکت کو دیکھ کر۔۔

“Kitny Cringe logh rehty hain mery Aas Pas !

Mera Dill kharab ho rha.. Mahid sofya mein ghuss

kr meri nazro say chup kay tmhari api ko digital

kiss dey rha hay 🥹🥹”

اجالا کوئی رپلائے ٹائپ کر رہی تھی جب ابراج نے ماحد کی
اس حرکت پہ ہنسی دباتے ہوئے اجالا کو یہ ساری کاروائی بتانا
ضروری سمجھا۔ اجالا کے گال سرخ ہوئے اسکی بے باک
شکایت پر۔۔

**“Tmhain Sharam Nahi aa rhi un ki personal
batein sunty huay??”**

وہ اپنی ہنسی روک کر اسے الٹا ڈپٹنے لگی اور گردن اٹھا کر
عنیزہ کو دیکھا جو جب سے باتھروم سے نکلی تھی، ڈریسنگ مرر
کے پاس کھڑی موبائل میں مصروف ماحد سے باتیں کرتی ساتھ
ساتھ اپنے بال سکھا رہی تھی۔

“Mein Jan bojh kay thori sun rha hn? Yay cringe
logh kahin bi shurru ho jatay hain.. is mein mera
kia qasoor hay?”

ابراج نے اپنی صفائی دی۔

“Bs kro, un kay payar ko nazar na laga dena.. 🙄”

اجالا نے خفا ہو کر اسے ٹوکا۔ دل میں اچانک اس بات کا احساس شدت سے ہوا کہ کیا یہ انسان اتنا انرومانٹک ہے؟ ابراج ہمیشہ ایسے رومانٹک اور محبت بھرے لمحات کو کرنج مومنٹس کا نام دیتا تھا اور اجالا اسکی تائید کر جایا کرتی تھی۔

“Okay Babu 🐱 Melay Babu nay Thana thaya??”

ابراج نے جان بوجھ کر یہ کرنج ٹیکسٹ لکھنے کی سعی کی جسے پڑھ کے اجالا ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ پونے لگی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ مذاق اڑا رہا ہے۔

“Bohat wahiyat lag rhy ho 😭😂😂”

اجالا نے صاف گوئی سے تبصرہ کیا۔

Wesay Babu Agar tum Kaho to mein tmharay

choty qad ki Shaan mein Aik Cringe si poetry

likho? Jis ka Topic ho ga “Meri Choti Si Nanhi

Pari 🥲🦋”

ابراج نے اسے چھیڑنا جاری رکھا۔ اسے مزہ آرہا تھا۔

“Ughhhh! Stop it right now Abraj 🥲🥲”

اجالا اس سے زیادہ اس کے یہ جان بوجھ لکھے گئے کرنج ٹیکسٹ

نہیں پڑھ سکتی تھی اور تو اور اب تو عنیزہ بھی اسکی ہنسی کو

مشکوک نظروں سے دیکھنا شروع ہو گئی تھی کیونکہ اجالا جب
سے یونی سے آئی تھی۔ سب سے ناراض ناراض گھوم رہی
تھی۔

“Fine! I am logging out from this Cringe Era”

ابراج نے بھی ہاتھ اٹھا کے سرنڈر کر دیا۔

“Kia tmhain Romance Cringe lagta hay?”

اجالا نے روانی سے یہ میسج ٹائپ کر کے فوراً مٹا کر خود کو
کو سا۔۔ وہ کیا سوچے گا۔۔ کہ میں اچانک ایسا سوال کیوں کر
رہی ہوں؟

اجالا کی نیچر رومانٹک تھی۔ اسے رومانٹک ناولز پڑھنا پسند تھا۔ وہ کورٹین ڈرامے ہی اسلئے دیکھتی تھی کیونکہ وہ ہیروز اسے گرین فلیگ کم اور فارسٹ زیادہ لگتے تھے لیکن ابراج کے سامنے اس نے کبھی اپنے یہ شوق نہیں رکھے تھے۔ حتیٰ کہ عزیزہ بھی اسکی رومانٹک طبیعت کے متعلق نہیں جانتی تھی۔ ابراج کو رومانس سے اس قدر دور دیکھ کے اسے دل ہی دل میں ہول پڑ رہے تھے۔ وہ کس خشک مزاج بندے کے پلے پڑ گئی تھی۔

“Ludo khelo gay ya mein so jao?”

اجالا جانتی تھی کہ وہ لڈو نہیں کھیلے گا لیکن پھر بھی ٹاپک بدلنے
کی غرض سے پوچھ لیا۔

“Not interested Miss Pocket Size ”

ابراج نے صاف انکار کیا۔

“Okay Anil ka Msg aa gaya hay, us kay sath khel
leti hn”

اجالا نے منہ پھولا کر اسے چڑایا۔ جانتی جوں تھی کہ وہ اس کے
زکر پہ جیلس ہوگا۔

“Whatever”

ابراج نے اپنے جلتے دل پہ قابو پا کر لاپرواہ سا پیلانے لکھا

اور انسٹا آف کر دی۔ اسکا موڈ بگڑ گیا تھا۔

ہونہہ واٹ ایور۔ سڑا ہوا کریلا!۔۔۔ اجالا نے منہ پھولا کر

اسکی نقل اتاری۔ انیل کے میسج آئے ہوئے تھے لیکن وہ

نظر انداز کر رہی تھی۔

صارم کی سن لی گئی تھی۔ آج ستائیسواں روزہ تھا اور اس

بیچارے کے نکاح کا وقت آن پہنچا تھا۔ ویسے تو اجالا کی

ساری فیملی آج کے دن صفر شاہ کی طرف کراچی میں انوائٹڈ

تھی لیکن ان کے نکاح کی وجہ سے افطاری کا یہ پلان کینسل ہو گیا تھا اور وہ سب صارم اور نمیرہ کے نکاح میں پہنچ کر ایک دوسرے سے ملنے والے تھے۔

ابراج شاہ نے آخری عشرے میں یونی کی شکل تک نہیں دیکھی تھی کیونکہ وہ اور ماحد کراچی گئے ہوئے تھے۔ آج انہوں نے نکاح میں شرکت کیلئے وِڈ فیملی واپس آنا تھا۔ اجالا ناچا کر بھی بے تابی سے ابراج کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ زندگی میں پہلی دفعہ بہت دل سے تیار ہوئی تھی اور وہ بھی پارلر سے۔۔۔

شاہ اور ملک کہاں رہ گئے ہیں؟ فون کرو انہیں۔۔۔ ماحد اور
ابراج کو کہیں نہ پا کر صارم نے اسٹیج سے اتر کر مقاصم سے
کہا ہی تھا کہ وہ دونوں شیطان اگلے ہی لمحے مسکراتے ہوئے
ہال میں داخل ہوئے تھے۔ ان کے والدین بھی ہمقدم چل
رہے تھے۔

میں نے کہا بھی تھا کہ تم دونوں دو دن پہلے یہاں پہنچے ہو! بے
وفاؤں۔۔۔ صارم نے خفگی کا اظہار کر کے ان کے
کندھوں پہ مکے جڑے۔

کراچی میں اتنے مزے کی بارشیں ہو رہی تھیں یا رر۔ واپس
آنے کا دل کس کمبخت کا کر رہا تھا۔۔۔ ابراج نے ٹھنڈی
آہہ بھرتے جواب دے کر اسے گلے لگایا۔ دور آبگینہ شاہ
سے خوشدلی سے ملتی اجالا نے کن اکھیوں سے ابراج کو دیکھا
جو چار کول گرے رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔
مسلسل بارشوں کے باعث موسم تبدیل ہو کر پھر سے سرد
ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے خاندان کے روایتی انداز کے
مطابق صفدر شاہ کی طرح ہلکی گرے شال کو شانوں پہ لے رکھا

تھا۔ وہ بہت منفرد اور خوبصورت لگ رہا تھا۔ اجالا اس پر
سے نگاہیں نہ ہٹا سکی۔

بہت پیاری لگ رہی ہے میری بہو! ماشاء اللہ میں
صدقے۔۔۔ آگینہ شاہ نے محبت سے اجالا کی بلاتیں لیں جو
زنک کلر کے نفیس نیٹ پیپلم اور جامہ وار کے گھیردار
شرارے میں کسی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ اس
کے لباس پر چاندی کے تلے اور باریک موتیوں کا کام تیز
لائٹس کی روشنی میں جگمگا رہا تھا جبکہ سر پر ٹکا زنک آرگنزا کا

دوپٹہ اس کے معصوم لیکن (خرافاتی) چہرے کے گرد ایک

ہالہ سا بنائے ہوئے تھا۔

تھینک یو آنٹی۔۔۔ اجالا ان کے پیار کو دیکھ کر بے اختیار

مسکراتی۔ (اگر انہیں پتہ چل جاتا کہ جس دن سے ان کی بہو

اور بیٹے کا نکاح ہوا ہے، وہ دونوں ہر رات حق مہر، طلاق اور

خلع کو لے کر لڑتے ہیں تو وہ بیچاری صدمے میں چلی جاتیں)

اب باری تھی آبگینہ شاہ اور نعمیہ صابری کے ملنے کی جنہوں

نے یوں جھپی ڈالی تھی جیسے صدیوں پہلے میلے میں بچھڑی

بہنوں کا ملن آج برسوں بعد ہوا ہو۔ صفر شاہ اور بدر

صابری بھی بغلیں ہو رہے تھے جب سارے دوستوں کو ملنے
کے بعد ابراج شاہ اپنی فیملی کی طرف قدم بڑھاتا دیکھائی دیا۔
کیسا ہے میرا بیٹا؟ اتنے دنوں سے یونی نظر نہیں آئے! تم
کراچی جاتے ہو تو اسلام آباد کی رونقیں بھی ساتھ ہی لے
جاتے ہو۔۔۔ بدر صابری آگے بڑھ کر ابراج کو سینے سے لگا
کر اتنی عزت اور محبت سے بولے کہ وہ چند لمحے کچھ بول نہ
سکا۔ آج انہوں نے دوسری دفعہ ابراج کو سینے سے لگایا تھا
(پہلی دفعہ نکاح پہ گلے مل کر بھی یونی شک کیا تھا لیکن آج

تو وہ باقاعدہ اسکی شان میں اسکے باپ کے سامنے قصیدے

پڑھ رہے تھے! کیا یہ کوئی معجزہ تھا؟؟ ہاں شاید!

ابراج کی حیران اور گہرائی صورت دیکھ کر صفدر شاہ اور

اجالا کو بے اختیار ہنسی آتی جسے وہ دونوں ضبط کرنے لگے۔

صفدر شاہ اس دوران اجالا کے سر پہ ہاتھ رکھتے اسکا حال

احوال دریافت کر رہے تھے۔

میں ٹھیک۔۔۔ ہوں۔۔۔ الحمد للہ۔۔۔ آپ کیسے ہیں پرنسپل

صاحب۔۔۔ ابراج شاہ نے گلہ کھنکھار کر اپنی حیرت پہ قابو

پاتے ہوئے فار میلیٹی کے طور پہ ان کا حال پوچھا۔

اہم! بری بات۔۔ ماحد کی طرح مجھے پایا بولا کرو۔۔ تم
صرف میرے داماد ہی نہیں بلکہ بیٹے بھی ہو۔۔ بدر صابری
نے مسکرا کے فرمائش کی۔ (ان کا دل اس دن سے ابراج کو
کے کر صاف تھا جب سے اس نے ان کی بیٹی کو ہر کسی کے
سامنے ڈیفینڈ کیا تھا۔ وہ اس کے اسیر ہو گئے تھے۔)

نہ کریں پرنسپل صاحب! آپ کا اتنا پیار مجھ سے ہضم نہیں
ہو رہا کیونکہ مجھے آپ کی اس (لمبی) زبان سے بس گالیاں
کھانے کی عادت ہے۔۔۔ ابراج نے ہاتھ اٹھا کر شرارتی
نظروں سے بدر صابری کو دیکھ کر ایک سرسری سی نگاہ اجالا

کی طرف اٹھاتی ہی تھی کہ اسکی نظروں کا تسلسل اسی نقطے پہ
جم گیا۔ وہ مسکرا کر صفدر شاہ سے رازدارانہ باتیں کر رہی
تھی۔ اسکے نیوڈلپ اسٹک سے سچے ہونٹ ہل رہے تھے۔
لمبی پلکیں خوبصورتی سی اٹھتے جھکتے رقص کر رہی تھیں۔ وہ
اس قدر خوبصورت لگ رہی تھی کہ وہ یک ٹک اسے دیکھے
گیا۔ اجالا کہاں روز روز تیار ہوتی تھی؟ وہ بس ایونٹس پہ خود
کو سنوارتی تھی۔ ابراج کا اس پر سے نظریں ہٹانا محال ہوا۔
(ابھی کل رات ہی ان دونوں کی میسجز پہ لڑائی ہو رہی تھی
اور بات ہمیشہ کی طرح طلاق اور خلع والے پوائنٹ پہ آ کے

رک گئی تھی لیکن ایک دوسرے کو دیکھتے ہی ساری تلخی جیسے
دور جا سوئی تھی)

ابراج پہلے بھی اکثر ہفتہ ہفتہ کراچی گزارنے جاتا تھا اور
واپس آ جاتا تھا لیکن اجالا نے اسکایوں انتظار کبھی نہیں کیا
تھا جیسا اس دفعہ کیا تھا اور ایسا ہی حال دوسری طرف بھی
تھا۔ آگ برابر کی لگی تھی۔ کیا یہ رشتے کی تبدیلی کے باعث
ہو رہا تھا؟

خود پہ نظروں کی تپش محسوس کر کے اجالا نے جو نہی نگاہیں
اٹھائیں، ابراج کو اپنی طرف دیکھتے پایا۔ زیتونی اور ہیزل
آنکھوں کا آج کافی دنوں بعد تصادم ہوا تھا۔

Scene to be Continued...

السلام علیکم آنٹی! آپ کون؟ مس اندھیرا کو کہیں دیکھا ہے
آپ نے؟۔۔۔۔۔ ابراج نے فوراً اپنی بے لگام نظروں پہ
قابو پایا اور گلہ کھنکھار کر اجالا کی طرف قدم بڑھا کے مصنوعی
سنجیدگی سے اس سے مخاطب ہوا۔ اسکی آواز مدہم تھی جو

صرف اجالا ہی سن پائی تھی۔ باقی سارے بڑے اب آگے
بڑھ کر باقی دوستوں کے والدین سی خوش مزاجی سے مل
رہے تھے۔

اجالا جسے آج اپنا آپ بے حد خوبصورت لگ رہا تھا، ابراج
کے سوال پہ اسکا میٹر آؤٹ ہوا۔ وہ اسے آئی بول رہا تھا؟
وہ گلاس دیکھ رہے ہو؟ اس سے تمہارا سر پھاڑ دوں گی اب
اگر جو تم نے مجھے کبھی آئی بولنے کی جرات کی!۔۔۔ اجالا
نے دانت کچکچا کر دبی دبی آوازیں غراتے اپنے قریبی ٹیبل
پہ پڑے شیشے کے گلاس کی جانب انگلی سے اشارہ کیا۔

باپ رے باپ! یہ تم ہو؟ ریلی اندھیرا میڈیم؟۔۔۔ ابراج

نے ہنسی روک کر شدید حیران ہونے کی اداکاری کرتے

اپنے لبوں پہ انگلیاں جما کر آنکھیں بھی ساتھ ہی پھیلائیں اور

اسے افسوس سے اوپر سے نیچے تک دیکھنے لگا۔

خدا کا خوف کرو۔۔۔ یہ کس کمپنی کا سیمینٹ منہ پہ مل لیا ہے

جو تمہاری شکل ہی پہچان میں نہیں آرہی؟ یقین کرو، اگر تم

اپنی لمبی زبان کے جوہر نہ دیکھاتی تو مجھے پتہ ہی نہ چلتا کہ یہ تم

ہو۔۔۔ وہ سر جھکا کر شرارت سے ہنستا ہوا جان بوجھ کے

اسکو چھیڑنے لگا۔ (کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ رات کو ان

کی میسجز پر لڑائی تھی کیونکہ وہ تو روزمرہ کا حصہ تھا نا)

اور یہ چھ انچ کی ہیلز پہن کے تمہیں کیا لگ رہا ہے کہ تم مینارِ

پاکستان کو competition دے رہی ہو؟ یقین کرو ایسا لگ

رہا ہے کہ کسی بزرگ خاتون نے غلطی سے سرکس کی لکڑیوں

پر پاؤں رکھ دیے ہیں۔۔۔ اجالا کو غصے سے اپنی چھوٹی چھوٹی

مٹھیاں بھینچتے دیکھ کر ابراج ہنستا ہوا اسے اور بھی تنگ

کرنے لگا۔ وہ اجالا کا غصے سے پھولتا تنفس با آسانی محسوس

کر سکتا تھا۔

تم نا۔۔ دفعہ ہو جاؤ!۔۔۔ اجالا اس کے بازو پہ زور سے مکا
جرٹ کے نروٹھے پن اور غصے سے بولتی یہاں سے واک آؤٹ
کرنے لگی۔ اسے آج اسکے یہ مزاحیہ تبصرے پسند نہیں آئے
تھے۔ دل ابراج کے منہ سے اپنی تعریف سننے کا خواہش مند
تھا اور وہ تھا کہ کبھی اچھا شوہر بن کے بیہو نہیں کرتا تھا۔ وہ
اس رشتے کو لے کر بالکل سیریس نظر نہیں آتا تھا، اجالا کا
بھی یہی حال تھا لیکن وہ تھی تو ایک لڑکی ہی۔۔۔ ناچاہ کر
بھی اس رشتے کو دل میں ایکسیپٹ کر کے ابراج کے متعلق
سوچتی رہتی تھی۔

کہاں جا رہی ہو؟۔۔۔ ابراج فوراً اس کے ہمقدم ہوا۔
ابھی تو وہ آیا تھا۔ اسے اجالا کو براہِ راست چھوڑ کے بہت
مزے لینے تھے کیونکہ کراچی میں رہتے ہوئے یہ موقع صرف
موبائل میں تھوڑی دیر کے لئے ملتا تھا۔

جہنم میں!۔۔۔ اجالا نے مڑے بغیر تیکھے انداز میں جواب دیا
اور دوپٹا درست کرنے میں مصروف اسٹیج کی طرف قدم
بڑھانے لگی جہاں صارم کے ساتھ نمیرہ کو بٹھایا جا رہا تھا۔
ان کی جوڑی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ نمیرہ کے سر پہ جالی

دار گھونگھٹ تھا۔ مولوی صاحب بس تھوڑی دیر میں ان کا

نکاح شروع کروانے والے تھے۔

ہائے اجالا!۔۔۔ ابراج جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ ایکدم

انیل نجانے کہاں سے حاضر ہوا اور اجالا کے بالکل سامنے آ

کر قدموں کو بریک لگائی۔

ہیلو! کیسے ہو انیل؟ تم کب آئے؟۔۔۔ اجالا نے قدم

روک کر ہونٹوں پہ رسمی مسکراہٹ سجاتے اسے خوش آمدید

کہا۔ لہجے سے کرواہٹ ختم کر لی۔ ابراج نے منہ کے

زاویے بگڑے۔

اس ذلیل کو یہاں کس نے انوائٹ کیا ہے؟۔۔۔ ابراج نے
جھک کر بیزاری سے اجالا کے کان میں سرگوشی سے سوال کیا
لیکن اس نے جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔ وہ بال فلپ کرتی
ابراج کو گھور کے ناک سکوڑتی انیل کی طرف مسکراہٹ
اچھالنے لگی جو اسکی تعریف کر رہا تھا۔

Looking Gorgeous MashaAllah Pretty Leady

انیل بیچارے کو جتنے انگلش کے الفاظ آتے تھے، اس نے
ایک ہی جملے میں اجالا کے لئے بول دیئے۔ ابراج کے نقوش
تنے تھے۔ اسے انیل کا یوں اجالا کو غور سے دیکھ کر اسکی

تعریف کرنا ایک آنکھ نہ بھایا اور اس پہ تضاد اجالا کا
مسکرا نا؟؟ آگ سی آگ تھی جو ابراج کے کلچے میں لگی
تھی۔ ایک غیر مرد اس کے سامنے اسکی بیوی کی تعریف کر رہا
تھا؟

تھینکس! تم بیٹھو نا۔۔ بہت اچھا لگا تمہیں یہاں دیکھ
کے۔۔۔ اجالا کا لہجہ خوشگوار ہوا۔
میں تمہارے لئے گفٹ لے کر آیا ہوں۔ گیس
واٹ؟؟۔۔۔ ابراج سے سلام دعا کئے بغیر انیل بہت
انٹرسٹ کے ساتھ اجالا سے مخاطب تھا۔

پاپا۔۔۔ کیسا گفٹ؟۔۔۔ اجالا نے کھلکھلا کر نا سمجھی سے

آئمبرو اچکا۔

تم اسٹیج پہ جاؤ۔ نمبرہ تمہیں بلا رہی ہے۔۔۔ ابراج کی
برداشت بس اتنی ہی تھی۔ اس نے اجالا کے کان میں برہمی
سے حکم دیا۔

تم جاؤ۔ میں تھوڑی دیر میں آجاؤں گی۔۔۔ اجالا نے آئی
 رول کر کے ابراج کو جواب دیا اور پھر انیل کی طرف متوجہ
 ہو گئی جو اپنی جیب سے کچھ نکال رہا تھا۔

یہ دیکھو! کیسی ہیں؟۔۔۔ انیل نے دونوں جیبوں سے
چوڑیوں کے پیکڈ سیٹ نکال کر اجالا کی طرف بڑھائے تو اسکا
خوشی اور حیرت کے مارے منہ کھل گیا۔
او مائی گاڈ! کشمیری چوڑیاں؟؟۔۔۔ اجالا نے پر جوش انداز
میں فوراً انیل کے ہاتھوں سے یہ دونوں سیٹ پکڑ کے ان کے
اوپر سے نیٹ کو کھولا جس میں وہمیک تھیں۔ ابراج کا چہرہ
غصے سے سرخ ہوا۔ جی چاہ رہا تھا کہ انیل کو یہی زمین بوس کر
کے دھنکنا شروع کر دے لیکن وہ اپنے دوست کا ایونٹ
خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

یہ بہت پیاری ہیں انیل۔ اور دیکھو! میرے ڈریس کے ساتھ

بھی میچ ہو رہی ہیں۔۔۔ اف! میرا بہت دل چاہ رہا تھا یہ

پہننے کو، لیکن بازار جا کے خوار ہونے کا موڈ نہیں تھا۔ تھینک

یو سو مچ۔۔۔ اجالا ان چوڑیوں کو اپنے ہاتھوں کی زینت بنا کر

کلائی کو حرکت دیتی کھلکھلاتے ہوئے بول رہی تھی۔ ان

چوڑیوں کی چھنکار ابراج کو صور سے بھی بری لگ رہی تھی۔

تھینکس کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے ہاتھوں میں اور بھی

پیاری لگ رہی ہیں بیلو می۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے کہ یہ کشمیری

چوڑیاں بنائی ہی تمہارے لئے گئی ہیں۔۔۔۔۔ اجالا کی طرف

سے اتنی اٹینشن پا کر انیل خوشی سے پھولے نہیں سما رہا
تھا۔ وہ اسکی کلائی میں یہ چوڑیاں دیکھ کر مسکراتے ہوئے
بولا۔ (ان چوڑیوں کے پیسے بھی اس انیل ذلیل نے اپنے
دوست سے ادھار لئے تھے۔)

ہا ہا ہا۔۔ میں آپی کو دیکھانے جا رہی ہوں۔۔ تم بیٹھو۔۔ اجالا
گردن چھپے پھینک کے ہنستی ہوئی ابراج کو مکمل نظر انداز کتے
اسٹیج کی جانب بڑھ گئی۔ انیل لبوں پہ مسکان سجائے گردن
گھما کر اجالا کی پشت دیکھ ہی رہا تھا کہ ابراج نے اسکا کمزور
سا بازو کہنی سے پکڑ کے زور سے اسکی پشت کی جانب موڑ

دیا۔ وہ قدرے باقیوں سے دور تھے اور ابراج نے یہ حرکت بھی سب کی نظروں سے بچا کر کی تھی اسلئے کوئی دیکھ نہیں پایا تھا البتہ انیل کے ہونٹوں سے تکلیف دہ کراہ ضرور نکلی تھی۔

کیا ضرورت تھی اپنی بہن کے لئے چوڑیوں والی دکانوں پہ اتنا
خوار ہونے کی؟ میں ”اسکا شوہر“ زندہ نظر آ رہا ہوں نا ابھی؟
ہمم؟ بول؟۔۔۔ ابراج غصے سے اس کے کان میں غرایا۔

سس۔۔ بھائی۔۔ میرا بازو۔۔ چھوڑ دو۔۔ ٹوٹ جائے

گا۔۔ آہ۔۔ وہ سسکتا ہوا ابراج کے مضبوط ہاتھ سے اپنا

بازو آزاد کرنے کی سعی کرنے لگا۔ وہ ابراج اور اجالا کے
نکاح سے واقف تھا کیونکہ نیوز پاکستان تو کیا ورلڈ وائڈ فیمس
گئی تھی۔ دل بھی ٹوٹا تھا لیکن اب تو عادت تھی انیل کو دل
تڑوا کر نئی گرل فرینڈ بنانے کی۔۔ مگر اجالا کی بات الگ
تھی۔ اسے ابراج اور اجالا میں کہیں سے پیار نظر نہیں آتا
تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ زبردستی کا نکاح ہے۔ یہاں ابراج کی
جگہ لے کر اسکا اجالا کے ساتھ چانس بن سکتا تھا (انیل کی
سوچوں کے مطابق)

اگر میرا روزہ نہ ہوتا تو قسم خدا کی میں تجھے اتنی گندی گالیاں
دیتا کہ آئندہ کبھی کسی کی بیوی کے لئے ایسے تحفے لینے سے پہلے
توں مرنا پسند کرے گا!۔۔۔ ابراج نے اس کے بازو پہ گرفت
مزید بے رحم کر کے غصے سے کہا۔ انیل نے تھوک نگل
کے سوکھتا حلق تر کیا۔ وہ ابراج جیسے لمبے چوڑے مرد کے
سامنے کچھ نہیں تھا۔

وہ۔۔۔ میری دوست ہے۔۔۔ انیل نے اپنے دفاع کے
لئے آواز اٹھا کر بازو چھڑوانے کی کوشش جاری رکھی۔

ایک دفعہ اور اسے دوست بول کے دیکھ، اگر جو میں نے
اسی ٹائم تیری کہنی جرٹ سے اکھیڑ کے تیرے دوسرے ہاتھ میں
نہ تھمائی تو میرا نام ابراج شاہ نہیں!۔۔۔ ابراج اسے غصے
سے گھسیٹتا ہوا پلر کے چھپے لے گیا۔ انیل کو پسینے آنے لگے۔
نہیں!۔۔۔ بھائی۔۔۔ معاف کر دو پلیز۔۔۔ میرا بازو چھوڑ
دو۔۔۔ انیل منت کرنے پہ آگیا۔ اسے پورا یقین تھا کہ
ابراج جیسا باڈی بلڈر انسان سیکنڈوں میں اسکا بازو توڑ سکتا
ہے۔

پہلے تین دفعہ بول کہ ”اجالا میری بہن ہے“۔۔۔ ابراج نے

ابھی تک اسکا بازو نہیں چھوڑا تھا۔ اس نے انیل کے

سایمانی شرط رکھی۔

اجالا۔۔۔ بہن۔۔۔ ہے۔۔۔ میری۔۔۔ انیل نے منہ کے

زاویے بگاڑ کر بڑی مشکل سے یہ الفاظ ادا کئے۔ اسکا دل رو

رہا تھا اجالا جیسی خوبصورت لڑکی کو بہن بناتے ہوئے لیکن

مجبوری تھی۔۔ یہاں تو اسے ابراج کی دہشت سے بچانے

کے لئے کوئی تھا بھی نہیں!

ہمم گڈ! دو دفعہ اور بول۔۔۔ جلدی۔۔۔ ابراج دانت کچکچا

کے بولا۔ جلتے دل پہ تھوڑی سی ٹھنڈی پھوار پڑی تھی۔

اجالا۔۔ میری۔۔ بہن ہے۔۔

She is... my sister.. i mean ujala.. is my sister

انیل حواس باختہ انداز میں اردو اور انگریزی مکس کرتا بولا۔

ابراج اپنی بڑی بڑی ہیزل آنکھوں سے جس طرح اسے گھور

رہا تھا، انیل کا ڈرنا بجا تھا۔

شاباش! اب اجالا کے ارد گرد نظر آنے کی جرات نہ کرنا ورنہ

تیری چانپ بنا کے کتوں کو کھلا دوں گا۔۔۔ ابراج نے رعب

دارلہجے میں انیل کو وارن کیا اور بالاخر اسکا بازو چھوڑ دیا۔
(دل تو اسکا واقعی اسکی چانپ بنانے کا تھا لیکن کیا کرتا؟ مجبور
تھا۔ غلطی تو اجالا کی بھی تھی جس نے اسے اتنی شے دے
رکھی تھی۔۔۔ نہ وہ اسے فری کرتی اور نہ وہ تحفے میں اسکے
لئے چوڑیاں لاتا)

ٹھیک۔۔۔ ہے بھائی!۔۔۔ سوری۔۔۔ انیل نے سسک کر
اپنی کہنی مسلی اور دل میں ابراج کو گالیاں دیتا بظاہر معافی
طلب کر کے وہاں سے بھاگنے والے انداز میں نو دو گیارہ
ہوا۔ ابراج خراب موڈ کے ساتھ ناگواری سے سر جھٹکتا یہاں

سے ہٹ کے اسٹیج کی جانب بڑھا کیونکہ نکاح چند منٹوں میں
شروع ہونے والا تھا۔

جیسے ہی نمبرہ اور صارم کا نکاح ہوا۔ اس سے دس منٹ بعد
روزہ کھل گیا تھا۔ سب نے بہت اچھے موڈ کے ساتھ
افطاری کی تھی سوائے ابراج کے۔۔ جس کی نظر آج کھانے
سے زیادہ اجالا کی کلائی میں کھنکتی چوڑیوں پہ رہی تھی۔
اجالا اس سے زیادہ بات نہیں کر رہی تھی کیونکہ سب نے
اسکی تعریف کی تھی سوائے ابراج کے۔۔ وہ تو پہلے بھی

کبھی اسکی تعریف نہیں کرتا تھا۔۔ ہمیشہ مذاق اڑاتا تھا لیکن
اجالا کو آج اس کے منہ سے اپنے حسن کی تعریف سننی
تھی۔

صارم کی خوشی کی انتہاء نہیں تھی۔ وہ سارے دوست
افطاری کرنے کے بعد انہیں کچھ دیر اکیلے باتیں کرنے کے
لئے پرائیویسی دینے کی غرض سے اسٹیج سے اتر آئے تھے۔
اجالا نے ٹیشو سے ہاتھ صاف تو کر لئے تھے لیکن وہ پھر بھی
انہیں اچھے سے دھونے کی غرض سے ہاتھروم کی طرف بڑھ
گئی تاکہ چھپا ہٹ ختم ہو جائے۔

ابراج شاہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا جبرے بھینختے ہوئے
اسکا پیچھا کر رہا تھا۔

یہ چوڑیاں اتارو۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔۔ وہ مطلوبہ جگہ
پہنچ کر سنک میں ہاتھ دھو رہی تھی جب اسے اپنے کان
کے قریب ابراج کا حکم سنائی دیا۔ یہاں کوئی نہیں تھا۔ ابھی
ہال میں موجود تقریباً ساری عوام کھانا ٹھونس رہی تھی۔
واٹ؟ لیکن کیوں؟۔۔۔ اجالا نے حیرانی سے آئبرو اچکا کر
گردن ترچھی کرتے ہوئے ابراج کو دیکھا۔

کیونکہ میں بول رہا ہوں!!۔۔۔ ابراج دانت کچکچا کر ہر لفظ پہ

زور ڈال کے بولا۔

اور تم کون ہو؟؟۔۔۔۔۔ اجالا نے عادتاً اس کے اس جملے کا ہمیشہ

والا جواب دیا۔

بتاؤں تمہیں ابھی کہ میں کون ہوں؟؟۔۔۔۔۔ ابراج شاہ نے غصے

سے اسکی کمر کو اپنے بازو سے دبوچ کر خود کے قریب کیا۔

گرنے کے ڈر سے اجالا نے اس اچانک افتاد پہ بے اختیار

گیلے ہاتھوں کو اسکی شال پہ جما لیا۔ چوڑیوں کی آواز نے ایک

دفعہ پھر ابراج کا غصہ ساتویں آسمان پہ پہنچایا۔

چھوڑو ابراج! کوئی آجائے گا۔۔۔ اجالا اسکی نزدیکی سے
کنفیوز ہوتی تشویش سے بولی۔ اس کا دھیان دروازے کی
طرف مرکوز دیکھ کے ابراج نے پیر کی ٹھوکر سے بند کر دیا۔ یہ
کوئی باتھروم نہیں تھا، صرف ہاتھ، منہ دھونے کی الگ سے
جگہ تھی۔

کوئی نہیں آئے گا! تم ان چوڑیوں کو اتار کے ڈسٹ بن میں
پھینکو۔۔۔ وہ دھونس جمانے والے انداز میں بولتا اجالا کو
اپنے اور بھی قریب کرنے لگا۔

میں۔۔ کیوں اتاروں؟ اتنی پیاری تو لگ رہی ہیں۔ میرے
کپڑوں کے ساتھ میچ بھی ہو رہی ہیں۔ تمہیں خود تو مجھے خرید
کے دینے کی توفیق نہیں ہوئی اور اب میرا گفٹ بھی
برداشت نہیں ہو رہا؟۔۔۔ اجالا خفگی سے بولتی اس سے
دور ہونے کی مزاحمت کرنے لگی۔ وہ کتنے دن سے ابراج کو
کشمیری چوڑیوں کی ریلز بھیج کے فرمائش کر رہی تھی کہ اسے
ایسی چوڑیاں لے کر دے لیکن وہ ہمیشہ بات مذاق میں اڑا
دیتا تھا۔

ہاں نہیں ہو رہا برداشت! چلو اب اتارو انہیں۔۔۔ وہ گھمبیر

آوازیں جواب دے کر اسکے بال کان سے چھپ کر نے لگا۔

اجالا کا حسن اسے اپنی طرف مائل کر رہا تھا۔ وہ اسکے نقوش

کی دلکشی میں کھو رہا تھا۔ اجالا کی دھڑکنیں تیز ہوئیں ابراج کے

اس ایکٹ پہ۔۔ اس نے مسکارے سے بوجھل لمبی پلکیں

اٹھا کر بے ساختہ ابراج کی طرف دیکھا۔ وہ پہلے بھی کچھ

صورتحال میں بے دھیانی میں ایک دوسرے کے نزدیک ہو

جاتے تھے لیکن آج ابراج نے جانتے بوجھتے اسے اپنے

قریب کیا تھا اور اس پہ تضاد اسکا اسے چھونے اور دیکھنے کا
انداز بھی پہلے سے الگ تھا۔

کیا ہو۔۔۔ کیا ہے تمہیں؟۔۔۔ اجالا کی زبان لڑکھڑائی، دل
کانوں میں دھڑکنے لگا لیکن اس نے مزاحمت روک دی۔
شاید اسے اسکے قریب رہنا اچھا لگ رہا تھا۔ ابراج نے
بہت غور سے اسکے کٹاؤ دار ہونٹوں کی مومنٹ دیکھی تھی۔
چوڑیاں اتارو!۔۔۔ ابراج نے اجالا کا سوال نظر انداز کر
کے اس کی کمر سے ہاتھ ہٹائے، اسکی دونوں کلاتیاں اپنے
مضبوط ہاتھ میں دبوچیں اور ان چوڑیوں کو اتارنے لگا۔

پاگل ہو گئے ہو؟ کیا قصور ہے ان چوڑیوں کا؟ تمہیں میری ہر
چیز سے مسئلہ کیوں ہوتا ہے؟۔۔۔ اجالا کو بھی غصہ آیا۔ وہ
مچلتی ہوئی اس سے اپنی کلاٹیاں چھڑوا رہی تھی لیکن تب تک
وہ چوڑیوں کو نکال کر ڈسٹ بن میں پھینک چکا تھا۔

ابراج!!! یہ کیا بد تمیزی تھی؟ کیوں پھینکیں میری

چوڑیاں؟۔۔۔ اجالا غصے سے چلا کر اس کے چٹانی سینے پہ
مکے جڑنے لگی۔ ابراج نے اسے کمر سے پکڑ کے دروازے
کے ساتھ لگایا، سیکنڈوں میں دروازہ لاک کر کے وہ سر جھکا
کر اسکے ان ہونٹوں پہ قابض ہو گیا جو کب سے ہلتے ہوئے

اسکی نگاہوں کا مرکز بن رہے تھے۔ اسکی یہ جسارت اتنی غیر
متوقع اور smooth تھی کہ اجالا کے ہوش و حواس اڑ گئے۔

کلیجہ منہ کو آیا۔ مچلتا ہوا جسم ایک دم ساکت ہو گیا اور
آنکھیں خطرناک حد تک پھیل گئیں۔

وہ اس کے بالائی لب کو اپنی گرفت میں لے کر جس بے باکی
سے سک کر رہا تھا، اس نے اجالا کے وجود میں سنسنی

دوڑادی تھی۔ پھر پلک جھپکنے میں اس کی جسارت نے رخ

بدلا اور اس نے اجالا کے نیچے والے ہونٹ کو دانتوں کے

درمیان جکڑ کر اپنی زبان کی نوک اس کے منہ کے اندر داخل

کی اور اسے اسکے دانتوں پر رگڑتے ہوئے اجالا کی زبان کو
اپنے حصار میں لے لیا۔ ابراج کی زبان کی تپش اور اس کا
والہانہ لمس اجالا کے لعاب میں گھلنے لگا جس سے دونوں کی
سانسیں ایک دوسرے میں پیوست ہو گئیں۔ وہ اپنی زبان کی
حرکت سے اجالا کے منہ کا کونہ کونہ چھان رہا تھا، کبھی اس
کے دانتوں کی قطار سے ٹکرا رہا تھا تو کبھی اس کی زبان کو اپنی
زبان کے گرد لپیٹ کر سختی سے کھینچ رہا تھا۔ اس عمل سے
اجالا کے پورے وجود میں سپارک اٹھنے لگے۔

وہ بوکھلا کر اس کی قمیض زور سے اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

ابراج کا یہ نیا انداز اس سے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ گال سرخ

اناری ہو گئے۔ وہ ہموار انداز میں اس کے لبوں کی نرماہٹ

محسوس کرتا ان کا رس نچوڑتے ہوئے اپنی باتیں کہنی کو

دروازے پہ ٹکا کر سر کو مزید جھکانے لگا کیونکہ اجالا ہائیٹ میں

چھوٹی تھی۔ ابراج کی دھڑکنوں کی رفتار بھی نارمل نہیں تھی۔

یہ اس کی زندگی کی فرسٹ کس تھی اور پیش قدمی بھی نجانے

خود اچانک کیسے ہو گئی تھی۔ وہ خود نہیں جانتا تھا۔ اس کا چھپ

ہٹنے کو دل ہی نہیں کر رہا تھا۔ وہ پہلی دفعہ اجالا کی نظروں کو شرم

سے خود کے سامنے جھکتا دیکھ رہا تھا۔ اس نے آج سے پہلے
اس کے چہرے پہ بکھرتے قوس قزح کے رنگوں کا اتنے قریب
سے نوٹس نہیں لیا تھا۔ وہ اجالا کے ہونٹ اپنے تپش زدہ لبوں
میں الجھائے اس کی خوشبودار سانسیں بہت والہانہ انداز میں
خود کے اندر اتار رہا تھا۔ وہ بہت بے شرمی سے اپنی زبان کا
کھر درالمس اسکے منہ میں گھول رہا تھا۔

اجالا کی ہمت جواب دینے لگی۔ اس نے اپنی سانسوں میں
رکاوٹ محسوس کر کے ابراج کی شال کو اپنے ہاتھوں سے ہلکا
سا جھٹکا دیا۔ اسکی ٹانگیں لرز رہی تھیں۔ اپنے وزن پہ

کھڑے ہونا محال ہو رہا تھا۔ ابراج نے ہوش کرتے ہوئے
اسکے لبوں کے کناروں پر آہستگی سے اپنی مونچھیں رگڑی
اور بے اختیار اسکی نازک پنکھڑیوں کو آزادی بخش کر اسے
خمار آلود نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ اجالا اسکی طرف دیکھنے کی
ہمت کئے بغیر شرم سے پاگل ہوتی گہرے سانس بھرنے
لگی۔ اسے پہلی دفعہ خود سے شرماتے دیکھ کر ابراج شاہ کا
جاندار قہقہہ دیواروں سے ٹکرایا تھا۔ اسے خود اپنی جسارت پہ
یقین نہیں آ رہا تھا۔

یہ۔۔ کیا حرکت۔۔ تھی؟؟۔۔ اجالا نے مصنوعی غصے سے

اسکے سینے پہ مکار کے پھولتی سانسوں کے درمیان سوال

کیا۔ اسکا لہجہ لڑکھڑاہٹ تھا اور اوپر ابراج کی ہنسی نے جلتی پہ

تیل والا کام کیا تھا۔ یہ انسان ابھی غصے سے پاگل ہو رہا تھا

اور اب رومانس کر کے ہنس رہا تھا؟

اوو گاڈ۔۔ ہا ہا ہا۔۔ مجھے خود یقین نہیں آ رہا کہ میں تمہیں کس

کیسے کر سکتا ہوں۔۔۔ ابراج شاہ ہنستے ہوئے بے یقینی کے

عالم میں بولتا اجالا کی روہانسی اور لال ہوتی صورت دیکھنے لگا۔

مطلب کیسے؟ افف! تمہیں عجیب فیل نہیں ہو رہا اجالا؟
ہمارے جراثیم ایک دوسرے کے منہ میں چلے گئے ہیں
یار۔۔۔ اجالا کو منہ کے زاویے بگاڑ کے مٹھیاں مسختے دیکھ
کر ابراج کی ہنسی میں اضافہ ہوا۔ پہلی دفعہ کس کرنے کے بعد
اسے بہت اکورڈ فیلنگز آرہی تھیں۔ وہ اپنے تبصرے زبان پہ
لا کر اس عجیب سی embarrassment کو ختم کر رہا تھا۔
دفعہ ہو۔۔۔ کیا فضول بکواس لگائی ہوئی ہے۔۔۔ اسکا آخری
جملہ سن کر اجالا کا بے اختیار دل خراب ہوا اور وہ اس کے پیر

پہ اپنی ہیل مار کے ایک دم سے سنک پہ جھک کر کلی کرنے
لگی۔ شرم سے اسکے کانوں کی لوئیں تک لال ہو رہی تھیں۔
ویسے یونو واٹ، میرے جراثیم تو زیادہ خطرناک ہوں گے
کیونکہ میں نے تقریباً ایک ہفتے سے برش نہیں کیا تھا۔ چچ
چچ۔۔۔ ابراج پاگلوں کی طرح ہنستا اسکی حالت انجوائے کر
رہا تھا۔ اس نے اجالا کا دل اور خراب کرنے کے لئے یہ
جھوٹ بولا تھا۔

ابراج!!!! گندے۔۔۔ اجالارونے والی ہو گئی۔ وہ بار بار
کلی کرتی اب تھوڑا سا پانی اپنی مٹھی میں بھر کے اسکے منہ پہ
اچھالنے لگی۔

وہ تم نے سنا تو ہو گا کہ لوہا لوہے کو کاٹتا ہے؟ تو میرا ماننا ہے
کہ یہ جراثیم ہی جراثیموں پہ اٹیک کرتے ہیں۔ یہاں آؤ، تمہیں
ایک دفعہ اور کس کر کے میں خود ان جراثیموں کا نام و نشان
مٹاتا ہوں۔۔۔ ابراج نے شرارت سے اسکی کمر کو سنک کے
ساتھ لگا کر چہرہ اس پہ جھکاتے اپنا بے باک opinion پیش
کیا تو وہ دانت پیس کر اسے گھورنے لگی جسے ایک بھی

رومانٹک جملہ نہیں کہنا آتا تھا۔ اسکا جی کیا کہ زمین پہ بیٹھ کے
رونا شروع کر دے۔

ہر گز۔۔ نہیں۔۔ دور ہٹو۔۔ اجالا اسکی قربت سے خائف
ہوتی غصے اور ناراضی سے چیخ رہی تھی کہ وہ کھلکھلاتا ہوا پھر
سے گردن کو خم دے کر اسکے یا قوتی لبوں کو چومنے لگا۔ اجالا
کو اسکی دماغی حالت پہ شبہ ہوا۔ جس دن سے ان کا نکاح ہوا
تھا۔ ابراج نے پہلی دفعہ ایسی جسارتیں کی تھیں اور وہ مرنے
والی ہو رہی تھی۔

سونگھو!۔۔ بدبو۔۔ آرہی۔۔ ہے نامیرے۔۔ منہ

سے؟۔۔ وہ اسکے ہونٹوں سے اپنے لب ہٹائے بغیر انہیں

اپنے لمس سے بھگوتا ٹھہر ٹھہر کے بولتا اجالا کو آخری حد تک

زچ کر رہا تھا۔ اجالا نے اسے نروٹھے انداز میں گھورتے

ہوئے ناک سکوڑ کر سونگھنے کی کوشش کی تو اسے بالکل بدبو نہ

آئی بلکہ اسے تو ابراج کی سانسوں سے خوشبو محسوس ہو رہی

تھی جو اسکے منہ میں گھل رہی تھی۔ اجالا نے کچھ سیکنڈ کی

مہلت لینے کی غرض سے اپنا سر چھپ کرنے کی سعی کی کیونکہ

وہ اب جنونی ہو کر ان ہونٹوں پہ اپنی شدتیں نچھاوڑ کر رہا

تھا۔ اسکا ایک ہاتھ اجالا کے گال پہ جبکہ دوسرا اسکے بالوں میں

الچھ کر گرفت پکڑتا اپنے لبوں کی گستاخیاں بڑھانے لگا۔

ابراج کی زبان بے قابو ہو رہی تھی۔ اجالا کی حالت قابل

رحم نظر آنے لگی۔ وہ بے رحمی سے اسکے ہونٹوں کو چوستا

ان پہ اپنے دانتوں کا ہلکا سا دباؤ ڈال رہا تھا۔

جسٹ امیجن! ابھی ہم نے افطاری کی ہے۔ اگر ہمارے

دانتوں میں پھنسا گوشت ایک دوسرے کے منہ میں۔۔۔

وہ چند لمحوں کے لئے اپنے ہونٹ فاصلے پہ کر کے چہرے پہ

مصنوعی افسوس کے تاثرات سجاتا گھمبیر آواز میں ایک اور پرخ

چھوڑ رہا تھا کہ اجالا اسکے کندھوں اور سینے پہ لاتعداد مکے
برساتی دبی دبی آوازیں پھنکاری ”ابراج! یو اسٹوپڈ!!!“
اگر وہ رومانٹک باتیں نہیں کر سکتا تھا تو دل خراب کرنے والی
کیوں کر رہا تھا؟ اجالا کلس کر سوچتی اسکی قمیض سینے سے
مٹھیوں میں جھنجھوڑ کر شکن زدہ کر چکی تھی۔ ہنس ہنس کر
اب ابراج کی آنکھوں کے کناروں پہ پانی ٹھہر گیا تھا۔ اس
نے اپنے باپ سے سہی کہا تھا کہ وہ رومانس سیریس رہ کر تو
ہر گز نہیں کر پائے گا۔

پلیز مجھ سے ایسے مت شرماؤ اجالا! مجھے ہنسی آرہی ہے تمہارا

یہ روپ دیکھ کر۔۔ ایسے لگ رہا ہے جیسے تم نے ابھی خون

سے اپنا منہ دھویا ہے۔۔۔ اسکی روہانسی اور شرم سے لال

انگارہ صورت دیکھ کر وہ لبوں پہ ہاتھ جما کے اپنی ہنسی

روکنے کی کوشش کرتا التجائیہ انداز میں صاف گوئی سے بول رہا

تھا۔ اجالا کے ہونٹوں سے لپ اسٹک غائب تھی اور وہ

نازک پنکھڑیاں اسکی شدت سے سوجھ گئی تھیں۔

مرو یہی پر! آئندہ میرے قریب آنے کی جرات نہ کرنا ورنہ میں

قتل کر دوں گی تمہارا۔۔۔ اجالا اپنی شرم بھلا کر زمین پہ پیر

پٹک کے بچوں کی چرح چڑچڑے لہجے میں شہادت والی انگلی
اٹھا کر دھمکی دیتی دروازے کا لاک کھولنے لگی۔

وہ اجالا کی وارننگ ہوا میں اڑا کر اسکے ساتھ قدم ملاتا اسکے
ماتھے پہ جھک کے عقیدت سے اپنے بھگے ہونٹ ثبت کر
گیا۔ اسکا لمس محسوس کر کے اجالا کے انگ انگ میں سکون
لی لہر دوڑی۔ ہینڈل کھولتا ہاتھ تھم گیا اور وہ ناچاہا کے بھی
اپنی زیتونی آنکھیں اسکی ہیزل آنکھیں میں گاڑ گئی۔

لپ اسٹک کس کمپنی کی لگائی ہوئی تھی تم نے؟ بالکل اہلی کی
طرح کھٹا میٹھا سائیسٹ تھا اسکا۔۔۔ ابراج نے اسکے گیلے

ہونٹ اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے چھو کر شرارت سے
اسکو دوبارہ چھیڑا تو وہ اپنی شرمیلی مسکراہٹ بری مہارت
سے چھپا کر خفگی سے اسکا ہاتھ جھٹکتی سیکنڈوں میں دروازہ
کھول کے باہر نکل گئی۔ کیا جواب دیتی اسکے عجیب و غریب
سے سوال کا! (کیا وہ یہ نہیں بول سکتا تھا کہ تمہارے ہونٹ
کتنے میٹھے ہیں؟؟۔ اجالا نے یہاں سے فرار ہوتے ہوئے

تاسف سے سوچا)

آئندہ تم زرا لے کر دیکھنا کسی غیر سے گفت!!۔۔۔ ابراج
نے چھپے سے رعب سے آواز لگائی اور سنک کی ٹیپ بند

کرنے لگا۔ اجالا جواب دیتے بغیر اسے غصے سے گھور کے
وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ زیر لب مسکراتا ہوا خود کو ایک نظر
آئینے میں دیکھ کے اپنے بال اور شال درست کرتا قمیض کی
شکلیں چھپانے لگا جو اجالا نے سینے کے مقام پر اپنی
ہتھیلیوں سے ڈالی تھیں۔ بہت عجیب و غریب سا رشتہ تھا
ان دونوں پاگلوں کا!

تقریب ابھی تک جاری تھی۔ اجالا اپنی چہکتی نیچر کے بر
عکس یہاں وہاں پھدکنے کی بجائے ٹک کر آبگینہ شاہ اور نعیمہ

صابری کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ باقی سب اسٹیج پہ نمبرہ اور
صارم کے ساتھ شغل لگاتے انہیں چھیڑ رہے تھے لیکن اجالا
کی طبیعت ایکدم سے ڈاؤن ہوئی تھی۔ جب سے ابراج نے
اسے کس کیا تھا، اسکے بعد سے ان دونوں کا سامنا نہیں ہوا
تھا۔ اجالا میں اٹھ کر اسٹیج تک جانے کی ہمت نہیں تھی۔
کیا ہوا بیٹا؟ سب ٹھیک ہے؟۔۔۔ اجالا کو ہیڈ ڈاؤن کر کے
ٹیبل پہ رکھتے دیکھ کر آبگینہ شاہ نے اپنی سمدھن سے باتوں کا
سلسلہ روک کر فکر مندی سے بہو سے سوال کیا۔ ان کے
ہاتھ کا شفقت بھرا لمس اپنے کندھے پہ محسوس کر کے اجالا

نے بے اختیار سر اٹھایا۔ اسکی زیتونی آنکھیں تکلیف سے ہلکی
سرخ ہو رہی تھیں۔

جی آنٹی میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بس کمر میں پین ہو رہا
ہے۔۔۔ اجالا نے اپنا ایک ہاتھ کمر کے نچلے حصے اور پیٹ
کے درمیان رکھتے مدھم لہجے میں جواب دیا۔ لہجے سے کچھ
دیر پہلے والی شوخی غائب تھی۔

درد کیوں ہو رہا ہے؟ کہیں پہ گرو رتو نہیں گئی؟ کتنی دفعہ کہا
ہے اجالا کہ دیکھ کے چلا کرو لیکن نہیں تمہیں تو اندھوں کی

طرح ہی چلنا ہوتا ہے۔۔۔ نعیمہ صابری تشویش سے اسکو

ڈانٹنے لگیں تو اجالا کا جی چاہا کہ سرپیٹ لے۔

مما! میں کہیں نہیں گری ہوں یا۔۔۔ اجالا نے منہ پھولا کر

بیزاری سے جواب دیا۔ ایک تو اسکی ماں کو ہر وقت صرف

اسے ڈانٹنے کی پڑی ہوتی تھی۔

تو پھر کیوں ہو رہا ہے درد؟ سوتی بھی تو ڈھنگ سے نہیں ہو۔

پوری رات بستر پہ سانپ کی طرح رینگتی رہتی ہو اسی لئے کمر

میں بل پڑ گیا ہو گا۔۔۔ نعیمہ صابری کی آواز خفگی سے تھوڑی

بلند ہوئی جس پہ اجالا نے خفت سے ناک سکوڑتے ماتھے پہ

بل ڈالے جبکہ آبگینہ شاہ گہری نظروں سے اجالا کی حالت پہ
غور و فکر کرنے لگیں۔

مما! حد ہے ویسے آپ کی لاجک کی بھی۔۔۔ کیا آپ کو بھی ہر
مہینے کہیں گرنے سے یا کمر میں بل پڑنے سے ہی یہ انوکھا درد
نکلتا ہے؟۔۔۔ اجالا کا صبر آخر کار جواب دے گیا۔ وہ ایک
لمبا سانس بھر کر سیدھا ماں کی آنکھوں میں دیکھتی تیکھے لہجے
میں گویا ہوئی۔

وہی ہو رہا ہے جو ہر عورت کو ہوتا ہے۔ یہ درد اس بات کا
سائن ہے کہ میری ماہانہ ڈیوٹی تھوڑی دیر میں شروع ہونے

والی ہے۔ عجیب! اب بندہ نیچرل پروسیس پر بھی آپ سے
ڈانٹ تو نہ کھائے کم از کم۔۔۔ اجالا نے درد سے چڑکے عادتاً
منہ پھٹ انداز میں اپنی بات کہی تو آبکینہ شاہ نے بھی بے
اختیار اپنے لب بھینچ لیے تاکہ ہنسی ضبط کر سکیں جبکہ نعیمہ
صابری جو اب تک اسے لاپرواہی کی بنیاد پر رگید رہی تھیں،
اجالا کے اس اچانک اور دو ٹوک انکشاف پر بالکل ہی سٹیٹا
گئیں۔ انہوں نے ایک گڑبڑاتی ہوئی نظر آبکینہ شاہ پر ڈالی جو
مسکراہٹ دبانے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں۔ (ان کی
نظروں کے تعاقب میں اپنی ساس کو دیکھ کر اجالا بھی دل میں

شرمندہ سی ہوئی۔ وہ ماں کی ڈانٹ سن کر چڑتی ہوئی ساس کی
موجودگی کو تو فراموش ہی کر گئی تھی)

ہائے اللہ! دیکھو تو ذرا اس لڑکی کی زبان۔۔۔ نعیمہ صابری
نے آواز دھیمی کرتے ہوئے خجالت سے ادھر ادھر دیکھا۔
انہیں یہ ڈرتھا کہ کہیں کسی مہمان نے اجالا کی یہ ماہانہ ڈیوٹی
والی بات سن نہ لی ہو۔

بالکل اپنے باپ پر گتی ہے، ذرا شرم لحاظ نہیں ہے کہ کس کے سامنے کیا بات کرنی ہے۔۔۔ انہوں نے دانت پیستے ہوئے سرگوشی کی لیکن ان کے لہجے سے اب غصہ غائب ہو

چکا تھا اور اس کی جگہ وہ مخصوص ممٹا آگئی تھی جو ایسی

حالت میں بیٹیوں کے لیے نرم پڑ جاتی ہے۔

پہلے بتاتی تو میں تمہیں گھر ہی چھوڑ آتی۔ اب یہاں اس شور

شرابے اور ہنگامے میں کیسے سنبھاو گی خود کو؟۔۔۔ انہوں

نے اب فکر مندی سے اس کے گال پر ہاتھ رکھا جبکہ اجالانے

وہی چڑچڑا سا منہ بنا کر اپنا رخ دوسری طرف کر لیا۔ اسکی

آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی، اسے بہت بری طرح سے درد

ہو رہی تھی۔

ایسا کرتے ہیں، ابراج اسے گھر چھوڑ آتا ہے۔ ابھی تو ان
سب کے ہلے گلے اور فوٹو شوٹ میں کافی وقت لگے گا، یہ
یہاں بے آرام ہوتی رہے گی۔ گھر جا کر سکون سے لیٹے گی تو
بہتر محسوس کرے گی۔۔۔ آگینہ شاہ نے نرمی سے ماں بیٹی
کی گفتگو میں مداخلت کرتے اجالا کا سر دھیرے سے تھپتھپایا تو
اجالا کو ابراج کے ذکر پہ بے اختیار کچھ دیر پہلے والا واقعہ یاد
آیا جب وہ واجیات بنا ہوا تھا۔ کس کے دوران اسکے وہ
عجیب و غریب سے تبصرے یاد کر کے اسکا دل پھر سے
خراب ہونے لگا۔

نہیں نہیں! ابراج بیٹا کیوں زحمت کرے گا؟ میں اس کے پایا
کے ساتھ اسے لے کر گھر چلی جاتی ہوں۔۔۔ نعیمہ صابری
نے مروت میں کہا۔

نہیں اگر آپ سب ایسے اچانک جائیں گے تو باقی سب متوجہ
ہو جائیں گے۔ اجالا اور ابراج گھر سے کوئی سامان لینے کے
بہانے جائیں گے تو کسی کو فیل نہیں ہوگا۔۔۔ آبگینہ شاہ
نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روک کر سمجھانے والے
انداز میں جواب دیا۔

نہیں! میں ٹھیک ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر میں آپ سب کے
ساتھ ہی گھر واپس جاؤں گی۔ کوئی ضرورت نہیں ہے ابراج
کو بلانے کی۔۔۔ اجالا بوکھلا گئی۔ وہ فی الحال اس اسٹوپڈ کو
فیس نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ابراج جو کافی دیر سے صارم کو تنگ کرتا وقفے وقفے سے ان
کے ٹیبل پہ نگاہیں دوڑا رہا تھا، اجالا کا خراب موڈ اور اپنی ماں
اور نعمیہ صابری کے فکر مند تاثرات بھانپ کر وہ سب
دوستوں سے امپورٹینٹ کال کا بہانہ کرتا ہوا اسٹیج سے اترا

اور ان کے میز کی جانب بڑھ گیا جو قدرے دائیں طرف کارنر
میں تھا۔

شکر ہے! تم آگئے۔ میں تمہیں ہی بلانے والی تھی۔۔۔ بیٹے
کو اچانک اپنی کرسی کے قریب آکر رکتے دیکھ کے ابگینہ شاہ
تشکر بھرے انداز میں بولیں۔

کیوں؟ خیریت؟۔۔۔ ابراج نے تجسس سے آئبرو اٹھا کر
ایک نظر اجالا پہ ڈالی جو اشارے سے ابگینہ شاہ کو مزید کچھ
بولنے سے منع کر رہی تھی۔

اور ایک منٹ! تم یہاں چھپ کے کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟
سارے تمہیں اسٹیج پہ بلا رہے ہیں۔۔۔ ابکینہ شاہ کے کچھ
بولنے سے پہلے ہی ابراج نے آنکھیں سکیر کے اجالا کو مخاطب
کیا۔ (وہ اسے نارمل انداز میں بلا رہا تھا، لہجے میں اسکو کس
کرنے کی وجہ سے کسی قسم کی کوئی جھجک یا شرمندگی نہیں
تھی۔)

بیٹا اسکی طبیعت تھوڑی خراب ہے! اسے گھر چھوڑ آؤ تاکہ جا
کے تھوڑا آرام کر لے۔۔۔ اجالا لاپرواہ تاثرات کے ساتھ
کچھ بولنے والی تھی کہ ابکینہ شاہ نے ابراج کی چوڑی کلائی پکڑ

کے نرمی سے اس کو کہا۔ (اجالا نجل ہوتی دل میں اس وقت
کو کو سننے لگی جب اس کی لمبی زبان نے اپنی ماں اور ساس
کے سامنے اپنی تکلیف کا راز اگلا تھا۔)

کیوں؟ کیا ہوا اسے؟ ابھی تو ٹھیک تھی۔۔۔ ابراج شاہ نے
تفتیشی انداز میں بھنوتیں سکیر کے گہری نظروں سے اجالا کو
دیکھتے اسکی طرف قدم بڑھائے اور متفکر انداز میں اپنے ہاتھ
سے اسکا ماتھا چھوا۔ ٹمپر پچر تو نارمل تھا البتہ اسکے چہرے کی
زرد رنگت کی وجہ ابراج کو سمجھ نہ آئی۔

ٹھیک ہوں میں! یہ بس ان کا وہم ہے کہ میری طبیعت
خراب ہے۔۔۔ اجالا نے ضبط سے آنکھیں میچ کر کھولتے
ہوئے ازلی لاپرواہی سے جواب دیا۔ اس دوران اس نے
ابراج سے نظریں نہیں ملائی تھی جبکہ نعمیہ صابری نے
شرارت سے بیٹی کو یوں دیکھا جیسے اشارے سے بول رہی
ہوں کہ ”اسے بھی وہی جواب دونا جیسے مجھے دیا تھا؟“۔۔
اجالا اپنی ماں کی نظروں کا مطلب سمجھتی منہ کے زاویے
بگاڑنے لگی۔ ابراج نے اس کے ماتھے سے ہاتھ ہٹایا مگر اس
کی نظریں اب بھی اجالا کے چہرے پر جمی تھیں۔

نارمل ٹمپرچر میں بندہ ابٹن کی طرح اتنا زرد نہیں پڑتا جتنا تمہارا
تھوڑا ہوا پڑا ہے۔ چلو اٹھو! میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے
جاتا ہوں۔۔۔ ابراج نے روایتی تیکھے انداز میں کہا لیکن اس
کی آواز میں چھپی فکر صاف جھلک رہی تھی۔

نہیں۔۔۔ نہیں! مجھے کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا، میں
بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ اجالا نے ہر بڑا کر انکار کیا، اس کی
آواز میں موجود گہرا ہٹ ابراج کو مزید مشکوک کر گئی جبکہ
آبکینہ شاہ نے نچلا لب دانتوں میں دبایا۔

ایسی کیا بات ہے جو تم چھپا رہی ہو؟ کہیں کوئی چوٹ تو نہیں
لگی تمہیں، جو تم پھلے ایک گھنٹے سے یہی ٹک کے اتنی تمیز سے
بیٹھی ہوئی ہو؟۔۔۔ ابراج نے تفتیشی نظروں سے اسے سر
تا پاؤں دیکھا۔ اجالا کا جی چاہا کہ اپنی قسمت پہ ماتم کرنا شروع
کر دے۔

کوئی چوٹ ووٹ نہیں لگی ابراج! پلیز سی آئی ڈی بن کر ہر
بات کی انویسٹی گیشن نہ شروع کر دیا کرو۔۔۔ اجالا نے چڑ
کر بات کا رخ موڑنا چاہا۔

افطاری کے بعد سے اسکے پیٹ میں تھوڑا درد ہے بیٹا۔ تم

بس اسے اس کے گھر چھوڑ دو۔۔۔ آگینہ شاہ نے بات کو

سنبھال کر ابراج کو مطمئن کیا۔

تو تم سے کس نے کہا تھا کہ جنگلیوں کی طرح کھاؤ؟ کم کھانا تھا

نا۔۔ شادی کا کھانا دیکھتے ہی پاگل ہو جاتی ہو۔۔۔ ابراج نے

شرارت سے اسے ٹیز کیا تو اجالا کا جی چاہا کہ وہیں پڑے کسی

شیشے کے گلاس سے اس کا سر پھاڑ دے۔

شٹ اپ ابراج! میں نے کچھ نہیں کھایا۔۔۔ اجالا نے
دانت پیستے ہوئے اسے گھورا۔ اسے شدید درد میں ابراج کا یہ
ہنسی مذاق زہر لگ رہا تھا۔

زبان کو لگام دو۔ شوہر ہے تمہارا! تمیز سے بات کرو اس
سے۔۔۔ نعیمہ صابری نے روایتی دیسی ماں کے انداز میں
بیٹی کو گھور کے ڈانٹا۔ اجالا نے خفگی سے تلملا کر اپنی ماں کو
دیکھا جو ہر وقت ابراج کی ہی سائیڈ لیتی تھیں اور وہ تھا کہ اترا
کر فرضی کالر اچکاتا جتنا ہی نظروں سے اجالا کو دیکھتا دل جلانے

والے انداز میں مسکرا رہا تھا۔ اسے اپنی ساس بہت سویٹ
لگتی تھیں۔

ہونہہ! زبردستی کا شوہر۔۔۔ اجالا نے منہ بسورتے ہوئے
آواز اتنی دھیمی رکھی کہ صرف ابراج کے کانوں تک پہنچے۔
تو تم سے کس نے کہا ہے کہ زبردستی اس رشتے کو قائم رکھو؟
لے لو خلع اور سات کروڑ کے حق مہر سے بھی ہاتھ دھو
بیٹھو۔ آخر نقصان تو تمہارا ہی ہے نا؟۔۔۔ ابراج نے اس کے
کان میں سرگوشی سے بھی کم آواز میں جواب دے کر اسے
تنگ کیا۔ اس کے لفظوں میں چھپے طنز اور شرارت نے اجالا

کے تن بدن میں آگ لگا دی۔ اس نے تڑپ کر اسے دیکھا،
درد کی لہر ایک طرف مگر ابراج شاہ کی اس بات نے اسے
خون کے گھونٹ پینے پر مجبور کر دیا تھا۔ گولڈ ڈگر بننا اسکا
خواب تھا اور وہ تھا کہ اسے الٹے مشورے دے رہا تھا؟
(اجالا کے علاوہ ابراج کا یہ مشورہ کسی نے نہیں سنا تھا)
اسے تنگ نہیں کرو ابراج! بیچاری کی پہلے ہی درد سے جان جا
رہی ہے۔ لے کر جاؤ اسے گھر اور خبردار جو مزید تنگ کیا
تو۔۔۔ ابراج کے چہرے کے شرارتی تاثرات جبکہ اجالا کی
روہانسی صورت دیکھ کر آبکینہ شاہ سمجھ گئی تھیں کہ وہ ضرور

ان کی بہو کو تنگ کر رہا ہو گا اسلئے انہوں نے خفگی سے بیٹے کو خاموش کروا کر اجالا کو اس کے ساتھ روانہ کیا جبکہ اجالا اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے بازو پر اپنی انگلیوں کے پوروں سے غصے کا اظہار کر رہی تھی اور ابراج مسلسل مسکراہٹ کو ضبط کرتا سر کو خم دیتے اسے حال سے باہر لے جانے لگا۔

گاڑی کی خاموشی میں صرف اے سی کی ہلکی سی سرسراہٹ گونج رہی تھی۔ ابراج نے اسٹیئرنگ پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے ایک نظر اجالا پر ڈالی جو سیٹ سے لگی تقریباً دوہری

ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے کی زردی دیکھ کر ابراج کے

اندر کی تمام شرارت اب سنجیدہ فکر میں بدل چکی تھی۔

اجالا۔۔۔ اس نے دھیمے اور نرم لہجے میں پکارا۔

سچ بتاؤ! درد زیادہ ہے؟ اگر برداشت نہیں ہو رہا تو ہم کلینک

چلتے ہیں۔ خدمت کرو۔۔۔ وہ فکر سے استفسار کر رہا تھا۔

اجالا کبھی سفر میں یوں خاموش نہیں رہتی تھی، وہ تو اسکا جینا

حرام کئے رکھتی تھی۔

اجالا نے بمشکل آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ اس وقت
ہارمونز کی تبدیلی اور تکلیف نے اسے اتنا جذباتی کر دیا تھا کہ
اسے ابراج کا فکر مند چہرہ دیکھ کر رونا آنے لگا۔
نہیں جانا مجھے کہیں بھی۔۔ تمہیں کیوں اتنی فکر ہو رہی ہے؟
ابھی تو تم میرا مذاق اڑا رہے تھے۔۔ اس کی آوازیں وہ تیکھا
پن نہیں تھا بلکہ ایک بے بسی تھی۔

مذاق اپنی جگہ ہے پر تمہاری یہ حالت دیکھ کر میرا اب دماغ
گھوم رہا ہے۔ کچھ کھاؤ گی؟ افطاری ٹھیک سے کی تھی؟۔۔۔
ابراج نے سنجیدگی سے جواب دے کر ایک گہرا سانس خارج

کیا اور گاڑی کی رفتار مزید کم کر دی۔ اجالا کا اچانک سے موڈ
بدلا۔ اسے اس تکلیف میں کچھ کھٹا اور چٹپٹا کھانے کی شدید
طلب ہوئی۔

تم مجھے۔۔۔ گول گپے کھلا سکتے ہو؟۔۔۔ اجالا نے

معصومیت اور کچھ امید سے ابراج کو دیکھا۔

کیا؟۔۔۔ ابراج نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتیں۔

پاگل ہو گئی ہو؟ پیٹ میں درد ہے تمہارے اور تمہیں اس
وقت تیکھے پانی والے گول گپے کھانے ہیں؟ آئی تھنک خودکشی

کا پورا ارادہ ہے تمہارا؟۔۔۔ ابراج افسوس سے بولتا اسے
گھورنے لگا۔

تمہیں کھلانے ہیں تو کھلاؤ ورنہ لیکچر مت دو۔ میرا دل کر رہا
ہے بس!۔۔۔ اجالا نے موڈ بدلتے ہی کھڑکی سے باہر دیکھنا
شروع کر دیا جیسے ابھی رو دے گی۔

ایک شرط پہ!! پہلے ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔ پھر واپسی پہ
تمہاری فیورٹ جگہ سے کھلاؤں گا۔ پکا!!۔۔۔ ابراج نے
سودے بازی والے انداز میں اسے دیکھا۔ وہ دل میں حقیقتاً

اسکے لئے پریشان تھا۔ اجالا نے تڑپ کر رخ اس کی طرف
موڑا اور تیکھی نظروں سے اسے گھورا۔

تمہارا دماغ تو ٹھکانے ہے نا ابراج شاہ؟ میں تمہیں تب سے
کیا سمجھا رہی ہوں؟ مجھے کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا! وہ الٹا
مجھے پین کلرز دے کر میرا معدہ تباہ کر دے گا اور پھر تم کہو
گے کہ اب گول گپے نہیں ملیں گے کیونکہ تم نے دوائی کھائی
ہے۔۔۔ اجالا بگڑتے موڈ کے ساتھ غرائی۔

تو پھر درد میں مرو! مجھے کیا؟۔۔۔ ابراج نے بھی کندھے اچکا
دیئے مگر اس کی نظریں اب بھی اجالا کے مرجھائے ہوئے

چہرے پر جمی تھیں جو درد کی وجہ سے بار بار آنکھیں بھیंच رہی
تھی۔

ہاں! مرجاؤں گی تو تمہاری جان چھوٹ جائے گی نا اس
زبردستی کے رشتے سے؟ یہی چاہتے ہو تم؟۔۔۔ اجالا نے
موڈ سونگز کے زیرِ اثبات کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا اور اس
کی آوازیں اب باقاعدہ نمی اتر آئی تھی۔ ابراج شاہ کا دل
دھڑکا۔

اے!! کھلا دیتا ہوں گول گپے۔ رو کیوں رہی ہو؟۔۔۔ وہ
اسکے آنسو دیکھ کے بوکھلا گیا اور ہاتھ اسکے کندھے پہ رکھنا چاہا
لیکن اجالا نے خفگی سے جھٹک دیا۔

ہو نہہ! مجھے نہیں کھانے اب۔۔۔ بس میرے گھر چھوڑ
دو۔۔۔ اجالا نے تمللا کر رخ دوسری طرف موڑ لیا۔ اسے
اس وقت ابراج کا ہر لفظ کسی نشتر کی طرح چبھ رہا تھا۔
ابراج کچھ بولنے ہی والا تھا کہ اسی لمحے ڈیش بورڈ پر رکھا اجالا
کا فون مسلسل بجنے لگا۔ اس نے ایک آنکھ کھول کر سکرین
پر دیکھا، اسکی ماما کی کال تھی۔

فون اٹھاؤ۔۔۔ اجالا کو کال نہ اٹھاتے دیکھ کے ابراج نے

وند سکرین پہ نظریں جمائے کہا۔

انہوں نے یہی پوچھنا ہو گا کہ میں گھر پہنچ گئی ہوں یا نہیں۔

خود بتا دو کہ ابھی راستے میں ہیں۔۔۔ اجالا نے بیزاری سے ہاتھ

ہوا میں لہراتے اپنی آنکھیں موند لیں۔ ابراج نے تاسف سے

ہاتھ بڑھا کر خود ہی فون اٹھا کے اسپیکر پر ڈال دیا۔ زیادہ

ٹریفک کی وجہ سے ابھی تک وہ پہنچے نہیں تھے۔

ہیلو! اجالا؟۔۔۔ گھر پہنچ گئی ہو؟ کپڑے چینج کر لیے؟ کہیں

سے گندے تو نہیں ہوئے؟ اگر زیادہ درد ہو رہی ہے تو کچن

میں دودھ پڑا ہے، اس میں ہلدی ڈال کر پی لیا پھر ہیٹنگ
بیگ یوز کر لو، اس سے بھی سکون ملے گا۔۔۔ نعمیہ صابری
ایک ہی سانس میں سوال کرتی اسے ہدایات دینے لگیں۔
اجالا کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ اس نے آنکھیں تیزی
سے کھول کر جھپٹ کے فون چھیننا چاہا لیکن تب تک تیرکمان
سے نکل چکا تھا۔

گاڑی کے اندر ایک ایسی مہیب خاموشی چھا گئی کہ اجالا کو
اپنی ہی سانسیں بوجھل محسوس ہونے لگیں۔ اس کا چہرہ جو
درد سے زرد تھا، اب شرم اور خفت کی آگ میں تپ کر سرخ

پڑ چکا تھا۔ اس نے آہستہ سے نظریں چرا کر ابراج کی جانب
دیکھا جو ماتھے پہ پر سوچ انداز میں بل ڈالے تمام باتوں کا ربط
جوڑ رہا تھا۔

اور اپنے فضول کے موڈ سونگنز کی وجہ سے ابراج کو تنگ نہ
کرتی رہنا۔ ہم بس تھوڑی دیر میں گھر آجائیں گے۔ ٹھیک
ہے؟؟۔۔۔ اسکی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وہ مزید
بولیں۔ اجالا نے مٹھیاں بھینچ کر ابراج کے ہاتھ سے فون
جھپٹ کر ”او کے ممما“ بول کے کال کاٹ دی۔ آج کا تو دن
ہی گندا جا رہا تھا۔

اوہ تو یہ سین ہے؟۔۔۔ ابراج نے اس کے سر پہ چیت لگا

کر معنی خیزی سے کہا۔

ک۔۔ کیا مطلب۔۔۔؟۔۔۔ اجالا کا لہجہ بری طرح

لڑکھڑایا۔ اس نے فوراً نظریں چرا کر کھڑکی سے باہر سڑک کی

جانب دیکھنا شروع کر دیا۔

مطلب یہ کہ۔۔۔ ابراج نے اسٹیئرنگ پر ایک ہاتھ ڈھیلا

چھوڑا اور گہرا سانس لے کر اسے شرارت سے دیکھا۔

میں بیچار اکب سے سوچ رہا تھا کہ شاید اس کس کی وجہ سے
میرے جراثیموں نے تمہارے پیٹ میں کوئی تیزابیت پیدا کر
دی ہے لیکن شکر ہے کہ۔۔۔

ابراج!! شٹ اپ۔۔۔ اسکے بلو اس تبصرے پر اجالانے
تڑپ کر اس کا بازو نوچا۔ شرمندگی اور خفت کے مارے اس
کا چہرہ تمٹما اٹھا تھا۔

کیسے اتنا فضول اور گندا سوچ لیتے ہو۔۔۔ وہ خفگی سے اسکے
کندھے پہ تھپڑ مارنے لگی۔

کیوں؟ سچ ہی تو کہہ رہا ہوں! تمہارے اس زبردستی کے شوہر
کو تو اپنی مردانگی پر شک ہونے لگا تھا کہ کہیں میری ایک Kiss
نے تمہارا ہاضمہ تو خراب نہیں کر دیا؟ وہ تو بھلا ہو تمہاری ماما
کا، جن کی زبانی میں نے وقت سے ٹیکنیکل فالٹ سن
لیا۔۔۔ ابراج نے آئبرو اچکا کر اس کی تلملاہٹ کا مزہ لیا۔
چپ کرو بدتمیز انسان!۔۔۔ وہ اسکی زوم معنی نگاہوں اور
باتوں سے خائف ہوتی جھک کے اسکے بازو پہ زور سے اپنے
دانت گاڑ گئی۔

آہہہ! پاگل عورت! میرا بازو ضائع کرو گی کیا؟۔۔۔ ابراج
بے اختیار کراہا کیونکہ اجالا کے دانتوں کی گرفت بہت نوکیلی
اور تیز تھی۔ اس نے بمشکل اپنا بازو چھڑا کے آستین اوپر
چڑھایا جہاں اب اس کے دانتوں کے نشان گہرے سرخ ہو
چکے تھے۔

تمہارے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے! تمہاری زبان بہت چلنے
لگی ہے، اسے لگام دینے کا یہی حل ہے!۔۔۔ اجالا نے تپ
کر ڈھیٹائی سے جواب دیا۔

چڑیل! بد تمیز عورت۔۔۔ ابراج خفگی سے غراتا ایک ہاتھ
سے بمشکل سٹرینگ سنبھالتا اپنے ہونٹوں سے دوسرے بازو
پر پھونک مارنے لگا جہاں اجالا نے ظلم ڈھایا تھا۔ (ابراج کا
انداز ڈرامائی تھا۔)

بد تمیز ہو گے تم! ارے میں تو کہتی ہوں تم جیسے بد لحاظ
انسان کو کسی چڑیا گھر میں ہونا چاہیے تھا۔ پتا نہیں پاپا نے
کیا سوچ کر تمہیں میرے پلے باندھ دیا۔۔۔ وہ کڑوے لہجے
میں بدمزہ ہو کر بولی۔

پلے میں نہیں بندھا، تم میرے پلے بندھی ہو اور شکر کرو کہ
مجھ میں تمہیں برداشت کرنے کی capacity ہے۔ کوئی اور
ہوتا تو تمہیں اب تک گاڑی سے اتار چکا ہوتا۔۔۔ ابراج نے
فوراً ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

تو اتار دو نا! میں نے کب تمہاری گاڑی میں بیٹھنے کی منت کی
تھی؟ میں خود گھر چلی جاؤں گی۔ تمہاری اس منحوس گاڑی
میں بیٹھنے کا مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔ سمجھے تم؟۔۔۔ اجالا
ایک دم سے آنسو بہاتی چلا تے ہوئے چلتی گاڑی کا دروازہ
کھولنے لگی۔

اجالا! پاگل ہو گئی ہو کیا؟۔۔۔ ابراج کا دل حلق میں آگیا،
اس نے بجلی کی سی تیزی سے اسٹیئرنگ پہ گرفت مضبوط کر
کے دوسرے ہاتھ سے اجالا کا بازو پکڑ کر اسے زور سے اپنی
طرف کھینچا اور چند لمحوں میں ٹائروں کی چنگھاڑ کے ساتھ
گاڑی ایک جھٹکے سے سڑک کے کنارے روک دی۔

چھوڑو! مجھے نہیں بیٹھنا تمہاری گاڑی میں۔۔۔ وہ دیوانہ وار
اپنا ہاتھ چھڑانے لگی، اس کے آنسو اب باقاعدہ ہچکیوں میں
بدل چکے تھے۔ درد، ہارمونز کی تبدیلی اور ابراج کی باتوں نے
اسے اس وقت ذہنی طور پر تھکا دیا تھا۔

اجالا! میری طرف دیکھو۔۔۔ ابراج نے گاڑی بند کی اور فوراً

اس کے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اسے اپنی جانب موڑا۔

مجھے نہیں دیکھنا۔ نہ ہی تمہارے ساتھ گھر جانا ہے۔ میں

ٹیکسی کروا کے چلی جاؤں گی۔ اتارو مجھے یہی پر۔۔۔ نہ کرو مجھے

برداشت۔۔۔ وہ ضدی انداز میں روتی جا رہی تھی۔ اس

سے اپنے بازو آزاد کروانے کی ناکام کوشش بھی جاری

رکھی۔

بس کرو یار! میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔ ابراج نے پریشانی سے

اسکو اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔ اس کا لہجہ اب مکمل بدل چکا

تھا، اس میں وہ تیکھا پن نہیں بلکہ ایک پگھلا دینے والی نرمی
تھی۔ اجالا نے روتے ہوئے سر جھکا لیا، اس کے کندھے
لرز رہے تھے۔ ابراج نے بہت پیار سے اس کے دونوں
گالوں کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا اور اس کا چہرہ اوپر
اٹھایا۔

آئی ایم سوری۔۔۔ بس؟ اب چپ ہو جاؤ۔۔۔ ابراج نے
بہت دھیرے سے اس کی درد سے سرخ ہوتی آنکھوں پر اپنے
لب رکھ دیے۔ اجالا کا سانس ایک پل کو رکا، اس نے حیرت

سے اپنی بھیگی آنکھیں کھول کر ابراج کو دیکھا جو اس وقت
بہت سنجیدہ اور فکر مند لگ رہا تھا۔

ٹھیک سے سوری کرو۔۔۔ اجالا نے ناک سکوڑ کر نرم آواز
میں غیر متوقع فرمائش کرتے اسکی قمیض کا کالر اپنی مٹھیوں
میں جکڑا تو ابراج نے ہلکا سا ہنستے ہوئے اسکے ماتھے پہ ہونٹ
رکھ دیئے۔ اس لمس میں ایک عجیب سا سکون تھا جس نے
اجالا کے اندر اٹھنے والے طوفان کو ایک دم تھما دیا تھا۔ وہ
دونوں ہمیشہ ٹرانس کی کیفیت میں ایک دوسرے کے قریب آ
جاتے تھے اور پھر دور ہونے کا دل نہیں چاہتا تھا۔

اس کی نظریں اجالا کے نرم گلابی لبوں پر ٹھہر گئیں۔ گاڑی
کے اندر کا ماحول ایک دم سے بوجھل اور سحر زدہ ہو گیا۔
اس نے جھک کر اپنا ایک ہاتھ اجالا کی گردن کے چھپر رکھا اور
اسے دھیرے سے اپنی جانب مزید قریب کیا۔
آئی ایم سوری۔۔۔ ابراج نے بہت ہی گھمبیر اور مخمور آواز
میں سرگوشی کی اور اپنے لب اجالا کے ہونٹوں پر رکھ دیے۔
اجالا کی مٹھیوں کی گرفت اس کے کالر پر بے اختیار سخت ہو
گئی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے اس قدر قریب تھے کہ دلوں کی
دھڑکنیں ایک ہی آہنگ میں سنائی دے رہی تھیں۔ ابراج
نے بہت نرمی اور شدت کے امتزاج سے اسکے لبوں کو چوما
جیسے وہ اس کے ہر درد کو اپنے اندر سمیٹ لینا چاہتا تھا۔
جب وہ تین سے چار چھوٹی چھوٹی کسز اسکے بالائی اور نچلے
ہونٹ پہ کر کے اس سے جدا ہوا تو اجالا کا سانس بری طرح
اکھڑا ہوا تھا اور اس کے گالوں پر حیا کی سرخی چھا گئی۔ ابراج
نے اس کے ماتھے سے اپنی پیشانی ٹکائی اور ایک گہرا سانس

خارج کیا۔ (ومیار محبت کو کرنج سمجھنے والا اسے آج کتنی کسز
کر چکا تھا)

بس؟ اب یہ والا سوری قبول ہے؟۔۔۔ ابراج نے ہنوز
گھمبیر لہجے میں پوچھ کر اسکی لہراتی لٹوں کو کان کے چھپے کرتے
نرمی سے سوال کیا۔ اب اس کی آنکھوں میں وہی پرانی
شرارت کی ہلکی سی رمق واپس آچکی تھی۔

اجالا کا دل سینے میں ہتھوڑے برسا رہا تھا، گھبراہٹ اور شرم
کے مارے اس کا سانس رکنے والا ہو گیا تھا۔

ایسے۔۔ تو نہیں بولا تھا میں نے۔۔ میرا مطلب تھا کہ گول
گپے کھلاؤ۔۔ وہ اپنی سیٹ سے چپک کر نگاہیں جھکا کے
احتجاجاً گویا ہوئی۔ دل پاگلوں کی طرح تیز رفتاری سے مچلنے
لگا۔

ابراج نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنی نشست پر سیدھا
ہوتے ہوئے اسے بغور دیکھا۔ اس کے لبوں پر اب بھی
وہی ادھوری سی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔
اچھا؟ تو گول گپے کھلانے کو سوری کہتے ہیں تمہاری لغت
میں؟۔۔ چلو! یہ گول گپے والی سوری بھی ابھی ہو جائے گی

لیکن جویں نے کی ہے۔۔۔ اسے بونس سمجھ کر رکھ لو۔۔۔

ابراج نے شرارت سے کہتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔

تم۔۔۔ تم بہت عجیب ہو!۔۔۔ اجالا نے غصے سے اسے

گھورا جس پہ وہ سر کو خم دے کر ہنستا ہوا ایکسلیریٹر پر پیر کا

دباؤ بڑھانے لگا۔ کچھ منٹوں کی مسافت کے بعد ابراج نے

گاڑی ایک مشہور فوڈ اسٹال کے سامنے روکی جہاں لوگوں کا

خاصارش تھا۔

پیک کروا کے لے آتا ہوں۔ گھر جا کے کھا لینا۔

اوکے؟۔۔۔ ابراج نے گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے نارمل

انداز میں کہا جس پہ اجالا نے بنا کچھ کہے سر کو خم دے دیا۔
وہ خود بھی جلد از جلد گھر جانا چاہتی تھی تاکہ جا کے چینج کر
کے بستر میں گھس سکے۔ اس نے بیک اپ کا انتظام تو پہلے
ہی کیا ہوا تھا اسلئے وہ اپنے برانڈڈ لباس کو لے کر ریلیکس تھی
لیکن درد سے آرام نہیں مل رہا تھا۔

ابراج گول گیوں کے اسٹال پر گیا لیکن اسے وہیں سے واپس
نہ آتے دیکھ کر اجالا نے گردن گھما کے شیشے سے باہر جھانکا۔
وہ گول گپے پیک کروانے کے بعد رکا نہیں تھا بلکہ ساتھ والی
مارکیٹ کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اب اسے کیا سوچھی ہے؟۔۔۔ اجالا نے اکتاہٹ سے سوچا

اور دوبارہ سیٹ سے پشت ٹکالی۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس آیا، ایک ہاتھ میں گول گیوں کا

شاپر تھا اور دوسرے میں بیکری کا بیگ تھا۔ اس نے گاڑی

میں بیٹھتے ہی وہ دونوں چیزیں اجالا کی گود میں رکھ دیں۔ اس

نے بیگ میں جھانکا، اس میں چاکلیٹ پیسٹری اور اس کے

پسندیدہ ڈارک چاکلیٹ بارز تھے۔

میں نے میٹھا تو نہیں مانگا تھا؟۔۔۔ چاکلیٹ بارز دیکھ کر
اجالا کے منہ میں پانی آ رہا تھا لیکن اس کی اتنی کرم نوازی پر وہ
بھنویتیں سکیر کر مشکوک نظروں سے بولی۔

وہ میں تمہارے لیے لایا بھی نہیں ہوں۔ تمہیں اس حالت
میں دیکھ کر میرے اپنے موڈ سونگز سٹارٹ ہو گئے ہیں تو
اپنے لئے لے آیا۔۔۔ ابراج نے سامنے سڑک پر نظریں
جمائے نہایت ڈھٹائی سے جواب دیا۔

واٹ؟؟۔۔۔ اس کے فضول لاجک پہ اجالا نے دانت پیس
کر بیزاری سے سر جھٹکا اور باکس کھول کر پیسٹری کی خوشبو

اپنے اندر اتاری۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس پر ٹوٹ

پڑے۔

ہاں ناں! اتنی دیر سے تمہارا یہ سڑا ہوا چہرہ دیکھ دیکھ کر میرا

اپنا بلڈ پریشر لو ہو گیا ہے۔ اب چونکہ میں ڈرائیونگ کر رہا

ہوں اور مجھے فوری انرجی کی ضرورت ہے تو میری پیسٹری

نکال کر میرے منہ میں ڈالو۔۔۔ ابراج نے ایک ہاتھ

اسٹیئرنگ سے ہٹا کر پیسٹری کی طرف اشارہ کیا۔

کیوں؟ تمہارے ہاتھ نہیں ہیں؟ میں کیوں کھلاؤں؟۔۔۔ اجالا

نے ترخ کے اسے سنائیں۔

دیکھو اجالا! بحث مت کرو، میرا شوگر لیول گر رہا ہے۔ اگر
مجھے چکر آگئے تو یہ گاڑی سیدھی سامنے والے کھمبے میں
گھسی ہوگی۔۔۔ اس نے نہایت سنجیدگی سے ایسی دھمکی
دی کہ اجالا کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

تم۔۔۔ تم سچ میں پاگل ہو؟۔۔۔ اجالا نے سر پیٹ لیا۔
اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ طبعیت اسکی خراب ہو رہی ہے یا
ابراج شاہ کی؟

جلدی کرو! کھمبا قریب آ رہا ہے۔۔۔ ابراج نے شرارت
سے آنکھیں سکیر کر سامنے دیکھا۔

آتی ہیٹ یو!۔۔۔ اجالا نے کلس کر غصے سے باکس کھولا اور
پیسٹری کا ایک بڑا سا بائٹ چمچ میں بھر کر اس کے منہ کے
قریب کیا۔

کھاؤ اور مر جاؤ!۔۔۔ اس نے غصے سے وہ ٹکڑا تقریباً اس
کے منہ میں ٹھونس دیا لیکن ابراج نے بڑے سکون سے اس
کا ہاتھ تھام کر نوالہ لیا۔

اف! زبردست۔۔۔ پرفیکٹ۔۔۔ کتنی سوفٹ اور ٹیسٹی
پیسٹری ہے یہ۔۔۔ ابراج نے نوالہ نگلتے ہی بہت مزے سے
اس پیسٹری کی تعریف کی تاکہ اجالا کا بھی دل لپچائے۔ (وہ

چاہتا تھا کہ اجالا تیکھے گول گپے کھانے کی بجائے کچھ میٹھا

کھائے۔)

ایک اور بات ڈالو میرے منہ میں۔۔۔ ابراج نے فرمائش

کے۔

ہٹو! تمہارا ایک بائٹ ہو گیا ناں، بس اب چپ چاپ گاڑی

چلاؤ۔ یہ ساری میری ہے۔۔۔ اجالا نے جھٹکے سے پورا

باکس اپنی گود میں سمیٹ کے ابراج کا ہاتھ پرے دھکیلا۔

اسکا دل للچا گیا تھا۔ اسے پیسٹری کھانے میں مصروف دیکھ

کے ابراج نے مسکراہٹ دبائی۔



گاڑی بدر صابری کے پورچ میں آکر رکی تو اجالا کی جان میں
جان آئی۔ اسے اب بس اپنا بستر اور سکون چاہیے تھا۔ وہ
راستے میں ساری چاکلیٹ پیسٹری اور بارزکھا کے اپنا پیٹ
فل کر چکی تھی۔ گول گپوں کی طرف اس نے دیکھا بھی نہیں
تھا۔

ابراج نے گاڑی بند کی اور ٹیشو نکال کر اسکے ہونٹوں کے
ارد گرد لگی چاکلیٹ کو دھیرے سے صاف کرنے لگا۔ اسکے
اچانک ایکٹ پہ اجالا کی پلکیں لرزیں جبکہ چند سیکنڈوں میں

ابراج ٹیشوڈسٹ بن میں پھینک کے فوراً اتر کر اجالا کی طرف

کا دروازہ کھولتا اسکا ہاتھ پکڑ کے اسے باہر نکالنے لگا۔

تم سیدھی اوپر اپنے کمرے میں جاؤ، لائٹس وغیرہ آن کرو

اور آرام سے چینج کر کے لیٹ جاؤ۔ میں ابھی آتا ہوں۔

یہیں ہوں میں۔۔۔ اس نے بہت دھیمے اور سنجیدہ لہجے میں

کہا تو اجالا نے بس ایک تھکا ہوا اثبات میں سر ہلایا اور بوجھل

قدموں سے سیرٹھیاں چڑھنے لگی۔

ابراج اسکے ساتھ ہی اندر لاؤنج میں داخل ہوتا اسے اوپر
جاتے دیکھتا رہا جب تک وہ کمرے میں غائب نہیں ہو گئی
تھی۔ پھر اس نے رخ کچن کی طرف موڑا۔

یہ وہی ابراج شاہ تھا جس نے زندگی میں کبھی اپنے لیے پانی کا
گلاس خود نہیں بھرا تھا۔ جس کے ایک اشارے پر نوکروں
کی فوج حاضر رہتی تھی لیکن اس وقت وہ کچن میں اکیلا کھڑا
تھا۔ اس نے شیلف پر رکھا پین اٹھایا، فریج سے دودھ نکالا
اور اسے چولہے پر رکھ دیا۔

نیم گرم ہوتے دودھ کو وہ بہت غور سے دیکھتا شاید کوئی
سائنسی تجربہ کر رہا تھا۔ اس نے چٹکی بھر ہلدی اٹھائی اور
بڑی احتیاط سے اسے دودھ میں شامل کر دیا۔ اسے نعیمہ
صابری کی کال پہ اجالا کو کہی باتیں یاد آرہی تھیں کہ اجالا کو اس
وقت اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ چمچ ہلاتے
ہوئے وہ خود بھی حیران تھا کہ وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے
لیکن اجالا کی وہ تکلیف والی شکل اس کی تمام انا اور سستی پر
بھاری پڑ گئی تھی۔

کچھ دیر بعد جب ہلدی والا دودھ تیار ہو گیا، اس نے اسے مگ
میں انڈیلا اور ٹرے لے کر اوپر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔
کمرے کا دروازہ نیم وا تھا، اندر لائٹس کی روشنی پھیلی ہوئی
تھی۔ اجالا اپنا لباس تبدیل کر کے اب بستر پر چادر اوڑھ کر
لیٹی ہوئی تھی، اس کی آنکھیں بند تھیں مگر چہرے پر اب بھی
درد کی تھکن واضح تھی۔ (لباس تبدیل کرنے کے دوران
اسے معلوم ہوا تھا کہ اس کا شک درست تھا۔ اس کی ماہانہ
ڈیوٹی سٹارٹ ہو گئی تھی۔ شکر ہے کہ اس نے شادی پہ
جانے سے پہلے حفاظتی اقدامات کا انتظام کیا ہوا تھا۔)

ابراج بہت خاموشی سے کمرے میں داخل ہوا اور ٹرے بیڈ

سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔

اجالا؟۔۔۔ اسے آنکھیں موندے دیکھ کر ابراج نے سرگوشی

کی۔

اجالا نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا، اس کی نظر

پہلے ابراج کے چہرے پر اور پھر اس کے ہاتھ میں موجود

دودھ کے مگ پر پڑی۔ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جو

شخص پانی خود نہیں پیتا تھا، وہ اس کے لیے کچن میں جا کر

دودھ تیار کر کے لایا تھا۔

یہ پی لو! تمہاری ممانے کہا تھا کہ اس سے تمہیں سکون ملے
گا۔۔۔ اس نے مگ اس کی طرف بڑھایا اور خود بیڈ کے
کنارے بیٹھ گیا۔

تم نے خود بنایا ہے؟۔۔۔ اجالا نے حیرت زدہ آواز میں
پوچھا۔

نہیں! آسمان سے فرشتے اترے تھے میرے کچن میں میری
مدد کرنے کے لیے۔۔۔ ابراج نے وہی پرانا طنزیہ لہجہ اپنایا
مگر اس کی آنکھوں میں اجالا کے لیے فکر صاف جھلک رہی
تھی۔

پاگل۔۔۔۔۔ اجالا نے بڑبڑا کر خفت سے مگ تھام لیا۔
گرم دودھ کی تپش اس کے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی اس کے
دل تک پہنچ رہی تھی۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ ابراج کا یہ
لاپرواہ روپ صرف ایک ڈھال ہے، اندر سے وہ اس کا کتنا
خیال رکھنے والا شوہر ثابت ہو رہا ہے۔

اجالا نے بہت غور سے اس کے نقوش کا جائزہ لیتے دودھ کا
گھونٹ بھرا جبکہ وہ اپنے گلے کے گرد سے شال نکال کر خود
سے فاصلے پہ گول مول کر کے رکھتا قمیض کے سلیوز فولڈ
کرنے میں مصروف تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ پیار تو نہیں ہو گیا مجھ سے؟؟۔۔۔

اجالا کو دودھ کے چھوٹے چھوٹے سب لینے کے دوران
مسلسل اپنی طرف دیکھتا پا کے وہ شوخ انداز میں سوال کرتا
اسکے بیڈ پہ آڑے ترچھے انداز میں لیٹ گیا۔ اجالا نے بے
ساختگی کے عالم میں کھلکھلاتے ہوئے ایک تکیہ اٹھا کر اسکے
منہ پہ مارا جسے ابراج نے اپنی گردن کے نیچے رکھ لیا۔
پیار تو خیر ابھی نہیں ہوا لیکن پہلے جتنے برے بھی نہیں لگ
رہے تم۔۔۔ اجالا نے کندھے اچکا کے جواب گول کیا۔

ابھی نہیں ہوا؟ تو مطلب فیوچر میں ہو سکتا ہے؟۔۔۔

ابراج کہنی پہ سرٹکا کر کروٹ کے بل ہوتا اسے کریدنے لگا۔

اسکا لہجہ ہنوز شرارتی تھا۔

لو بھلا۔۔۔ فیوچر کا کس کو پتا ہوتا ہے؟ میں کوئی نجومی تھوڑی

ہوں۔۔۔۔۔ اجالانے اسکی عقل کو ہاتھ مارا۔ وہ دودھ کا آدھا

مگ پی کر سکون محسوس کر رہی تھی۔

نہیں مطلب اپنے بارے میں prediction تو کوئی بھی کر

سکتا ہے۔ کیا مجھے دیکھ کر تمہارے دل کو کچھ کچھ نہیں

ہوتا؟۔۔۔ ابراج نے آخری جملہ ڈرامائی انداز میں بولتے

اسے آنکھ دبا کے تنگ کیا۔

کم آن ابراج۔۔۔ اجالا اسکے بے تکے سوال پہ قہقہہ لگا اٹھی۔

(ابھی کہ اسکے دل کو واقعی کچھ کچھ ہو رہا تھا)

تم نکاح کے لئے انکار بھی کر سکتی تھی۔ ہنگامہ کر دیتی تو

کوئی تمہیں فورس نہ کرتا لیکن نکاح خواں کے پوچھنے پر تم نے

شور نہیں ڈالا تھا۔ کیوں؟ سچ سچ بتاؤ؟۔۔۔ ابراج اب

پرسوج انداز میں سوال کرتا اسے کھوج رہا تھا۔ جس دن سے

ان کا نکاح ہوا تھا۔ وہ بہت دنوں بعد یوں ٹھہر کے بات کر رہے تھے۔

شور تو تم نے بھی نہیں ڈالا تھا؟ اسکا میں کیا مطلب سمجھوں؟۔۔۔ اجالا نے گڑبڑا کے الٹا سوال کیا۔

شش!! پہلے میں نے پوچھا ہے تو شرافت سے جواب دو۔۔۔
ابراج نے رعب سے کہا۔

وہ کیا ہے ناکہ میں۔۔۔۔۔ اجالا نے مگ سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور آگے جھک کر ابراج کے قریب ہوتی سرگوشی میں بولتی اسے

ٹھٹھکنے پہ مجبور کر گئی۔ وہ سانس تک روک گیا اسکی نزدیکی

پہ۔۔

میں حق مہر کی اتنی تگڑی اماؤنٹ سن کر لالچ میں آگئی تھی
ابراج۔۔ تو میرے پاس تمہیں قبول کرنے کے علاؤہ اور
کوئی آپشن نہیں بچا تھا۔۔۔ اجالا آنکھیں مٹکا کر مصنوعی
معصومیت سے بولتی اسکا کالرد درست کرتی ابراج کو دانت
کچکچانے پہ مجبور کر گئی۔ (اس نے کیوں اس کھسکی ہوئی
عورت سے اچھے جواب کی توقع کر لی تھی؟)

ابراج کے جھنجھلاتے تاثرات دیکھ کے وہ قہقہہ لگا اٹھی۔

اب اسکا موڈ اچھا ہو رہا تھا۔

اچھا یہ ساری باتیں چھوڑو۔ ہم ایک گیم کھیلتے ہیں۔۔۔ اجالا

نے اسکے گال پہ آہستہ سے ہاتھ پھیرتے فرمائش کی۔ اسکا

انداز اب بھی ڈرامائی تھا۔ وہ ابراج کو نکاح والے ٹاپک سے

ہٹانا چاہ رہی تھی۔

کیسی گیم؟؟۔۔۔ ابراج غور سے اسکے ہاتھ کی مومنٹ دیکھتا

دھڑکتے دل سے بولا۔ اسکا لہجہ خود بخود گھمبیر ہو گیا۔ ابراج

بستر پہ آڑھا ترچھا لیٹا ہوا تھا اور اجالا اس سے دو بالشت کے

فاصلے پہ بیٹھی زرا سا چہرہ اس پہ جھکائے ہوئے تھی۔

تو گیم کچھ ایسا ہے کہ جس کے منہ سے پہلے آواز نکل گئی، وہ

ہار جائے گا۔۔۔ ٹھیک ہے؟۔۔۔ اجالا نے کوئی ریل دیکھی

تھی جسے وہ ابراج پہ امپلیمنٹ کرنے کا سوچ رہی تھی تاکہ

بوریت دور کر سکے (یہ جانے بغیر کہ وہ اسکے پورے جسم میں

سنسناہٹ کی لہریں دوڑا دے گا)

ٹھیک ہے!۔۔۔ وہ اجالا کی اس عجیب سی گیم کا سناریو سن

کر ہلکا سا ہنستا سر جھٹک گیا۔ اجالا نے اپنا ہاتھ اسکے گال سے

ہٹا لیا (جو ریل اس نے دیکھی تھی، اس میں تو لڑکے نے
لڑکی کو تھپڑ مارا تھا لیکن اجالا کا اسے منہ پہ تھپڑ مارنے کو دل نہ
کیا) اس لئے اس نے اگلے ہی لمحے اپنے ہاتھ کا مکا بنایا اور
اسکی پسلیوں کے بیچ و بیچ پوری قوت سے جھڑ دیا۔ ابراج اس
اچانک افتاد پہ حیران ہوا۔ وہ اس حملے کے لئے تیار نہیں
تھا۔ اس نے پھیلتی آنکھوں سے اجالا کو دیکھا جس نے کافی
زور سے مکا مارا تھا۔ ابراج کو ہلکا سا درد محسوس تو ہوا لیکن
اس نے دانت بھیج کر خود کو کراہنے سے روکتے اجالا کی کمر
کے گرد بازو لپیٹ لیا۔

اب میری باری ہے؟۔۔۔ ابراج نے بھاری آوازیں
مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا۔ اجالا جو اس کے رد عمل پر
ہنسنے والی تھی، ابراج کا اپنی کمرہ لیٹتا بازو اور اسے دوسرے
ہاتھ کا مکا بناتے دیکھ کے ٹھٹک گئی۔

ہاں۔۔۔ اس نے دبی دبی آوازیں کہا۔ (دل میں وہ سوچ
رہی تھی کہ اسکا پاورفل مکا کھا کے وہ صرف بے ہوش ہی
نہیں سیدھی اللہ کو پیاری ہوگی۔)
کیا تم تیار ہو؟۔۔۔ ابراج نے اپنا مکے والا ہاتھ اسکی پسلیوں
پر رکھتے شرارت سے پوچھا۔

نہیں!! میں ہار گئی۔۔۔ اجالا کھسیا نے انداز میں ہنستی اسکا
ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹانے کی سعی کرنے لگی۔ اسکا تو مقصد
ہی اپنی باری پر گیم ختم کرنے کا تھا۔ (جیسا ریل میں سیکھایا
گیا تھا۔)

ہاہاہا۔۔۔ تمہاری ایسی کی تیسی۔۔۔ ابراج نے ڈرامائی انداز
میں مصنوعی ہنسی ہنس کر اسے ایکدم خود کے پہلو میں نرم
بستر پہ گرایا اور اگلے ہی لمحے اجالا پہ وزن ڈالے بغیر سایہ فگن
ہو گیا۔۔۔

بہت چالاک سمجھتی ہونا تم خود کو؟ ہم؟۔۔۔ وہ دانت کچکچا
کر تیکھے انداز میں بولتا اسکی گردن پہ شدت سے جھک گیا۔
آہ۔۔۔ اس کے لبوں کو اپنی گردن کی جلد میں پیوست ہوتے
محسوس کر کے اجالا بے اختیار سسکی۔

ابراج کی مونچھوں کی چھب اس کے بدن میں برق رفتاری سے
بجلیاں دوڑا رہی تھی۔ یہ بہت نیا سا احساس تھا۔ ابراج
شاہ نے جتنا رومانس آج ایک دن میں کر لیا تھا، اجالا کے لئے
بالکل غیر متوقع تھا۔ وہ اسکا یہ انداز ہضم نہیں کر پا رہی

تھی۔ اس نے تو خیالات میں بھی ایسے مناظر کبھی نہیں
سوچے تھے۔

اب۔۔۔ راج۔۔۔ اجالا کے لبوں سے ٹوٹے ہوئے انداز
میں اسکا نام ادا ہوا۔

ابراج نے جواب دینے کی زحمت نہیں کی، اسکے لبوں کا لمس
اب اجالا کی گردن کے حساس حصے پر مزید گہرا اور تشنہ ہو گیا
تھا۔ اجالا نے جھپکتی پلکوں کے ساتھ اسکے کاندھوں پر
گرفت مضبوط کی، اب مزاحمت کی جگہ ایک عجیب سی سپردگی
نے جگہ لے لی تھی۔

آہ۔۔۔ ابراج نے اپنے لبوں کی جگہ دانتوں کا دباؤ اسکی جلد پہ
بڑھایا ہی تھا کہ وہ ایک دفعہ پھر سسک اٹھی۔ ابراج کے
لبوں سے بے اختیار ہنسی برآمد ہوئی۔ وہ اسکی گردن میں چہرہ
چھپا کے ہنستا ہوا اپنے دانتوں کو اور بھی اندر دھنسانے کی
سعی کرنے لگا۔ اسے ہنسی اپنی اس سوچ پہ آرہی تھی کہ وہ
اجالا کو لو باٹ دے رہا ہے؟ اس نے کبھی تصور بھی نہیں
کیا تھا کہ وہ کبھی اجالا کے ساتھ رومانس کر سکتا ہے۔

ہنس۔۔۔ کیوں۔۔۔ رہے ہو!۔۔۔ اجالا برا مناتی ہوئی اس
کے بال اپنی مٹھیوں میں بھرنے لگی۔ لہجہ اسکا ابھی تک لرز
رہا تھا۔

تمہاری گردن کی میل میرے منہ میں آرہی ہے۔ اس
لئے۔۔۔ ابراج نے اسکی شفاف سفید گردن کو ہنوز اپنے
لبوں کی گرفت میں لے کر سوغات دیتے ہوئے ہنسی دبا کر
چھیڑنے والا جواب دیا تو اجالا کے مانو تن بدن میں آگ لگ
گئی۔ کس قدر جاہل تھا یہ شخص! ہمیشہ اسکا میٹر آؤٹ کرتا

تھا۔ اجالا نے غصہ دبا کر آنکھیں میچ کے کھولتے ہوئے ایکدم
خود بھی ہنسنا شروع کر دیا۔

تم کیوں ہنس رہی ہو؟۔۔۔ ابراج نے اسکی ہنسی کی آواز
سن کر چہرہ اٹھائے بغیر متجسس انداز میں سوال کیا۔

کیونکہ تم سے بہت گندی والی سمیل آرہی ہے۔ شاور لینے کا

وقت نہیں ملا تھا تو پرفیوم کا سہارا لے لیتے؟ آخر تم جیسے بدبو

دار لوگوں کے لئے ہی تو بنائی گئی ہے پرفیوم۔۔۔۔۔ اجالا نے

ہنوز قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے اپنی چھوٹی سی ناک کو انگوٹھے اور

شہادت والی انگلی سے دبا کے افسوس سے جوابی کاروائی کی تو

ابراج اسکی گردن سے چہرہ نکال کر بے اختیار خود کو سونگھنے
لگا۔

ریلی؟ آج کے ایونٹ میں جتنے لوگ میرے گلے لگے تھے،
سب نے میری پرفیوم کا نام خصوصی طور پر پوچھا تھا اجالا
صابری!۔۔۔ وہ اپنی پرفیوم کی تیز دلکش سی مہک سونگھ کر
استہزایا انداز میں آئبرو اچکا کر اجالا سے مخاطب ہوا جو شاید
خود بھی اسکی مہنگی خوشبو کے زیر اثر تھی۔ اجالا کے لہجے
نے اس کے تاثرات کا ساتھ نہیں دیا تھا۔

اور آج کے ایونٹ میں جتنے لوگوں نے میری سراجی دار گردن
کی جھلک دیکھی تھی، سب نے میری سفید اور ملائم جلد کا
راز پوچھا تھا ابراج شاہ۔ اس لئے اوقات میں رہا کرو۔۔۔
اجالا غصے سے ہر لفظ چبا چبا کر غراتی ہوئی اسکے بال باقاعدہ
نوجنے لگی۔ اجالا کے الفاظ پہ غور کرنے پر ابراج کو اب
اسکے غصے کی سمجھ آتی تھی۔ اوہ! تو اس نے چڑکے ایسا طنز
کیا تھا؟ ابراج نے ہنستے ہوئے اجالا کی گردن کے نیچے سے
بازو ڈال کر اسکا چہرہ بستر سے تھوڑا اوپر اٹھایا اور اسکی شہ
رگ پہ اپنے دانت گاڑ دیے۔

کیا ہے اب؟ دور ہٹونا، تمہارے منہ میں تو میری میل آرہی
تھی جاہل انرومانٹک انسان! کبھی جو تم کوئی رومانٹک بات کر
لو۔۔ ہمیشہ میرا دل خراب کرتے ہو۔۔۔ اجالا کو ایکدم
سے تپ چڑھی اور وہ روانی میں اسے برا بھلا بولتی چلی گئی،
ساتھ ہی اسکا چہرہ بھی اپنی گردن سے ہٹانے کی مزاحمت
بھی کی۔

ہاہاہا۔۔ تو اور کیسے کرتے ہیں رومانس؟ آج کی تاریخ میں کوئی
سات آٹھ کسز اور دو لو بانٹس دے چکا ہوں تمہیں۔۔ کیا
ابھی بھی مجھے انرومانٹک کہنا جائز ہے؟۔۔۔ ابراج نے قہقہہ

لگا کر اسکی گردن پہ اپنے دیئے گئے دو سرخ نشانات پہ
دھیرے سے انکوٹھا پھرتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہا۔
دور ہٹو۔۔ نہیں چاہیے مجھے تمہارا یہ بے ڈھنگا رومانس۔۔۔
اجالا اب تک غصے میں تھی۔ وہ خفگی سے اسے خود پر سے
ہٹانے کی ناکام سعی کر رہی تھی۔

اچھا چلو بتاؤ نا؟ کیا کروں؟ ڈھنگ سے رومانس کیسے کرتے
ہیں؟ سیکھاؤ مجھے۔۔۔ ابراج اپنی بنیڈ اسکے پھولے گالوں پہ
رگڑتا ہوا شرارت سے بولا۔ اجالا کے گال سرخ ہوئے۔ دل

میں وہ اپنی لمبی زبان کو گالیاں دے رہی تھی۔ کیا ضرورت
تھی اس ذلیل کو شے دینے کی؟

دفعہ ہو ابراج! دماغ نہ خراب کرو میرا۔۔۔ اجالا نے حلق تر
کر کے اس کو ڈپٹا۔

اچھا چلو مجھے رومانٹک باتیں کرنے کا ایک موقع تو دو یا رہے۔ مجھے
اپنی 10th کلاس کی اردو کی غزل کا ایک شعر یاد آ رہا ہے لیکن
وہ تب ہی بولوں گا جب تم مجھے ہنس کے دیکھاؤ گی۔۔۔

ابراج اسکے دوسرے گال پہ بھی یونہی اپنی بٹیرڈ کے بال رگڑتا
ہوا بو جھل لہجے میں بولا۔ اجالا کی دھڑکنیں سرپٹ دوڑ رہی

تھیں۔ اسکی بڑھی ہوئی بٹیرڈ کے بالوں کی میٹھی سی چھبن
اسے کھلکھلانے پہ مجبور کر رہی تھی لیکن وہ منہ پہ ناراض
تاثرات سجائے اس سے چہرہ موڑے ہوئے تھی۔

مجھے نہیں ہنسنا۔ اور نہ ہی تمہاری فضول شاعری سننی
ہے۔۔۔ وہ منہ پھولا کر ناراضی سے بولی۔ جیسے ہی ابراج
کے ہاتھوں کی پوروں نے اجالا کے پیٹ اور پسلیوں کے گرد
گدگدی کا جال بنا، اجالا کی تمام تر مصنوعی ناراضگی ہوا ہو
گئی۔ وہ جو ابھی تک منہ پھلائے بیٹھی تھی، اب بے اختیار
ہنستے ہوئے بستر پر لوٹ پوٹ ہونے لگی۔

ابراج۔۔۔ پلیز۔۔۔ بابا۔۔۔ چھوڑو مجھے!۔۔۔ وہ ہنستے

ہنستے دہری ہو رہی تھی جبکہ ابراج اس کی اس بے بسی اور

کھلکھلاہٹ کا بھرپور لطف اٹھا رہا تھا۔

اس کی ہنسی کی کھنک پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔ ابراج

نے ایک دم گدگدی کرنا روکا اور اپنے بازوؤں کے حصار میں

اسے سختی سے قید کرتے ہوئے اس کے چہرے کے عین

اوپر پھر سے جھکا۔ اجالا کی سانسیں بے ترتیب تھیں، بال

بستر پر بکھرے ہوئے تھے اور چہرہ ہنسی اور شدت جذبات

سے متمتا اٹھا تھا۔

ابھی تم کہہ رہی تھی نا کہ میں رومانٹک باتیں نہیں کرتا تو سنو

پھر۔۔۔

”آج کیا بات ہے کہ پھولوں کا

رنگ، تیری ہنسی سے ملتا ہے“

ابراج نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہی مخصوص

گھمبیر اور شرارتی لہجہ اپنایا جسے سنتے ہی اجالا کا قہقہہ بلند ہوا۔

قسم لے لو مس اندھیرا! مجھے یہ شعربول کے اتنا کرج فیل ہو

رہا ہے کہ میرادل کر رہا ہے، ابھی شیشے کے سامنے کھڑے

ہو کر خود کو ایک زوردار تھپڑ ماروں۔۔۔ ابراج نے اپنا ہاتھ

ماتھے پر مارتے ہوئے اعتراف کیا تو اجالا کی ہنسی تھی کہ

رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

وہی تو! مجھے لگا شاید تمہاری روح قبض ہو گئی ہے اور کوئی

پرانے زمانے کا شاعر تمہارے اندر حلول کر گیا ہے۔۔۔

اجالا نے ہنستے ہنستے پیٹ پکڑ لیا۔

ایک اور شعر سنو۔۔۔ ابراج نے اس کے نازک لبوں پہ

انگوٹھا پھیرتے ہوئے شوخ لہجے میں فرمائش کی۔

نہیں پلیز۔۔۔ چپ کر جاؤ۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے۔۔۔۔
اجالا نے ہنسی روکنے کی سعی کرتے باقاعدہ اپنے ہاتھ اس کے
سامنے جوڑ دیئے۔

ناں ناں! آج تو میں اپنی رومانٹک باتوں سے تمہاری جان لے
کر رہوں گا۔۔۔ ابراج ہنسی ضبط کر کے اس کو چھیڑتا ہوا
پورے مزے لے رہا تھا۔ اس کے انگوٹھے کا مسلسل لمس
اپنے ہونٹوں پہ محسوس کر کے اجالا کی پلکیں رقصاں ہوئیں۔
”نازکی ان کے لب کی کیا کہتے
پنکھری اک گلاب کی سی ہے“

ابراج کے گلہ کھنکھار کر شاعرانہ انداز میں یہ مشہور غزل کا
شعربولنے کی دیر تھی کہ ان دونوں کے مشترکہ قہقوں کی آواز
پورے کمرے میں گونجنے لگی۔

اجالا شرمالے کی بجائے پاگلوں کی طرح ہنس رہی تھی جبکہ
ابراج خود اپنے اس انداز کو ہضم کرنے کی کوشش کرتا
کھلکھلاتے ہوئے اسکے بالوں میں چہرہ چھپا گیا۔

”نازکی ان کی زلفوں کی کیا کہیے

چہرہ جو بالوں میں ان کے چھپایا

اکٹھی پچاس جوتیں

میرے منہ پہ آگریں!“

ابراج نے اجالا کے ریشمی بالوں میں ایک لمبی اور گہری
سانس بھری اور پھر ایک دم چھٹکے سے سر اٹھا کر نہایت
سنجیدگی (مصنوعی) اور شاعرانہ تمکنت سے یہ شاہکار شعر
جڑا۔ یہ سننا تھا کہ اجالا ایک دفعہ پھر دیوانوں کی طرح ہنسنے
لگی۔

بند کرو اپنی یہ واحیات شاعری!! میرے بالوں میں جوئیں
نہیں ہیں۔۔۔ اجالا نے ناک پھولا کر تذبذب سے اپنے حق
میں آواز بلند کی اور اپنے بال اسکی پہنچ سے دور کرنے لگی۔

اسی لمحے اجالا کو اندرونی طور پر ایک شدید cramp محسوس
ہوا۔ اس کے نچلے پیٹ میں جیسے بجلیاں سی کوندنے لگی
تھیں۔ اس نے ہنستے ہنستے خاموشی سے اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھا
اور کراہ کو مسکراہٹ کے چھپے چھپانے کی ناکام کوشش کی۔
پیٹ درد ٹھیک نہیں ہوتی؟ ہلدی والے دودھ نے کوئی اثر
نہیں دیکھایا؟۔۔۔ ابراج ایک دم سے اسکے پیٹ پہ نرمی سے
ہاتھ پھیرتے ہوئے فکر مندی سے بولا۔ اجالا کے چہرے پہ
پورے جسم کا خون سمٹ آیا۔ (اسے درد ہو رہا تھا لیکن

ابراج کے قریب ہونے پر وہ اس درد پہ دھیان کہاں کر رہی
تھی؟)

نہیں ہو رہا اب درد۔۔۔ اجالا نے نظریں جھکا کے جھوٹ
بالا۔

یہ میری شاعری کا ہی کمال ہے کہ تمہیں اب درد نہیں ہو رہا
ورنہ دیکھا نہیں تھا کیسے تم زرد پڑ رہی تھی؟۔۔۔ اس کے
چہرے پہ بکھرے قوس قزح کے رنگ دیکھ کر ابراج جتانے
والے انداز میں بولا۔ اس کی انگلیاں اجالا کے پیٹ پر کسی

مسحور کن ردھم میں چل رہی تھیں۔ زیتونی اور ہیزل رنگ
آنکھیں ایک دوسرے میں کھوسی گئیں۔

ابر۔۔۔ ابر۔۔۔ وہ اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں کو لگام ڈالتی ابراج کو
روکنے کی غرض سے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھنے لگی۔

ش۔۔۔ ش۔۔۔ بولومت۔۔۔ ابراج نے اس کے گال پر
اپنی داڑھی کی کھر دراہٹ محسوس کرواتے ہوئے اس کے
کان کے پاس لب لائے۔

یہ لمحات اس قدر پرسکون تھے کہ دونوں کا دل بے اختیار دعا
مانگنے لگا، وقت اسی پل تھم جائے۔ ابراج نے اپنی انگشتیں

ذرا اور دباؤ کے ساتھ اس کے پیٹ پر گولائی میں گھمائیں، وہ
آہستگی سے اسکی کمر کی مساج بھی کر رہا تھا۔ اجالا کی آنکھیں
بے اختیار بند ہو گئیں اور اس نے ایک طویل سانس لی۔
درد کی وہ ٹیسیں جو ابھی کچھ دیر پہلے اسے اندر ہی اندر دہرا کر
رہی تھیں، اب ابراج کی اس لمس بھری تپش میں کہیں مدھم
پڑتی جا رہی تھیں۔

مانتی ہو پھر؟۔۔ ابراج نے شرارت سے اس کے کان کی لو
کو اپنے ہونٹوں میں دبایا۔

کیا؟۔۔۔ اجالا نے مدہوشی میں پوچھا۔

یہی کہ میراٹچ اس بد ذائقہ ہلدی والے دودھ سے ہزار گنا زیادہ
بہتر ہے۔۔۔ ابراج نے اسے اپنی باہوں کے حصار میں ذرا
اور بھینچ لیا، یہاں تک کہ اجالا کا نرم وجود اس کے سخت اور
چوڑے سینے میں جیسے گم ہونے لگا۔ ان دونوں کی دھڑکنیں
ایک دوسرے کے ساتھ تال میل بٹھانے لگی تھیں۔ اجالا
نے غور سے اسکی طرف دیکھا۔ ابراج نکاح سے پہلے کبھی
اسکے اتنا قریب نہیں آیا تھا، نہ ہی اس نے کبھی اسے ان
کمفرٹیبل فیل کروایا تھا۔ اب جب وہ قریب آیا بھی تھا تو
اجالا کو بہت کمفرٹیبل فیل ہو رہا تھا۔ اسے یہ سب غیر حقیقی

لگ رہا تھا۔ ابراج جیسا لاپرواہ نظر آتا تھا، وہ ویسا نہیں

تھا۔ اگر وہ اسے تنگ کرتا تھا تو فکر بھی کرتا تھا۔

اگر ان کا یہ رشتہ ختم ہو گیا تو؟ کیا اتنا قریب آنے کے بعد وہ

دونوں ایک دوسرے سے دور ہونے کا حوصلہ کر سکتے

ہیں؟۔۔۔ صرف اس سوچ نے ہی اجالا کا دل دہلا دیا تھا۔

اسکی آنکھیں نمی سے بھر گئیں۔

کیا ہوا؟۔۔۔ اجالا کی گیلی ہوتی پلکوں کو دیکھ کر ابراج

پریشان ہوا۔

کچھ۔۔۔ نہیں۔۔۔ اجالا نے بھیگی آوازیں جواب دے کر
زور سے اپنے بازو اسکی گردن کے گرد لپیٹے اور اپنا چہرہ اسکی
مضبوط شانے میں چھپانے لگی۔ اسکی طبعیت بھی کچھ ایسی
ہو رہی تھی کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ کبھی رونا آ رہا تھا تو کبھی
بہت زیادہ ہنسی۔۔۔

کچھ تو ہوا ہے؟ مجھے سچ سچ بتاؤ؟ زیادہ درد ہو رہا ہے؟۔۔۔
ابراج نے کروٹ بدل کر اسے نرمی سے اپنے سینے کے اوپر
منتقل کرتے ہوئے متفکرانہ لہجے میں سوالات کیے۔ اسکا یہ
نرم انداز دیکھ کر اجالا کو اور بھی رونا آنے لگا۔ اسکا دل اس

سے دور نہیں ہونا چاہتا تھا۔ ابراج کے سوا شاید کوئی بھی
دوسرا مرد اسے ایسے کمفرٹبل فیل نہیں کروا سکتا تھا۔
اجالا نے اسکی طرف دیکھے بغیر محض نفی میں سر ہلایا اور چہرہ
اسکے فراخ سینے میں چھپا کے آنسو بہانے لگی۔
اجالا؟؟؟؟۔۔۔۔۔ اسکی مدھم ہچکیوں کی آواز سن کر ابراج
اب حقیقتاً بوکھلا گیا تھا۔

تم۔۔۔ نے مجھے۔۔۔ بتایا تھا۔۔۔ کہ۔۔۔ تمہاری شادی۔۔۔
تمہارے خاندان۔۔۔ کی کسی۔۔۔ لڑکی سے۔۔۔ ہوگی۔۔۔ تو
کیا۔۔۔ میں تمہیں۔۔۔ اپنے ساتھ۔۔۔ اُن فٹ۔۔۔ نہیں

لگتی؟۔۔ شاید۔۔ تم نے۔۔ کسی اور۔۔ لڑکی کو۔۔ اپنی
لاٹف پارٹنر۔۔ کے روپ۔۔ میں سوچا۔۔ ہو؟۔۔۔۔
اجالا نے اسکی قمیض اپنی مٹھیوں میں بھینچ کر گیلی آوازیں
سوال کیا۔ ابراج نے افسوس سے گہری سانس خارج کرتے
اسے گھور کے دیکھا۔ وہ اسکی درد کو لے کر پریشان ہو رہا تھا
اور میڈیم نجانے دماغ میں کیا فضول باتیں سوچ رہی تھی؟
جب ہم دونوں نے اس رشتے کو ختم کرنے کی ٹھان لی ہے تو
آئی تھنک یہ باتیں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔۔۔ ابراج نے
مسکراہٹ دبا کر مصنوعی سنجیدگی سے جواب دیا۔

اگر یہی۔۔۔ ٹھان۔۔۔ لیا ہے۔۔۔ تو پاس۔۔۔ کیوں۔۔۔ آئے۔۔۔
ہو میرے؟۔۔۔ اجالا اسکے سینے سے چہرہ باہر نکال کر اشک
بار آوازیں غصے سے ناک پھولا کر بولی۔ ساتھ ہی مزاحمت کر
کے اس کے اوپر سے ہٹنے کی کوشش بھی کی لیکن ابراج کی
گرفت مضبوط تھی۔

تمہیں غصہ کس بات پہ آرہا ہے؟ میرا تمہارے قریب آنے
پر یا پھر ہمارا رشتہ ختم ہونے کا سوچ کر؟۔۔۔ وہ بہت غور
سے اسکے تاثرات بھانپ کر ڈائریکٹ انداز میں سوالات کرتا

اجالا کو تشویش میں مبتلا کر گیا۔ (اجالا کے گلے میں گلٹی بھر
کے معدوم ہوئی۔)

تمہارا مجھے حق مہر نہ دینے پر!۔۔۔ وہ ایک منٹ سے پہلے
اپنے ایموشنز پر قابو پا کر اس کے سینے پہ مکا جھڑتی سیخ پا لہجے
میں غرائی۔ جواب الٹا اور غیر متوقع دیا تھا اس نے۔

ہا ہا ہا۔۔ اس کے بازی پلٹنے پہ ابراج کا قہقہ بے ساختہ تھا۔ اس
نے سر اٹھا کر اجالا کے آنسو اپنے ہونٹوں سے پٹے۔ ابراج
نے اپنے چہرے پر تیکھی اور زو معنی مسکراہٹ سجائی۔

اس نے اپنے بازوؤں کا گھیرا مزید تنگ کیا، یہاں تک کہ اجالا کو

اپنے سینے پر ابراج کے دل کی دھک دھک صاف سنائی دینے
لگی۔

حق مہر کب دیا جاتا ہے، یہ پتہ بھی ہے تمہیں؟ یا بس بغیر نالج
کے رٹ لگا رکھی ہے؟۔۔۔ ابراج نے آواز کو حد درجہ گہرا
بناتے ہوئے پوچھا۔ اس کی نظریں اب اجالا کے لرزتے
لبوں پر ٹھہر گئی تھیں۔

جب رشتہ ختم کرنا ہو تب دیا جاتا ہے! تاکہ پیچھا چھوٹے
اگلے بندے سے۔۔۔ اجالا نے ہمت مجتمع کر کے اسے

جتایا حالانکہ اس کا اپنا وجود ابراج کے اتنے قریب ہونے
سے پگھل رہا تھا۔

غلط۔۔۔ بالکل غلط!۔۔۔ ابراج نے نفی میں سر ہلایا اور
اس کے چہرے کے اتنا قریب ہوا کہ ان کی ناک آپس میں
ٹکرائے لگی۔

حق مہر تو تب دیا جاتا ہے جب حق زوجیت ادا کرنا ہو! جب
ایک مرد اپنی عورت کو مکمل طور پر اپنا بنانے کا ارادہ کر لے۔
طلاق میں تو وہ محض ایک جرمانہ بن کر رہ جاتا ہے لیکن اصل
میں تو یہ اس قربت کا تحفہ ہے جو میں تمہیں اس بستر پر دوں گا

جہاں سے پھر ہم کبھی الگ نہیں ہوں گے!۔۔۔ ابراج
شاہ کے یہ الفاظ سن کر اجالا کا سانس حلق میں اٹک گیا۔
ابراج کی اس بے باکی نے اس کے ذہن کے سارے دریچے
بند کر دیے تھے۔

تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں چند پیسے دے کر فارغ کر دوں؟
رائٹ؟۔۔۔ اس نے شرارت سے اس کی ایک لٹ انگلی پر
لپیٹی اور اسے ذرا سا کھینچا۔

اتنی آسانی سے نہیں جان من! سید ابراج شاہ اتنا گھائے کا
سودا نہیں کرتا۔ میں حق مہر دوں گا ضرور لیکن اسی رات

جب تم رخصت ہو کر میری حویلی آؤ گی اور میں تمہارا
گھونگھٹ اٹھا کر تمہاری سانسوں کا خراج وصول کروں
گا۔۔۔ وہ اسکے جبرے اور گردن کے درمیان اپنا ایک ہاتھ
رکھ کر اسکا چہرہ خود پہ جھکا کے آنکھ دبا کر بولتا زور سے اسکے
ہونٹوں کا بوسہ لیتا اسے پاگل کر گیا تھا۔ اجالا نے گہرا کر
اسے دیکھا۔ کیا وہ واقعی سیریس تھا؟ یا بس اسے رخصتی اور
اس کے بعد کی حدت کے خواب دکھا رہا تھا؟

اوو شٹ!!۔۔۔ آئی ایم سوری۔۔۔ اسی لمحے روم کا
دروازہ کھولا اور عنیزہ تھکی ہوئی سانس ہوا میں خارج کرتی

اندر داخل ہوئی لیکن سامنے کا اتنا رومانٹک منظر دیکھ کے وہ
اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھتی سیٹھاتی بلند آوازیں بول کر الٹے پیر
باہر واپس جاتی دروازہ زور سے بند کر گئی۔ اجالا اور ابراج کو
جیسے کسی نے گھسیٹ کے ہوش کی دنیا میں پٹکا تھا۔ وہ اپنے
ہونٹ ابراج سے آزاد کروا کے فوراً اس کے اوپر سے اٹھی
اور گردن موڑ کے دروازے کو دیکھا۔

اومائی گاڈ۔۔۔ آپنی کیا سوچ رہی ہوں گی۔۔۔ اجالا روہانسی
آوازیں بڑبڑاتی۔ عزیزہ جاچکی تھی لیکن اجالا کا پورا وجود شرم
کے مارے کانپتا ہوا لال سرخ پڑ گیا۔ ابراج نے نچلا ہونٹ

دانتوں تلے دبایا اور بالوں میں ہاتھ پھیرتا سیدھا ہو کے بیٹھ
گیا۔ (عنیزہ اپنے ماں باپ کے ساتھ ابھی تقریب سے واپس
آئی تھی۔)

تو بولو؟ حق مہر وصول کرنے کی ہمت ہے تم میں؟ کیونکہ میں
جب وہ حق دوں گا تو بدلے میں تمہاری جان مانگ لوں
گا۔۔۔ ابراج اسکی ہڑبڑاہٹ سے محضوظ ہو کر ڈھیٹائی سے
اجالا کے بکھرے بال کان سے چھپ کر تاخماں آواز میں گویا
ہوا۔ (اسے عنیزہ کی اچانک آمد سے خفت تو ہوئی تھی لیکن
اس نے ظاہر کر کے اجالا کو اور بھی شرمندہ کرنا ضروری نہ

سمجھا)۔ اس کی زو معنی گفتگو اور بے باک نظروں نے اجالا

کو لا جواب کر دیا تھا۔

دفعہ۔۔ ہو ابراج!۔۔ شرم کرو۔۔ اپنی آگتی ہے۔۔ نکلو

یہاں سے۔۔ ماما۔۔ بھی آتی۔۔ ہوں گی۔۔۔ اجالا بوکھلا کر

اسکے شانوں پہ مکے جڑ کے خود سے فاصلے پہ کرنے لگی۔ وہ

اسکی باتیں سن کر ہی کانپ گئی تھی تو جواب کیا دیتی؟

ہاہاہا۔۔ کبھی کہتی ہو کہ میں انرومانٹک ہوں اور پھر شرما کے

بھی دکھاتی ہو؟ کیوٹ!!۔۔۔ وہ قہقہہ لگا کر شرارت سے اس

کے بال بگاڑ کے بیڈ سے اٹھتا اپنی شال اٹھا کے گلے میں ڈالتا
اسے آنکھ مار کے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

اجالا نے فوراً اپنے لباس کی بے ترتیبی کو درست کیا اور
لرزتے ہاتھوں سے دوپٹا لے کر خود پہ ڈالتی اسکی پشت کو
مصنوعی گھوریوں سے نوازا۔

وہ کمرے سے نکل گیا تھا لیکن اجالا کے چودہ طبق روشن کر
کے۔۔۔ ابراج کے جانے کے چند منٹ بعد عزیزہ کمرے میں
داخل ہوئی تو اجالا کو سر تک خود پہ چادر اوڑھے دیکھ کے قہقہہ
لگا اٹھی۔

ہاں تو بھٹی؟ میرے خیال میں کچھ لوگوں کو شادی، محبت اور
رومانس بہت کرنج لگتا تھا؟۔۔۔ عنیزہ نے دروازہ بند کر
کے بیگ صوفے پہ رکھا اور ہنستے ہوئے اس پہ میٹھا سا طنز
کرتے بیڈ کی جانب قدم بڑھائے۔ اس نے پہلی دفعہ اجالا کو
رنگے ہاتھوں پکڑا تھا تو ریکارڈ لگانا تو بنتا تھا؟
یار آپی!!۔۔۔ جیسے ہی عنیزہ نے اس کے اوپر سے چادر ہٹا
کر شرارت سے آنکھیں مٹکائیں، اجالا نے شرم سے لال
بھبھوکا ہو کر خفا انداز میں اسے پکارا۔

کتنے ڈرامے باز ہو تم دونوں؟ ہمارے سامنے کتنا لڑتے ہو
اور اکیلے میں یہ چما چاٹی کرتے زرا شرم نہ آتی؟ حیا چھو کے نہ
گزری؟۔۔۔ غیزہ ہنستی ہوئی مسلسل اجالا کو چھیڑتی اس
کے سر پہ چپت لگا رہی تھی۔

میں۔۔۔ نے نہیں۔۔۔ کیا کچھ۔۔۔ بھی!۔۔۔ وہ ہی۔۔۔ فری ہو
رہا۔۔۔ تھا۔۔۔ اجالا نے ناک بھوں چڑھا کر روہان سے لہجے
میں صفائی دی۔ غیزہ کو آج پہلی دفعہ اپنی لمبی زبان والی بہن
میں معصومیت نظر آتی تھی۔ اسے ٹوٹ کر اس پہ پیار آیا۔

فری ہوتا بھی کیوں نا؟ میری بہن پیاری ہی اتنی لگ رہی
تھی! چلو اب سارا سین بتاؤ۔۔۔ عزیزہ محبت سے اسکا گال
کھینچ کر تجسس سے بولی۔

کون۔۔۔ سا سین؟۔۔۔ اجالا کو بے ساختہ کھانسی کا دوڑا
پڑا۔ (ساتھ ہی ایک دفعہ پھر ابراج پہ قہر بھی آیا کیونکہ اس
کے علاوہ آج سب نے اسکی تعریف کی تھی۔)
آج تمہاری ڈرامے بازیاں نہیں چلنے والی! شرافت سے سب
بتاؤ۔۔۔ عزیزہ نے نرم کشن اٹھا کر آہستگی سے اسے مارا اور
اس کے پہلو میں لیٹ گئی۔

کچھ خدا کا خوف کریں آپی۔ آپ کے اور واحد بھتیو جیسا سین
نہیں ہے ہمارا۔۔ اجالا جان بچا کر شرارت سے جواب دیتی
بستر سے اٹھ کے ہاتھ روم میں جا کر بند ہوتی اپنی دھڑکنوں کو
معمول پہ لانے لگی جبکہ عزیزہ نے مشکوک انداز میں بند
دروازے کو گھور کے مسکراہٹ دبائی۔



عید میں صرف دو سے تین دن باقی تھے۔ آج ان سب
دوستوں نے اکٹھے شاپنگ کرنے کا پلان بنایا ہوا تھا لیکن اجالا
میڈیم بیڈ سے ہی نہیں اٹھی تھی۔ اسکا جانے کو دل تو کر رہا

تھا لیکن ہمت نہیں ہو رہی تھی اور کچھ ابراج نے بھی اسے
ٹیکسٹ میسج پہ منع کر دیا تھا کہ ”آرام کرے، ساتھ چلنے کی
ضرورت نہیں ہے۔“۔۔۔ اسے اجالا سے زیادہ اسکی فکر تھی۔

اجالا ساری رات اسکی باتوں کو سوچتی رہی تھی۔ دوسری
طرف ابراج بھی کوئی سکون سے نہیں سویا تھا۔ وہ سارے
لمحات یاد کرتا رہا تھا جب وہ ایک دوسرے کی سانسوں سے
بھی زیادہ قریب تھے۔ کل رات دونوں نے ہی ایک

دوسرے سے دور بہت بے چینی سے گزاری تھی۔ ایک
دوسرے کی بانہوں میں جو سکون ملا تھا، اسکے بعد الگ رہنا

سویانِ روح لگ رہا تھا۔ ابراج نے رات میں ریلز بھیج کر
اجالا کو ڈسٹرب نہیں کیا تھا کیونکہ اسے لگا کہ وہ طبیعت خرابی
کے باعث جلدی سو گئی ہوگی مگر وہ جاگتی رہی۔ چھپ
چھپ کر چادر میں شرماتی رہی اور عنیزہ اسے چھیڑ کے لطف
اٹھاتی رہی۔

ابراج اپنے سارے گروپ کے ساتھ مال میں خوار تو ہو رہا
تھا لیکن اسے اجالا کے بغیر بہت بوریت ہو رہی تھی۔ اسکا
کچھ بھی خریدنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ ماحد اور عنیزہ ایک
کپڑوں کی شاپ میں گھسے تھے، باریق اور بریقا جوتوں کی،

سماویہ اور مقاصم جیولری کی، اور نیا نوپلا جوڑا یعنی صارم
اور نمیرہ کچھ سکن کتیر پروڈکٹس دیکھ رہے تھے۔ ابراج منہ
کے زاویے بگاڑتا ان کیلزیں خود کو کباب میں ہڈی محسوس
کرتا پاس لگی لکڑی کی ایک آرام دہ بینچ پر بیٹھ گیا۔ یہاں اے
سی کی ٹھنڈک اور ایک خاص قسم کا سکون تھا۔ ابراج نے
دیوار سے ٹیک لگائی اور جیب سے فون نکال کے اجالا کی
چیٹ اوپن کر لی۔

“Mjy bohat roza lag rha hay 🥲. Tmharay to
mazay hain. Subah say kha pee rahi ho ghi”

وہ ٹانگ پہ ٹانگ جما کر اسے ٹیکسٹ بھیجتا رہیلانے کا انتظار
کرنے لگا۔ کچھ فاصلے پہ مال کے بیچ میں چوڑیوں اور روایتی
زیوروں کے چھوٹے چھوٹے اسٹالز تھے جن پہ اسکی نظریں
بارہا اٹھ رہی تھیں۔

اجالانے بیپ کی آواز سنتے ہی فوراً سے پہلے اسکا ٹیکسٹ سین
کیا جو زومعنی تھا۔ وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر بیڈ کراؤن
سے ٹیک لگانے لگی۔

“Itni bhi bhokar nahi hn 🙄. Abi to uth kay nashta

kia hay”

اجالا نے منہ پھولا کے اسکی غلط فہمی دور کی۔

“What? Seriously?”

ابراج کی حیرانگی بجا تھی۔ اجالا کہاں کچھ کھانے کو چھوڑتی تھی۔

“Han na! tm batao kia shopping ki hay abi tk?”

Meri shopping kon kr rha hay?”

اجالا نے اشتیاق سے سوال کرتے اے سی کی سپیڈ تھوڑی تیز کی۔

“Koi nai kr rha. Hm mein say kisi kay pas tmhari
shopping krny ka fazol time nahi hay. Chup kr
kay pichli Eid waly kapry pehn lena 🐱”

ابراج نے مزے اسکو تنگ کیا۔
بکو اس بند کرو!۔۔۔ اجالا کو تو تپ ہی چڑھ گئی تھی۔ وہ
وائس نوٹ میں غرائی جسے سن کر ابراج کو اپنے کان کے
پردے پھٹتے محسوس ہوئے۔

“Sharafat say meri Shopping kr Lena warna

Block kr do ghi har jaga say 😡”

اجالا نے اسکو دھمکی لگائی۔

“Who cares? 🥰”

ابراج کی ڈھیٹائی ہنوز برقرار تھی۔

“Mera Dimag pehly hi bohat Kharab hay Abraj

😊! Izzat say meri shopping kro”

اجالا دانت کچکچا کر اسے وارن کرنے لگی۔

“Okk! Size kia hay tmhara?”

ابراج نے اسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر کے ایک نظر ان

چوڑیوں کے اسٹالز پر ڈال کر اجالا کو ٹیکسٹ کیا۔ وہ اسے

کشمیری چوڑیاں دلانا چاہتا تھا (جو انیل ذلیل نے اس سے
پہلے دے کر نمبر لے لئے تھے۔)

“Kis cheez ka?”

اجالا نے نا سمجھی سے کلتیر کرنا چاہا۔

“Undergarments Ka ?”

ابراج نے دانت پیس کر چڑتے ہوئے بے باک ٹیکسٹ لکھا

اور اپنی جگہ سے اٹھ کر ان اسٹالز کی طرف بڑھنے لگا۔ اجالا

کا چہرہ شرم سے لال انگارہ ہوا۔

“ABRAJJJJJJJJJ!!!”

اجالا نچلا کب زور سے دانتوں میں دبا کر جواباً کیپٹل لیٹرز میں
صرف اسکا نام لکھ پائی۔ اتنے بے باک جواب کی امید کہاں
تھی اسے۔

“Abayy Bangles Ka size pooch rha hn 🤔”

ابراج نے ہنسی دبا کر وضاحت دیتے ہوئے ان تمام
چوڑیوں پہ آہستگی سے اپنی انگلیاں پھیریں۔ ان اسٹالرز پہ کافی
رش لگا ہوا تھا۔ وہ لڑکیوں کے جھڑمٹ میں گھسنے کی بجائے
ایک سائیڈ پہ کھڑا ہو گیا۔

“To tameez say nahi pooch skty thy? 2.5 hay 🤔”

اجالا نے خفگی سے پیدائے دیا۔

“Ohhh! Yay bangles ka bataya hay ya

undergarments ka? 🙄”

ابراج نے جانتے بوجھتے اجالا کو زومعنی میسج بھیج کر اسٹالز پر

کھڑی لڑکی کو 2.5 سائز کی چوڑیاں دیکھانے کو کہا۔

“Kuch sharam kro Abraj! Ofcourse Churrio ka hi

bataoo ghi 😡”

اجالا کا دل کانوں میں دھک دھک کرتا پاگل ہونے لگا۔

انگلیوں میں ہلکی سی لرزش ہوتی۔

“Hawww is size ki kashmiri churriyan to bohat
mehngi mil rhi hain 🥲. Mery pas itny paisy nai
hain.”

یہ صرف ابراج ہی جانتا تھا کہ وہ اسکے لئے چوڑیاں خریدتے
ہوئے کس قدر ضبط سے اپنا قہقہہ روکتا اسے تنگ کر رہا تھا۔

“Mery Haq Mehar kay paiso say Khareed Lo

Kanjooss 😊”

اجالا کا غصے سے دماغ تپنے لگا۔ بس نہیں تھا کہ فون میں گھس
کے اسکے بال کھینچے۔

“Abhi raat ko tmhain Haq mehar ki tafseel

smjhai to hay ! Bhul bi gai??”

ابراج اس کے لئے ہر رنگ میں کشمیری چوڑیوں کا سیٹ تیار
کرواتا مسکراہٹ چھپا کے کل رات والا حوالہ دینے لگا جب
وہ اسکو شک پہ شک دے کر آیا تھا۔ اجالا بلش کرتی ہوئی
کتنی ہی دیر اسکا میسج دیکھتی رہی۔ وہ لا جواب ہو گئی۔

“Dafa ho ! Ab message na aye mujay tmhara 🙄”

اجالا نے مصنوعی غصے سے پیلائے لکھا۔

“Acha sahi hay , mujay Block krny say pehly

Apny undergarments ka size to bata do? Kisi

local shop say sasta saman mil gaya to leta aoon

ga🥰”

ابراج کشمیری چوڑیوں کا پورا باکس خوبصورتی سے تیار کرواتا
ایک ہاتھ سے اس کے ساتھ میسجز پہ بات کرتا اسے زچ کر رہا
تھا تو دوسرے ہاتھ سے جیب سے اپنا والٹ نکال رہا تھا۔
اجالا کے گالوں پہ شرم اور غصے کی سرخیاں گھل گئیں۔

“Kuch sharam kro ! Roza hay tmhara Behoda

insan”

اجالانے دانتوں کو کچل کر اسے شرم دلانی چاہی۔ (اسٹالز یہ
کھڑی کتنی ہی لڑکیاں دراز قد ابراج شاہ کو چوڑیاں خریدتے
دیکھ کر مسکراتی ہوئی خیالات میں اس لڑکی پہ رشک کر رہی
تھیں جس کے لئے وہ اتنی زیادہ چوڑیاں بڑے پیار سے خرید
رہا تھا۔)

“To mein kon sa girlfriend kay sath flirt kr rha

hn? ZABARDASTI KI BIWI HO MERI 

ابراج نے اسٹالز پہ کھڑی عورت کو کئی نوٹ تھما کر باکس
والابیگ پکڑتے ہوئے جتانے والے انداز میں جواب دیا۔

“Acha to ab yay sb Cringe nai hay? Mahid

bhaiyo ko to bohat batein krty thy tm”

اجالا نے طنزیہ ٹیکسٹ لکھتے ماتھے پہ تیوریاں چڑھائیں۔

“At Least mein us ki trhan chup kay cringe andaz

mein digital kisess nai krta. Mujay Jab krni hoti

hay, MEIN BINA TIME WASTE KIAY KR LETA HN

IYKYK 😊”

ابراج تیزی سے اپنے موبائل سکرین پہ انگلیاں چلاتا ہوا آگے
بڑھتے ہوئے اسے میسج لکھتا مسلسل اپنی مسکراہٹ دبا رہا
تھا جو اجالا سے بات کرتے ہوئے اسکے چہرے کا حصہ بنی
رہتی تھی۔ اجالا اسکا میسج پڑھ کے پھر سے بلش کرنے لگی۔
اتنا بھی انرومانٹک نہیں تھا وہ! اجالا نے اپنی سابقہ سوچوں کو
ڈپٹا۔

“Tm mery liay shopping kr rhy ho ya nahi? 🤔”

اجالا نے بات بدلنی چاہی۔ (یوں جیسے اسے اسکی معنی خیز
بات سمجھ میں ہی نہ آتی ہو۔)

“NAHI🥰”

ابراج نے اٹل انداز میں انکار کر کے اجالا کو جلا کر اسکا آدھا
خون خشک کیا۔ اگلے ہی لمے اجالا نے کچھ بولے بغیر غصے
میں اسے واٹس ایپ، انسٹاگرام، فیس بک اور ایون میل
سے بھی بلاک کر دیا۔ ابراج کی ہنسی بے ساختہ تھی۔ خیر وہ
بلاک ہونے کے بعد فون جیب میں رکھ کے کپڑوں والی
دوکان میں داخل ہو گیا۔

=====

اس دفعہ تیس روزیوں پر لگا کے گزرے تھے کہ پتہ ہی نہیں
چلا تھا۔ آج چاند رات تھی لیکن ابراج آج صبح ہی کراچی
کے لئے نکلا تھا البتہ ماحد نے عید والے روز عنیزہ سے عید
ملنے کے بعد واپس جانے کا ارادہ باندھ رکھا تھا۔ ابراج اپنی ہر
چاند رات اپنے کزنز کے ساتھ بہت جوش و خروش کے
ساتھ مناتا تھا۔

اس کے کتنے ایسے میل کزنز تھے جو اسکی واپسی کا شدت سے
انتظار کر رہے تھے تاکہ اسکے ساتھ جا کے اپنے عید کے
کپڑے خریدیں اور کراچی کے چپے چپے کی خاک ابراج کی

گاڑی میں چھان کے اس کے پیسوں پہ عیاشی کریں۔ ابراج
نے عزیزہ کی مدد سے خود کو اجالا سے انبلاک تو کروا لیا تھا لیکن
ان اختتامی روزوں میں ان کی زیادہ بات نہیں ہو سکی تھی۔
اگر ہوئی بھی تھی تو اس میں بھی ابراج نے اسے تنگ کرنے
کے سوا کچھ نہیں کیا تھا۔ اس نے اجالا کی ساری شاپنگ کر
رکھی تھی لیکن اسے ستاتا رہا کہ اس نے کچھ نہیں خریدا اور
ایسے میں اجالا بھی چڑچڑی ہو کر کسی کے بھی ساتھ اپنی
شاپنگ کرنے نہ گئی۔

اسکی بہن اور تمام دوستیں مہندی لگوانے پارلر جا رہی تھیں
لیکن اجالا کو نجانے کیوں رونا آ رہا تھا۔ وہ یہ چاند رات ابراج
کے ساتھ منانا چاہتی تھی لیکن وہ تھا کہ کزنز کو ترجیح دیتا
واپس چلا گیا تھا؟ وہ بھی اس سے ملے بغیر؟ اجالا کو عجیب سی
اداسی نے آن گھیرا۔۔

عزیزہ اسے کئی دفعہ اپنے ساتھ سیلون چلنے کا بول چلی تھی
لیکن اس نے منہ بنا کے انکار کر دیا۔ وہ ابراج کے میسجز کا
انتظار کر رہی تھی اور وہ بھی شدت سے۔۔

رات کے تقریباً بارہ بجے اسے ابراج کی طرف سے کچھ
ویڈیوز موصول ہوئی تھیں جن میں اپنی حویلی کی چھت پہ اپنے
کزنز کے ساتھ آتش بازی کرتا سب سے منفرد اور دلکش لگ
رہا تھا۔ وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ اجالا خود بھی مسکراتی
ہوئی ویڈیوز زوم کر کے اسکی دلفریب ہنسی میں کھو گئی۔

“Huhh! Akely Akely Mazay kro 😊! Bohat ganday
lag rhy ho”

اجالا نے ناراضی سے اسکی ویڈیوز کا ریپلائے دیا۔

“Hahahha! Aik din aisy hi mujh say jal jal kay

Kali ho jao ghi 🥺”

ابراج نے ہنس کر پیلاٹے لکھا اور آتش بازی کا سلسلہ
جاری رکھا۔ ہویلی کی دوسری سائیڈ کے چھت پہ کھڑے صفدر
شاہ محبت بھری نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے
جس نے آتے ہی پوری حویلی میں رونق لگا دی تھی۔

“Chalo tm enjoy kro, mein sony lagi hn”

اجالا نے جواباً طنز کرنے کی بجائے بے دلی سے جواب دیا۔
اگلے ہی لمحے اسے ابراج کی طرف سے ویڈیو کال آنے لگی،

وہ اپنے کزنز سے دور ہٹ کے اس کو کال ملا رہا تھا۔ پوری
حویلی مختلف لائٹس سے جگمگاتی بہت خوبصورت لگ رہی
تھی۔ اجالا ویڈیو کال دیکھ کر تھوڑا ہڑبڑاتی کیونکہ اس وقت
وہ بہت ملگجی سی حالت میں تھی لیکن چند ہی سیکنڈوں میں
اس نے اپنے بال کانوں سے چھپے کر کے بالآخر ویڈیو کال اٹھا
لی۔

یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے اپنی؟ اور آج چاند رات ہے! اتنی
جلدی کیوں سونے لگی ہو؟۔۔۔ ابراج نے ناگواری سے

موبائل کی سکرین پہ نظر آتی اسکی سوجھی ہوئی زیتونی آنکھوں
کو دیکھا۔

کیونکہ صبح عید ہے اور مجھے جلدی اٹھنا ہے۔۔۔ اجالا نے
اسکی حویلی کے خوبصورت نظارے دیکھتے ہوئے مختصراً
جواب دیا۔ چھپے سے ابراج کے کزنز کی بھاری آوازوں کا
بہت شور آ رہا تھا۔

کیوں؟ تم نے مسجد میں عید کی نماز پڑھنے جانا ہے؟۔۔۔
ابراج نے طنزیہ لہجے میں کہتے ہوئے فون ایک کونے میں

سیٹ کیا اور ایک لمبی سی پھلجڑی سے انار کی بتی کو آگ
لگانے لگا۔

آگ سے ہٹو! مجھے تمہارے کزنز دیکھنے ہیں۔ یہ تو تم سے بھی
زیادہ پیارے ہیں۔۔۔ اجالانے اسکے طنز کو نظر انداز کر کے
لاپرواہی سے ابراج کو جلا کر گردن کو خم دے کے اسکی اگل
بغل میں نظر آتے کزنز کو جان بوجھ کر تاڑنے کی سعی کی۔
ابراج کا انار جلاتا ہوا ہاتھ تھم گیا۔

آنکھیں نکال دوں گا تمہاری!!۔۔۔ ابراج نے سر اٹھا کر
اسے گھورتے ہوئے مصنوعی غصے سے ڈپٹا۔ وہ جانتا تھا کہ

اجالا مذاق کر رہی ہے۔ اسکا سڑیل جواب سن کر اجالا کی
ہنسی بے ساختہ تھی۔

اوو تیری!!۔۔۔۔۔ انار کی بتی جلاتے ہوئے ابراج کا بایاں
ہاتھ ایک دم سے جلاتو اس نے بے اختیار کراہ بڑھتے ہوئے
فوراً اسے زمین پہ پھینک دیا جبکہ اجالا کا دل اچھل کے حلق میں
آیا۔ ہنسی ایک پل میں غائب ہوئی۔

ابراج!!!!!!۔۔۔۔۔ وہ چلائی۔ اسکی آواز اتنی اونچی تھی کہ
باقی کزنز بھی اپنی مستیاں چھوڑ کر بے اختیار ابراج کی طرف
بھاگے جو اپنا بایاں جلا ہوا ہاتھ بری طرح سے جھلا رہا تھا۔

Scene to be Continued !!



اجالا کی کال اچانک کٹ گئی تھی کیونکہ ابراج کے فون کی
بیٹری ڈیڈ ہو گئی تھی اور وہ وہاں اسے میسجز اور کالز کرتی
پاگل ہو رہی تھی۔

میری شکل کیا دیکھ رہے ہو؟ ٹھنڈا پانی لے کر آؤ بہن کے
پکوڑو وو!!۔۔۔ اپنے کزنز کو پریشانی سے خود کے گرد دائرہ
بناتے دیکھ کر ابراج اپنی کراہ حلق میں دباتا دبی دبی آواز میں
غرایا (اسکا دھیان بند ہوتے فون پہ نہیں گیا تھا اور نہ ہی شاید

اجالا کی فکر مند چیخ پر!) اسے اپنے ہاتھ میں سویاں چھبھتی ہوئی
محسوس ہو رہی تھیں۔ ان کزنز میں سے کوئی ایک میڈیکل
باکس لینے بھی بھاگا تھا جبکہ ایک برف یا ٹھنڈا پانی لینے۔۔
کیا ہوا شاہ؟ زیادہ جل گیا ہے ہاتھ؟؟۔۔۔ صفر شاہ جو کب
سے اس کو محبت سے دیکھ رہے تھے۔ اس اچانک افتاد پر
بلند آواز میں اسکی خیریت کا پوچھ کر تیزی سے اس جانب
والے چھت کی طرف بڑھنے لگے (حویلی کی تمام سائیڈز کے
چھت ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے تھے)۔ ان کا تو

کلیجہ منہ کو آگیا تھا ابراج کے ہاتھ سے انارکویوں پھسلتے دیکھ
کر۔۔۔

صرف جلا تھوڑی ہے؟ پوری کھال ادھر کر ہاتھ میں آگئی ہے
بابا جان!۔۔۔ ابراج نے درد کی شدت سے چہرہ بگاڑتے
ہوئے دہائی دی جسے سنتے ہی صدر شاہ کی تڑپ میں مزید اضافہ
ہوا۔

کس نے کہا تھا کہ آتش بازی کرتے ہوئے بھا بھی کو فون ملا؟
ایسے ہاتھ جلا کر ان کے سامنے ہیرو سے زیرو بننے کی کیا
ضرورت تھی؟۔۔۔ ابراج کے ایک چچا زاد ہم عمر کزن نے

متفکر انداز میں اسکا جلا ہوا ہاتھ دیکھ کر افسوس سے کہا۔
بکو اس نہ کر ***** (گالی) ورنہ اسی ہاتھ سے تیری ایسی تواضع
کروں گا کہ ساری عمر ہیرو اور زیرو کا فرق نہیں بھولے
گا۔۔۔ ابراج چڑ کر کوفت سے چلایا۔ اس وقت اسے سب
کی باتیں چھب رہی تھیں۔ وہ اپنی ہویلی کا لاڈلا تھا۔ سب
نے اسکو ہاتھ کا چھالا بنا رکھا تھا۔ کہاں برداشت ہو رہی تھی
اس سے یہ تکلیف؟

ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔ ہاتھ زیادہ جل گیا ہے۔۔۔ ابراج کا
ایک کزن سیگرت جوتے تلے مسل کر اس کی مضبوط کلائی

تھامتا اسکے دودھیا سفید ہاتھ کی رنگت کو لال سرخ رنگ میں
تبدیل دیکھ کر سنجیدگی سے گویا ہوا۔

میرے سے چلا بھی نہیں جا رہا یا رالا۔۔۔ اف ف بہت درد ہو
رہا ہے۔۔۔ ڈاکٹر کو گھر بلا لیں اور تم سب میری شکل دیکھنے کی
بجائے اس پہ پھونکیں مارو۔۔۔ ابراج نے خود سے چند

سال بڑے اس کزن کو جواب دینے کے بعد اپنے ہم عمروں
کزنوں کو رعب سے حکم دیتے اپنا ہاتھ ان کی طرف کیا۔

آریو شیور کہ انار نے صرف تمہارا ہاتھ ہی جلایا ہے؟ کہیں
کسی ڈھکی چھپی جگہ پہ آگ تو نہیں لگ گئی جو تم سے چلنا بھی

محال ہو رہا ہے؟۔۔۔ ابراج کو اپنی جگہ سے ہلے بغیر واویلا
کرتے دیکھ کر وہ جواباً اپنی جیب سے فون نکال کے اسے
تاسف سے دیکھتا لہجے کو معنی خیز بنا کر بولا تو سارے کزنز (جو
ابراج کے جلے ہاتھ پہ پھونکیں مار رہے تھے) کا مشترکہ قہقہہ
بلند ہوا۔

لالا!!!۔۔۔ ابراج اس کے الفاظ کے معنی سمجھ کر منہ پھولا
کے ناراضی سے چلایا۔ ابھی ان میں سے کوئی کچھ بولتا کہ
صدر شاہ ہانپتے ہوئے اس کے قریب آتے دیکھائی دیئے۔

ابھی تک یہی کیوں کھڑے ہو؟ ڈاکٹر کے پاس کیوں نہیں
گئے۔۔ دیکھو! ہاتھ کتنا زیادہ جل گیا ہے۔۔۔ صفر شاہ
پریشانی سے بیٹے کا ہاتھ دیکھ کر بولے۔ ان کی آمد پہ سارے
کزنز نے ہنسی کو فوراً حلق میں دبا کر سنجیدگی سے متفق انداز
میں سرہاں میں ہلایا۔ ٹھنڈا پانی اور میڈیکل باکس بھی آچکا تھا
لیکن ابراج ٹھیک سے کسی کو اپنا ہاتھ چھونے دیتا تو وہ اسے
ٹریٹ کرتے نا۔۔

ان سب کی جگت بازیاں بند ہوں گی تو مجھے اسپتال لے کر
جائیں گے نا بابا؟ ان کا بس نہ چلے، بریانی کھانے کے بہانے

یہی مجھے چھت سے نیچے پھینک کر میرا انتقال کروادیں اور
لالا کو دیکھیں زرا، میں نے کب سے کہا ہوا ہے کہ ڈاکٹر کو کال
کر دیں لیکن انہیں اس بات کی فکر کھائے جا رہی ہے کہ کہیں
ان کا دو روپے کا بیلنس ضائع نہ ہو جائے۔۔۔ آہ۔۔۔
ابراج نے ڈرامائی انداز میں ایک گہری سسکی بھری اور نچلا
ہونٹ لٹکا کر صفدر شاہ کو دیکھا۔

اللہ نہ کرے!۔۔۔ انتقال والی بات سن کر وہ سب یک
زبان ہو کر ابراج کو آنکھیں دیکھانے لگے۔

میں آلریڈی ڈاکٹر کو میسج کر چکا ہوں!۔۔۔ اسکا شکایتی انداز
اور بیلنس والا الزام سن کر وہ دانت پیس کے ابراج کو
گھورتے ہوئے بولا۔ وہ سب اسکے لئے فکر مند تھے لیکن
اسے باتوں میں اسلئے الجھا رہے تھے تاکہ وہ تکلیف زیادہ
محسوس نہ کرے۔

ڈاکٹر آتا ہی ہوگا۔ نیچے چلتے ہیں۔ اور میں نے کتنی دفعہ کہا
ہے کہ ایسے خطرناک کام نہ کیا کرو لیکن تم لوگ کسی بڑے
کی سنتے ہی کہاں ہو؟ اب جلا لیا نا ہاتھ۔۔۔ صفر شاہ نے
فکر اور خفگی سے ابراج سمیت باقیوں کو بھی ڈپٹا۔

امی جان کو نہیں بتائیے گا! وہ پریشان ہو جائیں گی۔۔۔

ابراج نے باپ کے ساتھ قدم ملاتے ہوئے انہیں دھیمے

انداز میں کہا۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر حویلی کی بیک سائیڈ والے کمرے میں پہنچ

چکا تھا جہاں ابراج شاہانہ انداز میں بیڈ پر نیم دراز اب بھی

اپنے کزنز کو کوسنے میں مصروف تھا۔

آرام سے ڈاکٹر صاحب! میرا ہاتھ لو ہے یا اسٹیل کا نہیں بنا

ہوا جسے آپ زور لگا کے گھمائے جا رہے ہیں۔۔۔ ابراج

نے دانتوں تلے زبان دباتے ہوئے دہائی دی جبکہ صفر شاہ
برابر میں کھڑے فکر مندی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

شاہ صاحب! صرف صفائی کر رہا ہوں۔ تھوڑی سی چھن
ہوگی، بس ہمت کیجیے۔۔۔ ڈاکٹر نے ایک پیشہ ورانہ

مسکراہٹ کے ساتھ سامان نکالا۔

تھوڑی سی؟ ابراج نے آنکھیں پھیلائیں۔

آپ کے لیے یہ تھوڑی ہوگی لیکن یہاں میری روح فنا ہو
رہی ہے۔۔۔ وہ خفگی سے منہ کے زاویے نگاڑ کے بولا جس

یہ ڈاکٹر نے مسکرا کر جراثیم کش محلول میں بھیگی روئی سے
زخم کے ارد گرد جمی ہوئی راکھ صاف کرنا شروع کر دی۔
آپ کا دماغ صحیح ہے ڈاکٹر صاحب؟ یہ آپ روئی لگا رہے ہیں
یا تیزاب چھڑک رہے ہیں؟ بابا دیکھیں نا! یہ جان بوجھ کے کر
رہے ہیں!۔۔۔ ابراج ہر بار روئی لگنے پر ایسے تڑپ رہا تھا
جیسے خدا نخواستہ اسے بجلی کے چھٹکے لگائے جا رہے ہوں۔
صبر کرو بابا کی جان۔ ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ صفر شاہ
نے فکر مندی سے ابراج کے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔ وہ

کزن جس نے ڈاکٹر کو حویلی بلایا تھا، کب سے دیوار کے ساتھ

ٹیک لگا کے یہ تماشا سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔

صفائی کے بعد ڈاکٹر نے ایک ٹھنڈی اینٹی بائیوٹک کریم کی تہہ

زخم پر لگائی۔ ٹھنڈک محسوس ہوتے ہی ابراج کی چیخ و پکار

تھوڑی کم ہوئی لیکن بڑبڑاہٹ جاری رہی۔

آخر میں ڈاکٹر نے اس کے ہاتھ پر نان اسٹک جالی رکھی اور

اس کے اوپر سفید ململ کی پٹی نہایت نفاست سے لپیٹنے

لگے۔ ابراج اب چپ چاپ اپنے سفید پٹی میں لپٹے ہاتھ کو

طرح دیکھ رہا تھا۔

ساری چاند رات خراب ہو گئی میری۔۔۔ ابراج بڑبڑا کر
منہ پھولاتا ٹیک لگانے لگا۔ (اسے تو ابھی کراچی کی سڑکوں پہ
سب کزنز کے ساتھ آوارہ گردی بھی کرنے جانا تھا)
ایک چھوٹا سا ٹائنس کا انجکشن بھی لگانا پڑے گا۔۔۔ ڈاکٹر
نے سرنج نکالتے ہوئے کہا۔

انجکشن؟ ہرگز نہیں!۔۔۔ ابراج پھرتی سے اچھل کر ڈاکٹر
سے فاصلے پر ہوا۔ وہ تو بچپن میں بھی ایک انجکشن لگواتے
ہوئے پورے اسپتال کو نچا کر رکھ دیتا تھا تو اب کیسے اتنی
آسانی سے لگوا لیتا۔

دیکھیں! یہ ضروری ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے اتنے جوان لڑکے کو

سرنج سے بوکھلاتے دیکھ کر نرمی سے سمجھایا۔

کوئی ضروری نہیں ہے! بس زرا سا ہاتھ ہی تو جلا ہے میرا،

بجلی کی ننگی تاروں کے ساتھ تھوڑی نا لگا ہوں جو انجیکشن

لگواؤں۔۔۔ ابراج شاہ جس نے ابھی تک اپنے جلے ہوئے

ہاتھ کو لے کر اتنا ہنگامہ کیا ہوا تھا، ایک دم اسے معمولی سا

زخم ڈیکلتیر کرتا مظلوم انداز میں ہاتھ اٹھانے لگا۔

اچھے بچوں کی طرح دس سیکنڈ میں بازو آگے نہ کیا تو میں مجبوراً

سب کے سامنے تمہارے کپڑے اتروا کر چھپا انجیکشن

لگو اوں گا، پھر سماج میں کیا عزت رہ جائے گی تمہاری؟ چچ
چچ۔۔۔ وہ دیوار سے ٹیک چھوڑ کر آگے بڑھا اور ابراج کے
کان میں سرگوشی نما آواز میں دھمکی دیتے اس کا بازو اپنے
مضبوط ہاتھ میں جکڑ لیا۔

آپ مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے لالا۔۔۔ ابراج اسکی معنی
خیز دھمکی سن کر تڑپتے ہوئے منہ کھول کر سرخ رنگت لئے
اسے دیکھنے لگا۔

میں آلریڈی کرچکا ہوں! ”پانچ سیکنڈ“۔۔۔ اس نے بے
نیازی سے تصحیح کرتے ہوئے باور کروایا تو ابراج اگلے ہی

لمحے انجکشن لگوانے کے لئے راضی ہو گیا۔ (ابراج کے

تینوں بڑے بھائی جو فاصلے پہ کھڑے تھی، اسکی روہانسی

صورت دیکھ کر مسکراہٹ دبانے لگے۔)

آہہ۔۔ مار ڈالو مجھے ظالموں!۔۔ ڈاکٹر نے جیسے ہی اسے

انجکشن لگایا، ابراج نے دہائی دیتے ہوئے ایسی شکل بنائی

جیسے خدا نخواستہ اسکو سزائے موت سنا دی گئی ہو۔

اس پٹی کو گिला نہیں ہونے دینا اور جب بھی درد زیادہ ہو، یہ

گولیاں لازمی لینی ہیں۔۔۔ ابراج کے تاثرات دیکھ کر ڈاکٹر

نے اپنے لبوں پہ ادٹی مسکان ضبط کر کے ہدایات دیتے
ہوئے اپنا بیگ بند کیا۔

ہو نہہ۔۔۔ ابراج نخریلے انداز میں سر جھٹک کے اپنا بازو
اس سے چھڑوا گیا جس نے زبردستی ڈاکٹر سے اسے اتنا نوکیلا
انجیکشن لگوا یا تھا۔

تقریباً پچاس روپے کا میرا بیلنس ضائع ہوا ہے! پانچ ہزار
ڈاکٹر کی فیس ہے۔۔ تو اس حساب سے ایک گھنٹے کے اندر
اندروں ہزار روپے میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر

دینا۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے والٹ سے پیسے نکال کر ڈاکٹر

کو تھمانے کے بعد مدھم آوازیں ابراج سے کہا۔

واٹ؟ دس ہزار؟۔۔۔ ابراج نے آنکھیں پھیلائیں۔

ہمم! باقی کی میری ایفرٹس کی فیس ہے۔ اگر تم سکون سے

انجیکشن لگوا لیتے تو میں شاید تھوڑی رعایت دے دیتا۔۔۔

وہ بہت ہی ریلکس انداز میں اسکو اندر تک سلگاتا سر کو خم

دے کے ڈاکٹر کو روم سے باہر لے جانے لگا۔ ابراج نے

اسکی چوڑی پشت کو آنکھیں نکال کے گھورا۔

میں ایک پائی نہیں دے رہا۔۔ شرافت سے صبح میری عیدی
تیار رکھتے گا!۔۔۔ ابراج نے چھپے سے خفگی سے آواز لگائی
جس پہ وہ کان دھرے بغیر ڈاکٹر کو لے کر جا چکا تھا۔

”ابراج تم نے فون کیوں بند کر دیا ہے؟ میرے دل کو کچھ ہو
رہا ہے۔ پلیز مجھے بتاؤ کیسے ہو تم؟ ہاتھ زیادہ جل گیا ہے؟ کچھ
بتاتے کیوں نہیں ہو تم؟“

”میری جان نکلے جا رہی ہے۔ کال کیوں بند کی تم نے“

”تم بالکل بھی اچھے شوہر نہیں ہو! تم بہت برے ہو ابراج“

”تم ایک انتہائی بد تمیز انسان ہو جسے اپنی بیوی کا کوئی خیال
نہیں ہے۔ تمہیں کسی کے ایموشنز سے کوئی فرق نہیں پڑتا!“
وہ ہچکیوں سے روتی ہوئی ابراج کو وائس میسج پہ میسج کر رہی
تھی۔ اسے سم پہ کتنی کالز کر دی تھیں لیکن ایک بھی جواب
نہیں آیا تھا۔ اسکا نمبر بند جا رہا تھا۔

”پلیز مجھے بتاؤ کہ تمہارا ہاتھ زیادہ تو نہیں جلا؟“

”ٹھیک تو ہونا تم؟“

اجالا شاید ہی آج سے پہلے کبھی اتنے برے طریقے سے روتی
تھی جیسے وہ ابھی رو رہی تھی۔ نعمیہ بیگم اور بدر صابری سو

چکے تھے اور عزیزہ باقی ساری سہیلیوں کو لے کر پار لر گئی
ابھی تک واپس نہیں آئی تھی کیونکہ وہاں سے ان کے
شوہروں نے انہیں جوائن کر لیا تھا اور ان سب نے یہ چاند
رات فجر تک اکھٹے ہی منانے کا پلان کیا ہوا تھا۔
ابراج کو کالز اور میسج کرتے ہوئے رات کے تین بج گئے
تھے، یوں ہی چار بج گئے اور پھر پانچ لیکن ابھی تک اسکی
طرف سے کوئی ریسپانس نہیں آیا تھا۔ وہ اجالا کی تکلیف سے
کتنا بے خبر تھا اور وہ تھی کہ اسکے جلے ہوئے ہاتھ کی تکلیف
سوچ سوچ کر پاگلوں کی طرح رو رہی تھی۔ وہ اڑ کر کراچی

پہنچ جانا چاہتی تھی تاکہ ایک دفعہ اسکی خیریت معلوم ہو
جائے۔ سسکیوں سے روتے روتے نجانے کب اجالا کی
آنکھ لگ گئی اور وہ یونہی تکیے اور چادر میں چہرہ چھپائے سو
گئی۔

عنیزہ اس کے سونے کے کوئی آدھے گھنٹے بعد خوشی سے پر
رونق چہرہ لئے کمرے میں داخل ہوئی۔ ماحد کے ساتھ اسکی
چاند رات بہت مزے کی گزری تھی۔ وہ اسے اسٹالز پر
گھمانے کے بعد تھوڑی دیر پر ایویسی کے لئے ہوٹل لے گیا
تھا۔ اسے اپنی جسارتوں سے اچھے سے لال کرنے اور اسکے

ہاتھوں پہ سچی مہندی دیکھ کر تعریفوں میں بے تحاشا پل
باندھنے کے بعد اس نے اسے اسکے گھر چھوڑا تھا۔
افف! یہ تو سو بھی گئی۔۔۔ پاگل کو بولا بھی تھا کہ مہندی لگوا
لے۔۔۔ عزیزہ اپنی بہن کو افسوس سے دیکھ کر بڑبڑاتی ہوئی
چینج کرنے کے لئے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔



”عید مبارک!۔۔۔ عید مبارک۔۔۔ عید مبارک“
عید کی نماز مکمل ہوتے ہی ہر سوں عید مبارک کا شور اٹھنا
شروع ہو گیا تھا۔ ابراج کل رات ہویلی کے بیک سائیڈ

والے روم میں ہی سو گیا تھا۔ پین کلرز اور انجیکشن کی وجہ
سے نیند اس پر حاوی ہو گئی تھی۔ صبح اٹھ کر اس نے شاور
لینے کے بعد پیٹی چینج کر لی تھی۔

اسکی ماں نے عید ملتے ہوئے پریشانی سے اسکی پیٹی کی وجہ
دریافت کی تو وہ بات بدل گیا۔

جلدی میری عیدی نکالیں۔ شاباش۔۔۔ مجھے عیدی دینے کے
لئے لائن میں لگیں سب۔۔۔ فی الحال شاہ ہوٹلی میں ابراج
شاہ چھوٹا ہونے کے ناطے سب سے عیدی بڑور رہا تھا اور
صفر شاہ سمیت سارے ہی بڑے خوشگوار موڈ کے ساتھ

اسکو عید دے رہے تھے۔ اسکو عیدی دے کر ہی تو انہیں
خوشی ہوتی تھی۔

ہاہ! اس دفعہ اتنی کم عیدی کیوں دے رہے ہیں۔۔۔۔
پچھلوں سالوں والی عیدوں کے مقابلے میں اس عید کی رقم
صدر شاہ کی طرف سے کم ملتے دیکھ کر ابراج نے منہ
پھولا یا۔

کیونکہ اس دفعہ تمہاری سیونٹی پر سنٹ عیدی میری بہو کے
بیگ میں جائے گی۔۔۔ صدر شاہ نے رس ملائی چمچ میں بھر
کے منہ میں ڈالتے ہوئے اسے مصنوعی سنجیدگی سے چھیڑا۔

یہ کیا بات ہوئی؟ مجھے نہیں پتہ، میری ساری عیدی نکالیں ورنہ یہ بھی پاس ہی رکھیں۔۔۔ ابراج ناراضگی سے ٹیبل پہ ہاتھ مار کے بولتا اپنے حق کے لئے آواز اٹھانا لگا۔ (اجالا کے لئے انہوں نے حق مہر کی رقم کیا کم رکھی تھی جو اب اسکی عید پہ بھی وہ میڈیم ڈاکا ڈالنے والی تھی؟)

کہہ تو آپ صحیح رہے ہیں۔ ہم سب بھی ایسا ہی کرتے
ہیں۔۔۔ ابگینہ شاہ نے بھی اس شرارت میں حصہ لے کر
ابراج کی عید والے انویلیپ سے تقریباً ستر فیصد عیدی نکال

بالکل امی جان!۔۔۔ ابراج کے تینوں بھائیوں نے سر کو خم
دے کر متفق انداز میں سر ہلایا تو ابراج کے ناراض تاثرات
میں اضافہ ہوا۔

میں ہی پاگل ہوں جو اپنے یار دوست اسلامباد میں چھوڑ کے
یہاں آپ سب کے ساتھ عید منانے آیا ہوں۔۔ میں بتا رہا
ہوں، اپنے ساتھ یہ نا انصافی میں ہرگز برداشت نہیں کروں
گا۔۔۔ ابراج شاہ کی تڑپ آسمان چھونے لگی۔ وہ بہت
زچ ہو رہا تھا اپنی عیدی کو اس قدر کم ہوتے دیکھ کر۔۔

یہ نا انصافی نہیں ہے۔ تمہاری بیوی کا حق ہے۔ کل کو جب

ان شاء اللہ تمہارے بچے آئیں گے تو یہ جو تھرٹی پر سینٹ

تمہیں ابھی ملی ہے، یہ بھی ان میں بانٹ دی جائے گی۔۔۔

صفر شاہ نے نہایت تحمل سے اپنی ہنسی دبا کر اسے اور

تنگ کیا جس پہ سب نے زور زور سے سر ہلا کے ابراج کے

تاثرات کے مزے لیتے۔

واٹ؟ آپ لوگ ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ۔۔۔

ابراج کی حیرت کی انتہاء نہ رہی اس پلاننگ کو سن کر۔

جو عید ملی ہے، اسی پہ صبر شکر کر کے ناشتہ کرو۔۔۔ صفر
شاہ نے اسکو حوصلہ دیا۔

میں نہیں کر رہا کوئی ناشتہ واشتہ۔۔۔ یہ جو مجھے فطرانہ دے کر
آپ سب نے احسان کیا ہے نا، پاس ہی رکھیں۔۔۔ وہ
ناراض ہو کر انہیں بلیک میل کرتا ہوا سب کے انویلمپ یہی
ٹیبل پہ چھوڑ کے اٹھنے لگا تو ہویلی کے تمام مکینوں کا مشترکہ
قہقہہ ڈاننگ روم میں بلند ہوا۔

اچھا رکو! دے رہے ہیں تمہاری عید۔ حوصلہ رکھو۔ اور ہاں
یاد سے ناشتہ کرنے کے بعد ہماری بہو کی ہم سب سے بات

کرواؤ۔۔۔ آگینہ شاہ نے سرعت سے پیٹے کی کلائی تھام کر
مسکراتے ہوئے اسکو واپس چٹیرہ بٹھایا تو سب ہی اب
اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ چھوڑ کر عید میں بقیاء سیونٹی
پر سنٹ بھاری رقم بھی شامل کرنے لگے جو انہوں نے
اسے تنگ کرنے کے لئے نکالی تھی۔

میرافون نہیں مل رہا می جان! ماحد اور باقی سب کو بھی
ابھی عید کی مبارک دینی ہے مجھے۔۔۔ ابراج نے ان سب
سے کھلکھلا کر اب بھاری ہوتے انویپس تھامتے ہوئے
مصروف انداز میں جواب دیا۔ وہ جب سے اٹھا تھا، تب سے

اپنا فون ڈھونڈ رہا تھا لیکن اسے کہیں نہیں مل رہا تھا اور نہ ہی
یہ یاد آ رہا تھا کہ لاسٹ ٹائم اس نے فون کہاں رکھا تھا؟
جب وہ ناشتہ کر کے ٹیبل سے اٹھا تو بالآخر دماغ پہ زور ڈالنے
سے یاد آ ہی گیا کہ کل رات تو فون چھت پہ ہی رہ گیا تھا۔
اجالا سے بات بھی ٹھیک سے نہیں ہو پائی تھی۔ اس نے
ملازمہ کو موبائل لینے چھت پر بھیجا اور اسے اپنے روم میں
چارجر پہ لگانے کا حکم دے کر گاڑی کی چابیاں اٹھاتا اپنے
کمرز کی طرف نکل گیا جن سے اسکی چاند رات پر یا صبح مسجد
میں ملاقات نہیں ہو پائی تھی۔ فون بالکل بند تھا، ون

پر سینٹ بیٹری بھی نہیں تھی، آن ہونے میں وقت لگنا تھا
اسلئے اس نے سب دوستوں کو ہویلی واپس آکر مبارک باد
دینے کا سوچا اور نکل گیا۔

اجالا نے صبح اٹھتے ہی فون چیک کیا تھا۔ ابراج کی کال تو دور
اب تک کوئی میسج بھی نہ آیا۔ اسکا تیار ہونے کا بالکل دل نہیں
تھا لیکن جب عزیزہ نے اصرار کر کے اسے جلدی اٹھایا تو اسکو
اٹھنا پڑا۔ اسکی سوجی آنکھیں دیکھ کر وہ پریشان ہوئی لیکن
اجالا نے سر درد اور لیٹ سونے کا بہانا بنا کر بات ٹال دی

اور چہرے پہ زبردستی کی مسکراہٹ سجا کر اسکے ساتھ تیار
ہونے لگی۔ اجالا نے خود تو اپنی کوئی شاپنگ نہیں کی تھی
لیکن اسکی ساس نے اسکی عیدی میں کپڑے، جوتوں اور
جیولری کا خاص خیال رکھا تھا۔ عزیزہ جیسے خود خوشی سے تیار
ہو رہی تھی، یونہی اپنی بہن کو بھی خود اپنے ہاتھوں سے کر
رہی تھی۔ (اجالا نے اپنے ساس کی دی گئی عیدی میں سے
ایک خوبصورت سا جوڑا نکال کر پہنا تھا۔)

عزیزہ کو اجالا کا موڈ بہت آف لگ رہا تھا۔ اس نے عید تو ملی
تھی لیکن پہلے کی طرح شوخ انداز میں عیدی نہیں مانگی تھی۔

وہ اسکے لئے دل میں پریشان تو ہوئی لیکن زیادہ کریدنا مناسب
نہ سمجھا۔

عید مبارک مہا پاپا۔۔۔ جیسے ہی وہ دونوں بہنیں تیار ہو کر نیچے
آئیں، بانہیں پھیلا کر اپنے ماں باپ کی جانب بھاگ کر ان
کے سینے سے لگ کے عید ملنے لگیں۔ بدر صابری نے ان
دونوں کے ماتھے چومے جبکہ نعمیہ صابری ان کی طرف
مسکراہٹ اچھالتی ہوئیں ابھی تک آبکینہ شاہ سے کال پہ
مصروف تھیں۔

تیار ہو گئی میری بہو؟ میری بات کروائیں اس سے۔۔۔ اجالا
کی آواز سنتے ہی آبگینہ شاہ نے ویڈیو کال پر سوچ کر تے
ہوئے محبت سے کہا۔

ہاں۔۔۔ اچھا۔۔۔ یہ لو اجالا بیٹا بات کرو۔۔۔ نعمیہ صابری
نے مسکرا کے موبائل اپنی چھوٹی بیٹی کی طرف بڑھا کر اسے
اشاروں میں سمجھایا کہ کال پہ تمہاری ساس ہے۔
عید مبارک آنٹی! اجالا سر کو خم دے کر نرمی سے ان سے
مخاطب ہوئی۔

خیر مبارک میری جان! تمہیں بھی عید بہت مبارک ہو۔
ماشاء اللہ بے حد خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔ وہ اسکا ویڈیو
کال پہ نظر آتا حسن دیکھ کر پیار سے اسکی بلائیں لینے لگیں۔
انہیں بہت اچھا لگا تھا کہ اجالا نے ان کی پسند کے سوٹ کا
انتخاب کیا ہے۔

ہاہا تھینک یو۔ آپ بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں۔ ابراج
کہاں ہے؟۔۔۔ اجالا نے ہلکا سا ہنسنے کی کوشش کی، وہ اپنے
زبان سے پھسلنے والے ابراج کے ذکر کو روک نہ پائی۔

ابھی ملازمہ نے بتایا ہے کہ کزنز سے عید ملنے گیا ہے۔ صبح
سے اس لڑکے کو بول رہی ہوں کہ میری پیاری بہو سے بات
کرو ادے لیکن مجھے بتائے بغیر ہی باہر نکل گیا۔۔۔ آگینہ شاہ
نے تاسف سے نفی میں سر ہلا کر جواب دیا۔

اووو!۔۔۔ اجالا کے دل کو ٹھوکا لگا۔ وہ ساری رات اسکے
لئے روتی رہی تھی اور وہ تھا کہ اسے عید مبارک کہنے سے
پہلے کزنز کے پاس گیا تھا؟ اجالا اور بھی بدگمان ہونے لگی۔
(اس نے سنا تھا صبح اپنی آپی کو ماحد بھٹیو کی فون کال سن کر
خوشی سے ہنستے ہوئے اور وہ ماشاء اللہ کہے بغیر نہ رہ

سکی۔۔ ایک عید مبارک کہنا تو دور اس نے اپنی خیریت بتانا
گوارہ نہیں کیا تھا۔)

ابراج بیٹے کے ساتھ آپ سب آج ہماری طرف چکر لگائے
گا، عید کا مزہ ڈبل ہو جائے گا۔۔۔ نعمیہ صابری نے انہیں
اپنائیت سے دعوت دی۔

میرے منہ کی بات چھین لی آپ نے! میں نے یہی کہنے کے
لئے فون کیا تھا کہ آپ سب آج ہر حال میں مجھے کراچی اپنی
حویلی میں چاہئے۔ یہاں ہمارا پورا خاندان اکٹھا ہوتا ہے۔
سب کو ہی اجالا سے ملنے کی بہت ایکسائٹمنٹ ہے۔ اس

عید پہ آپ سب ہماری طرف آئیے گا اور انشاء اللہ اگلی دفعہ
ہم آئیں گے۔۔۔ ابکینہ شاہ نے رکھ رکھاؤ والے انداز میں
کہتے مسکرا کے بات ہی ختم کر دی۔ اجالا اب مزید کوئی بات
نہیں کر رہی تھی۔ اسے تو باپ سے عیدی لینے کی ہوش بھی
نہیں تھی۔ وہ کوئی بہانہ بنا کر لاؤنج سے غائب ہو گئی۔ اسے
رونا آرہا تھا۔ ناچاہ کر بھی دل ابراج کی جانب کھنچتا جا رہا
تھا۔

=====

دوپہر کے کوئی چار بجے وہ ہویلی واپس آیا تھا۔ ابراج کی طرف سے کوئی کال موصول نہ ہونے اور اسکا مسلسل نمبر بند جانے پہ ماحد نے اسکے کسی کزن کے نمبر پہ کال ملائی تھی اور اسی کے فون سے ابراج کی اس سے بات ہوئی تو اس نے خیر سے عید مبارک کہتے ہی اسکو بے تحاشا گالیوں سے نوازا شروع کر دیا کہ کراچی جاتے ہی یہ بے وفا ان سب کو بھول گیا ہے۔

ماحد سے ستھری کروانے کے بعد ابراج کو وقت کی ہوش آئی اور وہ باقی دوستوں کو بھی عید مبارک کہنے کا سوچتا فوراً سے

پہلے ہویلی لوٹا (ماحد سے خبر مل گئی تھی کہ وہ سب کراچی پہنچ چکے ہیں اور اس وقت ماحد کے گھر سب سے عید مل رہے ہیں۔ کچھ ہی دیر میں یہاں سے فری ہو کر وہ سارے ابراج کی ہویلی آنے والے تھے) اپنے کمرے میں آکر اس نے جیسے ہی فون چارجنگ سے ہٹا کر ہاتھ میں پکڑا، نیٹ کنیکٹ کیا تو اسے دھڑا دھڑ عید مبارک کے نوٹیفکیشنز موصول ہوئے۔ بہت سی کالز بھی تھیں جن میں سے کافی سے زیادہ اجالا کی تھیں۔ اجالا کی طرف سے اتنے سارے میسج اور کالز دیکھ کے اس نے حیرت سے چیٹ اوپن کی تو اس کے واٹس نوٹس

سن کر اسکا دل دہلا۔ وہ کس قدر تکلیف سے روتے ہوئے

ساری رات اسکا حال پوچھتی رہی تھی۔

”پلیز بتا دو نا ابراج! تمہارا ہاتھ ٹھیک ہے؟ ہاتھ کے علاوہ تو

کچھ نہیں جلا؟ بچت ہوئی یا نہیں؟“

”مجھے سوچ سوچ کر نیند نہیں آرہی۔۔۔ پلیز بتا دو۔ نمبر کیوں

بند ہے تمہارا؟“

شٹ!!!۔۔۔۔۔ ابراج نے زور سے اپنی پیشانی پہ ہاتھ مارا۔

اسے تو لگ رہا تھا کہ اجالا نے اگر ویڈیو کال پہ اس کے جکے

ہوئے ہاتھ کا منظر دیکھا بھی ہوگا تو وہ ہنس کر مذاق اڑائے گی

لیکن وہ تو رو رو کر پاگل ہو بیٹھی تھی۔ ابراج اب تعجب سے

اسکے اختتامی واٹس نوٹس سن رہا تھا۔

”تم بہت برے ہو۔۔۔ اچھا ہوا تمہارا ہاتھ جلا، تم اسی لائق

ہو“

”جو شوہر اپنی بیوی کا دل جلاتے ہیں، اللہ اسی طرح ان کا ہاتھ

جلاتا ہے“

”میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی“

”بلاک کروں گی تمہیں!“

”تم بہت ہی واحیات اور ذلیل انسان ہو بلکہ انسان بھی

نہیں جانور ہو تم“

”اب تم آنا زرا میرے قریب، پھر دیکھنا میں تمہارا کیا حشر

کروں گی!“

ان بقیاء وائس یسجزمیں اسکی رندھی ہوئی آواز سے لبریز

دھمکیاں سن کر ابراج نے نچلا ہونٹ زور سے دانتوں تلے

دبایا۔ اسکو بہت زیادہ برا لگ رہا تھا اور خود پہ شدید غصہ

بھی آرہا تھا۔ اس نے تیزی سے اجالا کو کال ملائی لیکن وہ

غصے میں اسے ہمیشہ کی طرح ہر جگہ سے ہلاک کر چکی تھی۔

ابھی ابراج اس سے کانٹیکٹ کرنے کے متعلق مزید کچھ

سوچتا جب ایکدم اسکے دروازے پہ دستک ہوئی۔

ہمم! کون؟۔۔۔ ابراج نے الجھے ہوئے انداز میں پوچھا۔

دھیان اسکا ابھی تک اجالا کے میسجز کی طرف تھا۔ بس نہیں

تھا کہ وہ ابھی اسکے قریب جا کر اسے بانہوں میں سمیٹ

لے۔

وہ شاہ صاحب۔۔۔ آپ کے دوست آگئے ہیں۔ بیگم صاحبہ

آپ کو نیچے بلا رہی ہیں۔۔۔ ملازم کے منہ سے پیغام سننے کی

دیر تھی کہ ابراج تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ دل کو
تھوڑا سکون ملا کہ وہ آگئی ہوگی۔



وہ جو نہی سیرٹھیاں اتر کر نیچے آیا، اسکی نگاہیں اتنے سارے
لوگوں میں صرف اجالا پہ ٹھہر گئیں جو اسکی ماں سے مل رہی
تھیں۔ اجالا نے پیسٹل گرین رنگ کی پیروں کو چھوتی شفون
کی فراک پہن رکھی تھی جس کے گلے، بازوؤں کے آگے اور
نیچے بارڈر پہ ہاٹ پنک پھولوں سے خوبصورتی سے کام کیا گیا
تھا۔ پیسٹل گرین اور ہاٹ پنک کلر کے امتزاج کا ہی نرم

نیٹ کا دوپٹا اس نے شانوں پر رکھا ہوا تھا اور لمبے بالوں کو
لائٹ سے کر لڑ ڈال کر کندھے اور پشت پہ کھلا چھوڑا ہوا
تھا۔ چہرے پہ نارمل سائیک اپ کتے، کانوں میں چھوٹے
سے ٹاپس اور کلائی میں ایک سادہ سی بریسلیٹ پہنے وہ بہت
خوبصورت اور سب سے منفرد دیکھائی دے رہی تھی۔

ابراج کا تقریباً سارا خاندان اس وقت ان کی ہوٹلی میں جمع
تھا۔ وہ سب سے بہت خوشگوا رمی سے مل رہی تھی اور وہ
سارے بھی بڑے پیار سے اسکا ویلکم کر رہے تھے۔ (اجالا
کا یہاں آنے کا دل نہیں تھا لیکن آگینہ شاہ صبح سے اتنی دفعہ

دعوت دے چکی تھیں کہ اسکو ناچا کر بھی اپنے والدین کے

ساتھ آنا پڑا۔

سب کی نظروں کو خود پہ وقفے وقفے سے مرکوز ہوتے دیکھ کر

ابراج اپنی نگاہوں کو لگام ڈالتا آگے بڑھا۔

السلام علیکم! عید مبارک سب کو۔۔۔ وہ ہلکا سا مسکرا کر

اپنی بھاری آوازیں بولتا سب پہ ایک نگاہ ڈال کے اجالا کے

ماں باپ سے ملنے لگا۔ (ماحد لوگ شاید ہویلی کی اندرونی

سائیڈ پہ اتنا رش دیکھ کر یہاں ٹھہرنے کی بجائے بیک سائیڈ پہ

سب لڑکوں کے ساتھ محفل جمانے چلے گئے تھے۔) ابراج

کی آواز سن کر اجالا ٹھہر سی گئی۔ اس نے کن اکھیوں سے
اسکی طرف دیکھا۔

ابراج نے سفید کلف لگے شلوار قمیض پر آسمانی رنگ کی
ویسکوٹ پہن رکھی تھی جس کے سینے والی جیب میں ایک
سلیقے سے رکھا گیا سفید رنگ کا رومال ابھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔
پیروں میں پشاور کی چپل جبکہ چوڑی کلائی پہ لیٹی برانڈڈ سلور
واج اپنی قیمت اپنے منہ بتا رہی تھی۔ اسکے قدم رکھتے ہی
اسکی پرفیوم کی تیز مہک ہر سوں پھیلنے لگی۔ اسکی ڈریسنگ
ایک چورنگاہ سے دیکھنے کے بعد اجالا اسکا بایاں ہاتھ دیکھ رہی

تھی جس پہ سفید پٹی تھی۔ (اسے ایک دفعہ پھر رات والا وہ

منظر سوچ کر تکلیف ہوئی جب ابراج کا ہاتھ جلاتھا۔)

وعلیکم السلام! خیر مبارک بیٹا! تمہیں بھی بہت عید مبارک

اور یہ ہاتھ کو کیا کر لیا ہے؟۔۔۔ نعمیہ صابری نے اسکا شانہ

تھتھا کر فکر مندی سے اسکے ہاتھ پہ لگی پٹی دیکھ کر سوال کیا۔

کچھ نہیں آئی! بس معمولی سی چوٹ ہے۔۔۔ ابراج نے

لاپرواہی سے سر جھٹک کر مختصر سا جواب دے کے انہیں

پریشانی سے آزاد کیا اور بدر صابری سے ملنے لگا جو اسے نرمی

سے گلے لگا رہے تھے۔

اپنا صدقہ وغیرہ نکالو بیٹا۔۔۔ نعمیہ صابری نے ہنوز پریشانی
سے کہا جس پہ ابراج نے مسکرا کے سر کو خم دیا اور بدر
صابری سے الگ ہونے کے بعد عنیزہ، سماویہ، نمیرہ اور بریقا
کی طرف بڑھ کے ان کے سروں پہ ہاتھ رکھ کے عید مبارک
کہا۔

اور سناؤ بہنوں! شوہر کہاں ہیں تم سب کے؟؟۔۔۔ ابراج
نے آئبرو اچکا کر ازلی شوخ انداز میں سوال کیا۔ اجالا کو اسکی
موجودگی یہاں چھبنے لگی۔ اسکا بس نہیں تھا کہ وہ اسکے سر پہ
کوئی شیشے کا گلدان اٹھا کر مار دے اور ساتھ ہی اسے خود پہ

بھی غصہ آ رہا تھا کہ کیا ضرورت تھی اس منہوس کے لئے
اتنا رونے کی؟ اجالا نے تیزی سے اپنا فون آن کیا تاکہ اپنے
رات والے تمام میسجز ڈیلیٹ کر سکے جو اسکو ایک دم سے
کرنج لگنا شروع ہو گئے تھے لیکن کیا فائدہ، ابراج تو ان کو سن
چکا تھا۔

بیک سائیڈ پہ گتے ہیں۔۔۔ غیزہ نے مسکرا کے جواب دیا۔
بیوی تو تمہاری مجھے بہت پسند آتی ہے شاہ۔ یہ تو پکچرز سے
بھی زیادہ پیاری ہے ماشاء اللہ۔۔۔ زوبیہ شاہ (ابراج کی آپا)
نے کھلکھلا کر اجالا کو پھر سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے اس کے

حسن کی تعریف کی۔ (وہ عید انجوائے کرنے کے لئے بیرونی

ملک سے ود فیملی پاکستان آگئی تھی۔) اجالا نے نگاہیں

جھکائے رکھیں۔ وہ ان سب کی مسلسل تعریفوں کو سن کر

دل میں جھینپ رہی تھی لیکن ابراج کی موجودگی کے باعث

وہ اپنے یہ تاثرات چھپا رہی تھی۔ (بس ہونٹوں پہ رسمی

مسکان سجا رکھی تھی تاکہ کوئی بھی اسے روڈ نہ سمجھے) آج وہ

شیطانیاں کرنے کی بجائے اتنے شانت انداز میں بیٹھی ہوئی

کے مکینوں کو حیران کر رہی تھی۔

بس اسی بات پہ اسکے حصے کی عیدی بھی آپ مجھے تھما دیں۔

واللہ بہت محنت کی ہے میں نے اتنی خوبصورت بیوی

ڈھونڈنے میں۔۔۔ ابراج نے اپنی آپا کی گود سے اسکی تین

سالہ بیٹی اٹھا کر اپنی بانہوں میں سمیٹ کے اسکو چٹ چٹ

چومتے ہوئے شرارت سے زوبیہ شاہ کو جواب دیا تو سب

کے چہروں پہ ہنسی بکھری سوائے اجالا کے۔۔۔ (اجالا کا

غصہ اور ناراضی اتنی جلدی کم کہاں ہونی تھی؟)

یہ سب چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ تمہارے ہاں بیوی کو عید ملنے کا

رواج نہیں ہے؟ وہ اتنی دور سے آئی ہے۔۔۔ زوبیہ شاہ

نے بڑی بہن ہونے کے ناطے اسکی کلاس لگائی جس نے
اجالا کو سر عام مخاطب کر کے سینے سے لگانا تو دور عید
مبارک تک نہیں کہا تھا۔ (ان کے ہاں بیویوں کو بہت محبت
سے رکھا جاتا تھا۔ چاہے سب کی محفل ہی کیوں نہ جمی ہو،
شوہر اپنی بیوی کو کندھے کے ساتھ لگا کے یا ماتھے پیپار کر
کے عید مبارک ضرور کہتے تھے کیونکہ کمرے میں جانے تک کا
انتظار کرنے کی صورت میں آدھی عید تو مہمانوں کے ساتھ
خوش گپیوں میں ہی گزر جاتی تھی اور بیچاری بیویوں کی کچن
میں۔)

سمجھا کریں آیا! اب پرنسپل صاحب کے سامنے ان کی بیٹی
سے عید ملوں گا تو یہ مجھے یونی سے تو کیا اپنی بیٹی کی زندگی سے
بھی نکال باہر کر دیں گے۔۔۔ ابراج نے ہلکا سا ہنس کر
شرارت سے آنکھ دبا کے بہن کو جواب دیتے ایک نظر اجالا پہ
ڈال کر بدر صابری کو دیکھا جو سب کے ہنسنے پہ بے اختیار
اسے گھوری سے نوازنے لگے۔ (وہ جان گئے تھے کہ ان کے
اس داماد کو عزت راس نہیں ہے۔) اجالا اسکی جوابی کاروائی
سے بالکل ایمپریس نہیں ہوئی تھی۔ وہ ابراج کی طرف دیکھے

بغیر خود کو مصروف رکھنے کی غرض سے اپنی بریسلیٹ کے

ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے میں بڑی رہی۔

باہ! مہندی کیوں نہیں لگوائی تم نے؟۔۔۔ زوبیہ شاہ اسکا

دودھیا سفید ہاتھ تھام کر خفگی سے بولیں۔

ایسے ہی! دل نہیں چاہا۔۔۔ اجالانے مسکرا کے جواب

دیا۔ (وہ اسے کہیں سے بھی نند نہیں لگ رہی تھیں۔ بت

اچھا لہجہ تھا ان کا)

یہ کیا بات ہوئی بھلا؟ مہندی تو ہر لڑکی بڑے شوق سے لگواتی ہے۔۔۔۔۔ زویہ شاہ نے اس کے سر پر پیار سے ہلکی سی چپت لگائی۔

ابراج نیچے آتے ہی اسکے خالی ہاتھوں کا نوٹس لے چکا تھا۔
وہ اسکو کچھ دیر بعد منانے کا ارادہ کرتا ماحد اور مقاصم لوگوں
سے ملنے کی غرض سے لاؤنج سے نکل کر ہوٹلی کی بیک سائیڈ
کی برف چلا گیا۔



وہ لڑکوں کے پاس تقریباً پندرہ منٹ بیٹھا تھا۔ انہیں اچھا
کھانا وغیرہ پیش کر کے وہ واپس لاؤنج میں آگیا۔ اسکا دل یہ
سوچ کر بے چین تھا کہ اجالا اس سے خفا ہے۔ ابراج نے
اپنی آپا کو میسج کر دیا تھا کہ اجالا کو کسی بہانے اوپر اس کے کمرے
میں بھیجے۔ وہ اپنی آپا کے ساتھ اتنا فرینک تو تھا ہی کہ ایسی
فرمائش کر سکے۔۔

(زوبیہ شاہ نے اجالا کو اپنے کمرے کا راستہ سمجھا کر کوئی
سوٹ لینے کے بہانے اسے اوپر بھیجا تھا۔ ہویلی میں ڈھیروں
ملازمین تھے، انہوں نے اجالا کو اوپر کیوں بھیجا؟ اجالا خود

سمجھ نہ سکی لیکن نند نے پہلی دفعہ کچھ کہا تھا سو وہ بنا کوئی الٹا
جواب دیتے اوپر ان کے کمرے میں وہ سوٹ تلاشنے لگی جس
رنگ کا حوالہ انہوں نے دیا تھا۔

Done!

اپنی آپا کی طرف سے ڈن کا میسج ملتے ہی ابراج شاہ تیز قدموں
سے زینے چڑھ کے اوپر پہنچا تو اسے اجالا الجھن بھرے
انداز میں خالی ہاتھ زوبیہ شاہ کے کمرے سے نکلتی دیکھائی
دی۔ اس بیچاری کو شاید وہ سوٹ ہی نہیں ملا تھا جسے لینے
اسکو یہاں بھیجا گیا تھا۔

ابراج سے نظریں ملتے ہی اجالا کے تاثرات غصیلے ہوئے۔
وہ قدموں کی رفتار تیز کرتی دوسری طرف والی سیرٹھیوں سے
اترنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ ابراج ایک جست میں اسکے سر
تک پہنچا اور اسے بازو سے کھینچ کر زور سے اپنے سینے میں
بھینچ لیا۔

عید مبارک!۔۔۔ وہ اپنے حصار میں زخمی چڑیا کی مانند
پھڑپھڑاتی ہوئی اجالا کو شدت سے قابو کئے اسکے کان پہ لب
رکھ کے سرگوشی نما آواز میں بولا۔

چھوڑو مجھے!!۔۔۔ اجالا اپنی آواز کو بھینکنے سے روک کر غصے

سے بولتی اس سے دور ہونے کی سعی کرنے لگی لیکن وہ کان

دھڑے بغیر اسکو اپنی بانہوں میں اٹھا کے اپنے کمرے کی

جانب بڑھ گیا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اچانک کوئی اوپر آ کے

ان دونوں کا یہ مومنٹ spoil کرے۔۔ وہ اسے سکون سے

اپنے کمرے میں منانا چاہتا تھا۔

آتی ایم سوری۔۔۔ ابراج نے اپنے کمرے کا دروازہ لاک کر

کے اسکے گالوں کو بے حد نرمی سے چومتے ہوئے گھمبیر آواز

میں کہا۔ اسکے لہجے میں ندامت واضح تھی۔

میں نے کہا، مجھے چھوڑو ابراج! ابھی کہ ابھی نیچے اتارو اور
اپنے یا گندا سامنہ مجھ سے دور رکھو۔۔۔ وہ اسکے شانے پہ
ہاتھ مارتی غصے سے چلا کر اسکی بانہوں سے اترنے کی بھرپور
سعی کرنے لگی۔ (ابر اج اسے اچھے ٹائم روم میں لے آیا تھا
ورنہ میڈیم کے چلانے کی آواز حویلی میں گونج رہی ہوتی۔)
بس نا! عید پہ کسی سے ناراض نہیں رہتے۔۔۔ وہ اسکو پیار
سے بچوں کی طرح ٹریٹ کرتا مسلسل اسکے پھولے عارضوں
کو چومتا جا رہا تھا۔ (ابر اج کے کانوں میں ابھی تک اسکے

وائس نوٹس والے الفاظ گونج رہے تھے جب وہ سک رہی
تھی۔)

مجھے۔۔ تم سے بات۔۔ نہیں کرنی۔۔ چھوڑو۔۔ وہ بالآخر
خود پہ کیا ضبط توڑتی گیلی آوازیں غرائی اور ابراج کے ہونٹ
پھر سے اپنے گالوں سے دور کر دیئے۔

میرا فون نہیں مل رہا تھا۔ ساری رات چھت کی دیوار پہ پڑا
رہا اور خدا کی قسم میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ تم
میرے لئے اپنے اتنے قیمتی آنسو فری میں بہا چکی ہو

گی۔۔۔ ابراج اسے یونہی اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھتا صفائی

دینے والے انداز میں بولا۔

مجھے۔۔ فرق نہیں۔۔ پڑتا۔۔ چاہے تم۔۔ گم جاؤ یا۔۔

تمہارا۔۔ فون۔۔ نہیں پڑتا۔۔ مجھے۔۔ فرق۔۔ وہ روتی

چلاتی اسکے مضبوط شانوں پہ مکے برسائے لگی۔ اسکی آواز

ٹوٹ رہی تھی۔

ابراج نے اسکو نرمی سے اپنے بیڈ پہ لیٹایا اور اس سے پہلے کہ

اجالا اپنی کہنیوں پہ وزن ڈال کر اٹھتی وہ اپنے بازو اسکے گرد

لپیٹ کر خود اسکے پہلو میں لیٹتا اسے پھر سے قابو کر گیا۔

توبہ!! آنکھیں دیکھو اپنی۔۔ ایسے لگ رہا ہے جیسے کسی
پروفیشنل ریسلر سے مکے کھا کر آئی ہو۔۔۔ وہ اجالا کی سوجی
نم آنکھوں کو آہستگی سے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے سہلاتا
افسوس سے بولا۔ اجالا نے غصے سے کلک کر اسکا ہاتھ
جھٹکا۔ (اسے لگ رہا تھا کہ وہ کچھ فکر مند سا بولے گا ناول
ہیروز کی طرح لیکن وہ تو صدا کا عجیب انسان تھا۔ کیا اسکی
آنکھیں واقعی اتنی بری لگ رہی تھیں؟ وہ انہیں ”جھیل سی
پیاری آنکھوں“ سے بھی تو تشبیہ دے سکتا تھا؟)

سوری ناا۔۔۔ ابراج نے اسکی غصے سے پھولتی سرخ ناک
پہ محبت سے ہونٹ رکھتے پھر سے معافی مانگی۔

ابراج پلیز!! میرا سر بہت درد ہو رہا ہے اور تم سے بات
کرنے کا تو بالکل موڈ نہیں ہے سو لیو می۔۔۔ اجالا بے بسی
اور تکلیف سے بولی۔ اسکا سر اور آنکھیں واقعی درد سے وزنی
ہو رہی تھیں۔

میں بنا دیتا ہوں موڈ! ڈونٹ وری۔۔۔ ابراج بوجھل لہجے
میں جواب دے کر اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے
میں بھرتا اس پہ سایہ فگن ہوا اور اجالا کے یا قوتی ہونٹوں کے

کناروں پہ نرمی سے ہونٹ سرکا دیتے۔ اجالا کو اپنے پورے

بدن میں سنسنی دوڑتی محسوس ہوتی۔

Scene to be Continued...

کوئی ضرورت نہیں ہے! تم جا کر اپنے کزنز کے ساتھ
انجوائے کرو اور مجھ سے سوفٹ کے فاصلے پہ رہو۔۔۔

اجالا نے آنسو بہاتے ہوئے اسکا چہرہ اپنے چہرے سے فوراً
فاصلے پہ کر دیا۔

کیا تمہیں میری بات پہ یقین نہیں آ رہا؟ امی جان کی قسم مجھے
نہیں پتا تھا کہ تم نے ساری رات مجھے اتنے میسجز اور کالز کی
ہوں گی۔۔۔ ابراج نے اس کے آنسو اپنے دونوں ہاتھوں
کے انگوٹھوں سے نرمی سے پونچھ کر اجالا کے ماتھے پہ
ہونٹ رکھے۔

اور بائے داوے تمہیں ضرورت کیا تھی اتنا پاگل بننے کی؟
زرا سا ہاتھ ہی تو جلاتھا میرا۔۔ کسی نے زندہ قبر میں تھوڑی
اتار دیا تھا؟؟۔۔۔ اجالا کو جواب دیتے بغیر منہ موڑ کے

اشک بہاتے دیکھ کر ابراج بے بسی اور افسوس کے عالم
میں بولتا اسکی لیٹوں کو کان کے چھپے کرنے لگا۔

یو آر ڈیم رائٹ! مجھ سے بڑی اسٹوپڈ بھی بھلا کوئی ہو سکتی

ہے؟۔۔ میں ہوں ہی پاگل اس لئے مجھے میرے حال پہ

چھوڑ دو۔۔۔ وہ اپنے آنسو ہتھیلی سے رگڑ کے صاف کرتی

اسکی بات سے متفق ہو کر سر کو خم دیتے ہوئے اسے اپنے

اوپر سے دور کرنے لگی۔ اجالا کی آواز ٹوٹ رہی تھی۔

ایسے کیسے چھوڑ دوں؟ اور یہ تم نے مہندی کیوں نہیں

لگوائی؟ میرے چھپے اپنی چاند رات خراب کرنے کی کیا

ضرورت تھی؟۔۔۔ وہ اسکے دونوں ہاتھ تھام کر نرمی سے

اپنے لبوں سے لگاتا دھیمی آواز میں بولا۔

تمہاری باتوں کا جواب دینا مجھ پہ فرض نہیں ہے۔ تمہیں
سنائی نہیں دے رہا، میرے اوپر سے ہٹو۔ سانس گھٹ رہی
ہے میری۔۔۔ وہ لہجے میں شدید غصہ لئے غرائی اور اس
سے اپنے ہاتھ چھڑوا لئے۔

اسکا بھی حل نکال لیتا ہوں۔ شش۔۔۔ ابراج نے اجالا کا

دوپٹا اس کے جسم سے اتار کر دور اچھالا، اسکے اوپر سے

تھوڑا اٹھ کر سائیڈ ٹیبل سے ریموٹ اٹھا کے اے سی تیز کیا

اور اس سے پہلے کہ اجالا موقع کا فائدہ اٹھا کر اسکے نیچے
کھسکتی، اس نے اسکی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر کروٹ بدلتے
ہوئے اسے اپنے سینے پر منتقل کر لیا۔

اب تو نہیں گھٹ رہی سانس؟۔۔۔ سر اٹھا کر اسکی چھوٹی
سی ناک کو چومتے ہوئے وہ آئبرو اٹھا کر بولا۔

اگر میں کہوں کہ ابھی بھی گھٹ رہی ہے؟ تو؟؟۔۔۔ وہ
مزاحمت ترک کر کے آنکھوں میں نمی لئے سوالیہ ہوئی۔

تو میں سچ میں گھونٹ دوں گا لیکن ”پیارے“۔۔۔ ابراج نے
بوجھل لہجے میں جواب دے کر اسکی گردن میں بازو ڈال کے

خود پہ جھکاتے ہوئے حدت سے محض چند سیکنڈوں کے
لئے ان نازک پنکھڑیوں کا بوسہ لیا۔ اسکے انداز میں شدت
کے ساتھ نرمی تھی۔

مجھے۔۔۔ زوبیہ آیا۔۔۔ نے ڈریس۔۔۔ لینے بھیجا۔۔۔ تھا۔۔۔
چھوڑو۔۔۔ وہ میرا۔۔۔ انتظار کر رہی۔۔۔ ہوں گی۔۔۔ لب
آزاد ہونے پر اجالا کو اچانک اپنی نند کا دیا کام یاد آیا۔ وہ
افرا تفری کے عالم میں اسکے اوپر سے اٹھنے لگی لیکن ابراج
نے اسکی بل کھاتی کمر پہ اپنی ہتھیلی کا دباؤ ڈال کر اتنی سرعت

اے اپنی طرف جھٹکا دیا کہ اجالا کی دھڑکنیں بے اختیار ابراج
کے چٹانی سینے سے مس ہوئیں۔

وہ انتظار نہیں کر رہیں۔ تم ان کی فکر چھوڑ کے مجھ سے عید
ملو۔ سمجھ آتی؟۔۔۔ ابراج نے اسکی گیلی آنکھوں پہ باری
باری ہونٹ رکھ کر سرگوشی کرتے ہوئے اسے نرمی سے
گلے سے لگایا۔

مجھے نہیں ملنی عید۔۔۔ جاؤ اپنے کزنز کی گود میں جا کے
بیٹھو۔۔۔ وہ اس تنگ حصار میں جھپٹاتی ہوئی شدید ناراضگی
سے گویا ہوئی۔

اونسٹلی مجھے تمہارا رونا بالکل اچھا نہیں لگا۔ تمہیں میرے
لئے اتنے آنسو ضائع نہیں کرنے چاہیے تھے۔۔۔ ابراج
اسکی زلفوں میں ہاتھ الجھائے بھاری لہجے میں گویا ہوتا وقتاً
وقتاً اسکی کنپٹی پہ بوسے دے رہا تھا۔ (کب سے اجالا کی
مزاحمت کے باعث اسے کنٹرول کرتے ہوئے اسے اپنے
بائیں ہاتھ پہ شدید جلن ہو رہی تھی لیکن وہ ظاہر نہیں کر رہا
تھا۔)

ہمم! آئی نو تم اس لائق ہی نہیں ہو۔۔ آئندہ تمہیں کوئی زندہ
زمین میں بھی گاڑ دے نا تو بھی میں ایک آنسو نہ بہاؤں۔۔۔

اجالا اسکی گردن میں اپنے لمبے ناخن زور سے گاڑتی ہوئی غصے

سے بولی اور چہرہ اس کے سینے سے ہٹا لیا۔

آہ۔۔۔ ظالم۔۔۔ ابراج کی کراہ بے ساختہ تھی کیونکہ وہ رحم

کئے بغیر ناخن گھونپ رہی تھی۔

ہاں ہوں میں ظالم! اس لئے ٹائم سے میرا حق مہر میرے

حوالے کر کے طلاق کے کاغذات تیار کرواؤ۔۔۔ مجھے تم جیسے

بد تمیز انسان کے ساتھ ہر گز نہیں رہنا۔۔۔ وہ خونخوار لہجے

میں دھاڑتی اپنے ناخن بالاخر اسکی گردن سے ہٹا گئی۔ ابراج

کی گرفت اسکی کمر پہ ڈھیلی ہوئی۔

اففف! اتنے نشانِ ڈال دیئے ہیں چڑیل کہیں کی!!۔۔۔ وہ
اجالا کو اپنے اوپر سے ہٹا کر کراہتا ہوا فوراً سے پہلے بستر سے
اٹھ کر سنگھار میز کی طرف بڑھا (ساتھ ہی ہاتھ چلا کر اپنی
ویسکوٹ بھی خود سے جدا کر کے صوفے پہ اچھال دی) اور
قمیض کا کالر ترچھا کے اپنی دودھیا سفید گردن سے نکلتی خون
کی بوندوں کو افسوس سے دیکھنے لگا۔ پہلے ہاتھ پہ کم جلن ہو رہی
تھی جو اب گردن کو بھی تکلیف نے اپنی لپیٹ میں لے لیا
تھا۔ اجالا نے بالکل تھوڑی سی شرمندگی کے ساتھ اپنے
ناخنوں کو دیکھا جن میں ابراج کے خون کے چند قطرے ٹھہر

گتے تھے۔ وہ نچلا لب دانتوں میں دبا کر دل میں اپنے جنگلی
پن کو کوس کے رہ گئی۔ (وہ غصے میں عادت سے مجبور ہو کر
سب نوچ ڈالتی تھی)

اجالا بنا کوئی جواب دئیے اپنا دوپٹا اٹھا کر خود پہ لیتی تندہی سے
اس کے بستر سے اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھی۔ اس کے
تاثرات سنجیدہ تھے۔

ابراج نے ٹیشو سے ان خون کی بوندوں کو صاف کر کے
ڈسٹ بن میں پھینکتے ہوئے گردن کی جلد میں اٹھتے درد کو انور

کیا اور تیز قدموں سے اجالا تک پہنچ کر اسے دوبارہ اپنے

مضبوط وجود کے ساتھ لپٹا لیا۔

کہاں بھاگ رہی ہو؟۔۔۔ ابراج نے گھمبیر آواز میں سوال

کرتے اسے زمین سے لفٹ کر کے اپنی بانہوں میں سمیٹا۔

مجھے نیچے جانا ہے!۔۔۔ وہ ہر لفظ چبا چبا کر بولتی اسے آتشی

نظروں سے دیکھنے لگی۔

تو مطلب اتنے جنگلی طریقے سے بدلہ لینے کے بعد بھی تمہارا

ناراضگی ختم کرنے کا موڈ نہیں ہے؟۔۔۔ ابراج نے جواباً

خفگی سے اسکو گھور کے کہا۔ اجالا نے جواب دینا ضروری نہ

سمجھا۔ وہ لا تعلقی سے رخ موڑ گئی۔ وہ مزاحمت کر کے بھی
تھک گئی تھی کیونکہ اسکے چوڑے مضبوط وجود کے حصار
سے نکلنا ناممکن تھا۔

ٹرائے ٹوانڈر سٹینڈ اجالا! اس سالے ڈاکٹر نے مجھے نیند کی
دوائیں دے دی تھیں تاکہ میں سکون سے سو جاؤں اسی لئے
میرا دھیان اپنے فون پر۔۔۔ وہ ابھی صفائی دے رہا تھا کہ
ایکدم اسے ٹوک دیا گیا۔

بات صرف کالز یا میسجز سین نہ کرنے کی نہیں ہے ابراج
شاہ!۔۔۔ وہ آنکھوں میں نمی اور لہجے میں پیش لئے

دھاڑی۔ ابراج خاموش ہو کر بے ساختگی سے اسے دیکھ
گیا۔ وہ اسکے مزید بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

بات۔۔ صرف اتنی۔۔ چھوٹی۔۔ نہیں ہے!۔۔ میں۔۔ بھی
باقی۔۔ لڑکیوں۔۔ کی طرح۔۔ بہت کچھ۔۔ فیل کرتی۔۔
ہوں۔۔ لیکن۔۔ یونواٹ۔۔ تمہیں نہیں۔۔ بتاؤں گی۔۔
کیونکہ تمہیں۔۔ اپنے ٹیسٹ۔۔ کے علاوہ۔۔ باقی ہر۔۔ کسی
کی فیلنگز۔۔ ان کی۔۔ پر سنیلٹی۔۔ سب کچھ۔۔ کرج
لگتا۔۔ ہے۔۔ بس۔۔ تم ہی مسٹر۔۔ پرفیکٹ۔۔ ہو۔۔
باقی سب۔۔ تو الو۔۔ کے پٹھے۔۔ ہیں نا۔۔ وہ اپنے

آنسوؤں پر سے قابو کھوئے بغیر تلخی سے ٹوٹے ہوئے لہجے میں

بولی۔ ابراج آنکھوں میں حیرت لئے اسکو دیکھنے لگا۔

واٹ ڈویوین؟ ایسا کیا فیل کرتی ہو تم جو میں انڈر سٹینڈ نہیں

کرتا؟ میں نے کب تمہیں، تمہاری پر سنیلیٹی کو یا تمہاری فیلنگز

کو کرنج بولا؟ ٹیل می؟۔۔۔ اب کی دفعہ ابراج کا لہجہ بھی

سنجیدہ اور دو ٹوک ہوا تھا۔

پتا نہیں! شاید میں ہی عجیب ہوں۔ میں کچھ زیادہ اوور تھنک

کرنے لگ گئی ہوں۔۔۔ تم تو کبھی غلط ہو ہی نہیں

سکتے۔۔۔ اجالا اپنے دل کی باتوں کو زبان پہ لانے میں

ایکسپرٹ نہیں تھی اسلئے سارا الزام خود پہ ڈال کر استہزایا
انداز میں مسکرا دی۔

میں نے ایسا نہیں کہا یا ر۔۔ آئی ایم جسٹ آسکنگ کہ مجھے
میری غلطیاں گنواؤ؟۔۔۔ ابراج کو وہ ڈسٹرب لگ رہی تھی،

اسلئے وہ اسکی کمر کو نرمی سے اپنی ہتھیلی سے سہلاتا

genuinely استفسار کرنے لگا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اجالا

کب سے ہرٹ ہے۔

میں کیوں گنواؤں تمہیں تمہاری غلطیاں؟ کیا تم میں خود عقل
اور شعور نہیں ہے؟ اگر تمہیں نہیں پتا کہ شوہر کیسے بنا جاتا ہے

تو کیا ضرورت تھی مجھے نکاح میں قبول کرنے کی؟ کیا ہمارے
نکاح سے لے کر اب تک تم نے کسی ایک مومنٹ پہ بھی
مجھے انٹیشنلی اسپیشل فیل کروایا ہے؟ سوچو؟ یاد کرو؟۔۔۔
اجالا گیلی آواز میں بولتی اسے شکوہ آمیز نگاہوں سے دیکھ رہی
تھی۔

کیا ہمارے نکاح کے بعد سے لے کر آج تک کوئی ایک دن بھی
ایسا گزرا ہے جب تم نے طلاق کی ڈیمانڈ نہ کی ہو؟۔۔۔
ابراج شاہ نے ماتھے پہ بل ڈال کر آنکھیں سکیرتے ہوئے
دوبدو مدہم لہجے میں سوال کیا۔

تمہاری حرکتوں کو دیکھ کر ہی یہ ڈیمانڈ کرتی ہوں ورنہ کسی
بھی لڑکی کو جان بوجھ کر خود پہ طلاق کا داغ لگوانے کا شوق
نہیں ہوتا۔۔۔ وہ اپنے آنسو چھپو دھکیلنے کی سعی کرتی رنجیدگی
سے بولی۔

اور مردوں کو تو جیسے طلاق کا سرٹیفکیٹ جیب میں لے کر
گھومنے کا شوق ہوتا ہے! ہے نا؟۔۔۔ ابراج نے دانت
پیس کر جواب دیتے ہوئے اس کے گال پہ دانت گاڑے جو
ہر چیز کا قصور وار اسے ٹھہرا رہی تھی۔

طلاق کا تو پتا نہیں لیکن آتی نو بار بار شادی کرنے کا سب
مردوں کو شوق ہوتا ہے۔۔۔ اجالانے سوں سوں کرتے
ہوئے فٹ سے جواب دیا۔

اوو تو یہ شوق غالباً پر نسیپل صاحب کو بھی ہوگا؟ اسی لئے تو
تمہیں اتنی انفارمیشن ہے! رائٹ؟ تو پھر کتنی سوتیلی مائیں ہیں
تمہاری؟۔۔۔ ابراج نے اس کی چھوٹی سی تیکھی ناک کے
ساتھ اپنی مغرور ناک ملائے ہوئے شرارت سے سوال کیا۔
شٹ اپ ابراج!۔۔۔ وہ خفا لہجے میں انگشتِ شہادت اٹھا
کر حکمیہ ہوئی۔

مجھے مہندی پسند ہے!۔۔۔ ابراج نے اسے اور بھی اوپر کی

طرف اٹھاتے ہوئے کہا، یوں کہ اب اجالا کا سر اس کے

کندھوں سے اوپر تک جانے لگا۔ بس اسے بچوں کی طرح

اوپر اچھالنے کی کسر باقی تھی (وہ پاگل یہ حرکت کرنے دے

جیسے اپنی بھانجی کے ساتھ کر رہا تھا، بس اسی ڈر سے اجالا

نے اس کے شانوں کو مضبوطی سے تھام لیا۔)

سو واٹ؟ اتنی ہی پسند ہے تو جاتے نا پار لر، لگوا لیتے اپنے

ہاتھوں پر!۔۔۔ اجالا نے تیکھے انداز میں الٹا جواب دیا۔

تمہیں میرے لئے مہندی لگوانی چاہیے تھی! مجھے تمہارے
ہاتھوں پر دیکھنی تھی یا۔۔۔ وہ دانت کچکچا کر خفگی سے
بولتا اسکی گردن پہ اپنی گرم سانسیں چھوڑنے لگا۔

رتیلی؟ اسی لئے تم چاند رات اسلامباد منانے کی بجائے
کراچی بھاگے چلے آئے تھے؟۔۔۔ اجالا کے لبوں سے ناچاہ
کر بھی شکوہ نکلا۔ لہجہ طنزیہ بھی تھا۔

کیا میں نے پہلے کبھی اسلامباد میں چاند رات منائی ہے جو کل
مناتا؟۔۔۔ ابراج سوالیہ ہوا۔ (وہ جان گیا تھا کہ میڈیم اس
وجہ سے بھی ناراض ہیں)

کیا میں نے پہلے کبھی تمہارے لئے مہندی لگوائی ہے جو کل
لگوائی؟۔۔۔ اجالا نے ترکی با ترکی بول کر اسے لاجواب کیا۔
پہلے بات اور تھی، اب ہمارا رشتہ اور ہے۔۔۔ ابراج نے
گلہ آہستگی سے کھنکھار کر دلیل دی۔

پاپا۔۔۔ تکلیف سے زبردستی ہنستے ہوئے اجالا کی آنکھوں میں
پانی آیا۔

اوو تو مسٹر شاہ کو یاد ہے کہ اب ہمارا رشتہ بدل چکا
ہے؟۔۔۔ وہ مصنوعی حیرت سے گیلی آواز میں بولتی ہمنوز
ہنس رہی تھی۔

بس کرو! اب مجھے برا لگ رہا ہے۔ ایسا بھی کیا کر دیا ہے
میں نے؟۔۔۔ وہ ناک بھوں چڑھا کے بولتا اسکی ناک آہستہ
سے اپنے دانتوں میں دبانے لگا۔

رائٹ! ایسا بھی کیا کر دیا ہے تم نے؟ جب سے ہمارا نکاح
ہوا ہے، تم اسلامباد میں نہ ہونے کے برابر ٹکے ہو۔ میں ہر
رات بولتی رہی کہ لڈو کھیتے ہیں لیکن تمہیں اپنی انا اتنی پیاری
ہے کہ اس دن جہاز میں ہوئے ہمارے چھوٹے سے

آرگومینٹ کے بعد تم نے میرے ساتھ گیمز کھیلنا چھوڑ دیں۔
پھر اگر میں انیل کے ساتھ کھیلوں تو تم لیکچرز دینا شروع کر

دیتے ہو۔ میں نے تمہیں کشمیری چوڑیوں کی اتنی ساری ریلز
بھیجیں لیکن۔۔ تم نے مجھے خرید کے دینا تو دوران پر ڈھنگ
سے جواب بھی نہیں دیا تھا۔ تمہاری زبان ٹوٹ جائے جو تم
نے ایک دفعہ بھی کہا ہو کہ ”ہاں ضرور پہننا! تمہارے
ہاتھوں پہ اچھی لگیں گی“۔۔ پھر ممانے تمہیں فیملی کے
ساتھ افطاری پہ انوائٹ کیا لیکن تمہارا کہنا تھا کہ تمہارا کوئی لالا
اتنے سالوں بعد باہر سے آیا ہے تو ہم ان کو ٹائم دینے میں
مصروف ہیں۔۔ یہی کہا تھا نا؟ اس کے بعد صارم بھٹیو اور
نمیرہ آپی کا نکاح آگیا؟ اس دن انیل نے مجھے کشمیری چوڑیاں

دیں لیکن تم سے وہ بھی برداشت نہیں ہوا۔۔ وہ میرے
ہاتھوں میں اتنی پیاری لگ رہی تھیں لیکن تم نے تعریف
کرنے کی بجائے انہیں ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔۔ پھر۔۔
وہ کلر مجھ پہ اتنا سوٹ کر رہا تھا، اتنے عرصے بعد میں پارلر
سے تیار ہوئی لیکن تم نے باقیوں کی طرح ایپریشیٹ کرنے کی
بجائے اپنا وہ اسٹوپڈ سا رومانس کرتے ہوئے اتنی بکواس
باتیں کیں کہ میرا دل خراب ہونا شروع ہو گیا۔۔ پھر۔۔
پھر رر۔۔ (وہ روتے ہوئے شکوے کرتی ایک دم رکی کیونکہ
آگے اسکا کٹیرنگ انداز بھی یاد آیا تھا لیکن اجالا نے اسے ہائی

لائٹ کرنا ضروری نہ سمجھا، اسے ابھی بس اسکی غلطیاں
گنوانی تھیں۔)

ہمم؟ پھر؟۔۔۔ ابراج غور سے اسکے خوبصورت نقوش
دیکھتا گھمبیر آوازیں بولا۔ وہ اسے بہت غور سے سن رہا تھا
اور یہ بھی جان گیا تھا کہ اسکی چلتی زبان ایکدم کیوں رکی
ہے۔

بولو نا؟۔۔۔ اسے خاموشی سے ناک چڑھاتے دیکھ کر وہ
اس کو بولنے پہ اکسانے لگا۔

پھر اگلے دن تم نے مجھے شاپنگ پہ بھی ساتھ نہیں جانے
دیا (ابھی کہ وہ جانتی تھی کہ اس نے اسکی طبیعت کے باعث
نہیں جانے دیا تھا لیکن اس وقت غلطیوں کی تعداد بھی تو
بڑھانی تھی؟ تو پھر اسکی نیکی کیوں ہی گنتی؟)۔۔۔ پھر تم نے
شاپنگ مال میں گھومتے ہوئے بھی مجھے اتنا تنگ کیا۔۔۔ اپنی
ساری شاپنگ کی پکچرز بھجھتے رہے لیکن۔۔۔ میرے لئے ایک
دس روپے کا چھلا بھی نہ لیا۔۔۔ لیتے بھی کیوں؟ ساری
پراپرٹی ختم ہو جاتی تمہاری؟ سڑک پہ آ جاتے نہ تم؟ دو سے
تین دن تم نے اپنی شاپنگ پہ لگا دیئے۔ ہماری بات نہ ہونے

کے برابر ہوئی۔ میری بھیجی ہوئی ریلز کے جواب تم لیٹ
دیتے تھے کیونکہ موصوف اپنے دوستوں کے ساتھ شاپنگ میں
بزی ہوتے تھے! پتا نہیں کون سی حور پری نے تمہاری اتنی
تیار یوں پہ غور و فکر کرنا تھا جو تمہاری اپنے لئے خریداری ہی
نہ بند ہوئی۔ پھر چاند رات آگئی، اور تم۔۔۔ اجالا غصے اور
ناراضگی سے پڑ پڑ بولتی ایک دم زور سے روتی ہوئی پوری قوت
سے اسکے کندھوں پہ مکے جڑنے لگی۔

ابراج نے بے اختیار اسے زور سے خود میں بھینچا اور شدت
سے اسکی سراحی دار گردن جا بجا چومنے لگا۔

چاند۔۔ رات پہ تم۔۔ یہاں آگئے۔۔ اپنے کزنز کے
پاس۔۔ اور رات کو۔۔ اتنی لیٹ۔۔ مجھے کال کی۔۔ وہ
بھی صرف۔۔ میرا دل جلانے۔۔ کے لئے۔۔ عزیزہ آپی،
سماویہ آپی، نمیرہ آپی اور بریقا آپی سب کو ان کے شوہر باہر
گھمانے لے کر گئے تھے۔۔ انہوں نے صبح کے پانچ بجے
تک چاند رات ایک ساتھ منائی۔ اپنی بیویوں کو پارلر سے
دونوں ہاتھوں پر مہندی لگوائی۔۔ انہوں نے اتنا۔۔
انجوائے کیا اور میں؟؟ میں تم جیسے بے حس کے لئے روتی
رہی جو نیند کے مزے لے رہا تھا۔ یہ سب بھی چھوڑ دو۔۔

پھر صبح عزیزہ آپنی کو عید کی نماز کے فوراً بعد ماحد بھٹیو کی کال آئی۔ انہوں نے آپنی کو عید مبارک کہنے کے لئے فون کیا تھا لیکن تمہیں بیوی کی کوئی ہوش نہیں تھی۔ جب آنٹی کا فون آیا تو میں نے ان سے تمہارا پوچھا۔۔ مجھے پھر سننے کو ایک ہی گھسا پٹا جواب ملا کہ تم کزنز کے ساتھ ہو۔۔ اتنے ہی پسند ہیں کزنز، تو انہی کے ساتھ نکاح پڑھوا لینا تھا؟ میری زندگی میں آنے کی کیا ضرورت تھی؟ تم نے مجھ سے پہلے باقی سب کو عید مبارک کہا۔۔ تمہیں زرا شرم نہ آئی؟۔۔۔ وہ اب رونے پہ کنٹرول کر کے اشتعال انگیزی اور خفگی سے دھاڑتی

اسے افسوسناک نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ ابراج کو شرمندگی
سی شرمندگی ہو رہی تھی اسے اپنی وجہ سے اتنا ہرٹ دیکھ
کر۔۔ (یہ باتیں کہنے کو چھوٹی تھیں لیکن اجالانے یہ سب فیل
کیا تھا۔)

اور دوپہر کے ساڑھے چار بجے آکر تم میرے گلے لگ کر یہ
ایکسپیکٹ کر رہے ہو کہ میں تمہیں پھولوں کے ہار پہناؤں گی؟
تمہاری بانہوں میں آتے ہی پگھل کر تمہیں معاف کر دوں گی؟
اچھا واقعی؟ جوتوں کے ہار پہنا کے تمہیں پورے کراچی میں
نہ گھماؤں میں؟۔۔۔ وہ اسے بولنے کا موقع دیتے بغیر خود سے

سوال جواب کرتی زور سے اسکے بال کھینچ کر ابراج کا سارا
ہتیر سٹائل خراب کر گئی۔

بس یا اور بھی کچھ بولنا ہے؟۔۔ اسکا غصے سے پھولتا تنفس
دیکھ کر وہ اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبا کر دھیمے لہجے میں بولا۔
بولنا ہے نا۔۔ میرا حق مہر مجھے دے کر بھاڑ میں جاؤ تم۔

I hate you infinitely

وہ بچوں کی طرح مٹھیاں بھینچ کے چلاتی۔

DAMNN! BUT I LOVE YOU INFINITELY

وہ اسکا بالائی ہونٹ اپنے لبوں سے گیلا کرتا ہوا شیریں لہجے
میں اتنا غیر متوقع جواب دیتا اجالا کو حیران کر گیا۔ اسکے دل
کی بیٹ مس ہوئیں، وہ زیتونی آنکھوں کو پھیلانے سے دیکھ
رہی تھی۔ غصے کا گراف ایک دم ڈاؤن ہو گیا۔ گھڑی کی
سوئیاں ساکت ہوتی محسوس ہوئیں۔

تم۔۔ میرا۔۔ مذاق۔۔ اڑا۔۔ رہے ہو۔۔ نا۔۔ یہ سب
تمہیں۔۔ کرنج۔۔ لگ رہا۔۔ ہو گا۔۔ ہے نا؟۔۔ تمہیں
میری۔۔ باتیں کرنج۔۔ لگی ہیں۔۔ نا۔۔ اب تم۔۔

مجھے۔۔۔ روسٹ۔۔۔ کرو گے؟۔۔۔ اجالا کپکپاتے ہونٹوں
سے بولتی ابراج کو فی الحال بہت معصوم لگی تھی۔

“ISAID, I LOVE YOU UJALA ABRAJ SHAH”

اسکو حیرانی اور نا سمجھی سے کانپتے دیکھ کر ابراج نے اپنی
مسکراہٹ دبا کر اپنا اظہارِ محبت دہرایا۔ اپنے نام کے ساتھ
جرّا اسکا نام ابراج کے لبوں سے ادا ہوتے سن کر اجالا کا دل
دھڑک دھڑک کے پاگل ہونے لگا۔

تو؟؟ میں۔۔۔ کیا کروں؟ میں ہوں ہی اتنی پیاری کہ سب کا دل
پھسل جاتا ہے۔ اب سب کے ہاتھ آسانی سے تھوڑی نا آ

جاؤں گی؟۔۔۔ اجالا اپنی زبان کی لڑکھڑاہٹ پہ بہت مشکل
سے قابو پا کر ناک سکوڑتے ہوئے ایک ادا سے بولی۔ ابراج
کو ایسے ہی کسی جواب کی امید تھی۔

لیکن میرے ہاتھ تو آچکی ہو!۔۔۔ وہ اسکی نازک کمر کے گرد
اپنی بانہوں کی گرفت مضبوط کرتا خمار آلود آوازیں بولا۔
خوش فہمی ہے تمہاری! اجالا صابری اتنی آسانی سے پٹنے
والوں میں سے نہیں ہے۔ مجھے پانے کے لئے ایفرٹس کرنی
پڑتی ہیں اور تم تو ہو ہی صدا کے سست انسان جس سے خود
اٹھ کر پانی تک نہیں پیا جاتا، وہ میرے لئے خاک ایفرٹس

کرے گا؟ ویسے بھی میں نے پہلے دن سے ہی تمہیں کلثیری
بول دیا تھا کہ میں گولڈ ڈگر ہوں۔ حق مہر لے کر تمہیں کنگال
کر کے بھاگ جاؤں گی۔۔۔ وہ خود میں بھرپور کانفیڈینس لا
کر آنکھیں گھماتے ہوئے ہر لفظ چبا چبا کر بولی۔ (بھرم بھی تو
دیکھانا تھا اس بے مروت کو)

میں تمہیں بھاگنے ہی نہیں دوں گا!۔۔۔ وہ محضوظ ہو کر ہلکا
سا ہنستا ہوا مضبوط لہجے میں بولا۔

لو بھلا! تمہیں بتا کر تھوڑی بھاگوں گی؟۔۔۔ اجالا طنزیہ انداز
میں جواب دے کر سر جھٹک گئی۔ (اندر ہی اندر وہ ابھی تک

اسکے اتنے smooth confession پہ بوکھلائی بھی ہوتی

تھی۔)

میں تمہاری بھاگنے کی پلاننگ سے پہلے ہی تمہیں واشروم کی
کموڈ میں چھپا دوں گا۔ چھوٹی سی تو ہو تم، ایک دم آسانی سے
پوری آجاؤ گی۔۔۔ ابراج اپنی فطرت کا مظاہرہ کرنے سے
باز نہ آیا۔ اسکا اتنا گندا جواب سن کر اجالا کا جی چاہا کہ اسکا
قتل کر دے۔

دفعہ ہو! کم عقل ذلیل واحیات انسان۔۔۔ اجالا نے غصے
سے چلا کر اسکے بازوؤں سے نکلنے کی تگ و دو پھر سے شروع
کر دی۔

اچھا سوری! کیا کروں؟ تمہیں تنگ کتے بغیر میرا گزارہ نہیں
ہے!۔۔۔ ابراج نے ہنستے ہوئے اسکی ٹھوڑی پہ لب
رکھے۔ دوپٹا کب کا اجالا کے وجود سے سرک کر زمین پہ گر
چکا تھا۔

چلو بھر پانی میں ڈوب مرو۔۔ نہیں بلکہ اتنے سے پانی سے
تمہارا کیا بنے گا؟ ایسا کرو! کراچی کے سمندر میں چھلانگ لگا

کے خودکشی کر لو۔۔۔ اجالا نے کاٹ دار لہجے میں پھنکارتے

ہوئے اسے مفید مشوروں سے نوازا۔

اوکے! Noted۔۔۔ ابراج نے ہنس کر سر کو خم دیا اور اسکے

آدھ کھلے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں قید کر کے ہلکے سے دانت

گاڑے۔۔۔ اجالا کی کمر میں سنسناہٹ ہوئی۔

میرا مطلب یہ تھا کہ جب میں تمہیں اس طرح اپنے سینے میں

چھپا لوں گا! تمہارے ہونٹ میرے رحم و کرم پہ ہوں گے

تو پھر میری پناہ سے کیسے بھاگو گی تم؟۔۔۔ اسے اپنے فراخ

سینے میں بھینچ کر اپنے ہونٹ اسکے لبوں سے ہٹائے بغیر وہ

مخمور لہجے میں اپنے سابقہ بے ڈھنگے جواب کا اثر ذاتل کرنے
کی غرض سے رومانٹک الفاظ استعمال کرتا اجالا کی آنکھوں میں
دیکھنے لگا جس کی پلکیں لرزنا شروع ہو گئی تھیں۔

بھاگ سکو گی؟ بولو؟ اتنا دم ہے؟۔۔۔۔۔ اسے خاموش دیکھ
کر ابراج نے سوال دہرا کے اجالا کا نچلا ہونٹ آہستگی سے
اپنے دانتوں کی پکڑ میں لے کر باہر کو کھینچا۔

ہا۔۔۔ہاں!۔۔۔۔۔ اجالا نے سرخ ہوتے گالوں کے ساتھ اپنا
ہونٹ چھڑوا کر سر کو زور زور سے اثبات میں ہلایا۔

اگر اس طرح مجھے چیلنج کرو گی تو رات تک اپنے کمرے سے
نکلنے نہیں دوں گا!۔۔۔ ابراج نے اسے وارن کر کے اپنے
ہونٹ اسکی فراک کے ڈیپ گلے پر رکھے۔

پاگل۔۔۔ ہو ابراج! نیچے سب۔۔۔ کیا۔۔۔ سوچیں گے۔۔
چھوڑو!۔۔۔ اجالا اسکے بے باک ہوتے لمس پر
پھر پھر انے لگی۔

یہی سوچیں گے کہ ضرور عید ملنے کے بہانے حق مہر کی ادائیگی
کے تقاضے پورے ہو رہے ہوں گے؟۔۔۔ وہ بے باک

نظروں سے اسکے وجود کے نشیب و فراز کو نہارتا آنکھ دبا کر

بولا۔

بکو اس نہ کرو ابراج!!۔۔۔ اجالا نے سیٹھا کر ابراج کی
آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسکا بے باک ہاتھ اپنے رعنائیاں
بکھیرتے ابھاروں سے ہٹایا۔ وہ اسکے الفاظ اور نظروں کا
گہرا مطلب سمجھ گئی تھی۔ ابراج ڈھیٹائی سے قہقہہ لگا کر ہنسا
اور اسکا نازک ہاتھ اپنی آنکھوں سے ہٹا کر لبوں سے لگاتے
ہوئے اسکو اپنی بانہوں سے نیچے اتار دیا۔ وہ اب جھک کر
زمین سے اجالا کا دوپٹا اٹھا کے اسے سر پہ اوڑھا رہا تھا۔

سات بجے تمہیں میسج کروں گا تو چپ چاپ نخرے کتے بغیر
پورچ میں تشریف لے آنا۔۔۔ ابراج شاہ نے اس کی پیشانی
چومتے ہوئے نرمی سے کہتے آخر میں دھمکی بھی لگائی۔
میں نے تمہیں بلاک کیا ہوا ہے اور یہ دھمکیاں کسی اور کو لگاؤ
جا کر!! کیونکہ میں ہرگز تمہارے اشاروں پہ نہیں چلوں
گی۔۔۔ وہ نا سمجھ تاثرات چہرے پہ سجا کر خفا لہجے میں
بولی۔

تمہیں چلنے کی ضرورت بھی نہیں ہے ڈارلنگ! میرے بازو
ابھی تمہیں اٹھانے کے لئے سلامت ہیں۔۔۔ ابراج نے

ریلکس انداز میں کندھے اچکا کر جواب دیتے بچوں کی طرح
اسکا گال اپنی ہتھیلی سے تھپتھپایا۔ اجالا کی نظر بے ساختہ
اسکے بائیں ہاتھ کی پٹی پہ گئی، اسے فکر ہو رہی تھی لیکن چونکہ
وہ خود ناراض تھی اسلئے اس نے اسکے جلے ہوئے ہاتھ کے

متعلق کوئی سوال جواب کرنا ضروری نہ سمجھا۔

وہ سر جھٹک کر ”ہونہہ“ کرتی ہوئی ایکدم سے رخ موڑ کے
دروازے کے قریب ہوئی۔ اجالا کے یوں مڑنے سے اسکی
گھیردار فراک بہت خوبصورتی سے گھومی تھی۔

سنووو!۔۔۔ وہ ہینڈل گھما رہی تھی جب اسکو محویت سے
دیکھتے ابراج شاہ نے گھمبیر آوازیں روکا۔ اجالا کے قدم تھے
لیکن اس نے گردن اسکی جانب نہ موڑی۔

”بہت پیاری لگ رہی ہو بالکل عید کے چاند کی طرح“ ابراج
نے اجالا کے بے حد نزدیک آکر جھک کے اس کے کان میں
بہت محبت سے سرگوشی کی۔ اسکا لہجہ اتنا میٹھا تھا کہ اجالا کو
اپنے کان میں رس گھلتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ اپنے زوروں
سے دھڑکتے دل پہ ہاتھ رکھتی تھوک نکلنے لگی۔ آج شاید زندگی
میں پہلی دفعہ اس نے سیریس ہو کر اسکی تعریف کی تھی۔

آئی نو! ہونہہ۔۔۔ اجالا اپنی غیر ہوتی کیفیت پہ قابو پا کر ایک
ادا سے اپنے لمبے بالوں کو جھٹکتی تیزی سے اسکے کمرے سے
نکل گئی۔ اسکے مغرور انداز پہ ابراج نے ہنس کر نفی میں سر
ہلا دیا جبکہ وہ برق رفتاری سے دھڑکتے دل کے ساتھ چھپڑ
کے دیکھے بغیر سیرِ ہیاں اترتی چلی گئی اور وہ اسکو تب تک
دیکھتا جا رہا، جب تک وہ اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو
گئی۔



ہویلی میں مہمانوں کا آنا جانا ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا
تھا۔ ابراج کا خاندان کافی بڑا اور ملنسار تھا۔ سب خصوصی
طور پر اجالا سے ملنے آتے تھے۔

وہ بظاہر تو ان سب کے بیچ بیٹھی تھی لیکن اس کا دل ابھی تک
ابراج کا اظہارِ محبت یاد کرتا دھڑک رہا تھا۔ کیا اس نے سچ
میں confession کیا تھا؟ اجالا کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ دل میں
جو رنجش تھی، وہ تھوڑی کم ہوئی تھی لیکن ساری نہیں۔۔۔
اجالا کی خفگی برقرار تھی۔ اس نے سات بجے پورچ میں کیوں
بلایا تھا؟ وہ لاشعوری طور پر بار بار گھڑی پر وقت دیکھتی یہی

سوچ رہی تھی۔ ابراج کو انبلاک اس نے اب تک نہیں کیا
تھا۔ ایک دم سے ہارن کی تیز آواز ہویلی کے لاؤنج کی
دیواروں کو چیرتی ہوئی سب کی گفتگو میں خلل ڈالنے لگی۔
یہ تو ابراج کی گاڑی کی آواز ہے نا؟۔۔۔ زویہ شاہ نے آئبرو
اچکا کے سوالیہ نظروں سے اپنی ماں کو دیکھا۔
مجال ہے جو یہ لڑکا سکون سے ہویلی ٹک جائے۔ جس دن کا
کراچی آیا ہے، اسکے لڑکوں کے ساتھ سیر سپاٹے ہی نہیں
ختم ہو رہے۔ اتنا خوبصورت تہوار ہے! بندہ بیوی کو کہیں
گھمانے ہی لے جاتا ہے۔۔۔ آگینہ شاہ نے افسوس نے نفی

میں سر ہلا کر بیٹے کو کوسا۔ (ان کو لگا کہ شاید وہ پھر کزنزیا

دوستوں کے ساتھ باہر گھومنے جا رہا ہے)

آپ کی بہو کو ہی بلا رہا تھا امی جان لیکن unfortunately

اسے ایک دفعہ میں سننے کی عادت نہیں ہے۔۔۔ ابراج شاہ

نجانے کہاں سے حاضر ہوتا دانت پیس کر اجالا کو گھورتے

ہوئے بلند آوازیں بولا۔ وہ جو غائب دماغی سے اپنے دوپٹے

کی لیس کو پوروں سے چھو رہی تھی، ایک دم ہڑبڑا کے اوپر

دیکھا۔ باقی سب کی نظروں کا مرکز بھی یہ دونوں بن گئے

تھے۔ ابراج آگے بڑھا اور اجالا کو کلائی سے پکڑ کے صوفے

سے اٹھایا۔

اب۔۔۔ راج۔۔۔ سب کے سامنے اسکی جرات پہ اجالا

نے آہستگی سے اسکو پکارا۔ لہجہ متحیر بھی تھا۔

جوتا پہنو۔۔۔ کب سے میسج کر رہا ہوں تمہیں!! ابھی تک

انبلاک کیوں نہیں کیا مجھے؟۔۔۔ وہ سب کی نظروں کو

فراموش کرتا خفگی سے بولا اور جھک کے اسکی ہیلز اس کے

قدموں کے قریب رکھنے لگا۔ تمام خواتین منہ کھولے ابراج

کو دیکھنے لگیں، انہوں نے آج پہلی دفعہ اسکو کسی لڑکی کے
پیروں میں جھکتے دیکھا تھا۔

بلکہ ایسا کرو! یہ ہیلز نہ پہنو۔۔۔ پیر درد ہوں گے۔۔۔ آپا کا جوتا
پہن لو۔۔۔ یہ کمفرٹبل لگ رہا ہے۔۔۔ ابراج اس کے پیروں
سے ہیلز کو فاصلے پہ کر کے زوبیہ شاہ کی صوفے کے پاس پڑی
کمفرٹبل سی سینڈل اٹھا کر اسکے پیروں میں پہنانے لگا۔ عزیزہ
تو باقاعدہ اس مومنٹ کو اپنے موبائل کے کیمرے میں قید کر
رہی تھی تاکہ بعد میں سب دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر اسکا

شغل لگا سکے جو محبت کو کرنج کہا کرتا تھا جبکہ باقی سب کے
ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

ابراج۔۔۔ میں پہن۔۔۔ لیتی ہوں!۔۔۔ اجالا بے اختیار
کھانسنے لگی اور اپنے پیر اس سے دور کرنے چاہے لیکن وہ
اسکی کوشش کو ناکام بناتا اس کے پیروں میں سینڈل پہنا چکا
تھا۔

یہ صحیح ہے نا؟ میچ بھی ہو گئی ہے۔۔۔ وہ یوں ہی اس کے
قدموں میں دونوازی بیٹھا سر اٹھا کر رائے لینے والے انداز میں

اجالا سے پوچھ رہا تھا جو خفت سے پاگل ہوتی اسے شرم

دلانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

ساڈا منڈا ہتھوں تر گیا! (ہمارا لڑکا ہاتھوں سے نکل گیا)۔۔۔

زوبیہ شاہ قہقہہ لگا کر شرارت سے بلند آواز میں گویا ہوئیں تو

ابراج اپنی بہن کی چھیڑتی آواز سن کر ہوش میں آتا سیدھا کھڑا

ہوا اور لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ سجا کر ان سب پہ ایک نگاہ

ڈالی۔ اجالا کے گال تپ کے انگارہ ہو چکے تھے۔

یہی چاہتے تھے نا آپ سب کہ میں جلد از جلد اپنے گھر والا ہو

جاؤں؟ اب گھر والا ہو گیا ہوں تو گھر والی ہی ناراض گھوم

رہی ہے! منانا تو پڑے گا! رات؟ کیونکہ میں اپنا گھر اجرٹے
ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ ابراج نے گہری سانس خارج کر
کے بیروں کھجا کر ڈرامائی انداز میں بولتے ہوئے ایک نظر اجالا
کو دیکھا جو دانت پیس کر اسکو آنکھیں دیکھا رہی تھی۔ ابراج
کے تشویش آمیز لہجے پہ تضاد اجالا کے تاثرات دیکھ کر لاؤنج
میں موجود تمام خواتین کا قہقہہ بلند ہوا۔

وہ سب تو ٹھیک ہے! لیکن تم نے میری بہو کو ناراض کیوں
کیا ہے؟ یہ نوبت ہی کیوں آنے دی تم نے؟۔۔۔ ابگینہ شاہ
نے بیٹے کی کلاس لگانا ضروری سمجھی جبکہ نعمیہ صابری کے

دل میں ابراج کے لئے عزت سو گنا بڑھی تھی۔ اجالا زندگی
میں پہلی دفعہ اتنا کنفیوز ہو رہی تھی کہ ان سب کی معنی خیز
نظروں سے چھپنے کی غرض سے ابراج کے چوڑے شانے
کے چھبے کھڑی ہو گئی۔ (اسے اب اپنے نخرے دیکھانے پہ
غصہ آرہا تھا، اگر تمیز سے باہر چلی جاتی تو یہ انسان یہاں آکر
اسے یوں شرمندہ نہ کرواتا۔)

سمجھا کریں نایار۔۔ چاند رات پہ محترمہ سے ملے بغیر کراچی
آگیا تھا۔ اب A to Z ڈیٹیلز تھوڑی دوں گا؟ تھوڑی پرائیویسی
بھی ہوتی ہے۔۔۔ ابراج ناک چڑھا کر اپنے شوخ جواب

سے ماحول کو مزید زعفران بناتا کن اکھیوں سے اجالا کو دیکھنے لگا
جو سر جھکائے اسکی پشت میں زور سے ناخن گاڑتی اسے منہ
بند رکھنے کا اشارہ دے رہی تھی۔

اوہوووو۔۔۔ ابراج کے جواب پہ سب لڑکیوں نے ہنستے
ہوئے ہونٹنگ کی جبکہ بڑی خواتین مسکرا کر ان کی بلاتیں کے
کر رہ گئیں۔

میں بھی کہوں میری بہو کا موڈ آج اتنا آف کیوں ہے؟ اس
بات پہ تمہاری کلاس تو میں بعد میں لگاؤں گی۔ ابھی اسے باہر
لے کر جاؤ۔۔۔ آگینہ شاہ نے مصنوعی غصے سے پیٹے کو

ڈپٹا۔ (اجالا کو کہیں نہ کہیں اسکی میٹھی میٹھی بے عزتی مزہ بھی
دے رہی تھی لیکن اتنا پرسنر ٹریٹمنٹ ملنے پر اچھا لگنے کے
ساتھ شرم بھی آرہی تھی)

ہاہا ہا او کے اللہ حافظ۔۔ ابراج ہنس کر ہاتھ ہلا کے اجالا کی
طرف متوجہ ہوتا اسے بازو سے پکڑ کے باہر کی طرف لے
جانے لگا۔

مجھے کہیں۔۔ نہیں جانا۔۔ تمہارے ساتھ۔۔ اجالا نے دبی
دبی آواز میں چڑ کے پھنکارتے ہوئے نخرہ دیکھایا۔ اسکی آواز
سرگوشی جتنی تھی۔

زرا اونچا بولو؟ تمہاری ماما کے کانوں تک آواز جانی چاہیے۔
میں تو چاہتا ہی یہ ہوں کہ وہ سب کے سامنے اپنی چپل کے
ساتھ تمہاری پٹائی کریں۔۔۔ ابراج نے ہنسی دبا کر یونہی تیز
قدم اٹھاتے ہوئے اسکو بلیک میل کیا تو وہ جھنجھلا کے رہ
گئی۔ ان کے لاؤنج سے نکلتے ہی وہ سب پھر سے ہنستی ہوئیں
انہی کی باتوں میں مصروف ہو گئیں۔ عزیزہ اور سماویہ لوگ
انہیں ان کی یونیورسٹی کی لڑائیاں سناتی ہنسا ہنسا کے لوٹ
پوٹ کر رہی تھیں۔

ابراج نے پورچ میں اپنی بڑی سی گاڑی کے قریب آتے

ہوئے اسکے لئے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا۔

بیٹھیں محترمہ یا اٹھا کر بیٹھاؤں؟۔۔۔ اجالا کا ایٹیوڈ ابھی تک

آسمان پہ دیکھ کر ابراج نے کہنی گاڑی کے چھت پہ ٹکاتے

ہوئے گھمبیر آوازیں کہتے اس کے سر پہ چپت لگائی۔

زیادہ اوور نہ ہو تم! ہاتھ توڑ دوں گی تمہارے۔۔۔ وہ تمللا

کے جواب دیتی اسکا ہاتھ جھٹک کے منہ پھولاتی ہوئی ناچاہ

کے بھی اندر بیٹھ گئی۔ ابراج نے لب دبا کر دروازہ بند کیا

اور ڈرائیونگ سیٹ پر آ کے بیٹھ گیا۔

اگلے چند سیکنڈوں میں اسکی گاڑی ہویلی کا وسیع پورچ عبور
کرتی برق رفتاری سے ہویلی سے نکل گئی تھی۔



”خود کو سوالوں میں

برباد کرتے ہیں

جب تو جواب دیتا ہے نہیں“

اجالا کو بالکل خاموشی سے ونڈو کی طرف رخ موڑے دیکھ کر

ابراج نے گاڑی میں بلند آواز میں یہ میوزک لگا رہا تھا جو اس

نے کل ہی کسی ریل میں سنا تھا۔ گانا ابھی تک آفیشلی ریلز

تو نہیں ہوا تھا لیکن ابراج نے ابھی تک جتنے بھی لیر کس سنے
تھے، اسے اچھے لگے تھے۔ اجالا چاہے خاموش تھی لیکن
اسکا دھیان گانے کے بولوں پر ہی تھا۔

”چھوڑو یہ بات پرانی ہے

پھر سے لکھنی کہانی ہے“

وہ سٹیرنگ پہ انگلیاں بجاتا ہوا مدھم آوازیں گنگنا کر ڈرائیونگ

انجوائے کرتا وقتاً فوقتاً اس پہ نگاہیں ڈال رہا تھا۔

”چھوڑو کرتے ہیں یہ

وعدہ ہہہہ!!“

ابراج نے مضبوطی سے اجالا کا ہاتھ تھاما اور اپنی انگلیاں
اسکی انگلیوں میں الجھانے لگا۔ اجالا نے اب کی دفعہ
مزاحمت نہیں کی تھی۔ وہ نظریں اٹھا کر اسکو دیکھنے لگی۔

”تو ہم ہر بار آئیں گے

تجھ کو منائیں گے“

ابراج شاہ نے مسکرا کے ان بولوں کو گنگناتے ہوئے اسکا
ہاتھ اپنے ہونٹوں سے کتنی ہی دفعہ لگایا۔

”تیرے کن گائیں گے

ہر گھڑی!!“

نرم سا جھٹکا اسکے بازو کو دے کر اس نے اجالا کو اپنے سینے
کے قریب کھینچ لیا۔

(میرے گن گا ہی نہ لو تم!! ہونہ۔۔۔ اجالا خفگی سے اسکو
دیکھتی دل میں سوچنے لگی۔)

”ہر بار دعاؤں میں

تجھ کو ہی مانگتے ہیں“

ابراج اسکے خفا تاثرات دیکھ کر مسکراتا ہوا جھک کے اسکا

ماتھا اور ناک اپنے ہونٹوں سے چھونے لگا۔

بس کرو! گانے کا سہارا لے کر جھوٹ کم بولو۔ تم نے تو
رمضان میں نمازیں پتا نہیں کس حال سے پڑھی تھیں۔
بڑے آئے مجھے دعاؤں میں مانگنے والے۔۔۔ اجالا اب کی
دفعہ کٹیلے انداز میں طنز کرنے سے باز نہ آئی۔ ابراج نے منہ
پھولا کے اسی لمحے میوزک بند کر دیا۔

پھر بولتی ہو کہ میں رومانٹک باتیں کیوں نہیں کرتا؟ حرکتیں ہیں
تمہاری تمیز سے پیار بٹورنے والی؟۔۔۔ وہ ماتھے پہ تیوریاں
ڈال کر آتی رول کرتا شکوے سے بولا تو اجالا نے لب دبایا۔

ہاں! میں تو بد تمیز ہوں نا؟ یہی کہنا چاہتے ہو نا تم؟ تو جاؤ کسی

تمیز دار لڑکی کو پیار کرو۔۔۔ وہ ہمتے سے اکھڑتی اس سے دور

ہونے لگی۔ ابراج نے جواب دئے بغیر گہری سانس خارج

کر کے ایک مشہور پارلر کی پارکنگ میں گاڑی روکی اور جواب

دئے بغیر جیب سے فون نکال کے سکرین پہ انگلیاں چلانے

لگا۔ اجالا جانا چاہتی تھی کہ اس نے یہاں گاڑی کھڑی کیوں

کی ہے لیکن اس نے پوچھنا ضروری نہ سمجھا۔

یہ دیکھو! یہ ڈائزائن کیسے ہیں؟۔۔۔ ابراج نے اسکی آنکھوں

کے سامنے اپنا موبائل لہراتے ہوئے سوال کیا۔

واٹ؟ ڈونٹ سے کہ تم اپنے ہاتھوں پر مہندی لگوانے والے
ہو؟۔۔۔ اجالا نے منہ کھول کر خالص لڑکیوں والے مہندی
کے ان خوبصورت ڈیزائنز کو دیکھا۔

اگر شکل اچھی ہو تو بندہ بات بھی اچھی کر لیتا ہے!!۔۔۔
ابراج نے اسکا جبرہ نرمی سے اپنی ہتھیلی میں دبوچ کر تاسف
سے ہر لفظ پہ دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

(اگر اجالا ناراض نہ ہوتی تو وہ یقیناً اس جملے کو اتنا تمیز دار رخ
کبھی نہ دیتا۔)

کیا ہے۔۔۔ اجالا نے جھنجھلا کر اس سے اپنا جبرہ آزاد
کروایا۔

گاڑی سے نکلوا!! یہ فون ساتھ لے جاؤ۔ مجھے یہ دونوں ڈیزائنز
تمہارے ہاتھوں پہ چاہئے۔۔ ہری اپ۔۔ میں یہاں ویٹ
کر رہا ہوں۔۔۔ ابراج نے اپنے لمبے بازو کو بڑھا کر اسکی
سائیڈ کا دروازہ کھولتے ہوئے حکم دیا۔

لیکن کس خوشی میں؟؟۔۔۔ اجالا نے حیرت سے آئبرو
اٹھائے۔ اسے اس کرم نوازی کی وجہ سمجھ نہ آئی۔

سوال جواب بعد میں کرنا۔۔ ابھی جو بولا ہے، وہ کرو!۔۔
ابراج نے افراتفری کے عالم میں ہاتھوں سے چٹکی بجائی اور
اسکے کندھے پہ اپنی ہتھیلی کا دباؤ ڈالتا اسے آہستگی سے باہر کی
طرف دھکیلنے لگا۔

لیکن کیوں؟!۔۔۔ اجالا نے سوال پھر سے دہرایا۔
کیونکہ میں بول رہا ہوں!۔۔۔ ابراج کی طرف سے ہمیشہ والا
جملہ ادا ہوا تھا۔

اور میں تمہاری کیوں سنوں؟؟۔۔۔ اجالا نے بھی جواب
ہمیشہ والا ترخ کر دیا تھا۔

کیونکہ میں ریکویسٹ کر رہا ہوں ڈارلنگ! آرڈر نہیں دے
رہا۔۔۔ ابراج نے دانت پیستے ہوئے بظاہر بہت نرمی سے
اسکا سر تھپتھپایا۔ وہ پہلے ہی آگ بنی ہوئی تھی اسلئے ابراج کو
پانی بن کر اسے ٹھنڈا کرنے کا کام کرنا تھا۔
اجالا نے ایمپریس ہونے والے انداز میں اسکی طرف دیکھا۔
اسے وہ عاجزی سے ریکویسٹ کرتے سلجھا ہوا لگا تھا۔
دیٹس گڈ! اسی طرح جھک کے رہا کرو میرے سامنے!۔۔۔
وہ فرضی کالر اچکانے والے انداز میں بڑے ہی نخرے سے

شہادت والی انگلی اٹھا کر بولتی ابراج کو بہت زہر لگی۔ (قصور

ان کا نہیں تھا۔ پیار ان دونوں کو ہی راس نہیں آتا تھا۔)

آریو شیور؟۔۔۔ ابراج نے اسی لمحے اسکی سائیڈ کا دروازہ

بند کر کے ایک پل میں اجالا کی سیٹ کو چھپکی طرف دھکیلا

اور اسکے اوپر بے حد نزدیکی سے جھکتے ہوئے طنزیہ انداز میں

آئبرو اچکاتا معنی خیزی سے بولا۔ اجالا کی سانس سینے میں

اطہ کی۔

اب۔۔۔ راج۔۔۔ اجالا نے تھوک نکلا۔

خود تو بولا ہے کہ جھک کر رہا کروں تمہارے آگے؟ اب جھکنے
دونا مجھے؟ مسئلہ کیوں ہو رہا ہے؟۔۔۔ وہ اسکا دوپٹا سر کا کر
بے باکی سے اسکے گداز سینے کی طرف چہرہ جھکاتا سرگوشی میں
بولا۔

میری۔۔ بات۔۔ کا مطلب۔۔ یہ نہیں۔۔ تھا۔۔ اجالا کی
آواز حلق میں پھنسی۔ ابراج کی تپش زدہ سانسیں اپنے
ابھاروں پر محسوس کر کے وہ پاگل ہوئی۔ وہ اس پر اس
انداز میں جھکا ہوا تھا کہ اسکے پاس ہلنے کی بھی مہلت نہیں
تھی۔

واٹ ایور۔۔ وہ آنکھ دبا کر اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر ایک ہی
وار میں اجالا کی فراک کی زپ نیچے کھسکا کر اسے کندھوں سے
نیچے کرتا اسکی رہی سہی جان بھی نکال گیا تھا۔

اجالا کی فراک بے ترتیب کر کے ابراج کے لبوں نے
سیکنڈوں میں اس کے نرم نشیب و فراز پر اپنی حکومت قائم
کر لی تھی۔ وہ بے حد جنونی انداز میں ایک ایک انچ پر اپنا
لمس چھوڑ رہا تھا۔ اجالا کے لیے اپنی سانسوں پر اختیار رکھنا
محال ہو گیا تھا۔ وہ باقاعدہ کانپنے لگی۔

سس۔۔ اب۔۔ راج۔۔ اجالا کے لبوں سے ایک طویل
لرزتی ہوئی سسکی نکلی۔ اسکے ناخن ابراج کے کندھوں میں
پیوست ہونے لگے جبکہ وہ مدہوش سا ہوتا اپنا سر اس کے
خدوخال کی گہرائیوں میں دھنسانے لگا۔ وہ اس کی دھڑکنوں کی
رفتار کو اپنے لبوں سے محسوس کرتا اجالا کو سرتا پاؤں پسینے
میں بھگو کر رکھ گیا جیسے جیسے وہ مزید جھکتا اپنے ہونٹوں کا لمس
وہاں چھوڑ رہا تھا، اجالا کا پورا وجود بجلی کے چھٹکے کی طرح
ترپ سے اٹھتا اسے روکنے کی ہلکی سی سعی کر رہا تھا۔

اور جھک کے رہوں یا ابھی کے لئے اتنا کافی ہے میم؟؟۔۔

ابراج نے سر اٹھا کر نیم وا آنکھوں سے اجالا کو دیکھ کر

شرارت سے سوال کیا۔ اجالا کے چہرے پر حیا اور لذت کی

ملی جلی کیفیت تھی۔

تم۔۔ بہت۔۔ بد تمیز ہو۔۔ میں تمہارا۔۔ منہ توڑ۔۔

دو۔۔ گی۔۔ وہ اپنی کپکپاہٹ پہ قابو پا کر شرم اور گھبراہٹ

کی ملی جلی کیفیت میں بھی اسے ازلی دھمکی دینے سے باز نہ

آئی۔

ہا ہا ہا۔۔۔ ابراج نے ہنس کر ایک بار پھر اس کے دل کے
مقام پر اپنی گرفت سخت کر دی۔ اس کے سر پہ ایک عجیب سا
جنون اور مدہوشی سوار ہو رہی تھی۔ اجالا کا نرم وجود اسے
پاگل کر گیا تھا، ابھی کہ اس نے اسکی گہرائیوں کو ہر پردے
سے آزاد کر کے نہیں دیکھا تھا۔ وہ آخری بندش کے اوپر سے
ہی یہ جسارتیں کرتا اسے پاگل کر دینے کے در پہ تھا۔
ابراج۔۔۔ مجھے۔۔۔ مہندی۔۔۔ لگوانی۔۔۔ ہے۔۔۔ اسے
رکتے نہ دیکھ کر وہ بالآخر روہانسی ہوتی لائن پہ آگئی۔ اس سے
بچنے کا ایک یہی راستہ تھا۔

Awww ! That's like a good girl

ابراج نے خود پہ ضبط کے بند بٹھا کر اسی لمحے یہاں سے سر اٹھا کر شرارت سے آنکھیں مٹکا کر جواب دیتے اسکی فراک کو کندھوں سے درست کر کے شرافت سے زپ بند کر دی۔ (یہ تو طے ہو گیا تھا کہ آج کے بعد اجالا اسے خود کے سامنے جھکانے والا رعب کبھی نہیں جھاڑنے والی تھی۔)

واحیات۔۔ ذلیل انسان۔۔ خود پہ دوپٹا ٹھیک کرنے کے بعد وہ تیزی سے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھول کر باہر نکلتی شرم

اور غصے کی ملی جلی آوازیں اسے اپنے پسندیدہ القابات سے
نوازنے لگی۔

تھینک یو ڈارلنگ! جلدی آنا۔ ابھی ہمیں کہیں اور بھی جانا
ہے۔۔۔ ابراج نے دل جلانے والے انداز میں قہقہہ لگا کر
جواب دیا۔ وہ اسے سن کر بھی اگنور کرتی پارلر کے داخلی
دروازے کی طرف بڑھنے لگی جبکہ فرنٹ ویو مر میں اپنے بال
سیٹ کرتا اسکا انتظار کرنے لگا۔

=====

ابراج کو اسکا انتظار کرتے کوئی اڑھائی گھنٹے گزر چکے تھے، اس
دوران وہ ایک ضروری کام بھی کر آیا تھا لیکن اجالا میڈیم
ابھی تک باہر نہیں آئی تھی۔ وہ سٹیرنگ پہ انگلیاں بجاتا گاڑی
میں ہلکا سا میوزک لگاتے مسلسل پارلر کے دروازے پہ
نگاہیں جماتے اسکی آمد کا منتظر دھیمے انداز میں مسکرا رہا تھا۔
پہلے وہ چڑ کر اسکا انتظار کیا کرتا تھا لیکن آج تو اس انتظار میں
بھی سکون مل رہا تھا۔ اجالا کی ناراضگی اور اسکے شکوے یاد
کر کے ابراج کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اسکے دوست اور
کزنز عید کے تینوں روز ہویلی سے غائب رہتے آپس میں

انجوائے کرتے تھے، آج بھی سب نے اسکو بہت فورس کیا
تھا لیکن وہ صرف اجالا کو منانے کی غرض سے ان کے
درمیان سے اٹھ گیا تھا۔ ماحد وغیرہ نے معاملہ سمجھ کر اسے
خوب تنگ بھی کیا تھا جس پہ وہ ناک سے مکھی اڑا گیا۔

“I am still waiting outside Honey!”

ابراج نے بالاخر اسکو میسج کرتے یاد دہانی کرائی کہ وہ باہر
ہے۔ وہ اتنا بھی جانتا تھا کہ اجالا جان بوجھ کر دیر کرتی اسے
ذلیل کر رہی ہے۔ (ابراج نے اس دوران اجالا کا نمبر ”مس

اندھیرا“ سے بدل کر مسکراتے ہوئے ”Better Half 

“اور ساتھ کس والا ایموجی لگا کر سیو کر لیا۔)

اندرا پارلر کی پر تعیش فضا میں اجالا ایک ملکہ کی طرح کرسی پر

نیم دراز تھی۔ چار ورکرز اس کے گرد مستعد کھڑی تھیں۔

ایک اس کے بالوں میں مہنگا ترین موروکن پیٹر سپا مساج کر

رہی تھی، دوسری پاؤں پر سکرب مل رہی تھی، تیسری ہاتھوں

پر کندن مہندی کے باریک نقش و نگار بنا رہی تھی جبکہ چوتھی

بیوٹیشن چہرے پر 24K گولڈ فیشل کے مساج سے اسے

سکون بخش رہی تھی۔

اجالا نے اپنی ایک آنکھ کھول کر اسکرین پر چمکتا ابراج کا میسج
دیکھا تو ایک فاتحانہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھری، اس
نے جان بوجھ کر میسج کو سین کیا مگر کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ
اپنے ہاتھوں کو تھوڑا سا اور آرام دہ انداز میں پھیلاتے
ہوئے بیوٹیشن سے کہا کہ ”ذرا بالوں کی ٹرمنگ کے ساتھ
ساتھ شائننگ سیرم بھی زیادہ لگائیے گا! مجھے اپنے شوہر کی
آنکھوں میں چبھنا ہے آج۔“

اجالا کا خریلا لیکن شوخ حکم سن کر وہ چاروں ورکرز اپنی
ہنسی دباتی سر کو شائستگی سے خم دینے لگیں۔

“You were born to wait Kiddo”

اجالا نے سلگانے والے انداز میں کوئی تین سے چار منٹ بعد
اسے پیلانے دیا جسے اگلے ہی لمحے سین کر کے ابراج نے
آئبرو اچکایا۔

**“Kiddo? That’s cute? Hay na? Bahir to nahi ana
tm nay? 😍”**

ابراج نے دھمکانے والے انداز میں فوراً سوالات کئے تو
اجالا نے منہ پھولا لیا اور پھر ساتھ ہی اسکی بے باک

جسارتیں بھی یاد آنے لگیں۔ وہ کیوں بھول گئی تھی کہ اسے
گاڑی میں اسکی بغل میں بیٹھ کر ہی واپس جانا ہے۔

“Don't disturb me! I am busy rn 🤔”

اجالا نے نخریلے انداز میں جواب دے کر فون بند کر دیا۔
ابراج عش عش کر اٹھا۔ ایسی کون سی مہندی تھی جو ابھی
تک لگنے کا نام نہیں لے رہی تھی؟

“5 minute mein bahir aoo warna mein andar aa

jao ga ab!”

ابراج پھر سے یسج پہ دھمکی لگا کر گاڑی سے باہر نکل کے کھڑا
ہوا اور سیگرنٹ سلگا کے لبوں میں دبا لیا۔ وہ اب اپنی گاڑی
کا پچھلا دروازہ کھولتا اندر سے دو بیگزن نکال رہا تھا۔ دروازہ بند
کر کے وہ آگے بڑھا اور پارلر کے اندرونی دروازے کے
قریب جا کر واچ مین کو یہ دو بیگ تھما کے اندراجا لاتک
پہنچانے کی ہدایت دی۔ اس نے بہت اخلاق سے اس واچ
مین کو عید مبارک کہہ کر باقاعدہ اسے عید بھی دی تھی جس پہ
وہ خوش ہو کر لیتا سر کو خم دیتا اندر بڑھنے لگا۔

ابراج شاہ اب یونہی سیگرت کے کش بھرتا ٹہلتے ہوئے پارلر
کی پارکنگ سے باہر نکل گیا جہاں فاصلے پہ کچھ مانگنے والوں کا
رش تھا۔ وہ آتے جاتے گاڑیوں کو روک رہے تھے۔ کوئی
رک جاتا تھا اور کوئی انہیں گھور کے بے رحمی سے گاڑی
آگے بڑھا رہا تھا۔ عید پر بھی ان کی اتنی ملگجی حالت دیکھ کر
ابراج کے دل میں کسک اٹھی اور اس نے دل میں اللہ کا
ڈھیروں شکر ادا کیا کہ اللہ نے اسے اتنی نعمتوں سے نوازا
ہے۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بڑھتا ان سب ضرورت مندوں کی

جانب بڑھا اور جیب سے پیسے نکال کر ان بڑے، بوڑھوں

اور بچوں میں بانٹتا ان سے دعائیں لینے لگا۔

”بیٹا اللہ تمہیں اور تمہاری گھر والی کو ہمیشہ خوش رکھے!

آمین“

”اللہ تمہیں بہت دے گا۔ ان شاء اللہ“

”پاک پروردگار تمہارے آنگن کو تمہارے بچوں کی قلکاریوں

سے گونجتا رکھے۔ آمین۔۔۔“

وہ سب اسکو بہت دل سے دعائیں دے رہے تھے جس پہ

ابراج بھرپور انداز میں مسکراتا دل میں آمین بول کر جھک کے

ان بچوں کو پیار کرنے لگا جو اتنی چھوٹی سی عمر میں اپنی عید
بھی مانگ کر گزار رہے تھے۔

اندر اجالا میڈیم کا پارلر کی سروسز لیتے ہوئے جی نہیں بھر رہا
تھا۔ وہ شاید ابراج کو کنگال کر دینا چاہتی تھی۔

“Mrs Abraj Shah?”

وہ اپنی نیل پینٹ کا کلر ڈیسائیڈ کر رہی تھی جب اسکا پورا نام
پارلر میں گونجا۔

“Yes? I am here?”

اس طرزِ تحاطب پر اجالا نے دھڑکتے دل سے چونک کر ہاتھ

ہلکا سا اٹھایا۔

یہ سامان آپ کے ہزینڈ نے بھیجا ہے۔ اسے دیکھ لیں۔۔

ایک لیڈی ور کرنے آگے بڑھ کر نرمی سے مسکراتے ہوئے

اجالا کا سامان اس کے حوالے کیا جس پر اس نے آنکھیں پھیلا کر

نا سمجھی سے ان بیگز کو اس ہاتھ سے تھاما جس کی مہندی مکمل

سوکھ چکی تھی اور اس پہ باریک کندن بھی بہت خوبصورتی

سے لگا دیئے گئے تھے۔

ابراج نے میرے لئے؟۔۔ وہ دل میں حیرت سے سوچتی
ان بیگز کے اندر جھانکنے لگی۔ ایک بیگ میں خوبصورت سا
جوڑا تھا جو باکس میں اچھے سے پیکڈ تھا جبکہ دوسرے میں
جوڑے کا باکس اور جیولری وغیرہ کے ساتھ کچھ اور سامان
تھا۔ اجالا ابھی تک بے یقینی سے ان سب چیزوں کو دیکھ
رہی تھی جب اسے ایک کارڈ نظر آیا۔

”زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے! یہ سب میں نے
لوکل شاپ سے سستے میں خریدا ہے اور باقی تمہارے انڈر
گارمینٹس کا مجھے ایگزیکٹ سائز نہیں پتہ تھا اسلئے میں نے

اندازے سے وہ سب لیا ہے۔ آتی ہوپ کہ میری نظروں

اور ہاتھوں کا اندازہ غلط نہیں ہوگا 😊“

اس کارڈ پہ ابراج کی لکھائی میں یہ تمام لائنز پڑھ کے اجالا کا چہرہ

شرم سے سرخ ہوا۔ اس نے تیزی سے کارڈ کو واپس بیگ میں

ڈال دیا تاکہ غلطی سے کوئی پاس کھڑی ورکر وہ آخری کے بے

شرم الفاظ نہ پڑھ لے۔ اجالا اس سارے سامان کو دیکھ کر

بے اختیار مسکرائی۔ ایک ایک چیز اپنی مہنگی قدر و قیمت خود

بتا رہی تھی اور سب سے بڑھ کر ابراج نے اسکا لباس،

جوتے اور ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز اپنی ڈریسنگ کے کلر کے

ساتھ میچ کر کے لی تھی۔ وہ ناچاہ کر بھی بلش کرنے لگی
لیکن خود کو لاپرواہ بنانے کی غرض سے سامان ایک طرف
رکھتی پھر سے سروسز لینے میں مشغول ہو گئی۔
کوئی مزید ایک گھنٹے کے بعد ابراج شاہ کے موبائل پہ ایک میسج
موصول ہوا تھا۔

**“Transaction Alert: Your account ending in 8842
has been debited for PKR 350,000.00 at Alishey
Khan Salon on 23-Apr-26. If this was not you,
please contact our helpline immediately”**

وہ جو سیکرٹ پتیا یونہی موبائل استعمال کرتے ہوئے گاڑی
کی چھت پہ کہنی ٹکائے کھڑا تھا، ایک دم حیرت سے آنکھیں پھیلا
کر اس میسج میں لکھے ہندسوں پر دوبارہ سے غور و فکر کرنے
لگا۔

ساڑھے تین لاکھ؟۔۔۔ اس نے میسج سے نظریں ہٹا کر
جو نہی نظریں پارلر کے دروازے پر مرکوز کیں، شیشے کے
خودکار دروازے کھلے اور اجالا ایک طلسماتی شخصیت کے
ساتھ باہر نمودار ہوئی۔

اس نے ابراج کا بھیجا ہوا وہی سکائے بلیو اور سفید رنگ
کے امتزاج کا فراک اسٹائل جوڑا پہن رکھا تھا جس میں وہ عید
کے چاند کی طرح چمکتی دمکتی دیکھائی دے رہی تھی۔
فراک کا گھیر اتنا وسیع تھا کہ جب وہ سیڑھیوں سے اتر رہی
تھی تو ہر قدم کے ساتھ اس کی شفون کی تہیں ہوا میں لہراتی
ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ فراک پر سفید ریشم اور چاندی
کے ستاروں کی باریک کڑھائی اس طرح کی گئی تھی جیسے کسی
نے آسمان پر ستارے ٹانک دیے ہوں۔ دامن پر بنا ہوا کٹ

ورک اور شفون کا ہلکا پھلکا دوپٹہ اس نے بڑی لاپرواہی سے
شانوں پر ڈال رکھا تھا۔

اس کے ہاتھ میں سلک کا پوٹلی بیگ تھا جس پر سفید موتیوں
اور چاندی کے تاروں کا کام تھا اور اس کی ڈوریوں کے
سروں پر لگے کندن کے لٹکن اس کے چلنے کے ساتھ ساتھ
مدھر سی آواز پیدا کر رہے تھے۔ ابراج نے اسکے پیروں کے
لئے ہیلز کی بجائے واٹ کلر کی فلیٹ کھسہ نما جوتی کا انتخاب
کیا تھا۔ اس جوتی پر بھی اس کے لباس سے ملتی جلتی چاندی
کی تار کشی اور چھوٹے چھوٹے سفید موتی لگے ہوئے تھے۔

اس کے کانوں میں چاندی کے بڑے آویزے اجالا کی چال
کے ساتھ آہستگی سے جھومتے ہوئے بہت پیارے لگ
رہے تھے۔

سیرٹھیاں اترتی ہوئی اجالا کے انداز میں ایک عجیب سی بے
نیازی تھی۔ وہ فراک کو پوروں سے پکڑے، سنبھالتے ہوئے
سج دھج کرنے پر آمادہ تھی۔ ابراج جو گاڑی کی چھت پر کہنی
ٹکائے کھڑا تھا، اس کا سگریٹ انگلیوں میں ہی دبا رہ گیا۔ وہ
بس ہوش بھولا کر اسے دیکھتا جا رہا تھا۔ وہ بے حد حسین

لگ رہی تھی۔ ابراج بنا پلکیں جھپکائے ٹرانس کی کیفیت میں
اسکی طرف بڑھا۔

منہ بند کر لو ورنہ کوئی مکھی یا مچھر اندر چلا جائے گا۔۔۔
ابراج کے حیران تاثرات نوٹ کر کے اجالا نے اسکے نزدیک
آکر اپنی مسکراہٹ پہ قابو پا کر طنزیہ لہجے میں کہتے ہوئے
اسکے حیرت سے ادھ کھلے عنابی ہونٹوں پر چوٹ کی اور اپنی
پوٹلی سے سیلون کی رسید اور ابراج کا کارڈ نکال کر اسکی
جانب بڑھا دیا۔

اتنی بھی کوئی حسین نہیں۔۔۔ وہ فوراً سے پہلے اپنے جذبات
پہ قابو پا کر اتراتے ہوئے اسے منہ توڑ جواب دینے والا تھا
جب اسے یاد آیا کہ اجالا آکر یڈی ناراض ہے اسلئے وہ اپنی لمبی
زبان سنبھال کر لب دانتوں تلے دبا کے اپنے بالوں میں ہاتھ
پھیرنے لگا۔

ہاں ہاں بولو نا؟ خاموش کیوں ہو گئے؟ اگلو زہر میرے بارے
میں؟ تمہیں میں پیاری لگتی ہی کب ہوں۔۔۔ وہ اسکے آدھے
ادھورے جملے کا مطلب سمجھ کر ترخ کر غصے سے غرائی۔

وہ۔۔ میرا مطلب۔۔ کہ اتنی بھی کوئی حسین نہیں بلکہ بے حد حسین و جمیل اور خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکی ٹھوڑی اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ساتھ نرمی سے سہلاتے ہوئے فوراً نرم لہجے میں بات سنبھالنی چاہی۔

ہونہہ!۔۔۔ اجالا نے منہ پھولا کے سر جھٹکا اور اسکا ہاتھ
اپنی ٹھوڑی سے ہٹا کر گاڑی کی جانب بڑھ گئی جبکہ ابراج شاہ
بے اختیار اس رسید پہ نظر دوڑاتا اپنے دل کی تیز دھڑکنوں پہ
قابو پا رہا تھا۔

Alishey Khan SALON & SPA | EID SPECIAL

INVOICE

Date: 23-Apr-2026 | **Customer:** Ujala Abraj Shah

Service Description	Price (PKR)
Signature Hydra-Facial (24K Gold Infusion)	75,000
Full Body Organic Polishing & Scrub	60,000
Bespoke Keratin & Silk Hair Treatment	80,000
Premium Manicure & Pedicure (Paraffin)	35,000
Professional Eid Makeup & Hair Styling	50,000
Eyebrow Sculpting & Lash Extension	15,000
Exclusive Kundan Mehndi Design (Bridal Style)	35,000

SUBTOTAL: 350,000 TAX (Service Charge): Included

Thank you for choosing Alishey Khan Salon. We hope you feel iconic!

(سیلون علیشے خان کا ہے تو سروسز کی قیمتیں بھی میری مرضی

کی ہوں گی! ہونہرہ 🤪-)

یہ رسید پڑھنے کے بعد زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں
ہے۔ میں نے یہ ساری سروسز اپنے حق مہر کے پیسوں سے
لی ہیں!۔۔۔ اجالا نے پیسنجر سیٹ کے قریب پہنچ کر ناک
چمڑھاتے ہوئے ابراج کے کان کھولنا ضروری سمجھے جو
آنکھوں کو پھیلائے رسید پڑھ رہا تھا۔

خدا کو مانو! 75K کا فیشل؟ شکل تو تمہاری ویسی کی
ویسی۔۔۔ وہ بے ساختہ تعجب سے عادتاً اسکو چھیڑتا ہوا
اپنی رائے کا اظہار کرنے والا تھا کہ اجالا کے تاثرات دیکھ کر
اس نے دوبارہ اپنی زبان دانتوں تلے دبالی۔

آئی مین۔۔۔ تمہیں کیا۔۔۔ ضرورت ہے فیشل کی؟ تمہاری
شکل ویسے ہی ماشاء اللہ اتنی پیاری ہے۔۔۔ اجالا کے تنے
ہوئے خونخوار نقوش دیکھ کر وہ کھسیا نے انداز میں مسکرا کر
بات بدل کے بڑے میٹھے انداز میں گویا ہوا۔
شٹ اپ!!۔۔۔ اجالا نے چر کر اسے غصے سے جواب دیا
اور دروازہ کھول کر خفگی سے پیسنجر سیٹ پہ سوار ہو گئی۔
اوکے! بی سیریس ابراج شاہ! بندے دا پتر بن!۔۔۔ اجالا
کے مزید خفا ہونے پر ابراج نے رسید اور کارڈ جیب میں

ڈال کر کھانستے ہوئے خود کو ڈپٹا اور دروازہ کھول کر ڈرائیونگ

سیٹ سنبھالنے لگا۔

مہندی کتنی اچھی۔۔۔

نہیں چاہیے تمہاری دو روپے کی تعریف۔ پاس رکھو!۔۔۔

ابراج اسکا موڈ ٹھیک کرنے کی غرض سے اجالا کا ہاتھ تھام

کر بڑی تمیز سے تعریف کرنے والا تھا کہ وہ ناک سکوڑ کے

برہمی سے ہاتھ چھڑواتی اسے ٹوک گئی۔

بس کرو! واللہ تمہارا یہ ناراض چہرہ مجھے اتنا پیارا لگ رہا ہے

نا، دل کر رہا ہے سارا لپ گلوں کا جاؤں۔۔۔ ابراج نے

اپنی کہنی اسکی سیٹ کی پشت پہ ٹکا کر چہرہ اجالا کے ہونٹوں
کے قریب جھکا کر گھمبیر آوازیں کہا۔ اجالا کا دل سینے سے
باہر آنے کو بے تاب ہوا۔

لیکن بہت مہنگے برانڈ کا ہو گا نا؟ اس لئے صبر کر لیتا ہوں
ورنہ پیسے ضائع ہو جائیں گے۔۔۔ ابراج اسکی لرزتی پلکوں
اور چہرے پہ بکھرتے قوس قزح کے رنگ دیکھ کر اپنی ہنسی
دباتا یہ ہمدردانہ جملے اپنے منہ سے ادا کرتا بے حد کنجوس لگا
تھا۔ اجالا نے مٹھیاں بھینچ کر ضبط سے اسے گھورا۔

چپ کر کے گاڑی سٹارٹ کرو ذلیل انسان!۔۔۔ اسکے
ہونٹوں کے کناروں میں چھپی مسکراہٹ بھانپ کر وہ غصے
کے عالم میں دبی دبی آواز میں چیخنی۔

اب اس غصے کا میں کیا مطلب سمجھوں؟ کیا تم واقعی چاہ رہی
ہو کہ میں تمہارا لپ گلوں تمہارے ہونٹوں سے غائب کر
دوں؟۔۔۔ ابراج ہلکا سا ہنس کر اسے آنکھ دبا کے چھیرتا ہوا
گاڑی ریورس کرنے لگا۔

میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ تم اپنی بکو اس بند رکھو۔۔۔ وہ
جھنجھلا کر آپے سے باہر ہوئی۔

اوہ ”بکو اس بند رکھوں“ مطلب خاموشی سے بکو اس کتے بغیر

تمہاری سانسیں پی جاؤں؟ اور لپ اسٹک کھا جاؤں؟

رائٹ؟۔۔۔ ابراج قہقہہ لگا کر اسے زچ کرتے ہوئے

شرارتی لہجے میں وضاحت مانگنے لگا۔

نہیں! میرا مطلب ہے کہ sulphuric acid پی کے مر جاؤ

تم!۔۔۔ وہ اسکے فضول سوالات پر اب کی دفعہ چڑچڑے

انداز میں اسکا بازو اپنے ناخنوں سے نوچتے ہوئے دھاڑی۔

(مہندی سوکھی ہوئی تھی، اسلئے ابراج کی سفید قمیض کی بچت

ہو گئی تھی۔)

ہاہاہا۔۔۔ ابراج نے ڈھیٹائی سے قہقہہ لگا کر بریک لگائی اور
ایکدم اجالا کے چہرے پہ جھک کر اسکا جبرہ دبوچتے اتنی زور
سے اسکے ہونٹوں کو چوم کر اپنے دانتوں میں پیوست کیا کہ وہ
چند لمحوں کے لئے پھر پھرا کر رہ گئی۔

تمہارا۔۔۔ لپ گلوڑ۔۔۔ گیا۔۔۔ تیل لینے!۔۔۔ وہ ان لبوں کا
شدت سے گھونٹ گھونٹ بھر کے جام پیتے ہوئے مشغول
دھیمی سرگوشی نما آوا میں بولا۔ اجالا نے اس کے کالر کو دبوج کر
آہستگی سے جھٹکا دیتے خود کو چھڑوانے کی ناکام سعی کی۔

لپ گلو ز کا ٹیسٹ اچھا ہے۔ ایسے لگ رہا ہے، چاکلیٹ کھا
رہا ہوں۔۔۔ وہ اپنے ہونٹ ہٹاتے بغیر ان نرم پنکھڑیوں کا
مسلسل بوسہ لیتے ہوئے مزے سے تبصرہ کر رہا تھا جس پر
اجالا کی زیتونی آنکھوں میں پھر سے غصے کی سرخی ابھری (کیا یہ
فضول انسان یہ نہیں بول سکتا تھا کہ تمہارے ہونٹ چاکلیٹ
کی طرح میٹھے ہیں؟ لپ گلو ز کو سارا کریڈٹ دینے کی کیا
ضرورت تھی؟ وہ دل میں غصے سے گلےس کے رہ گئی۔)

مجھے Kiddo بول رہی تھی نا تم؟ حساب کتاب کے لئے تیار
رہنا۔۔۔ وہ اسکا بالائی لب آہستگی سے کاٹ کر دھمکی آمیز
لہجے میں بولتا فاصلے پہ ہو کر پھر سے سٹیرنگ سنبھالنے لگا۔
ساری لب اسٹک خراب کر دی میری جاہل! اتنا پیارا کلر
لگوا یا تھا میں نے۔۔۔ وہ شرم ایک سائیڈ پہ رکھ کر دانت
کچکچاتے ہوئے بولی۔

میرے لئے ہی لگوائی تھی نا؟ تو افکورس میں نے ہی خراب
کرنی تھی میری جاہل بیوی۔۔۔ ابراج نے دو بدو جواب
دے کر اڑیل انداز میں کندھے اچکائے۔

تمہارے لئے؟ ہنہہ! خوش فہمیاں۔۔۔ وہ ناک چڑھا کر

استہزایا انداز میں بولی۔

ابراج نے مسکرا کر اسکے بھگے لبوں کو دیکھتے اب اسے مزید

تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر کے گاڑی کو سیلون کی پارکنگ

سے نکال کر سڑک پہ ڈال دیا۔ ہلکا سا میوزک اس نے پھر

آن کر دیا تھا۔

”مجھے تم چپکے چپکے

جب ایسے دیکھتی ہو

اچھی لگتی ہو“

اجالا ان بولوں کو سن کر لاپرواہی سے اپنے بالوں کو کان کے
چھپے کرنے لگی۔

”کبھی زلفوں سے، کبھی آنچل سے
جب کھیلتی ہو۔۔۔ اچھی لگتی ہو“

ابراج اسکے تاثرات کے اتار چڑھاڑ میوزک کے ساتھ بدلتے
انجوائے کرتا بڑے چل انداز میں ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ اسے
بائیں ہاتھ سے ڈرائیونگ کرنے کی عادت تھی لیکن چونکہ وہ جلا
ہوا تھا اسلئے وہ دایاں ہاتھ زیادہ استعمال کر رہا تھا۔

”مجھے دیکھ کے جب تم یوں

ٹھنڈی آہیں بھرتے ہو

اچھے لگتے ہو“

اب کی دفعہ یہ بول فیمیل سنگر گنگنا رہی تھی جنہیں سن کر

ابراج نے جان بوجھ کر ٹھنڈی آہ بھری۔

اچھا! تو ایسی بات ہے؟ اچھا لگتا ہوں میں؟۔۔۔ ابراج نے

اسکے بالوں کی آوارہ لٹ اپنی شہادت والی انگلی پہ لپٹا کر

شرارت سے سوال کیا جس پہ اجالا نے ناک سے مکھی

اڑانے والے انداز میں اسے گھورا اور جواب دیتے بغیر فوراً

میوزک بند کر دیا۔

تمہارے جواب نہ دینے کا مطلب میں ”ہاں“ میں سمجھ رہا
ہوں۔۔۔۔۔ اسکی خاموشی سے چڑ کر ابراج نے بوجھل لے
میں وارن کیا۔

زہر سے بھی کوئی بری شے لگتے ہو تم مجھے۔۔۔ اب اپنا منہ بند
رکھو۔۔۔۔۔ اجالا نے تملاتے ہوئے اسکی قینچی کی طرح چلتی
زبان کو بند کروا کے اسکا ہاتھ اپنی لٹ سے جھٹکا تو وہ بالکل
ہلکا سا کراہا کیونکہ اسکا جلا ہوا زخم دکھ گیا تھا۔

اجالا نے اس کی کراہ سن کر تڑپتے ہوئے فوراً اسکی کلائی
تھام کر اسے فکر مندی سے دیکھا لیکن اب کی دفعہ وہ خاموشی

اختیار کرتا اپنا ہاتھ چھڑوا کے سارا دھیان ڈرائیونگ پہ مرکوز کر
گیا۔ ان میں خاموشی پھر سے ہاتل ہو گئی تھی۔ اجالا دل میں
خود کو گالیاں دیتی اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں کو زور سے بند
کرنے لگی لیکن اس سے ابھی تک اسکے زخم کے متعلق کچھ
بھی پوچھنا اس نے ضروری نہ سمجھا البتہ یہ ایکدم سے
خاموشی کا بڑھتا دورانیہ بھی میڈیم کو اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

سفر اب ساحل کی نمکین ہواؤں میں بدل چکا تھا۔ پورے
راستے ایک سرد خاموشی رہی تھی۔ اجالا گاڑی کے شیشے سے

باہر اندھیرے میں ڈوبتے شہر کے مناظر دیکھتی رہی اور ابراج
سنجیدگی سے گاڑی چلاتا رہا۔

ساحل پر عید کی رات کا ہنگامہ تھا۔ دور تک گاڑیوں کی
قطاریں، لوگوں کا شور اور ساحلِ سمندر پر پھیلی چہل پہل
صاف دکھائی دے رہی تھی لیکن ابراج نے گاڑی کو مرکزی
ہجوم کی طرف موڑنے کے بجائے سمندر کے اس انتہائی
کوئے کی طرف موڑ دیا جہاں سڑک ختم ہو جاتی تھی اور آگے
صرف سمندر کی کالی لہریں اور ویرانی تھی۔

یہاں دور دور تک کوئی بندہ بشر یا گاڑی نہیں تھی۔ صرف
اندھیرا تھا اور سمندر کے ٹکرانے کی گونجتی ہوئی آواز کانوں
میں سنائی دے رہی تھی۔ اس خوبصورت جگہ کو دیکھ کر
اجالا کی آنکھیں چمکیں۔ چہرے پہ خوشنما تاثرات واضح
ہوئے۔ وہ کب سے دل میں حیران ضرور تھی کہ ابراج اسے
کہاں لے کر جا رہا ہے جو سفر ختم ہونے کا نام نہیں لے
رہا۔۔۔

ابراج نے گاڑی ایک ایسی جگہ روکی جہاں سے ساحل کا سارا
منظر ایک پینورامک ویو کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ انجن بند

ہوتے ہی گاڑی میں مکمل سناٹا چھا گیا۔ سمندر کی لہروں کا
شور اب پہلے سے کہیں زیادہ نمایاں اور پرسرار محسوس ہو رہا
تھا۔ لہروں کی ان دلکش آوازوں نے اجالا اور ابراج کے
دل میں سکون دوڑایا۔

سبحان اللہ! یہ کتنی خوبصورت جگہ ہے اوو ایم جی!۔۔۔
اجالا کے ہونٹ تعریف کیے بنا نہ رہ پائے اس نے تیزی سے
اپنی سائیڈ کا شیشہ نیچے کیا اور بے اختیار کھلکھلا کر گاڑی سے
باہر جھانکنے لگی۔ آسمان پر چاند تو نہیں تھا لیکن دور افق پر

ستاروں کی ایک ایسی بارات سچی تھی جو سمندر کے پانیوں
میں عکس بن کر لرز رہی تھی۔

اب سمجھ آئی کہ میں چاند رات اور عید منانے کراچی کیوں
آتا ہوں؟ کیونکہ میرے کراچی میں وہ سکون ہے جو کسی اور
شہر میں مجھے نہیں ملتا!۔۔۔ اسے خوش دیکھ کر ابراج کا موڈ
بے اختیار ٹھیک ہوا۔ وہ سحر انگیز انداز میں بولتا اپنی سائیڈ کا
دروازہ کھولنے لگا۔ (اسکے کچھ بولنے پر اجالا کو سکون ملا ورنہ
اسے لگ رہا تھا کہ وہ الٹا ناراض ہو گیا ہے جو سارا راستہ
خاموشی سے گزار دیا۔)

ہونہہ! تمہارے کہنے کا کیا مطلب ہے؟ میرا اسلامباد پر سکون

نہیں ہے؟۔۔۔ اجالا نے صاف برا منایا۔ اپنے شہر کے

لئے محبت جاگ اٹھی۔

ہاہا اب ایسا بھی نہیں کہا میں نے!۔۔۔ وہ ہلکا سا ہنس کر

نفی میں سر ہلاتا اپنی سائیڈ سے نکل کر بونٹ کر اس کرتے

ہوئے اجالا کی طرف گیا۔ اجالا نے غور سے اسکی ہنسی کو

دیکھا۔ وہ بہت پیارا ہنستا تھا، اس نے دل میں اقرار کیا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ باہر نکلو؟۔۔۔ ابراج اسکی طرف کا

دروازہ کھول چکا تھا لیکن وہ ابھی تک اسکے چہرے کے

نقوش میں مگن تھی جب ابراج نے اسکے سامنے اپنے ہاتھ
سے چٹکی بجائی۔ وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آتی اور فوراً نظریں چہرہ
کے باہر نکلنے لگی۔

مہندی بہت اچھی لگ رہی ہے تمہارے ہاتھوں پر!۔۔۔
ابراج نے اسے کلائیوں سے تھام کر نرمی سے گاڑی سے باہر
نکالتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہا۔

جانتی ہوں۔۔۔ اجالا جواباً بے نیازی سے گویا ہوئی۔

ابھی تک ناراض ہو؟۔۔۔ ابراج نے اسکا رخ سمندر کی
طرف کیا اور اسکی پشت اپنے سینے میں بھینچ کر ان لہروں کا
شور سنتا ہوا ٹھوری اجالا کے کندھے پہ ٹکا کر نرمی سے بولا۔
کیا نہیں ہونا چاہیے؟۔۔۔ اجالا کا لہجہ بھی اب کے دھیمّا تھا
جبکہ لہجہ سوالیہ ہوا۔

نہیں ہونا چاہیے نا! عید پہ کون بیوی اپنے شوہر سے ناراض
ہوتی ہے؟۔۔۔ وہ اپنا چہرہ اسکے کندھے پہ رگڑتے ہوئے
بچوں سے انداز میں اسے منانے کی سعی کرتا جواز پیش کرتا
اجالا کو بہت پیارا لگا۔

وہی بیچاری ناراض ہوتی ہوگی جس کا شوہر تمہاری طرح کی
فضول حرکتیں کرتا ہوگا۔۔۔ اجالا نے رحم کھائے بغیر ناک
چڑھا کے جواب دیا۔ ساحل سمندر پر ابراج کے مضبوط
حصار میں کھڑے ہونا اسے بے حد اچھا لگ رہا تھا۔ ان کے
لباس ہوا کے دوش سے اڑ رہے تھے۔ پانی ان سے چند
بالشت کے فاصلے پہ آکر ٹھہر رہا تھا۔

تم مجھے پہلے بتا دیتی کہ تمہیں میرے ساتھ چاند رات منانی
ہے تو میں اسلامباد میں ٹھہر جاتا یا تمہیں اپنے ساتھ کراچی لے
آتا۔۔۔ ابراج نے سر اٹھا کر اسکا گال سائیڈ سے چومتے

ہوئے کہا اور بازوؤں کی گرفت اسکے پیٹ کے گرد سخت
کی۔ کھلی جگہ پہ ابراج کا یہ انداز دیکھ کر اجالا نے سٹپٹا کر
یہاں وہاں دیکھا لیکن وہ سب سے بے حد دور تھے۔ باقی
فیملیز ساحل کے دوسرے کونوں میں انجوائے کرتی بمشکل
انہیں نظر آرہی تھیں اور ویسے ابراج کی بڑی سی گاڑی نے
انہیں دور پار نگاہوں سے بھی بچا رکھا تھا۔

میں نے کب کہا کہ مجھے تمہارے ساتھ چاند رات منانی
تھی؟۔۔۔ اجالا خفت سے بولی، ساتھ ہی اپنے آج کئے
گئے شکوؤں پر لعنت بھی بھیجی۔

لیکن میرا تو تمہارے ساتھ منانے کا دل تھا۔ جب تم نے
نہیں روکا تو میں کراچی چلا آیا۔ مجھے لگا تھا کہ تم روکو گی۔۔۔
ابراج نے اپنا سر آہستگی سے اس کے سر کے ساتھ ٹکراتے
ہوئے مصنوعی خفگی سے ڈرامائی انداز میں کہا۔ اجالا کے بال
اڑ کر اس کے چہرے پہ بکھر رہے تھے اور یہ منظر نہایت پیار
لگ رہا تھا۔

میں تمہیں کیوں روکتی؟ اور تمہیں اسلام آباد رکنے کے لئے
میری اجازت کی ضرورت کب سے پڑنے لگی؟۔۔۔ اسے

ڈرامے بازیاں کرتے دیکھ کر اجالانے سر اٹھا کر گھورتے
ہوئے کہا۔

بات اجازت کی نہیں احساس کی ہے!۔۔۔ ابراج اسکا ٹکا
سا جواب سن کر کھسیانا ہوتا منہ پھولا کے بولا۔

او وہ تو تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ مجھ میں احساس نام کی کوئی چیز
نہیں ہے؟۔۔۔ وہ اندر ہی اندر سلگتے ہوئے بولی مگر اب
تک اسکے ہاتھ خود پر سے نہ ہٹائے۔

کتنی سمجھدار ہونا تم!۔۔۔ ابراج نے مسکراہٹ دبا کر
متاثر ہوتے ہوئے داد دی تو اسکے طنز کا مطلب سمجھ کر اجالا

کا جی چاہا کہ اسے دھکا دے کر سمندر کی لہروں کا حصہ بنا

دے۔

یہاں آکر بھی اپنی اوقات ہی دکھانی تھی تو کیوں لے کر آئے

ہو مجھے ادھر؟۔۔۔ وہ کاٹ کھانے والے انداز میں غرائی۔

اچھا سوری نا! اب تم اگر یہ چاہتی ہو کہ میں ایکدم خود کی

کرنٹ پر سنیلٹی ڈیلیٹ کر کے ایک نیا گرین فارسٹ ابراج

شاہ ڈاؤن لوڈ کروں تو یہ ناممکن ہے لیکن مجھے سدھرنے کا

وقت تو دو؟۔۔۔ ابراج نے اسے کمر سے پکڑ کے گاڑی کے

ساتھ لگاتے ہوئے چہرہ اس پہ جھکا کر متوازن لہجے میں کہا۔

اجالا نے مسکارے سے لبریز لمبی پلکیں اٹھا کر اسکی طرف

دیکھا۔ وہ وقت مانگ رہا تھا؟ کس لئے؟ سدھر کر گرین

فارسٹ بننے کے لئے؟ واقعی؟ اجالا کو یقین نہ آیا۔

لیکن۔۔۔ تمہیں۔۔۔ تو سدھرے۔۔۔ ہوئے شوہر۔۔۔

کرنج۔۔۔ لگتے ہیں۔۔۔ نا؟۔۔۔ وہ منہ کے زاویے بگاڑ کے

بولی۔

کم آن! یہ طعنہ مجھے کب تک دوگی؟۔۔۔ وہ افسوس سے بولتا

سر جھکا کے ہنس پڑا۔

جب جب موقع ملے گا!۔۔۔ اجالا نے ناک چڑھا کے

دھڑلے سے کہا۔

تم مجھے طعنے دیتے ہوئے ہی اچھی لگتی ہو، روتے ہوئے
نہیں!۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں پہ لب رکھ کے صاف گوئی سے
بولا۔ ابھی تک اجالا کے رونے کی آواز اسکے دماغ میں گونج
رہی تھیں۔ وہ خاموشی سے اسکا لمس محسوس کر رہی تھی۔
جانتی ہو، ابھی تک خود کو معاف نہیں کر پا رہا۔ میرے وہم
وگمان میں بھی نہیں تھا کہ تم اتنی بڑی اوور تھنکر ہو۔

ٹرسٹ می، جب میں نے تمہارے رات والے وائس نوٹ

سنے تو میرے پیروں تلے سے زمین نکلی تھی۔ میں تمہاری
آنکھوں کو یہ حق نہیں دیتا کہ یہ کسی اور کے لئے تو کیا میرے
لئے بھی آنسو بہائیں۔ اپنی عورت کو جان بوجھ کر رانا مجھ
سمیت میرے خاندان کے مردوں کی فطرت میں شامل نہیں
ہے!۔۔۔ ابراج کا لہجہ بے حد سنجیدہ ہو کر محبت میں گھل
گیا۔ وہ آنکھوں میں بے شمار نرمی لئے اسکا گال اپنی ہتھیلی
سے سہلا رہا تھا۔

لیکن۔۔۔ تم تو۔۔۔ تنگ۔۔۔ کرتے ہو۔۔۔ نا مجھے۔۔۔ جان
بوجھ۔۔۔ کر۔۔۔ اجالا نے لرزتی آواز میں شکوہ کیا۔ اس

نے آج سے پہلے ابراج کے منہ سے اپنے لئے اتنی عقیدت
سے ایسے الفاظ کہاں سنے تھے۔

اگر میری چھوڑ چھاڑ تمہیں رلاتی ہے تو آئندہ کبھی تنگ نہیں
کروں گا!۔۔۔ وہ بہت سیریس انداز میں بولا۔

تمہاری چھوڑ چھاڑ نہیں تمہاری لاپرواہیاں رلاتی ہیں!۔۔۔ وہ
پلکیں جھپکا کر نرم آواز میں بولی۔ پھر سے چاند رات یاد آئی
جب اس نے ساری رات ابراج کو کتنا مس کیا تھا۔

اپنی ہویلی کا چھوٹا بیٹا ہوں۔ مجھے ذمہ داریاں سنبھالنی نہیں
آتی۔ لیکن اگر تم ساتھ دوگی تو وقت کے ساتھ سیکھ جاؤں

گا۔۔۔ وہ اسکی نم آنکھوں میں اپنی ہیزل رنگ آنکھیں گاڑ کر

محبت سے بولا۔

بولو؟ ساتھ دوگی میرا؟۔۔۔ اسکی خاموشی پر ابراج نے گھمبیر

آواز میں سوال دہرایا۔ اسکے لہجے میں ایک مان تھا۔

پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم کیا کر سکتے ہو میرے لئے؟۔۔۔ اجالا

نے نخرہ کرتے ہوئے بھنوتیں سکیر کے پوچھا۔

میں تمہارے لئے۔۔۔ ابراج ایکدم اسکی سانسوں سے بھی

زیادہ نزدیک ہوا اور بے حد جذباتی انداز میں بولتا بولتا رک

گیا۔ اجالا سانس تک روک گئی۔ وہ نجانے کیا بولنے والا
تھا۔ اجالا کا انگ انگ اسے سننے کے لئے بے تاب ہوا۔
میں تمہارے لئے چاند تارے توڑ تو لاؤں اجالا لیکن وہ کیا ہے
نا تم نے ان کو دیکھ کر بھی ایمپریس نہیں ہونا۔ الٹا آسمان
خالی ہو جائے گا تو ہم ان چکروں میں نہیں پڑتے!۔۔۔
ابراج آنکھیں مٹکا کر ڈرامائی انداز میں بولتے ہوئے ایک دم زور
سے قہقہہ لگا اٹھا۔

You are Unbelievable!

اجالا جو اسے بڑے غور سے سن رہی تھی، اسکی بکو اس سن
کر اس نے کلستے ہوئے زور سے اسکے چٹانی سینے پر مکے
جرے اور اسکے حصار سے نکل کر پانی کی جانب بڑھنے لگی۔
اجالا پلیر! میں مرجاؤں گا! خود کشی نہیں کرنا پلیر۔۔ میں تمہیں
کھونا نہیں چاہتا۔۔ تمہارے سوا میری کوئی بیوی نہیں
ہے۔۔ میں اتنی جوانی میں بیوہ نہیں ہونا چاہتا۔۔ چاند تاروں
تک پہنچنے کی میری اوقات نہیں ہے لیکن یونی کے باہر والے
ٹھیلے سے روز وہ گندی مکھیوں والی فروٹ چاٹ کھلایا کروں
گا۔۔ پرویس۔۔ اسکے چڑنے پہ ابراج نے اونچی اونچی

آوازیں کسی فلم کے ہیرو کی طرح اسے آوازیں لگانی شروع
کر دیں۔ لہجے میں مصنوعی خوف اور رونے کی اداکاری
شامل کرنا وہ نہ بھولا۔ وہ جو جوتا اتار کر منہ پھولاتی ہوئی اپنے
پیر سمندر کے پانی سے گیلے کرنے کا سوچ رہی تھی، ابراج کی
ان اچانک دہائیوں پہ اس نے بوکھلا کر منہ کھولتے ہوئے اسے
دیکھا جو گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے ہونٹوں کے گرد ہاتھ
جمائے اسے شرارتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اب کی دفعہ
اجالا چاہ کے بھی اپنی خفگی قائم نہ رکھ پائی اور اگلے ہی لمحے

اسکا اور ابراج کا دلکش مشترکہ قہقہہ ساحلِ سمندر کی فضاؤں
میں تحلیل ہوا تھا۔

کتنے بد تمیز ہو تم!۔۔۔ اجالا ہنستے ہوئے اسکو گھور کر بولی۔
وہ پلک جھپکنے میں ساحل کی گیلی ریت پر جھکی اور کھلکھلاتے
ہوئے پانی کی ایک بھرپور لپک اسکی طرف اچھاں دی۔
ابراج کچھ سمجھ پاتا اس سے پہلے ہی وہ ہنستے ہوئے چھپے ہٹی،
اس کے پیروں کے نیچے پانی کی جھاگ بکھرتی جا رہی تھی۔
خوبصورت فراک کا بارڈر گیلا ہو رہا تھا لیکن وہ مزے سے

اپنے پیر بھگو رہی تھی۔ رات سے جتنا موڈ آف تھا، وہ سمندر
پہ آکر ٹھیک ہو گیا تھا۔

ابراج کی ویسکوٹ گیلی ہو گئی تھی، لیکن وہ پرواہ کتے بغیر
مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور اسکی کلائی پکڑ کے بازو اوپر ہوا میں
بلند کرتے اسے گول گول گھمانا شروع کر دیا۔ اجالا کے پیروں
کے گرد پانی کی ہلکی لہریں لپٹ رہی تھیں اور وہ خود ابراج
کے ہاتھوں کے حصار میں کسی تتلی کی طرح مگن تھی۔ اجالا کی
دلکش کھلکھلاہٹیں آسمان چھونے لگیں۔

بس ابراج۔۔ مجھے چکر آرہے ہیں اب بابا ہا۔۔۔ چند گول
گول چکر لینے کے بعد اجالا اپنی دھن میں مگن ہنستے ہوئے اسکی
قمیض کا سہارا لینے لگی۔ اسے گرنے کا ڈر تھا۔ ابراج نے
اسکی کلائی کو جھٹکا دے کر اسے اپنی طرف کھینچا اور زور سے
اپنے سینے کے ساتھ لگا کر جھکتے ہوئے اسکی پیشانی اور چھوٹی
سی ناک پہ ہونٹ رکھے۔

میں ہمیشہ تمہاری ہر جائز خواہش پوری کروں گا اجالا شاہ۔ تم
نے یہی پوچھا نا کہ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں؟ تو سنو،
آج میں سمندر کی ہواؤں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ سید ابراج

شاہ تمہارے ساتھ تاقیامت وفادار رہے گا۔ بس تم میری
بن کر رہنا، میں قدرت کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ اب یہ
سفرِ حیات تم سے شروع ہوا ہے اور تم پر ہی ختم ہوگا۔ تم
نے صحیح کہا تھا، میں بہت برا ہوں۔ مجھے اس آرگومنٹ کو
انا کا مسئلہ بنا کر تمہارے ساتھ گیمز کھیلنا نہیں چھوڑنی چاہئے
تھی۔ مجھے تمہاری فیلینگز کا خیال رکھنا چاہئے تھا۔ مجھے
ہمارے نکاح کے بعد ٹھیک سے تمہارے ساتھ کمیونیکیٹ
کرنا چاہیے تھا۔ مجھے باقی سب کی طرح چاند رات تمہارے
ساتھ منانی چاہیے تھی۔ تمہیں سیلون لے کر جانا چاہیے تھا،

تمہیں مہندی لگواتا، اسٹالز پہ لے کر جاتا۔ تم اپنی مرضی سے
چوڑیاں لیتی، عید کے کپڑے لیتی لیکن میں تمہیں تنگ کرتا رہا
کیونکہ عادتیں اتنی جلدی نہیں جاتی اور مجھے تمہیں چھوڑنے کی
گندی والی عادت ہے۔ تم صارم کے نکاح پہ مجھے بہت
پیاری لگ رہی تھی لیکن میں نے تمہاری تعریف کھل کر
نہیں کی۔ مجھ سے چاہ کر بھی نہیں ہو پا رہی تھی کیونکہ ہمارا
باند صرف ایک دوسرے کو روست کرنے تک محدود
تھا!۔۔۔ وہ اسکی ناک کے ساتھ اپنی ناک ملا تے ہوئے

سحر انگیز انداز میں بولتا جا رہا تھا اور وہ محویت سے سن رہی تھی۔

میں مانتا ہوں کہ مجھے رومانس کرنا لگتا تھا۔ پیار محبت میں انٹرسٹ نہیں تھا لیکن آئی سوئیر مجھے نہیں پتہ کہ تم نے میرے نکاح میں آکر مجھ پہ کیا جادو کیا ہے کہ میں تمہارے علاوہ کچھ سوچتا ہی نہیں ہوں۔ میرا ہر وقت تم میں گم رہنے کو جی چاہتا ہے۔ تمہاری باتیں دماغ سے جاتی ہی نہیں ہیں۔ تمہارے ساتھ رومانس کرتے مجھے کبھی کرنا میل نہیں ہوا۔ میں ایک دن میں سو دفعہ بھی اگر اقرار کروں کہ میں تم سے

پیار کرتا ہوں تو شاید تب بھی کرج نہ لگے۔ تم میں بہت
سکون ہے۔ تمہیں گلے لگا کر مجھے ایسے لگتا ہے جیسے وقت
رک گیا ہے اور ہم جنت کے باغوں کی سیر یہ نکل گئے
ہیں۔۔۔ وہ اسے گلے سے لگا کر مسلسل بولتا خاموش ہی
نہیں ہو رہا تھا۔ اسے سمندر کی ہواؤں کو گواہ بنا کر یہ سب
بولنا بہت اچھا لگ رہا تھا۔ اجالا کی پلکیں نم ہوئیں۔
تم سے لڑائیاں کرتے کرتے پتہ ہی نہ چلا کہ کب تم سے
محبت ہو گئی لیکن مجھے لگتا تھا کہ اگر میں غلط وقت پہ اظہار
کروں گا تو تم مذاق اڑاؤ گی اسلئے میں ہمیشہ اس ٹاپک سے

بھاگتا تھا۔ پھر جب پرنسپل صاحب کے نوٹیفکیشن کی بدولت ہمارے نکاح کا وقت آیا تو وہ مجھے سونے پہ سہاگہ لگا۔ بنا اقرار اور کوئی محنت کیے تم میرے نکاح میں آرہی تھی، پاگل ہوتا میں جو اس وقت انکار کر دیتا۔۔ وہ بنا کسی ہچکچاہٹ کے خوبصورتی سے مسکراتا ہوا تفصیلاً اپنی محبت کا اظہار کرنے لگا۔

جھوٹے! تم تو تب مان ہی نہیں رہے تھے۔ کتنا شور ڈال رہے تھے۔۔۔ ابھی وہ کچھ اور بھی بولتا جب اجالا نے نم

آوازیں خفگی سے کہتے ہوئے اسکے سینے پہ مکا مارا۔ وہ قہقہہ

لگا اٹھا۔

تم بھی تو نہیں مان رہی تھی؟ ہم دونوں ایک جیسے ہیں۔ میں

تو پھر نکاح کر کے سدھر رہا ہوں لیکن تم میں کوئی چینج نہیں

آیا۔ مجھ سے پیار ہوتے سوتے بھی تم شرافت سے اقرار

نہیں کرتی۔ ویری بیڈ۔۔۔ اس نے گھمبیر آوازیں کہتے

ہوئے اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ایک گہرا انکشاف کیا تو

اجالا کا چہرہ سفید پڑا۔ وہ کیسے جانتا تھا کہ وہ اس سے محبت

کرتی ہے؟

میں۔۔۔ کب۔۔۔ کرتی ہوں۔۔۔ پیار!۔۔۔ اجالا نے سٹپٹا کر

نظریں چرائیں۔

تمہارے اور میرے فرشتے بھی جانتے ہیں کہ ہم دونوں ایک

دوسرے کی محبت میں کا قدر پاگل ہیں اسلئے ہم نے جتنا

بیوقوف بنانا تھا اپنے دوستوں کو بنا لیا۔ ایک دوسرے کو نہیں

بنا سکتے۔۔۔ وہ شرارت سے بول کر اسے گیلی ریت سے

اپنے بازوؤں میں اٹھا کر گھمانے لگا۔ وہ اجالا کی آنکھوں میں

اپنے لئے پیار تلاش چکا تھا۔

ہاہا۔۔ کیا کر رہے۔۔ ہو ابراج۔۔ میں گر جاؤں گی!۔۔۔

وہ کھلکھلاتی ہوئی اسکو کندھوں سے دبوچ گئی۔ اسے ڈر

محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کہیں گر نہ جائے۔

میں تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے گرانے والا ہوں سمندر کے

بیچ و بیچ!۔۔۔ ابراج نے اسکے ہونٹوں کو اپنی زبان سے

بھگوتے ہوئے شرارت سے دھمکایا اور جان بوجھ کر سمندر

کی گہرائی کی طرف بڑھتے اسے ڈرانے لگا۔

ابراج!!۔۔۔ وہ خفگی سے اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔ وہ

جانتی تھی کہ وہ کبھی اسے نہیں گرا سکتا۔

یار تم کتنی پیاری لگ رہی ہو! مجال ہے جو تمہیں دیکھ کر
مجھے اپنا ساڑھے تین لاکھ زرا سا بھی چھب رہا ہو۔۔۔ ابراج
نے دل کی گہرائیوں سے اسکی تعریف کی اور ساحلِ سمندر پہ
موجود بڑے سے پتھروں پہ بیٹھ کر اجالا کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔
تمہارے نہیں میرے حق مہر کے پیسے تھے وہ اور ہاں یہ
میری نیچرل بیوٹی ہے۔ سیلون کا کوئی کمال نہیں ہے!۔۔
اجالا نے آنکھیں گھما کر یاد دہانی کرواتے ہوئے بے نیازی سے
کہا تو وہ سر کو خم دے کر خوبصورتی سے ہنسنے لگا۔

تمہارا ہاتھ کیسا ہے اب؟۔۔۔ اب معاملات بہتر ہو گئے
تھے اس لئے اجالا نے کب سے دل میں مچلتے سوال کو زبان
پر لاتے اسکی مضبوط کلائی تھام کر متفکر انداز میں پوچھا۔
مل گیا میرا حال پوچھنے کا ٹائم؟۔۔۔ اب کی دفعہ شکوہ کرنے
کی باری ابراج کی تھی۔

زیادہ فری نہ ہو! ابھی میں ٹھیک سے نہیں مانی ہوں!۔۔۔
اجالا نے ناک چرٹھا کر بھرم دیکھانے والے انداز میں کہا۔
میں منالوں گا اور گارنٹی دیتا ہوں۔ تم نے اس سے اچھی
عید آج سے پہلے کبھی نہیں گزاری ہوگی۔ چلو اونٹ کی

سواری کریں؟۔۔۔ ابراج نے وثوق سے کہتے ہوئے
ارد گرد اونٹ تلاشنے چاہے جو بہت فاصلے پہ سمندر کے
دوسرے کونے پر تھے۔

لیکن مجھے اونٹ کی سواری کرنی نہیں آتی ابراج!۔۔۔ شوق تو
بہت ہے۔۔۔ اجالا پر جوش نظر آرہی تھی لیکن پریشان
بھی۔۔۔

تو میں کس لئے ہوں؟ چلو تمہیں مزے کرواؤں!۔۔۔ ابراج
نے اسے بازوؤں میں اٹھا کر کھلے دل سے کہتے اپنی گاڑی کی
جانب قدم بڑھائے اور اسے پیسنجر سیٹ پہ بٹھا کر خود

ڈرائیونگ سیٹ پہ براجمان ہوتا تیز رفتاری سے گاڑی آگے
بڑھانے لگا۔

سمندر کی لہروں کا شور اور ہوا میں پھیلی نمکین خوشبو ماحول
میں ایک عجیب سا سحر پیدا کر رہی تھی۔ دور ریت پر اونٹ
اپنے ساربانوں کے ساتھ کھڑے تھے۔ ابراج نے گاڑی سے
اتر کر اجالا کو ہاتھ دیا اور پھر وہ دونوں ریت پہ قدم رکھتے
ہوئے اونٹوں کی جانب بڑھے۔ اونٹ کی بلندی دیکھ کر اجالا
ایک لمحے کو ٹھٹکی لیکن ابراج کی موجودگی اسے ایک ڈھال کا
احساس دلا رہی تھی۔

ابراج۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ اجالا نے ہلکی لرزتی آواز
میں کہا جبکہ ابراج اسے سہارا دے کر اونٹ پر بٹھانے میں
مشغول تھا۔

ریلیکس! میں ساتھ ہوں۔ کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ ابراج پیار
سے کہتا خود پہ اس کے ساتھ اونٹ پہ سوار ہو گیا۔

آہ۔۔۔ جیسے ہی ساربان نے ابراج کے اشارے پر اونٹ
کو اٹھایا اجالا کی چیخ سی نکل گئی اور وہ بے اختیار ابراج کے
سینے سے لپٹ گئی۔ ابراج نے اسے اپنی گرفت میں مضبوط
کیا۔

شش! ٹینشن فری ہو جاؤ۔ کچھ بھی نہیں کہیں گے۔ میں
بچپن سے اونٹوں کی سواری کرتا آ رہا ہوں۔۔۔ وہ اس کے
کان میں ہلکے ہلکے انداز میں بولتا اسے ریلکس کرنے لگا۔
اونٹ کے ساتھ موجود ساربان نے لگام تھامی ہوئی تھی اور
وہ اونٹ کو سمندر کے کنارے کنارے آہستہ آہستہ چلا رہا
تھا۔ ابراج اور اجالا اونٹ کی پشت پر موجود اونچے اور نرم
نشست نما کجاوے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹھنڈی ہوائیں ان
کے چہروں کو چھو رہی تھیں۔ اجالا کا خوف آہستہ آہستہ
جوش اور خوشی میں بدلنے لگا۔ وہ اونچائی پہ بیٹھے سمندر کو

اتنے قریب سے دیکھ رہی تھی جیسے وہ دنیا کی سب سے
اونچی جگہ پر ہو۔

دیکھو ابراج! یہ کتنا پیارا لگ رہا ہے۔ میں نے کبھی نہیں
سوچا تھا کہ میں اونٹ پر بیٹھ کر سمندر دیکھوں گی۔۔۔ اجالا
نے پر جوش انداز میں سمندر کی لہروں کی طرف اشارہ کرتے
لہجے میں بچوں سی خوشی لئے کہا۔ ابراج جس کی تمام توجہ
صرف اجالا کے کھلے ہوئے بالوں اور اس کے چہرے کی
خوشی پر تھی، اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

میں نے بولا تھا نا بہت مزہ آئے گا؟ ابھی تمہارے لئے ایک

اور سر پر اتر بھی ہے۔۔۔ وہ اس کے سر پہ دوپٹا ٹھیک کرتا

تجسس پھیلانے والے انداز میں بولا۔ اجالا کو اس نے بہت

مضبوطی سے اپنی پشت کے ساتھ لگایا ہوا تھا۔

اجالا نے مڑ کر ابراج کو دیکھا جس کی آنکھوں میں اس کے لیے

بے پناہ اپنائیت اور پیار تھا۔ اس وقت اسے لگا کہ جیسے

وقت وہیں تھم گیا ہے۔

کیسا سر پر اتر؟۔۔۔ وہ ایکسائٹڈ انداز میں پوچھنے لگی۔

سر پرانز وقت سے پہلے تھوڑی بتائے جاتے ہیں؟ تھوڑا صبر
رکھو۔۔۔ ابراج نے دھیمی آواز میں جواب دے کر اس کے
متجسس تاثرات کا مزہ لیا۔

نہیں ہو رہا نا صبر! بتاؤ ابھی۔۔۔ وہ منہ پھولا کے ضدی لہجے
میں بولی۔ اس سے صبر کہاں ہوتا تھا۔

شش! جب تک گاڑی میں کس نہیں کروگی، میں نہیں بتاؤں
گا۔۔۔ ابراج نے اس کے کان میں بے باک سرگوشی کرتے
شرط رکھی۔

ابراج!!!۔۔۔ وہ سٹیٹا گئی۔ اونٹ ابھی تک ساحلِ سمندر
پہ دھیمی رفتار میں چل رہا تھا۔ ابراج نے کندھے اچکا دیئے۔
ہونہہ! پاس رکھو اپنا سر پر اتر۔۔۔ مجھ سے نہیں ہوتے
واجیات کام۔۔۔ وہ اپنی شرم پہ قابو پا کر خفگی سے گویا
ہوئی۔

ایک دفعہ اونٹ کے اوپر سے اتر جائیں! پھر بتاتا ہوں
تمہیں۔۔۔۔۔ ومبیار سے دھمکی دیتا آنکھوں میں تپش لئے بولا۔
اجالا کی دھڑکنوں میں انتشار بھر پا ہوا مگر وہ جواب دیئے بغیر
اسے خفت سے گھور کے رہ گئی۔



ابراج۔۔ شرم کرو۔۔۔ اجالانے اسے اپنے اوپر سے ہٹانا
چاہا لیکن وہ جھکتا جا رہا تھا۔ ابھی چند منٹ پہلے ہی وہ اونٹ
کی سواری کر کے واپس گاڑی میں آئے تھے۔ ابراج نے
اسے پچھلی سیٹ پہ لیٹایا تھا اور دروازہ بند کر کے وہ خود اس
پہ جھکتا بار بار کس کی فرمائش کر رہا تھا۔

نہیں آرہی مجھے شرم! جو بولا ہے وہ کرو۔۔۔ وہ اسے آنکھیں
دیکھا کے خمار آلود آواز میں زبردستی اپنے ہونٹ اس کے قریب
کرنے لگا۔ اجالا کے پورے جسم میں سنسناہٹ دوڑ رہی

تھی۔ ابراج کا یہ انوکھا روپ جہاں اچھا لگ رہا تھا وہی پہ
اسے خود سے کس کرنے کا سوچ کر اسے ہنسی بھی آرہی
تھی۔

کل کروں۔۔ گی! ابھی۔۔ ہو یلی۔۔ واپس۔۔ چلتے
ہیں۔۔۔ اجالا نے ہنسی دبا کر ٹال مٹول کرنے والے انداز
میں کہا۔

تو مطلب تمہیں سر پر اتر نہیں چاہیے؟۔۔ وہ دانت کچکچا کر
خفگی سے گویا ہوا۔

تم مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے!۔۔ وہ بھی خفا ہوئی۔

شرافت سے کس کرو ورنہ بہت بری حالت کروں گا
تمہاری!۔۔۔ ابراج نے اپنی فرمائش پہ زور دے کر اسے
وارن کیا۔ اجالا کے گلے میں گلی بھر کے معدوم ہوئی۔ اس
نے کتابوں میں تو بہت رومانس پڑھا تھا لیکن اب جب
کرنے کا وقت آیا تھا تو حالت ٹائٹ ہو رہی تھی
اجالا اسے ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی اسلئے سر اٹھا کر تیزی
سے اسکا گال چوم لیا۔

یہ والی تو مجھے فیل ہی نہیں ہوئی۔ یہاں کرو جیسے میں کرتا
ہوں بلکہ مجھ سے بھی زیادہ ڈیپ کس کرو۔۔۔ ابراج نے

طلب سے بھرپور لہجے میں کہتے اپنے ہونٹوں کی طرف اشارہ
کرتے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔ اجالا کا سر
سیٹ پہ تھا جبکہ ابراج اسکے قریب ہی آدھا بیٹھا اور آدھا اس
پہ کہنی کے سہارے جھکا ہوا تھا۔

تمہارا ہاتھ دکھ جائے گا ابراج۔۔۔ اجالا کو اسکے جلے ہوئے
ہاتھ کی بے ساختہ فکر ہوئی جس کے ساتھ وہ کب سے
لاپرواہی برت رہا تھا۔

تم کس کر رہی ہو یا میں ناراض ہو جاؤں؟۔۔۔ وہ حتمی انداز
میں سوال کرتا اب ناراض نظر آنے لگا۔ اجالا نے ایک نظر

اسکے عنابی ہونٹوں کو دیکھا اور پھر سر اٹھا کر نرمی سے اپنے
کپکپاتے ہونٹوں اس کے بالائی لب پہ رکھ دیئے۔ وہ اسکے
اوپری اور نچلے ہونٹ پہ چھوٹی چھوٹی کسز کر کے اسکی
مونچھوں پہ لب رکھتی اپنا چہرہ چھپھٹا رہی تھی کہ ابراج نے
بہکتے ہوئے اپنی انگلیاں اسکے بالوں میں شدت سے دھنسا لیں
اور تیزی سے اسکے ہونٹ چوسنے لگا۔ ان دونوں کا دل سینے
سے باہر آنے کو بے تاب ہوا۔

ہاہاہا۔۔۔ ابراج۔۔۔ بس!۔۔۔ اپنے پیٹ پر اس کے ہاتھوں
کے بے باک لمس کی حدت محسوس کر کے وہ دھڑکتے دل

سے کھلکھلاتی، ایک عجیب سی لرزش اسے اپنے پورپور میں
اترتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ کبھی اجالا کی زبان اپنے منہ
میں لے کر سک کر رہا تھا تو کبھی اسکے ہونٹوں کو اپنے لبوں
میں بھر کر دھیرے سے کاٹ رہا تھا۔

ان مختصر لمحوں میں ابراج کی وارفتگی اس کے پیرہن کی
ترتیب کو درہم برہم کر چکی تھی۔ گاڑی میں رواں ٹھنڈک
کے باوجود اجالا کا بدن ایک ان کہی تپش سے تپ رہا تھا اور
پسینے کی ننھی بوندیں اس کی پیشانی پر چمکنے لگی تھیں۔

وہ اجالا کے ابھاروں اور پیٹ کو وقفے وقفے سے اپنے ہاتھ
کی مٹھیوں میں بھر کر ان کی نزاکت محسوس کرتا اپنی زبان
اسکے جبرے پر پھیرنے لگا۔

ابراج کی ان بڑھتی ہوئی بے باکیوں پر اجالا کی آنکھیں حیرت
اور اضطراب سے پھیلنے لگیں۔ ہنسی حلق میں مقید ہو گئی اور
اس نے تڑپ کر اس کے ہاتھ کو تھامنا چاہا لیکن وہ اپنی سرخ
خمار آلود آنکھوں میں شرارت اور وارفتگی لیے اس کے کان
کے قریب جھکا۔

کاش پرنسپل صاحب نکاح سمیت رخصتی بھی اپروو کر دیتے

تو آج ہم دو جسم ایک جان بن کر اچھے سے اپنی عید

مناتے!۔۔۔ ابراج نے نہایت قربت سے یہ سرگوشی

کرتے ہوئے اسکے پیٹ سے نیچے اسکی گہرائیوں پر دباؤ بڑھایا

تو اجالا نے حیا کی شدت سے دوہری ہو کر اس کے شانے پہ

ایک ہلکا سا مکا جڑ دیا۔

ابر۔۔۔ اج!۔۔۔ جیسے ہی ابراج نے اس کی پنڈلی کو گرفت

میں لیتے ہوئے پورے دباؤ کے ساتھ اسے بلند کر کے سیٹ

کی پشت پہ ٹکایا، وہ بری طرح سیٹھا کر اسے پکارنے لگی۔

اجالا کا وجود اب ایک غیر متوقع اور دلکش زاویے پر بلند ہو
چکا تھا جہاں حیا اور اضطراب کی لہریں اسے بے حال کر
رہی تھیں۔ فراک اسکی نچلی گہرائیوں سے بے ترتیب ہو
گئی۔ اس کی دھڑکنیں کسی بے ترتیب رقص میں مبتلا تھیں
جبکہ ابراج اب تک اس کے پہلو میں نیم دراز اپنی بے باک
قربتوں کے ذریعے اس کے گرد حصارِ جنون تنگ کر رہا تھا۔
شش!۔۔۔ اس نے اپنے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اس کے
کپکپاتے لبوں پہ سہلاتے ہوئے نہایت گھمبیر آواز میں اسے
خاموش کروایا۔ ابراج کا وجود سختی پکڑ رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے

اس نے حائل لباس کی موجودگی کے باوجود اپنا تپتا ہوا وجود
اسکی اوپر اٹھی ہوئی فراک کے باعث ٹانگوں کے درمیان
واضح ہوتی گہرائیوں پر کچھ یوں سختی سے رگڑ کر مس کیا کہ
اجالا کو اپنے وجود کے ہر تار میں اس کی قربت کی تپش محسوس
ہونے لگی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے فاصلے سمٹ کر محض بدن
کے لمس تک رہ گئے تھے۔

آہہ۔۔۔ وہ اس عجیب سے احساس کو فیل کر کے کراہی۔
اب۔۔۔ راج۔۔۔ اجالا نے پاگلوں کی طرح دھڑکتے دل کو
قابو پا کر اسے روکنا چاہا۔ اسکایہ انداز بہت الگ تھا۔

اجالا نے شرم اور ہیبت کے ملے جلے احساس سے زور سے
اپنی آنکھیں میچ لیں اور تڑپ کر اپنے ناخن ابراج کے کشادہ
سینے میں گاڑ دیئے۔ وہ اس بے باک قربت کے طوفان میں
کسی سہارے کی تلاش میں گہرے سانس بھرنے لگی جبکہ اس
کی تیز ہوتی سانسیں ابراج کے وجود کو مہکا رہی تھیں۔ اسے
ابراج سے اتنی زیادہ شرم زندگی میں کبھی نہیں آئی تھی جتنی
ابھی آرہی تھی۔

جھوٹے!۔۔۔ تم تو۔۔۔ کہتے۔۔۔ تھے کہ۔۔۔ رومانس۔۔۔

کرنج۔۔۔ لگتا۔۔۔ ہے۔۔۔ تمہاری۔۔۔ بیوی۔۔۔ کو ہر۔۔۔

وقت۔۔۔ یہی۔۔۔ شکایت۔۔۔ رہے گی۔۔۔ کہ تم۔۔۔ رومانٹک
نہیں۔۔۔ ہو۔۔۔ پسینے میں بھیگتی اجالا نے چڑچڑے لہجے میں
اسکے چٹانی سینے پہ بے تحاشا مکے جڑتے ہوئے اسکو اسکی
پرانی باتیں یاد کروا کے ذلیل کیا تو وہ ڈھیٹائی سے قہقہہ لگاتا اپنا
حصار بے حد تنگ کر گیا۔

ضرور تم نے ہی کوئی منتر پڑھ کے پھونکا ہے ورنہ میں تو ایسا
نہیں تھا!۔۔۔ وہ خود بری الزمہ ہوتا بوجھل شریر لہجے میں
سارا الزام اسکے سر ڈال گیا۔ ساتھ ہی گہری سانسوں کے
درمیان بے باکی سے اسکی پردے سے لبریز وصلِ دہلیز پر

اپنے وجود سے چھوڑ چھاڑ جاری رکھتے ہوئے وہ اسکی فراک
پیٹ سے مکمل ہٹا کر اپنے دانتوں کی گھڑیاں بنانے لگا۔
سس۔۔ (دانتوں کی چھبن پر وہ ہلکا سا سسکی) اچھا؟؟ تو یہاں
بھی میرا قصور ہے؟ میں کہتی ہوں ابھی کے ابھی دور
ہو۔۔۔ وہ تو مانوز خمی ناگن کی طرح پھنکارتی بھرک ہی گئی
تھی۔ اسے غصے کے عالم میں اٹھنے کی سعی کرتے دیکھ کر وہ
قہقہہ لگا کر ہنستا ہوا اپنا چہرہ اسکے ابھرے سینے میں چھپا کر اپنی
بھاری ٹانگوں کا وزن اس پہ ڈالنے لگا۔

اور نہیں تو کیا؟ مجھ سے پوچھو، مجھے رومانس کرتے ہوئے
کتنی شرم آرہی ہے! تم تو بس آنکھیں بند کر کے مزے لینے
میں بڑی ہو۔۔۔ وہ اپنا چہرہ اسکے سینے پر رب کرتے ہوئے
ہنوز اسے چھیڑنے سے باز نہ آیا۔ لہجے میں مصنوعی
معصومیت کا عنصر تھا۔

ابراج میں نے اب واقعی تمہارا منہ توڑ دینا ہے۔ بکو
مت۔۔۔ وہ بوکھلا کر اپنی شرم کا اثر ذائل کرتی اسکے بال کھینچنے
لگی۔ وہ کتنا چالاک انسان تھا۔

اتار دو میرے بال! گنجا کر دو مجھے بھی اپنے پاپا کی
طرح۔۔۔ اسکی بارہا بال کھینچنے والی حرکت سے چڑ کر وہ
دانت کچکچاتے ہوئے چہرہ اٹھا کر کلستے ہوئے گویا ہوا۔
میرے پاپا گنجنے نہیں ہیں!۔۔۔ وہ اس کے طنز پر خفگی سے
باپ کا دفاع کرنی کسمانے لگی کیونکہ ابراج کو یوں اپنے اوپر
لینے پر اسے بہت شرم آرہی تھی۔

اچھا چھوڑو نا ساری ناراضگیاں! تھوڑی دیر سکون لینے
دو!۔۔۔ ابراج نے اس کے لب دھیرے سے چوم کر
اسے شدت سے خود میں بھینچتے ہوئے کہا تو اسکے التجائیہ لہجے

پر وہ بھی رحم کھاتی ناک سکوڑ کے اپنی بانہوں کا ہار اسکے گلے
میں ڈال گئی۔

آہہ۔۔۔ ابراج نے شرارت سے اپنا فولادی سینہ اسکے نازک
سینے کے ساتھ رب کیا تو وہ بوکھلاہٹ مارے سسک اٹھی۔
ابراج نے اپنے سینے کا زور اسکے ابھاروں پہ بڑھا کر اپنے
دانت اسکی گردن پہ گاڑتے ہوئے جلد اپنے لبوں میں دبا کر
چوسنا شروع کر دی۔ اجالا نے آنکھیں موندیں۔

اگر اسکی گستاخیوں سے شرم آرہی تھی تو قربت میں ڈھیروں
سکون بھی مل رہا تھا اجالا کو۔۔۔

وہ بہت دیر تک اسکی گردن پہ اپنی شدت کی چھاپ چھوڑتا رہا
تھا۔ اب تو اسکی گستاخیوں سے اجالا کو اپنی جلد پر میٹھی سی
جلن محسوس ہونا شروع ہو گئی تھی۔

کتنی سو فٹ ہو تم!۔۔۔ ابراج شاہ نے مخمور لہجے میں کہتے
ہوئے اسکی فراک کے گلے پر سینے کے مقام پہ نصب دو
سائیڈ زپ ہولے سے کھسکاتے ہوئے کہا۔

اب۔۔۔ راج۔۔۔ وہ کپکپاتی مگر وہ سنی ان سنی کرتا اپنا ناک
اسکے ابھاروں پر رگڑتا ہوا اس کے بدن کی خوشبو خود میں

اتارنے لگا۔

امم۔۔۔ اجالا اسکے ٹچ سے کسمسا رہی تھی۔ اسکی باڈی آج پہلے سے مختلف ریکٹ کرتی اسکی قربت کے لئے بے چین ہونے لگی۔ دونوں کا ہی دل جیسے ایک دوسرے کی گہرائیوں میں سمانے کے لئے بے تاب ہونے لگا تھا۔

ابراج نے اپنی زبان اسکی کلیویج لائن پہ پھیرتے ہوئے اپنے ہاتھ میں اسکا سینہ بھرا اور ایکدم بے قابو ہو کر اسکی ٹانگوں کے درمیان والی گہرائی پہ اپنے سخت وجود کا گہرا وزن ڈالتے ہوئے لمبی سانس حلق سے خارج کی۔ وہ بہت مشکل سے

ان رکاوٹ پیدا کرتے پردوں کو ہٹانے سے خود کو روک رہا
تھا۔

اب۔۔۔ راج۔۔۔ بس۔۔۔ کرو۔۔۔ نا۔۔۔ اجالا کے رونگھٹے
کھڑے ہوئے۔ ابراج کی گہری خمار آلود آواز اس کے کانوں کو
جہاں بھلی لگی تھی وہی پر دل بھی زور سے دھڑکا۔
جھوٹی! دل تو تمہارا بھی کر رہا ہے کہ آج ہر حد پار ہو
جائے!!۔۔۔ ابراج نے چہرہ اس کے سینے سے اٹھا کر اجالا
کے کان میں بہت ہی بے باک سرگوشی کی جس پر وہ تپ کے
لال سرخ ہوئی۔

ہاہ۔ بد تمیز۔ تمیز۔۔ شٹ اپ۔۔۔ اجالا نے بوکھلا کر شرم

سے انگارہ ہوتے ہوئے اسے ڈپٹ کر اس کے نیچے سے

کھسکنے کی کوشش کی۔

ہاہاہاہ۔۔۔ ابراج کا بے باک قہقہہ بے ساختہ تھا۔ اس کی

دونوں رانوں پہ اپنے ہاتھ جما کر وہ بہت بے شرمی سے اسے

محسوس کرتا اپنے دانتوں کو اسکی براہ پر رگڑنے لگا۔

اجالا کی سانسیں اکھڑیں۔ وہ اس نازک پردے کے اوپر سے

ہی اجالا کے ابھار منہ میں بھرنے کی کوشش کرتا اسے پاگل کر

گیا تھا۔

ابہہ۔۔۔ وہ سسکی اور بے اختیار اسکے ہاتھ ابراج کے

کندھوں سے ہوتے اسکے بالوں میں الجھ گئے۔

وہ سختی سے اس کا سینہ اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے دونوں

سائیڈ پر ہلکے سے دانت گاڑتا اسے اپنے ساتھ پاگل کر رہا تھا۔

اجالا کے حواس سلب ہونے لگے۔

ابراج نے اے ایک چھٹکے سے اپنے نیچے پلٹا اور اسکی

فراک کو نیچے کھسکاتا شدت سے اس کے کندھوں پر دانت

گاڑنے لگا۔

افف۔۔۔ اجالا نے سیٹ کی پشت پر اپنے ناخن گاڑتے
ہوئے اسکا یہ انداز جھیلا۔ وہ اب اسکی پوری کمر اپنے لمس
سے گیلی کر رہا تھا۔ کبھی اس کی شفاف گردن پہ اپنے دانت
گاڑ رہا تھا تو کبھی لبوں سے ہر جگہ بو سے دیتا ہوا ہاتھ اسکے
پیٹ کے نیچے لے جا کر مزے سے اسکا نرم سینہ اپنے
ہاتھوں میں دبانے لگ جاتا۔

امم۔۔۔ آہ۔۔۔ ابراج۔۔۔ اجالا کی مدہوش کن سسکاریاں
گاڑی میں بلند ہوتیں۔ (اس کے ہوش ٹھکانے لگ گئے
تھے۔)

ابراج نے اسکی کمر کی جلد اپنے لبوں میں بھرتے ہوئے اسکی
برا کو نیچے سرکایا اور بے تابی سے اب بنا کسی پردے کے
اسکے ابھاروں کا نازک حصہ اپنی انگلیوں میں بھر کے محسوس
کرنے لگا۔

ابراج۔۔۔ بس۔۔۔ آہہ۔۔۔ اجالا کا دماغ گھوم گیا۔ وہ پوری
پسینے سے تر ہو گئی تھی۔ کہاں سے انرومانٹک تھا یہ بندہ؟
ابراج اسکی سنے بغیر اس کے سینے کی نوکدار ساخت کو پکڑ کے
چھیڑنے کے لئے کھینچنے لگا۔

ابراج۔۔۔ مجھے۔۔۔ درد۔۔۔ آہہ۔۔۔ وہ اپنے ابھاروں کے
کھینچے جانے پر التجائیہ ہوئی۔ ابراج نے گرفت نرم کرتے
ہوئے ان ابھاروں کو اکھٹے جکڑ کے بے خودی سے دبایا۔
اسکی ساری کمر چومنے کے بعد وہ اسکی برادرست کرتا اسے
دوبارہ موڑ کر اپنے سامنے کر چکا تھا۔ اس نے ان نازک
دھڑکنوں کو ابھی بغیر پردے کے دیکھنے سے گریز برتا کیونکہ وہ
آلریڈی بہت آؤٹ آف کنٹرول ہو رہا تھا۔

میرا سر پر اتر کب دو گے؟۔۔۔ اجالانے اپنی سسکاریوں پہ
قابو پا کر سانسوں کو ہموار کرتے ہوئے اسکا دھیان رومانس

سے ہٹا کر اپنے مخصوص تیکھے انداز میں یاد دہانی کروائی۔
ابراج نے ایک گہرا سانس لیا اور محبت پاش نظروں سے
اسے دیکھتے ہوئے سر کو خم دیا۔

اس نے کمال ضبط سے کام لیتے ہوئے اجالا کا بے ترتیب
لباس درست کیا اور اسے تھام کر گاڑی سے باہر لے آیا۔
حلال قربت کا سکون ان دونوں کے چہروں پر عیاں تھا،
دونوں کی رنگت متمما کر گلاب کی مانند سرخ پڑ چکی تھی۔
ساحل پر چاندنی اپنی پوری آب و تاب سے بکھری ہوئی تھی
اور لہروں کا شور کسی مدھم موسیقی کی طرح کانوں میں رس

گھول رہا تھا۔ ابراج اسے قدم بہ قدم گاڑی کی ڈگی کی سمت
لے کر آیا۔ اجالا کی آنکھوں میں تجسس کی چمک تھی اور دل
کی دھڑکنیں پھر سے بے ترتیب ہونے لگی تھیں۔ ابراج نے
اگلی سیٹ سے ٹرائی پوڈ نکال کر اس پہ اپنا آئی فون سیٹ کیا
اور ڈگی سے زرا دور اسے عین سامنے ریتلی زمین میں بیلنس کر
کے دھنسانے لگا۔ وہ یہ سب ریکارڈ کرنا چاہتا تھا۔ اجالا
آنکھیں سکیڑے اسکو حیرت سے دیکھنے لگی۔

تھوڑی سی صبر کی عادت ڈالو کیونکہ بہترین چیزیں ہمیشہ انتظار
کے بعد ہی ملتی ہیں جیسے میں تمہیں ملا ہوں۔۔۔ ابراج نے

جتانے والے انداز میں اسکو نصیحت کرتے جیسے ہی اپنی
چابی پر موجود ڈگی کے بٹن کو دبایا، ایک مسحور کن منظر نے
اجالا کے ہوش اڑا دیے۔ ڈگی کے کھلتے ہی درجنوں سرخ اور
سفید ہارٹ شپ غبارے ایک دم سے قید سے آزاد ہوئے
اور ساحلی ہواؤں کا ساتھ پاتے ہی تیزی سے آسمان کی
وسعتوں کی طرف اڑنے لگے۔

مائی گاڈ!!۔۔۔ اجالا جو اسے تیکھا سا جواب دینے والی تھی،
اس نے خوشگوار حیرت سے بے اختیار ہلکا سا چیخ کر اپنے
ہونٹوں پر ہاتھ رکھ لیا، اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

ابھی وہ ان غباروں کو فضا میں بلند ہوتے دیکھ ہی رہی تھی
کہ ابراج نے ڈگی کے اندر سے دو خوبصورت اسکاٹی لینٹرنز
نکالے۔

اجالا ابھی اس سحر انگیز سرپرائز کے زیرِ اثر ہی تھی کہ ابراج
نے جیب سے لائٹرن نکال کر روشن کیا اور ایک فانوس کے
دہانے میں لگی شمع کو آگ دکھادی۔ نارنجی لوں نے لمحوں
میں پورے فانوس کو ایک روشن قندیل میں بدل دیا تھا۔
ابراج نے اسے فضا میں اچھالنے کے لیے ہاتھ بلند کیے ہی

تھے کہ اجالا تڑپ کر آگے بڑھی اور فوراً اس کا بازو تھام

لیا۔

یہ کیا کر رہے ہو ابراج؟ ابھی کل ہی تو تمہارا ہاتھ جلا ہے!

باز نہیں آؤ گے تم؟۔۔۔ اس کے لہجے میں غصے سے زیادہ

بے پناہ فکر مندی اور محبت جھلک رہی تھی۔

ابراج نے اس کی معصومیت پر ایک دلاویز قہقہہ لگایا اور

فانوس کو بڑی مہارت سے ہوا کی لہروں کے سپرد کر دیا۔ وہ

روشن ستارہ پلک جھپکتے میں بلند ہونے لگا۔

بابا بابا۔۔۔ کچھ نہیں ہوتا میری جان! میں تو بس تمہاری اس بچی
کچھی ناراضگی کو ہوا میں اڑا رہا ہوں تاکہ ہمارے درمیان
صرف اور صرف محبت باقی رہے۔۔۔ یہ کہتے ہوئے ابراج
اس کے مزید قریب ہوا اور جھک کر اس کے ماتھے پر اپنی
عقیدت اور محبت کی مہر ثبت کر دی۔

مجھے بھی یہ جلانا ہے۔۔۔ لیکن مجھے ڈر لگ رہا ہے، اگر میرا
ہاتھ جل گیا تو؟۔۔۔ آسمان کی بلندی کا حصہ بننے فانوس کو
دیکھ کر اجالا نے منہ پھولا کر لاڈ سے ابراج کی آنکھوں میں
جھانکتے ہوئے کہا۔

لو بھلا! ڈر کیسا؟ میں ہوں نا تمہارے ساتھ؟۔۔۔ ابراج نے
نہایت نرمی سے دوسرا فانوس نکالا اور اجالا کو اپنے حصار میں
لیتے ہوئے اسے پکڑنا سکھانے لگا۔

دیکھو! اسے یہاں سے پکڑو۔۔۔ ہاں! بالکل ایسے۔۔۔ اب

اس کی لو کو ہوا بھرنے دو۔۔۔ وہ اسے اپنے ساتھ لگائے

سارا طریقہ بچوں سے انداز میں سیکھا رہا تھا۔ اسی عالم

مدہوشی میں انہوں نے مل کر اس فانوس کو ہوا کے حوالے

کیا۔ وہ دونوں اب ساکت کھڑے اس روشن قندیل کو

آسمان کے ستاروں کی طرف بڑھتے دیکھ رہے تھے۔ ان

دونوں نے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنی آنکھیں موند کر دل میں
ایک خاموش دعا مانگی ”اے پاک پروردگار! ہماری زندگی کے
اس نئے چیمٹر کو اس خوبصورت سی روشنی کی طرح ہمیشہ
منور رکھنا۔“

”ہماری حلال محبت کو ہر نظرِ بد سے بچانا اور ہمیں ہمیشہ یوں
ہی ایک دوسرے کا حصار بنائے رکھنا۔“

دونوں کے دل سے نکلتی دعائیں عرش کا طواف کر رہی
تھیں۔ سمندر کی لہریں ان کے قدموں کے پاس شور مچانے

لگیں جیسے وہ بھی ان کی اس نئی اور خوبصورت شروعات پر
گواہی دے رہی ہوں۔

وہ دونوں شاید سامنے ٹرائی پوڈ میں فکسڈ موبائل کا آن کیمرہ
فراموش کر چکے تھے لیکن ان کے یہ تمام کیوٹ مو منٹس
کیمرے میں ریکارڈ ہو رہے تھے۔

دعا مکمل کر کے منہ پہ ہاتھ پھیرنے کے بعد اچانک گاڑی کی کھلی
ہوئی ڈگی میں اجالا کی نظر پڑی۔ اس کے دل کی دھڑکن ایک
پل کو تھم گئی۔ وہاں نہ صرف مہکتے پھول اور خوبصورت سی
لائٹس تھیں بلکہ عید کے رنگوں سے سجے ڈھیروں تحائف،

ڈیزائنر جوڑے اور شوخ رنگوں کی چوڑیوں کے ڈبے نہایت
نفاست سے ترتیب دیئے گئے تھے۔ ایک طرف پھولوں کا
بڑا سا گلدستہ جبکہ دوسری طرف ایک آرٹیفیشل سبز رنگ کا
درمیانے سائز کا درخت تھا۔ اس درخت کی ہر شاخ اور پتے
پر پانچ ہزار کے کرارے نوٹ بہار کے موسم میں پودوں پر
پھوٹتے شگوفوں کی طرح آویزاں تھے۔ ان سب کے مرکز
میں ایک ٹرانسپیرنٹ باکس میں نہایت پرکشش چاکلیٹ کیک

رکھا تھا جس پر جلی حروف میں ”Eid Mubarak Mrs“

”Shah“ کے ساتھ سرخ کریم سے ”ILY“ تحریر تھا۔

او ایم جی! کیا۔۔۔ یہ سب۔۔۔ میرے۔۔۔ لئے؟؟۔۔۔ اجالا

حیرت سے ٹوٹے پھوٹے انداز میں بولتی ابھی اس شاہانہ

منظر کو ٹھیک سے جذب بھی نہ کر پائی تھی کہ ابراج نے

نہایت شرارت سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک دم

سنجیدہ شکل بنالی۔

نہیں! یہ سب تو۔۔۔ دراصل کسی اور کا آرڈر تھا، غلطی سے

میری گاڑی میں آگیا ہے۔۔۔۔۔ ابراج نے بڑی بے نیازی

سے جھوٹ بولا اور پھر جیسے کچھ یاد آنے پر جیب سے دس

دس روپے کے نوٹوں کی ایک چھوٹی سی گڈی نکال کر اس
کے سامنے پھیلا دی۔

یہ رہی میری بیوی کی کیوٹ سی عیدی!۔۔۔ ابراج نے اپنی
ہنسی دباتے ہوئے وہ گڈی اس کے ہاتھ پر رکھنی چاہی۔ اجالا
کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ ایک پل پہلے وہ ڈگی میں پڑا سامان دیکھ
کر خود کو کسی پریوں کی کہانی کی شہزادی سمجھ رہی تھی اور
اگلے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں دس دس کے نوٹ تھمائے جا
رہے تھے۔

مجھے پتہ ہے تھوڑے زیادہ دے رہا ہوں لیکن کوئی بات نہیں!

رکھ لو۔۔ شراؤ مت۔۔ اسکے تیکھے تاثرات دیکھ کر ابراج

بڑے پن کا مظاہرہ کرتا آنکھیں مٹکا کے اسکی مٹھی میں گڈی

دبانے لگا۔ اجالا نے غصے سے تلملا کر ابراج کو دیکھا، اس

کے گال خفگی سے متمتا اٹھے اور اس نے اپنا چہرہ دوسری

طرف موڑ کر زور سے پاؤں پٹخا۔

مجھے نہیں چاہیے اتنے زیادہ پیسے! پاس رکھو، کوئی پلاٹ خرید

لینا۔۔۔ اجالا نے روہانسی آوازیں جواب دے کر نخرے

سے منہ پھلاتے وہ گڈی اسی کو واپس تھمائی تو ابراج کے صبر کا بندھن ٹوٹ گیا اور وہ زور سے کھلکھلا کر ہنس دیا۔

ایک دفعہ پھر سے عید مبارک میری زندگی!۔۔۔ اس سے پہلے کہ اجالا اسکی پہنچ سے دور جاتی، ابراج نے فوراً چھپے سے اس کے گرد اپنا حصار بنایا اور جھک کر اس کے کان کے قریب اپنی گھمبیر آوازیں سرگوشی کی۔

اس کی گرم سانسوں کی تپش نے اجالا کی خفگی کو برف کی طرح پگھلا دیا۔ ابراج نے اسے اپنی طرف موڑا اور اس کی تھوڑی پکڑ کر اس کا رخ دوبارہ ڈگی کی طرف کر دیا۔

یہ سب تمہارا ہی ہے میری کل کائنات!۔۔۔ اب ابراج
شرارت سے نہیں بلکہ ایک گہری وارفنگی سے گویا ہوتا اجالا
کے دل کو بے ڈھب دھڑکنے پر مجبور کر گیا تھا۔
لیکن تم۔۔۔ تو کہہ رہے تھے کہ کسی اور کا آرڈر غلطی
سے۔۔۔ اجالا ہنوز مصنوعی شکوہ کر رہی تھی جب ابراج
نے گردن جھکا کر ہنستے ہوئے اسکا جبرہ اپنے ہاتھ میں ہلکے
سے دبوچ کر شدت سے اسکے لبوں کو بارہا چوم ڈالا۔ وہ اسکی
قمیض پہ گرفت مضبوط کرتی بوکھلائی۔ الفاظ دم توڑ گئے۔ آج

تو ابراج نے اپنا پیار اس پہ لٹا لٹا کر اسکے ہوش ٹھکانے لگا دیے تھے۔

مذاق کر رہا تھا! چلو جلدی سے کیک کاٹیں۔ پھر کھانا کھاتے ہیں۔ بھوک سے میری جان نکل رہی ہے۔۔۔ اسکی سانسیں چرا لینے کے بعد اس نے چہرہ چھپے ہٹا کے صفائی دی اور خوبصورت سے ربن میں لپیٹی چھری اٹھا کر اسکے ہاتھ میں تھما کے اوپر اپنی پکڑ مضبوط کر دی۔

ہو نہہ! کب سے مجھے کھائے جا رہے ہو، ابھی بھی تمہیں بھوک لگی ہے؟ بھوک سے تو میری جان نکلی چاہیے۔۔۔

اجالا کیک کاٹی ہوئی روانی کے عالم میں جو منہ میں آیا بول گئی،
ہوش تب آیا جب وہ شرارت سے ہنستا اسکی کمر پہ اپنی انگلیاں
پھسلا کر آئبرو اچکاتے ہوئے اشارے سے ”سیرئیسلی“ کہتا
اسے دیکھنے لگا۔

زیادہ اوور نہ ہو! اب مجھے کیک کھانے دو۔۔۔ وہ اسکی بے
باک نظروں سے خائف ہو کر تھوک نگل کے خود کو دل میں
کوستی اسکا ہاتھ چھری سے ہٹا کر خود ہی کیک کا پیس اٹھا کے
کھانے لگی۔

مل کے کھانے میں برکت ہوتی ہے میری بھو کر بیوی!۔۔۔

وہ دانت پیس کر اسے ضبط سے اکیلے کیک کھاتے دیکھ کر ڈگی

میں سارا سامان تھوڑا سا ٹیڈ پہ کر کے جگہ بنانے لگا اور پھر

اجالا کے کچھ بولنے سے پہلے اس نے ایک جست میں اسے کمر

سے پکڑ کے اٹھا کر ڈگی میں بٹھا کے اسکا رخ اپنے عین سامنے

کیا اور کیک کا ایک چھوٹا سا پیس اٹھا کے اسکے لبوں میں دبا

دیا۔ اجالا کی ٹانگیں اب نیچے کو لٹک رہی تھیں، فراک ابھی

تک ہوا کے دوش سے لہرا رہی تھی۔ وہ ہڑبڑا کے اسے دیکھنے

لگی جو دوبارہ اسکے چہرے پہ جھک رہا تھا لیکن وہ اسکی چالاکی

بھانپ کر شرارت سے فوراً سارا ایک کاپیس نکل گئی۔

ابراج نے اجالا کو گھوری سے نوازا اور اسکی دونوں کلائیوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کے اوپر کی طرف پن کرتے کیک کا ایک اور

پیس پکڑ کے اسکے ہونٹوں کے بیچ میں دھنسیا یا۔ اجالانے

آنکھیں مٹکائیں اور ہنسی بہت مشکل سے ضبط کر کے یہ والا

پیس بھی سیکنڈوں میں اپنے حلق سے نیچے اتار گئی۔ وہ

ابراج کو ٹھیک سے جھکنے کا موقع بھی نہیں دے رہی تھی۔

تمیز سے رہو! منہ نہ تڑوا لینا مجھ سے۔۔۔ ابراج نے اسے

دھمکا کر بھڑکتے ہوئے تیسرا پیس کاٹ کر اجالا کے کٹاؤ دار

لبوں کے کناروں پہ لگاتے ہوئے اسکے ہونٹوں میں زیادہ
دبانے کی بجائے باہر کی طرف رکھا تو اجالا قہقہہ لگا کر اپنی
گردن چھپے کو کرتی تیزی سے یہ ٹکڑا بھی نگل کے اپنے ہونٹوں
پہ زبان پھیر کر اسے بچوں سے انداز میں چمڑانے لگی۔

تم اس لائق ہی نہیں ہو کہ تمہارے ساتھ رومانس کیا جائے!

چمڑیل کہیں کی۔۔۔ ابراج جو ابھی اسے کل کائنات اور
میری زندگی بول رہا تھا، اسکے ندیدے پن کو دیکھ کر خفا انداز
میں پھنکارتا اجالا کی کلاتیاں چھوڑ کے کیک کا ٹکڑا کاٹتا اب کی
دفعہ اپنے منہ میں ڈالنے لگا کیونکہ بھوک زوروں کی لگ رہی

تھی۔ اجالانے تو پھر لہجہ کیا ہوا تھا، لیکن ابراج نے صبح کا

صرف ہلکا پھلکا سنا سنا تھا۔

بابا ہا۔۔ اسکی خفا صورت دیکھ کر اجالا پیٹ پکڑے دیوانوں

کی طرح ہنسنے لگی۔ ابراج مسکراہٹ دباتا ہوا اسکی

کھلکھلاہٹ کی نظر دل میں ماشاء اللہ بول کر اتار تا بد مزہ انداز

میں کیک کھا رہا تھا۔ ابراج کے فون کا کیمرہ ابھی تک ان کا ہر

خوبصورت لمحہ قید کرتا جا رہا تھا۔ (وہ جتنا کل رات روئی

تھی، آج اتنا ہی اسے تنگ کر کے لطف محسوس کرتی ہنس

رہی تھی۔)

اسے خفگی کی اداکاری کرتے مسلسل خود ہی کیک کھانے میں
مصروف دیکھ کر اجالا نے بالاخر ہنسی دبائی اور اپنے دونوں
ہاتھوں کی انگلیوں پہ ہلکا سا کیک لگا کر ابراج کے گالوں پہ لگا
کر اسکی بٹیرڈ پہ اچھی طرح سے رگڑنے لگی۔ اس غیر متوقع
افتادہ پہ اب کی دفعہ ابراج بھی اسکے ساتھ ہنس پڑا تھا۔ ان
دونوں کی ہنسی کی آواز کتنی ہی دیر ساحلِ سمندر پہ گونجتی رہی
تھی۔

مزید چند منٹ تک ابراج نے دوبارہ کیک کا ایک ٹکڑا اٹھا کر
اجالا کے ہونٹوں میں دبایا اور اس سے پہلے کے اجالا دوبارہ

اس ٹکڑے کو نگل جاتی، ابراج نے اسکے بالوں میں اپنا ہاتھ
سختی سے الجھا کر اسکا چہرہ اپنے مقابل کرتے ہوئے اپنے
ہونٹ اسکے لبوں کے ساتھ جوڑ دیئے۔

ابراج بیچارہ بہت ساری کوششوں کے بعد اسکے ہونٹوں میں
دبا کیک رومانٹک انداز میں کھانے میں کامیاب ہوا تھا۔
اجالا ہڑبڑا کیک دوبارہ نگلنا چاہ رہی تھی لیکن ابراج نے اسکی
چالاکي پر اسے آنکھیں دیکھاتے ہوئے اپنی زبان اسکے منہ میں
اینٹر کی اور تیزی سے کیک کا ٹکڑا چھین لیا۔ وہ کرنی ہی دیر

یونہی کیک اسکے منہ میں ڈال کر کھاتا ہوا اسکے لب چوستا رہا

تھا اور وہ شرم سے لال ہوتی اسے منع کرتی رہی۔

اپنی پوری منمانی کر کے اسکے لبوں کے ارد گرد لگا سارا کیک

صاف کرنے کے بعد ابراج نے کشمیری چوڑیوں والا باکس

کھولا اور سفید اور آسمانی رنگ کی چوڑیوں والا سیٹ نکال کر

اسکی کلائیوں میں چڑھانے لگا۔ اجالا اتنی ساری چوڑیوں کو

دیکھ کر دل سے خوش ہوتی ہلکی نم آنکھوں سے ابراج کو دیکھنے

لگی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ ساری ایفرٹس اس بندے

نے کی ہیں جو خود اپنا ایک کام نہیں کرتا۔

کیسا لگ رہا ہے تمہیں یہ سب؟۔۔۔ ابراج نے جھک کر
ان چوڑیوں پہ لب رکھتے ہوئے گھمبیر آوازیں سوال کیا اور
وہ چھوٹا سا روشن درخت اٹھا کر اجالا کی گودی میں رکھ دیا جس

پر “Little Eidi for My Certified Gold Digger Wifey”

کی تحریر اسٹائلش فونٹس میں کندہ تھی۔

کسے اچھا نہیں لگتا یہ سب؟۔۔۔ اجالا نے گہری سانس
خارج کر کے دھیمی پرسکون آوازیں جواب دیا اور جیسے ہی
اس نے پیسوں سے سجے اس درخت پہ لکھی عبارت

پڑھی، وہ ایک دفعہ پھر خوبصورتی سے ہنستی اسکے شانوں پہ
مکے جڑنے لگی۔

چوڑیاں بہت اچھی لگ رہی ہیں۔۔ دیکھو! میں نے کتنی
ساری لی ہیں تمہارے لئے۔۔ وہ اجالا کی ہنسی کے صدقے
واری جاتا اسکی چوڑیوں سے چھپر چھاڑ کر کے اب اسے سارا
باکس پر جوش انداز میں دکھانے لگا جسے وہ آنکھوں میں خوشی
کی چمک لئے دیکھ رہی تھی۔

مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ تم مجھے سو روپے ادھار نہ دینے کا
دعویٰ کرنے والے میرے اوپر اتنے سارے پیسے لگا کر

ابھی تک زندہ کیسے ہو؟۔۔۔ اجالا نے ان چوڑیوں پر نزاکت
سے ہاتھ پھیر کر آئینرو اچکاتے ہوئے شرارت سے کہا۔
آپس کی بات ہے، مجھے بھی یہی بات سمجھ نہیں آرہی!۔۔۔
وہ قہقہہ لگا کر نچلا ہونٹ دباتے ہوئے اپنی بٹیرڈ کھجا کر بولا تو
اجالا ابھی ہنس دی۔ وہ بہت ایکسائٹڈ انداز میں اپنی ساری
عیدی دیکھ رہی تھی۔ اسے ابراج کی چوائس بہت پسند آتی
تھی۔

اسے خوشی سے ہر چیز کو چھوتے دیکھ کر ابراج مسکراتے
ہوئے ٹرائیپوڈ کی جانب بڑھا، اسے ریت سے نکال کر وہ اپنا

فون اس اسٹینڈ سے اتار کے ویلا گنگ کرنے والے انداز میں
تھامتا پھر سے اجالا کے قریب آیا اور بہت ہی اچانک اس
کے ہونٹوں کا بوسہ لے کر آنکھ ونک کرتے ہوئے ویڈیو کو
اپنے فون میں ہمیشہ کے لئے سیو کر لیا۔

یہاں مجھے دیکھاؤ!۔۔۔ اجالا نے گلابیاں بکھیرتے گالوں سے
ابراج کے ہاتھ سے اسکا فون لیا اور یہ ویڈیو دیکھنے لگی جو
بہت خوبصورت اور aesthetic وائب دے رہی تھی۔
استفغار! اگر کسی بھٹیو نے فون پکڑ لیا تو یہ ویڈیو دیکھ کے کیا
سوچیں گے؟ ساری تو تمہاری بے شرمیاں ہی ریکارڈ ہوتی

ہیں اس میں!۔۔۔ جیسے ہی ویڈیو میں ان کی لپ کس والا
سین آیا، اجالا شرم سے گلنار ہوتی ابراج کو گھورتے ہوئے گویا
ہوئی۔ ماحد اور ابراج تو اکثر اوقات بلا جھجک ایک دوسرے کا
فون پکڑ لیا کرتے تھے۔

ہاہاہا۔۔ سو واٹ؟ حلال ہو تم مجھ پر۔۔۔ ابراج نے
کندھے اچکا کر اس کے کان میں استحقاق سے بھرپور سرگوشی
کی اور اسے بانہوں میں اٹھا کر وہ ریت پر چلتا ہوا ساحل کے
ایک مخصوص گوشے کی طرف بڑھنے لگا۔ اجالا نے مسحور ہو

کر اپنا سر اس کے سینے پر ٹکا دیا جہاں ابراج کے دل کی
دھڑکنیں اسے واضح سنائی دے رہی تھیں۔

تھوڑا آگے جا کر ایک طلسماتی منظر ان کا منتظر تھا۔ ریت
کے اوپر ایک بڑا سا سفید مخملی قالین بچھا تھا جس کے
چاروں طرف شیشے کے فانوسوں میں موم بتیاں جل رہی
تھیں۔ سمندر کی ٹھنڈی ہوا ان شمعوں کی لو کے ساتھ رقص
کر رہی تھی۔ مرکز میں ایک چھوٹی سی میز سجی تھی جس پر
چاندی کے برتنوں میں کھانا چن دیا گیا تھا۔

ابراج نے نہایت نزاکت سے اسے ایک طرف بٹھایا اور خود
اس کے ساتھ براجمان ہو گیا۔ چاند کی دودھیا روشنی اور
کینڈل لائٹ کے امتزاج میں ابراج کا چہرہ اجالا کو پہلے سے
بھی زیادہ دلکش لگ رہا تھا۔

تو۔۔۔ مسز ابراج شاہ! آج کے لئے کوئی شکایت؟۔۔۔
ابراج نے پلیٹیں سیدھی کرتے ہوئے شرارت سے
پوچھا۔

شکایتیں تو تم سے کبھی ختم نہیں ہو سکتیں لیکن ابھی مجھے
بہت بھوک لگ رہی ہے سو ڈونٹ ڈسٹرب می!۔۔۔ اجالا

نے مسکراہٹ دبا کر نخرے سے جواب دیتے ہوئے فوراً
سے پہلے پکوڑوں کی ٹرے اٹھا کر اپنے سامنے کی جس پر ان
کی پورا رمضان لڑائی ہوتی رہی تھی۔ (ابراج نے خاص طور
پہ پکوڑے آرڈر میں شامل کروائے تھے۔)

آرام سے کھاؤ! میرا بھی حصہ ہے ان میں۔۔۔ ابراج نے ہمیشہ والی تکرار آج بھی جاری رکھتے اس سے پلیٹ چھیننی چاہی تو دونوں ہی ہنستے ہوئے یوں پکوڑے اٹھا اٹھا کر کھانے لگے جیسے آج سے پہلے کبھی نہ کھائے ہوں۔ (عادتیں اتنی جلدی کہاں جاتی ہیں۔ انہیں ایک دوسرے کو تنگ کرنے کی

عادت تھی جو شاید ساری زندگی یونہی رہنی تھی۔) باقی سارا
کھانا جوں کا توں تھا۔ انہیں پکوڑے ختم کرنے کی پڑی ہوئی
تھی۔ سارے پکوڑے ختم کر لینے کے بعد اجالا نے اچانک
ابراج کا سفید پٹی میں لپٹا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا کر چوما تو وہ
چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

تم نے کل رات مجھے بہت ڈرا دیا تھا ابراج!۔۔۔ وہ نم
آوازیں اسکے جلے ہوئے ہاتھ کے متعلق شکوہ کرتی اپنا سر
اس کے سینے پر ٹکا گئی۔

Awww

اتنی پیار سے مت بولو مس اندھیرا! میرے دل کو کچھ کچھ ہو
رہا ہے۔۔۔ اسکی بھیگی آواز سن کر ابراج اسے ہنسانے کی
غرض سے شوخ لہجے میں کھلکھلا کر بولتے اسکے گرد بازو کا
حصار باندھا تو وہ اسے تاسف سے گھور کر رہ گئی۔

آج عید کا دوسرا دن ان سب نے ماحد کی طرف گزارا تھا،
پورا دن ایک دوسرے کے ساتھ فن کرنے اور فیملیز سے ملنے
ملانے کے بعد وہ کمروں میں فائنلی ریسٹ کرنے چلے گئے

تھے۔ ماحد کا گھر بے حد جدید سٹائل سے تعمیر بہت

خوبصورت اور بڑا تھا۔

آج صبح سے ابراج اور اجالا کو تنہائی کا موقع نہیں ملا تھا۔ وہ

اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ ابراج کا دل اسے بانہوں میں

بھرنے کے لئے مچلنے لگا۔

سارے لڑکے دوست ریسٹ کرنے کے لئے ایک کمرے

میں چلے گئے تھے لیکن ابراج نے صاف کہا تھا کہ وہ فی

الوقت بغیر کسی شور کے ریسٹ کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ

الگ کمرے میں چلا گیا تھا اور کسی نے اعتراض بھی نہیں کیا

تھا کیونکہ کافی دیر سے اس کے سر میں درد تھی اور اس متعلق
ماحد لوگ جانتے تھے۔ صارم، باریق، مقاصم اور ماحد کی
ملاقات اپنی بیویوں سے ہو چکی تھی اس لئے ریلکس ہو کر
ایک کمرے میں قہقہے مارتے ہنوز نجانے کون سی خوش گپیوں
میں مصروف تھے جبکہ لڑکیاں بھی انہی کی طرح دوسرے
کمرے میں اکھٹی بند تھیں کیونکہ دوستوں کے ساتھ فن کرنے
کے لئے یہ دن دوبارہ نصیب نہیں ہونے تھے۔

اجالا بہت تھک گئی تھی اور صبح سے بہت بول بھی چکی تھی
اس لئے وہ اپنی اور باقی سہیلیوں کی باتوں کو اب فقط سننے پر

اکتفاء کرتی نرم بستر پہ لیٹے ریلز دیکھ رہی تھی۔ آج انہیں
ساری رات بھی یہیں گزارنی تھی۔ کوئی شک نہیں تھا کہ اس
نے اور ابراج نے نیچے سب کے ساتھ بہت مزے کئے
تھے حتیٰ کہ وہ باہر گھومنے پھرنے بھی گئے تھے۔

ابراج نے اجالا کو بور نہیں ہونے دیا تھا، بس ایک تنہائی
نہیں ملی تھی جس میں وہ اسکی کھل کے تعریف کر سکتا، اس
کے حسن کو اپنی نظروں اور جسارتوں سے سراہ سکتا جس کی
کمی اجالا بھی نجانے کیوں محسوس کرتی غائب دماغی سے انسٹا
سکروں کر رہی تھی جب اسے ابراج کا میسج موصول ہوا۔

Kia kr rhi ho??

میج انسٹا پر ہی آیا تھا، شاید وہ اسکا ایکٹو سٹیٹس نوٹ کر چکا
تھا۔

Bohat busy hn 🐱 eid pay bi is Job say chutti

afford nai kr skti:(

اجالانے مسکراہٹ دبا کر ہمیشہ کی طرح ڈرامائی انداز میں
پیلانے دیا۔

Kon si Job? Hil kay pani tk tm say piya nai jata
aur Job kro ghi tm? Unemployed logon kay moo
say aisi batein bilkul achi nai lagti.. So plzz 🥲🙏

ابراج کیسے طنزیہ ریپلائیے دینے سے چھپرہ سکتا تھا؟

Bakwas Na kro! Watching reels 24/7 is my
favorite Job 🙄

اجالانے منہ پھولا کر اتر ا کے یوں بتایا جیسے اسے گھر میٹھے ریلز
دیکھنے کے نجانے کتنے ڈالر زمل رہے ہوں۔

Funny enough ! Abhi mery sir mein Dard ho rhi

hay aur wo bi shadeed wali

ابراج نے اپنی کنپٹی کی رگوں کو سہلاتے ہوئے ٹیکسٹ میسج
لکھا۔

Abhi Tak dard thik nai hui tmhari? Bhaiyu nay

medicine di to thi tmhain

اجالا بے چین ہوئی۔ پتہ نہیں کیوں اب اس شاندار مرد کا ہر
درد اور ہر خوشی اپنی سی محسوس ہوتی تھی۔

پتا نہیں یار۔۔ بہت درد ہو رہا ہے۔ جانتی تو ہو تم کہ مجھ
سے درد برداشت نہیں ہوتا۔۔۔ ابراج نے اب کی دفعہ
وائس نوٹ کیا تھا جو اجالا نے باقی سب سہیلیوں کی موجودگی
کے باعث کان سے لگا کر کم آوازیں سنا تھا تا کہ باقی سب کو
اسے چھیڑنے کا کوئی بہانہ نہ مل جائے۔ وہ اسکے لہجے میں
نقاہت محسوس کر گئی تھی۔ وہ بہت اچھے سے جانتی تھی کہ
ابراج تکالیف کو لے کر کتنا سینسٹو ہے کیونکہ وہ ہمیشہ لاڈوں
میں رہا تھا۔

Doctor kay Pas chalay jao na, kia pata fever ho

gaya ho? Aur tm is waqt kahan ho?

اجالا فکر مندی سے سوالات کر رہی تھی جو ابراج سکرین کے
زریعے محسوس کرتا زیر لب مسکرایا۔

ماحد کے روم کے بالکل سامنے جو کمرہ ہے، وہاں ریسٹ کر
رہا ہوں اور ڈاکٹر کے پاس جانے کی ہمت نہیں ہو رہی۔
میرا علاج صرف تم کر سکتی ہو۔ میرے پاس آ جاؤ مل کے
ریلز دیکھتے ہیں!۔۔۔ ابراج کا لہجہ اب وائس نوٹ میں گھمبیر

ہوا تھا جس پر اجالا کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔ وہ اسکی

ابھی کل والی بے تابیاں بھولی نہیں تھی۔

Nahi mein sony lagi hn Ab! Tm doctor pay Jao 🙄

اجالا نے سرخ ہوتے گالوں کے ساتھ لاپرواہی سے ٹیکسٹ

لکھا۔

Mein nahi ja rha. Aur kesi zalim biwi ho tm?

Shohar takleef say mar rha hay aur tmhain sony

ki pari hui hay?? Qayamat ki Nishanian 😭

ابراج نے بڑے ہی افسوس سے اسکو بلیک میل کرنے
والے انداز میں ٹیکسٹ پیلانے دیا کیونکہ اگر وہ واٹس نوٹ
میں یہ بولتا تو شاید ہنس دیتا۔

Bs Bakwas krwa lo tm say! 🤔

اجالا چڑگتی تھی اسکا پیلانے پڑھ کے۔۔ بے چینی میں
اضافہ ہوا۔ نجانے وہ کتنی تکلیف میں تھا؟

Aa rhi ho ya mein tmhari is bey rehmi pr Pankhy

say lataak kay is Eid ko Sogh mein badal don? 🤔

ابراج نے ہنسی دبا کر اسے اور بھی تنگ کرتے ہوئے اپنے

الفاظ کے جال میں پھنسا یا۔

Bohat Lanti ho tm 🙄

اسکے فضول الفاظ پڑھ کے اجالا ناگواری سے جواب دے کر

اپنی جگہ سے اٹھ کر خود پہ دوپٹا لینے لگی۔ اس نے ابھی تک

لباس نہیں بدلا تھا۔

Thanks Mrs.Lanti 😍

ابراج نے ہلکا سا ہنستے ہوئے ڈھیٹائی سے طنزیہ جواب دے

کر اسکو اور تلملانے پہ مجبور کیا۔ پیلانے پڑھ کے پہلے تو اجالا

کا دل کیا کہ تپ کے واپس بیٹھ جائے لیکن پھر اسکے درد کا
سوچتی وہ دل پہ پتھر رکھتے ہوئے پیروں میں جوتا پہننے لگی۔
کہاں جا رہی ہو؟۔۔۔ اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ
کر باتوں میں مصروف نمیرہ نے یونہی سر اٹھا کر پوچھا تو باقی
ساری بھی باتیں اور کھلکھلانا چھوڑ کر اسے مشکوک نظروں
سے دیکھنے لگیں۔

باہر!۔۔۔ اجالا نے آنکھیں گھما کے خود پہ ضبط کرتے مختصر
سا جواب دیا۔ اگر وہ پوری بات بتاتی تو انہوں نے خواہ مخواہ
میں اسے زو معنی سے چھیڑنا شروع کر دینا تھا۔

باہر کہاں؟؟۔۔۔ سماویہ نے مسکراہٹ دبا کر کھوجا۔
ہوا لینے!!۔۔۔ اجالا نے دانت کچکچا کر اس تفتیش پہ بے
تکا سا جواب دیا۔

اے سی سولہ پہ چل رہا ہے! کمرہ برف کی طرح ٹھنڈا ہے
اجالا میڈیم۔ ایسی کونسی ہوا ہے جو آپ کو صرف باہر جا کے
ہی مل سکتی ہے؟ کہیں یہ ہوا کا جھونکا مسٹر ابراج صفدر تو
نہیں؟۔۔۔ بریقانے شرارت سے آئبرو اٹھا کر اپنا حصہ ڈالا
جبکہ عزیزہ نے ہنسی دبا کر اپنی بہن کی سرخ پڑتی رنگت کو
دیکھا۔

آپ کو پتا ہے آپی! ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے نیچے والے
پلر کے چھبے کسی کو یہ کہتے سنا تھا کہ ”تمہیں نہیں لگتا، اب
ہمیں بے بی پلاننگ کا سوچنا چاہئے؟“ اللہ جانے کون تھا لیکن
آواز باریق بھٹیو سے بہت زیادہ ملتی جلتی لگ رہی
تھی!۔۔۔ اجالا نے اسکی بات کا رخ بالکل پلٹ کر لبوں پہ
معنی خیز مسکراہٹ سجا کے مصنوعی انجان بننے کی ایکٹنگ کی
تو بریقا کا چہرہ تانبے کی مانند سرخ ہوا۔ (باریق ہی تنہائی ملنے پر
اسے چھیڑ رہا تھا) بریقا کو سیٹھاتے دیکھ کر باقیوں کا قہقہہ بلند
ہوا تھا۔

اور نمیرہ آپی! صارم بھتیو کو سمجھائیں کہ آج ہم پر اتے گھر میں

موجود ہیں۔ یوں کسی کے بھی کچن میں گھس کر

رومانس۔۔۔ آپ سمجھ رہی ہیں نا کہ میں کیا کہنا چاہ رہی

ہوں؟؟۔۔۔ کسی کو بھی بولنے کا موقع دیتے بغیر اجالانے

آنکھیں ٹپٹپا کر اب اپنی توپوں کا رخ نمیرہ کی طرف کرتے

ہوئے اسکا بھی پول کھولا تو اسکی ہنسی حلق میں دب گئی جبکہ

عنیزہ اور سماویہ ان کی لال پڑتی رنگت دیکھ کر ہنس ہنس کے

پاگل ہونے لگیں۔

کمینی!!!!!!۔۔۔ نمیرہ دانت کچکچا کے اجالا کو گھورنے لگی۔

اسکے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اجالا نے اسے اور صارم کو کب کچن میں دیکھا تھا؟ وہ پانی پینے کچن میں گئی تھی کہ صارم موقع پاتے ہی مجھے آگیا تھا، اور پھر جو وہ گستاخیاں کرنا شروع ہوا تھا، اسکے منع کرنے کے باوجود بھی نہ رکا۔
اب نمیرہ کاشدت سے صارم کا گلہ دبانے کا جی چاہ رہا تھا جس نے اسے سہیلیوں میں شرمندہ کروا دیا تھا۔

ویسے سماویہ آپی اور مقاصم بھٹیو کے بھی میرے پاس بہت رومانٹک شائٹس پڑے ہوئے ہیں، چلیں پھر کبھی دیکھاؤں

گی!۔۔۔ اجالانے دروازے کا ہینڈل گھماتے ہوئے لگے
ہاتھ سماویہ کو بھی بوکھلانے پہ مجبور کر دیا۔ وہ آج ان سے چن
چن کر بدلے لیتی انہیں حواس باختہ کر گئی تھی۔ (اب تو
عنیزہ کی بھی ہنسی حلق میں قید ہو گئی تھی، کہیں اسکی بہن اسکا
اور اسکے شوہر کا بھی کوئی پول نہ کھول دے۔)
جا کہاں رہی ہو بد تمیز! اپنی بہن اور ماحد کے بھی رومانس پہ
روشنی ڈالو نا؟؟۔۔۔ سماویہ نے اپنی شرم پہ قابو پا کر خفگی
سے اسکو یہاں سے نکلتے دیکھ کر ڈپٹا۔

ہاہاہا۔۔ میری آپی اور جیجو معصوم ہیں!!۔۔۔ عزیزہ کو نفی میں سر ہلا کر لال سرخ ہوتے دیکھ کے اجالا کو بے ساختہ اپنی بہن پہ ترس آیا اور وہ کھلکھلاتی ہوئی دروازے بند کر کے جواب دیتی یہاں سے نکل گئی۔ باقی ساری چھپے سلگ کر رہ گئیں جبکہ عزیزہ نے اپنی جان بخشی پر شکر ادا کیا۔ قصے تو اجالا کے پاس ماحد اور عزیزہ کے بھی بہت تھے لیکن ابھی اسے ابراج کے پاس جانا تھا کیونکہ وہ پاگل کال کرنا شروع ہو گیا تھا۔

مطلوبہ کمرے کی طرف بڑھ کے اس نے کاریڈور میں یہاں
وہاں نظریں دوڑائیں، شکر ہے سب اپنے کمروں میں قید تھے،
اس لئے وہ حلق تر کرتی اپنے بالوں کو ہاتھ سے سیٹ کر کے
آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی جہاں وہ بیڈ پہ
نیم دراز فون کان سے لگائے شاید اسی کو کال کرنے میں
مصروف تھا۔

ابھی بھی نہ آتی! جب میں درد سے شہید ہو جاتا، تب
جنازے میں شرکت کرنے آنا تھا۔۔۔ وہ اسکو دیکھ کر بھرم

دیکھانے کی غرض سے خفا لہجے میں بولتا اپنا فون بند کر کے
سائیڈ پہ پٹک گیا۔

کیا فضول بکواس لگائی ہوئی ہے کب سے؟ معمولی سا سر درد

ہی تو ہے۔ تم سے زیادہ برداشت تو بچوں میں ہوتی

ہے!۔۔۔ اجالا اسکے جنازے والے ڈائلاگ کو سن کر اب

کی دفعہ حقیقتاً برا منا گئی تھی۔ کمرے کا دروازہ دھیرے بند کر

کے وہ اسکو جھاڑ گئی۔ (بظاہر لاہرواہ بھی تو بننا تھا۔)

وہ اسی لمحے بستر سے اٹھ کر لمبے قدم اٹھاتا اسکے سر پہ جا کھڑا

ہوا، اس سے پہلے کہ وہ مڑتی، اسکا کندھا زور سے ابراج کے

کندھا سے جا ٹکرایا۔ وہ سانسیں روک کے اسکو اپنے اتنے
نزدیک دیکھ رہی تھی جو دروازہ لاک کر کے اسکو زور سے
اپنی بانہوں میں بھر چکا تھا۔ پورے دن کی تڑپ میں کچھ کمی
آتی تھی۔

معمولی سادرد نہیں ہے۔ مائیگرین ہو رہا ہے۔ ایسے لگ رہا
ہے جیسے کوئی سر کی ایک سائیڈ پہ ہتھوڑے مار رہا ہے۔۔۔
ابراج خفا انداز میں جتاتا ہوا اپنا چہرہ جھکا کے اسکی گردن کے
خم میں چھپا گیا۔ اسکی قربت کے زیرِ اثر اجالا کو اپنے پیروں پہ
کھڑے رہنا مشکل لگا۔

مائیکرین؟۔۔ تو بھٹیو کو بتاتے نا۔۔۔ اجالا نے اپنی زبان کی

لڑکھڑاہٹ پہ قابو پا کر متفکر انداز میں جواباً کہا۔

مجھے تمہارے بھتیو کی نہیں تمہاری ضرورت تھی لیکن تم جان

بوجھ کر صبح سے مجھ سے بھاگ رہی تھی، جیسے میں نوٹ

نہیں کر رہا تھا کچھ۔۔۔ ابراج نے اپنا ناک اسکی شفاف

گرددن پہ رگڑتے ہوئے بچوں کی طرح شکوہ کیا تو وہ اپنے

لبوں پہ امدتی شرمیلی مسکراہٹ مشکل سے چھپانے لگی۔

چلو اب زیادہ فری نہ ہو! میں تمہارے لئے کوئی میڈیسن یا

کافی لے کر آتی ہوں؟۔۔۔ اجالا نے لاپرواہی سے کہتے

ہوئے اس کو خود سے دور کرنا چاہا مگر وہ تیزی سے اسکو اپنی
بانہوں میں اٹھاتا بستر کی طرف بڑھ گیا۔

کوئی دوا نہیں کھانی مجھے۔۔۔ تم میرا سر دباؤ!۔۔۔ ابراج روم
کی لائٹس ڈم کر کے اسے بستر پہ اپنے ساتھ لے کر لیٹتا ہوا
تکلیف سے بولا۔ اسے کبھی کبھار بہت گندے والا مائیکرین
ہوتا تھا اور اجالا اس بات سے وقت تھی۔

لیکن ابراج ایسے دوائی کھائے بغیر درد ٹھیک کیسے ہوگا؟۔۔۔
اجالا مدھم ہوتی روشنی دیکھ کر اپنے اتھل پتھل ہوتے دل پر
قابو پاتی نرم لہجے میں بولی اور آہستہ سے اس کے ماتھے پہ

بکھرے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ وہ بہت دلکش بھی تو لگتا رہا

تھا آج سارا دن سرمئی رنگ میں۔۔

اجالا کے لباس کا رنگ بھی اس جیسا ہی گہرا گرے تھا۔ اس

نے ابراج کی پسند کا لباس اور یہاں تک کہ جیولری اور

جوتے تک پہن کے اسے اندر تک سرشار کر دیا تھا۔

تم پاس ہونا، تو ہو جائے گا ٹھیک۔۔۔ ابراج نے اسکی کمر پہ

اپنے بازو کی گرفت بڑھا کر ایک ہی جھٹکا دیتے اسے اپنے

اوپر گرا لیا۔ وہ ہڑبڑا گئی اور اس پہ تضاد اسکا بوجھل لہجے۔۔

اگر ایسی حرکتیں کرو گے تو چلی جاؤں گی میں!!۔۔۔ اجالا

نے اپنی شرم پہ قابو پا کر اسے دھمکی سے نوازا۔

ابھی تک کپڑے کیوں نہیں چینج کئے؟ صاف کہونا تمہیں

ابھی مجھ سے اپنی تعریفیں کروانی تھیں!!۔۔۔ ابراج شاہ

اسکی گردن کے گرد ایک بازو ڈال کر اسکا چہرہ خود پہ جھکاتا

چھیڑنے والے انداز میں بولا تو وہ منہ کھول کر اسے دیکھنے

لگی۔

ہو نہہ! خوش فہمیاں۔۔۔ تم سے تعریفیں سننے کا کوئی شوق

نہیں ہے مجھے۔۔۔ میں اپنی پکچرز لے رہی تھی اسلئے چینج نہیں

کیا ابھی تک!۔۔۔ اجالانے ناک سکوڑ کر دانتوں کو پیستے
ہوئے ترکی با ترکی جواب دے کر اسکے اوپر سے اٹھنا چاہا مگر
وہ اسکی کوشش ناکام بنا گیا۔

ہاں اتنی کوئی خاص بھی نہیں لگ رہی۔ تم میں اور وہ جو
دیوار پہ چھپکلی ہے نا۔۔۔ دونوں میں بس انیس بیس کا ہی فرق
لگ رہا ہے۔۔۔۔۔ ابراج بھی کہاں اسکی بے نیازی دیکھنے کے
موڈ میں تھا، شرارت میں لپٹا طنز مارنا ضروری سمجھا۔

واٹ؟ کہاں ہے چھپکلی؟؟۔۔۔ وہ تقریباً ڈر سے چیختی ہوئی
اسکی قمیض کا کالر مٹھیوں میں دبوچ گئی۔

میری بانہوں میں!!۔۔۔ ابراج نے ہنستے ہوئے اسکو چھیڑا
اور سر اٹھا کے اسکے یا قوتی ہونٹوں کا زوردار بوسہ لے کر ان
پہ ہلکے سے اپنے دانت گاڑ دیئے۔ بوسے میں اتنی شدت تھی
کہ ان کے لبوں کے ٹکرانے کی دلکش آواز پورے کمرے میں
گو نجی۔

ابراج۔۔۔ میں سیریس ہوں۔ بتاؤں کس دیوار پر ہے
چھپکلی!؟۔۔۔ وہ اسکا شریر جواب اگنور کرتی اپنا سر جھٹکے
اس سے ہونٹ چھڑواتی ہمنوز وحشت سے پوچھ رہی تھی۔
(بھلا چھپکلی سے کس کو ڈر نہیں لگتا؟)

میں تم سے بھی زیادہ سیریس ہوں۔ بولا تو ہے کہ میری
بانہوں میں ہے اور ابھی چند سیکنڈ پہلے ہی اسکے زہریلے
ہونٹ میرے ہونٹوں میں تھے!۔۔۔ ابراج نے ہنسی دبا کر
مصنوعی سنجیدگی اسے چھیڑنا جاری رکھا۔

تم نا اس لائق ہی نہیں ہو کہ تمہارا پاس آیا جائے۔ چھوڑو
مجھے!!۔۔۔ اب کی دفعہ وہ اپنے ڈر پہ مٹی ڈالتی غصے سے
اسکے سینے پہ پنچ مار کر غرائی اور اسکے اوپر سے اٹھنے کے لئے
دوبارہ تگ و دو شروع کر دی۔ (وہ زہریلے ہونٹوں کی جگہ
رسیلے ہونٹ بھی تو بول سکتا تھا؟ اجالا نے غصے سے سوچا

اور کیا اسے وہ واقعی چھپکلی لگ رہی تھی؟ اس بیچاری کا
صدمہ بجا تھا کیونکہ ابھی کل رات یہی شخص اسکی تعریفوں
میں زمین آسمان ایک کرتا اسے منا رہا تھا۔

میں نے کیا کر دیا ہے یا رر! اتنی پیاری تو ہوتی ہے چھپکلی۔
سب کو اللہ نے بنایا ہے۔ میں تو بس اللہ کی تخلیق کی تعریف
کر رہا تھا لیکن تم بھی نا۔۔۔ ابراج نے نجانے کس طرح
اپنی ہنسی دباتے ہوئے نہایت افسوس سے اسکو جواب
دے کر خود میں اور بھی بھینچ لیا۔

تم ”کا کروچ“ کہیں کے!! میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔۔۔ وہ

بچہ میں غراتی جواباً اسے بھی بہت حسین لقب

دے گئی تھی۔

ہاہاہا۔۔ بس اسی طرح مجھے پیار بھرے خطاب دیتی رہا کرو،

جب تمہارے ان نازک ہونٹوں سے میرے لئے یوں پیار کی

چاشنی ٹپکتی ہے نا، یقین مانو دل چاہتا ہے چوم چوم کر ان

لبوں کی رنگت بدل دوں!۔۔۔ وہ اپنے لئے کا کروچ کا

لقب سن کر برا منانے کی بجائے ڈھیٹائی سے ہنس کر مخمور

لہجے میں بولتا اس کے بھگے ہونٹوں پہ انگوٹھا رب کرنے لگا۔

اجالا کانوں کی لوں تک سرخ پڑی مگر پھر خفگی سے اسکا ہاتھ
اپنے لبوں سے ہٹا دیا۔

جا کے اب اصل چھپکلی کے ہی منہ لگ کر اسکے ہونٹوں کی
رنگت بدلو۔ میرے نزدیک آنے کی ضرورت نہیں

ہے۔۔۔ وہ اسکے سینے پہ پوری قوت سے مکا جڑ کے شدید

ناراضی سے بولی تو وہ بلند قہقہہ لگاتا ہوا اگلے ہی پل سر تکیے

سے اٹھا کے ان ہلتے ہونٹوں کو اپنے منہ میں جکڑ کر زور سے

سک کرنے لگا۔ اسکی شدت پر اجالا کی ریڑھ کی ہڈی میں

سنسناہٹ ہوئی۔ وہ ہل بھی نہ سکی کیونکہ ابراج کا ایک بازو

اسکی کمر پہ جبکہ دوسرے جبرے اور گردن کے گرد لپٹا ہوا

تھا۔

ابراج ان نازک پنکھڑیوں کو پاگلوں کی طرح چومتا ہوا اجالا کو
شرم سے لال کر گیا۔ مدھم روشنی ان دونوں کے جذبات جگا
رہی تھی مگر اجالا کا اپنے حواس پر قابو تھا۔ ابراج نے اس کے
ہونٹ چھوڑے بغیر زرا سی کروٹ بدل کے اسکا سر تکیے میں
دھنسا کر خود اس پہ جھکتے ہوئے اور بھی شدت سے ان لبوں
کو اپنی حراست میں لے کر اجالا کی سانسیں بکھیر ڈالیں۔ اسکی
دیوانی پکڑ پہ وہ ابراج کا کالر زور سے اپنی مٹھیوں میں جکڑ

گئی۔ ابراج کا اب ایک ہاتھ اسکی کمر سے ہٹ کر اس کے

سینے پہ آچکا تھا، اسکا بے ترتیب دوپٹا دور ہٹا کے وہ ان

نازک ابھاروں کے ساتھ چھیڑچھاڑ کرنے لگا۔

اُمم۔۔۔ اجالا کی سسکیاں اسکے منہ میں دم توڑنے لگیں اور

بالآخر اسکے ہاتھوں کی بے باک جسارت پہ وہ ناچاہ کر بھی

مدہوش ہوتی اس کے بالوں میں ہاتھ گھماتے ہوئے آہستگی

سے اس بو سے میں ابراج کا ساتھ دینے لگی۔

اس کے لبوں کی حرکت محسوس کر کے ابراج کا دل دھڑکا،
اس نے پاگل ہوتے ہوئے اسکے ابھار اپنے ہاتھ میں دبوچ
کر انہیں مسلا اور اپنی زبان اجالا کے منہ میں اینٹر کر دی۔
اففف۔۔۔ اجالا اپنے سینے پر اسکے سانپ کی مانند رینگتے
ہاتھوں کا لمس محسوس کر کے مچلتی ہوئی مدہوش آہیں
بھرنے لگی جو ابراج سیکنڈوں میں دباتا اب اسکی زبان کے
ساتھ کھلواڑ کر رہا تھا۔

اجالا کی سانسیں بہت بری طرح سے بے ترتیب ہو چکی
تھیں۔ اس نے مہلت مانگنے کے لئے اسکی گردن پہ ناخن

گاڑے تو وہ چند لمحے اجالا کی زبان کو آزادی بخشا گھرے
سانس بھرتے ہوئے اسکے گالوں کی سرخی پہ زبان پھیرنے
لگا۔

سس۔۔ پاگل۔۔ ہو بالکل!۔۔۔ وہ بے ہنگم سانسوں کے
درمیان اپنے سوجھے ہونٹوں پہ انگلی پھیرتی جلن محسوس
کرتے ہوئے خفگی سے گویا ہوتی کیونکہ ابراج کا اندازہ حد سے
زیادہ شدت پسند تھا۔

ہمم! اپنی چھپکلی کے چھپ!۔۔۔ ابراج نے ہنکارا بھر کے
مدھم آوازیں شرارت سے کہہ کر اسکی غصے سے سرخ ہوتی

ناک پہ ہونٹ رکھے۔ ڈم لائٹس میں ایک دوسرے کے
چہرے ہلکے سے نظر آرہے تھے مگر منظر بہت پر سکون تھا۔
ابراج قسم ہے مجھے! اب ایک اور دفعہ تم نے مجھے چھپکلی بولا
ناتو میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔۔۔ وہ اسکے کانوں میں چیخی۔
کبھی جو ایک رومانٹک لائن وہ شرارت کتے بغیر ڈھنگ سے
بول لے۔

اچھا سوری! اب تنگ نہیں کرتا۔ پہلے ہی سر میں سر درد ہے،
اوپر سے تم یوں چیخ کر کانوں میں بھی درد کر دو!۔۔۔ وہ

اسکے بالوں میں چہرہ چھپاتا ہوا مسکراتے ہوئے شکایتی لہجے
میں بولا اور اسکی گردن پہ جا بجا ہونٹ رکھنا شروع کر دیے۔
تمہاری یہ حرکتیں دیکھ کر کہیں سے نہیں لگ رہا کہ تمہیں
مائیگرین ہو رہا ہے!۔۔۔ اجالا نے خفت سے اسکو لتاڑا۔
اسکے حصار میں مزاحمت فضول تھی۔

اب ٹھیک ہو رہا ہے نا۔۔۔ میری میٹھی دوا میری بانہوں میں
جوں ہے!۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکی شہہ رگ پہ دانت گاڑ
کے شیریں لہجے میں جواب دیا۔ وہ لال پتھروں کی مانند سرخ
پڑی مگر بظاہر لا پرواہی سے ”ہونہہ“ کر گئی۔

ہلکا ہلکا سا یہاں سے سر دباؤ!۔۔۔ ابراج نے اپنے سر کے
بائیں حصے پہ اجالا کا ہاتھ رکھتے ہوئے نرمی سے التجاء کی۔ درد
ہنوز تھی، وہ تو بس اپنی بے قراریوں پہ قابو نہیں کر پا رہا
تھا۔

اجالا نے بنا کوئی بحث یا مزاحمت کئے نرمی سے اس کا سر اپنی
منحملی ہتھیلیوں سے دبانا شروع کر دیا۔ اسے ابراج کی قربت
میں ایسا سکون مل رہا تھا جو شاید اس پورے جہان میں کہیں
نہیں تھا۔

آج تم یہیں اس روم میں میرے پاس سوگی!۔۔۔ اسکی
گردن پہ جنونی انداز میں لو باٹ بنانے کے بعد ابراج نے
سکون سے آنکھیں موندتے ہوئے حتمی لہجے میں کہا۔
ہرگز نہیں! باقی سب کیا سوچیں گے۔۔۔ وہ بوکھلا گئی۔
اسے ابراج پہ بھروسہ تھا کہ وہ حد سے نہیں بڑھے گا لیکن باقی
سب تو پہلے ہی اسکا ریکارڈ لگانے کے بہانے ڈھونڈ رہی
تھیں۔

کوئی کچھ نہیں سوچے گا! بس میں نے کہہ دیا تم میرے پاس
سوگی۔۔۔ ابراج نے اپنے سر میں اترتا سکون محسوس

کرتے ضدی بچوں سے انداز میں کہتے اسکے گرد اپنے بازو یوں
کس لئے جیسے وہ ابھی بھاگ جائے گی۔ اجالا کو اسکے انداز پر
شر میلی سی ہنسی آرہی تھی لیکن وہ ضبط کر گئی۔

تمہارے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ بس پانچ منٹ اور رکوں گی،
پھر نیند کی دوائے کے سو جانا۔۔۔ اجالا نے آنکھیں گھما کے
اسکو تنگ کرنا اپنا فرضِ اول سمجھا۔

اچھا؟؟ جانے دیتا ہوں میں تمہیں۔۔۔ وہ خفگی سے اسکو ڈپٹتا
اپنا چہرہ اسکے گداز سینے میں چھپاتا وہاں گہرے سانس بھرتے
اجالا کو پاگل کر گیا۔

ککک۔۔ کیا۔۔ کر رہے۔۔ ہو۔۔ ایسے۔۔ سر۔۔ کیسے۔۔

دباؤں۔۔۔ اسکے یوں جھکنے پر اجالا نے شرم سے لڑکھڑاتے

لہجے میں کہا۔

تم پاگل کر رہی ہو مجھے!۔۔۔ مخمور لہجے میں بولتے ابراج

نے اسکے سرمئی لوز مگر ایمبرائیڈ کرتے کو کندھوں سے

کھسکاتے ہوئے جا بجا اپنے ہونٹ رکھنا شروع کر دیئے۔

سس۔۔۔۔۔ اہہ۔۔۔۔۔ ابراج کے دانتوں کا لمس اپنے کرتے

کے اوپر سے اپنے ابھاروں پہ محسوس کر کے وہ سسکاریاں

بھرنے لگی۔ اب وہ اس بے شرم کے یہاں بلاوے والی

دعوت کو قبول کرنے پہ پچھتا رہی تھی جو دیوانہ بنا اسے ہر

طرح سے اپنے حصار میں لے لینا چاہتا تھا۔

تم۔۔۔ نے۔۔۔ کہا۔۔۔ تھا۔۔۔ کہ۔۔۔ ریلز۔۔۔ دیکھیں۔۔۔ گے

اکھٹے۔۔۔ اجالا نے کلس کر بولتے اسکا چہرہ اپنے سینے سے

ہٹانا چاہا مگر وہ آنکھوں میں خمار کی سرخی لئے اسکے کرتے میں

ہاتھ ڈال کر اسکی رہی سہی جان بھی لبوں پر لے آیا۔

شش! ابھی پوری رات پڑی ہے ریلز دیکھنے کے لئے!۔۔۔

ابراج شاہ اسکے لبوں پہ لب رکھتا گھمبیر آواز میں بولتے ہوئے

اسکے برا میں مقید سینے کو اب اپنے ہاتھ میں محسوس کرتا اپنی

مونچھیں اور بٹیرڈ اجالا کے سرخ لال ہوتے چہرے پہ
رگڑنے لگا۔

اہم۔۔۔ وہ کسمسا کے حلق تر کر رہی تھی۔

ابراج نے اسکا سارا چہرہ چومنے کے بعد اس کی گردن کی جلد
اپنے دانتوں میں دبا کے زور زور سے چوسنا شروع کر دی۔
وہ یونہی اس کی ساری گردن پہ اپنی سوغاتیں چھوڑتا اسے
داغدار کر رہا تھا، ساتھ اس کے سینے کو بے باکی سے چھونا
بھی جاری رکھا تھا۔

اب۔۔۔راج۔۔۔اجالا نے سسک کر اسے روکنا چاہا لیکن وہ سن کہاں رہا تھا؟ اس کی گردن پہ کتنی ہی لو بائٹس بنا کر وہ دونوں ہاتھ اسکے کرتے میں کرتا اوپر کی طرف اٹھا کر اب اپنے لبوں سے اجالا کا پیٹ چھوتا اسے تنگ کر رہا تھا۔

اب۔۔۔راج۔۔۔پلیزز۔۔۔نو۔۔۔اپنی ناف میں گھونتی اسکی زبان کا لمس محسوس کر کے وہ کمر اٹھا کر سسکتی مدہوش ہو رہی تھی اسلئے اکھڑتی سانسوں کے درمیان اسے التجائیہ لہجے میں روکا۔ وہ رخصتی سے پہلے کوئی رسک افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

شش! کچھ نہیں کر رہا۔۔۔ ابراج نے اسکی کمر نرمی سے
سہلا کر اسکی ناف سے زبان ہٹائی اور اسکے لبوں نے سینے
تک کا سفر طے کرتے برا کے اوپر سے ہی اس کی دھڑکنوں کو
چھونا شروع کر دیا تھا۔ کرتا تو اب بالکل بے ترتیب ہو کر
اجالا کے بالائی لب سے ہٹ چکا تھا جبکہ وہ شرم سے دوہری
ہوتی بیڈ شیٹ زور سے مٹھیوں میں دبائے اسکا بے تابیاں
سہن کر رہی تھی۔

ابراج۔۔۔ بس۔۔۔ نا۔۔۔ وہ مدہوشی کے عالم میں اسکی برا
ہٹانے والا تھا جب اجالا نے نرمی سے اسکو ٹوک دیا۔ وہ

خود پر بھی بہت مشکل سے قابو پا رہی تھی اور نہیں چاہتی
تھی کہ ابراج بہک کر اپنے جذبات میں کچھ زیادہ آگے بڑھ
جائے۔

ابراج نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے چہرہ اسکے سینے سے اٹھا
کر اپنے لب اجالا کے قریب کرتے اسے کس کا اشارہ دیا تو
وہ پہلے چند لمحے اسے دیکھتی رہی، پھر اپنے دھڑکتے سینے پہ قابو
پا کے اس کے عنابی ہونٹوں کو نرم انداز کو اپنے ہونٹوں سے
چھو لیا۔

ابراج شاہ نے اسے کس کر گلے سے لگا کر خود میں پوری
طرح سے یوں چھاپا کہ پردوں کی رکاوٹ کے باوجود ان کے
جسم کے حصے ایک دوسرے سے ٹچ ہونے لگا۔ اجالانے
فوراً جھینپ کر اپنے کب اسکے ہونٹوں سے ہٹائے جبکہ وہ
اب اپنا فولادی سینہ اسکے نازک سینے پہ پریس کرتے ہوئے
اپنی زبان ایک دفعہ پھر اسکے منہ میں ڈال کر شدت سے اسکی
سانسوں کو رفتہ رفتہ چرا گیا۔

—————

عید کے یہ تینوں دن ابراج نے سارے کے سارے اجالا
کے نام کئے تھے۔ اس نے اسے کراچی کا چہ چہ گھمایا تھا۔
اس نے ٹھیک کہا تھا، یہ واقعی اجالا کی زندگی کی سب سے
خوبصورت عید تھی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو خوب
چھیڑا تھا، روسٹ کیا تھا، مہنگے کھانے کھائے تھے، اکھٹے گھوما
تھا اور خوب رومانس بھی کیا تھا۔ (لیکن اس سب کے
باوجود ابھی تک اجالا نے اپنی زبان سے اس کو آتی لویو نہ
بولی۔ وہ نخروں سے اسے ٹرخاتی رہی تھی۔)

=====

عید کے تیسرے دن اجالا اپنی فیملی سمیت واپس اسلام آباد آ گئی تھی، باقی سارے دوست تو دوسرے دن ہی آ گئے تھے کیونکہ انہیں بھی اپنے خاندان کے ساتھ عید منانی تھی۔

عید کی خوشیاں ختم ہونے کے چند روز بعد ان کی یونی سٹارٹ ہو گئی تھی۔ جب سے اجالا کراچی سے آئی تھی، اسکی اور ابراج کی بات نہ ہونے کے برابر ہوئی تھی کیونکہ اجالا کی فرسٹ کزن کی شادی تھی جس کا تعلق کسی دوسرے شہر سے تھا۔ عزیزہ کے فائنل سٹارٹ تھے، اس لئے وہ شادی

میں نہیں جاسکی تھی جبکہ اجالا اپنی ماں کے ساتھ وہاں پہنچی
ہوئی تھی (بنا ابراج کو انفارم کرنے کی زحمت کیے)

Kia kr rhi ho??

رات کے گیارہ بجے ابراج نے اجالا کو ٹیکسٹ کیا۔ (وہ اجالا
کو مس کر رہا تھا اور وہ تھی کہ ٹھیک سے کال یا میسج پہ بات
ہی نہیں کر رہی تھی۔ ابراج اسکے بڑی ہونے کی وجہ نہیں
جانتا تھا۔)

Ujalaaa Shah Kahan masroof ho tm??

پانچ منٹ تک اسکی طرف سے کوئی جواب نہ پا کے ابراج
نے جھنجھلا کے ٹیکسٹ کیا۔ وہ آن لائن نہیں تھی۔ اس کا
موڈ آف ہو رہا تھا۔

بالاخر ابراج نے اسے پانچ سے چھ منٹ بعد کال ملائی تھی جو
اجالا نے تیسری بیل پہ اٹھائی تھی۔

ہیلو! میں ابھی کپڑے سیلکٹ کر رہی ہوں ابراج۔ تھوڑا
بزی ہوں۔ بعد میں بات کرتی ہوں۔۔۔ اجالا نے فون اپنی
گردن اور کندھے کے درمیان رکھ کر مصروف انداز میں نرمی

سے کہا۔ وہ اپنی کزنز کے ساتھ تھی۔ انہیں جوڑے چننے
میں مدد بھی کر رہی تھی۔

کون سے کپڑے؟ اور یہ چھپے شور کیسا ہے؟۔۔۔ ابراج نے
نا سمجھی سے سوال کیا۔ ابھی اجالا کوئی جواب دیتی جب
اجالا کی ایک کزن نے اسکا فون چھین کر کال کاٹی اور اس کا
فون آف کر دیا۔

ایک تو تم صدیوں بعد ہماری طرف آتی ہو! اس میں بھی
تمہیں سو فون چھپے سے آجاتے ہیں۔ ابھی ہمیں ڈانس
پریکٹس کرنی ہے۔ مہندی لگوانی ہے سو فون بھول جاؤ۔

چپ چاپ کپڑے ڈیسا ئیڈ کرو۔۔۔ اجالا کی کزن خفگی سے
منہ پھولا کر بولتی اسکا فون اسکی پہنچ سے دور کر گئی۔
ہاہ! بس دو منٹ فون واپس کرو یا ر۔۔۔ اجالا نے منہ پھولا کر
دہائی دی لیکن اسے فون واپس نہیں ملا تھا۔ وہ ساری اس
سے اپنے کپڑے وغیرہ ڈیسا ئیڈ کروا کے اب اسے اپنے ساتھ
مہندی لگوانے لے کر جا رہی تھیں۔

دوسری طرف ابراج نے حیرت سے ٹوں ٹوں کی آواز سنی۔
بنا کچھ بولے اجالا نے کال کاٹ دی تھی؟ کیوں؟ اسکو برا لگا
تھا لیکن وہ اس کے باوجود اسے کتنی کالز کرتا رہا۔ نیٹ بند جا

رہا تھا۔ سم پہ کالز کیں تو نمبر بند تھا؟ عجیب سی تملہاٹ اور
بے چینی نے اسکو آن گھیرا۔ اسے اجالا سے دو گھڑی بات کر
کے سکون لینا تھا لیکن اس کو اس سے زیادہ کپڑے سیلکٹ
کرنے کی پڑی ہوئی تھی؟ ابراج خفگی سے تانے بانے بناتا تکیہ
اٹھا کر زمین بوس کر گیا۔

اسے صبح جا کر بتاتا ہوں!۔۔۔ وہ منہ پھولا کر دل میں سوچتا
ہوا اپنی اور اسکی وہ ویڈیو دیکھنے لگا جو عید کی پہلی رات
ساحل سمندر پہ ریکارڈ کی تھی۔ ان لمحات کو دیکھتے ہوئے

جہاں اسکے ہونٹ مسلسل مسکرا رہے تھے وہی پردل اسے
گلے لگانے کے لئے تڑپنے لگا۔

آہہ معاف کر دونا لالا۔۔۔ شایان نے کراہتے ہوئے
معصومیت سے اپنی گردن چھڑانی چاہی لیکن ابراج نے
کلس کر اپنی گرفت مضبوط کر ڈالی۔

نتائج جاننے کے باوجود ہمیں اس کلاس میں بند کرتے ہوئے
تمہیں زرا شرم نہیں آتی تھی؟ اتنی گھٹیا حرکت کی امید نہیں
تھی مجھ تم سے۔۔۔ وہ غصے سے پھنکار کر اسکی گدی پہ زور

دار گھونسا جڑ گیا جس پہ شایان نے ضرورت سے زیادہ ڈرامائی

انداز میں سسکاریاں بھریں۔

سوری! مجھے بعد میں ریتلاتز ہو گیا تھا کہ کچھ زیادہ ہو گیا

ہے۔۔۔ شایان درانی نے زندگی میں پہلی دفعہ اپنی کوئی غلطی

مانی تھی۔ وہ شرمندہ نظر آ رہا تھا۔

اب تمہارے سوری کہنے سے کیا ہوگا؟ ان چاہا نکاح تو ہم

دونوں کا ہو گیا نا؟ اب کیسے زندگی گزرے گی ہماری؟۔۔۔

ابراج نے آنکھیں دیکھا کر رعب جھاڑتے ہوئے اسکی

مضبوط پسلیوں میں رکھ کے مکا جڑا تو وہ پہلے سے زیادہ اونچی
آواز میں چیخ اٹھا۔

ان چاہا؟؟ بس کر دیں یہ ڈرامے بازیاں! سب پتا ہے مجھے کہ
کتنے مزے کتے ہیں آپ نے اپنی نئی نویلی منکوحہ کے
ساتھ۔۔ خیر سے عید میں بھی کراچی میں ہی گزار کے آرہا
ہوں۔۔۔ شایان نے منہ پھولا کر آنکھیں سکیرتے ہوئے گہرا
انکشاف کیا تو ابراج بے اختیار گڑبڑا گیا۔ جی چاہا کہ اسکا منہ
توڑ دے جبکہ ماحد کا قہقہہ یونی گراؤنڈ میں گونجا تھا۔ وہ یہاں
عنیزہ، اجالا اور باقی سارے دوستوں کا انتظار کر رہے تھے جو

ابھی تک یونی نہیں آئے تھے کیونکہ آج کلاسز نہ ہونے کی برابر
ہی تھیں۔

بات تو تمہاری صحیح ہے! پیار محبت کو کرنج کہنے والے نے

خود ساری عید بیوی کے پلو سے لگ کے گزار دی تھی۔ چچ

چچ۔۔۔ ماحد نے شایان کی تائید کرتے ہوئے ابراج کو

مصنوعی افسوسناک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے لقمہ دیا۔

وہی تو۔۔ اور فرض کے طور پہ مان لیتے ہیں کہ غلطی ہمارے

گروپ کی تھی لیکن آپ کے پاس نکاح سے انکار کرنے کا حق

تھا۔ آپ کوئی فیڈر پیتے ننھے کا کے نہیں ہیں جو ہم نے آپ کی

چوسنی یا فیڈر کو گروی رکھ کے نکاح پڑھوایا تھا۔۔ شایان

درانی کی لمبی زبان بھی کہاں بند ہونی تھیں، وہ اپنی

خوبصورت آنکھوں میں خفگی لئے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی

کرتا ابراج کو گھوری سے نواز کے اپنے ایبس سہلانے لگا

کیونکہ مکا تھوڑا زور سے لگا تھا۔

میرے ساتھ زیادہ زبان درازی نہ کرو اور اپنی حرکتیں ٹھیک

کرو! بچے نہیں ہوتے، جو ہر وقت کسی نہ کسی کے ناک میں دم

کیا ہوتا ہے۔۔۔ ابراج نے اپنے بازو کی گرفت شایان کی

گردن پہ ڈھیلی کر کے برہمی سے کہا۔

اسی لمحے اجالا کے علاوہ ابراج لوگوں کا سارا گروپ اکھٹا
گراؤنڈ کی طرف آتا دیکھائی دیا اور شایان بھی کسی طریقے
منت کر کے ابراج سے اپنی جان چھڑواتا اسکی پہنچ سے دور
بھاگ گیا کیونکہ اسکا مزید ذلیل ہونے کا موڈ نہیں تھا۔ پہلے تو
شایان نے جا کے اپنے گروپ کی کلاس لگانی تھی جو لیڈر کو
شیر کے آگے ڈال کر خود نجانے کن کونوں کھدروں میں چھپ
کے اسکی درگت دیکھ کے قہقہے لگا رہے ہوں گے۔ (ایک
ابراج شاہ کے علاوہ شایان درانی کو بھی کوئی ذلیل کرنے کا
حوصلہ نہیں رکھتا تھا۔)

السلام علیکم! کیا حال ہیں؟۔۔۔ ماحد نے ہمیشہ کی طرح
آگے بڑھ کے سب سے پہلے عزیزہ کو اپنے کندھے کے ساتھ لگا
کر اسکا ماتھا چوماتا تو وہ جھینپ سی گئی جبکہ باقی دوستوں سے
ملتے ہوئے ابراج کی نظریں مسلسل اجالا کو ڈھونڈنا چاہ رہی
تھیں جو اسے کہیں بھی نظر نہیں آرہی تھی۔ کل رات بھی
وہ کئی دفعہ اسکا نمبر ٹرائی کرتا رہا تھا لیکن اجالا کی جانب سے
کوئی جواب نہ آیا۔

اجالا کہاں ہے؟ وہ یونی کیوں نہیں آتی؟۔۔۔ دل کے ہاتھوں
مجبور ہو کر ابراج نے ناچاہ کر بھی عزیزہ سے اسکے متعلق

سوالات کیے تو سارے ہی اسکی بے چینی دیکھ کر اسے معنی
خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔

تمہیں نہیں پتا؟ وہ اسلامباد میں نہیں ہے آج کل۔۔۔ عنیزہ
نے نرمی سے بھنوتیں اچکا کے کہا تو وہ حیرت سے ماتھے پہ
بل ڈالنے لگا۔

کیا مطلب؟ اسلامباد میں نہیں ہے تو کہاں ہے؟۔۔۔ ابراج
کی بے قراری بڑھی۔

ارے ہماری ایک فرسٹ کزن کی شادی ہے۔ وہ بہت
اصرار کر رہی تھی اسلئے اجالا کو ماما کے ساتھ جانا پڑا۔

ہمارے تو فائنلز قریب ہیں اور میری تیاری بالکل نہیں ہے،
اس لئے میں نہیں گئی۔۔۔ عزیزہ نے اب کی دفعہ تفصیلی
جواب دیا۔ (ماحد نے شکر ادا کرتے ہوئے اپنی منکوحہ کو
محبت پاش نگاہوں سے دیکھا، شکر ہے وہ نہیں گئی تھی ورنہ
اسکا اکیلے کیا بنتا؟)

او وہ اچھا۔۔۔ ابراج نے اپنی حیرت کو سنبھال کر بہت ضبط
کے ساتھ سر کو خم دیا۔ (اجالا نے اسے بتانا بھی ضروری
نہیں سمجھا تھا؟ ابراج کو بہت برا محسوس ہونے لگا)

ہمم! لیکن توں اداس مت ہو۔ ہم ہیں نا تجھے کمپنی دینے کے

لتے؟۔۔۔ ماحد نے مزے لیتے ہوئے آنکھ دبا کر شرارت

سے ابراج شاہ کی دلجوئی کی تو وہ اسے گھور کر رہ گیا۔

میں کیوں ہونے لگا اداس؟ چلو کلاس سٹارٹ ہو گئی

ہے۔۔۔ ابراج خراب موڈ کے ساتھ بولتا ہوا بالوں میں ہاتھ

پھیرتے اپنی کلاس کی جانب بڑھ گیا۔ اسکے جذبات ایکدم

ٹھنڈے پڑ گئے۔ وہ اجالا کو اپنے حصار میں لینے کے لئے جتنا

ایکسائٹڈ تھا، سارا جوش دھیمّا پڑ گیا اور اسکی جگہ ناگواری اور

خفگی نے لے لی۔

اسکے بدمزہ ہونے پر باقی سب مسکراہٹ دبا کر نظروں کا
تبادلہ کرتے ہوئے اسکو فالو کرنے لگے۔



اجالا کا آج کا دن بھی بہت مصروف گزرا تھا۔ ساری رات
کزنز کے ساتھ انجوائے کرنے کے بعد وہ صبح فجر پڑھ کے
سوئی تھی اور آنکھ اسکی دوپہر کے چار بجے کھلی۔ موبائل
واپس لینے کی ہوش کہاں تھی؟ اٹھتے ہی پارلر جانے کی جلدی
پڑ گئی کیونکہ بارات کا ایونٹ شام کا تھا اور اسے اپنی کزنز کے
ساتھ مل کر ساری رسمیں وغیرہ کرنی تھیں جن کی تیاریاں

اسے برابر دیکھنی تھیں۔ اجالا حد سے زیادہ تھک گئی تھی
کیونکہ اسے انتظامات دیکھنے کی عادت نہیں تھی۔ ہمیشہ عزیزہ
ہی ساری ایسی ذمہ داریوں کو سنبھالا کرتی تھی۔

“Tm nay apna Number kio off kia hua hay abi tk?

Kia mery msgs kay notifications tmhain disturb

kr rhy thy?”

ابراج جو صبح سے اسکے ٹیکسٹ اور کال کا انتظار کر رہا تھا،

رات تک اجالا کی طرف سے کوئی پیغام نہ پا کر اس نے

شکوے سے اسکو میسج کیا۔

نیٹ ابھی تک بند تھا۔ ابراج کا بالکل دل نہیں لگ رہا تھا،
اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ دیواروں سے ٹکریں مارے یا اڑ کے
اس شہر میں پہنچ جائے جہاں وہ تھی لیکن جب اس نے اسکو
کچھ بتانا ہی گوارہ نہیں کیا تھا تو وہ کس منہ سے وہاں جاتا؟
بہت مشکلوں سے یہ رات گزر رہی تھی۔ وہ پل پل کروٹ
بدلتا فون پہ اجالا کی چیٹ دیکھ رہا تھا۔ اس قدر بے قراری
نے اسکو آج سے پہلے کبھی نہیں گھیرا تھا۔

اسکی کزن جب رخصت ہوئی تو اسے روتے دیکھ کر اجالا
بھی بری طرح سے رونا شروع ہو گئی۔ وہ مومنٹ ہی اتنا

ایموشنل تھا کہ رو رو کر اسکا سر درد ہونا شروع ہو گیا اور پھر
وہ اپنی دوسری کزنوں کو سنبھالتی انہیں ہنسانے میں لگ گئی
اور اس دوران وہ اپنا فون واپس لینا ایک دفعہ پھر بھول
گئی۔

اگلے روز ولیمے کی تقریب تھی جو اٹینڈ کر کے اجالا نے اپنی
ماں کے ساتھ اسلام آباد واپس چلے جانا تھا۔ دن اس قدر افرا
تفری سے گزر رہے تھے کہ پتہ ہی نہیں چل رہا تھا۔ عزیزہ اور
اپنے پاپا سے بھی تھوڑی بہت بات اس نے ماں کے فون
سے ہی کی تھی۔ ابراج کو تو وہ بھی مس کر رہی تھی لیکن وہ

اس سے سکون سے بیٹھ کر باتیں کرنا چاہتی تھی۔ (یہاں
بیگانے گھر میں سکون کی ہی تو کمی تھی، ہر کوئی سر پہ چڑھا ہوتا
تھا۔ پر ایسی نام کی کوئی چیز نہیں تھی)

اجالا! یہ رہا تمہارا فون! آئی ایم سوری میں تمہیں واپس کرنا
ہی بھول گئی تھی۔۔۔ وہ ولیمے کے لئے اپنی کزنز کے ساتھ
پارلر میں تیار ہونے جا رہی تھی جب اسکی کزن نے اپنے سر
پہ ہاتھ مارتے ہوئے اجالا کا فون اسے واپس کیا۔

ہاہ! کوئی بات نہیں۔۔۔ کام ہی اتنے تھے، یاد کہاں رہنا
تھا۔۔۔ اجالا نے اپنا بیگ بند کرتے مسکرا کے جواب دیا

اور سر پہ دوپٹا درست کرتی ان سب کے ساتھ باہر گراج کی
طرف بڑھنے لگی۔

گاڑی میں بیٹھ کر اس نے فون آن کیا تو ابراج کی اتنی کالز اور
میسج دیکھ کر اس نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا۔

“Apni Dafa to mein aik Chand Raat Karachi

mananay gaya tha to tm nay mujay kutty ki trhan

zaleel kia tha ! Ab jb khud mjy bataye bagair

kitny dino say czn ki shadi mein Cheif Guest ban

kay pohanchi hui ho to mein tmhain kia saza

dn?”

“Itna busy to koi apni shadi mein bi nai hota jitna

tm apni czn ki shadi mein ho!”

“Ab baat na krna mujh say!”

ابراج کے نہایت خفگی سے بھرپور ٹیکسٹ پڑھ کے اجالانے

مسکراہٹ دبائی۔ اس کی بے چینی محسوس کر کے اسے

کمینی سی خوشی محسوس ہوئی اور ساتھ ہی ٹوٹ کے پیار بھی

آیا۔

“Abhi parlour Ja rhi hn.. Bad mein baat kro ghi”

اجالا نے رحم دل میں دبا کر جان بوجھ کے مزے لیتے ہوئے
اسکو مزید انتظار کی سولی پہ لٹکایا۔

ابراج ابھی آن لائن نہیں تھا، وہ شاور لے رہا تھا۔ جب کچھ
دیر بعد باتھ روم سے نکل کر اس نے فون اٹھا کے اجالا کا میسج
دیکھا تو ناراضی میں پہلے سے کئی گنا زیادہ اضافہ ہو گیا۔ دل میں
تکلیف اٹھی۔ اسے اپنا اگنور ہونا قطعی پسند نہ آیا اس لئے
جواب دیتے بغیر فون غصے سے ڈریسنگ ٹیبل پہ پٹکتا اپنے بال
خشک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

ولیمے کی تقریب مکمل ہوتے ہی اجالا اور نعیمہ بیگم اسلامباد کی طرف روانہ ہو چکی تھیں۔ رات میں دیر سے ان کی واپسی ہوئی تھی، اجالا کو سفر نے اتنا تھکا دیا تھا کہ وہ آتے ہی بستر میں گھس گئی تھی حتیٰ کہ راستے میں وہ یہی سوچتی آرہی تھی کہ جا کر ابراج کو فون کرے گی لیکن تھکاوٹ کے باعث ہمت ہی نہ پڑ سکی۔

دوسری طرف ابراج شاہ نے آج کی ساری رات بھی اس کے ٹیکسٹ اور کال کا انتظار کیا تھا مگر جب سارا وقت ضائع گیا تو

وہ شدید غصے میں اپنی شرٹ گلے سے چیر کے زمین پہ پھینکتا
خفگی سے سونے کیلئے لیٹ گیا۔ اس نے دل میں عہد کر لیا
تھا کہ وہ آسانی سے نہیں مانے گا۔

وہ لیٹ سویا تھا۔ چند گھنٹوں بعد یونی کا وقت ہو گیا تھا۔ آج
اسکا بستر سے اٹھنے کا دل تو نہیں کر رہا تھا لیکن اسکو عزیزہ سے
خبر ملی تھی کہ اجالا اسلام آباد آچکی ہے، تو ظاہر ہے وہ یونی بھی
آئے گی؟ بس اسی سوچ کے ساتھ وہ ساری سستی کو ایک
سائیڈ پہ رکھتا دل کے ہاتھوں مجبور ہو کے بستر چھوڑ کر فریش
ہونے کی غرض سے باتھ روم کی جانب بڑھ گیا لیکن بری ہوئی

تھی بیچارے کے ساتھ۔۔۔ وہ آج بھی یونی نہیں آئی تھی!
عنیزہ کا کہنا تھا کہ میڈیم کی بیگانہ گھر میں نیند پوری نہیں ہوتی
اسلئے وہ آرام فرما رہی ہے۔۔۔ یہ سن کر ابراج کا غصہ
ساتویں آسمان پہ پہنچا تھا مگر وہ ضبط کر گیا۔
ایک وہ تھا جو ساری رات اسکا منتظر رہا تھا لیکن پھر بھی یونی
آیا تھا اور ایک وہ تھی جسے اسکے احساسات کی کوئی فکر نہیں
تھی؟ ابراج کا پارہ ہائی ہو رہا تھا اور باقی سارے دوست
اسکے بگڑے تاثرات اور خراب موڈ کو بھانپ کر اپنی

مسکراہٹ روک رہے تھے کیونکہ وجہ سے تو سب ہی واقف
تھے نا۔۔

وہاں اجالا میڈیم کی آنکھ کوئی شام کے ساڑھے پانچ بجے کھلی
تھی۔

اللہ اکبر! یہ نیند آج میری جان کیوں نہیں چھوڑ رہی۔۔۔
اجالا نے نیند کے خمار سے سرخ آنکھیں لے اپنے چہرے پہ
دونوں ہاتھ رگڑے اور اباسی لے کر خود سے اکتا کر مخاطب
ہوئی کیونکہ اسے مزید نیند آرہی تھی لیکن ابراج کی ناراضگی کا
سوچ کر وہ بالآخر خود کو ڈپٹی تھوڑا سا اٹھ کے بیٹھی۔ ٹیک لگا

کر اب وہ فون اٹھا کے ابراج کی چیٹ کھولنے لگی لیکن اسکی
طرف سے کوئی نیا میسج یا کال نہیں آتی تھی اور نہ ہی اس نے
انسٹاگرام پہ کوئی ریل بھیجی تھی۔ اجالا جان گئی تھی کہ وہ
ناراض ہے۔۔

اس نے خشک ہونٹوں پہ مسکراہٹ لئے زبان دانتوں تلے
دبائی۔

“Kia haal hain Janab Kay?👁👁”

اجالا نے شرارت سے میسج ٹائپ کر کے ابراج کو واٹس ایپ
پر سینڈ کیا جو اگلے ہی لمحے سین کر کے اگنور کر دیا گیا تھا۔

ابراج لیپ ٹاپ پہ ایک ضروری کام کر رہا تھا، بزنس کی کوئی
فائل اسکے باپ نے اسے بھیجی تھی جسے اس نے سٹڈی کر
کے رپورٹ بنانی تھی۔ اس دوران اجالا کے میسج نے اسکو
اچھا خاصہ ڈیسٹرکٹ کیا تھا مگر وہ دل پہ پتھر رکھ کے نظر انداز
کرتا فون سائیڈ پہ پٹک کے پھر سے لیپ ٹاپ پر انگلیاں
چلانے لگا۔

“Abhi Ankh Khuli hay meri”

اجالا نے اسکی ناراضگی کو دھیمہ کرنے کی غرض سے اپنی
صفائی میں ایک مختصر سائیکسٹ لکھا۔ لبوں کی مسکراہٹ
مدھم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

ابراج کو میسج کی بیپ پھر سے سنائی دی تو دل کے ہاتھوں
مجبور ہو کر نوٹیفکیشن سے ہی اسکا پیغام پڑھ لیا مگر پھر سے
کوئی جواب نہ دیا۔

اجالا نے کچھ پل اس کے ٹیکسٹ کا انتظار کیا۔ جب کوئی
جواب نہ آیا تو اس نے کال ملا دی اور فون کان کو لگا کر بستر
سے اٹھتی ہوئی آئینے کی طرف بڑھ کے واپس اٹھا کر اپنا کل

رات کا میک اپ صاف کرنے لگی۔ نیند کل اس پہ اس قدر
ہاوی رہی تھی کہ اس نے سونے سے پہلے فیس واش بھی
نہیں کیا تھا۔

ابراج نے پہلی کال نہ اٹھائی تو اس نے ماتھے پہ تیوریاں چڑھا
کر دوبارہ اسے فون ملایا۔

ابراج نے بھرم دیکھاتے ہوئے بالآخر کال اٹھالی مگر کچھ
بھی بولے بغیر فون کو اپنے کان اور گردن کے درمیان دبائے
کی بورڈ پر انگلیوں سے ٹھک ٹھک کرتا رہا۔

میسج کیوں اگنور کیے میرے؟؟۔۔۔ کال پک ہوتے ہی اجالا

نے واپس ڈسٹ بن میں پھینک کر خفگی سے سوال کیا۔

فارغ نہیں ہوں!۔۔۔ ابراج نے مصروف انداز میں جواب

دیا۔ (البتہ اتنے دنوں بعد اسکی آواز سن کر دل میں ایک

سکون سا اتر ا تھا۔)

کیوں؟ مسئلہ کشمیر حل کرنے کی کوئی اسکیم بنا رہے

ہو؟۔۔۔ اجالا نے طنز کیا اور پیر پٹکتی ہوئی باتھروم میں چلی

گئی تاکہ شاور لے کر تھوڑی تھکن اتار سکے۔

نہیں۔۔۔ ابراج نے جواباً طنز کرنے کی بجائے روکھا سا یک

لفظی جواب دیا۔

تو پھر کیا کر رہے ہو؟۔۔۔ اجالا نے فون اسپیکر پہ کر کے

وینٹی پہ رکھا اور تجسس سے سوال کیا۔

ضروری کام!۔۔۔ ابراج نے ٹوڈا پوائنٹ کہا۔

مجھ سے بھی زیادہ ضروری؟۔۔۔ اجالا نے اپنے ہونٹ

فون کے اسپیکر پہ رکھ کے جان بوجھ کر بہکی ہوئی آوازیں

استفسار کیا تو ابراج کا دل بے اختیار دھڑکا مگر اب کی دفعہ

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ (اجالا سے زیادہ ضروری کام بھلا

کوئی ہو سکتا تھا ابراج شاہ کو؟)

بولو؟۔۔۔ اجالا نے مسکراہٹ دبا کر ہنوز اسی انداز میں

سوال کرتے آڈیو کال کو ویڈیو کال پہ سوچ کیا لیکن وہ خود کو

دیکھانے کی بجائے واشروم کی چھت دیکھا رہی تھی کیونکہ فون

سلیب پہ سیدھا پڑا تھا۔

مجھے تم سے بات نہیں کرنی!۔۔۔ ابراج نے ویڈیو کال

ریسیو کر کے ناراضگی سے کہتے ہوئے فون کو اپنے لپ ٹاپ

سے ٹکا لیا۔ (وہ اسکا چہرہ دیکھنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔)

مصروف تو میں بھی بہت ہوں لیکن پھر میں نے سوچا کہ
نہاتے ہوئے بور ہونے سے بہتر نہیں ہے، تمہیں ساتھ کال
پہ لے لوں؟ تمہارا بھلا ہو جائے گا؟ آئی نو تم نے مجھے بہت
مس کیا۔۔۔ اجالا نے شریر لہجے میں احسان جتا کر کہتے
ہوئے فون کا رخ تھوڑا اپنی طرف موڑ کے اسے آنکھ ونگ
کی اور زلفوں کو کیچر سے آزاد کر کے ایک ادا سے ان میں
انگلیاں پھیرنے لگی۔ کیچر کو اس نے بے پرواہی سے دور
پھینک دیا تھا۔ ابراج کی آنکھوں کے تاثرات سیکنڈوں میں
بدلے۔ کون سا اور کیسا ضروری کام؟ اسکا سارا فوکس ہر

طرف سے ہٹ کر صرف اپنے موبائل فون کی سکرین پہ نظر
آتے چہرے اور اسکی اداؤں پہ مرکوز ہو گیا۔
دوسری طرف اجالا نے بھی بہت دنوں بعد اسے دیکھا تھا۔
وہ سفید ٹی شرٹ میں ملبوس تھا، بال بے ترتیبی سے ماتھے پر
بکھرے تھے۔

دونوں چند لمحوں تک تو خاموشی سے ایک دوسرے کا چہرہ ہی
آنکھوں میں بساتے رہے تھے لیکن اجالا نے ہوش کے ناخن
لے کر جان بوجھ کے فون کو چھپ دیوار کے ساتھ سیٹ کیا
اور اپنے نائٹ سوٹ کی بڑیلو شرٹ کے اوپری بٹن کھولنے

لگی۔ جو نہی اجالا نے پہلے دو بٹن کھولے، اسکی سراحى دار
گردن سے کچھ نیچے گہرائیوں پر نظر پڑتے ہی ابراج شاہ کا دل
اچھل کے حلق میں آیا۔

تم سے کس نے کہا کہ میں نے تمہیں مس کیا؟۔۔۔ ابراج
نے بہت ضبط سے الٹا سوال کرتے ہوئے اپنی نظروں کا
رخ موڑ کے دیواروں پر مرکوز کرنا چاہا لیکن تیس سیکنڈ بھی وہ
اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ دل پھر سے اسکو
دیکھنے کے لئے مچل رہا تھا۔ (اور اس پہ تضاد اجالا نے ایسی

ادائیں پہلی دفعہ ہی تو دیکھائی تھیں تو پھر وہ کیسے یہ دلکش موقع

ہاتھ سے جانے دیتا؟)

تو کیا نہیں کیا تم نے مجھے مس؟۔۔۔ اجالا اسکی نظروں کی
بے لگامی بھانپ کر بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط
کرتی بالوں کو فلپ کر کے کندھوں پر گراتی آئبرو اٹھا کے
بولی۔

بھول کے بھی جواب ”ناں“ میں دو گے تو کال کاٹ دوں
گی!۔۔۔ ابراج کے ”نہیں“ میں جواب دینے کے لئے کھلتے
ہونٹ دیکھ کر اجالا نے جاندار دھمکی لگاتے ہوئے شرٹ کا

مزید ایک بٹن کھول دیا۔ ابراج نے ہونٹ اسی وقت سختی سے بھیج لئے۔ کون پاگل ان نظاروں کو دیکھنے سے ہاتھ دھونا

چاہتا تھا؟

ابراج شاہ کے جسم میں خون کی گردش تیز ہوئی، دھڑکنیں اتھل پتھل ہونے لگیں۔ اسے اپنا اور اجالا کا درمیانی فاصلہ شدید زہر لگا تھا۔ فون کی یہ سکریں ان میں رکاوٹ تھی، یا ان کی ہمدرد تھی؟ وہ سمجھ نہ سکا۔

بیوٹی بون کیسی ہے میری؟۔۔۔ اجالا نے اپنی گردن کی ابھری ہوئی ہڈی پہ نزاکت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اسکی

رائے لینا چاہی۔ اسکی آواز بہت بہکا دینے والی تھی۔ وہ
اپنی کمینہ مسکراہٹ چھپائے ابراج کو تڑپاتی ہوئی دل میں
مزے لے رہی تھی۔

ابراج کی طرف سے مکمل خاموشی تھی مگر وہ اسکی بھاری
ہوتی سانسیں بہت آسانی سے سن پا رہی تھی اور اس پہ تضاد
اسکی ہیزل آنکھوں میں موجود سرخی۔۔

غور سے نہیں دیکھی کبھی!۔۔۔ ابراج شاہ نے سر جھٹک کر
تلملاتے ہوئے جواب دیا۔ جھوٹا!! (وہ اس سے ناراض تھا،

لیکن وہ اسے منانے کی بجائے یوں بہکا کر غلط کر رہی

تھی۔۔۔)

ہاہاہا۔۔ تو ابھی دیکھ لو۔۔ کیمبرہ اور نزدیک کروں

کیا؟۔۔۔ اس کے یوں جھنجھلا کر رخ موڑنے پہ اجالا نے قہقہہ

لگاتے ہوئے شرارت سے کہا اور سلیب پہ کہنیاں جما کر

کیمرے کے اور بھی قریب ہو گئی۔

کال کیوں کی ہے؟۔۔۔ ابراج نے اپنے بالوں میں انگلیاں

پھر کر سنجیدگی سے سوال کرتے ہوئے بڑے غور سے

سکرین پہ نظر آتی اسکی چمکتی ہوئی بیوٹی بون کو دیکھ کر تھوک

نگلا۔ (بیوٹی بون کے علاوہ اسکی کلیویج لائن بھی اپنی جھلک

دیکھا رہی تھی اب)

تمہیں یہ بتانے کے لئے کہ میرے کزنز تم سے بھی زیادہ

پیارے ہیں۔۔ ابھی شادی پر ہی ان سب سے ملاقات

ہوئی۔۔ کیا مست بائیسپ ہیں یا سب کے۔۔۔ اجالا

نے اسکی دہکتی رگ پہ ہاتھ مار کر بہت ایمپریس انداز میں

اپنے کزنز کی جھوٹی تعریفیں کرتے ہوئے اسکو جلایا اور گول

گول گھوم کر شاور کے پاس چلی گئی۔ جہاں اس نے فون

فکس کر کے رکھا تھا، وہاں سے باتھروم کا سارا منظر بہت

کلتیری نظر آتا تھا۔

اوو ریلی؟؟۔۔۔ ابراج شاہ نے غصے سے بھنویتیں سکپ کر

اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں کو سختی سے بھینچا تو اسکے ہاتھوں اور

بازوؤں کی رگیں پھولنے لگیں۔

ابراج کے بائیسپ غصہ کنٹرول کرنے کی غرض سے

ابھرتے دیکھ کر اجالا نے ہنسی دبا کر زور زور سے ہاں میں سر

ہلایا اور روف شاور آن کر کے نائٹ سوٹ سمیت ٹھنڈے

پانی کے نیچے بھگنے لگی۔ ابراج کی نظریں اسکے انگ انگ پہ
پھسل رہی تھیں۔

اور تو اور میں نے ڈانس بھی کیا تھا اپنے ایک کزن کے
ساتھ!۔۔۔ اجالا نے زلفوں کو اچھے سے پانی میں بھگوتے
ہوتے ایک اور جھوٹ بولا۔

کیوں؟ تمہارے باپ کی دوسری شادی تھی؟۔۔۔ ابراج شاہ
اب کی دفعہ کنٹرول کھو کر اشتعال انگیزی سے چلایا۔ پورے
وجود پہ چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔

ہاہاہا۔۔ نہیں ابھی فی الحال تو کزن کی ہی تھی۔ سوچو اگر پاپا دوسری شادی کر کے میرے لئے نئی اماں کا انتظام کریں گے تو میں کتنا جشن مناؤں گی کیونکہ تمہاری کرنٹ ساسوماں نے مجھے بہت کھینچ کے رکھا ہوا ہے۔۔۔ اجالا اسکے غصے سے ڈرنے کی بجائے ڈھیٹائی سے جواب دیتی چہرہ اٹھا کر آنکھیں موندتی پانی کی ٹھنڈی پھوار سے سکون محسوس کرنے لگی۔

ابراج نے دانت پیسے، اس کا غصے سے پھولتا تنفس ان نظاروں کو دیکھ کر دھیمما ہونے لگا۔ پانی اجالا کے چہرے کو بھگو کر اسکی شفاف گردن سے پھسلتا ہوا نیچے کو بہہ رہا تھا۔

”کس مس یارا

لائی مسکارا

اکھیاں لگائی رکھنا“

اسکے جواباً کچھ بولنے سے پہلے ہی اجالا شرارت سے گنگنا نے

لگی۔ اس نے اپنی بھگی ہوئی صراحی دار گردن کو ایک دلکش

جھٹکا دیا جس سے پانی کے چند قطرے اسکرین کی سمت

اچھلے۔ ابراج کی آنکھوں میں خمار کی سرخی دوڑنے لگی، جسم

اسے سینے سے لگانے کو ترپا۔

گانے کے پہلے بول گنگنا تے ہوئے اس نے اپنے دونوں ہاتھ
آہستہ سے اٹھائے اور اپنی گیلے بالوں کی لٹوں کو انگلیوں میں
الجھاتے ہوئے چھپے کو جھٹکا۔ ”اکھیاں لگائی رکھنا“ پر اس
نے کیمرے کے بالکل قریب آکر اپنی بڑی بڑی مخمور آنکھوں
کو ہلکے سے مٹکا کر سیدھا ابراج کی روح میں جھانکنے کی کوشش
کی اور اگلے ہی سیکنڈ میں ایک دلربا ادا کے ساتھ چھپے ہٹ
گئی۔

وہ یہ شرارتیں کرتی ہوئی کتنی دلکش لگ رہی تھی، کوئی ابراج
شاہ کے دل سے پوچھتا۔

”کس مس یارا

لائی مسکارا

لگیاں نبھاتی رکھنا“

اب اس کے جسم میں ایک سحر انگیز لچک ابھری تھی۔ گیلے
نائٹ سوٹ کی پرواہ کیے بغیر اس نے اپنی کمر کو دھیمی لیکن
گہری تال پر لہرایا۔ اپنے نازک ہاتھ کو آہستہ سے اپنی گردن
سے نیچے لاتے ہوئے اس نے کھلے ہوئے بٹنوں کے قریب
نائٹ سوٹ کے کالر کو ہلکے سے چھوا اور کندھے کو تھوڑا سا
جھکا کر ابراج کے رہے رہے صبر کا امتحان لیا۔ اس کی

حرکات کی شوخی ابراج کو تڑپانے کے لیے کافی تھی۔ وہ
گنگناتی ہوئی اپنی جگہ پر ہلکے سے تھرکتے ہوئے ابراج کو چڑھا
رہی تھی۔

اسے اتنی دلکشی سے ڈانس کے اسٹیپ کرتے دیکھ کر شدید
خفا ہونے کے باوجود ابراج کے لبوں کے کنارے
مسکرا نے لگے۔ اس نے نچلا ہونٹ زور سے دانتوں میں دبا
کر والہانہ انداز میں اسکے منگتے ہوئے وجود کو دیکھا۔

”میری جاں۔۔۔ میری ہاں

تیرے نال نال رہنا

میری جاں۔۔ میری ہاں

تیرے نال نال رہنا“

”میری جاں“ کہتے ہوئے اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دل پر رکھے اور پھر انہیں آہستہ سے پھیلاتے ہوئے اسکرین کی طرف ایسے بڑھایا جیسے وہ ابراج کو اپنے حصار میں لینے کی سعی کر رہی ہو۔

ابراج ایک سیکنڈ کے لئے بھی موبائل اسکرین سے اپنا فوکس نہیں ہٹا پا رہا تھا۔

اجالا نے ایک دائرے میں گھوم کر اپنے نائٹ سوٹ کے گھیر
کو ہلکی سی ہوا دی اور جب وہ دوبارہ اسکرین کے سامنے آئی
تو اس کے چہرے پر فتح مند مسکراہٹ تھی۔ (کیونکہ وہ
ابراج کے لبوں پر مسکراہٹ لانے میں کامیاب ہو گئی
تھی۔) اسکا گیلاناٹ سوٹ خوبصورت جسم کے ساتھ چپکا
اجالا کے رعنائیاں چھلکتے ابھاروں کو نمایاں کر رہا تھا۔
ہی ہی ہی۔۔۔ کیسا لگا میرا ڈانس؟ اسی طرح میں نے اسٹیج
پر اپنے خالہ زاد کزن کے ساتھ کیا تھا، سب کو ہمارا ڈانس بڑا
پسند آیا تھا۔۔۔ اجالا نے کھسیا نے انداز میں بتیسی دیکھا کر

ریو مانگتے ہوئے آخر میں جھوٹ بول کر عادتاً اسے تنگ کرنا
ضروری سمجھا۔

اس کے آخری جملے سن کر ابراج کی مسکراہٹ پل میں سمٹی
اور آنکھوں میں خمار کی جگہ غصے کی سرخی دوڑنے لگی۔

اسی طرح؟۔۔۔ ابراج نے دانت کچلتے ہوئے بھاری آواز
میں یہ دو لفظ دہرا کر اسے غصیلی نظروں سے دیکھا۔

ہمم۔۔۔ اجالا نے شرارت سے پلکیں جھپکا کر ہنکارا بھرا۔

وہ اسکی نظروں کو اپنے وجود میں دھنستے محسوس کر کے اندر

سے لرز رہی تھی مگر بہت مہارت سے اپنے تاثرات پر قابو
بھی پایا ہوا تھا۔

آئی گارنٹی یو، اب جو میں تمہیں اپنی انگلیوں پہ ڈانس کرواؤں
گا، وہ تم ساری زندگی نہیں بھولو گی!۔۔۔ ابراج شاہ نے
بھڑک کر دھمکی آمیز لہجے میں جواب دیتی ہوئے اگلے ہی
سیکنڈ آگ بگولا ہوتے ہوئے کال کاٹی اور لیپ ٹاپ کی
اسکرین کو زور سے کی بورڈ پہ گرا کر صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
سینٹرل ٹیبل سے اپنی گاڑی کی چابی پکڑتے ہوئے وہ پیروں
میں چپل اڑساتا تیز قدموں سے خارجی دروازے کی جانب

بڑھا۔ (ماحد اپارٹمنٹ میں نہیں تھا، وہ عزیزہ کے ساتھ شاپنگ
پہ گیا ہوا تھا۔)

اجالا ہڑبڑائی۔ اس نے اسکی بے باک دھمکی کا مطلب سمجھے
بغیر نا سمجھی سے بھنویں سکیر کر فون اسکرین کو گھورا اور پھر
سے کال ملائی تاکہ اسے ٹھیک سے منا کر اسکا غصہ اتار سکے
لیکن اس نے اجالا کی تمام کالز کو سرے سے اگنور کیا تھا۔
ہائے! میرا شوہر بیچارہ کتنا سڑتا رہتا ہے۔۔۔ اجالا نے اسے
مزید کالز کرنے کا ارادہ ترک کیا اور اسکی جیلس تاثرات یاد کر
کے قہقہہ لگاتی ہوئی اپنے فون پہ میوزک آن کرنے لگی۔ وہ

چاہتی تھی کہ ابراج کا غصہ تھوڑا ٹھنڈا ہو جائے، پھر ایک ہی

دفعہ اسے پیار سے منائے گی۔

فی الحال تو اسے اس کے دل میں آگ لگا کر بہت زیادہ مزہ آ

رہا تھا اور وہ شاور کے نیچے ہنستی ہوئی دوبارہ ڈانس کرنے

میں مصروف ہو گئی۔

دوسری طرف ابراج شاہ تیزی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

اسکی منزل زیادہ دور نہیں تھی۔

=====

ارے ابراج بیٹا تم؟؟۔۔۔ اس کو غیر متوقع وقت پر اپنے
گھر کے لاؤنج میں اینٹر ہوتے دیکھ کر نعمیہ صابری خوشگوار
حیرت سے کہتی ہوئی اسکی طرف بڑھیں۔ عزیزہ گھر پہ نہیں
تھی اور بدر صابری نماز ادا کرنے کے لیے مسجد گئے تھے۔
جی آئی۔۔ کیسی ہیں آپ؟ وہ ایکچولی مجھے اجالا سے ایک
ضروری کام ڈسکس کرنا تھا۔۔۔ ابراج شاہ اپنا غصہ انداز دبا
کر ہونٹوں پہ مصنوعی مسکراہٹ سجا کر اپنا سران کی طرف
جھکایا تو انہوں نے پیار سے تھپکی دی۔

اللہ کا شکر بیٹے میں ٹھیک ہوں۔ تم کیسے ہو؟ امی بابا کیسے
ہیں؟ اور اجالا تو گھوڑے گدھے بیچ کر شاید اوپر سو رہی
ہے۔۔۔ تم بیٹھو نا۔۔۔ نعمیہ صابری اسکی آمد پر بہت خوش
تھیں۔ وہ گرم جوشی سے اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ
کرنے لگیں۔

وہ آئی۔۔ کام تھوڑا ار جنت ہے۔۔ اِف یو ڈونٹ مائنڈ تو
کیا میں خود اجالا کو جا کر دیکھ لوں؟ پھر بعد میں یہاں آکر بیٹھتا
ہوں۔۔۔ ابراج شاہ نے اپنی بٹیرو سہلاتے ہوئے بہت
فرمانبرداری سے ان سے اجازت چاہی کیونکہ وہ ایسے بے

دھڑک انہیں اگنور کر کے اوپر چلا جاتا تو اچھا نہ لگتا۔۔ (وہ
منٹوں میں ڈرائیونگ کر کے یہاں پہنچا تھا صرف اجالا کا دماغ
درست کرنے کے لئے۔)

ہاں بیٹا ضرور۔۔ تم اوپر جاؤ، میں تمہارے لئے ٹھنڈا جو س
بناتی ہوں۔ رات کے کھانے سے پہلے تمہیں جانے نہیں دوں
گی۔۔۔ نعمیہ صابری نے مسکرا کر بہت چاہت سے جواب
دیا۔

ارے نہیں آنٹی تکلف کی ضرورت نہیں ہے پلیز۔۔۔ ابراج
نے نرمی سے جواب دے کر انہیں منع کرتے سیرٹھیوں کی

طرف قدم بڑھائے مگر وہ سنی ان سنی کرتیں کچن میں جا چکی
تھیں۔

اب اگر ہم ابراج کے ساتھ ہی اجالا کے کمرے کے با تھروم
میں جھانکیں تو وہ میڈیم تیز میوزک لگائے نہا کم رہی تھی اور
ڈانس زیادہ کر رہی تھی۔ ابراج بلا جھجک ہینڈل گھما کر
دروازہ کھول چکا تھا لیکن میوزک کی آواز تیز ہونے کے
باعث اجالا کو علم نہیں ہوا تھا۔ البتہ اپنے ڈانس کے
اسٹپس سے ابراج کا دل وہ ایک دفعہ پھر بہت بری طرح

دھڑکا گئی تھی۔ (وہ اتنا اچھا ڈانس کرتی ہوگی، ابراج کو

اندازہ نہیں تھا۔)

”ٹپ ٹپ برسا پانی (2)

پانی نے آگ لگائی“

تیز میوزک کی تھاپ پر اجالا نے اپنی پتلی کمر کو ایک دلکش موڑ

دیا۔ وہ اپنی ہی دھن میں مگن تھی، اس کے چہرے پر ایک

مخمور بے فکری تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ آہستہ سے

اٹھائے اور اپنے گیلے چہرے اور گردن سے پھیرتے ہوئے

نائٹ سوٹ کے ان کھلے بٹنوں کے گرد سے گزارے۔ اس

کی انگلیاں اس کی صراحی دار گردن پر ریشم کی طرح رینگتی
ہوتی نیچے دھڑکنوں کو گتیں جبکہ اس کی زلفوں سے پانی کی
بوندیں اس کی پشت پر ٹپک رہی تھیں۔ وہ تیز تال پر ایک سحر
انگیز دائرے میں بالکل بے سدھ گھوم رہی تھی۔

”آگ لگی دل میں تو

دل کو تیری یاد آئی“

اجالا کا رقص اب اور بھی لچکدار ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے
وجود کو دھیمے سے نیچے کی طرف جھکایا اور پھر ایک ریشمی لہر کی
طرح اپنے پورے جسم کو اوپر کی طرف اٹھایا۔ اس نے اپنی

بند آنکھوں کے ساتھ اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے دھڑکتے دل پر
رکھا اور ایک گہرے سانس کے ساتھ خود کو تال کے حوالے
کر دیا۔ کھلا گریبان اس کی تیز ہوتی سانسوں کے ساتھ اوپر
نیچے ہو رہا تھا جس نے وہاں کھڑے ابراج کے حواس معطل
کر دیئے تھے، وہ دروازے پر اپنا مضبوط ہاتھ جمائے اس کے
تھرکتے وجود کو دیکھتا جا رہا تھا۔

”تیری یا ادا آتی تو

جل اٹھا میرا بھیگا بدن“

گانے کے اس بول پر اس کے ڈانس کی لچک اپنے عروج پر
پہنچ گئی۔ اجالا نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی بھیگی لمبی
زلفوں کو سمیٹا اور انہیں سر سے اوپر اٹھا کر اپنی گردن اور
پیٹھ کو ایک دلکش زاویے پر لہرایا۔ اس نے اپنا سر چھبے کو
جھکایا، ہونٹوں پر ایک مدہوش کن مسکراہٹ سجائی اور گیلے
نائٹ سوٹ کے اوپر سے ہی اپنے ہاتھوں کو اپنی نازک کمر پر
جمایا۔ ”جل اٹھا میرا بھیگا بدن“ پر اس نے اپنے سراپا کو
دائیں سے بائیں اتنی روانی سے تھرکایا کہ پانی کی چند بوندیں ہوا

میں اچھلیں۔ اس کا یہ سحر ابراج کے رگ و پے میں اتر رہا
تھا۔

”اب توں ہی بتاؤ سا جن

میں کیا کروں؟؟“

وہ اب بانہوں کو ہوا میں لہرائے آنکھوں کو بند کئے مزے سے
الٹے چکر کھا رہی تھی کہ اسے اپنے پیٹ پر کسی مردانہ بازو کی
سخت گرفت محسوس ہوئی۔ شاور سے پانی آنا بھی ایک دم بند
ہو گیا تھا۔ اس مردانہ خوشبو کو محسوس کر کے اجالانے
آنکھیں پھیلائیں، دل حلق میں آیا۔

اب۔۔۔ راج؟؟۔۔۔ اجالا کے ہونٹوں سے مدھم آوازیں
اسکا نام نکلا اور اس نے فوراً سے پہلے سر اٹھا کر اسکی جانب
دیکھا۔ (وہ کب آیا تھا؟ اجالا حواس باختہ ہوئی۔)

اہممم! ساجن*۔۔۔ ابراج نے دانتوں کو کچکچا کر اسکی بھیگی
کمر سختی سے اپنی پشت میں بھینچ کر سرنفی میں ہلا کے اجالا کی
تصحیح کی۔ میوزک کا شور ابھی تک باتھروم میں ہنوز تھا۔

ت۔۔۔ تم کب۔۔۔ آئے؟۔۔۔ اسے براہِ راست اپنے اس

قدر قریب دیکھ کر وہ شاگڈ انداز اور لڑکھڑاتی آوازیں پوچھ

رہی تھی۔

جب سبجی اتنی شدت سے یاد کرے تو ساجن کو آنا پڑتا
ہے!۔۔۔ ابراج نے اسکی کمر اور پیٹ کو اپنی مٹھیوں میں
دبوچ کر اسے چھپو دیوار کے ساتھ پن کرتے ہوئے بو جھل
طنزیہ لہجے میں جواب دیا اور چہرہ اجالا پہ جھکا کر اسکا چہرہ اپنی
گرم سانسوں سے جھلسانے لگا۔

ت۔۔۔ تم۔۔۔ بنا پوچھے۔۔۔ اندر۔۔۔ کیسے۔۔۔ آئے۔۔۔ تمہیں
شرم۔۔۔ نہیں ہے؟۔۔۔ اجالا خفگی سے بولتی اپنی شرٹ کا
بے پردہ گریبان اسکے وجود میں چھپانے لگی۔

نہیں ہے شرم! اگلی بات کرو؟؟۔۔۔ وہ برہمی سے جواب
دے کر اسکی بھیگی زلفوں کو اپنے دائیں ہاتھ سے دبوچتے
جھکتا ہوا بہت ہی بے رحمی سے ان نازک پنکھڑیوں پہ اپنے
لبوں سے قفل لگا گیا۔ وہ اگلی بات کہنے کا موقع دیتا تو وہ کرتی
نا؟ پہلے اسکی اچانک آمد اور اب یونہی اسکی غیر متوقع اور بے
رحم جسارت پر اجالا کے ہوش سلب ہوئے۔

وہ انتہائی سفاکی سے اجالا کے نازک لبوں پر جھکے انہیں اپنے
ہونٹوں کے سخت حصار میں بھر کر وحشت سے چوسنے لگا۔
اس کے تپتے لبوں کی بے رحمانہ گرفت اور دانتوں کی تیز کاٹ

نے اجالا کے پورے وجود کو لرزا کر رکھ دیا تھا۔ لمس کی اس
سنگدلانہ شدت پر اجالا نے مچل کر اس کی ٹی شرٹ کو سینے
سے اپنی مٹھیوں میں بری طرح بھینچا مگر وہ اس کے ہونٹوں کو
اپنے منہ میں دبوچے مزید گہرائی سے سک کرتے ہوئے اس
کی سانسیں کھینچ رہا تھا۔

اس جنونی گرفت میں اجالا کی ایڑھیاں باتھروم کے فرش سے
اوپر اٹھنے لگیں کیونکہ وہ اپنے ہونٹوں سے اسکی جان قید
کرنے کے درپہ تھا۔

ابراج نے اپنے لبوں کا دباؤ بڑھاتے ہوئے اجالا کے چہرے
کو دائیں ہاتھ کی سخت گرفت میں مزید جکڑ لیا۔ اس کے
تیوروں میں ایک ضدی اور حاکمانہ ہٹ دھرمی تھی جس کے
تحت اس نے اپنے گرم ہونٹوں کو اس کے بند لبوں پر سختی
سے رگڑا اور اجالا کو اپنا منہ کھولنے پر مجبور کر دیا۔ جیسے ہی
اجالا کے لبوں کی گرفت ڈھیلی ہوئی، ابراج نے نہایت ضدی
اور بے باک انداز میں اپنی زبان اس کے منہ کے اندر اتاری
اور اجالا کی کانپتی ہوئی زبان کو اپنے منہ کی طرف کھینچتے

ہوئے، اسے باہر نکال کر اپنے لبوں کے سخت حصار میں قید
کر لیا۔

وہیں نہ رکتے ہوئے اس نے اپنی زبان کے لمس سے اجالا
کے منہ کے اندرونی حصوں اور زبان کے ارد گرد ایک سحر
انگیز اور تیکھی گدگدی کا احساس جگایا۔ اس کا یہ گدگداتا ہوا
اور بے رحم انداز اجالا کے پورپور میں ایک شدید سنسنی
دوڑانے لگا۔ وہ مچل کر رہ گئی لیکن ابراج اس کی زبان کے
گرد اپنی زبان کا گھیرا تنگ کرتے ہوئے اسے مسلسل اپنے

سحر میں جکڑ رہا تھا۔ اجالا کے لیے اب چھپھٹنے کا کوئی راستہ
نہیں بچا تھا۔

پھر اس گدگدی کو ایک وحشیانہ اور جنونی شدت میں بدلتے
ہوئے اس نے اجالا کی زبان کو پوری طاقت سے اپنے منہ
میں دبوچ کر چوسنا شروع کر دیا۔ وہ مسلسل متواتر اور
انتہائی گہرائی سے اس کی زبان کو سک کر رہا تھا۔ اس بے پناہ
شدت نے اجالا کے لبوں اور زبان کو شدید تپش سے لال
انگار کر دیا تھا۔

اجالا کی سانسیں اب پوری طرح اکھڑ چکی تھیں اور اس کا وجود

نڈھال ہونے لگا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے ابراج

اس کی زبان کے ساتھ ساتھ اس کے حلق سے سانسیں اور

روح بھی کھینچ رہا ہے۔ وہ بے حال ہو کر ابراج کے مضبوط

سینے پر اپنی مٹھیاں بھینچے ڈھیر ہونے لگی مگر ابراج نے اسے

سانس لینے کی مہلت دیے بغیر اس کے لال ہوتے ہونٹوں کو

دوبارہ اپنے دانتوں کے درمیان بھینچا اور اس کی زبان کا یہی

حشر کرتے ہوئے اسے اپنی وحشت کے حصار میں مکمل طور

پر بے سدھ کر دیا۔

مجھ سے زیادہ پیارے ہیں تمہارے وہ چھپھندر کزنز؟ ہم؟
میرے سے زیادہ مست بائیسپ ہیں ان کے؟۔۔۔ وہ
اپنے ہونٹ کچھ سیکنڈوں کے لئے ہٹا کر پھولتی سانسوں
کے درمیان غصے اور رقابت کے ملے جلے تاثرات سے
غرایا۔ اجالا کی سانسیں بری طرح سینے میں اٹکی ہوئی تھیں
لیکن اسے ابراج کے یوں خار کھانے پر شدید ہنسی آرہی تھی
جسے اس نے بہت مشکل سے ضبط کیا تھا۔
کیا سوچ کر تم نے اپنے کزن کے ساتھ ڈانس کیا تھا؟۔۔۔
اسے سر جھکا کر گہرے سانس لیتے دیکھ کے ابراج نے ہنوز

اشتعال سے اسکا جبرہ اپنے ہاتھ میں جکڑا اور اجالا کا سر اوپر

اٹھا کے سخت برہم لہجے میں سوال کیا۔

کیا۔۔ سوچ کر۔۔ کرنا تھا؟؟ بس۔۔ میرا دل کیا، میں۔۔

نے کر لیا۔ تم کیوں بھڑک رہے ہو؟۔۔۔ اجالا نے ہنسی

ضبط کرتے ہوئے ناک سکوڑ کر لاپرواہی سے کندھے اٹھا

کے جواب دیا (سانسیں اجالا کی اب تک اکھڑی اور پھولی

ہوئی تھیں۔) جس پر ابراج کے پورے جسم کا خون گرم

ہوا، اس نے ایک دفعہ پھر جھک کے اجالا کی سانسوں کو تیزی

سے خود میں الجھا کر اپنے دانتوں سے وار کیا تھا جبکہ ہاتھوں
کی گردش بے باک ہو گئی۔

اس کی گرفت اب محض جنونی نہیں رہی تھی بلکہ سزا دینے
والی ہو چکی تھی۔ اجالا کے منہ سے ایک دبی ہوئی سسکاری
نکلی جسے ابراج نے فوراً ہی اپنے منہ کے سخت حصار میں
دبوچ کر وہیں قید کر دیا۔ اس نے اپنے لبوں کو اجالا کے
زخمی اور تپتے ہوئے ہونٹوں پر اس بے رحمی سے رگڑا کہ
اجالا کے اعصاب ایک پل میں سلب ہو گئے۔

اس کی بانہیں اجالا کی کمر کے گرد کسی فولادی شکنجے کی طرح
کس گتیں اور اس کے ہاتھ انتہائی بے باکی سے حرکت کرتے
ہوئے اسے اپنے وجود کے ساتھ بالکل بھینچنے لگے، یہاں تک
کہ ان کے درمیان ہوا کا گزر بھی ناممکن ہو گیا۔ ابراج نے
اپنی زبان کو ایک بار پھر اس کے منہ کے اندر اتارا لیکن اس
بار اس کی ہٹ دھرمی اور وحشت پہلے سے کہیں زیادہ
ہولناک تھی۔

یہ کس طویل سے طویل تر ہوتی چلی گئی۔ وقت جیسے وہیں
تھم گیا تھا اور اس باتھروم کی فضا ان کی گرم اور تیز ہوتی

سانسوں سے سلگنے لگی۔ ابراج اسے ایک سیکنڈ کے لیے بھی
الگ ہونے یا سانس بحال کرنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔
وہ باری باری اس کے نچلے اور اوپر کے لب کو اپنے منہ میں
بھر رہا تھا۔

اجالا کے ہاتھ ابراج کے کندھوں کو دھکیلنے کی ناکام کوشش کر
رہے تھے لیکن ابراج کے اعصاب پر سوار جنون نے اس کی
ہر مزاحمت کو کچل کر رکھ دیا۔ اس کی سانسیں اب پوری طرح
اکھڑ چکی تھیں، آنکھیں مچتی ہوئی بند ہو رہی تھیں اور اس کے
پیروں نے زمین کا ساتھ چھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے

اپنے تپتے ہوئے ہاتھوں کو اجالا کے گیلے لباس کے اوپر سے
ہی اس کے ابھاروں پر جمایا اور انہیں اپنے سخت حصار میں
بھر کر مسلنے لگا۔ گیلے کپڑے کے پار سے اس کا یہ شدید اور
گرم لمس اجالا کے وجود میں ایک سنسنی خیز آگ بھڑکا رہا
تھا۔ ابراج کی انگلیاں اس کے نازک ابھاروں کو سختی سے
دبوچتے ہوئے ان کی گولائیوں کو اپنے ہاتھوں میں بھینچ رہی
تھیں جس سے اجالا کی سسکیاں ابراج کے منہ کے اندر ہی
دم توڑنے لگیں۔

اس کے ہاتھوں کی یہ بے باک حرکت یہیں نہیں رکی تھی۔
وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اجالا کے گیلے جسم پر آگے اور پیچھے
اس کی نازک کمر کے اتار چڑھاؤ سے لے کر اس کے پیٹ اور
پورے سر اُپے پر وحشت سے گھما رہا تھا جیسے وہ اس کے
وجود کے ایک ایک حصے کو اپنے لمس سے ناپ لینا چاہتا تھا۔
اُمم۔۔۔ اپنے ابھاروں پر اس کے ہاتھوں کی تپش اور دانتوں
کی چھبن محسوس کر کے اجالا نے اسے آنکھیں دیکھا کر اپنے
نازک لب آزاد کروانے چاہے لیکن وہ اسکی سننے کے موڈ
میں نہیں تھا۔

لمحے سرکتے جا رہے تھے اور ابراج کی جسارت کا دورانیہ بڑھتا

جا رہا تھا۔ اسکے انداز میں نرمی کی بجائے غصہ تھا۔

اففف۔۔۔ بس کرونا۔۔۔ کھا جاؤ گے کیا؟۔۔۔ اجالا نے

اسکے سینے پہ لگاتار مکے برسا کر بہت مشکل سے اپنے ہونٹ

آزاد کر کے چہرہ اس سے فاصلے پہ کیا اور پھولتی سانسوں کے

درمیان شکوہ کیا۔

اسے اپنے ہونٹوں پر شدید جلن محسوس ہو رہی تھی، اس

نے منہ پھولا کر دیوار پہ لگے قد آور آئینے میں اپنے سو جھتے

سرخ ہونٹ دیکھ کر انہیں اپنی انگلیوں سے ہلکا سا رب کر

کے اس جلن کو کم کرنا چاہا اور خفا نظروں سے ابراج کو گھورا

جس کا غصہ ابھی تک کم نہیں ہوا تھا۔

تمہیں اپنے کزن کے ساتھ اتنا واحیات ڈانس کر کے بالکل

شرمندگی نہیں ہو رہی؟ میں ابھی اگر اپنی کزنز کو جا کے اس

طرح اپنی بانہوں میں بھروں تو تمہیں غصہ نہیں آئے

گا؟۔۔۔ وہ اسکے گرد اپنا حصار تنگ کر کے غصے سے چلایا تو

اجالا نے کلس کر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے اس کے

عنابی ہونٹوں پہ ہلکا سا تھپڑ لگایا۔

تم ایسی حرکت کرو تو سہی، قصائیوں والی بڑی سی چھری لے
کر تمہاری ان بانہوں کو ذبح نہ کیا تو کہنا۔۔۔ اجالا نے غصے
سے بول کر اب کی باری اسکے شانوں پر مکے بھی مارے۔
اور اپنی حرکتوں کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟ اس
بڑی عید پر جانوروں کی جگہ تمہاری اس نازک گردن پر عشق
کی تکبیر پھیر کر تمہیں خود پر قربان نہ کر دوں؟۔۔۔ وہ ہر لفظ
چبا چبا کر گھمبیر آواز میں پھنکارتا ہوا اسکی گردن پہ اپنا دایاں
ہاتھ پھیرنے لگا جبکہ بایاں ہاتھ ابھی تک اجالا کے سینے کی

پیمائش کرنے میں مصروف تھا۔ اجالا کے گلے میں گلٹی بھر
کے معدوم ہوئی۔

شٹ اپ! شوہر تو خود اپنا آپ اپنی بیوی پر قربان کر جاتے
ہیں اور ایک میرا انوکھا اور گنوار شوہر مجھے ہی قربان کرنے کا
سوچ رہا ہے۔ تف ہے تم پر ابراج شاہ۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ
اپنی گردن اور سینے سے ہٹا کر خفا ہوتی ناک سکوڑ کے بولی۔
ابراج کی نظریں بھٹک کر اسکے جسم پہ مرکوز ہوئیں۔

آہہ۔۔۔ اس نے جو اگلی بے باک جسارت کی تھی، وہ
اجالا کے لبوں سے آپیں نکالنے کے لئے کافی تھی۔ سیکنڈوں

میں اسے بے حال کر کے وہ اپنے بازو کو اسکے گرد لپیٹ کر
اسے اٹھا کے وینٹی پر بٹھاتا اور بھی بے شرم بنتا اسے
مدہوش کرنے لگا۔

اب۔۔۔ راج۔۔۔ اجالا کی آواز حلق میں گھٹنے لگی۔

ابراج نے اپنے بھاری ہاتھ کو اس کے نائٹ ٹراؤزر کے اوپر
ہی سے اس کی تھائیز پر جمایا۔ کپڑے کی باریک رکاوٹ کے
باوجود اس کے ہاتھ کی تپش اجالا کی جلد کو جھلسانے لگی۔ وہ
نائٹ ٹراؤزر کے اوپر ہی سے اپنی سخت پوروں کو دباؤ کے
ساتھ اس کے اطراف اور رانوں کے درمیانی جوڑ پر پھیرتا

اسے اس کے بعد ہونے والے طوفان کے لیے تیار کر رہا

تھا۔

ابراج۔۔ رکو۔۔ کیا۔۔ کر۔۔ رہے ہو؟۔۔ اس بیرونی
لمس اور رگڑ کی سنسنی ہی اتنی شدید تھی کہ اجالا نے بوکھلا کر
اسکو روکنے کی سعی کرتے ہوئے اس کے کندھوں کو جکڑ
لیا۔ پھر اچانک بغیر کوئی مہلت دیے ابراج نے ہاتھ روم کی
لائٹس ڈم کیں، اس کا ہاتھ نائٹ ٹراؤزر کی ڈوری کو سرکاتا ہوا
سیدھا اندر داخل ہوا اور اس کی انگشت ایک چھٹکے سے اس
کے وجود کی گہرائی میں اترتی چلی گئی۔

اب۔۔۔ راج!!۔۔۔ اسکی اتنی تیزی اور بے باکی پر اجالا کا
دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ آج پہلی دفعہ ابراج نے اس حد
تک جانے کی جسارت کی تھی۔ وہ اس کے اس بے باک
اور نئے انداز پر بری طرح بوکھلا اور حیران رہ گئی۔

بہت شوق ہے میری بیوی کو اپنے کزنز کے ساتھ ڈانس
کرنے کا؟؟ ہم؟۔۔۔ وہ اجالا کی مزاحمت نظر انداز کر کے
دبی دبی آواز میں پھولتے تنفس کے ساتھ غرایا، ابراج پر
جیسے کوئی دھن سوار تھی۔

چلو اب میری فنگرز پہ ڈانس کروں!۔۔۔ اپنے کندھوں پر
اجالا کے نازک ہاتھوں پڑنے والی ضربوں کو یکسر نظر انداز
کرتے ہوئے ابراج نے پھنکارتے ہوئے اپنی پوروں کا دباؤ
بڑھایا اور اپنی مضبوط انگشت کو گہرائی میں دھنساتا چلا گیا۔
اف۔۔۔ درد۔۔۔ ہو رہی۔۔۔ ہے ابراج۔۔۔ ایک تیکھی
نوکیلی تکلیف اس کے نچلے وجود کے آر پار ہوتی لیکن اگلے ہی
پل اس تکلیف کے ساتھ لذت کی ایک ایسی لہر ملی جس نے
اجالا کے حواس مفلوج کر دیے۔ وہ درد اور سرور کے اس
ملے جلے تپتے ہوئے احساس کی تاب نہ لاتے ہوئے بری

طرح کسمپاسی۔ اس کی آنکھیں موندتی چلی گئیں اور اس نے
تپش سے پگھلتے ہوئے اپنے ہاتھ ابراج کے کندھوں پر ٹکائے
رکھے۔

اچھی بات ہے۔۔ ایک دفعہ پھر کرنا اپنے کزن کے ساتھ
ڈانس۔۔۔ وہ اجالا کی شرٹ کے کھلے بٹنوں سے چھلکتی
کلیویج پر اپنے دانت گاڑتا اسکا کلیٹورس رب کرنے لگا۔ اجالا
کی آنکھیں گھومنے لگیں، پیر اپنے آپ مڑنے لگے جبکہ تیز ہوتی
سانسوں کے ساتھ گردن چھپے کو ڈھلک گئی۔

افف۔۔۔ پلرز۔۔۔ رک۔۔۔ جاؤ۔۔۔ نا۔۔۔ نہیں کیا۔۔۔ تھا میں
نے۔۔۔ ڈانس۔۔۔ کسی۔۔۔ کے۔۔۔ ساتھ۔۔۔ مذاق کر۔۔۔
رہی تھی۔۔۔ انم۔۔۔ پکا پروم۔۔۔ صرف۔۔۔ مذاق تھا۔۔۔
اسے بے رحم بننے دیکھ کر اجالا نے گردن اٹھا کے اپنی ٹوٹی
آوازیں صفائیاں دیں۔ وہ اپنی کال پہ دی ہوئی معنی خیز
دھمکی بہت جوش و خروش سے پوری کر رہا تھا اور اجالا اب
اس کے غصے کی تپش کو مزید جھیلنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔
اپنے وجود میں اترتے اس بے باک لمس کی شدت سے بچنے
کے لیے اس نے ابراج کے چہرے کو اپنے دونوں نازک

ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔ اس کے لبوں پر اپنے کانپتے
ہوئے سوجھے سرخ ہونٹ رکھ کر وہ ایک گہرے اور والہانہ
لمس میں پگھلنے لگی۔ ابراج کے اس بے رحم انداز کو روکنے
کا یہی ایک واحد راستہ تھا۔ وہ اپنے لبوں کی نرمی اور مٹھاس
ابراج کے غصے سے گرم ہونٹوں میں اندیلنے لگی۔ وہ اس کے
اندر لگی غصے کی آگ کو اپنے اس انداز سے بجھانا چاہتی تھی
اور تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس کا یہ لمس ایک
اعترافِ جرم تھا اور ابراج کو رام کرنے کی ایک معصومانہ
کوشش تھی۔

اس اچانک اور غیر متوقع وار پر ابراج کے ہاتھ کی سختی چند
سیکنڈز کے لیے تھی۔ اجالا کے لبوں کا یہ والہانہ پن ان کی
لرزش اور اس کی نرم گرم سانسوں کی خوشبو سیدھی
ابراج کے پورپور میں اترنے لگی۔ اس کی انگشتوں کی وہ ظالم
موومنٹ جو اجالا کی سانسیں روک رہی تھی، اب آہستہ
آہستہ مدہم پڑنے لگی کیونکہ وہ بہت نرمی سے اس کے لب
چوم رہی تھی۔ وہ اپنے نچلے لب کو ابراج کے ہونٹوں پر
بہت آہستگی سے یوں پھیر رہی تھی جیسے کسی نازک پتی سے
موم کو پگھلانے کی سعی کر رہی ہو۔ اسکے پیار بھرے لمس

سے باتھروم میں پھیلی وحشت اور غصے کی تپش خود بخود پگھلنے
لگی۔ وہ وقفے وقفے سے انتہائی نرمی کے ساتھ ابراج کے
لبوں کو اپنے حصار میں لیتی اور پھر کچھ سیکنڈز کے لیے رک
کر اپنی گرم سانسیں اس کے چہرے پر چھوڑتی جس سے
ابراج کے غصے کا تناؤ مکمل طور پر ختم ہونے لگا۔
کچھ دیر تک یوں ہی اسکے لبوں کے کناروں اور مونچھوں کو
چومنے کے بعد وہ رک کر مدھم روشنی میں اسکے ہلکے سے نظر
آتے عکس کو دیکھنے لگی۔

تمہارے کزن مجھ سے زیادہ پیارے ہیں؟۔۔۔ ابراج ابھی
تک جیلز فیل کر رہا تھا البتہ اجالا کی صفائی نے اس کے غصے
کو تھوڑا کم ضرور کیا تھا۔

ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نا۔۔۔ اجالا نے آنکھوں میں سرخی لئے
زور سے نفی میں سر ہلایا۔

ان کے بائیسپ مجھ سے زیادہ اچھے ہیں؟۔۔۔ بنا ر کے
ایک اور سوال آیا تھا ابراج کی طرف سے۔۔۔

اجالا نے چند لمحے خاموشی سے اس کے غصے سے سرخ چہرے کو
دیکھا اور پھر اپنی سزا فراموش کر کے عادت کے تحت اسے

چھیڑنے کے لئے ہاں میں سر کو خم دیتے الٹا جواب دیا تو وہ
دانت پیس کر ایک چھٹکے سے اسکی شرٹ کے بقیا بٹن توڑتا
اسکے سینے پر جھک گیا۔

ابراج نے کسی مہلت کے بغیر اپنے ہاتھ میں اس کے نازک
ابھاروں کو تھاما اور انہیں سختی سے دبوچنے لگا۔ اس کے
ہاتھوں کی تپش اور گرفت اتنی بے رحم تھی کہ اجالانے
شدتِ جذبات سے اپنا تھوک نگلا، اس کا حلق جیسے خشک
ہونے لگا تھا۔ اگلے ہی لمحے ابراج نے اپنا منہ اس کے سینے
کے نرم اتار چڑھاؤ میں چھپا دیا اور اس کے ایک ابھار کو

اپنے منہ میں بھر کر دیوانہ وار سک کرنے لگا۔ اس کے
دانتوں کی ہلکی چٹکی اور زبان کا گرم لمس اجالا کے پورے
جسم میں سنسنی خیز بجلیاں دوڑا گیا۔ وہ کبھی ایک ابھار کو منہ
میں بھر رہا تھا تو کبھی دوسرے پر اپنے ہونٹوں کی تپش چھوڑتا
جا رہا تھا جبکہ اس کا دوسرا ہاتھ ابھی تک اسکے ٹراؤزریں
تھا۔

آہ۔۔۔ امم۔۔۔ مذاق۔۔۔ اجالا نے اپنے حواس کھوتے
ہوئے سسکیاں بھرنا جاری رکھیں۔ وہ ابراج کے بالوں میں
اپنی انگلیاں پھنساتی اس کا سر اپنے سینے میں مزید چھپانے

لگی۔ ابراج کی پوروں کی تپش اجالا کے انگ انگ میں سرایت
کر چکی تھی۔ اس نے اپنی انگشتوں کی حرکت کو ایک خاص
اور گہرے زاویے پر موڑا جہاں وہ اوپر کی طرف دباؤ
بڑھاتے ہوئے اس حساس دیوار کو چھونے لگا جو اجالا کے
وجود میں لرزش پیدا کر رہی تھی۔ ابراج نے اب اپنی پوری
انگشت کو ایک گہرے جھٹکے کے ساتھ اندر اتارنے کی سعی کی
لیکن اجالا کا نازک بدن اندر سے اس قدر تنگ تھا کہ اس کی
پوری انگلی کا ایک دم سما جانا ناممکن سا ہو گیا۔

آہہ۔۔۔ اب۔۔۔ راج۔۔۔ رکو۔۔۔ تمہارے۔۔۔

بائیسپ۔۔ اچھے۔۔ ہیں۔۔ مذاق۔۔ کر۔۔ رہی۔۔

تھی۔۔۔ میں۔۔۔ اس اچانک دباؤ اور گہرائی کے احساس

سے اجالارونے والی ہو کر اقرار کرنے لگی۔ اس نے

مدہوش ہو کر تیکھی آپیں بھری اور اس کا سر چھپے وینٹی کے

شیشے سے جا ٹکرایا لیکن وہ سن کر بھی ان سنی کر رہا تھا۔

امم۔۔۔ ابراج۔۔۔ نہیں۔۔۔ اس کے لبوں سے نکلتی

سرگوشی نما التجائیں کم اور اس کے حواسوں کی بے بسی کا

اعتراف زیادہ کر رہی تھیں۔

شش۔۔۔ ابراج نے اس کے سینے سے لب ہٹا کر اجالا کے
کانپتے لبوں کے پاس اپنے ہونٹ لاتے ہوئے گہری تپتی ہوئی
سانس چھوڑی۔

Trust the process

بہت مزہ آئے گا تمہیں۔۔۔ ابراج نے مخمور لہجے میں اسکو
تسلی دی جس پر اجالا نے تھوک نگلتے ہوئے حلق تر کیا۔
ابراج اب اور بھی زیادہ شدت پسند ہو چکا تھا۔ اس کی
انگلیوں کی حرکت میں اب کوئی ہچکچاہٹ یا نرمی نہیں تھی۔
اس نے اجالا کی رانوں پر اپنی گرفت کو مزید مضبوط کیا اور

اپنے ہاتھ کی پوروں کو اور بھی گہرے بے رحم زاویوں پر
گھمانا شروع کر دیا۔

اف۔۔۔ ام۔۔۔ اجالا کی لذت بھری تڑپتی سسکاریاں
پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔

اس کے وجود کی تنگی کے باوجود ابراج نے اپنی کوششیں اور
جسارتیں جاری رکھیں۔ اس نے زبردستی کرنے کے بجائے
اپنی انگلی کو مختلف زاویوں پر گولائی میں گھمانا شروع کیا، کبھی
وہ دباؤ کو دائیں سے بائیں لے جا رہا تھا تو کبھی پوروں کو ہلکا سا
موڑ کر اس کے اندرونی حصے کو سہلانے لگ جاتا۔ اس دائرہ

دار مسلسل رگڑنے تنگی کے اس احساس کو آہستہ آہستہ
پگھلانا شروع کر دیا اور اجالا کا پورا وجود لذت کی ایک انوکھی
انتہا کی طرف بڑھنے لگا۔

آہہ۔۔۔ اہم۔۔۔ اففف۔۔۔ اب۔۔۔ راج۔۔۔ وہ
مدہوشی سے آپیں بھرتی ابراج کی کے سامنے بالکل ہتھیار
ڈال چکی تھی۔ (اسکی سسکیاں ابراج کو اور بھی بہکا رہی
تھیں۔ کتنے ہی منٹ وہ یونہی اجالا کو لطف دیتا رہا تھا۔)
اب۔۔۔ راج۔۔۔ میں۔۔۔ کچھ دیر بعد اجالا کے حلق سے
نکلنے والے الفاظ ادھورے رہ گئے۔ اس کا پورا جسم بری

طرح کا نپنے لگا، سانسیں اکھڑ گئیں اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ابراج کے کندھوں کو اتنی سختی سے جکڑ لیا کہ اس کے ناخن ابراج کی جلد میں پیوست ہونے لگے۔

آہ۔۔۔ اب۔۔۔ راج۔۔۔ اسکی درمیانی انگشت کو اپنے نچلے وجود کی تہوں میں پیوست ہوتے محسوس کر کے وہ گردن چھپے پھینک کر بری طرح سے سسکی۔ وہ اسے خود کو اتنے دن انکور کرنے کی سزا دیتا کبھی تڑپا رہا تھا تو کبھی مدہوش کر رہا تھا۔ جیسے جیسے ابراج کی پوریں اس کی گہرائیوں میں حرکت

کر رہی تھیں، ویسے ویسے اجالا کی آنکھیں گول گول گھومنے
لگیں۔

آہہہہ۔۔۔۔۔ اجالا کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے وجود کے
اندر جیسے کوئی طوفان اکٹھا ہو رہا ہے، ایک ایسا تلاطم جو اب
اس کے بس سے باہر تھا۔ ابراج نے اس کی اس حالت کو
بھانپتے ہوئے اپنی انگشتوں کی رفتار اور دباؤ کو آخری حد تک
تیز کر دیا۔

آہہہ۔۔۔۔۔ اب۔۔۔۔۔ راج۔۔۔۔۔ اسکی درمیانی انگشت کو اپنے نچلے
وجود کی تہوں میں پیوست ہوتے محسوس کر کے وہ گردن

چھپ پھینک کر بری طرح سے سسکی۔ وہ اسے خود کو اتنے دن
انگور کرنے کی سزا دیتا کبھی تڑپا رہا تھا تو کبھی مدہوش کر رہا
تھا۔ جیسے جیسے ابراج کی پوریں اس کی گہرائیوں میں حرکت
کر رہی تھیں، ویسے ویسے اجالا کی آنکھیں گول گول گھومنے
لگیں۔

وہ اس کے وجود کے ایک ایک قطرے کو نچوڑ لینا چاہتا تھا،
وہ خود بھی اپنی ساری مزاحمت کب کی رو کے اس مدہم
تکلیف کو نظر انداز کتے ابراج کی جسارت کا لطف لے رہی

تھی اور پھر اچانک اجالا کا پورا وجود ایک شدید سحر انگیز جھٹکے
کے ساتھ اکڑ گیا۔

آہہ۔۔۔ اف۔۔۔ اس کے لبوں سے ایک دبی ہوئی لرزتی
ہوئی چیخ آزاد ہوئی اور اس کا جسم ابراج کے بازوؤں میں
بالکل ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ اس کے وجود کی گہرائی سے مٹھاس
اور لذت سے بھرپور وہ گرم مادہ ایک سیلاب کی طرح خارج
ہوا جو ابراج کے ہاتھ پہ پھیلتا چلا گیا۔ اجالا اس ساری
جسارت کے دوران کچھ بھی بولنے کی پوزیشن میں نہیں
تھی۔

اجالا کی آنکھیں پوری طرح موندتی چلی گئیں، اس کا سر چھبے کو
ڈھلک گیا اور وہ بالکل نڈھال ہو کر ابراج کے چوڑے سینے پر
گر پڑی۔ ہاتھ روم کی مدہم روشنی میں اب صرف ان دونوں
کی اکھڑتی اور تیز سانسوں کا شور تھا۔

مزہ آیا؟۔۔۔ ابراج نے سلیب پر پڑے ٹیشو باکس کو دائیں
ہاتھ سے قریب کیا اور کتنے سارے ٹیشو لے کر اپنا بایاں ہاتھ
اور اجالا کی تھائیز کو کلین کرتا مخمور لہجے میں بے باک سوال
کیا۔

شٹ اپ!!۔۔۔ اجالا نے شرم سے لال ہو کر خفگی سے
اسکے سینے پر مکا جڑا (مزہ تو اسکو آیا تھا لیکن اقرار کیوں کرتی؟)
ہاہاہاہ۔۔۔ چلو اب مکمل طور پر غسل کر کے باہر آؤ۔ میں
تمہارے روم میں ویٹ کر رہا ہوں!۔۔۔ وہ بے شرمی سے
اسکے کان کے پاس ہنس کر سرگوشی کرتا اسے شرم سے پاگل
کرتے ہوئے سنک میں اپنے ہاتھ دھونے لگا۔
دفع ہو یہاں سے!۔۔۔ اجالا اسکی معنی خیز نظروں اور
باتوں کو سن کر گلابی ہوتے گالوں کے ساتھ چہرے کے غرائی۔

اگر تم اگلے دس منٹ تک باہر نہ آئی تو میں دوبارہ اندر آ جاؤں

گا۔ لاک کر کے چالاکی دیکھائی تو دروازہ توڑ بھی سکتا

ہوں۔۔۔۔۔ ابراج شاہ نے کندھے اچکا کر دھمکی آمیز لہجے

میں کہتے ہوئے اپنے ہاتھ میں تھوڑا سا پانی بھر کر اسکے منہ پر

چھینٹا مارتو وہ کلس کر سلیب پہ پڑاٹیشو باکس غصے سے اس کے

سینے پہ مار گئی۔

(وہ اسے حواس باختہ کر گیا تھا اپنی جسارتوں سے۔۔۔ اجالا کا

دماغ ماؤف ہو گیا تھا۔ جسم کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے

تھے۔ اسے تو لگا تھا کہ آج وہ اسکی جان لے کر دم لے گا۔)

ابراج اسے یونہی کلستا ہوا چھوڑ کر اپنے جذبات پہ بہت
مشکل سے بندھ بٹھا کر باتھروم کا دروازہ دھیرے سے بند
کرتے ہوئے باہر نکل گیا۔ اجالا کو چھپنے کے لئے جگہ نہیں مل
رہی تھی۔ اس نے شرم سے اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں
میں چھپا لیا۔ کتنی ہی دیر گہرے سانس لینے کے بعد وہ خود کو
نارمل کرتی روف شاؤر کے نیچے چلی گئی لیکن اس سے پہلے
باتھروم کا لاک لگانا ضروری سمجھتا کہ وہ بد تمیز پھر سے اندر نہ
آجائے۔

ابراج جو روم میں آئینے کے سامنے کھڑا ہتیر ڈرا تر اٹھا کے
اپنے گیلے کپڑے خشک کر رہا تھا، باتھ روم کا دروازہ لاک
ہونے کی آواز سن کر زیر لب مسکرایا۔

اجالا کو قابو کرنے کے چکر میں وہ اپنا لباس گیدا کر بیٹھا تھا،
نعمیہ صابری نے ملازمہ کے ہاتھ جو س اوپر بھجوا یا تھا جسے
ابراج نے مکمل باہر جانے کی بجائے دروازے کے باہر ہاتھ
دے کے تھامتے ہوئے ملازمہ کے منہ پر دروازہ بند کر دیا تھا
تاکہ وہ اسکا گیدا لباس دیکھ کے کچھ مشکوک نہ سمجھ لے۔۔

جوس کی ٹھنڈک خود میں اتار کر ابراج نے گلاس سائیڈ ٹیبل پہ
رکھا اور دوبارہ اپنے کپڑے ڈرائٹر کی مدد سے سکھانے میں
مصروف ہو گیا۔ وہ پندرہ منٹ تک یہی کام بڑے انہماک
سے کرتا رہا تھا جب اسے اچانک احساس ہوا کہ وہ ابھی تک
باہر نہیں نکلی۔

باہر آرہی ہو یا توڑوں دروازہ؟؟۔۔۔ ابراج شاہ نے ڈرائٹر
سنگھار میز پر واپس پٹک کر باتھ روم کا دروازہ بجاتے ہوئے
دھمکی آمیز انداز میں کہا تو وہ جو پہلے ہی دروازے کے ساتھ

ٹیک لگائے اپنی پیشانی مسل رہی تھی، ایکدم ہڑبڑا کے اپنی
جگہ سے اچھلی۔

آگے سے ہٹو! مجھے ڈریسنگ روم میں جانا ہے۔ میں نے باتھ
روب پہنا ہے۔ کپڑے لانا بھول گئی تھی!۔۔۔ وہ
چرچرے لہجے میں ہر لفظ چبا چبا کر غرائی۔ اسے اپنی غلطی
کے متعلق بتاتے ہوئے اجالا سرتا پاؤں سرخ پڑ رہی تھی جبکہ
ابراج کی آنکھیں چمکیں۔

اوکے ٹھیک ہے! میں نے منہ دوسری طرف کر لیا ہے، تم آ
جاؤ باہر۔۔۔ ابراج نے ہنسی دبا کر سنجیدگی شدید شرافت کا

مظاہرہ کیا اور ڈریسنگ مرر کے دروازے کے بالکل قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔

اجالا نے اسکا سنجیدہ لہجہ سن کر دل میں اس پہ یقین کرتے ہوئے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو وہ سامنے نہیں تھا، پھر اس نے تسلی کرتے قدم باہر رکھ کے جیسے ہی رخ ترچھا کیا تو وہ اسے ڈریسنگ روم کے دروازے پہ کھڑا اپنی ہی طرف دیکھتے ہوئے نظر آیا۔

ابراجج! جھوٹےےےے! اجالا غصے سے کلس کر پیرٹکتے

ہوئے دوبارہ باتھ روم میں مڑ رہی تھی کہ ابراج نے ایک

جست میں اس کے سر تک پہنچ کر ایک بازو اسکی کمر پہ لپیٹا اور
دوسرا اسکی گردن میں لپیٹ کر اپنی طرف کھینچا اور اسے
پوری طرح سے خود میں چھپا لیا۔ وہ پنک پنڈلیوں تک آتے
باتھروب میں ملبوس اسکی دھڑکنوں میں انتشار پیدا کر گئی
تھی۔

وہ اپنا چہرہ اسکے گیلے بالوں میں چھپا کر شیمپو کی بھینی بھینی سی
خوشبو ناک کے راستے خود میں اتارنے لگا۔

اتنے دن مجھے خود سے باخبر رکھ کے تم نے اچھا نہیں
کیا!!۔۔۔ ابراج شاہ نے اسے بانہوں میں اٹھا کر روم کی

لائٹس کو دھیمما کرتے ہوئے بیڈ کی طرف قدم بڑھائے اور
شکوے سے اسکے کان میں بولا۔ ان دونوں کو ایک دوسرے
کی عادت ہو گئی تھی۔

مجھے۔۔۔ کپڑے۔۔۔ تو۔۔۔ اجالا سٹیٹا کر رعایت مانگنا چاہ
رہی تھی لیکن ابراج نے اسے ٹوک دیا۔

شش!! بعد میں کپڑے پہن لینا۔ ابھی کون سی naked ہو؟
باتھ روب پہننا ہی تھا تو تھوڑا سیکسی پہن لیتی جو تھائیز سے
نیچے نہ جاتا۔۔۔ اس میں تو کچھ بھی نظر نہیں آ رہا ٹھیک
سے۔۔۔ ابراج ناک سکور کر بوجھل لہجے میں بولتا اسے بیڈ پہ

پٹک کر خود اس پہ جھک گیا۔ ساتھ ہی اپنی شرٹ اتار کے
منکھپے کے نیچے بھی رکھ دی تاکہ وہ جو ہلکی سی گیلی تھی، جلدی
سوکھ جائے۔

ابراج! دروازہ لاک نہیں ہے۔۔ کوئی آگیا تو۔۔۔ اجالانے
بوکھلاہٹ کے مارے منہ پھولا یا۔ اسکی بے باک فرمائش اور
شکایت وہ سنی ان سنی کر گئی تھی۔ باتھ روب کا گہرا گلہ
اسے ڈسٹرب کر رہا تھا جسے وہ اپنے بالوں سے بھی چھپا نہیں
پا رہی تھی۔

دروازہ لاک ہے، کوئی نہیں آئے گا! تم پہلے یہ بتاؤ کہ اتنے دن

مصرف کہاں تھی؟ تمہیں میں یاد کیوں نہیں آیا؟ میری کالز

اور میسجز کا جواب دینے کے لئے ایک منٹ بھی نہیں تھا

تمہارے پاس؟ شادی پہ جانے سے پہلے مجھے انفارم کر دیتی تو

کونسی قیامت آجاتی؟؟۔۔۔ ابراج شاہ بے خفا لہجے میں اپنی

شکایات کی پوری لسٹ کھولتے ہوئے اس پہ اپنا وزن ڈالا۔

یاد نہیں رہا تھا انفارم کرنا۔۔ پہلے پلان نہیں تھا جانے کا، پھر

اچانک بن گیا۔۔۔ اجالا نے اسکی سفید ویسٹ اپنی مٹھیوں

میں بھیج کر اسکا وزن برداشت کرتے ہوئے دھیرے سے

جواب دیا۔

کر ترپانا چاہ رہی تھی؟۔۔۔ ابراج نے کلس کر اس کی
گردن پہ دانت گاڑے۔ وہ جیسے اپنی منکوحہ کے خرافاتی دماغ

سے واقف نہیں تھا؟؟

س۔۔۔ ایسا۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہے!۔۔۔ اس کے اتنے صحیح

اندازے پر اجالا نے گڑبڑا کے سسکی بھری۔

ایسا نہیں تو پھر کیسا ہے؟۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ روب کی ڈوری
میں اپنی انگلیاں الجھاتا لبوں کو اس کی گردن پہ جا بجا سرکانے
لگا۔

بتایا۔۔۔ تو۔۔۔ ہے یاد۔۔۔ نہیں۔۔۔ سس۔۔۔ وہ اپنا بہانہ
دوبارہ سے دہرا رہی تھی جب ابراج کے دانتوں کی جنونی پکڑ
اپنے سینے پہ محسوس کرتے وہ سسک اٹھی کیونکہ وہ ہاتھ
روب کے گہرے گلے سے چھلکتی اس کی رعنائیوں پہ جھک
چکا تھا۔

اب۔۔۔راج۔۔۔اجالا نے اسکے کندھوں پہ مکے جڑے جو
آج حد سے زیادہ بے قرار لگ رہا تھا اسکی قربت کے
لئے۔۔

شش!! ابراج نے گھمبیر سرگوشی کرتے ہوئے گہری
سانسوں کے درمیان اپنا نچلا سخت ہوتا وجود اجالا کی گہرائیوں
کے ساتھ مس کیا۔

اہ۔۔۔اجالا کا پورا وجود گرم ہو چکا تھا، اسکی بے باکی پر وہ
مچلی جبکہ ابراج اب اس پہ رحم کھا کے اپنا وزن اس پر سے

ہٹا کر خود پہ قابو پاتا اسے اپنی بانہوں میں بھینچ کر آنکھیں موند
گیا۔

کچھ زیادہ ہی مینٹل نہیں ہو گئے آج تم؟؟۔۔۔ اسے فائنلی
تھوڑا شانت ہوتے دیکھ کر اجالا نے اس کے سینے سے سرائٹھا
کر افسوس سے کہا اور اس کے بائیسپ پہ اپنی انگلیوں سے چٹکی
کاٹ دی۔

مجھے مینٹل کرنے والی تم ہو!۔۔۔ وہ سارا الزام اس کے
سر پہ دھڑ کے اپنا ایک ہاتھ اس کے ہاتھروب کے گلے میں کھسکا

کر اب بڑے مزے سے اسکے ابھاروں کی نزاکت محسوس
کرتا انہیں مسل رہا تھا۔

اف۔۔۔ ام۔۔۔ اجالانے سک کر اسکے ہاتھ دور کرنے
چاہے لیکن وہ بروقت اسکے ہونٹوں پر جھک کے ان سسکیوں
کو اپنے لبوں میں دباتا اسکی دھڑکنوں کی ساخت کے ساتھ
کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔ (البتہ اس نے پورا باتھروب کھسکا
کر اسکا سینہ دیکھا نہیں تھا کیونکہ پھر کنٹرول مشکل ہو جاتا۔)



تقریباً دو ماہ بعد:

ابے یار کہاں رہ گئے یہ دونوں سالے۔۔ گرمی سے حالت
ٹائٹ ہو رہی ہے۔۔ مقاصم نے بیزاری سے اپنی شرٹ کا
اوپر والا بٹن کھول کر بولتے ہوئے شیک پینا شروع کر دیا۔
ہمم! اس ریسٹورینٹ کے اے سی بھی ٹھیک سے کام نہیں
کر رہے۔۔۔ باریق نے متفق رائے پیش کر کے بات کو
طول دیا۔

کال کر لیتے ہیں نا۔۔ صارم نے جیب سے فون نکالتے
ہوئے حل بتایا۔ قربانی عید میں چند دن باقی تھے اور آج ان

سب کو منڈی جانور لینے جانا تھا۔ ماحد اور ابراج کے سوا وہ
سب وقت پر مطلوبہ جگہ پہ پہنچے ہوئے تھے۔

رکوا بھی کال مت کرنا۔۔ نمیرہ کے دماغ میں نجانے کیا آیا کہ
اس نے فوراً اسے روک دیا۔ سب ہی سوالیہ انداز میں اسے
دیکھنے لگے۔

فارغ میٹھے بور ہو رہے ہیں تو کیوں نا ابراج کا ایک چھوٹا سا
ٹیسٹ لے لیا جائے؟۔۔۔ نمیرہ نے ہونٹوں پہ شریر
مسکراہٹ سجا کر ان سب کو اپنی سوچ سے آگاہ کیا۔

کیسا ٹیسٹ؟۔۔۔ اجالا نے چکن فرائز سے ہاتھ روک کر

تجسس سے پوچھا۔

ہم سب ابراج کو اپنے اپنے نمبر سے باری باری مس کال
کریں گے اور پھر دیکھیں گے کہ وہ سب سے پہلے کس کو کال

بیک کرتا ہے؟ لائک ہم میں سے کون اس کے لئے زیادہ

امپورٹینٹ ہے یونو؟۔۔۔ نمبرہ نے آنکھیں مٹکا کر بڑے

مزے سے ان کو پلان کی تفصیل بتائی۔

لو جی مجھے تو وہ مر کے بھی پہلے کال بیک نہ کرے!۔۔۔ اجالا

نے بے پرواہی سے جواب دے کر کندھے اچکائے۔

(اجالا اور ابراج ایک دوسرے کے دل میں اپنی اہمیت
جانتے تھے لیکن جان بوجھ کر دوستوں کے سامنے اپنا پیار
زیادہ شو آف نہیں کرتے تھے تاکہ وہ انہیں ان کے پرانے
دعوے یاد کروا کے انکار یکار ڈنہ لگائیں جب وہ دونوں ہی
محبت کو کرنج کہا کرتے تھے۔)

اچھا جی؟؟ ابھی دیکھ لیتے ہیں بیٹا۔۔۔ سماویہ نے اسکی بات
کو ہوا میں اڑا کر معنی خیزی سے چھیڑتے ہوئے ابراج کے
نمبر پر مس کال دے کر فوراً فون بند کر دیا۔

ہا ہا ہا۔۔ اس کے بعد سماویہ کے اشارے پر غیزہ نے ہنستے

ہوئے تیزی سے یہی عمل دہرایا۔

ابراج ڈرائیونگ کر رہا تھا جب اسکی گود میں پڑا فون

تھر تھرانے لگا۔ اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں دبا

سیکرت ماحد کی طرف بڑھا کے اپنا فون چیک کیا۔ وہ کال

اٹھانے ہی والا تھا کہ سماویہ اور غیزہ کی مس کال یکے بعد

دیگرے بند ہو کر اب باریق کی آنے لگی۔

یونہی بریقا کے بعد اجالا نے مس کال دی، پھر صارم اور

مقا صم نے۔۔

یہ سارے مس کالز کیوں دے رہے ہیں؟ بیلنس ختم ہو گیا
ہے کنجوسوں کے پاس؟۔۔۔ ابراج تاسف سے ماحد سے
مخاطب ہوتا ان سب کی مس کالز اگنور کر کے سب سے
پہلے اپنے فیورٹ نمبر پر کال بیک کرنے لگا۔ ماحد نے نا
سمجھی سے کندھے اچکا کر اسکے سیکرٹ سے چند کش
بھرے۔

وہاں ریسٹورینٹ کے ایک ٹیبل پر وہ سب اپنے فونز کا رخ
ایک دوسرے کی طرف کتے پر جوشی سے کال بیک کا انتظار کر
رہے تھے۔

مجھے لگتا ہے کہ ابراج پہلے مجھے کال بیک کرے گا کیونکہ میں
نے ان وقتوں پر اسے ادھار دیا ہوا ہے جب اسکے بابا جان
اس کی نوٹنکیوں سے چڑ کر اسکا خرچہ پانی بند کر دیتے
تھے۔۔۔ باریق نے اپنا فون دیکھتے ہوئے بہت اعتماد سے
اپنی بات کہتے گردن اکڑائی۔

اہم۔۔۔ مجھے کرے گا۔۔۔ یاد ہے، ایک مرتبہ اسکا بہت
خطرناک ایکسیڈینٹ ہونے والا تھا لیکن میں نے فرشتہ بن کر
اپنی جان خطرے میں ڈال کے اسکی جان بچائی تھی۔۔۔

مقام نے فرضی کالر اچکا کر اس سے بھی زیادہ کانفیڈینس

سے اپنی مثال پیش کی۔

لگا لو شرط وہ پہلے مجھے کال بیک کرے گا کیونکہ میں۔۔۔ ابھی

صارم بھی دیکھا دیکھی بھرم دیکھاتے ہوئے کوئی قصہ سناتا یا

مثال دیتا جب اجالا کا فون تھر تھرا نے لگا۔ عزیزہ، سماویہ اور

بریکا کا بیک وقت قہقہہ ہوا میں بلند ہوا تھا، لوگ کھانا چھوڑ کر

بے اختیار ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ (مقام، باریق اور

صارم نے مصنوعی ناراضی سے منہ پھولا لیتے۔)

اوہووو ”شاہ صاحب؟؟“۔۔۔ اجالا کے فون پر Shah

Sahab کے نام سے کال آتے دیکھ کر سارے دوستوں

نے ہنستے ہوئے ہنوز اسکو چھیڑا جو نچلا لب دانتوں تلے

دبائے نظریں چرا رہی تھی۔

”مجھے تو وہ مر کے بھی پہلے کال بیک نہ کرے“۔۔۔ بریقا

نے منہ کے زاویے بگاڑ کر ہنستے ہوئے اجالا کے کچھ دیر پہلے

جملے کو دہرا کر اسکی نقل اتاری تو ان کی ہنسی کے شور میں

اضافہ ہوا جبکہ اجالا نے ناک سکوڑ کر مسکراہٹ روکتے

ہوئے کال پک کر لی۔ عزیزہ نے فون پکڑ کے شرارت سے
اسپیکر پہ کر دیا۔

ہمم؟ کیا ہوا Babe؟ مسڈ کال آئی تھی تمہاری؟ ریسٹورینٹ
پہنچ گئی ہو یا میں گھر سے پک کر لوں؟۔۔۔ ابراج شاہ نے
فون کے اسپیکر کے قریب ہونٹ رکھتے ہوئے گھمبیر آواز میں
محبت سے استفسار کیا۔ اس نے آواز دھیمی رکھی تاکہ ماحد
اسکا یہ انداز اجالا کے لئے دیکھ کر اسے تنگ نہ کرے۔ گاڑی
میں میوزک لگا ہوا تھا اس لئے اپنے فون پر انہماک سے گیم
کھیلتا ماحد اسکی طرف متوجہ نہ ہوا۔

Ohoooo! Babe???

اجالا کے بولنے سے پہلے ہی باقی سارے دوست شوخ لہجے
میں اس لفظ کو دہراتے ٹیبل پہ ہاتھ بجاتے اسکو داد دینے
لگے۔ اجالا نے حلق تر کرتے ہوئے فون کا اسپیکر بند کرنا چاہا
مگر عنیزہ نے اسکی اس حرکت کو روک کر فون اسکی پہنچ سے
دور کر دیا جبکہ ابراج نے ان سب بد تمیزوں کی آواز ایک
ساتھ سن کر بھنوتیں سکیر کے اپنا فون کان سے ہٹا کر نمبر
چیک کیا۔ اس نے تو اجالا کو فون ملایا تھا صرف۔۔۔

مسد کال تو ہم نے بھی کی تھی؟ ہمیں تو کال بیک نہ کی گئی
بے وفا انسان؟۔۔۔ صارم نے ہاتھ نچا کر کسی محبوبہ کی
طرح شکوہ کیا۔

اتنے سالوں کی دوستی پہ لعنت بھیج دی سالے نے!۔۔۔
مقا صم نے افسوس سے دہائی دی۔

اور پھر یہ دونوں کہتے ہیں کہ محبت تو کرنج ہوتی ہے۔۔۔ باریق
نے بھی جلا ہوا طنز کرنا ضروری سمجھا۔ ڈرائیونگ کرتا ہوا
ابراج بے ساختہ گلہ کھنکھارنے لگا۔ (وہ اسے کچھ بولنے کا
موقع ہی کہاں دے رہے تھے)

ان سب باتوں کا کیا مطلب ہوا؟ میں تم لوگوں کو بھی کال
بیک کرنے ہی والا تھا۔۔۔ ابراج نے ہونٹ کاٹتے ہوئے
گڑبڑا کر صفائی دی، اب وہ سمجھ گیا تھا کہ فون اسپیکر ہے اور
یہ سب ضرور کسی شرارت کا حصہ تھا۔

کب کرنے والا تھا جب مجھے قبر کی مٹی میں بچھو اور سانپ
ڈنر سمجھ کے کھا جاتے؟۔۔۔ باریق نے ماتھے پہ بل لئے
آرٹیفیشل خفگی سے اسکی کلاس لگائی۔

میں نے تو سنا تھا کہ میل فرینڈز اگر شادی شدہ بھی ہو جائیں،
تب بھی ضرورت پڑنے پر سب سے پہلے کام آتے ہیں لیکن

تو نے تو نکاح کروا کے ہی ماتھے پر آنکھیں رکھ لی ہیں۔ کل کو

جب تیرے بچے ہو جائیں گے، تب تو ہم سے بالکل ہی

بائیگاٹ کر دے گا۔۔۔ صارم تڑپتے ہوئے گویا ہوا،

بیچارے کی دہائی بجاتھی۔ (اجالا کے چہرے پہ جیسے کسی نے

سرخ رنگ پھینک دیا ہو۔)

اور مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ میں نے جس بندے کی

ایک دفعہ اپنی جان پہ کھیل کر جان بچائی تھی، وہ اتنا احسان

فراموش ہے؟ مثال کے طور پر اگر ابھی میں کسی مشکل میں

پھنسا ہوتا تو یہ مجھے کال بیک کرنے کی بجائے بیوی کے ساتھ

بابو شونا کر رہا ہوتا؟ یہ دن دیکھنے سے پہلے میں مریوں نہیں
گیا؟۔۔۔۔۔ مقاصم نے بھی ٹیبل پہ ہاتھ مار کے اپنا حصہ
ڈالا۔ سماویہ، بریقا، عزیزہ اور اجالاتو ان تینوں کی دہائیوں پر
ہنس ہنس کے پاگل ہو رہی تھیں۔ وہ ان کا دکھ سمجھ سکتی
تھیں۔

اے یہ کیا بکو اس لگا رکھی ہے تم سالوں نے؟ اپنی ذاتی بیوی
کو کال بیک ہی تو کی ہے، کون سا کوئی کبیرہ گناہ کر دیا
ہے؟۔۔۔ ابراج نے ان کے شکووں پہ مسکراہٹ دبا کر
دانت کچکچاتے ہوئے دھیٹائی سے کہا۔ اجالا کے گال سرخ

ہوئے، وہ سب کے سامنے بلش کر رہی تھی۔ (وہ
ریسٹورینٹ پہنچ چکا تھا، اب ماحد کے ساتھ گاڑی سے نکلتا
ہوا اسے لاک کر کے ریسٹورینٹ میں داخل بھی ہو گیا
تھا۔)

مطلب تجھے کوئی شرمندگی نہیں ہے جگری دوستوں پر اپنی
دشمن بیوی کو اپیورٹینس دے کر؟۔۔۔ صارم نے خفا ہو کر
اسے شرم دلائی۔

ہمم! بالکل شرم نہیں آرہی کیونکہ یہ دشمن نہیں ”جان“ ہے
میری۔۔۔ ابراج ٹیبل تک پہنچ کر بالکل اجالا کی کرسی کے

چھپے جا کر کھڑا ہوا اور جھک کے اسکے بالوں پہ ہونٹ رکھتے

ہوئے بہت خوشگوار موڈ کے ساتھ تمام دوستوں کے

سامنے اپنا پیار اس پر ظاہر کیا۔ اجالا نے ہڑبڑاتے ہوئے

گردن اٹھا کے اسکی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پہ جسم کا

سارا خون سمٹ آیا تھا۔

Awwwwwwwww

سارے دوست ہنس کر ان کی بلاتیں لینے لگے جبکہ عزیزہ تو اپنی

بہن اور جیجو کا یہ پیار سا منظر اپنے فون میں بھی ریکارڈ کر

چکی تھی۔

ہائے اللہ! ماں صدقے جائے تے پیو واری جائے۔۔ ماحد

نے جیب سے کچھ نوٹ نکال کر ان دونوں کے سر سے
وارتے ہوئے ہنس کر تبصرہ کیا۔ اجالانے ان سب کی
حرکتوں پر شرم سے ہنستے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ چہرے پہ
رکھ لیتے۔ ابراج نے مسکرا کر اس کے سر سے سرکتا دوپٹا
درست کیا۔

ریسٹورینٹ میں موجود تمام لوگ ان دوستوں کی دوستی پہ
رشک کر رہے تھے۔ وہ سب ایک ساتھ فن کرتے بہت

کیوٹ لگ رہے تھے۔ ان کی ڈیسنٹ اور کلاسی ڈریسنگ
نے سب کی توجہ گھیری ہوئی تھی۔

میں اندر نہیں جاؤں گی۔ مجھے ڈر لگتا ہے یونو۔۔۔ اجالانے
منہ کے زاویے بگاڑ کر منڈی کے اندر جانے سے صاف انکار
کیا کیونکہ اسکو بڑے جانوروں سے ڈر لگتا تھا۔

ابے کچھ نہیں ہوتا، میں ہوں نا ساتھ۔۔۔ باہر نکلو۔۔۔ ابراج
آگے بڑھ کر پیسنجر سیٹ کے دروازے کے قریب کھڑا ہوتا

نرمی سے بولا۔

ہاں! جب اتنے بڑے گینڈے کی بغل میں رہتے ہوئے ڈر
نہیں لگتا تو ان بیچارے معصوم جانوروں سے کیا ڈرنا؟۔۔۔
باریق نے لب دبا کر افسوس سے ابراج کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے طنز کیا تو اجالا سمیت سب کی ہنسی بے ساختہ
نکل گئی۔

ابراج کو کسی کے ہنسنے سے فرق نہیں پڑا تھا سوائے اجالا
کے، جو اسکے لئے گینڈے کا لفظ سن کر ہنس رہی تھی؟
اس نے بھنویں سکیر کر اجالا کو گھورا تو وہ ہونٹ کاٹتی ہوئی
ہنسی دبانے لگی۔

تیری زبان آج کچھ زیادہ نہیں چل رہی ہپوپوٹیمس کہیں
کے؟؟۔۔۔ ابراج نے اپنی توپوں کا رخ اب باریق کی
طرف کیا۔

ہاہاہا جانور تو یہ رہے۔ پھر ہم اندر منڈی میں کیا لینے جا رہے
ہیں؟ بسم اللہ پڑھ کے انہی کو عید پہ قربان کرتے ہیں۔۔۔
ان کو ایک دوسرے کو بھیانک نک نیم دیتے دیکھ کر مقاصم
نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

دماغ ٹھیک ہے تیرا؟ یہ کتے ہیں اور کتوں کی قربانی اسلام میں
ناجائز ہے۔۔۔ ماحد کیوں طنز کا تیر چلانے سے چھپ رہتا۔۔

اچھا بس نا۔۔ اب یہاں اپنا کامیڈی شو چلانا شروع کر
دیں۔ اندر چلتے ہیں، پھر ٹائم سے گھر بھی جانا ہے۔۔۔
عنیزہ نے منہ پھولا کر انہیں روکا تاکہ ان کے آپسی طنز مزید
وقت ضائع نہ کر دیں۔

Exactly

سماویہ اور نمیرہ متفق ہوئیں۔
اوکے! تم سب اندر جاؤ، میں اسے لے کر آتا ہوں۔۔۔
ابراج نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر سرسری انداز میں کہا

اور بیڑیہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اجالا کو ایک نظر دیکھا جو ابھی
تک گاڑی میں بیٹھی تھی۔

لڑکا پرائیویسی مانگ رہا ہے، چلو ہم چلیں!۔۔۔ صارم نے
شریر لہجے میں تبصرہ کرتے ہوئے رخ راہداری کی جانب موڑ
لیا جس پر باقی سب بھی ہنستے ہوئے یہاں سے غائب ہونے
لگے جبکہ ابراج انہیں گھوریوں سے نواز کر رہ گیا اور تنہائی
ملتے ہی اجالا تذبذب کا شکار ہوئی۔

پہلے سب کے ساتھ مل کے مجھ پہ ہنس لیتی ہو، اور پھر پتا
ہے اکیلے میں مجھے سننے کو کیا ملتا ہے؟ آہہ ابراج۔۔۔ بس۔۔۔

افسوس میں۔۔۔ مرجاؤں گی۔۔۔ سب کے جانے کے بعد اس
نے جھک کر اجالا کے کان میں آواز کو اس کے جیسا باریک بنا کر
معنی خیزی سے اس کی نقل اتاری تو وہ شرم اور خفگی سے
اس کے کندھے پہ مکا مار کر ہنس دی۔ (وہ واقعی نڈھال ہو کر
ایسا کرتی تھی۔)

تم مجھے دل سے خوش نہیں لگ رہی؟ سب ٹھیک ہے
نا؟۔۔۔ اجالا کی ہنسی میں پہلے والی کھنک محسوس نہ کر کے وہ
سنجیدگی سے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آیا اور اندر بیٹھ کے
نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے استفسار کیا۔

ہمم! افکورس سب ٹھیک ہے۔ تم جاؤنا اندر، میں یہی ٹھیک

ہوں۔۔۔۔۔ اجالا نے گڑبڑا کر جواب دیا۔

آریو شیور؟۔۔۔۔۔ ابراج ہنوز مطمئن نہیں ہوا تھا۔ (اجالا

نے اس دوران یونہی ونڈو سے باہر کی طرف نظریں دوڑائیں

تو ایک جانے پہچانے چہرے کو چند لڑکوں کے ساتھ منڈی

کے اندر جاتے دیکھ کر اس نے حلق تر کیا جبکہ مقابل نے

اسکو دیکھ کر ہونٹوں پہ عجیب سی مسکراہٹ سجائی تھی۔)

ہاں! تم کب جاؤ گے کراچی واپس؟ آٹٹی اور صفدر انکل
تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے؟۔۔۔ اجالا نے اپنی سائیڈ کا
دروازہ فوراً بند کر کے گلہ کھنکھار کر لہجے کو نارمل کیا۔
ابراج نے گہری نظروں سے اسکی پھرتی اور بدلتے تاثرات کو
نوٹ کیا۔

کیا ہوا؟ ایسے گھبرا کر دروازہ کیوں بند کیا تم نے؟؟۔۔۔
ابراج شاہ اسکا سوال نظر انداز کر کے سنجیدگی سے پوچھتا
ماجرہ جاننے کی غرض سے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولنے ہی والا
تھا کہ اجالا نے فوراً اسکا بازو تھام لیا۔

ارے کچھ بھی تو نہیں۔۔۔ بس دھول آرہی تھی اس لئے بند
کیا، تمہیں پتا تو ہے کہ اگر میں زیادہ ڈسٹ انہیل کر لوں تو کتنی
چھینکیں آتی ہیں۔۔۔۔۔ اجالا نے تھوک نگل کر ایک سانس
میں اپنی صفائی دی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ابراج کافی الوقت
مقابل سے کوئی سامنا ہو کیونکہ عید سر پہ تھی۔

ہمم!۔۔۔۔۔ ابراج نے مشکوک انداز میں ہنکارا بھر کے اجالا
کی سائیڈ کا شیشہ ڈاؤن کرتے ہوئے باہر جھانکا تو وہاں کوئی
بھی رکا ہوا نہیں تھا۔ سب مصروف چال کے ساتھ منڈی
کے اندر داخل ہو رہے تھے۔

تو میں پوچھ رہی تھی کہ کب جاؤ گے کراچی واپس؟۔۔۔
اجالا نے اسکا دھیان باہر سے ہٹانے کی غرض سے اپنا سوال
دہرایا۔

ان دو دنوں میں تم یہ سوال کوئی ساتویں دفعہ پوچھ رہی ہو؟
اس دفعہ مجھے کراچی بھیجنے کی کچھ زیادہ جلدی نہیں ہے تمہیں؟
لاسٹ ٹائم میں نے یہاں اسلام آباد میں چاند رات نہیں
گزاری تھی تو تم گندے والا ناراض ہو گئی تھی؟۔۔۔
ابراج نے ٹینڈمر واپس اوپر کیا اور اجالا کو بازو سے پکڑ کے
اپنے نزدیک کھینچتا برا منانے والے انداز میں بولا۔

ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ایسا۔۔۔ نہیں ہے۔۔۔ تم۔۔۔ نے بتایا تھا نا
کہ تم اپنے کزنز کے ساتھ منڈی جا کر باہمی مشاورت کے
ساتھ قربانی کے جانور لیتے ہو تو میں بس یہی سوچ رہی تھی کہ
دو دنوں میں عید ہے؟ کب کراچی جاؤ گے اور کب جانور لو
گے؟ تم لوگوں کے ہاں تو سب مل کے قربانی بھی زیادہ
جانوروں کی کرتے ہیں نا؟۔۔۔ اجالا کی زبان پہلے لڑکھڑائی مگر
پھر وہ لہجے پہ قابو پا کر نظریں چراتی ہوئی تفصیلی انداز میں گویا
ہوئی۔

وہ سب مینج کرنا میرا اور میرے کزنز کا کام ہے۔ صاف
صاف بولو کہ تم مجھے اپنی نظروں سے دور کرنے کے لئے اتنی
اتا ولی کیوں ہو رہی ہو؟۔۔۔ ابراج نے اسکے بالوں میں چہرہ
چھپا کر شکوے سے کہا اور اس کی کمر پہ اپنا ہاتھ بہت ہی
دھیرے سے پھیرنے لگا۔

ایسا۔۔۔ کچھ نہیں ہے ابراج۔۔۔ کیسی باتیں کر رہے
ہو۔۔۔ اجالا کنفیوز نظر آنے لگی۔
ایسا ہی کچھ ہے کیونکہ بہت دنوں سے میں نوٹس کر رہا ہوں۔
تم میری قربت میں پارٹیسپیٹ نہیں کر رہی۔۔۔ ابراج

گھمبیر آوازیں اسے تنگ کرنے کی غرض سے ایک اور شکوہ
کرتا اپنے ہونٹوں میں اسکے کان کی لوں کو نرمی سے دبانے
لگا۔

تمہیں نہیں لگتا کہ ہماری شادی کی ڈیٹ کچھ زیادہ جلدی رکھ
دی گئی ہے؟ آئی مین ابھی میری سٹڈیز کمپلیٹ نہیں
ہوئیں۔۔۔ اجالانے اسکا کالر اپنی مٹھیوں میں دبوچ کر بات
کا رخ دوبارہ سے موڑ دیا۔

جلدی؟؟ میرے ماں باپ سے جا کر پوچھو، ان کا بس نہ
چلے۔ آج ہی ڈھول باجوں کے ساتھ رات لے آئیں۔ مجھ

سے چھوٹے کزنز کی شادیاں ہو گئی ہیں میرے خاندان
میں۔۔۔ ہاں لیکن ایک دو بڑے کزن بھی ابھی باٹے چوائس
کنوارے ہیں۔۔۔ ابراج نے چہرہ اسکے بالوں سے ہٹا کر
اسے حقائق سے آگاہ کیا۔

اور سٹڈیز کا کیا ہے؟ تمہارا جب تک دل چاہے گا، کتابی کیریا
بن کے ٹاپ کرتی رہنا۔ ہم نے کون سا اتنی جلدی بے بیز
پلان کر لینے ہیں۔۔۔ وہ اسکی پریشانی کم کرنے کی غرض سے
مزید ریلیکس انداز میں بولا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے وہ سٹریس

لے رہی ہے کیونکہ ان کے ماں باپ عیدالضحیٰ کے ایک ہفتے
بعد ان کی شادی کی تاریخ ڈن کر چکے تھے۔

بے بی پلاننگ والی بات سن کر اجالا کے گال قدرتی سرخ
ہوئے۔

بس بچے لیٹ پلان کرنے کا بولا ہے، ویڈینگ نائٹ پورے
جوش و خروش سے منائیں گے۔۔۔ سمجھی نا؟۔۔۔ اس کے
چہرے پہ بکھرے قوس قزح کے رنگ دیکھ کر ابراج نے
لبوں پہ دلکش مسکراہٹ سجا کر اجالا کو اور بھی چھیڑا جبکہ

اسکا ہاتھ اب کمر سے ہٹ کر اب اس کے کو لہوں پہ سفر کر رہا

تھا۔

بکو اس نہ کرو۔۔۔ اجالا نے شرم کو مصنوعی غصے تلے دبا کر

اسکے بے باک ہاتھ پہ ہلکی سی چپت لگائی۔

بابا ہا۔۔۔ ویسے ہماری آدھی ویڈنگ ناٹ تو ایک دوسرے کو

دیکھ کر ہنس ہنس کے ہی گزر جائے گی۔ آتی مین کپڑوں کا

تکلف کہاں ہوگا اس رات؟؟۔۔۔ ابراج نے قہقہہ لگا کر

اسکا دوپٹا شانوں سے کھسکا کے شوخی سے اسے آنکھ ونک

کے۔

شٹ اپ ابراج!!۔۔۔ اجالانے کلس کر لال سرخ چہرہ
لئے اسکے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔ وہ اس سے زیادہ بے باک حملے
نہیں سننا چاہتی تھی۔

کروا لو شٹ اپ! پھر تم نے ہی مجھے مس کرنا ہے کیونکہ
میری قربانی کی عید بہت بڑی گزرتی ہے۔ ہویلی میں اتنے
سارے قصائی آتے ہیں لیکن پھر بھی مجھے فل قصائیوں والا
روپ دھارنا ہوتا ہے یونہی۔۔۔ ابراج نے اسکا ہاتھ چوم کر
اتراتے ہوئے کہا۔

پھر تو میں ماحد بھٹیو کو بولوں گی کہ تمہاری اس قصائیوں والے
حلیے میں تصویر لے کر سارے سوشل میڈیا پر وائرل کروا
دیں۔۔۔ اجالانے آنکھیں سکیڑ کے اسکو دھمکانا چاہا۔

شوق سے کروانا۔ پھر سب لڑکیوں کے کمنٹس ہم دونوں مل
کے پڑھیں گے جس میں لڑکیاں اتنے ہینڈسم قصائی کو دیکھ کر
آہیں بھر رہی ہوں گی۔ کیا پتا کچھ لڑکیاں مجھے لائیو اس حلیے
میں گھنٹوں دیکھنے کے بہانے میری قصائیوں والی سروسز لینے
کے لئے بک کروالیں؟؟۔۔۔ ابراج نے ہنستے ہوئے

شرارت سے اس کو نتائج سے آگاہ کیا اور اپنے لب اسکی

چھوٹی سی ناک پہ رکھ دیتے جو دوسری لڑکیوں کے زکر پر غصے
سے سرخ ہو رہی تھی۔

کچھ زیادہ فضول بکو اس نہیں ہو رہی؟؟۔۔۔ اجالا نے تڑخ
کر پھنکارتے ہوئے اسکے شانوں اور سینے پہ اپنے ناخن
گاڑنے شروع کر دیئے۔

بابا بابا۔۔۔ سچ ہی تو بولا ہے۔۔۔ ابراج نے قہقہہ لگا کر سر کو خم
دیتے ہوئے اسکے لبوں کو شدت کے ساتھ اپنے ہونٹوں سے
چھوا۔

اتہم۔۔ جاؤنا اندر۔۔ سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔

اجالا نے اپنا سر بر وقت چھپ کر کے اسے ہوش دلائی کیونکہ

گاڑی کے دروازے لاک نہیں تھے اور کوئی بھی دوست

انہیں بلانے کی غرض سے یہاں آکر دھڑلے سے دروازہ

کھول سکتا تھا، ایسا اجالا کا ماننا تھا۔

تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا لیکن پہلے مجھے تھوڑا انرجی ڈرنک

پینے دو۔۔ ابراج مخمور لہجے میں بولتا دوبارہ سے ان سرخ

ہونٹوں پر اپنا تسلط جماتا انہیں نچوڑنے لگا۔ وہ اس کے بالائی

اور نچلے ہونٹ کو مسلسل چوستا ہوا کناروں پہ اپنی زبان پھیر

رہا تھا۔ اسکے لمس میں سختی در آنے لگی کیونکہ اجالا جسارت
میں ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ وہ اسکے لبوں کو چومتا تو کبھی
زبان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا ون سائیڈڈ ایفرٹ کر رہا تھا۔
تھوڑی دیر بعد اس نے ہونٹ ہٹا لئے اور اپنی سانسوں کو
ہموار کرنے لگا۔
مزہ نہیں آ رہا مجھے۔۔

I think something is wrong with you

لیکن خیر تم بتانا نہیں چاہ رہی، وہ الگ بات ہے۔ چلو اندر
چلیں۔۔۔ ابراج سنجیدگی اور جھنجھلاہٹ کے ملے جلے
انداز میں بولتا اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کے باہر نکلنے لگا۔
کسی بکرہ منڈی میں چلتے ہیں نا۔۔ یہاں بہت بڑے جانور
ہیں۔۔۔ اجالا نے گھبراہٹ سے کہتے اپنا دوپٹا ٹھیک کیا۔ (وہ
اسکا انگریزی جملہ نظر انداز کر گئی تھی۔ البتہ ابراج کی چھٹی
حس اسے بہت تیز لگی تھی۔)

بکرہ منڈی بھی چلے جائیں گے۔ پہلے یہاں ایک چکر لگا
لیں۔۔۔ ابراج نے اسکا دروازہ کھولا اور اسے ماسک پہنا

دیا کیونکہ اجالا کو شدید ڈسٹ الرجی تھی۔ وہ اب اس کو بازو سے پکڑ کے باہر نکالتا اپنے کندھے کے ساتھ لگاتے ہوئے نرمی سے بول کے گاڑی لاک کرنے لگا۔ اجالا کے سر پہ دوپٹا درست کر کے وہ اسے اپنے ساتھ اندر لے جا رہا تھا۔

اندر ماحد اور مقاصم بیوپاری سے جانور کاریٹ کر رہے تھے جبکہ صارم اور باریق اپنی بیویوں سمیت ان کی سہیلیوں کی جانوروں کے ساتھ تصاویر کھینچ رہے تھے۔

آہ۔۔۔ ابراج۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ دیکھو یہ بیل مجھے کتنی خوفناک نظروں سے دیکھ رہا ہے۔۔۔ اتنے سارے

جانوروں کو دیکھ کر اجالا نے سہم کے ابراج کے کندھے میں

چہرہ چھپایا۔

شش! یہ کچھ نہیں کہے گا۔ یہاں دیکھو۔۔۔ ابراج نے ہلکا سا ہنس کر اسکو نارمل کرتے ہوئے اس سفید بیل کے ماتھے

پر نرمی سے اپنا ہاتھ پھیرا۔

وہ کاٹ لے گا تمہیں۔۔۔ کیا کر رہے ہو یا رر۔۔۔ اجالا نے

ڈرتے ہوئے اسکا بازو پوری قوت سے دبوچ کر اسے عقل

دینا چاہی۔

پاپا ہا۔۔ ابراج نے نفی میں سر ہلا کر ہنستے ہوئے اس کے سر پر

ہونٹ رکھے اور اسے یونہی اپنے ساتھ تھامے باقی دوستوں

کی طرف بڑھ گیا جبکہ ان دونوں کی اتنی نزدیکی کو کسی نے

بہت ہی تنفر سے دیکھا تھا۔ خود یہ نظروں کی تیش محسوس کر

کے اجالا کی نظریں مخالف سمت اٹھیں جہاں وہ دو آنکھیں

بہت ہی عجیب انداز میں اسے گھور رہی تھیں۔ اجالا نے

تھوک نکل کر ابراج کے بازو پر سے فوراً ہاتھ ہٹا لیتے اور کچھ

فاصلے پر عزیزہ کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

ابراج نے اسکا دور ہونا کچھ خاص نوٹ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ
جانور دیکھنے اور ان کے ریٹ پوچھنے میں مگن ہو گیا تھا۔



کل وہ سب دوست منڈی سے اپنے قربانی کے جانور تقریباً
خرید چکے تھے، آج شام ابراج کی کراچی کی فلائٹ تھی اور وہ
دوپہر کے تین بجے اجالا سے ملنے آیا تھا۔

اجالا کے گھر کے گیٹ کے باہر اپنی گاڑی پارک کئے وہ اس
کے نمبر پر کال ملانے لگا۔ وہ خود اندر نہیں گیا تھا کیونکہ اسکی

ساس اسے دیکھ کر پر جوشی سے اختتام کرنا شروع کر دیتیں
اور ابراج کو تکلف اچھا نہیں لگتا تھا۔

ہیلو۔۔ کون ہے؟۔۔۔ اجالا نے نمبر دیکھے بغیر نیند سے ڈوبی
آواز میں فون کان کو لگا کر کال کرنے والی ہستی کا تعارف
جاننا چاہا۔

تمہارے فیوچر بچوں کا باپ!!۔۔۔ ابراج نے گھمبیر آواز میں
جواب دے کر اپنی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائی۔

ابراج؟ کیا مسئلہ ہے صبح صبح یارر؟۔۔۔ اجالا نے نیند سے
بھری آنکھوں کو تھوڑا سا کھولتے ہوئے خفگی سے شکوہ کیا۔

نیچے آؤ، پھر تمہیں بتاتا ہوں کہ کیا ٹائم ہو رہا ہے اور کیا مسئلہ

ہے!۔۔۔ ابراج حکمیت لہجے میں بولا۔ وہ جانتا تھا کہ میڈیم

نیند میں ہے۔

مجھے نہیں آنا۔ دفعہ ہو۔۔ ساری نیند خراب کر دی۔۔

اجالا تکیہ میں منہ دے کر بد مزاجی سے بولی۔ اسے شدید نیند آ

رہی تھی۔

زیادہ بھاؤ نہ کھاؤ۔ تیس سیکنڈ میں نیچے آؤ۔۔۔ ابراج شاہ

خفگی سے گویا ہوا اور ہاتھ بڑھا کے ایک زوردار ہارن بھی

دیا۔

تم نیچے کیا کر رہے ہو؟ ابراج تم بالکل پاگل ہو۔

عجیب۔۔۔ اجالا چڑچڑے لہجے میں جواب دے کر بد مزہ ہو
کریڈ سے اٹھی اور دوپٹا اٹھا کے گلے میں ڈالتی ہوئی پیرٹکتے
ہوئے کمرے کے ٹیرس تک گئی۔

تمہیں نیند زیادہ پیاری ہے تو بے شک نہ آؤ۔ بس اوپر سے ہی
ایک فلائنگ کس دے دو۔ ایک دو گھنٹے میں میری کراچی کی
فلائٹ ہے، میں ہی پاگل تھا جو تم سے ملنے آگیا۔ یہاں میڈیم
مس اندھیرا کو کوئی قدر ہی نہیں ہے۔۔۔ ابراج شاہ ناک
سکوڑتے ہوئے خفا لہجے میں گویا ہوا۔

اووو!۔۔۔ اجالا نے اپنے رویے پر شرمندہ ہو کر لب
سکوڑے۔ ابراج اب گاڑی سے باہر نکل کر اسکے ٹیرس کی
طرف مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ براؤن جینز پیج کالر
شرٹ پہنے وہ بہت جازبِ نظر لگ رہا تھا۔

اجالا کا دل ایکدم بھر آنے لگا۔ اس نے فون کان سے ہٹایا
اور اپنے کمرے کے ٹیرس کی باتیں سائیڈ سے شارٹ کٹ
راستہ لیتی ہوں تیزی سے نیچے کو دوڑی۔ پورچ سے بھاگتی
ہوئی وہ اب گیٹ سے باہر نکل رہی تھی۔

اپنے کھلے سے پنک نائٹ سوٹ پر بڑا سا دوپٹا اوڑھے وہ تیز
قدموں سے دوڑتی بائیں پھیلا کر ابراج کے سینے سے جا لگی۔
ہا ہا ہا۔۔۔ ابراج نے کھلکھلا کر اس کے گرد زور سے بازو باندھ
کر اپنے ہونٹ اس کے ماتھے پہ رکھے۔ اسے اجالا کی پیش قدمی
بہت اچھی لگی تھی۔ اس وقت یہ جگہ خالی تھی، دوپہر کا
وقت تھا، تپش زدہ دھوپ تھی۔ لوگ گھروں میں آرام کر
رہے تھے اور یہاں وہ اپنی منکوحہ سے ملنے آیا ہوا تھا۔

خیریت سے جانا!۔۔۔ اجالانے سر ہلکا سا اٹھا کر اپنی
ٹھوڑی اسکے فراح سینے پہ ٹکاتے ہوئے بہت اپنائیت سے
کہا۔ لہجے میں محبت اور فکر کا عنصر واضح تھا۔
چلو نا میرے ساتھ۔ اس دفعہ کی عید بھی کراچی میں ساتھ
منائیں گے۔ امی جان بھی تمہیں بہت یاد کر رہی تھیں۔۔۔
ابراج نے اسکے گال تھام کر دلفریب لہجے میں اسکو دعوت
دی۔ (وہ دونوں چھاؤں میں تھے کیونکہ ابراج نے درخت کے
نیچے گاڑی پارک کی ہوئی تھی۔)

نہیں نا۔۔ یہاں ہم نے بھی تو قربانی کرنی ہے نا اور ویسے
بھی اس دفعہ تم پوری فیملی کے ساتھ عید کے دوسرے دن
ہماری طرف انوائٹڈ ہو۔ ماما تم سب کی مہمان نوازی کے
لئے بہت ایکسائٹڈ ہیں۔۔۔ اجالا نے منہ کے زاویے بگاڑ
کر اسے یاد دہانی کروائی۔

ہمم ٹھیک ہے۔ مہندی وقت پر لگوا لینا، عید پہ تیار ہوتے
ہی سب سے پہلے مجھے ویڈیو کال کرنا۔۔۔ ابراج نے
فرمانشی انداز میں کہتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ اپنے لبوں سے
لگائے۔ کوئی محلے دار اگر ان کا پیپار دیکھ لیتا تو غش کھا کر مر

جاتا۔۔ آخر کون ان دونوں کے اینٹ کتے کے بیر سے واقف

نہیں تھا۔ وہ اسی روڈ پہ کتنے سالوں سے لڑتے آرہے تھے

لیکن آج وہاں پیار کے پھول کھلے ہوئے تھے۔

اوکے۔۔۔ اجالا نے آنکھیں مٹکا کر سر کو خم دیا۔ اسکا ابراج

سے دور ہونے کو دل نہیں کر رہا تھا۔

جاؤ حلیہ درست کر کے آؤ۔ کہیں کھانے پینے چلتے ہیں۔۔۔

ابراج نے اسکے بکھرے بال کان کے چھپے کرتے ہوئے

کہا۔

نہیں نا۔۔ ابھی تو اٹھی ہوں۔ کہیں جانے کو دل نہیں کر
رہا۔ تم اندر آ جاؤ۔ ماما سے بھی ملتے جانا۔۔۔ اجالا نے منہ
پہ ہاتھ رکھ کے اباسی لیتے ہوئے الٹا اسے پیشکش دی۔ وہ
تکان زدہ لگ رہی تھی۔

اہممم! گاڑی میں آ جاؤ تھوڑی دیر۔۔ میں ساری تھکن اتار
دیتا ہوں تمہاری۔۔۔ وہ اسکے کان میں گھمبیر معنی خیز
سرگوشی کرتا اسے بازو سے پکڑے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول
کر اسے اندر دھکیلتا خود بھی اسکے قریب سوار ہو گیا۔ یہ
سب اس نے ایک پل میں کیا تھا۔ وہ پلک بھی نہ جھپکا پائی،

جبکہ وہ گاڑی کے دروازے لاک کر کے اسکو بانہوں میں
بھرنے لگا۔ گاڑی کا اے سی فل آن تھا، ماحول پر سکون
تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے سینے سے لگے دھڑکنوں کی
آوازوں کو اپنے کانوں تک محسوس کرتے آنکھیں موند گئے۔
تم ٹھیک ہونا؟؟۔۔۔ ابراج کو نجانے کون سا خدشہ لاحق تھا
جو یہ سوال اسکے تاثرات کھوجتے ہوئے بہت شدت سے
پوچھا۔

افکورس۔۔ کیا تمہیں ٹھیک نہیں لگ رہی؟؟۔۔ اجالانے

تھوک نگل کر چہرہ اٹھاتے ہوئے اسکو دیکھا۔

تم کبھی پھر نی بلیوں کی طرح باہر گھومنے پھرنے والی آفر

ٹھکراتی نہیں ہونا۔ بس اس لئے حیران ہو رہا تھا۔۔۔

ابراج شاہ نے اسکے وجود سے وہ بڑا دوپٹا الگ کرتے ہوئے

ہلکے ہلکے انداز میں اسے چڑایا تو وہ اپنے لئے پھر نی بلی کا

لقب سن کے چڑتی ہوتی اسکے سینے پہ مکا جڑ گئی۔

ابراج نے اپنی ستواں ناک اسکی ناک کے ساتھ رگڑتے

ہوئے بڑے مدہوش انداز میں اسکے لبوں کو اپنی زبان سے

گیلا کیا تو اجالا بے اختیار اسکے نزدیک ہوئی۔ کیونکہ وہ ابراج کو
شک کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ وہ پہلے ہی بہت دنوں
سے اپنی قربت میں اسکے ریسپانس نہ دینے پر اسے غور سے
بھانپ رہا تھا لیکن آج اجالا چاہتی تھی کہ وہ مطمئن ہو کر
کراچی کی فلائٹ پکڑے۔

ابراج نے اسے تیزی سے اپنی گود میں شفٹ کیا اور اپنی زبان
نکال کر اجالا کے لبوں میں دبا کے اسے آنکھوں سے بے باک
اشارہ دیا۔ اجالا شرم سے سرخ پڑتی اسکے کندھوں پہ گرفت

مضبوط کتے اپنا حلق تر کر کے آہستگی سے اس کی زبان اپنے
ہونٹوں سے چھوتی اسے پاگل کر رہی تھی۔

ابراج نے اسکے نائٹ سوٹ کی شرٹ پہ ہاتھ پھیرتے اسے
اور بہکانا شروع کر دیا۔ وہ ابراج کی فرمائش کے مطابق اسکی
زبان چوم رہی تھی جب ابراج نے بے تاب ہو کر اسکے
ابھاروں کو اپنے ہاتھوں میں دبانا شروع کر دیا۔ اسکے ہاتھ
اجالا کے پورے جسم پر چل رہے تھے جبکہ زبان اب اس کی
زبان کے ساتھ شدت سے لپٹی ہوئی ہر زاویے میں اپنا
استحقاق جتا رہی تھی۔

اجالا کی سانسیں اکھڑیں تو وہ گہری سانسوں کے درمیان اپنا
چہرہ اس سے جدا کر کے اس کی گردن میں چھپا گئی۔

بہت دن ہو گئے ہیں تم نے میرے ساتھ کوئی بد تمیزی نہیں
کی۔ زرا اپنی شرٹ اتار کے میرے منہ پہ تو مار دو؟؟۔۔۔

ابراج شاہ نے اس کے دونوں بازو اوپر اٹھا کر چھپے والی
سیٹ کی پشت پہ پن کرتے ہوئے بے باکی سے آنکھ دبا کر
اسے چھیڑا تو وہ اسکی نظروں کا مرکز اپنے گداز سینے پہ محسوس
کرتی سر تا پیر سرخ پڑی۔

بس۔۔ کروالو۔۔ بکو اس تم سے۔۔۔ وہ جھینپ کر بے
ربط الفاظ میں بولتی اپنے بازو نیچے کرنا چاہ رہی تھی مگر ابراج
انہیں ایک ہاتھ سے قابو کرتا اپنے دوسرے ہاتھ سے اجالا کی
نائٹ شرٹ کے بٹن سیکنڈوں میں کھول گیا۔

اب۔۔ راج!!۔۔۔ وہ اسکی شرٹ کے نیچے سے جھانکتے
سیاہ پردے کو مخمور نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جب اجالا نے
احتجاجاً اسکو پکارا لیکن ابراج نے اثر لئے بغیر اپنا چہرہ اسکے
سینے میں دھنسا دیا۔ وہ بلیک بلاؤز کے اوپر ہی اپنی بٹیروڈ
رگڑنے لگا۔

سس۔۔۔ آہہ۔۔۔ وہ اس میٹھی سی چھبن کو محسوس کرتی
سکھنے لگی۔ اپنی گود میں اسکی مود منٹ محسوس کر کے
ابراج کا وجود ایکٹو ہونے لگا۔

گاڑی کے ٹینڈ شیشے تھے اس لئے وہ بہت ریلکس انداز میں
اسکی گردن اور پردے میں قید ابھاروں پہ اپنے ہونٹوں اور
دانتوں کا لمس چھوڑ رہا تھا۔

تم۔۔۔ نے۔۔۔ مجھے۔۔۔ یہ سب۔۔۔ کرنے کے۔۔۔ لئے
نیند۔۔۔ سے جگایا ہے۔۔۔ وہ بظاہر کلس کر بولی تھی مگر گڑ بڑا
ہی تو گئی تھی اس کے دیوانے لمس پر۔۔۔

ابراج نے آج تک اس کے سینے کو بنا پردے کے مکمل طور پر
نہیں دیکھا تھا، وہ ایک ہی دفعہ انہیں اپنی ویڈنگ ناٹ پہ دیکھ
کر پاگل ہونا چاہتا تھا۔

ہمم! نشہ لگ گیا ہے مجھے تمہاری قربت کا!!۔۔۔ وہ بھاری
لہجے میں بولتا ہوا اسے اوپر کی طرف اٹھا کر جھک کے اجالا کا
پیٹ بہت ہی شدت سے چومنے لگا۔

آہ۔۔۔ بریک۔۔۔ لگاؤ۔۔۔ نا۔۔۔ خود کو۔۔۔ ابھی۔ یہ
نشہ۔۔۔ صحت کے لئے۔۔۔ اچھا نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ۔

رخصتی۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہوئی۔۔۔ اجالا نے آپیں بھرتے

ہوئے ٹوٹی آوازیں اسے باور کروایا۔

بس تھوڑے دن صبر کر لو!! پھر تو میں بلا جھجک اس نشے کی

اوور ڈوز بھی لوں گا تو تم مجھے روک نہیں پاؤ گی۔۔۔ وہ

معنی خیزی سے اسکی آنکھوں میں اپنی سرخ ہوتی آنکھیں

گاڑے بولا اور جان کر اس کی ٹراؤزریں چھپی ناز کی پرہلکا سا

تھپڑ مار کے اسے اچھلنے پر مجبور کر دیا۔

اب۔۔۔ راج!!!۔۔۔ وہ شرم سے نظریں جھکاتی تلملا کے

غرائی۔

آرام سے اچھلو کرو یا رر! میں رخصتی سے پہلے کوئی برانقصان
مول نہیں لینا چاہتا۔۔۔ اسے اچھل کر واپس تیزی سے اپنی
گود میں گرتے دیکھ کر ابراج نے مسکراہٹ دبا کر شریر بے
باک لہجے میں کہتے ہوئے اسکی نچلی گہرائیوں کو زرا شدت سے
اپنے سخت وجود کا لمس فیل کروایا تو اجالا میں نظریں اٹھانے
کی ہمت نہ بچی۔ لال پتھروں کی مانند وہ سرخ پڑ گئی تھی۔
بد تمیز ززز!!۔۔۔ اسکی معنی خیز بات کا مطلب سمجھ کر وہ
شرمندگی سے غرا کر اسکے اوپر سے اٹھنے کی ناکام کوشش کر
رہی تھی جبکہ وہ ہنستا ہوا اسے خود میں قید کئے پچھلی سیٹ پہ

دراز ہوتا اجالا کو مکمل طور پر خود پہ گرا تے اسکے لبوں کو
دوبارہ اپنی حراست میں لے کر ان کا حشر بگاڑنے لگا۔



اجالا کی ساری عید اس دفعہ پھر اس کے سسرال سے آئی
تھی، اور کچھ اس نے خود بھی ابراج کے ساتھ اپنی شاپنگ
کر لی تھی۔ دونوں نے میچنگ رنگ کا لباس پہننا تھا۔
عید الضحیٰ کا دن آن پہنچا تھا، عزیزہ تو کل رات ہی اپنی
دوستوں کے ساتھ جا کر پارلر سے مہندی لگوا آئی تھی مگر

اجالا نے صبح اٹھ کر سیلون جانے کا سوچا تھا کیونکہ اسے ہر
کام سستی سے کرنے میں مزہ آتا تھا۔

نائٹ سوٹ میں ہی ملبوس اپنے ماں باپ کو عید مبارک کہنے
کے بعد وہ جیسے ہی کمرے میں آئی، اس کے فون پر ابراج شاہ
کی کال آرہی تھی۔

اجالا کی صبح آج بھی لیٹ ہوئی تھی، ابراج صبح سے اسے سو
فون کر چکا تھا مگر اسکا فون سائلنٹ پہ تھا۔ اسکی ویڈیو کال
آتے دیکھ کر اجالا نے نچلا لب دانتوں تلے دبا کر گھڑی پہ
وقت دیکھا، دوپہر کا ایک بج رہا تھا۔

عنیزہ نیچے نعمیہ بیگم کے ساتھ کچن میں ہیلپ کروا رہی تھی
کیونکہ ان کے جانور قربان ہو چکے تھے، اب ان کا گوشت بانٹا
جا رہا تھا اور کچھ گھر پرہ ڈشز بنائی جا رہی تھیں۔

اجالا نے سر پرہ ہاتھ مارتے ہوئے ویڈیو کال ریسو کی لیکن اپنا
چہرہ نہ دیکھایا ورنہ ابراج نے اسکی کاہلی پر اسے اچھی خاصی
باتیں سنائی تھیں۔

عید مبارک میری جان! صبح سے فون کر رہا ہوں، کہاں
مصروف تھی یا رر؟ میں قربانی کے دوران بھی تمہیں کالز کر
رہا تھا، ایون میرے کزنز سے ہویلی بھری پڑی ہے لیکن پھر

بھی ابراج شاہ تمہیں نہیں بھولا کیونکہ میں نے تم سے
وفاداری کا وعدہ کیا ہوا ہے جو مجھے تاقیامت نبھانا ہے۔۔۔
ابراج شاہ کال ریسیو ہونے پر شکر ادا کرتا ایک ہی سانس میں
بولتا چلا گیا، وہ اپنے کمرے کا رخ آئینے کی طرف کئے پسینے
سے ہلکے تر بالوں میں ہاتھ گھماتا ہوا اسے اپنی آج کی لک
دیکھانے لگا اور خود بھی اسکو دیکھنے کے لئے بے تاب ہوا جو
اپنا آپ دیکھانے کی بجائے کمرے کی چھت دیکھا رہی تھی۔
اسکے محبت بھرے جملے سن کر اجالا کا دل دھڑکا۔ وہ کن
اکھیوں سے سکرین پہ نظر آتے ابراج کا عکس دیکھتی دل میں

اسکی بلائیں لینے لگی۔ سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس وہ بہت خوبصورت دیکھائی دے رہا تھا، قد اور بھی دراز لگ رہا تھا جبکہ اسکی سرخ و سفید رنگت چمک رہی تھیں۔

خیر مبارک! تمہیں بھی عید مبارک۔۔ میں سو رہی تھی اور
ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔۔۔ اجالا نے آہستہ آہستہ اپنے
فون کا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے نچلا ہونٹ لٹکا کر اسے
صفائی دی۔

واٹ؟؟؟؟ اور میں یہاں صبح سے پاگلوں کی طرح تمہاری عید
کی لک کا انتظار کر رہا ہوں۔ حد ہے یا رر۔۔۔ ابراج نے

فون سنگھار میز کے ساتھ ٹکا کر ہتھیلیوں کو اس پہ ٹکایا اور زرا

ساجھک کے بہت ہی افسوس سے اجالا کو دھیمے لہجے میں

ڈپٹا۔ وہ اسکو نائٹ سوٹ میں بھی بہت حسین لگ رہی

تھی، اسکی گہری نظروں نے ہمیشہ کی طرح بہت غور سے

اجالا کا جائزہ لیا تھا۔

ہونہہ! مجھے کیا پتا تھا کہ میں اٹھوں گی تو اتنا ٹائم ہو جائے گا۔

نیچے قربانی بھی ہو گئی ہے۔۔۔ اجالا نے منہ پھولا کر اپنا

فون بھی ڈریسنگ ٹیبل پہ ٹکایا اور خفگی سے بولتی ہوئی پیرٹکتے

ہوئے الماری کی جانب بڑھ گئی۔

اگر میڈیم نے اپنا فون سائلنٹ پر نہ لگایا ہوتا تو میری کالز
سے تمہاری جاگ کب کی کھل چکی ہوتی۔ خیر اب اتنا پینک
ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی تو عید شروع ہوئی ہے،
تم یہاں میرے سامنے آؤ۔ اس نائٹ سوٹ میں بھی
پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ اجالا کو بے چینی سے تیزی سے ہاتھ
چلا کر وارڈروب سے کپڑے نکالتے دیکھ کر ابراج نے نرمی
سے اسکو شانت کیا۔ ایسا تھوڑی تھا کہ وہ اس کے لئے
سرخی پاؤڈر لگا کر نئے کپڑے زیب تن کر کے تیار ہوتی تو
صرف تب ہی اچھی لگتی؟؟

جب ایک دفعہ محبت ہو جائے تو محبوب ہر حال میں ہی پیارا
لگتا ہے۔

بس کر دو۔ اتنی گندی لگ رہی ہوں۔ خود تو تم شہزادوں کی
طرح تیار شیار ہو چکے ہو اور اب چاہتے ہو میری ساری عید
اس گندی سی حالت میں گزر جائے؟؟۔۔۔ اجالا نے رخ
موڑ کے اسے گھوریوں سے نواز کر منہ پھولاتے ہوئے کہا تو
وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

اووو! تو میں تمہیں شہزادہ لگ رہا ہوں؟۔۔۔ اس کے الفاظ پکڑ
کے انہیں اپنے مطلب میں ڈھالتا ابراج شاہ گھمبیر آوازیں
گویا ہوا۔ اجالا کو ایک دم اپنی زبان کی روانی کا احساس ہوا۔
ہونہ۔۔۔ شہزادے اور تم؟ شکل دیکھی ہے اپنی؟ مغل
بادشاہوں کے دور میں جو ان کے غلام ہوتے تھے نا، وہ بھی
تم سے پیارے تھے۔۔۔ اجالانے اپنے دل کی دھڑکنوں پہ
قابو پا کر لا پرواہی سے جواب دیا اور الماری سے اپنا سیاہ جوڑا
نکال کر پھر سے فون کی اسکرین کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

کبھی جو تم ایک اچھی بیوی بن کے میری تعریف کر دو!!
ہونہ۔۔۔ صبح عید کی نماز پڑھ کے واپس ہو چلی آ رہا تھا تو
راستے میں اتنی آنٹیوں نے میری بلائیں اتاری تھیں۔ کیا پتا وہ
سب دل میں مجھے اپنی بیٹیوں کے لئے بک کر چکی ہوں۔۔۔
ابراج نے پہلے تو شکوہ کیا اور پھر فرضی کالر اچکا کر اپنے
شانے سے نادیدہ گرد جھاڑ کے جتانے والے انداز میں کہا۔
ارادہ اجالا کا دل جلانا تھا۔

تو عید بھی انہی آنٹیوں کے گھران کی بیٹیوں کے ساتھ گزار
لینی تھی۔ مجھے کال کیوں کی ہے؟۔۔۔ اجالا نے دانت

کچکچا کر پھنکارتے ہوئے جواب دیا۔ وہ جانتی تھی کہ ابراج
صرف اسے تنگ کر رہا ہے۔

ہا ہا ہا۔۔۔ جب تم جلتی ہونا، واللہ دل پہ لگتی ہو!۔۔۔ ابراج

شاہ نے ہونٹوں کو گول کر کے اسکو ہوائی کس اچھالتے

ہوئے آنکھ دبا کر بوجھل لہجے میں کہا۔ اجالا کی ریڑھ کی ہڈی

میں سنسناہٹ ہوئی۔ گال شرم سے لال ہوئے۔ ہونٹوں پہ

ہلکی سی مسکراہٹ بھی اٹھ آئی۔ (اب ابراج پہلے کی طرح

اسے بات بات پر روسٹ کر کے اسکا جینا حرام نہیں کرتا

تھا، لیکن اگر کبھی موڈ میں ہوتا تھا تو اسے چھیڑتا بھی بہت
تھا۔ پھر وہ ناراض ہو جاتی تھی اور وہ منا لیا کرتا تھا۔
چلو اب کال بند کرو۔ مجھے شاور لے کر تیار ہونا ہے۔۔۔
اجالا اپنے کھلے بال کان سے چھپے کرتے ہوئے ناک سکوڑ کر
بولی۔

کیوں کال بند کروں؟ مجھے تو اس دن جیسا تمہارا وہ ہاٹ ڈانس
دیکھنا ہے بھتی۔۔

ٹپ ٹپ برسا پانی
پانی نے آگ لگائی؟؟

ہمم؟ یہی گانا تھا نا وہ ساجن والا؟؟۔۔۔ ابراج شاہ شرارت

سے آنکھیں مٹکا کر اسے تنگ کرنے لگا۔ اجالا کی وہ ادائیں

شاید وہ ساری زندگی نہیں بھول سکتا تھا۔

ابراج!!!۔۔۔ اجالا شرم سے لال ہو کر مٹھیاں بھینچتے

ہوئے بچوں کی طرح چلاتی۔

ہاہاہا۔ کیا نظارے تھے وہ یار۔۔ ہو جائے آج پھر ایک

بار؟ ڈانس ایسا کرنا کہ میں اگلے دس منٹ میں سر کے بل چل

کے اسلامباد پہنچ جاؤں۔۔۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکو چھیڑنا

ابھی تک بند نہ کیا۔ وہ ٹھنڈی آبیں بھرنے لگا۔

منہ بند کرو ابراج ورنہ میں بلاک کر دوں گی تمہیں۔۔۔ اجالا

اپنی دو ماہ پہلے والی حرکتوں کو یاد کر کے کانوں کی لوں تک
سرخ پڑتی انگشتِ شہادت اٹھا کر اسے وارن کرنے لگی۔
اس واقعے کو اتنا وقت گزر چکا تھا لیکن ابراج آج بھی اسکو

وہ سب یاد دلا کے چھیڑتا رہتا تھا۔

یا بابا۔۔۔ ارے نہیں مس پا کٹ سائز! یہ ظلم ہر گز مت کیجئے

گا۔۔۔ اور۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔ (ہنستے ہوئے ابراج کی نگاہ

اچانک اسکے خالی ہاتھوں پر ٹکی۔)

یہ تم نے ابھی تک مہندی کیوں نہیں لگوائی؟ میں نے بولا بھی

تھا کہ ٹائم سے لگوا لینا۔۔۔ ابراج نے خفگی سے کہا۔

ابھی جاؤں گی نہ سیلون سے مہندی لگوانے اور تیار

ہونے!۔۔۔ اجالا نے لب چباتے ہوئے خجل ہو کر

جواب دیا۔ وہ جانتی تھی کہ ابراج اسکی مہندی دیکھنے کے

لئے کتنا ایکسائٹڈ تھا لیکن کل رات اسکا سیلون جانے کو دل

نہ کیا۔

کوئی حال نہیں یا۔۔۔ خیر تم پارلر تیار شیار ہونے سکون سے

جاؤ۔ میں زرا اپنے قصائیوں والے گیٹ اپ میں آجاؤں۔

چھریاں چلانے کا بہت دل چاہ رہا ہے۔ تمہارے دل پہ تو
چلا چکا ہوں، اب زرا گوشت کے ساتھ جا کے دو دو ہاتھ کر
لوں۔۔۔ ابراج نے پہلے تو تاسف سے سر جھٹکا اور پھر اپنی
سیاہ قمیض کے بٹن کھول کے اسے کندھوں سے پکڑ کے اپنے
سر سے نکال کر صوفے پہ اچھالتا شوخ لہجے میں بولا۔
دھیان سے! ہاتھ نہ کاٹ لینا، پچھلی عید پر بھی تم نے
شوخیوں میں ہاتھ جلا لیا تھا۔۔۔ یاد ہے نا؟۔۔۔ اجالا نے
بے ساختہ فکر مندی جتائی اور اسکے چوڑے سینے سے نظریں

بھی ہٹا لیں۔ (اپنے کہے کے مطابق وہ اپنی خوبصورتی سے

اسکے دل پہ چھریاں تو واقعی چلا چکا تھا۔)

او کے میڈیم! آئی لویو ٹو۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکی فکر پہ
مسکرا کر فون ہاتھ میں پکڑ کے اسے اسکرین کے تھرو کس
کرتے ہوئے شریر لہجے میں جواب دیا۔

ہا۔۔۔ میں نے آئی لویو کب کہا۔۔۔ اجالا نے سٹیٹا کر
حیرت سے منہ کھولا۔

ابھی ابراج جواباً اسے تنگ کرنے کے لئے کچھ بولتا جب
اسکے دروازے پہ دستک ہوئی۔

جی کون؟۔۔۔ ابراج نے مصروف انداز میں دستک دینے

والے سے پوچھا۔

پارلر سے آکر کال ضرور کرنا۔ اوکے؟ جاؤ اب شاور لے لو۔

مجھے بھی نیچے جانا ہے۔۔۔ ابراج نے محبت سے الوداعی

کلمات کہے جس پر اجالا نے سر کو خم دے کر اسکی طرف

مسکراہٹ اچھالی۔ اس نے کال ڈسکنیکٹ کی تھی جب

پیرزادہ رستم شاہ اندر داخل ہوا۔

ارے لالا آپ؟ میں آپ کی طرف ہی آنے والا تھا۔۔۔ ابراج

خوشگوار سی سے آگے بڑھا۔

عید مبارک!۔۔۔ وہ سنجیدہ وجیہ چہرے پہ مدہم
مسکراہٹ سجا کر اس کے بغلگیر ہوا۔ (یہ ابراج کا وہی کزن
ہے، جس نے عید الفطر کی چاند رات والے دن اسکے جلے
ہوئے ہاتھ کے لئے ڈاکٹر کا انتظام کیا تھا اور اسے زبردستی
انجیکشن لگوایا تھا۔ اسکا اس کہانی میں کوئی رول نہیں ہے۔

یہ جانِ تمنا کے سیزن ٹو کا ایک ہیرو ہے)

خیر مبارک۔۔۔ آپ کو بھی عید مبارک۔۔۔ آئیں۔۔۔ بیٹھیں نا

پیر صاحب۔۔۔ ابراج ہلکا سا مسکرا کر اسے اپنے کندھے

کے حصار میں لئے صوفے کی جانب بڑھ گیا۔

کتنی دفعہ بولا ہے مجھے اتنے بڑے لقب مت دیا کرو۔۔
ابھی میں گدی سنبھالنے کے قابل نہیں ہوا۔۔۔ اپنے لئے
پیر کا لفظ سن کر رستم نے ہمیشہ کی طرح ابراج کو آنکھیں
دیکھا کر سنجیدگی سے کہا اور صوفیہ بیٹھنے کی بجائے
ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھتا اپنے بکھرے بالوں میں انگلیاں
پھیرنے لگا۔

یقین کریں! آپ بہت کچھ سنبھالنے کے قابل ہو چکے ہیں۔
تایا جان کو مزید مت پتائیں اور ان کی بات مان لیں۔۔۔

ابراج نے الماری سے اپنا رف سا ٹراؤزر شرٹ نکالتے

ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

مجھے لگتا ہے کہ تمہارے تایا جان عنقریب مجھے عاق کر دیں

گے۔ خیر میں خود بھی یہی چاہتا ہوں کیونکہ میرے گولز

تھوڑے ڈفرنٹ ہیں۔۔۔ رستم نے ڈھیٹائی سے کندھے

اچکا کر جواب دیا اور اسکے ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑی پرفیومز کو

چیک کرنے لگا۔

Are You for Real?

عاق ہونے کا مطلب جانتے ہیں آپ؟ وہ مرنا جینا ختم کر دیں
گے۔۔۔ ابراج شاہ نے حیرت سے آنکھیں سکیر کر اسکو
یاد دہانی کروائی۔

یہی بہتر رہے گا کیونکہ میں ان کے آستانے کے لیے بہت
unfit اور گنہگار سا بندہ ہوں۔۔۔ پیرزادہ رستم نے گہری
سانس خارج کر کے بھاری ہوتے دل کے ساتھ کہا۔
اب اسکی اور ابراج کی ایک نہ ختم ہونے والی بحث شروع
ہونے والی تھی، ابراج اسکا دل کریدتا رہتا تھا، اسکی آنکھوں
میں چھپے تاثرات کو بھانپ کر مختلف سوالات کرتا تھا اور

ایک وہ ڈھیٹ تھا جو سیدھا جواب دینے کی بجائے باتوں کا
رخ موڑتا رہتا تھا۔



قربانی عید پہ تقریباً تمام سیلوں نے بند تھے کیونکہ مصروفیات زیادہ
تھیں لیکن وہ تو بھلا ہو عزیزہ کا، جس نے اجالا کے لیے ایک
بیوٹیشن سے اپائنٹمنٹ لے رکھا تھا۔

عیزہ صبح ہی تیار وغیرہ ہو کر ماحد سے بات کرنے کے بعد ماں
کے ساتھ کاموں میں مصروف رہی تھی جبکہ اجالا ان سب کو
اطلاع دے کر خود ہی گاڑی ڈرائیو کر کے سیلون روانہ ہو گئی

تھی کیونکہ کوئی بھی فری نہیں تھا جو اسے پار لے کر جا
سکتا۔۔

وہ بالکل ابراج کی پسند کے مطابق تیار ہوئی تھی۔ سیاہ لباس
پر خوبصورت سامیک اپ کروائے بالوں کی سینٹر پارٹیشن
نکلا کے انہیں لوز کر لڑ ڈھلوائے بہت دلکش لگ رہی
تھی۔

اجالا بلز وغیرہ پے کر کے پار لے کر سے نکلنے کی تیاری پکڑ رہی تھی
جب اسکے فون پہ ایک اجنبی نمبر سے کال آئی۔ اس نے لب
بھینچ لئے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ نمبر بدلا کر اسے فون کون کر رہا

ہے۔ وہ اس گھٹیا شخص کے کتنے ہی نمبر بلاک کر چکی تھی

لیکن اسے اثر نہیں تھا۔

کیا تکلیف ہے تمہیں؟؟۔۔۔ اجالا نے فون کان سے لگاتے

ہی غصے سے مضبوط لہجے میں کہا۔

میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم اس کے ساتھ نہیں پینگ آؤٹ

گی لیکن تم پچھلے دنوں پھر اسکے ساتھ آؤٹنگ پہ نکلی ہوئی تھی

اور یہاں تک کہ وہ تمہارے گھر کے باہر تم سے ملنے بھی آیا

تھا۔ کیا تم نے میری باتوں میں عمل کرنا شروع نہیں

کیا؟۔۔۔ وہ دانت پیس کر غصے سے وارن کرنے والے لہجے

میں گویا ہوا۔

ویٹ آمنٹ۔ تمہیں کیا لگا کہ اجالا ابراج شاہ تم جیسے

چھچھندر سے ڈر گئی ہے؟ میں تمہارے کہے کے مطابق اپنی

زندگی کے فیصلے لوں گی؟ ہا ہا ہا۔۔۔ شکل دیکھی ہے کبھی اپنی

شیشے میں؟ تمہاری باتوں پہ عمل کروں گی میں؟ واٹ آجوک۔

یو اسٹوپڈ انیل ذلیل کہیں گے۔۔۔ اجالا نے ڈرنے کی بجائے

طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے اسکی طبیعت درست کرنا چاہی۔

تمہارے الفاظ تم پر بھاری پڑ سکتے ہیں!۔۔۔ انیل نے غصے سے چلا کر اسکو ایک اور دھمکی دی۔

مائی فٹ! میں تم سے تو کیا تمہارے پورے خاندان سے نہیں ڈرتی ہوں۔ ابھی تک میں ابراج اور ماحد بھتیو سے بول کر تمہیں ہاتھوں پیروں سے معذور کروا چکی ہوتی لیکن میں نے ایسا نہیں کیا کیونکہ میں ان کی عید خراب نہیں کرنا چاہتی تھی بٹ آئی گارنٹی یو عید ختم ہوتے ہی تمہاری خیر نہیں ہوگی کیونکہ میں تمہاری اصلیت سامنے لے آؤں گی۔۔۔ مجھے ڈرنے والوں میں سے مت سمجھنا!!۔۔۔ اجالانے لڑکھڑائے بغیر

دبے دبے غصے سے ہر لفظ چبا چبا کر کہتے لال کاٹ کے اس
نمبر بلاک کیا اور سر پہ دوپٹا درست کر کے باہر کی جانب قدم
بڑھا دیتے۔

اسکا دل عجیب سے انداز میں دھڑک رہا تھا لیکن وہ لبوں سے
زبردستی کی مسکراہٹ کھینچ کر لاتی اپنے پاپا کے نمبر پہ فون
ملانے لگی۔

ہیلو پاپا۔۔ میں پارلر سے نکل کر اپنی ایک کلاس فیلو کی طرف
جا رہی ہوں۔ اس نے مجھے انوائٹ کیا تھا۔ ماما کو بتا دیجیے گا
تاکہ وہ پریشان نہ ہوتی رہیں۔۔۔ اجالا نے گاڑی میں بیٹھتے

ہوئے نرمی سے بدر صابری کو انفارم کر دیا جس پہ انہوں
نے اسکو جلدی گھر واپس آنے کی ہدایت دے کر کال بند کر

دی۔

تقریباً رات کے سات بجے اجالا اپنی دوست کے گھر سے نکلی
تھی، اس نے تھوڑی دیر پہلے ابراج کو کال ملائی تھی لیکن وہ
شاید بزی تھا، اس لئے اس وقت ریسو نہیں کی تھی۔

اجالا نے اب ڈرائیونگ سیٹ پہ سوار ہو کر گاڑی سٹارٹ
کرتے ہوئے اسکو ایک دفعہ پھر کال ملائی۔ اندھیرا چھانا

شروع ہو چکا تھا۔ اپنی دوست کے ساتھ تصاویر لیتے ہوئے
اسکو وقت گزرنے کا پتا ہی نہ چلا۔

یار میں تمہیں ہی کال بیک کرنے والا تھا۔ اکیچولی میں اپنے
کچھ دوستوں کی طرف گوشت دینے گیا ہوا تھا اور میرا فون
میرے روم میں ہی رہ گیا تھا اسلئے تمہاری کال کا پتا نہیں
چلا۔۔۔ ابراج شاہ نے کال اٹینڈ کر کے کان اور گردن کے
بیچ ٹکا کر نرم لہجے میں کہا، ساتھ ساتھ وہ منہ پہ چھینٹے مار رہا تھا
کیونکہ زیادہ دیر باہر گرمی میں رہنے کے باعث اسکی جلد حد
سے زیادہ سرخ ہوتی تپ رہی تھی۔

اوو اچھا تو سمٹ گیا قربانی کا سارا گوشت؟۔۔۔ اجالانے
ایکسیلیئر پیر کا دباؤ ڈال کر سٹیرنگ سنبھالتے ہوئے
استفسار کیا۔

ہاں آج کا سارا کام تو تقریباً اچھے سے سمٹ گیا ہے۔ بہت
سے غریبوں کا پیٹ بھی بھر دیا اللہ کے فضل سے۔۔۔ تم
بتاؤ، ہو گئی تیار؟ ویڈیو کال اٹھاؤ۔۔۔ ابراج نے تفصیلی
جواب دے کر ٹاول سے چہرہ صاف کر کے اسکو ویڈیو کال
ملائی۔

اجالا نے بریک لگادی، کال ریسیو کر کے سامنے ونڈ اسکرین
کے ساتھ فون ٹکایا اور مسکرا کر اپنے اوپر والی لائٹ آن کر
دی تاکہ ابراج سکون سے اسے دیکھ سکے۔ اس نے اسکی لک
دیکھنے کے لئے آج کافی انتظار کیا تھا۔

ابراج شاہ کے چہرہ صاف کرتے ہاتھ رک گئے، اس نے
ٹھہر کر محبت سے اسکے ہر نقش کو دیکھا جو لائٹ سے میک
اپ سے اور بھی نکھرا ہوا لگ رہا تھا اور اس پہ تضاد سیاہ
رنگ اس پہ بے حد اچھا لگ رہا تھا۔ اجالا نے سر پہ دوپٹا لے
رکھا تھا۔

ابراج کو آنکھوں میں محبت اور شدت کے ڈھیروں تاثرات
لے دیکھ کر اجالا کی پلکیں لرزیں، اس نے مسکراہٹ دبا کر
اسے چھپڑنے کی غرض سے کار کی اندرونی لائٹ کو واپس بند
کیا اور پھر سے گاڑی کو سڑک پہ دوڑانے لگی۔

ویٹ آمنٹ۔۔ تم رات کے اس وقت ڈرائیونگ کیوں کر
رہی ہو؟ وہ بھی اکیلے؟۔۔۔ ابراج جو دل میں ماشاء اللہ بولتا
ہوا لبوں سے اسکی تعریف کرنے ہی والا تھا، نوٹ کرنے پہ
اسے معلوم ہوا کہ وہ کار ڈرائیو کر رہی ہے جس پہ اس نے
حیرت اور بے چینی سے سوال کیا۔

ابھی سات ہی تو بجے ہیں۔ ایک دوست کی طرف گئی تھی،
اب گھر واپس جا رہی ہوں۔۔۔ اجالانے بد مزہ ہو کر منہ
پھولا کے جواب دیا۔ وہ تو اپنے لئے تعریف وہ جملوں کا
انتظار کر رہی تھی۔

واٹ؟ تمہارا دماغ صحیح ہے؟ حالات دیکھے ہیں تم نے آج کل
کے؟ پایا کہاں تھے تمہارے؟ اور ڈرائیور؟ عزیزہ ساتھ نہیں آ
سکتی تھی؟۔۔۔ ابراج کا پارہ ہائی ہوا، وہ دبے دبے غصے
سے اسکو ڈانٹنے لگا۔

مجھ پہ غصہ کیوں رہے ہو؟ کال بند کر کے بلاک کر دوں گی
میں۔۔۔ اجالا نے خفا ہو کر ہمیشہ والی دھمکی لگائی اور
ڈرائیونگ کرنا جاری رکھی۔

میں غصہ نہ کروں تو اور کیا کروں؟ گاڑی تمہیں ٹھیک سے
ڈرائیو نہیں کرنی آتی۔۔۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر پینک تم ہو
جاتی تھی۔ چڑیا سے چھوٹا دل ہے تمہارا اور تم اس وقت
اکیلی ڈرائیونگ۔۔۔ فار گاڈ سیک۔۔۔ ابراج کا لہجہ ہنوز
نرم نہیں ہوا تھا۔ وہ کبھی اس پہ بے فضول پابندیاں نہیں

لگاتا تھا لیکن اسے اجالا کا اس وقت یوں اکیلے ڈرائیو کرنا اچھا
نہیں لگ رہا تھا۔

میں بچی نہیں ہ۔۔۔ ابھی اجالا دانت کچکچا کر کوئی جواب
دیتی جب ایک دم اپنے سامنے آتی گاڑی کو رکتے دیکھ کر اس
نے تیزی سے بریک پہ ہاتھ رکھا۔

اجالا؟؟؟ آریو اوکے؟؟۔۔۔ اسکے یوں ہلکا سا چیخ کر بریک
لگانے پر ابراج کا دل حلق میں آیا، اس نے بے تابی سے اسکو
پکارا۔

ہاں۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ اپنے سامنے انیل کی گاڑی دیکھ کر اجالا
لڑکھڑاتی آوازیں اپنی گاڑی ریورس کرنے والی تھی کہ اپنے
مجھے بھی ایک بڑی سی گاڑی کو راستہ بلاک کرتے دیکھ کر وہ
گھبرا کے اپنے ماتھے پہ آتا پسینہ صاف کرنے لگی۔

اجالا!! میری بات سنو، فوراً سے پہلے مجھے اپنی لائیو لوکیشن
شتیر کرو۔۔۔۔۔ ابراج کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا،
اسے کچھ برا ہونے کا احساس ہونے لگا۔

ابراج۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ ڈر۔۔۔۔۔ لگ رہا۔۔۔۔۔ ہے۔۔۔۔۔

انیل۔۔۔۔۔ اجالا کے لبوں سے صرف یہی الفاظ نکلے تھے

جب اسکی سائیڈ کے آدھ کھلے شیشے سے اسکا فون تیزی سے
کھینچ کر بند کر دیا گیا۔

اجالا؟؟؟؟۔۔۔۔۔ کال ڈسکنیکٹ ہونے پر ابراج چلایا، اس
نے ہلکے کانپتے ہاتھوں سے اسکو دوبارہ کال ملائی لیکن نمبر بند
جانے لگا۔

واٹ دا ہیل۔۔۔ وہ زوروں سے دھڑکتے دل سے غرا کر بنا
سوچے سمجھے اب مقاصم کو کال ملا رہا تھا۔ اسکے پیر تیزی سے
حرکت میں آئے تھے، وہ گاڑی کی چابی پکڑے دیوانہ وار اپنے
کمرے کے دروازے کی جانب بھاگا۔

Scene to be Continued...

ابراج!!!--۔۔ اسے پریشانی سے بھاگنے کے انداز میں اپنی
گاڑی کے قریب جاتے دیکھ کر اپنی ہویلی کی چھت پہ کھڑے
رستم شاہ نے اسکو بلند آواز لگائی۔ (ابراج اور رستم کی
ہویلیاں زیادہ فاصلے پر نہیں تھیں۔ جنہوں نے پچھلی قسط
پڑھی ہے، ان کو پتا چل گیا ہو گا کہ رستم کون ہے؟)
ابراج؟؟ کہاں جا رہے ہو؟۔۔۔ اسکو اپنی طرف متوجہ نہ
ہوتے دیکھ کر رستم شاہ نے ایک دفعہ پھر اسکو پکارا، اس

دفعہ اسکی آواز پہلے سے کئی گنا بلند اور رعب دار تھی۔

ملازموں نے اس کے اشارے پر آگے بڑھ کے ابراج کو
احترام سے اسکی طرف متوجہ کروایا جو پاگلوں کی طرح کسی کو
فون پر فون ملا رہا تھا۔

ابراج نے فون سے نظریں ہٹا کر اپنی گردن کو بلند کیا تو اسے
رستم سوالیہ نگاہوں سے اپنی طرف دیکھتا ہوا نظر آیا۔ ابراج
کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے، اس نے مقاصم کو
اطلاع دے دی تھی کہ فوراً سے پہلے اجالا کی لوکیشن ٹریس
کرے۔ وہ اور صارم اسلامباد میں تھے، باریق اپنے سسرال

گیا ہوا تھا جبکہ ماحد اور ابراج تو کراچی عید کرنے آئے
ہوئے تھے۔۔

ابراج کا بس نہیں تھا کہ وہ اڑ کر اسلامباد پہنچ جائے، وہ فی
الحال اس سارے ماجرے کی کسی کو بھنک بھی نہیں لگوانا
چاہتا تھا اسلئے اس نے رستم کو دیکھ کر محض نفی میں سر ہلایا،
ملازم کے ہولسٹر سے پسٹل جھپٹ کر اپنی قمیض کی جیب میں
اڑسی اور دوسرے ہاتھ سے شیر زمان کا بازو اس بے دردی
سے دبوچا کہ اس کی انگلیاں ملازم کے گوشت میں دھنس
گئیں۔

شیر زمان! ابھی کے ابھی۔۔ اسی وقت بابا جان کے پرسنل

مینجر کو فون ملاؤ۔ مجھے اسلام آباد کی اگلی فلائٹ میں ہر قیمت

پر سیٹ چاہیے۔ مجھے ائیر لائن سے فرق نہیں پڑتا، مجھے سیٹ

چاہیے۔ اگر ٹکٹ نہیں ہے تو انہیں بولو ڈبل ٹریپل قیمت

لیں، کسی کی سیٹ کینسل کروائیں لیکن دس منٹ کے اندر

میرا بورڈنگ کارڈ میرے ہاتھ میں ہونا چاہیے!۔۔۔ اس کی

آوازیں ایسی سفاکی اور تڑپ تھی کہ شیر زمان ہکلائے لگا۔

اتنی جلدی یہ انتظام بھلا کیسے ہو سکتا تھا، اس ملازم کا اپنا دماغ

چکرانے لگا۔

ابراج نے کانپتے پسینے سے تر ہاتھوں سے اپنے نمبر پہ آتی
مقاہم کی کال اٹھائی۔ اس کے تاثرات اس وقت اتنے
سخت تھے کہ رستم ایک منٹ کی بھی دیر کئے بغیر یہ سارا
منظر دیکھ کر فوراً سے پہلے نیچے کو بھاگا۔ اسے کچھ غلط لگا
تھا۔ وہ دور سے بھی ابراج شاہ کے چہرے کی پریشانی سے
سفید ہوتی رنگت بھانپ گیا تھا۔

اگر اجالا کی لوکیشن ٹریس نہیں ہو رہی تو اس حراذادے
انیل کے نمبر یا گاڑی کو ٹریس کر۔۔۔ ابراج شاہ دوسری
طرف سے بات سن کر غصے سے چلایا۔ وہ کال پر اجالا کے

آخری الفاظ سن چکا تھا جس میں اس نے انیل کا نام لیا تھا

اسلئے ابراج کا پہلا شک اسی پر گیا تھا۔ اسکی آواز میں شدید

خوف تھا، کسی کو کھودینے کو ڈر!!

وہ مزید کچھ سن اور بول رہا تھا کہ اگلے ڈیڑھ منٹ میں ایک

مہربان ہاتھ نے اس کے کندھے پر اپنی گرفت جمائی۔

ابراج نے بولتے ہونٹوں کی حرکت روک کر گردن ترچھی کی

تو اپنے سامنے رستم کو پایا جو اسکے کان سے فون ہٹا کر کال

کاٹ چکا تھا۔

کیا ہوا ہے؟ مجھے ساری بات بتاؤ؟ تھوڑی بہت تو میں سن
ہی چکا ہوں۔۔۔ پیرزادہ رستم نے ہر لفظ پہ زور ڈال کر
سنجیدگی سے سوال کیا۔

ابراج نے آنکھوں میں شدید سرخی لئے ایک پل اسکی طرف
دیکھا اور اگلے ہی لمحے اسکے گلے لگ گیا۔ رستم شاہ کو اسکی
دھونکنی کی مانند تیز دھڑکنوں کی آواز اپنے کانوں میں سنائی
دی۔

لاالا۔۔۔ مجھے بہت۔۔۔ ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ ابراج شاہ کی آواز
آج شاید پہلی مرتبہ خوف سے یوں ٹوٹی تھی۔ اسے اپنے کراچی

آنے پر افسوس ہونے لگا۔ اسے کراچی اور اسلامباد کے

درمیان یہ لمبا فاصلہ شدید زہر محسوس ہوا تھا۔

آئی سیڈ ساری بات بتاؤ؟۔۔۔ رستم نے اپنے الفاظ دوبارہ

دہرائے تو ابراج نے اس کے کندھے میں چہرہ چھپا کر کانپتی آواز

میں اسے ساری تفصیل دینا شروع کر دی۔ ملازم ابراج کے

حکم کی تعمیل کیلئے کب کا یہاں سے جا کر کسی ارجنٹ فلائٹ

کا پتا کر رہا تھا۔

ریلکس ہو جاؤ۔۔۔ میرا جگری دوست اس وقت اسلامباد میں

ہے جس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن وہ کسی کا بھی کچھ بھی

بگاڑ سکتا ہے۔ میری ایک فون کال پر تمہاری بیوی اگلے
آدھے گھنٹے میں ایک محفوظ لوکیشن پر ہوگی اور تمہارے مجرم
کو ٹھہری میں قید ہوں گے لیکن۔۔۔ پیرزادہ رستم بہت پر
اعتمادی سے بولتے بولتے رک گیا۔

لیکن کیا؟۔۔۔ ابراج شاہ نے بے تاب ہو کر اس کے کندھے
سے سر ہٹایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

لیکن مجھے یا اسے جب بھی تمہاری ضرورت پڑے گی، تمہیں
ہمارا ساتھ دینا ہو گا چاہے وہ کام کتنا ہی خطرناک یا رسکی
کیوں نہ ہو! ڈیل ڈن؟۔۔۔ پیرزادہ رستم نے ہونٹوں پہ ایک

پر اسرار مسکراہٹ سجا کر اسکا گال تھپتھپاتے ہوئے شرط
رکھی۔

واٹ؟ وہاں میری بیوی خطرے میں ہے اور آپ کو ڈیلز ڈن
کرنے کی پڑی ہوئی ہے؟ اتنی سفاکی کی امید نہیں تھی مجھے
آپ سے۔۔ اور میں آپ کے دوست پہ کیسے بھروسہ کر
لوں؟ میں خود کافی ہوں اپنی بیوی کو بچانے کے لئے۔۔۔
ابراج شاہ غصے اور خفگی کے ملے جلے تاثرات میں پھنکارتا
ہوا اس سے الگ ہوا۔

تم میرے اس دوست سے ایک دفعہ مل چکے ہو اور بہت
مرعوب بھی ہوئے تھے اسکی اتھری پر سنیلٹی سے۔۔ باقی
اگر تم خود ہیرو بن کر بیوی کو بچانا چاہتے ہو تو یہ کوئی فلم نہیں
ہے جہاں تم اڑ کے منٹوں میں اسلامباد پہنچ جاؤ گے۔۔ یہ
ریئلٹی ہے۔۔ اگر تم کراچی سے اسلامباد کا سفر بائے روڈ
طے کرو گے تو تمہیں کم از کم چودہ سے پندرہ گھنٹے لگیں گے،
اور اگر عید کے دن تمہیں خوش قسمتی سے کوئی ارجنٹ
فلائٹ مل جاتی ہے تو تمہیں اسلامباد جاتے ہوئے اڑھائی
سے تین گھنٹے لگیں گے۔۔ دونوں صورتوں میں میری ڈیل

فائدہ مند ہے۔ صرف آدھے گھنٹے سے بھی کم وقت میں
تمہاری بیوی کی زندگی بالکل سیف ہوگی۔۔۔ فیصلہ تمہارا
ہے۔۔۔ پیرزادہ رستم نے بہت ہی تفصیل سے اپنی بات
کہہ کر سنجیدگی سے کندھے اچکائے اور جیب سے فون نکال
کر اس پہ انگلیاں چلانے لگا۔ ابراج شاہ نے اس کے اتنے
ریلیکس انداز پہ اسے غصے سے تیوریاں چڑھا کر دیکھا لیکن
مجال ہے جو اس ڈھیٹ پر کوئی اثر ہوا ہو۔۔

آپ اتنے Mean کیوں ہیں؟؟ پہلے مجھے لگتا تھا کہ تایا جان آپ
کے ساتھ زیادتی کر جاتے ہیں لیکن یونو واٹ۔۔ وہ آپ کی

مٹی پلید کر کے بالکل ٹھیک کرتے ہیں۔۔۔ ابراج شاہ خفگی
سے پیرٹکتے ہوئے غرایا۔ رستم نے اسے حقیقت سے آگاہ
کر کے ہوش کی دنیا میں لاپٹکا تھا۔ اگر ان دو شہروں میں اتنا
سارا فاصلہ نہ ہوتا تو وہ رستم کا یہ ایٹیوڈ دیکھ کر کبھی بھی اس
سے مدد لینے پر راضی نہ ہوتا۔۔

اگر تم نے اپنی زبان مزید چلائی تو میں اپنی آفر کینسل بھی کر
سکتا ہوں۔ پھر اگلے چوبیس گھنٹوں تک مجنوں بن کر تڑپتے
ہوئے اپنی لیدا کو ڈھونڈتے رہنا۔۔۔ رستم شاہ نے اسکو

ایک زوردار گھوری سے نواز کر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں
سے اس کے کالر کی نادیدہ گرد کو جھاڑا۔

مجھے آپ کی شرط منظور ہے لیکن اگر اس دوران میری بیوی
کو ایک خراش بھی آتی تو میں اس انیل کا قتل بعد میں کروں گا
اور پہلے آپ کے دوست کی شہہ رگ اڑاؤں گی۔۔۔ ابراج
شاہ دانت کچکچا کر ہر لفظ پہ زور ڈالتے ہوئے دبی دبی آواز
میں برہمی سے برسا۔

اوکے! لیکن میری ڈیل لازمی یاد رکھنا!۔۔۔ رستم نے
لاپرواہی سے اپنے بالوں میں ہاتھ گھما کر اسے آنکھ ونک کی

اور اپنی فیورٹ لسٹ میں موجود اس واحد نمبر پر کال ملانے

لگا جو ایک پشتو لفظ ”Khaza“ (بیوی) کے نام سے سیو

تھا۔

ابراج اب اسے سخت نظروں سے گھورتا دھڑکتے دل سے
دوبارہ اجالا کے نمبر پہ ٹرائے کرنے لگا جبکہ پیرزادہ رستم فر فر

پشتو زبان میں کال پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ ابراج نے

اسکی پختون زبان میں اتنی روانی دیکھ کر حیرت سے آنکھیں

پھیلائیں۔ کال پر دوسری جانب موجود ہستی شاید نخرے

کرنے یا بھرم دیکھانے میں مصروف تھی اور رستم لہجے کو
میٹھا کتے پشتو زبان میں اسے کچھ سمجھا رہا تھا۔

ابراج شاہ نے اسکا اس قدر شیریں لہجہ آج سے پہلے کسی کے
لئے محسوس نہیں کیا تھا۔

تم اسلامباد جانے کی تیاری پکڑو۔۔ تمہارے بابا جان کو میں

سنبھال لوں گا۔ اگلے چند منٹوں میں تمہارا بورڈنگ پاس

تمہارے ہاتھ میں ہو گا۔۔۔۔۔ کال بند کرنے کے بعد رستم

شاہ اب سنجیدگی سے ابراج کو مخاطب کر کے انگلیوں کو

سکرین پہ تیزی سے چلاتا کسی کو یسج کر رہا تھا۔



آہ۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ کہاں لے کر جا رہے ہو۔۔۔ اجالا

نے چلاتے ہوئے اس سے اپنا بازو چھڑوانے کی ان تھک
کوشش کی۔ وہ گھٹیا شخص اسے نجانے کس سنسان بلڈنگ
میں لے کر آگیا تھا۔ ساتھ اس کے کچھ دوست بھی تھے جو
اسکی مدد کرنے کے بعد یہاں سے فرار ہو گئے تھے۔

انیل کے ساتھ اب اسکا صرف ایک دوست تھا جس کے پیسے
پر وہ عیاشیاں کرتا تھا۔

بہت زبان چل رہی تھی تیری کال پر؟؟ ابھی بتاتا ہوں تجھے
***۔۔۔ انیل نے غرا کر اسے بازو سے جکڑتے ہوئے ایک

کرسی پر بٹھا کے رسی سے باندھنا شروع کر دیا۔

ابراج تمہیں جان سے مار دے گا۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ اجالا

چختے ہوئے جھپٹانے لگی، وہ ان رسیوں کو خود سے دور

کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

میں نے تمہیں چانس دیا تھا کہ تم عزت سے اس سے طلاق

لے کر مجھ سے شادی کے لئے راضی ہو جاؤ لیکن تم نے

مجھے ہمیشہ ریبکٹ اور بے عزت کر کے یہ راستہ اپنانے پہ

مجبور کیا ہے۔۔۔ اب تم کال پر اس سے طلاق مانگو گی ورنہ میں

تمہارا وہ حشر کروں گا کہ تم خود کو پہچاننے سے بھی ڈرو

گی۔۔۔ انیل ہر لفظ چبا چبا کر بولتا وحشی انداز میں چیخا اور

اسکے گرد رسی کی گرفت بے حد مضبوط کرنے لگا۔

ارے چھوڑنا یہ طلاق اور شادی والا ڈرامہ۔۔۔ دونوں مل کر

اس رات کا مزہ لے کے اپنی عید مناتے ہیں اور صبح اس

امیر زادے سے تاوان لے کر اسے آزاد کر دیں گے۔۔۔

انیل کے دوست نے منہ کے زاویے بگاڑ کر خباثت سے

کہتے ہوئے اجالا کے وجود کو غلیظ نظروں سے دیکھا۔

آئیڈیا ویسے برا نہیں ہے جان۔۔۔ ویسے بھی یہ ایمپریس
ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔۔۔ بہت ڈھیٹ ہڈی کی
ہے۔ اتنی بڑی گاڑی سے ایمپریس نہیں ہوئی تھی جو میں نے
تجھ سے کتنے ماہ ادھار لے رکھی تھی، شادی کے بعد بھی یہ
مجھے ذلیل ہی کرے گی تو کیوں نا آج ہم رات ہم دونوں مل
کے اس حسینہ کو ذلیل کریں؟۔۔۔۔۔ انیل نے پرسوج
انداز میں اجالا کو دیکھ کر منافقت سے قہقہہ لگایا تو اجالا کا دل
حلق میں آنے لگا۔ اسے بے ساختہ ابراج کی باتیں یاد آئیں۔

(انیل مجھے نو سر باز لگتا ہے۔ یہ دو نمبر بندہ ہے۔۔ مجھ سے
شرط لگا لو یہ گاڑی بھی اسکی نہیں ہے۔۔ اسکی نیت ٹھیک
نہیں ہے۔)

ابراج اکثر اس کے متعلق ایسے تبصرے کرتا تھا اور اجالا
اسے سیریس نہیں لیا کرتی تھی، اس نے تو بس ابراج کو
جلانے کے لئے اسکو پب جی آئی ڈی تھی اور اسکے بعد انیل
نے اسکی جان نہیں چھوڑی تھی۔

دیکھو! میری۔۔ بات۔۔ سنو۔۔ یہ ٹھیک۔۔ نہیں ہے۔۔
انیل۔۔ میرے قریب مت آنا۔۔ انیل اور اسکے

دوست کو درندوں کے روپ میں اپنے نزدیک آتے دیکھ کر
رسیوں سے جکڑی اجالا اپنی کرسی کو چھب دھکیلنے کی سعی
کرنے لگی۔ اجالا کو دل خوف سے کانپ رہا تھا۔

وہ دونوں درندے ایک دوسرے کو آنکھ مار کر قہقہہ لگاتے
ہوئے اس پہ جھپٹنے والے تھے کہ اگلے ہی لمحے ان دونوں کی
پنڈلیوں پر ایک ہی وقت میں فائر ہوا تھا۔

آہہہ۔۔۔ اس اچانک افتاد پر انیل اور اسکا دوست چختے
کراہتے ہوئے ایک دوسرے پر ڈھیر ہوئے جبکہ اجالا کی
آنسوؤں سے تر آنکھوں میں گولیوں کی شدید آواز سن کر مزید

خوف سمٹ آیا۔ اس نے دھڑکتے دل سے اوپر کی جانب
دیکھا تو ایک اجنبی لمبے چوڑے مرد کو اپنی جانب آتے دیکھتا
پایا جس کی کڑی نظروں کا مرکز اسکا وجود نہیں بلکہ انیل اور
اسکا ساتھی تھا۔

وہ آگے بڑھا، اپنے خوبصورت تنے نقوش کے زاویے بگاڑ کر
اس نے بہت ہی بیزاری اور بے دردی سے ان درندوں کے
چہروں پر اپنی پشاورى چپل سے ٹھوکریں ماریں تو ان کی
چینخوں میں مزید اضافہ ہوا۔

انیل اور اسکا دوست حیرت سے اس بھرپور جوان مرد کے
دیوہیکل وجود کو دیکھ رہے تھے۔ انہیں تو لگا تھا کہ شاید
ابراج نے ان پر حملہ کیا ہے مگر وہ نجانے کون تھا جو اب
نیچے جھک کر ان دونوں کے ہونٹوں پر ٹیپ لگا چکا تھا۔ اپنی
جیب سے چاقو نکال کر اس نے اجالا کو دیکھے بغیر جھکی ہوئی
نظروں سے اسکی رسی کی گرہ پہ ہلکا سا کٹ لگا کر اسے اس
سخت گرفت سے آزاد کروایا اور گھٹنوں کے بل جھک کر
انیل اور اسکے دوست کی دونوں آنکھوں کے ارد گرد گہرے
کٹ لگا دیئے۔ ان کی چیخیں اب لبوں پر ٹیپ کے باعث

حلق میں گھٹ رہی تھیں جبکہ اجالا نے بھیگی آنکھوں میں
حیرت اور خوف لئے رسیوں کو خود سے دور کیا اور خود پہ اپنا
دوپٹا درست کرتی ہوئی ہمنوز تعجب سے اس مرد کو دیکھنے لگی جو
نجانے کہاں سے آیا تھا اور اسکی مدد کیوں کر رہا تھا۔
تم دونوں کی وجہ سے مجھے ایک انتہائی ضروری کام (دیدار)
چھوڑ کر آنا پڑا ہے۔ جی چاہ رہا ہے اپنے ہاتھوں سے کھال
ادھیڑ کے رکھ دوں!!۔۔۔ وہ ان دونوں کی پیشانی پر اپنے
چاقو سے "DK" لکھتا ہوا غصے سے بھاری آواز میں دھاڑا۔ (یہ
کردار بھی جانِ تمنا کے سیزن ٹو "جہانِ تمنا" کا ایک کردار

ہے، اسکا نام کمٹنس میں گیس کریں؟ میں شیور ہوں کہ آپ

لوگ اس کردار کا اندازہ نہیں لگا پائیں گے (🤡)

اسکی رعب دار آواز سن کر انیل اور اسکا دوست تو جو کانپ

کر چیخ رہے تھے، اجالا بھی اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔

اس نے اب یہاں مزید ٹائم ویسٹ کرنے کی بجائے اپنے

خاص بندے کو آواز لگائی، وہ سیکنڈوں میں دوڑتا ہوا سر

جھکاتے اسکے قریب آکھڑا ہوا۔

گاڑی میں ڈالو ان مردودوں کو!۔۔۔ اس نے اپنی دونوں
پسٹلز کی نال پر پھونک مار کے اپنے ملازم کو بلند آواز میں حکم
دیا۔

جی بہتر۔۔۔ وہ ملازم تابعداری سے جواب دے کر کرسی
کے پاس پڑی رسی اٹھا کے انیل اور اسکے دوست کو باندھنے
لگا۔

میرے ساتھ چلو محترمہ!۔۔۔ اس نے اب اپنی غصیلی
نظروں کو انیل اور اسکے دوست سے ہٹا کر اجالا کو دیکھے بغیر

اسے بے حد سنجیدہ لہجے میں حکم دیا کیونکہ رستم کا حکم تھا کہ

انہیں سزا ابراج شاہ خود دے گا۔

لیکن۔۔۔ میں۔۔۔ آپ۔۔۔ کے ساتھ۔۔۔ کیوں جاؤں؟۔۔۔

اجالا نے آنسو بہاتے ہوئے ہنوز خوف سے پوچھا۔ اسے

اس کی نظروں کا خود کی طرف نہ اٹھنا جہاں اچھا لگا تھا، وہی پہ

اسکے رعب و دبدبے سے ڈر بھی محسوس ہو رہا تھا۔

اجالا کے سوال پر اس نے غصے سے چڑ کر اپنے بالوں میں

ہاتھ گھمایا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر رستم کے نمبر پر کال ملا

دی۔

دا محترمہ پہ خیلو پو بشتنوز ما غزہ خوری کہ چیری دا پہ راتلونکو
دیر شو سیکندونو کی خاموشہ نہ شوہ او راسرہ رانہ غلہ، نو دغلته بی پی
ایلہ کرم پہ خیلہ ژبہ ورتہ پوہہ کرہ! (یہ محترمہ اپنے سوالوں سے
میرا دماغ چاٹ رہی ہے۔۔ اگر یہ اگلے تیس سیکنڈ میں
خاموش ہو کر ساتھ نہ چلی تو یہی چھوڑ جاؤں گا اسے۔۔ سمجھا
دے اپنی زبان میں۔۔) وہ پختون لب و لہجے میں غصے سے
رستم سے مخاطب تھا۔ اسکی باتیں اجالا کے سر کے اوپر سے
گزریں۔ وہ ابھی تک روتی ہوئی ابراج کو یاد کر رہی تھی۔

اسکے پاس فون بھی نہیں تھا کہ وہ ابراج یا اپنے گھر والوں کو
کال ملا سکے۔

آرام سرہ کبینہ۔۔ فون سپیکر تہ کرہ اوزما دکدی سرہ می خبری
وکرہ۔ (شانت ہو جا۔۔ فون اسپیکر پہ کر کے میری گڑیا سے
بات کروا)۔۔۔ رستم شاہ نے ریلکس انداز میں جواب
دے کر سیگرت لبوں سے نکال کر دھواں ہوا میں اڑایا۔ وہ
بخوبی جانتا تھا کہ مقابل اتنے غصے میں کیوں ہے، اسکے لہجے
میں دیدارِ یار میں خلل پڑنے کی تلملاہٹ واضح تھی جسے

محسوس کر کے رستم کے عنابی لب ہولے سے مسکرا رہے
تھے۔

ڈی کے نے جواباً کچھ کہے بغیر جھنجھلا کے فون اسپیکر پہ کر
دیا۔

گڑیا! میں رستم ہوں، ابراج کا کزن۔۔۔ اگر تمہیں یاد ہو تو
عید الفطر پر ہماری ایک سے دو منٹ کی گفتگو ہوئی تھی۔ یہ
میرا دوست ہے، اسکی گاڑی میں بیٹھ جاؤ، یہ تمہیں خیریت
سے تمہارے گھر پہ چھوڑ دے گا۔ ابراج کے کہنے پر ہی یہ
تمہیں ریسیکو کرنے آیا تھا، ابراج خود بھی اگلے دو گھنٹے میں

اسلامباد پہنچ جائے گا۔۔۔ رستم اب اسے نرم لہجے میں
تفصیل سے آگاہ کر رہا تھا۔ اجالا اسے پہچان گئی تھی۔ اسکی
آنکھوں میں آنسوؤں کی روانی تیز ہوتی۔ صد شکر کہ اس کی
عزت بچ گئی تھی۔

جی۔۔۔ لا۔۔۔ اجالا نے آنسوؤں سے نم آواز میں سر کو خم
دے کر اپنے جسم کے گرد دوپٹے کی گرفت کو اور مضبوط کر
لیا۔ خدا گواہ ہے کہ ڈمی کے کو اس کے آنسوؤں سے فرق نہیں
پڑا تھا، اسکی آنکھوں کے سامنے صرف ایک صنفِ نازک کا

چہرہ لہرا رہا تھا جو اگر روتی تھی تو اسکی جان نکال کر ہتھیلی پہ
لے آتی تھی۔

کال بند ہو گئی تو ڈی کے نے تیز قدموں سے اپنی گاڑی کی
طرف بڑھنا شروع کر دیا، اجالا تھوک نگلتی سر اور وجود پہ
دوپٹا لے اسکے چھپے چلنے لگی۔ وہ لمبی ٹانگوں والا شخص
سیکندڑوں میں اپنی گاڑی تک پہنچ کر ڈرائیونگ سیٹ پہ سوار
ہوتا گاڑی بھی سٹارٹ کر چکا تھا جبکہ اجالا چاہ کے بھی اسکی
سپیڈ سے میل نہ کھا پائی۔

شکریہ لالا۔۔ اندر آجائیں آپ۔۔۔ جیسے ہی ڈمی کے نے
اجالا کے گھر کے گیٹ کے قریب آکر گاڑی روکتے ہوئے
اسے باہر نکلنے کا اشارہ کیا تو اس نے بھیگی آوازیں اس کا
شکریہ ادا کر کے اسے اندر آنے کی دعوت دینا ضروری
سمجھا۔ اس کا رعب بالکل رستم جیسا تھا اسلئے اس نے اسکو
بھی لالا ہی بول دیا تھا جیسے ابراج اپنے بڑے بھائیوں یا کزنز
کو احتراماً بلاتا تھا۔ سارا سفر بہت خاموش گزرا تھا۔ اجالا خود
کو جتنا محفوظ ابراج کے ساتھ سفر کے دوران سمجھتی تھی،
اتنا ہی سیف اس نے ڈمی۔ کے ساتھ بھی فیل کیا تھا۔

نو تھینکس محترمہ!۔۔ اس نے اجالا کی جانب دیکھے بغیر دو

ٹوک جواب دیا۔ وہ شاندار مرد سٹیرنگ پر انگلیاں جمائے

اسکے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اسکے مختصر جواب پر اجالا

نے اسے فورس کرنا ضروری نہ سمجھا اور سر کو خم دے کر

اسکی گاڑی سے نکل کے دروازہ دھیرے سے بند کر دیا۔

ڈمی کے نے گاڑی تب تک آگے نہ بڑھائی جب تک اجالا اپنے

گھر کے اندر اینٹرنہ ہو گئی۔ اسکا اس لڑکی سے کوئی رشتہ نہیں

تھا لیکن اسے ذمہ داری سوچی گئی تھی اور ڈمی کے اپنے

ذمے لیا گیا ہر کام بہت پرفیکٹ انداز میں کیا کرتا تھا۔



ابراج شاہ اسلامباد پہنچ گیا تھا اور اسے خبر بھی مل گئی تھی کہ
اجالا کو حفاظت سے اسکے گھر پہنچا دیا گیا ہے لیکن وہ اپنے
سرال جانے کی بجائے ڈمی کے کی بتائی ہوئی وکیشن کی
طرف روانہ تھا جہاں اس نے انیل اور اسکے دوست کو قید کر
رکھا تھا۔

فلانٹ میں ابراج اس قدر بے چین تھا کہ اسے اپنا دل گھرے
سمندر میں ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اگلے دس منٹ
میں ایک خفیہ جگہ پر پہنچ گیا تھا جس کا پتہ اسے دیا گیا تھا۔

گاڑی سے اتر کر وہ اندر کی جانب بڑھنے لگا تو اسے راہداری
سے ہی ڈی کے باہر نکلتا دیکھائی دیا جس نے فرشتہ بن کر اسکی
بیوی کی جان بچائی تھی۔ ابراج شاہ اس وجہہ صورت مرد کو
دیکھ کر دل میں اسکا شکریہ ادا کرنے کے لئے آگے بڑھا۔
چہرے کے تنے نقوش تھوڑے ڈھیلے کر کے وہ ڈی کے کی
طرف ہاتھ بڑھانے ہی والا تھا کہ اس نے منہ کے زاویے
بگاڑ کر اسے گھوری سے نوازا۔

تول اختر مہی خراب کرو (ساری عید خراب کر دی)۔۔۔ ڈی

کے ماتھے پہ بل چڑھا کر اسے اوپر سے لے کے نیچے تک

گھورتا دبی دبی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

نہ سلام، نہ دعا، نہ اسکو کوئی تسلی دی، نہ اسکے مجرموں کے

بارے میں کوئی تفصیل دی اور ابراج کی نظروں کے سامنے

وہ بگڑے موڈ کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی گاڑی کے قریب

چلا گیا۔ (ابراج شاہ اسکے ایٹمیٹوڈ پہ اسے قہر برساتی نظروں سے

دیکھ کر رہ گیا۔)

شکریہ جیب میں رکھو مارا اور جا کر اپنے بیوی بچوں کو
سنجھاؤ!۔۔ خود پہ ابراج کی سلگتی نظروں کو محسوس کر کے
ڈمی کے نے سیگرت جلاتے ہوئے ہی ناک سے مکھی
اڑانے والے انداز میں اسے دور سے ہی ہدایت دی اور اسکا
جواب سننے بغیر سیگرت لبوں میں دبا کر ایک گہرا کش بھرتا
ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

میں نے شکریہ نہیں کہا اور نہ ہی کوئی مشورہ مانگا ہے۔۔۔
ابراج شاہ نے دانت کچکچا کر بلند آواز میں جواب دیتے
ہوئے مٹھیاں بھینچیں۔ (ساتھ ہی دل میں خود کو لعنت

بھیجی جو ابھی دو منٹ پہلے اس اکڑ کو شکریہ کہنے کے لئے

نرم پڑا ہوا تھا۔)

واللہ تم امیروں کو امم (ہم) غریب لوگوں کا عید خراب کر
کے نجانے کیا ملتا ہے؟۔۔۔ ڈی کے بڑے ہی افسوس سے
نفی میں سر ہلا کے بولتا اپنی سائیڈ کا شیشہ اوپر کئے سیکنڈوں
سے پہلے اپنی گاڑی کو تیز رفتاری سے گیٹ سے باہر نکالنے

لگا۔

ابراج شاہ نے اسکی دھول اڑاتی مہنگی گاڑی کو آئبرو اچکا کے
دیکھا، وہ بندہ کم از کم دو سے اڑھائی لاکھ کے برانڈڈ سوٹ میں
ملبوس تھا اور خود کو غریب بول رہا تھا؟؟

ڈمی کے کے وہاں سے نکلتے ہی ابراج نے ایک گہرا سانس
لیا۔ چہرے پر جمی سختی اور گہری ہو گئی۔ وہ تیز قدم اٹھاتا
اندر کی جانب بڑھا۔ یہ ڈمی کے کی کوئی خفیہ پناہ گاہ تھی لیکن
کسی عام عقوبت خانے کے برعکس یہ جگہ حیرت انگیز طور پر
حد سے زیادہ صاف ستھری اور منظم تھی۔

راہداری میں کھڑے مستعد ملازم ابراج کو دیکھتے ہی چوکنے
ہوئے اور بنا کوئی سوال کیے انتہائی موڈبانہ انداز میں آگے
بڑھ کر اس کی رہنمائی کرنے لگے جیسے وہ پہلے سے ہی ابراج
کے آنے کی کن راتوں سے منتظر تھے۔ ماحول میں ایک پر
اسرار اور خوفناک خاموشی کا راج تھا جس میں صرف ابراج
کے بھاری قدموں کی آواز گونج رہی تھی۔ اسکو نجانے کن
راستوں سے آگے لے جا کر ملازم نے ایک بھاری لوہے کے
دروازے کے سامنے رک کر لاک کھولا اور چھپھٹ گیا۔

دروازہ کھلتے ہی ابراج کی نظر اندر بند انیل اور اس کے
دوست پر پڑی جو ایک کونے میں زخمی حالت میں زمین بوس
تھے۔ ابراج شاہ کو اپنے سامنے دیکھ کر ان دونوں کے
چہروں کا رنگ یکسر اڑ گیا جیسے انہوں نے اپنی موت کو سامنے
کھڑا دیکھ لیا ہو۔

ابراج نے ایک پل بھی ضائع نہ کیا۔ اس کے اندر کا ضبط،
اس کا سکون، سب ایک دھماکے سے اڑ گیا تھا۔ وہ ایک
خونخوار شیر کی طرح جھپٹا اور انیل کو اس کے گریبان سے
دبوچ کر ایک ہی جھٹکے میں زمین سے اوپر اٹھا لیا۔

تیری یہ اوقات کہ توں ابراج شاہ کی عزت پر ہاتھ

ڈالے؟؟۔۔۔ ابراج کی آوازیں وہ جلال تھا کہ انیل کا پورا

وجود کمرے کی دیواروں سمیت کانپ اٹھا۔

اس سے پہلے کہ انیل کوئی صفائی دیتا، ابراج کا ایک بھاری

فولادی مکا سیدھا اس کے جبرے پر پڑا تھا۔ ہڈی ٹوٹنے کی

چٹاخ دار آواز آتی اور انیل اچھل کر دور جا گرا، اس کے منہ

سے خون کا فوارہ چھوٹا تھا۔ اس کا دوست خوف سے چیختا

ہوا چھپہٹنے لگا لیکن ابراج کے غصے کی تپش سے بچنا ناممکن

تھا۔ ابراج نے پلٹ کر اس کے دوست کے بالوں سے

اسے گھسیٹا اور اسکا سر بے رحمی سے دیوار کے ساتھ دے

مارا۔

کب سے تھریٹ کر رہے ہو میری بیوی کو؟ ر کے بغیر مجھے
ساری تفصیل فر فر سناؤ۔۔۔ ابراج نے اس کی پسلیوں پر
اپنے بھاری بوٹ کا ایسا زوردار وار کیا کہ وہ تڑپ کر رہ گیا۔
کمرہ ان دونوں کی چیخوں اور ابراج شاہ کی غراہٹ سے گونج
رہا تھا۔ وہ دونوں درندے جو کچھ دیر پہلے تک ایک معصوم
لڑکی کا گھیراؤ کیے کھڑے تھے، اب ابراج شاہ کے پیروں میں
پڑے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے لیکن ابراج کا ہاتھ

رکنے کا نام نہیں لے رہا تھے۔ وہ انہیں اپنے ہاتھوں اور
لاتوں سے مار مار کر آدھ مویا کر چکا تھا لیکن اس کے سینے میں
لگی آگ ابھی تک ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی۔ انیل کا دوست درد
سے کراہتا ہوا فرش پر خون تھوک رہا تھا جبکہ انیل کی حالت
اس سے بھی بدتر تھی۔

ابراج نے ایک گہرا سانس لیا اور اگلے ہی پل ایک چمکتی
ہوئی بلیک نائن ایم ایم پسٹل اس کے ہاتھ میں تھی جس کا
رخ سیدھا فرش پر پڑے انیل کی طرف تھا۔

پسٹل کا لاک کھلنے کی کڑک دار اور ٹھنڈی آواز نے کمرے میں

موجود رہی سہی ہوا کو بھی منجمد کر دیا تھا۔ انیل نے

دھندلائی نظروں سے اس لہراتی ہوئی موت کو دیکھا تو اس کے

تڑپتے وجود میں جیسے خوف کی آخری لہر دوڑ گئی۔

ہمیں معاف۔۔ کر دو۔۔ ہم دوبارہ کبھی۔۔ تمہاری۔۔

عزت کی۔۔ طرف نہیں۔۔ دیکھیں گے!۔۔۔ انیل نے

ہاتھ جوڑنے کی کوشش کی لیکن اس کی آواز گلے میں ہی گھٹ

گئی۔

ابراج شاہ کی ڈکشنری میں تم جیسے درندوں کے لیے رحم اور
معافی کا لفظ نہیں ہے۔۔۔ ابراج کی آنکھیں خونخوار ہو چکی
تھیں اور اس نے عنیزہ کے نمبر پر کال ملا کر فون کان سے لگا
لیا۔ دو سیکنڈوں میں کال ریسیو کر لی گئی تھی۔

اجالا سے میری بات کرواؤ۔۔۔ چھوٹے ہی ابراج نے
کراخت لہجے میں کہا۔

لیکن اسے ہوا کیا ہے ابراج؟ جب سے گھر آتی ہے، پاگلوں کی
طرح روئے اور کانپے جا رہی ہے۔ بہت ڈری ہوئی لگ
رہی ہے۔۔۔ عنیزہ نے پریشانی سے جواب دیا۔ (اجالا جب

سے گھر گئی تھی، روتی ہوئی اپنی ماں کے سینے سے چپکی ہوئی
تھی۔) ابراج نے زور سے اپنی آنکھیں میچ کر کھولیں۔
میری بات کرواؤ۔۔۔ ابراج نے اپنے الفاظ سنجیدگی سے
دوبارہ دہرائے۔

ابراج کا فون ہے۔۔۔ عنیزہ نے اپنا موبائل نرمی سے اجالا
کی طرف بڑھا دیا تو وہ نعمیہ صابری کے سینے سے چہرہ نکال کر
فون کان سے لگا کے ہچکیوں سے رونے لگی۔ اس کے
رونے نے نعمیہ، بدر صابری اور عنیزہ کو بہت پریشان کیا ہوا
تھا۔ لاکھ پوچھنے پر بھی وہ ساری بات نہیں بتا رہی تھی۔

اسکے یوں رونے کی آواز سن کر ابراج کا دل مٹھی میں جکڑا
گیا۔

کیا کیا انہوں نے تمہارے ساتھ؟ کب سے تھریٹ کر رہے
تھے یہ تمہیں؟۔۔۔۔۔ ابراج شاہ نے پھنکارتی آواز میں
ڈائریکٹ سوالات کئے۔

ابراج۔۔۔ مجھے۔۔۔ پتا۔۔۔ نہیں۔۔۔ کس۔۔۔ بلڈنگ۔۔۔ میں۔۔۔
لے۔۔۔ گئے تھے۔۔۔ وہاں بہت۔۔۔ اندھیرا۔۔۔ تھا
ابراج۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔ مجھے اتنا۔۔۔ ڈر لگ۔۔۔ رہا تھا۔۔۔
انہوں۔۔۔ نے رسی۔۔۔ سے۔۔۔ باندھا۔۔۔ مجھے۔۔۔ اجالا

کے رونے میں اضافہ ہوا۔ وہ بچوں کی طرح شکایتی انداز میں
اسے ساری بات بتا رہی تھی۔ (اسکے الفاظ سن کر اجالا کی
بہن اور ماں باپ نے تعجب اور نا سمجھی سے آنکھیں
پھیلاتیں)

انیل۔۔۔ مجھے۔۔۔ عید۔۔۔ سے۔۔۔ پہلے۔۔۔ سے۔۔۔
دھمکی۔۔۔ دے رہا۔۔۔ تھا۔۔۔ کہ۔۔۔ تم سے طلاق۔۔۔ لے
کر۔۔۔ اس سے۔۔۔ شادی۔۔۔ کر لوں۔۔۔ میں۔۔۔ نے
اسکو۔۔۔ انسلٹ۔۔۔ کیا۔۔۔ تو اس نے۔۔۔ ایسے۔۔۔ اجالا

کی ٹوٹی بکھری آواز سن کر ابراج نے خود پر سے قابو کھودیا۔

اجالا کے بقیاء الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

ٹھاہ! ٹھاہ!۔۔۔ کمرہ گولیوں کے زوردار دھماکوں سے گونج

اٹھا۔

ابراج!!؟؟۔۔۔ اجالا کا دل حلق میں آیا، وہ چلائی۔

پہلی گولی انیل کے دائیں گھٹنے کو چیرتی ہوئی نکل گئی اور

دوسری اس کے بائیں شانے میں پیوست ہو گئی۔ انیل کی

ایسی دردناک اور وحشت ناک چیخیں تنگ فضا میں بلند ہو

رہی تھیں جس نے پورے عقوبت خانے کو ہلا کر رکھ دیا

تھا۔ وہ فرش پر مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔

ابراج نے پستول کا رخ اب انیل کے لرزتے ہوئے
دوست کی طرف کیا جو اس کے پاؤں میں گر کر مٹی چاٹنے کو

تیار تھا۔

اور اسکے اس لفنگے دوست نے کیا کہا تھا؟ مجھے ایک ایک
سیکنڈ کا حساب چاہیے؟۔۔۔ ابراج کا لہجہ بالکل سپاٹ ہو

چکا تھا جو گرجنے سے زیادہ خوفناک تھا۔

ابراج۔۔ کہاں۔۔ ہو تم؟۔۔۔ اجالا نے رونا چھوڑ کر
خوف سے پوچھا۔ اسے گولیوں کی آوازوں نے دہلا کر رکھ دیا
تھا۔

میں نے جو پوچھا ہے اسکا جواب دو اجالا شاہ!!۔۔۔ ابراج
غصے سے ہر لفظ چبا کر غرایا۔ پورا کمرہ بارود کی بو اور ان
دونوں کی سسکیوں سے بھر چکا تھا۔

تم۔۔ ٹھیک۔۔ ہو؟۔۔ یہ گولیوں۔۔ کی۔۔ آواز؟۔۔ اجالا
نے آنسو بہا کر دل میں آتے سوال دہرائے۔

مرا نہیں ہوں میں۔۔۔ تمہارے مجرموں سے حساب لے رہا
ہوں۔۔۔ جو جو پوچھتا ہوں، بتاتی جاؤ۔۔۔ ابراج کا لہجہ اکھڑ
اور سخت ہوا۔ اسکے لہجے میں لچک نہ دیکھ کر اجالانے
تھوک نکلتے ہوئے اسے مختصراً انیل اور اسکے دوست کی
خباثت بھری باتوں کا تھوڑا حوالہ دیا جس پر ابراج شاہ کے
جسم کا سارا خون گرم ہوا۔ بدن میں چیونٹیاں رینگنے لگیں اور
اس نے لمحوں میں ان درندوں کا کھیل ختم کر دیا۔ پورے
کمرے میں خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ اسکی پسٹل میں گولیاں
ختم ہو گئی تھیں مگر ابراج کا غصہ اترنے کا نام نہیں لے رہا

تھا جبکہ دوسری جانب اجالا پر پہلے سے زیادہ کپکپاہٹ طاری
ہو گئی تھی۔ اسکا نازک دل خوف سے کٹ رہا تھا، اس نے
رو کر پھر سے اپنی حیران پریشان ماں کے سینے میں چہرہ چھپا
لیا۔ بدر صابری اور عنیزہ کے سوالات پھر سے شروع ہو چکے
تھے۔



ابراج جب اگلے پندرہ منٹ میں اپنے سسرال پہنچا تو اس
نے صارم اور مقاصم کو پہلے ہی وہاں پایا۔ وہ دونوں بھائی
انیل کی لوکیشن ٹریس کرنے میں کامیاب تو ہو گئے تھے مگر

ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ڈمی کے اپنی زمرہ داری پوری
کر چکا تھا۔ دوستوں میں مقاصم اور صارم کے علاوہ اور کسی
کو بھی اس واقعے کا نہیں پتا تھا، حتیٰ کہ ابراج نے جلدی میں
ماحد کو بھی انفارم نہ کیا کیونکہ اس وقت اسکا اپنا دماغ بند تھا۔
اگر رستم اپنے دوست کو بروقت انوالو نہ کرتا تو اجالا کے
ساتھ نجانے کیا ہو جاتا؟

السلام علیکم!۔۔۔ ابراج شاہ نے اپنی سیاہ قمیض کے
سلیوز کو کہنیوں تک فولڈ کرتے ہوئے ان سب کو سنجیدگی
سے سلام کیا اور آگے بڑھ کے مقاصم اور صارم کے بغلگیر

ہوا۔ اسکے نقوش اس دوران بے حد سنجیدہ تھے۔ اجالانے
بھگی نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔

دیکھ لیا آپ نے اپنی دی ہوئی چھوٹ کا نتیجہ؟ رات کے اس
پہر بیٹیوں کو گاڑی کی چابی تھما کر کون باہر بھیجتا ہے؟ خدا
نخواستہ کچھ برا ہو جاتا تو آپ جانتے ہیں کہ میں کیا قیامت لے
کر آتا؟۔۔۔ ابراج غصے اور سنجیدگی کے ملے جلے تاثرات
لئے بدر صابری سے مخاطب تھا۔

بیٹا میں نے اسکو دوپہر کے وقت صرف پارلر جانے کی
اجازت دی تھی، اسکے بعد اس نے کال پر ہی اپنی دوست کی

طرف جانے کا بول دیا تو میں اس وقت اسے روک نہ سکا۔
ویسے بھی عید کا دن تھا، میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ
میری بیٹی کے ساتھ ایسا ہو جائے گا۔۔۔ بدر صابری نے
نرمی سے تفصیل دی، صارم اور مقاصم انہیں ساری بات
سے آگاہ کر چکے تھے۔

اجالا نے نچلا ہونٹ چباتے ہوئے ابراج کی جانب دیکھا، جو
پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔ اسکی آنکھوں میں اترا خون دیکھ کر
اس نے اپنا حلق تر کیا۔

آپ کی بیٹی کو کب سے تھریٹس مل رہے تھے لیکن اس نے
کسی کو بھی اس قابل نہ سمجھا کہ یہ کچھ شتیر کر لے۔۔ خود کو
بہت مہان سمجھتی ہے میڈیم۔۔۔ ابراج نے آنکھوں میں
اشتعال لئے اجالا کو گھور کر برہمی سے کہا تو وہ تذبذب کا شکار
ہوئی۔

کیوں نہیں بتایا تم نے ہمیں کچھ؟ اب دیکھ لیا؟ سب بچوں کی
عید خراب کر دی۔ حالت دیکھو ان کی۔۔ عقل کہاں گھاس
چرھنے گئی ہوئی تھی تمہاری؟۔۔۔ نعمیہ صابری جو کب سے

بیٹی کو سینے سے لگائے بیٹھی تھیں، اب اسکے سر پہ چپت لگاتی
خفگی سے اسے ڈانٹنے لگیں۔

آہ۔۔ میں نے جان کر خود کو کیڈنپ تھوڑی کروایا
تھا؟۔۔۔ اجالا اپنے سر کو دھیرے سے ہاتھ سے سہلا کر منہ
پھولاتے ہوئے بولی۔ آنکھیں اب تک نم تھیں۔ (ابراج نے
اسکو غور سے دیکھا، وہ ویڈیو کال پر جتنی حسین اور پھول کی
طرح کھلی ہوئی لگ رہی تھی، اب اتنا ہی ایک مرجھائی ہوئی
کلی کی مانند لگ رہی تھی۔)

پہلے بتا دیا ہوتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔۔۔ اچھا ہوتا وہ تم جیسی
پاگل لڑکی کو تین دن رسیوں سے باندھ کے ہی رکھتے تو میری
جان کو سکون آتا۔ یہاں ماں باپ کا پریشانی سے بی پی لو ہو رہا
تھا اور اس لڑکی کو کوئی فکر ہی نہیں۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ میری
نظروں سے۔۔۔۔۔ نعمیہ صابری ایک دیسی ماں بن کر اجالا کو
اچھا خاصہ پیار کرنے کے بعد اب زلیل کرتیں اسکے کندھے پہ
(تکلیف نہ دینے والے) تھپڑ لگا رہی تھیں۔ ابراج نے لب
دبا کر بالوں میں ہاتھ گھمایا اور بدر صابری کے اشارے پر

سنجیدگی سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ بہت تھکا ہوا لگ رہا

تھا۔

کوئی عزت نہیں ہے میری اس گھر میں۔۔ اگر وہ مجھے قتل کر

کے کسی بڑی سی نہر میں پھینک جاتے نا پھر آپ کی جان کو

سکون آنا تھا۔۔ اجالا ناک سکوڑ کر خفگی سے نم اور بلند آواز

میں بڑبڑاتی ہوئی پیرٹکتے ہوئے سیرٹھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

(ابراج نے کن اکھیوں سے اسکی نازک پشت کو دیکھا۔)

اسکی بکواس پر دھیان نہ دو بیٹا۔ تم لوگ میرے ساتھ ڈائننگ

روم میں چلو۔ میں کھانا لگاتی ہوں۔۔ ہائے میرے بچے کتنا

تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔۔۔ نعمیہ صابری بیٹی کو نظر انداز
کر کے اب آگے بڑھتی ابراج، مقاصم اور صارم کے سر پہ
پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے لہجے میں ممتا سا پیار لے بولیں۔
مجھے بھوک نہیں ہے آنٹی۔ صرف سادہ پانی پلا دیں۔ میں
ایمر جنسی میں گھروالوں کو انفارم کئے بغیر آیا تھا اور بابا جان کی
سو کالز آچکی ہیں۔۔۔ ابراج نے گہری سانس خارج کر کے
نرمی سے کہتے ہوئے جیب سے فون نکالا۔

ہمیں بھی چلنا چاہئے آنٹی۔ ایکچولی ہمارے گھر پر آج بہت
لوگوں کی دعوت تھی، سارے آچکے ہیں۔ ان کو بھی وقت

دینا ضروری ہے۔ کل چکر لگائیں گے۔۔۔ مقاصم اور
صارم بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور نعمیہ صابری کی چاہت پہ
مسکرا کر انہیں توجیہ دی۔

ہا۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔ تھوڑا سا تو کھا لو۔۔۔ نعمیہ صابری
نے اصرار کیا مگر وہ دونوں بھائی انکار کر کے جا چکے تھے کیونکہ
عید کا دن تھا، ان کی بہنوں کے شوہروں نے اسی وقت
صرف ایک سے دو گھنٹے کے لئے آنا تھا جن کو وقت دینا
ضروری تھا۔

ماحد نہیں آئے؟؟۔۔۔ ان کے جانے کے بعد عنیزہ نے

دھیمی آوازیں ابراج سے سوال کیا۔

نہیں! اسے ابھی اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ میرے

ایک کزن اور ان کے دوست نے میرے اسلامباد آنے سے

پہلے ہی سب سنبھال لیا تھا۔۔۔ ابراج نے نفی میں سر ہلا

کے جواب دیا اور پانی کا گلاس (جو نعمیہ صابری لے کر آئی

تھیں) تھام کے لبوں سے لگایا۔

تمہارا بہت شکریہ بیٹا۔ تمہیں وقت پر پتانہ چلتا تو نجانے وہ

لوگ اجالا کے ساتھ کیا کر دیتے۔۔۔ اپنے کزن اور اس کے

دوست کو بھی میرا شکریہ کہنا۔۔۔ بدر صابری نے گہری

سانس خارج کر کے تشکر آمیز لہجے میں کہا۔

شکریہ کی ضرورت نہیں ہے۔ آئندہ خیال رکھیے گا۔ میری بھی

ایک بہن ہے لیکن وہ کبھی اکیلے ڈرائیو کر کے باہر نہیں نکلیں

کیونکہ بابا جان نے اس چیز کی اجازت کبھی نہیں دی تھی۔

افسوس سے ہمارے اس ملک میں لڑکیوں کی عزت اب اتنی

سستی ہو گئی ہے کہ درندے ہر موڑ پر منہ کھولے بیٹھے

ہیں۔۔۔ ابراج شاہ نے ماتھے پہ بل سجا کر افسوسناک لہجے

میں کہا۔ وہ اس وقت اس ابراج سے بالکل مختلف لگ رہا
تھا جس نے بدر صابری کے ناک میں دم کر رکھا ہوتا تھا۔



جی اب آپ کل امی جان کے ساتھ یہاں چکر لگائیں گے تو
میں واپسی پر آپ کے ساتھ ہی کراچی چلا جاؤں گا۔ ابھی
فلائٹ مشکل سے ملے گی اور میں بہت تھکا ہوا ہوں۔
اپارٹمنٹ میں جا کر سو جاؤں گا۔۔۔ وہ پورچ میں اپنی گاڑی
کی چھت پر کہنی ٹکائے سنجیدگی سے صدر شاہ کے ساتھ کال
پر محو گفتگو تھا۔ (نعمیہ صابری نے بہت چاہت سے اپنی

بیٹیوں کے سسرال والوں کو عید کے اس موقع پر دعوت دی
تھی، ماحد اور ابراج کی فیملی نے کل صبح آنا تھا کیونکہ آج تو
سب کے ہاں قربانی کی مصروفیات زیادہ تھیں۔ دونوں بہنوں
کی رخصتی جوں اکھٹی تھی اسلئے شادی کے بھی بہت سے
معاملات طے کرنے تھے۔)

اوپر اپنے کمرے کی ونڈو پر کھڑی اجالا نچلا لب دانتوں میں
چباتی ہوئی یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ ابھی تک اسکے
کمرے میں نہیں آیا تھا، یا شاید اسے آنا ہی نہیں تھا؟ وہ عید
ملے بغیر جا رہا تھا کیونکہ ناراض تھا اس سے۔۔۔

تمہیں مجھے انفارم کرنا چاہئے تھا۔ یہ بہت غلط حرکت تھی
اجالا۔۔ اگر خدا نخواستہ وہ غلیظ شخص تمہاری عزت کو کوئی
نقصان پہنچا دیتا تو پھر؟۔۔۔ عذیرہ جو صبح کی تھکی ہاری ابھی
کمرے میں داخل ہوئی تھی، دروازہ بند کرتی ہوئی بہت
افسوس اور پریشانی سے بولتی تیز قدموں سے اسکے قریب
گئی۔ نعمیہ صابری نے بہت اصرار کر کے ابراج کو ڈنر لازمی
کروایا تھا، اسکا موڈ نہیں تھا تو اس نے ان کا دل رکھنے کے
لئے محض چند نوالے لے لئے تھے۔ کچھ دیر ان سے باتیں
کرنے کے بعد وہ جانے کے لئے باہر کی جانب بڑھ گیا تو وہ

سب بھی مسکرا کے اسے خدا حافظ کرنے کے بعد اپنے
کمروں کی جانب بڑھ گئے۔ عید کے پہلے روز نے سب کو ہی
بہت تھکا دیا تھا۔

[illegible]

وہ اتنی جلدی کیوں جا رہا ہے؟۔۔۔ اجالانے اسکا سوال
نظر انداز کر کے اداسی سے پوچھا۔ نظروں کا مرکز صرف
ابراج شاہ تھا جو کبھی اپنے جوتے کی نوک گیراج کے فرش پر

لگے پتھر پہ رگڑ رہا تھا تو کبھی اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتا ہنوز

فون کال پر مصروف تھا۔

کون؟ ابراج؟ ابھی تک گیا نہیں وہ؟۔۔۔ عنیزہ نے آنکھیں

سکیڑ کر چونکتے ہوئے جواباً سوال کئے اور کھڑکی سے نیچے کی

طرف جھانکنے لگی۔ (انہیں تو وہ تقریباً دس منٹ پہلے ہی سی

آف کر کے باہر نکل گیا تھا۔)

نہیں! کال پہ بزی ہے۔۔۔ اجالانے اس پر سے نظریں

ہٹائے بغیر جواب دیا۔

او وہ! تم سے کافی ناراض لگ رہا ہے وہ، اور ہونا بھی
چاہئے!!۔۔۔ غیزہ نے سنجیدگی سے اسکو احساس دلایا۔
میں نے کیا کیا ہے؟ سب میرے چچھے کیوں پڑ گئے
میں؟۔۔۔ اجالا خفگی سے ناک چرٹھا کر بولی۔
تم نے ہم سب کو اتنی بڑی پر اہلم سے بالکل بے خبر رکھا۔
جسٹ امیجن اگر ابراج کو وقت پہ اس سب کا پتا نہ چلتا تو تم
کس حال میں ہوتی؟ ہم تمہیں کہاں ڈھونڈتے اجالا؟۔۔۔
غیزہ بھیگی آواز میں بولی۔ اسکے لہجے میں بہن کو لے کر خوف
تھا۔ وہ دو ہی تو بہنیں تھیں، اگر اجالا کو کچھ ہو جاتا تو غیزہ کا

کیا بنتا؟ وہ خوفزدہ لمحات یاد کر کے اجالا کی آنکھیں بھی نم ہو

گئیں، دل پہلے کی طرح کانپنے لگا۔

مجھے۔۔ نہیں پتا۔۔ تھا آپی۔۔ کہ۔۔ وہ۔۔ کمینہ۔۔ انیل

اس۔۔ حد۔۔ تک ذلیل۔۔ نکلے گا۔۔ اجالا نے گیلے لہجے

میں جواب دے کر ونڈوپہ ہاتھ رکھا۔

ابراج کال بند کر کے اب گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر سوار ہو

رہا تھا۔

وہ جا رہا ہے آپی۔۔ اسے کس طرح روکوں؟۔۔ عنیزہ کے

کچھ بولنے سے پہلے ہی اجالا بے تاب سے بولی کیونکہ ابراج اپنی

گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا۔ وہ عید تو اس کی پہلے ہی خراب کر
چکی تھی لیکن اب اسے یوں ناراض نہیں جانے دینا چاہتی
تھی۔

میرے فون سے کال کر لویا آواز دے لو۔۔۔ اپنی بہن کی
بے چینی دیکھ کر عزیزہ نے اسکو مشوروں سے نوازتے
ہوئے اپنا فون اسکی جانب بڑھایا۔

وہ نہیں رکے گا۔۔۔ غصے میں کسی کی سنتا کہاں ہے!۔۔۔
اجالانے اسکا فون تھام کر مایوسی سے کہا۔

تم اسکے لئے ”کسی“ نہیں ہو۔ تمہارے روکنے سے وہ رک
جائے گا۔۔۔ غنیزہ نے مسکراہٹ چھپا کر اسے اپنے کندھے
کے ساتھ لگا کے نرمی سے سمجھایا۔ ابراج کی گاڑی اب
گیٹ کی جانب رواں ہو چکی تھی۔

لیکن میں اسکو کال کیوں کروں؟ میری ایگو ہرٹ ہوگی۔۔۔
اجالا نے منہ پھولا کر ایک اور توجیہ پیش کی۔

محبت میں انا کا کیا کام؟ محبت اور انا دو متضاد راستے ہیں
اجالا۔ جہاں انا سر اٹھاتی ہے، وہاں محبت دم توڑ دیتی ہے
لیکن جس محبت میں انا گھٹنے ٹیک دیتی ہے، وہ سرخرو ہو کر

عشق کی آخری منزل پر فائز ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ غنیزہ نے
اسکے ماتھے پہ بوسہ دے کر اس کو بہت ہی دھیمے لہجے میں
سمجھایا تو وہ چند لمحے خاموشی سے اسکی طرف دیکھتی رہی۔
زیادہ مت سوچو! ابراج کی گاڑی گیٹ سے نکلنے والی ہے،
فوراً کال کر کے اپنی غلطی مان لو ورنہ عید کی یہ رات تم دونوں
کی بے چین گزرے گی۔۔۔۔۔ ابالا کو خاموش دے کر غنیزہ
نے اسکو مزید اکسایا۔ وہ ان دونوں کو خوش دیکھنا چاہتی
تھی۔

اجالا کی آنکھ سے ایک آنسو لڑکھ کر گال کی زینت بنا مگر اس
نے تیزی سے غمیزہ کے فون پر ہاتھ چلاتے ہوئے ابراج کا
نمبر ملایا جس کی گاڑی غائب دماغی سے آگے بڑھانے کی غرض
سے گیٹ کے ساتھ ہلکی سی لگ گئی تھی اور فرنٹ ہیڈ لائٹ
کو نقصان پہنچنے پر اس نے لب دباتے ہوئے بریک پہ پیر رکھ
دیا۔ جب سے اس نے بی ایم ڈبلیو خریدی تھی، ایسا خسارہ
آج پہلی دفعہ ہوا تھا۔ (مجھے یہ لائن لکھتے ہوئے وہ گانا یاد آ
گیا ”کیسا یہ ہوا خسارہ، نہ میں سمجھتا دوبارہ“ 😂😭)

لاالازرا دیکھنا! لائٹ کتنی ٹوٹی ہے؟۔۔۔ بریک لگا کر ابراج

شاہ افسوس سے چوکیدار سے مخاطب ہوا تھا جب اس کا فون

بجنے لگا، عزیزہ کا نمبر دیکھ کر اس نے کال پک کر کے موبائل

کان سے لگایا۔

بولونا کچھ؟ اسکی گاڑی بھی رک گئی ہے۔۔۔ عزیزہ نے نیچے

ایک نظر دیکھنے کے بعد اشاروں سے اجالا سے کہا جس پہ اس

نے سر کو خم دے کر پلکیں جھپکائیں۔ دور سے دیکھنے پر اس کو

علم نہیں ہوا تھا کہ نیچے کیا چل رہا ہے۔

شاہ صاحب! لائٹ اندر سے تو ٹھیک لگ رہی ہے، بس اوپر
کا شیشہ بری طرح ٹوٹ گیا ہے۔۔۔ چوکیدار نے ہیڈ لائٹ کا
جائزہ لے کر تابعداری سے ابراج کو جواب دیا جس پر اس
نے گہری سانس خارج کر کے سر کو اثبات میں ہلایا۔
ہاں بولو عزیزہ؟؟۔۔۔ فون کال آن ہونے کے باوجود کال
کرنے والی کی طرف سے خاموشی پا کر ابراج نے مدھم آواز
میں سوال کیا۔

عزیزہ آپی نہیں ہوں میں! پتا نہیں ناول کے ہیروز کیسے اپنی
ہیروئنز سے دور ہو کر بھی ان کی سانسوں کی آواز اور انکی

خوشبو تک پہچان جاتے ہیں اور ایک میرا شوہر بالکل ہی بیکار
ہے جسے نہ میری خوشبو محسوس ہوتی ہے، نہ میری سانسوں
کی آواز سنائی دیتی ہے۔۔۔ اجالا نے اپنی بھیگی آنکھیں
ہتھیلی سے صاف کر کے بھڑکنا ہی شروع کر دیا۔ غنیزہ جو
سوچ رہی تھی کہ اسکی بہن تمیز سے معذرت کرے گی، اسکی
تیزی سے چلتی زبان دیکھ کر اس نے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔
ابراج نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر شیشے سے چہرہ باہر
نکالتے ہوئے اوپر اجالا کے کمرے کی ونڈو کی طرف دیکھا۔ وہ

جانتا تھا کہ اسے کال اجالا نے کی ہے کیونکہ اسکا فون تو اس
واقعے کے دوران کھینچا تانی میں کھو گیا تھا۔

ابراج کے اوپر دیکھنے سے پہلے ہی غنیزہ تیزی سے چھپے ہوئے
گئی تاکہ اسکی بہن اور جیجو کے آتی کانٹیکٹ میں وہ مسئلہ نہ
بنے۔

ہاں میں بیکار ہوں اور کچھ؟؟۔۔۔ ابراج شاہ نے دور سے
 ہی اسکو سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے کال پر آہستہ آواز میں
 جواب دے کے چوکیدار کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ اپنی کرسی
 پہ جا کے بیٹھ جائے۔

اور بھی بہت کچھ ہو!۔۔۔ اجالانے ونڈو کے پردے کو
انگلیوں میں مروڑتے ہوئے اپنے لہجے میں مزید لاپرواہی شامل
کی۔

جیسا کہ؟؟۔۔۔ ابراج تفصیل جاننا چاہتا تھا۔ وہ ابھی تک
شیشے سے باہر چہرہ کتے اسکو دیکھ رہا تھا۔

جیسا کہ ضدی، اکھڑ، سڑیل، کھڑوس، پاگل، جاہل، کم عقل،
بے حس، بے رحم، ظالم، جابر۔۔۔ اجالانے آئی کانٹیکٹ
بریک کتے بغیر فون کان سے ہٹا کر ایک لمبا سانس لیا، اپنے
گلابی ہونٹ پورے مان سے پھولائے اور پھر فون دوبارہ کان

سے لگاتے ہوئے ایک ہی سانس میں القابات کی بوچھاڑ کر
دی۔ عزیزہ نے اسکی زبان درازی پہ اسے آنکھیں دیکھائیں۔
ہمم؟ ذلیل، نیچ اور گھٹیا بھی تو ہوں تمہارے اس بیسٹ فرینڈ
کی طرح؟۔۔۔ ابراج نے طنزیہ لہجے میں آئبرو اچکا کر اسکو
لا جواب کیا۔

وہ۔۔۔ میرا۔۔۔ بیسٹ فرینڈ۔۔۔ نہیں تھا!۔۔۔ اجالا کی زبان
لڑکھڑائی۔ عزیزہ اب خاموشی سے اپنے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا
اٹھا کر اسے بیسٹ آف لک کا اشارہ دیتی روم سے باہر چلی
گئی۔

کال کیوں کی؟۔۔۔ ابراج سیدھا پوائنٹ پہ آیا۔

مرضی سے کی تھی۔ تم نے کیوں اٹھائی ہے؟۔۔۔ اجالاناک
سکوڑ کر دو بدو گویا ہوئی۔

مجھے لگا عنیزہ نے کال کی ہے۔۔۔ ابراج نے اپنی بٹیرڈ
کھجاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں جواب دے کر آئی کانٹیکٹ
بریک کی اور سر کو پھر سے گاڑی کے اندر کرتے اپنی سائید کا
شیشہ اوپر اٹھا دیا۔

کھاؤ میرے سر کی قسم کہ تمہیں یہی لگا تھا؟۔۔۔ اجالانے
فٹ سے اسکو مشکل امتحان میں ڈالا۔

قسم کیوں کھاؤں؟ جب فون عزیزہ کا ہے تو یہی لگے گا

نا؟۔۔۔ ابراج شاہ نے دانت پیس کر جواب دیا اور سٹیرنگ

پہ ہاتھ جما کے گاڑی دوبارہ سٹارٹ کرنے لگا۔

جو بیوی سے جھوٹ بولے، اللہ کرے اسکی بی ایم ڈبلیو کی

دوسری ہیڈ لائٹ بھی ٹوٹ جائے۔۔۔ اجالا کے منہ سے یہ

الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ ابراج کے ہاتھ سے سٹیرنگ ایک

سیکنڈ کے لئے چھوٹا اور اسی لمحے گاڑی کی دوسری ہیڈ لائٹ

بھی گیٹ کے دوسری طرف والے کونے سے ٹچ ہو کر تباہ ہو

گئی۔

ابراج نے حیران ہو کر تیزی سے بریک لگائی، ایک دن میں
گاڑی کی اتنی تباہی تو اس نے اس وقت بھی نہیں کی تھی
جب وہ سولہ سال کی عمر میں ضدی بن کر اپنے بابا جان سے
گاڑی سیکھتا تھا۔

تمہیں شرم نہ آئی شوہر کو بددعا دیتے ہوئے؟۔۔۔ ابراج
گاڑی سے باہر نکل کر اپنی فیورٹ گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی تباہی
دیکھتا غصے سے دبی دبی آواز میں پھنکارا۔

تمہیں ابھی تھوڑے سیکنڈ پہلے شرم آتی تھی بیوی سے
جھوٹ بولتے ہوئے؟؟۔۔۔ اجالا نے کلس کر کندھے اچکا

کے لاپرواہی سے جواب دیا۔ (دل میں اس نے خود کو کوسا
تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ ابراج کی کس قدر فیورٹ گاڑی
ہے۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ واقعی ایک اور ہیڈ لائٹ کا
نقصان ہو جائے گا۔)

مجھ سے بات مت کرو۔ جا کر اس انیل ذلیل کے ساتھ پب
جی کھیلو۔۔۔ ابراج شاہ گاڑی کے بونٹ پہ ہاتھ مار کے
چرچرے لہجے میں غرایا۔ تھوڑی دیر خاموشی چھا گئی، اجالا
کی آنکھوں میں لبالب آنسو بھر آئے۔

اسکی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر ابراج نے ہیڈ لائٹس سے
نظروں کا مرکز ہٹا کر جونہی اوپر کھڑکی کے قریب کھڑی اجالا کو
دیکھا تو وہ بے دردی سے اپنے آنسو رگڑ کر ”اوکے“ بول کے
کال کاٹی ہوئی زور سے کھلی ہوئی ونڈو کو بند کر گئی۔ ابراج
نے آنکھیں میچ کر کھولیں اور ایک لمبی سانس لے کر اپنے
اجلتے اشتعال کو اندر دبایا۔

اس کا ارادہ اپنے اپارٹمنٹ جانے کا تھا مگر اجالا نے اینڈ ٹائم
پہ اسکو جس طرح ایموشنل بلیک میل کر دیا تھا، اب تو اس

کے روبرو ہوئے بغیر گاڑی میں بیٹھنے کا سوال ہی پیدا نہیں
ہوتا تھا۔

گاڑی تھوڑی ریورس کر کے گیٹ بند کر دو لالا۔۔۔ ابراج
نے اپنی گاڑی لاک کر کے مصروف لہجے میں چوکیدار کو حکم
دے کر اندر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔ چوکیدار نے نا سمجھی
سے سر ہلا کر گیٹ بند کر دیا۔

ابراج اب راہداری سے ہوتا ہوا سیڑھیوں کی جانب بڑھ رہا
تھا، اس کے قدموں کا رخ اوپر اجالا کے کمرے کی طرف تھا،
راستے میں اسکی نظروں کو ٹکراؤ دوسرے کمرے میں جاتی عنیزہ

سے ہوا تھا جو اسکی طرف شریر نگاہوں سے ہاتھ ہلا کر غائب
ہو گئی تھی۔

ابراج نے اسکی زو معنی نظروں کا مطلب سمجھ کر اپنے
بالوں میں ہاتھ گھمایا اور بے نیازی سے اجالا کے کمرے کے
دروازے کا ہینڈل گھما کر اندر داخل ہو گیا۔

ہونہہ! پتا نہیں کیا سمجھتا ہے خود کو۔۔ بد تمیز نہ ہو تو!۔۔۔
وہ غصے سے عزیزہ کا فون صوفے پہ پٹک کر بلند بھیگی آوازیں
بڑبڑاتی ہوئی بیڈ پہ اوندھے منہ گر گئی۔

عزت راس ہی نہیں آتی آج کل کے شوہروں کو!۔۔۔ اجالا
نے تکیے میں چہرہ چھپا کر غصے کے عالم میں خود سے کہا، یہ
جانے بغیر کہ وہ دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے اسے سن رہا
ہے۔

آج کل کی بیویوں کو بھی راس نہیں آتی ”عزت“۔۔۔ ابراج
شاہ نے دانت کچلا کر اسکے الفاظ اسی کو لٹا کے پیر کی ٹھوکر
سے دروازہ بند کیا اور جارحانہ انداز میں اسکے بیڈ کی طرف
بڑھا۔

اجالا نے تھوک نگل کر فوراً تکیے سے چہرہ نکال کر گردن کو
ترچھا کیا۔

کیوں نہیں بتایا تھا مجھے؟؟۔۔۔ اس نے بیڈ پر گھٹنا فولڈ کر
کے ٹکاتے ہوئے اجالا کی کمر جکڑی اور اسکا رخ اپنی طرف
کرتے دائیں ہاتھ سے اسکا جبرہ سختی سے دبوچ کر بولا۔
امم۔۔۔ اسکی آنکھوں میں اترا خون دیکھ کر اجالا نے مچل
کر مزاحمت کی۔

تو اسی لئے تمہیں مجھے کراچی بھیجنے کی جلدی تھی تاکہ مجھے اس
سارے معاملے کی بھنک نہ لگ سکے؟ رات ٹ۔۔۔۔۔ ابراج

نے اپنے ہاتھ کی گرفت اسکے جبرے پہ ڈھیلی کر کے طنزیہ
لہجے میں استفسار کیا اور اس پہ یونہی کھڑے کھڑے مزید
جھک گیا۔

بولتی کیوں نہیں ہو کچھ؟ ڈیم!!۔۔۔ اب کی بار اسکی
خاموشی پہ وہ دھاڑا تھا۔

آہہ۔۔۔ وہ اسکے غصے کے ڈر سے ہلکا سا چیخی۔

جانتی ہو میں نے کراچی سے اسلام آباد کی فلائٹ کا وہ سفر کیسے
طے کیا تھا؟ ہر ایک سیکنڈ۔۔۔ مجھے لگ رہا تھا جیسے کوئی میری
رگوں سے ایک ایک قطرہ کر کے خون نچوڑ رہا ہے یا میں ہوا

میں کسی لوہے کے پنجرے میں قید ہوں اور نیچے زمین پر کوئی
میری کلِ کائنات کو آگ لگا رہا ہے!۔۔۔ ابراج نے اپنے
چہرے کو اس کے مزید قریب لاتے ہوئے انتہائی مدہم لیکن
کاٹ دار آواز میں کہا۔ اس کی سلگتی ہوئی سانسیں اجالا کے
چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔

وہ ہر ایک پل ایک صدی کی طرح میری روح پر ہتھوڑے
برسا رہا تھا۔ میرا دماغ مفلوج ہو چکا تھا، میں اس فلائٹ میں
ایک ایک پل اللہ کے سامنے گڑ گڑا رہا تھا، تمہاری زندگی اور
عزت کی حفاظت کی بھیک مانگ رہا تھا۔۔۔ اس کی آواز میں

غصے کی جگہ اب ایک مہیب ویرانی اور کرب نے لے لی
تھی۔ اس کے جبرے کی ہڈیاں تن گئیں۔ وہ کوئی دیوانہ
معلوم ہو رہا تھا اور وہ برف بنی اسے سن رہی تھی۔
ان گزرے اڑھائی گھنٹوں میں میں نے اپنی زندگی کے سب
سے بھیانک اور ان دیکھے جنازے اٹھائے ہیں اجالا۔ مجھے
لگ رہا تھا کہ اگر تمہیں کچھ ہو گیا یا اگر کسی نے تمہاری
عزت کو زرا سا بھی نقصان پہنچایا تو میں اسلام آباد پہنچنے سے
پہلے ہی مرجاؤں گا۔۔۔ ابراج کے ہاتھ اب بے قراری سے
اسکے ہر نقش کو چھو کر محسوس کر رہے تھے۔ وہ اندر سے

اس قدر خوفزدہ حالت میں تھا کہ شاید اب اپنا غبار باہر نکال
کے خود کو یقین دلانے کی سعی کر رہا تھا کہ وہ سہی سلامت
حالت میں اس کے پاس ہے۔

تم ان غلیظ مردوں کے بیچ میں بے یار و مددگار تھی۔ سوچو
اجالا اگر وہ بھڑپئے تمہیں۔۔۔ ابراج شاہ اپنا جملہ مکمل نہ کر
پایا، اسکی زبان اور ہاتھ آج پہلی دفعہ ایسے کانپ رہے تھے۔
اجالا نے اپنے گالوں سے سرکتے اسکے لرزتے مضبوط
ہاتھوں کو اپنے نازک ہاتھوں میں تھام کر اپنے ہونٹوں سے

لگایا اور انہیں دھیرے سے رب کرنے لگی۔ اس نے آج

سے پہلے ابراج کی ایسی دیوانی حالت نہیں دیکھی تھی۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ میں بے یار و مددگار نہیں تھی ابراج۔

اللہ میرے ساتھ تھا۔ جب تم نے کبھی کسی کی عزت کو

غلط نظروں سے نہیں دیکھا تو وہ پاک پروردگار کیسے تمہاری

عزت کے ساتھ کچھ غلط ہونے دیتا؟۔۔۔ اجالا نے

آنسوؤں بھری آواز میں جواب دے کر اپنا خوف اندر دبا کے

ابراج کو اپنی سلامتی کا یقین دلایا اور اسے خود پر تھوڑا سا مزید

کھینچ کے گلے سے لگا لیا۔ دونوں کے دل اس وقت اتنی زور

سے دھڑک رہے تھے کہ ان کی تھاپ ایک دوسرے کے
وجود کے آر پار سنائی دے رہی تھی۔ دونوں کی رگوں میں
تپش کے بعد اب سکون کی مدہم لہریں دوڑنے لگیں۔
اجالا نے اپنی بانہیں اس کے گلے کے گرد پوری قوت سے
لپٹا رکھی تھیں، وہ اس کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اس کے
چوڑے سینے میں اپنا منہ دیے اب پھوٹ پھوٹ کر رونے
لگی تھی۔ اس کے آنسو ابراج کے سیاہ کرتے کو بھگوتے
ہوئے اس کی جلد کو چھو رہے تھے اور وہ ہر ایک آنسو کے

ساتھ اس بھیانک واقعے کے خوف کو اپنے اندر سے خارج
کر رہی تھی۔

ابراج نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کر لیں، اس کے اپنے
جبرے اب بھی ہنچے ہوئے تھے لیکن اس کی گرفت اب
اجالا پر سخت نہیں بلکہ حد درجہ حفاظتی تھی۔

اس نے اپنے بازو اجالا کے گردیوں کس لیے تھے جیسے وہ
اسے دنیا کی ہر غلاظت بھری نظر سے ہمیشہ کے لیے چھپا لینا
چاہتا تھا۔ اس کی سلگتی سانسیں اجالا کے کندھے پر بکھر رہی

تھیں اور وہ اس کی خوشبو کو اپنی رگوں میں اتارتے ہوئے خود
کو یہ یقین دلا رہا تھا کہ اس کی کائنات لٹتی لٹتی بچ گئی ہے۔
اجالا کا کانپتا بدن دیکھ کر وہ جان گیا تھا کہ وہ ابھی تک ڈری
ہوئی ہے لیکن جان بوجھ کر خود کو لاپرواہ ظاہر کر رہی ہے۔
اس نے کڑوٹ بدل کر اس پر سے اپنا وزن ہٹایا اور اسکو
ہنوز اپنے حصار میں لئے خود کے اوپر منتقل کر لیا۔

تمہیں مجھے ٹائم پر بتانا چاہئے تھا!۔۔۔ ابراج نے شکوہ کیا۔
میں تمہاری عید خراب نہیں کرنا چاہتی تھی اور مجھے اندازہ
نہیں تھا کہ وہ نیچ آدمی اتنا گر جائے گا۔ میں اسکی دھمکیوں کو

سیریس نہیں لے رہی تھی۔۔۔ اجالانے سوں سوں کرتے
ہوئے صفائی دی۔

میں نے آج تک کسی کی اتنی بیوقوف بیوی نہیں دیکھی جو اتنے
تھریٹس ملنے کے باوجود رات کے وقت اکیلی ڈرائیونگ
کرے!۔۔۔ ابراج نے اسکی کمر کے نیچے کو لہوں پر ہلکا سا
تھپڑ لگا کر برہمی سے طنز کیا۔

آہ۔۔۔ تو اتنی بیوقوف بیوی کے ساتھ کیوں بھری ہے
رخصتی کی حامی؟؟۔۔۔ وہ غصے سے ناک چڑھا کر بولتی اسکی
قمیض کا گریبان اپنی انگلیوں میں جھنجھوڑنے لگی۔

مجبوری میں بھری ہے! پہلے تمہارے پاپا نے زبردستی نکاح

کروایا اور اب رخصتی کے لئے میری امی جان نے جلدی

رچا دی۔۔۔ ابراج شاہ نے احسان جتانے والے انداز میں

بولتے ہوئے اسکو سختی سے اپنی بانہوں میں لپیٹ لیا۔

ریلی؟؟ مجبوری میں؟؟ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں

ہے، میں خود ہی آنٹی کو رخصتی کے لئے منع کر دیتی ہوں

کیونکہ میں آپ کی شادی ٹھیک سے انجوائے کرنا چاہتی ہوں۔

خود دلہن بن کے خاک مزے کروں گی؟ ہماری رخصتی تو

میری پڑھائی ختم ہونے کے بعد بھی سکون سے ہو جائے گی

کیونکہ تمہیں تو بالکل جلدی نہیں ہے نا؟ رات ٹ۔۔۔ اس کے
بھرم دیکھانے پر اجالا نے نفی میں سر ہلا کر پٹر پٹر بولتے ہوئے
ابراج کی دہکتی رگ پہ ہاتھ رکھا۔

شش! زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ناراض
ہوں تم سے۔۔۔ ابراج نے سر اٹھا کر گھمبیر آواز میں
ناراضی سے بولتے ہوئے اس کے گال پر زور سے اپنے
دانتوں سے نشان بنایا۔

تم تو جا رہے تھے نا؟ پھر اب کیوں آئے ہو یہاں؟ جاؤ نا۔
سب کو ہی میں قصور وار لگ رہی ہوں جیسے میں نے ان

دردوں سے بھیک مانگی تھی کہ مجھے کیڈنپ کر لیں!۔۔۔
اجالا کے لبوں نے بھی سیکنڈوں میں شکوے بننا شروع کر
دئے۔

تمہارا قصور ہم سب کو بے خبر رکھ کے خود سٹریس میں رہنا
اور پھر اکیلے ڈرائیونگ کرنا تھا۔ اپنی غلطیاں ماننا سیکھو۔۔۔
ابراج کا لہجہ سنجیدہ ہوا۔

میں تو تمہارے لئے تیار ہونے لگی تھی۔ مجھے
consequences کا اندازہ نہیں تھا لیکن پھر بھی آئی ایم
سوری! میں نے تم سب کو پریشان کر دیا۔ تمہاری، رستم

لالا اور ان کے دوست کی عید بھی خراب کر دی۔۔۔ اجالا
نے بالاخر شکستہ آمیز لہجے میں اپنی غلطی ایکسیپٹ کر لی۔
تمہیں کوئی چوٹ تو نہیں آئی؟ لالا کے اس سر پھرے دوست
نے تمہیں کچھ بولا تو نہیں؟۔۔۔ ابراج نے متفکر لہجے میں
سوال کرتے اسکے بالوں کی لٹیں کان کے چھبے کیں۔
نہیں! وہ اچھے تھے۔ ان کی نظریں تمہاری طرح پاکیزہ اور
صاف تھیں۔۔۔۔۔ اجالا نے صاف گوئی سے جواب دے کر
اسکے گال کے ساتھ اپنا گال لگایا۔

ہونہہ! تو میرے لئے تیار ہونے گئی تھی تم؟۔۔۔ ابراج
نے بوجھل لہجے میں استفسار کرتے اسکی گردن کے گرد اپنا
بازو لپیٹ کر غور سے اسکا پھیلا ہوا میک اپ دیکھا جو
رونے کی وجہ سے مٹ گیا تھا لیکن وہ ہنوز اسے پیاری لگ
رہی تھی۔

ہاں! لیکن سارے پیسے ضائع ہو گئے۔ کیا فائدہ ہوا اتنی مہنگی
سروسز لینے کا؟۔۔۔ اجالا نے اقرار کر کے منہ کے زاویے
بگاڑے۔

لب اسٹک تو ابھی تک ٹھیک ہے!۔۔۔ ابراج نے اس کے
ہونٹوں کی سرخی کو مشکوک انداز میں دیکھتے ان پر اپنا انگوٹھا
رب کیا تو وہ گر بڑا گئی۔

واٹر۔۔۔ پروف۔۔۔ ہے نا۔۔۔ اجالانے آنکھیں مٹکا کے
جھوٹ بولا۔

لیٹ می چیک۔۔۔ واقعی واٹر پروف ہے یا نہیں؟؟۔۔۔
ابراج شاہ نے آئبرو اٹھا کر اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائیں
اور اسے ایک چھٹکے سے خود کے قریب کھینچ لیا۔ وہ اس کے
لبوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کرتا اس کی سانسوں کو منتشر کرنے

لگا۔ اس کی گرفت میں ایک ایسی شدت تھی جو اجالا کے
سارے وجود کو اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی۔ ابراج اس کے
دونوں لبوں کو بری طرح سے سک کرتے ہوئے اجالا کے
ہونٹوں کی سرخی غائب کرتا جا رہا تھا۔ کبھی بالائی لب کو
ہونٹوں میں دبا کر چوستا دانتوں تلے دبا جاتا تو کبھی یہی عمل
وہ نچلے ہونٹ پہ بھی کر رہا تھا۔

اجالا کا دل ایک پل کو اپنی ترتیب بھول گیا، اس کی آنکھیں
حیرت اور سرور کے ملے جلے جذبات سے مچد گئیں اور اس
نے ابراج کے کندھوں پر اپنی گرفت مزید مضبوط کر لی۔

اس کے ہونٹوں کی تپش اجالا کے اندر تک اترتی چلی گئی۔
کافی دیر تک اپنی شدت سے بھرپور جسارت سے اسے بے
حال کرنے کے بعد ابراج نے اپنے چہرے کو اس کی گردن
کے پاس جھکایا جہاں اس کا پھولا ہوا سانس اجالا کی جلد کو
چھو کر گزر رہا تھا، اور وہ اس کی مانوس خوشبو کو خود میں
جذب کرتے ہوئے دھیرے سے وہاں بوسوں کی بو چھاڑ
کرنے لگا۔

واٹر پروف تو نہیں ہے۔۔۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے مجھے ان
نازک ہونٹوں کی طرف ایٹریکٹ کروانے کے لئے ابھی تازہ

تازہ لگائی گئی تھی؟۔۔۔ ابراج نے اسکے ہونٹوں کے ارد گرد
پھیلی سرخی کو اپنی زبان سے صاف کرتے ہوئے مخمور آواز
میں کہا تو اجالا پہلے تو خجل ہوئی لیکن پھر اپنی چوری پکڑے
جانے پر ہنس کے اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔ اس نے
سہی پکڑا تھا۔

ہنسنا بند کر کے مجھے مناؤ! قسم سے بہت تپا ہوا ہوں
میں۔۔۔ ابراج نے جھک کر اسکی گردن پہ اپنے دانتوں سے
سختی دیکھائی تو وہ مچل کر اس کے کندھوں میں ناخن گاڑنے

لگی۔ وہ بہت تپے ہوئے انداز میں اس کی گردن کی شفاف

جلد پر دانتوں کی گھڑیاں بنا رہا تھا۔

کیسے۔۔ مناؤں؟ غلطی مانی تو ہے میں نے اپنی۔۔۔ اجالا

نے گہری سانس بھرتے ہوئے اپنی گردن کی جلد کو اسکی

تپش زدہ گرفت سے آزاد کروایا۔

ڈانس کر کے دیکھاؤ جیسے اس دن باتھروم میں کیا تھا!۔۔۔

ابراج نے فرمائشی لہجے میں کہتے اسکی ٹھوڑی کو اپنے ہونٹوں

میں جکڑ کے دانتوں میں دبایا۔

سس۔۔ شرم کرو کچھ! ابھی بیوی موت کے منہ سے واپس

آتی ہے اور تمہیں مجھ سے ڈانس کروانے کی پڑی ہوئی

ہے؟۔۔۔ اجالا نے اس کے بالوں دھیرے سے اپنی مٹھیوں

میں بھینچ کر افسوس اور خفگی سے کہا۔ اسے حقیقتاً اس

فرمائش کی امید نہیں تھی۔

”زرا زرا ٹچ می ٹچ می“ والے گانے پہ کرنا۔۔۔ ابراج نے

ڈھیٹائی سے اپنی فرمائش کی مزید وضاحت کی۔

مجھے۔۔۔ نہیں۔۔۔ آتا۔۔۔ اس پر۔۔۔ اجالا نے ہڑبڑا کر سرخ

ہوتے گالوں سے کہا۔

چلو پھر چاہت فتح علی خان کے کسی گانے پہ ڈانس کر لو؟ ”
بدو بدی ” کیسا رہے گا؟۔۔۔ ابراج شاہ نے کلس کر طنز کیا تو
اجالا بے تحاشہ ہنسنے لگی۔ یہاں تک کہ اسکی آنکھوں میں پانی
بھر آیا۔

پاگل!!۔۔۔ اجالا نے ہنستے ہوئے اسکے کندھے پہ تھپڑ مارا۔
اسکی کھنک دار ہنسی دیکھ کر ابراج کے دل میں ڈھیروں سکون
اترا۔

کر رہی ہو یا جاؤں میں؟؟۔۔۔ ابراج نے اسکے کان کی لوں
ہونٹوں میں دبا کر مدھم گھمبیر لہجے میں سوال کیا۔

ساتھ میں تم بھی کرو گے؟؟۔۔۔ اجالا نے اسکی گردن میں

بانہیں ڈال کر آئبرو اچکا کے استفسار کیا۔

نہیں! اگر میں ساتھ ڈانس کروں گا تو میرا تمہاری موز سے

دھیان ہٹ جائے گا۔ میں کرسی کھینچ کر بالکل تمہارے

سامنے بیٹھ کے بنا پلکیں جھپکائے تمہارے اس خوبصورت

جسم کو تاڑوں گا۔۔۔۔ وہ بے شرمی سے ہر لفظ لو دیتے لہجے

میں بولتا اسے آنکھ ونک کر گیا ساتھ ہی اسکے پورے بدن کو

اپنے ہاتھوں سے بہت ہی شدت سے چھونا بھی شروع کر

دیا۔

کتنے بد تمیز ہو تم!!۔۔۔ اس کے اتنے ڈائریکٹ جواب پر
اجالا نے لال ٹماٹر بننے ابراج کے کندھوں پر مکے جڑے۔
تھینکس! چلو اب اٹھو اور ڈانس کرنا شروع ہو جاؤ ورنہ اگر
میرے ہونٹوں نے تمہارے وجود پہ چلنا شروع کیا تو کوئی بعید
نہیں، ویڈنگ نائٹ والا سارا پروسیجر میں آج ہی مکمل کر
جاؤ۔۔۔ ابراج نے اپنی جیب سے فون نکال کے اسے
جاندار دھمکی سے نوازا۔

ابراج! تم۔۔۔ نا۔۔۔ بہت جاہل ہو۔۔۔ اسکی کھلی دھمکی پر
وہ مٹھیاں بھیچ کے جلتے ہوئے غرائی۔ اتنا بد لحاظ ہو گیا تھا

وہ۔۔۔ اجالا کو ڈھیروں شرم آرہی تھی اسکے سامنے رقص
کرنے کا سوچ کر۔۔۔

ابراج نے بنا جواب دیتے بے نیازی سے اپنے فون پہ
میوزک آن کر دیا۔۔۔ میوزک شروع ہو چکا تھا، ابراج نے
اپنی ہی فرمائش والا گانا لگایا تھا۔

**All I See In Herssszzz Touch
What's The Fun? Ah Ah
Do You Know What I Mean It Is?
Mmmm Supp Supp?
Ooo Can I Get Ya?
Ooo Can I Touch Ya?
Ooo Can I Get Ya?
Ooo Can I Touch Ya?**

میوزک شروع ہونے کے باوجود اجالا کو بیڈ سے اٹھتے نہ دیکھ
کر ابراج نے خود ہی اپنی جسارتوں کی شروعات کر دی۔ اس
نے اپنے ایک ہاتھ کی لمبی انگلیاں اجالا کی زلفوں میں الجھائیں
اور جھک کر اپنے ہونٹ اس کی صراحی دار گردن پر جما
دیے۔ اس کی تپش زدہ سانسیں اجالا کے وجود میں لرزش پیدا
کر رہی تھیں۔ اس کا دوسرا ہاتھ بے باکی سے اجالا کے سیاہ
لباس کے اوپر سے اس کے پیٹ پر رینگتا ہوا اس کے سینے
اور رانوں کو چھونے لگا۔ اپنی انر تھائیز تک جاتے اسکے ہاتھ

محسوس کر کے اجالا کا سانس سینے میں اٹک گیا، وہ اس کے
بھاری وجود کے نیچے مچل کر رہ گئی۔

Zara Zara Touch Me Touch Me Touch Me
Zara Zara Kiss Me Kiss Me Kiss Me

ابراج نے بڑھتے جنون کے ساتھ اجالا کے لال ہوتے
رخساروں کو اپنے ایک ہاتھ کی گرفت میں لیا اور اس کے
کپکپاتے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں شدت سے جکڑ لیا۔ اسکے
لبوں اور دانتوں کی جنونیت اپنے نازک ہونٹوں پر فیل کر کے
اجالا کے حواس مفلوج ہو گئے۔

Zara Zara Hold Me Hold Me Hold Me...

گانے کی اس لائن پر ابراج نے اپنی گرفت مزید جاندار کی۔
اس کا ہاتھ اجالا کی رانوں کے اوپر سے سرکتا ہوا سیدھا اس
کی ٹانگوں کے درمیان کی انتہائی نازک اور حساس جگہ پر جا
پہنچا۔ جیسے ہی اس کے بے باک لمس نے اس نازکی کو
چھوا، اجالا کے پورے وجود میں جیسے بجلی کا شدید ترین جھٹکا
دوڑا۔

اب۔۔۔ راج۔۔۔ شرم اور حیا کے مارے اس کا چہرہ شعلے
کی طرح دھک اٹھا۔ اس نے جھٹکے سے اپنے دونوں ہاتھ ابراج
کے سینے پر جما کر پورا زور لگایا اور سانپ کی طرح بل کھاتی

ہوئی ایک ہی لمحے میں اس کے نیچے سے کھسک کر بیڈ سے نیچے
جا کھڑی ہوئی۔ (اسکی فرمائش پوری نہ کرنا اجالا پہ بھاری پڑ رہا
تھا اب، اس لئے وہ ہوش کے ناخن لینے لگی۔)

اجالا کا سانس پھولا ہوا تھا، گال سرخ ٹماٹر بن چکے تھے اور
زلفیں کندھوں پر بکھری ہوئی تھیں۔ اس نے ہانپتے ہوئے
جلدی سے اپنے لباس کو درست کیا اور خفگی سے ابراج کو
گھورا۔ بیڈ پر ابراج ایک پل کو خالی ہاتھ رہ گیا لیکن اس کے
چہرے پر فتح مندی کی ایک بے باک مسکراہٹ سج گئی۔ وہ
تسلی سے بیڈ سے اتر اتو اجالا نے بے ساختہ دو قدم چھپے لئے

کجا کہ وہ پھر اسے اپنے قابو میں کر کے بے باک لمس نہ بکھیرنا
شروع کر دے۔۔۔ ابراج نے اس کے سیٹھانے پر مسکراہٹ
دبا کے سامنے پڑی کرسی کو گھسیٹ کر ٹھیک اجالا کے
سامنے رکھا اور دونوں ہاتھ پشت پہ پھیلاتے ہوئے ٹانگ پہ
ٹانگ جما کر بیٹھ گیا۔ اس کی گہری تپش زدہ نظریں اجالا کے
وجود پر جمی ہوئی تھیں جن میں صریح دھمکی ابل رہی تھی۔
اس کی وہ نظریں صاف کہہ رہی تھیں کہ اگر اب بھی ڈانس
شروع نہ ہوا تو وہ ہر حد پار کر جائے گا۔

اجالا نے اس کی آنکھوں میں جھانکتی اس وارنگ کا اثر صاف
محسوس کیا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا لیکن
ابراج کی اس حد سے بڑھی بے باکی اور آنکھوں کی دھمکی
کے آگے وہ ہار ماننے پر مجبور ہو گئی۔ میوزک کی تال اب
شوخی ہو رہی تھی۔

”تیرا ہی تیرا انتظار ہے

مجھے تو بس تجھ سے پیار ہے“

اجالا نے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ اپنی شرمیلی اور جھکی
نظروں کے ساتھ ہچکچاتے ہوئے اپنے نازک قدم

تھرکتائے۔ اس نے میوزک کی بیٹس پر اپنی نازک کمر کو ہلکی

سی جنبش دی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر تال کے ساتھ

ہلانے لگی۔ اس کی ہر موو میں بلا کی نزاکت اور دلکشی تھی۔

(اس نے جان بوجھ کر ”مجھے تو بس تجھ سے پیار ہے“ والی

لائن پر اپنے ہونٹ نہیں ہلائے تھے ورنہ ابراج کو اور شے

ملتی اور وہ سر پہ چڑھ جاتا۔)

”تیرا ہی تیرا اب خمار ہے

خود پر نہ میرا اختیار ہے“

گانے کے ان بولوں پر اجالا نے ایک لمحے کو نظریں اٹھا کر
کرسی پر بیٹھے ابراج کو دیکھا اور اپنی لچکدار کمر کو بل دیتے
ہوئے مدھم سے قدم آگے بڑھائے۔ اس کی گھبراہٹ اب
ایک دلفریب ادا میں بدل چکی تھی۔ کرسی پر بیٹھا ابراج بنا
پلکیں جھپکاتے اپنے ہونٹوں پر شریر مسکراہٹ سجاتے اس
کے خوبصورت وجود کی ہر موو کو گہری نظروں سے تاڑ رہا
تھا۔ اجالا کا دوپٹا بیڈ پہ سلامی دے رہا تھا۔ بغیر دوپٹا کے اپنا
ہوش ربا سراپا جھلاتی ہوئی وہ ابراج کے حواس سلب کر گئی
تھی۔

”بن تیرے صنم اس جہاں میں

بے قرار ہم۔۔

دم دادم دادم۔۔۔“

اس شوخ تال کے ساتھ ہی اجالا نے ایک ادا کے ساتھ اپنے

نازک قدم ابراج کی طرف بڑھانا شروع کر دیئے۔ اس کی کمر

کی لچکدار جنبش اور آنکھوں میں اترتا مدہوش کن خمار اب

ابراج کے ضبط کو آزما رہا تھا۔

”بن تیرے صنم اس جہاں میں

بے قرار ہم۔۔

وہ لہراتے ہوئے بالکل کرسی پر بیٹھ ابراج کے قریب آئی۔
اس نے جھک کر اپنے دونوں نازک ہاتھ ابراج کے شانوں پر
رکھے اور اپنے چہرے کو اس کے بالکل قریب لے آئی۔ اتنا
قریب کہ دونوں کی گرم سانسیں ایک دوسرے میں گھلنے ملنے
لگی۔ ابراج نے بے ساختہ اس کی کمر کو تھامنے کے لیے ہاتھ
آگے بڑھایا لیکن اجالا نے چالاکی سے اسی لمحے اس کے بالکل
ہونٹوں کے پاس جا کر انہیں چھوئے بغیر شیر اور بے باک
انداز میں ابراج کو ایک آنکھ ونک کی۔

اس کی آنکھ کی اس ایک شرارت پر ابراج کا دل بے ترتیب
ہو کر دھڑکا۔ اس سے پہلے کہ ابراج کی دست درازی اسے
دوبارہ اپنی گرفت میں لیتی، اجالا ہلکا سا کھلکھلا کر ایک دلکش
ادائے بے نیازی کے ساتھ اس کی پہنچ سے دور کھسک گئی۔

Zara Zara Touch Me Touch Me Touch Me

Zara Zara Kiss Me Kiss Me Kiss Me

اس نے دور جا کر ایک بار پھر میوزک کی فاسٹ بیٹس پر
اپنے وجود کو تھرکانا شروع کر دیا۔ اب اس کے موز میں
ایک بلا کی روانی اور لچک آچکی تھی۔ وہ اپنی گردن کو خم دیتی

زلفوں کو جھٹکا دیتی اور کمر کو بل کھلاتی ہوئی خود میں مگن ہو کر
موو کر رہی تھی۔

کرسی پر بیٹھا ابراج کا ضبط اب مکمل طور پر دم توڑ چکا تھا۔
اس نے ایک ناہموار سانس بھری اور ایک ہی جھٹکے میں
کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر چلی آرہی شریر
مسکراہٹ اب ایک انتہائی جارحانہ جنونی اور بے باک روپ
میں بدل چکی تھی۔

Zara Zara Hold Me Hold Me Hold Me...

میوزک کی تیز بیٹس پر اجالا ابھی اپنی کمر کو بل دیتی زلفیں
دومارہ جھٹک ہی رہی تھی کہ ابراج نے چند حاکمانہ قدموں میں

اس کا فاصلہ طے کیا۔ اس سے پہلے کہ اجالا کچھ سمجھ پاتی یا دوبارہ دور بھاگنے کی کوشش کرتی، ابراج نے اس کے نازک بازو کو مضبوطی سے جکڑا اور ایک ہی جھٹکے میں اسے گھما کر پیچھے موجود دیوار کے ساتھ جا لگایا۔

آہ۔۔۔ ابراج!۔۔۔ اس غیر متوقع افتاد پر اجالا کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی، اس کی پشت دیوار سے جا لگی تھی اور ابراج کا بھاری پیش زدہ وجود اس کے بالکل اوپر چھا چکا تھا۔

کیا تکلیف ہے۔۔۔ اب۔۔۔ کرتو۔۔۔ رہی تھی۔۔۔ تمہاری

فرمائش۔۔۔ پوری۔۔۔ اجالانے بے ربط الفاظ میں اسکو

گھورتے ہوئے خفگی سے کہا۔

تمہاری یہ فرمانبرداری میری جو حالت کر چکی ہے نا، یقین مانو

اگر رخصتی کا خیال نہ ہوتا تو اب تک ہمارے لباس زمین کو

سلامی دے رہے ہوتے!!۔۔۔ وہ بے باکی سے اسکے کان

میں جواب دیتا اجالا کو اسکی جگہ پہ برف کی مانند جما گیا۔ ابراج

کی آواز حد درجے گھمبیر اور خمار آلود تھی۔

I Like What You Want, What You Give Its A Risk...

گانے کا ریپ شروع ہو گیا تھا اب۔۔۔ ابراج نے اجالا کے
دونوں ہاتھوں کو دیوار کے ساتھ اوپر کی طرف پن کر دیا اور
اپنے ایک ہاتھ کی گرم ہتھیلی اجالا کے ابھاروں پر جمادی۔
اجالا کا سانس لمحے بھر میں سینے میں اٹک گیا۔ ابراج نے بلا کی
شدت اور جنون کے ساتھ اس کے لباس کے اوپر سے ہی
اس کے نرم ابھاروں کو اپنے ہاتھ میں مسلنا شروع کر دیا جبکہ
دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے گرد لپیٹ کر اسے اپنے وجود کے
ساتھ مزید سختی سے پیوست کر دیا۔

ابراج۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ اجالانے ہانپتے ہوئے شرم کے
مارے لال ہوتے چہرے کے ساتھ اس کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر اسے شدید خفگی سے گھورا۔ اپنی فرمائش
پورے کروانے کی بعد وہ پھر سے فری ہونا شروع ہو گیا تھا۔
یہ سوچ کر ہی اجالا کی نظروں میں مصنوعی غصہ اور شرم کا
ملغوبہ تھا لیکن ابراج پر اس کی اس گھورنے کا کوئی اثر نہیں ہو
رہا تھا۔ ابراج کی بے باکی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

Two Time Touch Me Like This...

(گانے کے بول جاری تھے)

اس نے اجالا کو گھورتا دیکھ کر اپنے ہونٹوں پر ایک فاتحانہ
دلکش مسکراہٹ سجائی اور جھک کر اپنے دائرہ کی چبھن
والے گال اور ہونٹ اجالا کے لباس کے اوپر سے ہی اس کے
ابھاروں کے اوپری حساس حصے پر رکھ دیے۔ وہ اپنے
ہونٹوں اور دانتوں کا دباؤ اس کے شفاف وجود پر چھوڑتا جا
رہا تھا۔

اجالا نے مچل کر گردن چھپے کو موڑی، اس کا دل سینے میں
پاگلوں کی طرح دھڑک رہا تھا۔ وہ اسے مسلسل گھور کر اپنی
خفگی جتانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن ابراج شاہ کسی

رعایت کے موڈ میں نہیں تھا۔ اس کے ہاتھوں اور ہونٹوں کا
جارحانہ لمس گانے کی ہر بیٹ کے ساتھ اجالا کے حواس پر
پوری طرح حاوی ہوتا جا رہا تھا اور کمرے میں اب صرف ان
کی تیز سانسیں اور میوزک کی دھن باقی رہ گئی تھی۔
آدھے گھنٹے بعد:

میوزک کب کا ختم ہو گیا تھا اور اس وقتی اینٹرٹینمنٹ کے
بعد اجالا کو بانہوں میں بھینچتے ہوئے اسکو کھودینے والا ڈر
ابراج پہ دوبارہ حاوی ہو گیا تھا، وہ اجالا سے دوبارہ آج ہوئی
ساری واردات کے متعلق سوالات کرتا اسے انیل اور اسکے

ساتھی کا انجام بہت غصے سے بتا رہا تھا جس پر وہ دل تھام
کے رہ گئی۔

ابراج۔۔ میں ٹھیک ہوں اب!۔۔۔ کتنے لمحوں سے اسکو
زور سے اپنے ساتھ چمٹے دیکھ کر وہ ابراج کے دل کی تیز
دھڑکن محسوس کرتی نرمی سے بولی۔ اجالا نے بھی اس کے
گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھ رکھا تھا۔ وہ ابراج کی کنڈیشن
سمجھ رہی تھی۔ ایسا ہی اجالا بھی تو فیل کر رہی تھی۔

آئندہ اگر تم نے کبھی اکیلے گھر سے نکلنے والی بیوقوفی کی تو میں
تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا، یاد رکھنا!۔۔۔ وہ اس کے
دائیں کندھے پہ دانت گاڑ کے بہت سنجیدگی سے گویا ہوا۔
سس۔۔ اچھا نا۔۔ اب بس بھی کر دو مجھے ڈانٹنا۔۔۔ اجالا
نے منہ پھولا کر اسکے سینے پر اپنا چہرہ لاڈ سے رگڑا۔
میں ڈانٹ نہیں رہا۔ فکر کر رہا ہوں!۔۔۔ ابراج نے
جتانے والے انداز میں اس کی تصحیح کی اور اپنے ہونٹوں سے
بہت شدت کے ساتھ اس کی گردن پہ سر جھکا کر اس نازک
جلد کو اپنے لبوں میں پیوست کرتا چوسنے لگا۔

سس۔۔۔ اجالا کی سسکاری بے ساختہ تھی۔

اتنی پیاری لگ رہی تھی تم! پتہ نہیں کس کی گندی نظر لگ
گئی۔ ابھی تو میں نے تمہاری تیاری کو جی بھر کے دیکھا بھی
نہیں تھا اس لئے میری نظر تو بالکل نہیں لگی ہوگی۔۔۔
ابراج نے اس کی گردن پہ اپنی کھردری زبان لک کرتے
ہوئے افسوس سے تبصرہ کیا۔ اجالا کے ہونٹ مسکرائے،
بھلا اسکی پیاری بھری نظر اسے کیسے لگ سکتی تھی۔

تمہاری ہی لگی ہوگی۔ تم ہی ندیدوں کی طرح گھور رہے
تھے۔۔۔ اجالا نے مسکراہٹ دبا کر حسبِ توقع سارا الزام
اس کے سر ڈالا۔

ہونہہ! زیادہ مت بنو۔ تمہاری طرح کالی گندی نظریں نہیں
ہیں میری!۔۔۔ ابراج کہاں اسے روسٹ بیک کرنے سے
خود کو باز کر سکتا تھا۔ وہ اسکی گردن پہ ہی جھکا تھا اب تک۔
اچھا؟؟ میری کالی نظریں ہیں؟؟۔۔۔ اجالا نے خفگی سے اس
کے سینے پہ مکا جڑا اور منہ پھولا کے دور ہونا چاہا لیکن ابراج
نے لفظی جواب دینے کی بجائے اسکی کمر جکڑ کے سرعت

سے اسے دیوار کے ساتھ پن کیا اور اسے زمین سے تھوڑا
اوپر اٹھا کر بہت والہانہ انداز میں اس کے سینے پر جھکتا اپنے
ہاتھوں کو اجالا کے کو لہوں پہ سرکانے لگا۔

ہویلی میں سب میری اچانک غیر موجودگی پہ ناراض ہیں اور
مجھے یہاں تم سے فرصت نہیں مل رہی۔ دل کر رہا ہے تمہارا
یہ چھوٹا سا وجود آج ہی پوری طرح سے خود میں جذب کر
لوں!۔۔۔ ابراج نے اس کے ابھرے سینے کو مٹھیوں میں دبا
کے دھیرے سے سہلاتے ہوئے پر اسرار لہجے میں کہا۔ اجالا
کا چہرہ شرم سے لہو چھلکانے لگا۔

میری وجہ سے تمہاری عید خراب ہو گئی!۔۔۔ اجالانے
ہونٹوں کے زاویے بگاڑ کر اب کے اداسی سے اپنی غلطی
تسلیم کی۔

خراب تو نہیں خیر یہاں آ کر تمہیں بانہوں میں بھر کے اور بھی
حسین ہو گئی ہے یہ عید، ورنہ کراچی میں تمہاری تصویریں
دیکھ کر ہی تڑپتا رہتا۔۔۔ ابراج نے ہلکے ہلکے انداز میں
جواب دے کر اسکی اداسی کو بھگایا اور اپنے ہونٹوں میں اس
کے لب بھر کر چند گھونٹ جام کے پیتے ہوئے اسے واپس
زمین پہ کھڑا کر دیا۔

اب وہ جیب سے والٹ نکال رہا تھا، والٹ کھولتے ہی اس نے اندر موجود تمام پیسے اجالا کے سر کے اوپر سے وار کر اس کے ماتھے پہ شدت سے لب رکھ دیئے۔ اجالا کی پلکیں اسکے انداز میں عقیدت محسوس کر کے نم ہو گئیں۔

کچھ دن بعد:

آہہ۔۔۔ ماحد کی چیخوں کی آواز پورے فارم ہاؤس میں گونج رہی تھی جبکہ باقی سب دوست ہنس ہنس کے پاگل ہو رہے تھے۔ کل ماحد، عنیزہ اور ابراج، اجالا کی مہندی کا ایونٹ تھا،

آج وہ سب یونہی شاپنگ کے بعد کچھ دیر گیمز وغیرہ کھیلنے فارم
ہاؤس آئے ہوئے تھے تاکہ دن مزید اچھا گزرے۔

فی الوقت وہ ایک ایسا گیم کھیل رہے تھے جس میں تمام
لڑکوں کی شامت ہوئی تھی۔ (گیم سمجھا دوں آپ سب کو
اب، لائنک سب کپلز ایک ٹیبل کے گرد بیٹھے ہیں اور درمیان
میں بوتل ہے جو ہر باری کے بعد گھومائی جائے گی، جس کپل پہ
بوتل ٹھہری جائے گی، سب دوستوں میں سے کوئی ایک اس
کپل کی بیوی سے سوال کرے گا، اگر اس نے جواب ناں میں
دے دیا تو شوہر کے بازوؤں یا پنڈلی کے بالوں کی ویکس کی

جائے گی۔ لیکن اگر بیوی نے اپنے شوہر پر ترس کھا کے ہاں

میں جواب دے دیا تو شوہر کی بچت ہو سکتی تھی۔)

اس گیم کا آئیڈیا دینے والی اجالا تھی، فی الحال ماحد کی شامت

آتی ہوئی تھی۔ عنیزہ ایک باریک سی پٹی لے کر اسکے بازو کی

ویکس کر رہی تھی۔

مارڈالا مجھے ظالم!! اففف۔۔۔ ماحد اپنے بازو کی سرخ ہوتی

جلد پہ پھونک مارتا ڈرامائی انداز میں بولا جبکہ باقی سب کی ہنسی

جاری تھی۔

بوتل پھر سے گھومائی جا چکی تھی اور اب کی مرتبہ ابراج پر آ
 کے ٹھہری تھی۔

بابا ہا۔۔۔ اب ابراج کی باری!۔۔۔ اجالا چہک کر بولتی ہوئی
 اپنی کرسی سے کھڑی ہوئی اور ویکس کی ایک سفید پٹی اٹھا کر
 آنکھیں مٹکاتے ہوئے ابراج کی طرف بڑھ گئی۔ (وہ تو جیسے
 صدیوں سے اس گیم کا انتظار کر رہی تھی۔)

ابے اے!! دور ہٹو۔۔ میں نہیں کھیل رہا اتنی دردناک گیم۔
مجھے بس دیکھ کے مزہ آ رہا ہے۔ یو گائز کانٹینیو پلزز۔۔۔ ابراج

نے ہاتھ اٹھا کر اجالا کے گھوری سے نوازا۔ اسے اپنی بیوی
سے کسی رعایت کی امید نہیں تھی۔

یہ کیا بات ہوئی۔ ایسے تو نہیں چلے گا۔۔۔ باقی سب
دوستوں نے اس کے انکار پہ ہلا مچانا شروع کر دیا تو اجالا نے
آنکھیں جھپک کر ابراج کو اشاروں میں یہ احساس دلایا کہ وہ
اس کے ساتھ کبھی برا نہیں کرے گی۔ ابراج نے اسے
مشکوک نگاہوں سے دیکھا لیکن پھر اپنی بیوی کی معصوم
صورت پہ اسے یقین آ ہی گیا۔ وہ فرشتہ صفت عورت بھلا
اسکو کیسے تکلیف دے سکتی تھی۔ سوال چاہے جو بھی ہو،

وہ جواب ضرور ”ہاں“ میں دے کر اسے بچالے گی۔ ابراج
کے دل نے گواہی دی تھی۔

میں سوال پوچھوں گا!!۔۔۔ ماحد نے دانت کچکچا کر کہا۔
(کیونکہ عزیزہ سے الٹا سوال کر کے ماحد کو پھنسانے والا ابراج
ہی تھا۔)

جی جی ضرور پوچھیں بھتیو!!۔۔۔ اجالا نے مسکرا کر کہتے
ہوئے ایک دفعہ پھر آنکھیں جھپکا کے ابراج کو تسلی دی جس کا
ویکس دیکھ کے دل کانپ رہا تھا۔ اس بیچارے نے ساری
زندگی ویکس نہیں کی تھی۔

کیا اجالا صابری اپنے شوہر ابراج شاہ سے ڈرتی ہے؟۔۔۔

ماحد نے آئبرو اچکا کے اتنا آسان لیکن بیک وقت مشکل

سوال کیا تو باقی سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

بالکل نہیں! آپ کو لگتا ہے کہ اجالا بدر صابری کسی سے ڈر

سکتی ہے؟؟ آپ بھی نا بھٹیو۔ کوئی حال نہیں!! جواب

جانتے بوجھتے ایسے سوال کون کرتا ہے؟۔۔۔ اجالا نے نفی

میں سر ہلا کر بے حد ڈراماٹک انداز میں پٹر پٹر جواب دیتے

ہوئے ابراج کا بازو تھام کر بہت ہی نرم انداز میں اسکی

شرٹ کا کف اوپر کرنے لگی۔ (ابراج صدمے میں تھا، اسکی

بیوی اسے اتنے پیار سے تسلیاں دینے کے بعد دھوکا کیسے
دے سکتی تھی؟؟)

اجالا نہیں۔۔۔ یونو مجھ سے درد برداشت نہیں ہوتا۔۔۔
ابراج نے اپنی کرسی کو چھپکی طرف کھسکاتے ہوئے بچوں
کی طرح چلا کر کہا لیکن مقاصم اور صارم ہنستے ہوئے بروقت
ایک ساتھ کھڑے ہوئے اور اسے قابو کر لیا جبکہ اجالا بے
نیازی سے ہنستی ہوئی ویکس کی سفید پٹی اسکے سفید بازو کے
بالوں پر چپکانے لگی۔

اجالا میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں!۔۔۔ ابراج نے وارن کیا
اور اپنے بازو مقاصم اور صارم سے چھڑوانے چاہے مگر
اب ان کی مدد کے لئے باریق بھی ہنستا ہوا ان کی مدد کرنے
لگا۔

اف! بہت ڈر لگ رہا ہے مجھے سرتاج! دیکھیں تو میری
ٹانگیں کانپ رہی ہیں۔۔۔ اجالا قہقہہ لگا کر ہنستی ہوئی کانپنے
کی ایکٹنگ کرتے ہوئے شرارتی لہجے میں گویا ہوئی اور ایک
چھٹکے سے اس سفید چپکی ہوئی پٹی کو اس کی جلد پر سے کھینچ
لی۔

آہہ۔۔۔ مر گیا میں۔۔۔ میرا ہاتھ سن ہو گیا ہے۔۔۔ اف۔۔۔

آلو کی طرح چھیل دیا مجھے۔۔۔ ابراج درد سے کراہتا ہوا بلند

آواز میں بچوں کی طرح چختے ہوئے اپنا سرخ ہوتا بازو دیکھنے

لگا، بیچارے کی سفید جلدیوں لال ہو رہی تھی جیسے ابھی

خون چھلک پڑے گا اور اس تھوڑی سی جگہ سے بال بال لکل

ہٹ چکے تھے جہاں پٹی چپکائی گئی تھی۔ اجالا سمیت باقی

سب اسکی دہائیاں سن کر پاگلوں کی طرح قہقہے لگانے لگے۔

بو تل دوبارہ spin ہوئی تو باری باری کی آتی تھی۔

ہولڈ آن! اب میرے خاوند کی باری ہے۔ مجھے بھی موقع ملنا

چاہیے۔۔۔ بریقا نہایت معصومانہ انداز میں بولتی ایک

امیدوار کی طرح کھڑی ہو گئی۔

سوال میں پوچھوں گا۔۔۔ ابراج نے اپنے بازو پہ پھونک مار

کر کھستے ہوئے کہا۔ (اب ہول باریق کو پڑ رہے تھے کیونکہ

اسکی بیوی بھی آج باقی سب کی بیویوں کی طرح ماتھے پہ آنکھیں

رکھ چکی تھی)

شیور! میں جانتا ہوں، میری بیوی مجھے کبھی تکلیف نہیں پہنچا

سکتی!۔۔۔ باریق نے شیریں لہجے میں بیوی کو مکھن لگایا۔

ہونہہ! کوئی favoritism نہیں چلے گا!۔۔۔ سماویہ نے منہ

پھولا کر باور کروایا جس پر بریقا نے اسکو یقین دلانے والے

انداز میں سر کو خم دیا۔

سننے میں آیا ہے کہ باریق تم پر روز تشدد کرتا ہے اور تم تنگ آ

کر بہت جلد اس سے طلاق لے رہی ہو؟۔۔۔ ابراج نے

سوال ہی ایسا کیا کہ باریق اور بریقا نے تیزی سے استغفار کہا

جبکہ ویکس کے ڈر سے باریق کی سفید پڑتی رنگت دیکھ کے

سب نے قمقے لگانے شروع کر دیے۔

استغفار! ایسا بالکل نہیں ہے۔ میرا شوہر مجھ پہ تشدد کرنے

کا سوچ ہی نہیں سکتا اور طلاق لینا تو دور اس کا ذکر بھی ہم

دونوں پر حرام ہے۔۔۔ بریقانے کانوں کو ہاتھ لگا کر

افسوس سے تفصیلی جواب دیا اور جھک کے باریق کے

مضبوط بازو پہ ویکس کی پٹی چپکا دی۔

اگلے ہی لمحے بال کھینچے جانے کے باعث باریق کی درد سے

چینخیں بلند ہوئیں اور باقی سب کی ہنسی کے شور میں اضافہ

ہوا۔ ابراج نے ناک چڑھائی۔ وہ اجالا کے کان میں وقفے

وقفے سے معنی خیز دھمکیاں دے رہا تھا مگر وہ اثر کہاں لے
رہی تھی۔

اب bottle میں spin کروں گی!۔۔۔ نمیرہ نے پر جوش
انداز میں کہتے ہوئے بوتل کو جو نہی گھمایا تو وہ اسی کے شوہر پر
آکر رک گئی۔ صارم کا منہ بن گیا۔

اس سے بھی سوال میں پوچھوں گا۔۔۔ کسی کے بھی کچھ
بولنے سے پہلے ابراج نے ہاتھ اٹھا کے کہا۔ وہ اپنے ان

خبیث دوستوں پر بہت تپا ہوا تھا۔

نہیں توں کیوں پوچھے گا۔ اب سوال میری کوئی بہن پوچھے
گی۔۔۔ صارم کو تو پہلے ہی یہ خوف تھا کہ کہیں وہ ابراج کے
ہتھے نہ چڑھ جائے اسلئے فوراً بھڑک کے باقی سب کی بیویوں
کی طرف مدد طلب نگاہوں سے دیکھا۔

بالکل! ابراج ہی سوال کرے گا۔۔۔ کیری آن۔۔۔ نمبرہ
نے ویکس کی پٹی تھام کر کھلے دل سے ابراج کو اجازت دی۔
صارم کا دل حلق میں آگیا۔

کیا تمہارا شوہر ایک لڑکی ہے نمیرہ؟؟۔۔۔ سوال اتنا سادہ تھا
کہ سب کے منہ سے ہنسی کا ایک فوارہ چھوٹا۔ خود نمیرہ بھی
قہقہہ مار کے ہنس دی۔

بالکل نہیں! کچھ شرم کرو ابراج، تمہیں میرا اتنا پینڈ سم شوہر
کہاں سے لڑکی لگتا ہے؟؟۔۔۔ نمیرہ نے ہنسی ضبط کرنے کی
ناکام کوشش کرتے ہوئے مصنوعی خفگی سے ابراج کو ڈپٹا
اور سیکنڈوں میں سہمے ہوئے صارم کے بازو کی ویکس کر کے
اسکے چودہ طبق روشن کر دیئے۔

لعنتی انسان! تو دوست نہیں زہریلا سانپ ہے۔۔۔ صارم
نے چلا کر ابراج سے کہا جس پر اس نے ہنستے ہوئے ڈھیٹائی
سے تھینکس بول کر اپنے بالوں میں انگلیاں گھمائی۔
بوٹل اب کی دفعہ ابراج نے سپن کی تو مقاصم یہ آکر ٹھہر
گئی۔ ابراج کی آنکھیں چمکیں۔ اب اس سے بدلہ لینے والا باقی
رہ گیا تھا۔

نہیں!! توں سوال نہیں کرے گا۔۔۔ مقاصم کسی کے کچھ
کہنے سے پہلے ہی چیخ اٹھا۔ باقی سب زور زور سے ہنسنے

لگے۔ انہیں ابراج کے سوالات سن کر مزہ آرہا تھا اسلئے کسی
نے بھی بیچ میں ٹانگ نہ اڑائی۔

ہمم!! تو سماویہ صاحبہ سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا تمہارا شوہر
اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد ہے؟؟۔۔۔ ابراج نے ٹیبل پہ
انگلیاں بجاتے ہوئے سوال پوچھا تو پہلا قہقہہ صارم کا چھوٹا
تھا۔

بالکل نہیں!! کیا تمہیں اس کا سگا بھائی یہاں بیٹھا ہوا نظر
نہیں آرہا؟ میرے شوہر کے ماشاء اللہ دو بھائی اور تین بہنیں
ہیں۔ اللہ ان سب کو سلامت رکھے۔ آمین۔۔۔ سماویہ

نے مسکاتے ہوئے تفصیلی جواب دے کر مقاصم کے سگے
بھائی صارم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے شوہر کے بازو
کے بالوں کی ویکس تیزی سے کی۔

آمین۔۔۔ (سب نے مشترکہ آواز میں آمین کہا) ان سب کے
قہقوں کے شور میں صرف مقاصم کے چلانے کی آواز بلند ہو
رہی تھی۔

اگلی دفعہ بوتل کو دوبارہ گھمایا گیا تو وہ ابراج شاہ پر آ کے رک
گئی۔ مقاصم، ماحد، باریق اور صارم کے لبوں پہ دل جلانے
والی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

اجالا سے سوال میں کروں گا!۔۔۔ مقاصم جو تازہ درد
برداشت کر رہا تھا، بازو اٹھا کے خفگی اور تکلیف سے بولا۔
ابراج تھوک نگلتا ہوا خود کو ایک دفعہ پھر ویکس کا یہ درد سہنے
کے لئے تیار کرنے لگا کیونکہ اسکی بیوی ویکس کی وہ سفید پٹی
دوبارہ پکڑ چکی تھی۔

کیا تم اپنے شوہر کو کبھی دوسری شادی کی اجازت دو
گی؟؟۔۔۔ مقاصم نے اپنا بازو سہلاتے ہوئے ہونٹ سکوڑ
کر اجالا سے پوچھا تو اس نے خفگی سے اپنی ناک سکوڑی۔

ہرگز نہیں! کر کے تو دیکھائے یہ دوسری شادی۔۔۔ اجالا

نے غصے سے ابراج کو گھور کر جواب دیتے ہوئے اس کے

دوسرے بازو پہ ویکس کی پٹی چپکائی۔

نہیں کھینچنا۔۔ میں بتا رہا ہوں۔ بہت برا حشر کروں گا

تمہارا۔۔۔ ابراج نے اجالا کے کان میں دھمکی دے کر اس کا

ہاتھ تھاما لیکن اتنی دیر میں وہ پٹی کھینچ چکی تھی۔

آہ۔۔۔ بالوں پر کھنچاؤ پڑنے پہ ابراج نے درد سے کراہ کرنا

چاہتے ہوئے بھی خود پہ جھکی اجالا کے گال پہ زور سے دانت

گاڑ دیئے جس پر سب کی ہنسی حلق میں اٹکی اور انہوں نے
ابراج کی اس جسارت پہ حیرت سے اسکی طرف دیکھا۔
ابراج۔۔۔ سب دیکھ۔۔۔ رہے ہیں۔۔۔ اس کو دانت نہ
ہٹاتے دیکھ کر اجالا نے سٹیٹاتے ہوئے ہوش دلائی جبکہ باقی
سب نے شرارت سے آنکھوں میں ہاتھ رکھ لیا۔
یہ گیم اب وائلڈ رخ اختیار کر رہی ہے۔ کائنڈلی محفل کا لحاظ
کر کے اپنے جذبات پہ قابو پایا جائے ورنہ ہم شرم سے بے
ہوش بھی ہو سکتے ہیں!۔۔۔ صارم نے ہنوز آنکھوں پہ ہاتھ
رکھے زو معنی سے اعلانیہ انداز میں کہا۔ ابراج نے ہوش

میں آتے ہوئے شرم سے نہال اجالا کو وارن کرتی نظروں

سے دیکھتے اس کے گال سے اپنے دانت ہٹا لیتے۔

زیادہ ڈرامے نہ کرو اور جلدی سے یہ فضول گیم بند کرو۔

میرے بازوؤں کا ستاناس ہو گیا ہے۔۔۔ ان سب کو

ہاتھوں میں چہرہ چھپائے دیکھ کے ابراج شاہ نے دانت

کچکچاتے ہوئے کہا۔ اجالا میں تو اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ

وہ حلق سے آواز نکال سکے، سب کے سامنے ابراج کی اس

غیر متوقع جسارت نے اسکی بولتی بند کروادی تھی۔ صد شکر

اس اتاوا لے انسان نے اٹیک ہونٹوں پر نہیں کیا تھا ورنہ اسکا

نشانہ وہی پر لگ رہا تھا، وہ تو بھلا ہوا جالا کا جس نے فوراً

چہرے کی سمت تھوڑی بدل لی تھی۔

ابراج کے چڑنے پہ باقی سارے ہنستے ہوئے دوبارہ چہرے

سے ہاتھ ہٹا کر دوبارہ بوتل گھمانے لگے۔

باریق کی امی کی طبیعت تھوڑی ناساز تھی اس لئے وہ اپنی

بیوی کو لے کر ابھی چند لمحوں پہلے فارم ہاؤس سے نکلا تھا جبکہ

ایک طرف ابراج اور مقاصم میں ٹیبل ٹینس کا شدید مقابلہ

چھڑا ہوا تھا اور دوسری طرف ماحد اور صارم میں۔ چاروں

ہی بہت تگڑے پلٹیر ثابت ہو رہے تھے۔ ٹیبل پہ گیندوں کی
پٹکتی آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔ ان کی منکوحاتیں
ان کی بغلوں میں کھڑی بڑے اشتیاق سے مقابلہ دیکھتے ہوئے
اپنے شوہروں کو سپورٹ کر رہی تھیں جبکہ اجالا اس انٹینس
ہوتی گیم کی ویڈیو بنا رہی تھی۔

مقام کے تین پوائنٹس ہو چکے تھے جبکہ ابراج کے چار
پوائنٹس البتہ واحد اور مقام دونوں تین تین پوائنٹس کے ساتھ
برابر جا رہے تھے۔ ان میں سے جس کے پہلے پانچ پوائنٹس
مکمل ہو جاتے، وہ یہ گیم جیت جاتا اور رات کا کھانا سب

سے لیسٹ پوائنٹس حاصل کرنے والے کو اپنے پیسوں سے
کھلانا تھا۔

کم اون بھییو! صرف دو پوائنٹس رہ گئے ہیں جیتنے میں! جلدی
کریں۔۔۔ اجالا نے شرارت سے ابراج کو سپورٹ کرنے
کی بجائے مقاصم کو سپورٹ کیا اور اسی لمحے ابراج کا بال
سے دھیان ہٹنے کے باعث یہ پوائنٹ مقاصم جیت گیا تھا۔
دونوں کے چار چار پوائنٹس ہو گئے تھے۔

یاہوووو۔۔۔ سماویہ اور اجالا نے شور مچایا۔

ابراج نے خفگی سے اجالا کو گھوری سے نواز کر دوبارہ اپنا
دھیان اس چھوٹے سائز کی گیند پہ مرکوز کر لیا۔ مقاصم
مسکرا نے یہ اکتفاء کرتا ٹینس پہ بال مار کے ابراج کی طرف
اچھال گیا۔

اجالا نے اپنے شوہر کی تیوری کا اثر لئے بغیر کافی دیر مقاصم
کے لئے سپورٹ دیکھانا جاری رکھی تھی۔

ویلڈن!! وووووو۔۔۔ جیسے ہی صارم چارپوائنٹس پر آیا،

نمیرہ تالیاں بجاتی اپنی جگہ سے اچھل کر اسے اور بھی
ایپریشیٹ کرنے لگی اور ایک اجالا صابری تھی جو شوہر کو

چٹیر اپ کرنے کی بجائے اسکے مقابل کا ساتھ دے رہی
تھی۔

ڈیم !!! مقاصم اپنے ہاتھ میں پکڑا ٹینس سیدھے انداز میں
گھما رہا تھا لیکن اس دفعہ ابراج شاہ نے چالاکی سے بال کو
ٹیبل پہ بہت ہی ترچھے انداز میں گھما کر اسکا دھیان بٹا دیا تھا۔
بال گھول گھول گھومتی ہوئی مقاصم کی نظروں سے اوجھل
ہوئی اور وہاں ابراج نے پانچ پوائنٹس مکمل کرتے ہی ٹینس کو
ٹیبل پہ پٹک کر فرضی کالر اچکاتے ہوئے اجالا کو گھورا مگر خفا
انداز میں !!

(اجالا نے لب دبا کر مسکراہٹ ضبط کی۔ پہلے ہی وہ ویکس والی گیم کے باعث خفا تھا اور اب اجالا کی اسے سپورٹ نہ کرنے والی حرکت نے مزید تپ چڑھائی ہوئی تھی۔ اجالا اس کے تاثرات سے محضوظ ہو رہی تھی۔)

واٹ آگیم!!۔۔۔ سماویہ نے تالیاں بجا کر ابراج اور مقاصم کو داد پیش کی۔ ہارنا جیتنا اس کے لئے میٹر نہیں کرتا تھا، دونوں نے بہت ٹف کا میپٹیشن دیا تھا ایک دوسرے کو۔۔۔

صارم اور ماحد میں سے پانچ پوائنٹس پہلے مکمل کرنے والا
صارم تھا جبکہ ماحد تین پوائنٹس کے ساتھ سب سے آخر میں
آیا تھا اس لئے وہ اب ناک سکوڑتا ہوا ڈیل کے مطابق سب
کے لئے ڈنر آرڈر کر رہا تھا۔

میں فریش ہونے جا رہا ہوں۔ میرے آنے تک کھانا آجانا
چاہیے۔ بھوک سے جان جا رہی ہے۔۔۔ ابراج شاہ نے
تھکن محسوس کرتے ہوئے اعلانیہ انداز میں اپنی بھوک کی
دہائی دی جس پہ سب نے سر کو خم دیا اور وہ لاؤنج سے نکل
گیا۔

اجالا اس وقت یہاں سب کے ساتھ نہیں تھی، فارم ہاؤس
کے ایک روم میں ان سب کے بیگز وغیرہ پڑے تھے، وہ چند
منٹ پہلے اسی کمرے سے کچھ لینے گئی ہوئی تھی۔ بیڈ پہ جھکی
وہ اپنے بیگ کو کھول رہی تھی جب اسے اپنے چھپے دروازہ بند
ہوتا محسوس ہوا۔

اجالا نے ہڑبڑا کے گردن موڑی تو دروازے کے ساتھ ٹیک
لگا کے کھڑے ابراج کو دیکھ کر اسکی رکی سانسیں بحال
ہوئیں۔

ڈرا دیا مجھے۔ آرام سے دروازہ بند نہیں کر سکتے تھے؟؟۔۔۔

وہ دہل کر سینے پہ ہاتھ رکھتی شکایتی لہجے میں گویا ہوئی۔ اغواہ

والے واقعے کے بعد سے اسکا خوف بڑھ چکا تھا۔ وہ جلدی

ڈر جاتی تھی۔

ابراج اس کی بات کا جواب دیئے بغیر خفگی سے آئینے کی طرف

بڑھ گیا۔ (وہ شاور لینے دوسرے کمرے میں جا رہا تھا لیکن

اجالا کو یہاں تنہاء دیکھ کے اس سے رہا نہیں گیا تھا اسلئے

خفگی جتانے آگیا۔)

اجالا نے آنکھیں سکیڑ کے اسے گھورا۔ وہ اسکو نظر انداز کرتا
شیشے میں اپنے بازوؤں کا جائزہ لے رہا تھا جو آدھی ادھوری
ویکس کے باعث لال سرخ ہو رہے تھے۔ جلد سینسٹو
ہونے کے باعث جہاں سے بال کھینچے گئے تھے، وہاں سے
جلد سرخی چھلکنے کے ساتھ ساتھ تھوڑی سوجھ بھی چلی
تھی۔ (اجالا کو تو ایک دم ترس ہی آگیا اپنے شوہر کے بازو دیکھ
کے۔۔۔ awww)

تم سے بات کر رہی ہوں!۔۔۔ پھر اپنا اگنور ہونا یاد کر کے
اجالانے اپنے ہمدردانہ تاثرات چھپا کر اسے دوبارہ مخاطب
کیا۔

تو کیوں کر رہی ہو بات؟ جاؤ ویکس لے کر آؤ۔ جہاں سے
میرے بازو تھوڑے بہت سلامت رہ گئے ہیں، وہاں سے
بھی چھیل دو۔۔۔ ابراج شاہ دانت کچکچا کر اسے خفا انداز
میں دیکھتا نہایت شکوہ کناں انداز میں بولا۔

اتنے نازک مزاج نہ بنو۔ مردوں پر یہ نزاکت سوٹ نہیں
کرتی۔ بس ویکس ہی تھی، تیزاب نہیں تھا۔۔۔ اجالانے

مصنوعی لاپرواہی سے جواب دے کر اپنی ادنیٰ ہنسی کو دبا
کے ابراج کو ڈپٹا۔

رتیلی؟ میں نازک مزاج ہوں یا تم ضرورت سے زیادہ ظالم ہو؟
جلادنی کہیں کی۔۔۔ ابراج شاہ نے ڈریسنگ ٹیبل پہ ہاتھ مار
کے تلملا کر کہا۔

اجالا اپنے لئے ”جلادنی“ کا لقب سن کر خفا ہونے کی
ڈھیروں کوشش میں ناکام ہوتی بالاخر ہنس دی اور قدم ابراج
کی جانب بڑھانا شروع کر دیئے جو اس کے ہنسنے پر اور بھی
خفا ہوتا رخ موڑ گیا۔ اجالا نے اس کے قریب آکر بہت

دھیرے سے اسے چھپے سے ہگ کیا اور اپنے نازک ہاتھ ابراج

کے بازوؤں کی سرخ جلد پر پھیرے۔

اجالا کی پیش قدمی پہ ابراج نے دھڑکتے دل کے ساتھ آئینے
میں نظر آتا اپنا اور اسکا عکس دیکھا۔ وہ اس کے چوڑے وجود

کے چھپ بالکل چھپ چکی تھی، صرف اجالا کے ہاتھ نظر آ

رہے تھے جبکہ سر اس نے ابراج کی پشت پہ ٹکا رکھا تھا۔

اب مجھے جلا دنی بول کر تم زیادتی کر رہے ہو۔ وہ سب گیم کا

حصہ تھا۔۔۔ اجالا نے ناک چڑھا کے جتاتے ہوئے نا

محسوس انداز میں اپنے ہونٹ اس کی پشت پر بہت نرمی
سے رکھتے ساتھ ہٹا لیتے۔

ہاں اور میری بجائے اپنے مقاصم بھٹیو کو سپورٹ کرنا بھی تو
گیم کا حصہ تھا؟؟۔۔۔ ابراج نے دانتوں کو کچلا کر ایک اور
تیار شدہ شکوہ اپنے ہونٹوں پر لایا تو اجالا کھلکھلانے لگی۔

ابراج کی تپتی حالت اسے ہمیشہ ہنسنے پہ مجبور کر جاتی تھی۔
چھوڑو! مجھے فریش ہونے جانا ہے۔۔۔ ابراج نے اسے
خود سے دور کیے بغیر ناراضی سے بھرم دیکھائے۔ وہ اس کی
بچوں جیسی خفا شکل دیکھ کر ہنستی ہوئی اس کے بالکل

سامنے آکر کھڑی ہوئی اور اپنی ٹھوڑی ابراج کے سینے پہ ٹکا
کے اسے شرارتی نظروں سے دیکھنے لگی۔

پکا؟ چلی جاؤں؟۔۔۔ اجالا کھلکھلا کے گویا ہوئی۔ وہ جانتی
تھی کہ ابراج صرف ڈرامے کر رہا ہے ورنہ آنکھیں تو یہی بول
رہی تھیں کہ یہاں سے ایک قدم اٹھا کر دیکھاؤ، پھر میں تمہیں
بتاتا ہوں۔ مرضی ہے!!۔۔۔ ابراج ہنوز خفا تھا۔ آج

رات اسے کراچی چلے جانا تھا کیونکہ کل مہندی کا ایونٹ تھا۔
اجالا اسے ناراض نہیں رہنے دینا چاہتی تھی اس لئے اس
نے ساری شرارت ایک طرف رکھ کے بہت ہی پیار سے

اپنے ہونٹ اس کے دونوں بازوؤں پہ اس مقام پر جا بجا
رکھنا شروع کر دیئے جہاں اسے ویکس کی تھی۔ ابراج کی
دھڑکنیں ایک لمحے کے لئے تھمیں اور پھر اسکا دل پاگلوں کی
طرح زروں سے دھڑکنا شروع ہو گیا۔ اس کے نرم لمس نے
رونگھے کھڑے کر دیئے تھے ابراج کے۔۔

توبہ اللہ! تمہاری اسکن تو لڑکیوں سے بھی زیادہ سینسٹو
ہے!۔۔۔ اجالا نے اپنا سر اس کے بازوؤں سے اٹھا کے
خفت سے کہا۔ نزدیک سے دیکھنے پر اجالا نے اس کے بازو
کی سرخی اور سوجن کو اور بھی شدت سے محسوس کیا تھا۔ وہ

غلط خفا نہیں تھا، اسے واقعی درد عام لوگوں سے زیادہ ہوتی
تھی۔

بات بات پہ مجھے لڑکیوں سے کمپتیر نہیں کرو۔ کیا لڑکوں کی
اسکن سینسٹو نہیں ہو سکتی؟؟۔۔۔ ابراج نے برا منا کر
بولتے ہوئے اسکی کمر میں اپنا بازو ڈال کر اسے ڈریسنگ مر
کے ساتھ لگایا اور خود اجالا کے مزید نزدیک آگیا۔

ہو نہہ! چلو اب چھوڑو مجھے۔۔۔ تم تو فریش ہونے جا رہے
تھے نا؟۔۔۔ اب کی دفعہ اجالا نے اس کے ہاتھوں کا لمس

اپنی پشت پہ محسوس کر کے بالکل ویسے بھرم دیکھایا جیسے وہ
چند منٹ پہلے دیکھا رہا تھا۔

رخصتی ہو گئی ہوتی تو دونوں مل کے فریش ہوتے!۔۔۔
ابراج شاہ نے اس کی ناک کے ساتھ اپنی ناک ملا تے ہوئے
دھیمی آواز میں کہا تو وہ اس کے الفاظ کا زو معنی مطلب سمجھ
کر کانوں کی لوں تک سرخ پڑی۔

شٹ اپ! دور ہٹو۔۔۔ اجالا کسمسا نے لگی۔ وہ جس طرح
اپنی ناک اسکی چھوٹی سی ناک پہ رب کر رہا تھا، ابراج کی یہ
حرکت اجالا کے دل میں گد گدی پیدا کر رہی تھی۔

ویسے نکاح میں تو تم ہو میرے۔۔۔ دو دفعہ بھری محفل میں

قبول کر چکی ہو مجھے۔۔۔ شاور تو ہم ابھی ابھی اکھٹالے ہی

سکتے ہیں۔۔۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکو چھوڑنا جاری رکھا۔ وہ

اسکی گردن سے نیچے گہرائیوں پہ ہاتھ پھیر رہا تھا۔

ہونہہ! بس اپنے مطلب کی باتیں کرو! تو تم سے۔۔۔ تم یہ بھی

بول سکتے تھے کہ دو دفعہ بھری محفل کے سامنے ہمارا نکاح ہو

چکا ہے، اس لئے میں تمہیں دو دفعہ حق مہر دوں گا۔۔۔۔۔ اجالا

نے ناک سکوڑ کر تیگھے انداز میں اسے جھاڑا تو وہ قہقہہ لگا کر

خوشگوار سی ہنس دیا۔

نہ کرو! دو دفعہ حق مہر؟ سات اور سات چودہ؟ چودہ کڑور کی

تو میرے نام پہ بابا جان نے جائیداد نہیں کی ہوگی؟ اب اپنی
گولڈ ڈگر وائف کو سیٹھفائی کرنے کے لئے خود کو چھنے سے تو

رہا میں۔۔۔ ابراج نے گہری سانسیں اس کے لبوں پہ

چھوڑتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا۔ (اجالا کو خود کو گولڈ ڈگر

کہنا پسند تھا اس لئے اس نے بھی کہہ دیا۔)

ہونہہ!! جو چاہے کرو لیکن میں اپنا حق مہر اپنی منہ دیکھائی کے

ساتھ لوں گی۔ پیسوں کا انتظام پہلے سے کر کے رکھنا۔۔۔

اجالا نے ناز و انداز کے ساتھ پلکیں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں

دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ ابراج دل کھول کے ہنستا اور چہرہ

مزید جھکا کر اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے لیا۔

اجالا اس اچانک جسارت پہ سرخ پڑتی اس کی شرٹ سینے سے

تھام گئی۔ ابراج اس کے لبوں کو چوستا ہوا بہت نرمی سے

اپنی زبان کو اس کے ہونٹوں کے کناروں پر مسلسل نوک

کرنے لگا تاکہ وہ منہ کھولے۔ اجالا آہستہ سے اس کی جسارت

میں اس کا دیتی ابراج کے لب بہت نرم انداز میں ایک سے

دو دفعہ چھو کر رک جاتی۔

امم۔۔۔ کھولو منہ۔۔۔ اس کے بھینچے ہونٹ دیکھ کر ابراج نے

اس کے ہونٹوں سے لب ہٹائے بغیر تنبیہ کی۔ اجالا نے اسے

آنکھیں دیکھا کر جان کے نفی میں سر ہلایا مگر ابراج نے اسکی

سنے بغیر اپنے ہاتھ کو اس کے جبرے پہ زرا سختی سے دباتے

ہوئے زبردستی اسکا منہ کھلوا یا اور اپنی زبان اس کے منہ میں

شامل کر دی۔

وہ اس کے ہونٹوں اور زبان کی نمی اپنے منہ میں جذب کرتا

بے قراری سے اپنے ہاتھوں کو اجالا کے وجود پہ سرکا رہا تھا۔

اسے خفگی بھلائے خود میں گم ہوتے دیکھ کر اجالا کی آنکھیں

مسکراتیں۔ وہ اس کی گردن میں اپنی بانہوں کو ڈالے اس کی
شدتوں کو اپنے لبوں اور زبان پہ محسوس کرتی آنکھیں موند
گئی۔

کافی منٹ سرکنے کے باوجود ابراج کو چھپنے ہٹے دیکھ کر اجالا
کی سانسیں پھولنے لگیں۔ اس نے اس کے کندھے پہ ہاتھ مار
کر اسے ہوش دلائی۔

پرسوں چھوڑنا نہیں ہے میں نے تمہیں! بہت تڑپا چکی
ہو۔۔۔ ابراج شاہ نے پھولتی سانسوں کو ہموار کرتے
ہوئے مخمور لہجے میں اجالا کو ویڈنگ نائٹ کی دھمکی دینا

ضروری سمجھا۔ وہ نجانے کیوں اس وقت بہت تڑپ گیا تھا

اسے محسوس کرنے کے لئے!

میں ہاتھ آؤں گی تو پھر کی بات ہے نا؟۔۔۔ اجالا نے اسکی

وارنگ سیریس لئے بغیر آنکھیں مٹکا کر اسے سلگایا۔

ہاتھ نہ آئی تو تمہاری ایسی ایسی جگہوں پہ منہ لگاؤں گا نا کہ

کانپ کر رہ جاؤ گی!۔۔۔ ابراج شاہ نے اپنی شرارتی

مسکراہٹ ضبط کر کے مصنوعی سنجیدگی سے اس کو وارن

کیا۔ اس کی اتنی زو معنی بات اور بے باک اشاروں پر ابھی

ہی لرز کے رک گئی تھی۔

بدتمیز۔۔ چھوڑو مجھے!۔۔۔ اجالا کا لہجہ لڑکھڑایا۔

بہت تڑپ ہو رہی ہے انہیں بغیر پردے کے دیکھنے کی۔ لیکن
چلو ان کے ساتھ ایک ہی دفعہ رخصتی ناٹ پہ حساب بے
باک کروں گا!۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکی گردن میں چہرہ چھپا
کر اپنا ہاتھ اس کی قمیض کے گلے سے اس کی برا پہ رکھتے اس
کی دھڑکنوں کو سکویز کرتے ہوئے بوجھل لہجے میں کہا۔ اجالا
کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

امم۔۔۔ اب۔۔۔ راج۔۔۔ اجالا مچل گئی تھی اپنے ابھاروں
پر اس کی سخت گرفت محسوس کر کے۔۔

میرے بازوؤں پہ اپنے ہونٹوں سے کسز کر کے میرا سسٹم تو

تم اچھا خاصا ایکٹو کر گئی ہو، اب کوئی حل بھی بتا جاؤ

اسکا۔۔۔ ابراج شاہ نے اسے ایک ہی جست میں اٹھا کر

سنگھار میز پہ بٹھاتے اس کی ٹانگوں میں فاصلہ بنایا اور اپنا

سخت ہوتا وجود اس کی نازک گہرائیوں میں لباس کے اوپر

سے بے باکی سے پھیرتا ہوا بولا۔ آواز سرگوشی نہاتھی مگر اس

کے الفاظ اور انداز نے اجالا صابری کے چھکے چھڑا دیے

تھے۔

اب۔۔۔ راج!۔۔۔ اجالا تھوک نکلتی ہوئی لرزتی ٹانگوں کو
سمیٹنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی کیونکہ وہ ان کے بیچ ہی تو
کھڑا تھا۔ (اسے کیا پتا تھا کہ ابراج پہ تھوڑا سا پیار لٹانا یوں
مہنگا پڑ جائے گا؟)

ایک ہاتھ سے وہ اسکے برابر میں مقید ابھار دبا رہا تھا تو دوسرے
سے اسکے پیس کو دبوچے وہ اس کو اپنے بدن کی سختی محسوس
کرواتا بے چینی سے اپنا سر اسکی گردن میں چھپائے ہوئے
تھا۔ اجالا کی جان لبوں پر آگئی۔

حل کر کے جاؤ نا اب ”اِس کا“؟؟۔۔۔ ابراج شاہ نے چہرہ

اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک بے باک اشارہ

اپنے بدن کے تناؤ کی طرف ڈالا تو اجالا کا جی چاہا کہ اس میں

منہ میں کچھ ٹھونس دے۔ کبھی وہ اس سے شکوے کیا کرتی

تھی کہ وہ کچھ رومانٹک نہیں بولتا اور اب جب وہ کچھ بھی

کہتا تھا تو اس کے کانوں سے دھواں نکالنے کے لئے کافی ہوتا

تھا۔ اس کے باوجود اجالا اب بھی کتنی بار اسے انرومانٹک

بول کر چڑایا کرتی تھی۔

منہ۔۔ تڑواؤ گے۔۔ تم مجھ سے!۔۔۔ اجالانے بے ربط
الفاظ میں کہتے ہوئے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔ اس کا جسم
بری طرح سے کپکپا رہا تھا ابراج کو یوں محسوس کر کے۔۔
لو توڑو منہ۔۔ زرا ٹھیک سے توڑنا۔۔ یوں کہ میرے منہ میں
نمی کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکا
ہاتھ اپنے لبوں سے ہٹا کر اپنی مسکراہٹ دبائی، اسے آنکھ دبا
کے جواب دیتے اپنے عنابی ہونٹوں کو ساراوا کیا اور منہ
کھولتے ہوئے اجالا کے ہونٹوں کے بے حد قریب کرنے

اب۔۔ راج!! شرم۔۔ کر لو۔۔ تھوڑی۔۔۔ اجالانے

اس کے ہونٹوں پہ بالکل ہلکا سا تھپڑ مار کر بری طرح بلش کرتے ہوئے بظاہر خفگی سے کہا تھا۔

تم سے شرم آنے سے پہلے ابراج شاہ کو موت نہ آ

جائے؟؟۔۔۔ وہ ڈھیٹائی سے قہقہہ لگاتا اس کے ہونٹوں کو

زور سے چوم کر اپنا نچلا وجود اس کی ٹانگوں سے دور ہٹا کر

اسکی جان بخشی کر گیا۔ اجالا اسے آنکھیں دیکھا کر خفگی سے

ابراج کے کندھوں پہ ہاتھ مارتے ہوئے پھرتی سے آئینے سے

اتری اور اس کی پہنچ سے دور بھاگ گئی۔

دفعہ دور ہو بد تمیز!!۔۔۔ وہ مٹھیاں بھیجنے کے اسے سناتی
اب اسے زبان چڑھا کے تنگ کرتے ہوئے کمرے سے تیز
قدم اٹھاتی بھاگ گئی تھی کجا کہ وہ اسے پھر سے نہ پکڑ لے۔۔
اس کے جانے کے بعد وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکرا دیا، اس
نے خود ہی جان کر اس پہ گرفت کم کر دی تھی کیونکہ ڈنر آنے
والا تھا اور انہیں سب کے ساتھ بیٹھ کے کرنا تھا۔ شاور
لینے کی غرض سے اب وہ باتھ روم میں بند ہو گیا تھا۔

کراچی کی پر شکوہ شاہ حویلی آج روشنیوں اور قہقہوں سے
جگمگا رہی تھی جہاں ابراج شاہ اور ماحد ملک جیسے دو جگری
دوستوں کی مشترکہ مہندی کا جشن پوری آب و تاب کے ساتھ
منایا جا رہا تھا۔ (اسلام آباد میں عزیزہ اور اجالا کی مہندی بدر
صابری کے لان میں تھی جبکہ ابراج اور ماحد کی فیملیز نے
اکھٹے ایک ہی جگہ یہ ان دونوں دوستوں کی مہندی کا ایونٹ
پلان کیا تھا کیونکہ تمام مہمان تو تقریباً سیم ہی ہونے تھے
کیونکہ ان کی فیملیز کے آپس میں بہت اچھے رُمز تھے۔) حویلی
کے وسیع و عریض لان کو پیلے، سفید، نارنجی اور ہریالی کے

خوبصورت امتزاج سے سجایا گیا تھا، جہاں ہر طرف پھولوں کی

مہک رسی ہوئی تھی اور جا بجا لٹکتے فانوس رات کے

اندھیرے کو ایک خوبصورت چمک بخش رہے تھے۔ پنڈال

میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی کیونکہ دونوں دوستوں کا پورا

یارانہ، رشتے دار اور قریبی احباب اس خوبصورت رات کو

یادگار بنانے کے لیے جمع تھے۔ ہر طرف دھوم دھام کا ایک

ایسا سماں تھا کہ کسی کے پیر زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

نوجوانوں کی ٹولیاں ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑے ڈال رہی تھیں

اور روایتی لوک گیتوں سے لے کر بالی ووڈ کے ہٹ گانوں پر

ابراج اور ماحد کے گزنزکی زبردست ڈانس پرفارمنسز کا سلسلہ
تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

ابراج اور ماحد دونوں سفید کرتا شلوار پر مسٹر ڈرنگ کی
واسکٹ پہنے چہروں پر سچی خوشی اور مسکراہٹ سجائے
اپنے دوستوں کے نیچوں بیچ بیٹھے تھے جبکہ دوست یاران پر
نوٹ نچھاور کر رہے تھے۔ ہنسی مذاق کا بازار گرم تھا۔ ہر
چہرے پر خوشی کی جھلک تھی اور حویلی کا ہر کونا اس لازوال
دوستی اور نئے سفر کی شروعات کا گواہ بن رہا تھا۔

کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبو ہوا میں تیر رہی تھی اور مہمانوں کی
گہما گہمی، ہنسی مذاق اور فوٹو سیشنز نے اس جشن کو چار چاند
لگا دیے تھے جس کی یادیں برسوں تک سب کے دلوں میں
تازہ رہنے والی تھیں۔

مقام، صارم اور باریق یہاں کراچی میں اپنے دوستوں کی
مہندی میں شامل ہونے آئے تھے کیونکہ کل ماحد اور ابراج کی
بارات انہوں نے ہی لے کر جانی تھی جبکہ ان کی بیویوں نے
عنیزہ اور اجالا کے ساتھ ٹیم بنا رکھی تھی۔ لڑکے اور لڑکی
والوں کا بھرپور مقابلہ چل رہا تھا۔

کب سے اپنے دوستوں کی چھیڑچھاڑ پہ ہنستے ہوئے اچانک
یہاں وہاں نظر گھمانے پر ابراج شاہ نے شدت سے رستم
شاہ کی غیر موجودگی کا نوٹس لیا اور اگلے ہی لمحے جیب سے
فون نکال کر اس کے نمبر پہ کال ملا دی۔

آہ۔۔۔ جنگلی۔ آرام سے نکال۔۔۔ گولی نکال رہا ہے یا
میرے بازو کے اندر اور بارود بھر رہا ہے؟؟۔۔۔ گاڑی میں
پیسنجر سیٹ پہ بیٹھا ہوا رستم شاہ دبی دبی آواز میں پھنکار کر
ڈی کے کو جھڑکنے لگا جو اپنے چاقو کی مدد سے بہت مصروف
انداز میں اس کے بازو کا قیمہ بنا رہا تھا (گولی نکال رہا تھا۔)

اوہ! دردِ درتہ کیڑی؟ (اووہ! درد ہو رہا ہے تجھے؟)۔۔۔ ڈی
کے نے ایک لمحے کے لیے اس کے خون سے رنگے بایسیپ
سے نظریں ہٹا کر چہرہ اٹھاتے ہوئے رستم کے تکلیف سے
سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر مدھم بھاری آوازیں سوال
کیا۔

نہیں اور؟ سکون مل رہا ہے مجھے تیرے اس وحشی پنے
سے۔۔۔ زڑہ مے کیگی چی اوس دگاڈی پہ چت و خیرم او نختا
شروع کرٹم (دل کر رہا ہے ابھی گاڑی کی چھت پہ چڑھ کے

ناچنا شروع کر دوں)۔۔۔ رستم دانت پیس کر آنکھوں میں

بے تحاشا سرخی لئے خفگی سے گویا ہوا۔

میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ اسپتال چلتے ہیں لیکن تجھے ہی

میرے ہاتھوں سے آپریشن کروانے کا شوق ہو رہا تھا۔ اب

بھگت۔۔۔ کمال بے نیازی کا مظاہرہ کیا گیا تھا ڈی کے کی

جانب سے۔۔۔ (ابھی کے اسکو رستم کا خون دیکھ کر اس

سے بھی زیادہ تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔)

رستم ابھی کچھ بولتا جب اسکا فون بجنے لگا، ابراج کی کال

دیکھ کر اس نے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے ریسپو کی اور

اسپیکر آن کر دیا کیونکہ فی الوقت اسکے دوسرے بازو میں ہوتی
تکلیف پورے جسم میں سرایت کر رہی تھی، اس لئے فون
کو کان سے لگانے کی زحمت نہ کی۔

کہاں ہیں آپ لالا؟ میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔
بختاور (ملازم) کو بھی آپ کی ہویلی بھیج کر پتہ کروا چکا ہوں
لیکن وہاں سے جواب آیا ہے کہ آپ کل سے ہویلی میں نہیں
ہیں؟۔۔۔ ابراج کی متفکر آواز موبائل سے باہر گونجی تو ڈی
کے نے ناگواری سے ماتھے پہ بل ڈال لئے کیونکہ وہ آواز سے

پہچان گیا تھا کہ اسی نے عید پر اسکے خاص دیدار میں خلل ڈالا
تھا۔

ہاں! ایک ضروری کام سے اسلامباد۔۔ آہ۔۔ ابھی رستم
لہجے کو نارمل رکھے جواب دے رہا تھا کہ ڈی کے نے اسکا
دھیان بٹے دیکھ کر اچھا موقع پاتے ہوئے چاقو کی نوک پہ زور
بڑھایا اور ایک جھٹکے سے بلٹ کو کھینچ کے باہر نکال دیا۔ رستم
کے بقیا الفاظ منہ میں رہ گئے اور نہ چاہ کر بھی ہونٹوں سے
ایک مدھم کراہ برآمد ہوئی لیکن گولی نکلنے سے سکون بھی ملا
تھا۔

کیا ہوا لالا؟ آپ ٹھیک ہیں؟۔۔۔ اسکی کراہ سن کر ابراج
ایکدم سے پریشان ہوا۔ ڈمی کے اس دوران رستم شاہ کی
گھوریوں کو نظر انداز کر کے کندھے اچکاتا ہوا اس گولی کو ایک
سفید رومال میں فولڈ کر کے اسکے بازو سے بل بل گرتا خون
پچھلی سیٹ پہ پڑی اپنی مہنگی ترین شال سے روکنے کی سعی
کرنے لگا۔

ہاں میں ٹھیک ہوں! بس کچھ دیر میں تمہاری طرف پہنچ رہا
ہوں۔۔۔ رستم شاہ نے ایک گہری سانس خارج کر کے
لہجے کو نرم بنا کر ابراج کو جواب دیا۔ ڈمی کے اب ایک باکس

سے بڑی سی سوئی اور دھاگہ نکال رہا تھا تاکہ یہ آپریشن جلدی
سے مکمل کر سکے۔

آریو شیور؟ یہ آپ کی بھاری سانسیں اور بہکی آوازیں تو کچھ
اور ہی کہانی سنارہی ہیں۔ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ
میری شادی کا صدمہ لے کر آپ نے مجھ سے پہلے چھپ چھپا
کر گولڈن ناٹ رچالی ہے؟ آخر کو عمر بھی تو نکلی جا رہی ہے نا
آپ کی؟ کب تک خود سے چھوٹے کزنز کی شادیاں اٹینڈ
کرتے رہیں گے؟۔۔۔ ابراج کے لہجے میں اب ازلی
شرارت در آئی جس پہ رستم نے چڑ کر اپنے موبائل کو گھوری

سے نوازاجبکہ اس گفتگو کو لاپرواہی سے ملاحظہ فرماتے ڈی
کے نے ہاتھ روک کر زو معنی نظروں سے پیرزادہ رستم کو
دیکھتے ہوئے اسکے بازو کے ماس کو آپس میں ملا تے ایک اور
ٹانکا لگایا۔

بکو اس نہ کرو۔ میرے پیرہ پتھر لگ گیا تھا۔۔۔ رستم شاہ
نے اسکو ڈپٹ کر جھوٹ بولتے ہوئے اپنی کراہ کی وجہ
بتائی۔

کس کا فون ہے یا را؟ کون ڈسٹرب کر رہا ہے ہمارے اس
پرائیویٹ ٹائم میں؟ ٹھیک سے چھپے ہو کر لیٹو نا۔ ایسے مجھے

ڈسٹرینس ہو رہی ہے!۔۔۔ ڈی کے نے گلہ کھنکھار کر لہجے
کو جان بوجھ کے گھمبیر بناتے ہوئے رستم کے زخم پر ایک
اور ٹانکا لگایا اور مصنوعی سنجیدگی سے آنکھ دبا کر اس کے
تمتلاتے ہوئے چہرے کو دیکھا۔

یا خدایا یہ میرے گنہگار کان کیا سن رہے ہیں؟ ڈونٹ سے لالا
کہ آپ کا انٹرسٹ لڑکیوں میں اس لئے نہیں ہے کیونکہ آپ کو
لڑکے پسند ہیں۔ استغفر اللہ یہ آج کل ہماری قوم کو کیا ہوتا جا
رہا ہے؟ میں تو آپ کا اچھا خاصا سمجھدار سمجھتا تھا لیکن۔۔۔
ابراج ڈرامائی انداز میں الٹا سیدھا سمجھ کر کوئی اور ہی شوشہ

چھوڑ رہا تھا جب رستم شاہ نے دانتوں کو کچلا کر ڈیش بورڈ پہ
پڑی اپنی پسٹل کا بٹ DK کے کندھے پر زور سے دے مارا
کیونکہ ابراج کی زو معنی باتوں کو طول دینے والا وہی سر پھرا
تھا۔

سس۔۔۔ ڈمی کے نے اپنی مسکراہٹ دبا کر اس اچانک
افتاد پہ ایک مدھم سی بوجھل آواز لبوں سے خارج کی۔ اب کی
دفعہ رستم کی بجائے مقابل کی سسکاری سن کر ابراج نے
اپنی بولتی زبان کو فوراً بریک لگائی تھی۔

اللہ معاف کرے۔۔۔ یہ ہو کیا رہا ہے؟ لالا مجھے اپنا ایڈریس
شتیر کریں۔ میں آپ کو گناہوں کی دلدل میں پھنستے نہیں
دے سکتا۔ یہ تو قومِ لوط والا۔۔۔

تمہارا دماغ درست ہے ابراج؟ کیا اول فول بکتے جا رہے
ہو؟۔۔۔ ابراج ابھی کانوں کو ہاتھ لگاتا ہوا افسوس سے مزید
کچھ بولتا جب رستم نے ان غیر مہذب الزامات سن کر
رعب دار لہجے میں اس کو ڈانٹا البتہ ڈمی کے نے خوبصورتی
سے دھیمی آواز میں ہنستے ہوئے واپس سے اپنی نظروں کا مرکز
رستم کے زخم پہ مرکوز کر لیا۔

جب آپ مجھے تمیز سے سچ نہیں بتائیں گے تو ایسے ہی الٹے
سیدھے اندازے لگاؤں گا نا؟ اب شرافت سے بتائیں، کیا آپ
ٹھیک ہیں؟ خیریت سے کراچی آگئے ہیں یا نہیں؟۔۔۔
ابراج شاہ نے اپنے شوخ لہجے پہ قابو پا کر پھر سے فکر مندی
سے پوچھا۔

ہمم! بس ہویلی سے دس منٹ کے فاصلے پر ہوں۔ تم سب
ہلا گلہ جاری رکھو، میں کچھ دیر میں جوائن کر لوں گا۔۔۔
پیرزادہ رستم شاہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ڈی کے اس
بڑی سے سوئی سے اسکے زخم پر موٹے موٹے ٹانکے لگانے

میں مصروف تھا۔ رستم اپنے وجود میں اٹھتی تمام تر تکلیف

دبا کر خود کو ایک بھی کراہ نکالنے سے باز کتے ابراج کو

الوعداعی کلمات کہہ کر فون رکھ گیا تھا۔

کچھ ہی منٹوں میں اس کے زخم کی بینڈیج کرنے کے بعد ڈمی

کے نے اسکی شرٹ کا سلیو بہت احتیاط سے نیچے کیا اور اپنی

سائیڈ کا دروازہ کھول کے پانی کی بوتل سے اپنے خون آلود ہاتھ

دھونے لگا۔ اب اسکے تاثرات سخت ہو چکے تھے، کچھ دیر

پہلے والی بے تکلفی کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔

رستم آنکھیں موند کے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا چکا تھا
جبکہ ڈی کے نے چند لمحوں کے بعد ایک نظر اس کے تکلیف
سے لبریز چہرے پہ ڈال کر گاڑی سٹارٹ کر کے سڑک پہ
دوڑا دی۔

تھوڑا آگے جا کر اس نے سڑک کے کنارے گاڑی کو لگایا،
اور رستم کو ڈسٹرب کتے بنا گاڑی سے نکلتا ہوا مطلوبہ شاپ
کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ ڈرائیونگ سیٹ پر واپس سوار ہوا
تو اس کے ہاتھ میں فریش جوس کا ایک گلاس تھا جسے اس نے
رستم کی طرف بڑھا کے دوبارہ گاڑی سٹارٹ کر دی۔

رستم کو اس وقت انرجی کی ضرورت تھی اسلئے اس نے
خاموشی سے گلاس تھام کر لبوں سے لگا لیا اور ڈمی کے نے
اپنی گاڑی کو اسکی ہویلی کی جانب بڑھا دیا۔

تقریباً چھ منٹ بعد جب گاڑی کو رستم کی ہویلی کے باہر آکر
روکا گیا تو ساتھ والی ہویلی سے شدید فائرنگ اور آتش بازی
کی آوازیں ان کے کانوں سے ٹکرانے لگی۔

اوس دہی حال خنکہ دی؟ (اب تمہارا حال کیسا ہے؟)۔۔۔
ڈمی کے نے ان آوازوں کو نظر انداز کرتے ہوئے رستم کی
طرف دیکھ کر سنجیدگی سے پشتوں میں پوچھا جو اپنی پسٹل کو جینز

کی بیلٹ کے ساتھ اڑساتا فرنٹ ویو مر میں اپنا عکس دیکھ کر
بکھرے بالوں کو انگلیوں سے سنوار رہا تھا۔

خیم (ٹھیک ہوں)۔۔۔ رستم نے اس کے لہجے میں اپنے لئے
فکر بھانپ کر دھیرے سے جواب دیا۔

ڈمی کے اسے یہاں ڈراپ کرنے کے بعد گاڑی لے کر نکلنے کی
تیاری پکڑ رہا تھا لیکن رستم نے اسے زبردستی روک لیا۔ وہ
اسے لے کر اپنی ہوٹلی میں گیا، خود مہندی کے ایونٹ کے
لئے تیار ہو کر اس نے ڈمی کے کو بھی اپنا ایک برینڈ نیو شلوار

قمیض سوٹ دیا اور اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے وہ ابراج کی

ہویلی کی طرف لے کر جا رہا تھا۔

توں جانتا ہے مجھے یہ شور شرابا پسند نہیں ہے۔۔۔ ڈمی کے

نے جھنجھلا کر اس سے اپنا بازو چھڑوانا چاہا لیکن ناکام رہا۔

پسند تو مجھے بھی نہیں ہے لیکن میرے لاڈلے کزن کی شادی

ہے۔ جانا ضروری ہے۔ توں نے یا میں نے کون سا وہاں پر

ناچنا ہے۔۔۔ پیرزادہ رستم نے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے

گیٹ پار کر کے بھاری آوازیں جواباً کہا۔

کزن وہ تیرا ہے، مجھے تو ایک آنکھ نہیں بھاتا اور ہاں میرا
اسلامباد واپس جانا ضروری ہے۔۔۔ ڈمی کے اپنی بٹیرڈ پہ
ہاتھ پھیرتا ہوا گلہ کھنکھار کے بولا مگر رستم کے چہرے پہ پھیلتی
خفگی دیکھ کر اس نے اس کے ساتھ قدم اٹھانا جاری رکھا۔
وہ دونوں یونہی بحث کرتے ہوئے شاہ ہویلی قدم رکھ چکے
تھے، پورچ سے ہوتے ہوئے ان کا رخ لان کی جانب تھا
جہاں ایونٹ کا سارا انتظام کیا گیا تھا۔

ڈی کے نے نظریں گھما کر یہاں وہاں دیکھا اور بہت ہی

بیزاری سے رستم کے ساتھ قدم اٹھاتا ہوا صدر شاہ کی

جانب بڑھا۔

ان کے بغلیں ہو کر رستم کچھ گفتگو کر رہا تھا جب صدر شاہ

نے نظروں ہی نظروں میں اس سے ڈی کے کا تعارف پوچھا

جو اپنے خوبصورت چہرے کے زاویے بگاڑے خاموشی

سے اپنی عقابی نظروں کو ادھر ادھر گھما رہا تھا۔ اسے شاید ہر

چیز کا جائزہ لینے کی عادت تھی۔

یہ میرا دوست ہے۔۔۔ رستم شاہ نے مختصر انداز میں اسکا
تعارف کروا کے ڈمی کے کو ہلکی سی کہنی ماری تو وہ آئبرو اچکا
کر اسکو دیکھنے لگا۔

ابراج کے والد۔۔ میرے چاچو جان۔۔۔ رستم کے
وضاحت کرنے پر ڈمی کے نے سر کو خم دے کر ان سے ہاتھ
ملایا تو وہ بہت گرمجوشی سے اسکا حال احوال پوچھنے لگے۔
تقریباً دو منٹوں بعد وہ اور رستم اسٹیج کی طرف بڑھ گئے۔ اس
دوران پیرزادہ رستم کو اسکی لاپرواہ طبیعت کے باعث اسکے
باپ سے کافی ڈانٹ بھی سننے کو ملی تھی جسے ڈمی کے نے لب

دبا کر بہت انجوائے کیا تھا لیکن رستم کے کان پر جوں تک نہ
رینگی۔

وہ سر جھٹکتا ہوا اسٹیج پہ چڑھ کے ابراج شاہ اور اسکے
دوستوں سے ملنے لگا، ساتھ ہی کزنز بھی تھے۔ وہ سب سے
بہت سنجیدگی سے مل رہا تھا۔

کچھ زیادہ جلدی نہیں آگئے آپ؟ ویسے سچ کہوں تو مجھے ہر
گزرتے دن کے ساتھ آپ بہت مشکوک لگنے لگ گئے

ہیں۔۔۔ ابراج شاہ نے رستم کے کان میں خفا انداز میں

بولتے ہوئے ایک نظر ڈمی کے کو دیکھا جو بنا کسی سے ملنے کا

تکلف کئے ایک طرف پڑے صوفے پر بیٹھ گیا تھا جو تقریباً
خالی تھا۔ ابراج کو ہمیشہ کی طرح اس اکھڑ اور بد دماغ شخص
پہ تپ چڑھی جو اسکی طرف سے بن بلایا مہمان تھا (لیکن وہ
جان گیا تھا کہ رستم نے اپنے دوست کو خود انوائیٹ کیا ہو
گا۔)

شادی مبارک ہو تمہیں!۔۔۔ رستم شاہ اسکی شکایت
سرے سے نظر انداز کر کے چہرے پہ رسمی مسکراہٹ سجا
کر اسکا کندھا تھپتھپاتا ہوا اس صوفے کی طرف بڑھ گیا جہاں
پہ ڈمی کے بڑی شانِ بے نیازی کے ساتھ براجمان تھا۔

رستم نے DK کے الگ تھلگ خاموشی سے بیٹھنے پر اس کو
گھوریوں سے نواز کے اسٹیج پہ بیٹھ سب لڑکوں کو اپنے
دوست کا مختصر تعارف کروایا تو آف وائٹ شلوار قمیض میں
ملبوس وجیہ صورت ڈمی کے نے سیکرٹ لبوں سے نکال کر
دو انگلیاں ماتھے پہ ٹکا کے سر کو خم دے کر ان سب کو سلام کا
اشارہ کیا۔ اس کو بالکل شوق نہیں تھا اتنے بڑے بڑے
گلے مل کر ان سے سلام دعا نکالنے کا۔۔ وہ صرف رستم کے
اصرار کرنے پر یہاں آیا تھا۔

سب نے ڈی کے کی رستم جیسی رعب دار پر سنیلٹی سے
مرعوب ہو کر اسکی طرف خوشگوار مسکراہٹ اچھال کے
وعلیکم السلام کہا جبکہ ابراج نے ایٹوڈ سے آنکھیں گھما کر سر
جھٹک دیا کیونکہ ابراج جیسے ہنس مکھ اور شرارتی انسان کو اس
سر پھرے کے روکھے پھیکے انداز سے کوفت ہوتی تھی اور
اس پہ مستزاد اس اکڑونے اسے شادی کی مبارک تک نہیں
دی تھی۔

او ایم جی! فائنلی یہ خزانہ تو ہاتھ لگا۔۔۔ ابراج اپنی جگہ پر ماحد
کے ساتھ واپس بیٹھا ہی تھا کہ اس کے ہم عمر کزن ارسلان

شاہ نے بہت ہی صفائی سے اسکے آگے پڑے ٹیبل سے اسکا
فون تیزی سے پکڑا اور ہنستے ہوئے اس کی پہنچ سے دور ہو گیا
کیونکہ ابراج جب سے اسٹیج پہ آکر بیٹھا تھا، اپنے موبائل پر
اپنی منکوحہ کے ساتھ اتنا مصروف تھا کہ ان کی باتوں کا جواب
صرف ”ہاں، ہونہہ“ میں دے رہا تھا اور کب سے وہ سارے
کزنز اور دوست اپنی شرارت بھری نظروں کا تبادلہ کرتے
اس کے فون پہ اٹیک کرنے کا سوچ رہے تھے مگر ارسلان
شاہ بہت پھرتی سے یہ کام کر چکا تھا۔

جیووووو۔۔۔ ارسلان کے ہاتھ میں ابراج کا فون دیکھ کر وہ
سب ہونٹنگ اور قمقے لگا کر اسکو داد دینے لگے حتیٰ کہ شاہ میر
تو ایکسائٹڈ انداز میں اٹھ کر ارسلان کے گلے میں بانہیں ڈالے
موبائل کے گرد سیکورٹی اور بڑھا چکا تھا جبکہ رستم اور ڈی
کے نے نا سمجھی سے یہ ماجرہ دیکھا تھا۔

میرا فون واپس کر ارسلان ورنہ آج ہویلی سے تیری لاش
واپس جائے گی۔۔۔ ابراج شاہ دانت کچکچا کر غراتا ہوا
اسکی جانب بڑھا مگر اسکے اپنے ہی بے * غیرت دوست
دشمنوں کی پہلی صف میں کھڑے اسکو قابو کر چکے تھے۔

Awwww Better Half???

ارسلان نے جواباً اسکے فون کی آن سکریں پہ نظریں دوڑا کر
شرارت سے ہانک لگا کے آئیبرو اچکایا تو ابراج اپنے دوستوں
کی بانہوں میں پھڑپھڑاتا ہوا خود کو آزاد کروانے کی سعی کرنے
لگا کیونکہ وہ جان گیا تھا کہ اسکے کمینے کزن اور دوست اب
آگے کس طرح اسکا ریکارڈ لگائیں گے۔

گائز سٹاپ اٹ! ابراج کی بیٹریا لف یعنی ہماری بھابھی کے
فریش میسجز آرہے ہیں۔۔۔ ٹوں ٹوں کی مسلسل آواز پر شاہ
میر نے شرارت سے ان سب لڑکوں کو اپنی ہنسی روکنے کا

کہتے ہوئے ارسلان کے ہاتھ میں پکڑے فون پر میسجز پڑے تو
اگلے ہی لمحے اسکا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

ہماری بھانج فرماتی ہیں ”خبردار جو تم کل بارات لے کر آئے
ابراج صفدر ورنہ میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔“

”مجھے تو پہلے ہی شک تھا کہ تمہیں مجھ سے پیار نہیں ہے 😭😭“

“

”دادی کہتی تھیں کہ جن دلہنوں کو مہندی کا رنگ ٹھیک سے

نہیں آتا، ان کا شوہر ان سے پیار نہیں کرتا اور آج میری

مہندی کے اس بھیکے رنگ نے پروف کر دیا ہے کہ تم ایک

نمبر کے انرومانٹک اور فراڈی انسان ہو جسے مجھ سے بالکل

محبت نہیں ہے۔“

”اگر تمہیں مجھ سے پیار ہوتا تو میری مہندی کا رنگ گہرا ہوتا۔

اب بتاؤ مجھے۔۔ میں کیا جواب دوں گی سب کو؟ 😭“

اجالا کے تمام میسجز کو خالص زنانہ آوازیں پڑھتے ہوئے شاہ

میر تو جو ہنس رہا تھا، ارسلان اور باقی سارے لڑکے بھی قمقمے

لگاتے ہوئے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔

میرا فون واپس کرو خبیثوں ورنہ میں تم دونوں کا وہ حشر کروں

گا کہ ساری زندگی یاد رکھو گے۔۔۔ ابراج شاہ انہیں گالیاں

بکتا ہوا دھمکیوں سے نوازنے لگا البتہ رستم اور DK نے نچلا

لب کاٹتے ہوئے خاموش نظروں کا تبادلہ کیا۔ مقاصم،

باریق اور صارم نے اسے بازوؤں سے مضبوطی سے جکڑ رکھا

تھا اسلئے ابراج بیچار اہل بھی مشکل سے پارہا تھا۔

ان سب لڑکوں کا کافی دیر سے شغل میلا جاری تھا اسلئے تمام

بڑے ان کو دور سے ہی دیکھ کے مسکرا نے یہ اکتفاء کرتے

ان کی تا عمر خوشیوں کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ ان کی چھیڑ

چھاڑ بھری آوازیں اسٹیج سے نیچے نہیں جا رہی تھیں۔

چل بیٹا! توں پہلی فرصت میں اس دلہے والی وی آتی پی کر سی

سے اٹھ جا اور یہ کلف لگا سوٹ اتار کر انا اللہ وانا الیہ

راجعون پڑھ کے اس پہ آگ لگا دے کیونکہ تیری بارات تو

اب ہرگز اسلام آباد نہیں جانے والی! بھا بھی فل سلطان

راہی موڈ میں لگ رہی ہیں، انہوں نے وہیں بھرے پنڈال

میں تیرا منہ توڑ دینا ہے۔۔۔ ایک اور کزن جہانگیر شاہ نے

افسوس سے نفی میں سر ہلا کے ابراج کو اور تنگ کیا جس پہ

سب متفق انداز میں سر ہلاتے پھر سے قہقہہ لگا اٹھے۔

لعنت ہے تیرے پیار کرنے پر! پورے شاہ خاندان کی ناک
کٹوا کے رکھ دی۔ نکاح کو اتنے مہینے ہو گئے ہیں اور بھا بھا
آج بھی تجھے انرومانٹک بول رہی ہیں؟ ایسی نوبت ہی کیوں
آنے دی توں نے؟ ابے رومانس کرنا نہیں آتا تھا تو ہم سے
سیکھ لیا ہوتا پھوہڑا انسان۔۔۔ ہادی شاہ نے مصنوعی
سنجیدگی سے ابراج پر لعنت بھیجتے ہوئے اسے ذلیل کرنے
میں اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا جس پہ ابراج نے صبر کا کڑوا
گھونٹ بھرتے خونخوار نظروں سے ارسلان اور شاہ میر کو
گھورا جن کی بتیسی بند نہیں ہو رہی تھی اور وہ ایک دوسرے

کے کان میں سرگوشیاں کرتے چیٹ پر نظروں کا رخ پھر سے
مرکز کر چکے تھے۔

اور نہیں تو کیا! اللہ بخشے ان کی دادی کو، جو مرنے سے پہلے
بھابھی کو اتنی پتے کی اور سائنسی بات سمجھا گئیں ورنہ ہماری
معصوم بھابھی کو تیری اصلیت کا کیسے پتا چلتا؟۔۔ دانیال
نے لقمہ دیا۔

ابراج نے مدد کے لئے معصوم سی شکل بنا کر پیرزادہ رستم کو
دیکھا جس نے اسے سرے سے انور کر دنا تھا۔ وہ صوفیہ
بازو پھیلائے ٹانگ پر ٹانگ جماتا خاموشی سے یہ سب دیکھ

اور سن رہا تھا، وقفے وقفے سے خشک مزاج ڈی کے کا
سیکڑٹ لے کر ایک سے دو کش بھی بھر لیتا۔ صاف ظاہر تھا
کہ رستم اس سیچویشن سے بہت محضوظ ہو رہا ہے۔ وہ
لطف اٹھاتا بھی کیوں نا؟ ابراج نے اسے فون کال پہ تھوڑا
تنگ تو نہیں کیا تھا۔

چپ کرو سب! بھا بھی کے اور میسجز آتے ہیں۔۔۔ بیپ کی
دوبارہ سے آواز سن کر ارسلان نے صوفے کے بازو پہ ہاتھ
جماتے ان کو پھر سے خاموش کروایا جبکہ شاہ میر شاہ نے گلہ
کھنکھار کے دوبارہ سے پتلی آواز نکالنے کی کوشش کی۔

”اب کچھ بولتے کیوں نہیں ہو؟ ہو گئی نا بولتی بند بے وفا
انسان!؟ میرے ہی نصیب پھوٹے تھے جو مشرقی لڑکیوں کی
طرح بے زبان گائے بن کے تمہارے ساتھ نکاح کی حامی
بھردی تھی۔ مہندی کا اتنا گندارنگ دیکھ کے دل چاہ رہا
ہے، اپنے ہاتھ کٹوا دوں۔۔۔ کتنے شوق سے میں نے مہندی
لگوائی تھی لیکن تمہارے جھوٹے پیار نے میرا دل توڑ دیا
ہے 😭 ایسا کرو! پانی سے بھری ٹینکی میں جا کے ڈوب
مرو۔۔۔ اجالا کے الفاظ بہت ہی افسوس اور مصنوعی
تکلیف سے عورتوں والی آواز میں پڑتا شاہ میر آخری جملہ پڑھ

کر پھر سے ہنستا ہوا اپنی آنکھوں کے کناروں سے نہ نظر آنے
والے آنسو پونچھنے لگا۔ وہ یقیناً مسیح سین ہونے کے باوجود
پیلانے نہ آنے پر خفا ہو رہی تھی۔ سنجیدگی سے بیٹھا اپنی
دائیں ٹانگ کو مسلسل لیکن ہلکا سا ہلاتا DK تو ابھی تک یہی
سوچ رہا تھا کہ کیا یہ وہی لڑکی ہے جو ابھی اگلے دن اس سے
کتنا ڈر رہی تھی۔ اسکی بھاری آواز سن کر ہی وہ خوف سے
کئی بار اچھل پڑی تھی۔ وہ تو اسے غلطی سے معصوم سمجھ
بیٹھا تھا لیکن ان مسیجر کو سننے کے بعد اسکا موقف بدل گیا

تھا۔ وہ پٹاخہ لڑکی شاید صرف اسکا مصنوعی احترام کر رہی
تھی۔

لاالا آپ ان دونوں****(گالی) کا منہ کیوں نہیں توڑ
رہے؟۔۔۔ ابراج نے کلس کر خفگی سے پھنکارتے ہوئے
رستم کو شکایت لگائی۔ ماحد کی تو ہنسی نہیں رک رہی تھی، یہ
مکافات دیکھ کر اسکے دل میں ٹھنڈ پڑ رہی تھی کیونکہ ابراج
بھی تو بہت دفعہ اسکا یونہی ریکارڈ لگا چکا تھا؟

اگر تم نے ان کی شادیوں پر یہ بے غیرتیاں نہ کی ہوتیں تو میں
ان کا منہ توڑتا ہوا اچھا بھی لگتا لیکن ابھی کارما انجوائے

کرنے کا ٹاٹم ہے!۔۔۔ رستم نے لبوں پہ دل جلانے والی
مسکراہٹ سجا کر ابراج کو ستھرا سا جواب دیا جس پہ محفل
میں ایک دفعہ پھر ہنسیوں کا شور اٹھا تھا۔ ڈمی کے نے
سگریٹ کا ایک گہرا کش لے کر رخ دوسری طرف موڑا اور
دھواں فضا میں اچھالتے ہوئے نچلا لب دانتوں تلے دبا گیا،
مبادا اس کے چہرے کے بے تاثر زاویے ابراج کی اس لائیو
ذلت پر لچک کے مسکراہٹ میں نہ ڈھل جائیں۔ ارسلان اور
شاہ میر کو مزید شے ملی تھی جبکہ ابراج نے منہ پھولا کر اپنے
بازو آزاد کروانے کی کوشش پھر سے شروع کر دی۔ سچ ہی تو

کہا تھا رستم نے، ابراج نے بھلا کب کسی کو بخشا تھا۔ اب
سب کا بدلہ لینے کا وقت تھا۔

اچھا اب تھوڑی سی ابراج کے میسجز پر بھی نظرِ کرم فرمائیں
گائز؟ دیکھیں تو سہی کہ یہ بھابھی کو اتنا انرومانٹک اور فراڈی
کیوں لگتا ہے؟۔۔۔ ارسلان نے کمٹری کرنے والے انداز
میں سب کی طرف دیکھ کر آنکھ دبائی اور چیٹ کو تھوڑا
سکروں کرتے ہوئے ابراج کے میسجز پر نظریں دوڑانے

لگا۔

ارسلان میں تیری اپنے فون پہ رینگتی انگلیاں کاٹ دوں گا اگر
توں نے منہ سے ایک لفظ بھی اور نکالا تو۔۔۔ ابراج نے
پیروں کو پٹکا کر بھرکتے ہوئے اسے وارن کیا۔

مجھے اپنی انگلیاں بہت پیاری ہیں۔۔۔ ایسا کر! اس کے والے
یسجز توں پڑھ لے کیونکہ آج کل کے دور میں ان انگلیوں کے
بغیر بہت سے ”ضروری کام“ نیچ راہ میں اٹک کے ادھورے
رہ جاتے ہیں۔۔۔ ارسلان نے ہڑبڑا کر اپنے ہاتھ میں پکڑا فون
شاہ میر کی ہتھیلی میں تھماتے ہوئے مصنوعی معصومیت

سے اتنی بے باک اور زو معنی بات کہی کہ وہاں میٹھے بہت
سے تجربہ کار شوہروں نے بے اختیار زوردار قہقہہ لگایا۔
شرارت بھرے زو معنی لہجے میں کہی گئی ارسالان کی بات کا
مطلب سمجھ کے سیکرٹ کاکش بھرتے ہوئے DK کو اچانک
کھانسی کا دورہ پڑا۔

تہ سہ شوے ئے؟ ستا کوم یو تجربہ دے؟ (تجھے کیا ہو گیا ہے؟
تیرا کون سا ایکسپیرینس ہے؟)۔۔۔ کب سے لاتعلق میٹھے ڈمی
کے کو یوں ایکدم کھانستے دیکھ کر رستم شاہ نے ٹیبل سے پانی

کا گلاس اٹھا کر اسکی جانب بڑھاتے ہوئے مدھم سرگوشی نما
آوازیں اسکو زو معنویت سے سلگا کر بھنویں سکیریں۔
لکہ ستاچہ ڈیر دے کنا؟ (جیسے تیرا تو بہت ہے نا؟)۔۔۔
رستم کے طنز پر DK نے اسکو سلگتی نگاہوں سے گھور کر دبی
دبی آوازیں چڑکے کہا اور اسکے ہاتھ سے پانی کا گلاس لینے کی
زحمت بالکل بھی نہ کی کیونکہ اسکے زخموں پہ نمک چھڑک دیا
گیا تھا۔ اسکے سرخ ہوتے کان دیکھ کر پیرزادہ رستم نے اپنی
اڈتی ہنسی کو لبوں میں دبا کے پانی کا گلاس واپس ٹیبل پہ رکھ
دیا۔

مجھے تو لگتا ہے کہ تیری یہ بات بھی اس انرومانٹک انسان کے
سر کے اوپر سے گزر گئی ہوگی۔ کل خیر سے اسکی ویڈنگ
نائٹ ہے۔ اسے کچھ کلاسز دینی بنتی ہیں، پتا نہیں باپ دادا
نے اسے کچھ سمجھایا بھی ہے یا نہیں؟؟ لیکن تجربہ کار کزنز
ہونے کے ناطے ہمارا کچھ تو فرض بنتا ہے نا؟۔۔۔ المیر شاہ
نے مداخلت کرتے ہوئے ہمدردانہ نگاہوں سے ابراج کو
دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا جس پر ابراج کا چہرہ پہلے سے
زیادہ سرخ ہوا جبکہ باقی سب کا چھت پھاڑ قہقہہ ہوا میں گونجا۔

اجالا کے تمام میسجز میں اگر کوئی لفظ سب سے زیادہ نوٹ ہوا
تھا تو وہ ورڈ ”انرومانٹک“ تھا۔ اب انہیں کیا پتہ کہ ابراج اپنے
بے باک ہاتھوں سے کتنی گہری گستاخیاں انجام دے چکا تھا
لیکن پھر بھی نجانے اسکی بیوی اسے انرومانٹک ہونے کا اتنا
طعنہ کیوں دے جاتی تھی۔

کیا زمانہ آگیا ہے؟ اب شاگرد اپنے استاد کو باتیں کریں
گے؟۔۔۔ ابراج شاہ نے دانت پیس کر المیر کو گھوری سے
نوازتے ہوئے جواب دیا تو وہ سر جھکا کے ہنس دیا کیونکہ ایک

وقت تھا، ابراج نے اسکو گوگل سے سرچ کر کے ناراض
بیوی کو منانے کی کلاسز دی تھیں۔

استغفار! اگر یہ انرومانٹک ہے تو میں ابھی پیدا ہو کے آتا
ہوں۔۔۔ ابراج کے اجالا کو کچھ دیر پہلے والے کتے گتے بے
باک میسجز پڑھتے ہوئے شاہ میر نے کانوں کو ہاتھ لگا کر
ڈراماٹک انداز میں کہا تو سب کی آنکھوں میں تجسس پھیل گیا
البتہ ابراج نے پہلو بدلتے ہوئے اسکو آنکھیں دیکھائیں۔

موصوف فرماتے ہیں ”جانتی ہو مجھے شدت سے کل رات کا
انتظار ہے جب میری بیوی کی پٹر پٹر چلتی لمبی زبان میرے

سامنے سرنڈر کر جائے گی اور میں اسے اپنے ہونٹوں میں دبا
کر۔۔۔ شاہ میر اسکی گھوریوں کی پرواہ کئے بغیر شوخ لہجے
میں ابراج کا بے باک ٹیکسٹ پڑھ ہی رہا تھا کہ اپنے یاروں
کے شکنجے میں جکڑے ابراج کی آنکھوں میں اترتی سرخی اور
چہرے کے ناراض تاثرات دیکھ کر بالاخر پیرزادہ رستم نے
اس پہ رحم کھاتے ہوئے فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر عین موقع
پہ شاہ میر کے ہاتھ سے اسکا فون کھینچ کر سکریں پہ دیکھے بغیر
سائیڈ سے آف کر دیا۔ ابراج کو شرارت سے دیکھتے ہوئے
سب کے قہقہے پھر سے بلند ہوئے۔

خدا تے داو کڑی (خدا کی پناہ)۔۔۔ ادھورے یسج کا مطلب

سمجھ کر ڈی کے نے بڑ بڑاتے ہوئے ایک نظر ابراج کو شرم

دلانے والے انداز میں دیکھ کے ختم ہوتے سیگرت کو پیروں

تلے مسلا اور اسے سلگانے کی غرض سے اپنے کانوں کو توبہ

کرنے والے انداز میں ہاتھ لگایا۔ مزے کی بات ابراج اسکے

پر کنایہ تاثرات دیکھ کر سلگ بھی گیا تھا۔

یسج تو پورا پڑھنے دیں یا رالا۔۔۔ شاہ میر نے ناک سکوڑ کر

فرمائی انداز میں رستم سے کہتے ہوئے اسکے بازو کے مسلز

پر غائب دماغی سے ہاتھ رکھا تو رستم کے زخم سے شدید

تکلیف اٹھی لیکن وہ زبان دانتوں تلے دبا گیا جبکہ یہ منظر دیکھ
کر DK کی آنکھوں میں ناگوار تاثرات ابھر آئے۔ وہ دور سے
بھی جان گیا تھا کہ رستم کو تکلیف ہوئی ہے۔

اپنا بچہ اب اتنا بھی انرومانٹک نہیں ہے۔۔۔ جہانگیر شاہ
نے شرارت سے گلہ صاف کرتے ہوئے ابراج کو داد دیتی
نگاہوں سے دیکھا۔ اسٹیج پر کھلکھلاہٹیں ابھی تک نہیں رکی
تھیں۔

یہ محلے کی ماسیوں کی طرح ایک دوسرے کے پر سنلنز میں ٹوہ
لینے والی عادتیں کب جائیں گی تم لوگوں کی؟۔۔۔ رستم نے

رعب دار لہجے میں ان سب کو افسوس سے ڈپٹا اور نا
محسوس انداز میں اپنے کندھے سے اسکا ہاتھ ہٹا کر ابراج کی
طرف بڑھتا اسے اس کے دوستوں سے چھڑوانے لگا۔
ابھی ابھی کیا ضرورت تھی فون چھیننے کی؟ سارے مزے تو
آپ نے بھی لئے ہیں۔۔۔ ابراج نے منہ پھولا کر رستم
سے ناراضگی سے کہا۔

اپنے مطلب کے لئے فون چھینا ہے۔ بہت جلد مجھے تم سے کوئی کام پڑ سکتا ہے جس پر تم میری انہی عنایات کو یاد کر کے چونچ ہلائے بغیر میرا ساتھ دو گے!۔۔۔ رستم نے

مسکراہٹ دبا کر اس کے کان میں مدھم سرگوشی کرتے
ہوئے ابراج کا فون اسکے ہاتھ میں تھما کے آنکھ دبائی اور
اسے الجھا ہوا چھوڑ کر DK کے پاس جا کے واپس بیٹھ گیا
جبکہ شاہ میر ساری مستی بھلائے کبھی اپنی انگلی کی پوروں پہ
لگا خون دیکھ رہا تھا تو کبھی سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس
رستم شاہ کے بائیسپ کی طرف جہاں اسے دور سے ہی کچھ
گیلا سا محسوس ہو رہا تھا۔۔

ابراج فی الوقت رستم کی سرگوشی کا اثر ذاتل کرتا ارسلان پہ
جھپٹ کے اسکی درگت بنانے لگا جس نے اسکا فون اٹھا کر

اسکی پرائیویسی میں گھسنے کی گستاخی کی تھی۔ اسکے مکوں کے

وار سہتا ارسلان شاہ ڈھیٹوں کی طرح ہنستا ہوا ڈرامائی انداز

میں دہائیاں دینے لگا۔

کیا کر رہے ہو شاہ؟ کچھ تو دلہے کی طرح behave کرو۔۔

کب سے ان سب کی نوٹنکیوں کو دور سے نوٹس کرتے ہوئے

صفدر شاہ نے اسٹیج کے قریب آکر ابراج شاہ کو ارسلان

سے دور کرتے ہوئے اسے جھاڑ پلائی جس پہ وہ منہ بنانے

لگا۔

انکل آپ سے ریکویسٹ ہے کہ کل اپنے بیٹے کے لئے
سہرے یا قلعے کی جگہ بلٹ پروف ہیلیمٹ کا انتظام کریں
کیونکہ اسکی ناراض بیوی اسے اسکی انہی حرکتوں کی وجہ سے
اسکا منہ توڑنے کے ساتھ ساتھ کل بارات واپس بھیجنے کی
دھمکی بھی دے چکی ہے۔۔۔ ماحد ملک نے کمینگی سے
مسکراتے ہوئے بہت ہی ادب سے صفدر شاہ سے التجاء
کرتے ہوئے ان کے کان کھولے تو اسکے ہیلیمٹ والے
مشورے پر رستم شاہ سمیت سب قہقہہ لگا کر ہنس دیئے جبکہ
DK جو گہری نظروں سے ہر طرف کا جائزہ لینے کا عادی تھا،

شاہ میر کی انگلیوں پہ لگے رستم کے خون کو دیکھ کے پہلو بدل
کر رہ گیا۔

ابراج نے چڑچڑاتے ہوئے رخ موڑ کر ماحد کے پیر پہ زور
سے اپنی پشاوری چپل ماری تو وہ فوراً اپنی ہنسی ضبط کرتا ہلکا
سا کر اپنے لگا۔

بیٹا اللہ ہی اسے سدھار سکتا ہے، میں تو صرف اس کے لئے
ہدایت کی دعا مانگ سکتا ہوں۔۔۔ صدر شاہ نے نفی میں سر
ہلا کر افسوس سے اپنے سپوت کو دیکھتے اسے بازو سے پکڑ کے

ماحد کے ساتھ تمیز سے بیٹھنے کا اشارہ کیا کیونکہ سب مہمانوں کو
کھانا کھلانے کے بعد مہندی کی رسم شروع ہونے والی تھی۔
بابا جاننن!!!۔۔۔ اپنی عزت افزائی پر ابراج نے ناراضگی
سے شکایتی انداز میں باپ کو پکارا تو وہ اسے مصنوعی گھوری
سے نوازتے رستم کی طرف بڑھے اور اسے ایک دفعہ کھانے
کے تمام انتظامات پہ نظر ڈالنے کا کہا۔ کہیں کسی چیز کی کمی نہ
رہ گئی ہو، آخر کو ان کے لاڈلے بیٹے کی شادی تھی۔

اب اگر ہم اسلامباد میں پرنسپل بدر کے گھر میں جھانک لے
دیکھیں تو لاؤنچ میں بیٹھی تمام خواتین ان دونوں بہنوں کے
خوبصورت نصیب پر صدقے واری جا رہی تھیں۔ ان پر
روپ ٹوٹ کر آیا تھا۔ اجالا کی مہندی کا رنگ اس قدر گہرا تھا
کہ ہر کوئی اسکے نازک ہاتھ تھام کر اسے چھیڑے بنا نہ رہ سکی۔
سب بڑی خواتین کا کہنا تھا کہ جس دلہن کی مہندی کا رنگ گہرا
آتا ہے، اس سے اسکا شوہر اور ساس بہت پیار کرتی ہے،
ان سب کی ایک ہی statement سن کر اجالا کے گال سرخ

ہو رہے تھے۔ کبھی وہ رشک محسوس کرتی جھینپ جاتی تو
کبھی کھلکھلانے لگتی۔۔

یونہی اسکے دماغ نے میٹھے میٹھے شرارت بنی اور اس نے
ابراج شاہ کو میسجز کر کے تنگ کرنا شروع کر دیا کہ اسکی مہندی
کا رنگ اسکے جھوٹے پیار کی وجہ سے گہرا نہیں آیا۔ وہ ہنسی
دباتی اسکے ریکشن کا انتظار کر رہی تھی جب میسج سین ہوتے
گئے لیکن پیلائے نہیں آ رہا تھا۔

اجالا نے منہ پھولا لیا، اس نے اور غنیزہ نے سیم جوڑا پہن رکھا تھا۔ وہ دونوں آسمان سے اتری ہوئی پریوں کا گمان دے رہی تھی۔

کافی دیر تک ابراج کی طرف سے کوئی رپلائے نہ پا کر وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ مصروف ہو گیا ہو گا کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ابراج نے اسے اپنی ہویلی کی ویڈیوز بھیجی تھیں جہاں بے حد جشن منایا جا رہا تھا اور لاتعداد مہمان مدوتھے۔

خیر اجالا کو اپنی شادی سے زیادہ اپنی بہن کی شادی کی ایکسائٹمنٹ تھی، اس نے ٹھان لی تھی کہ وہ دلہن بن کر

بھی بن کی شادی کو ویسے ہی انجوائے کرے گی جیسے اس
نے سالوں سے سوچ رکھا تھا۔

وہ دلہنوں کی طرح ایک ہی جگہ پر بیٹھ کے شرمانے کی بجائے
گہری سانس بھر کر اپنی جگہ سے اٹھی، اپنی دوست کو
اشارے دے کر گانا تبدیل کروایا اور لاؤنج کے بیچ بیچ آکر
باقی ساری لڑکیوں کے ساتھ ڈانس کرنے لگی۔ نعیمہ بیگم
نے سر پیٹتے ہوئے اپنی بیٹی کو گھور کے دیکھا جو دلہن بن کر
بھی ایک جگہ ٹک کے نہیں بیٹھ رہی تھی۔ اسکا بس نہیں چل
رہا تھا کہ وہ سارے گانوں پر آج ہی ناچ لے۔ نعیمہ بیگم کا دل

چاہا کہ مہمانوں کے سامنے جوتی اتار کر اسکی مرمت شروع کر
دیں لیکن وہ صبر کا گھونٹ بھرتی اسے آنکھیں دیکھا کر رہ
گئیں۔

کٹ کٹ باجرا میں کوٹھے اُتے پاندی آں

کٹ کٹ باجرا میں کوٹھے اُتے پاندی آں

ماں کی غصیلی گھوریوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اجالا
نے اپنے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اور روایتی انداز میں ایڑیاں
بجاتے ہوئے دائیں سے بائیں چکر کاٹا۔ اس کے بھاری لہنگے
کا گھیر فضا میں لہرایا اور وہ اپنی کلائیوں کو خاص انداز میں

مروڑتے ہوئے باجرہ کوٹنے کا اشارہ کرنے لگی۔ ساری
لڑکیاں ہوٹنگ کرتی ہوئی اسکی حوصلہ افزائی کرنے لگیں جبکہ
پھولوں سے سجے خوبصورت سے صوفے پہ بیٹھی عزیزہ ہنستی
ہوئی اپنی بہن کی ڈانس پر فامینس ریکارڈ کرنے لگی تاکہ ابراج
شاہ کو بھیج سکے۔ اتنا تو وہ جانتی تھی کہ اجالا کب سے اسکو
اپنی تصاویر نہ بھیج کر کتنا ترسا رہی تھی اسلئے عزیزہ نے خود
ہی ابراج پر یہ کرم نوازی کرنے کی ٹھان لی۔

جا کھلوندا لوکاں نال، اُس نوں بلاندی آں

اوہ سُنیں نامیری میں تاں فیروی بلاندی آں

اس نے ایک ہاتھ سے اپنے لہنگے کو تھوڑا سا اوپر اٹھایا اور
دوسرے ہاتھ کے اشارے سے فضا میں ایسے بلانے کا
سٹیپ کیا جیسے ابراج بالکل اس کے سامنے کھڑا ہو۔ چہرے
پر مصنوعی ناراضگی سجا کر اس نے اپنی گردن کو ایک جھٹکا دیا
جیسے وہ واقعی اس کے بات نہ سننے پر روٹھ رہی ہو جس پر
آس پاس موجود سہیلیوں نے ہنس کر اس کا ساتھ دیا۔
ساری تالیاں بجاتی ہوٹنگ کرنے لگیں۔ نعمیہ صابری خم ہوتی
آنکھوں سے اپنی ہنستی کھیلتی بیٹیوں کے اچھے نصیبوں کی

دعائیں مانگ رہی تھیں۔ ایک ساتھ ان دونوں کو رخصت کرنا

ان کے لئے بہت مشکل تھا۔

نخرے اوہندے مینوں کھا جان گے

سانوں دونا پواڑا پا جان گے

سانوں دونا پواڑا پا جان گے

میوزک کی تھا پ تیز ہوئی تو اجالانے اپنے دونوں ہاتھ گالوں

پر رکھے اور معصومیت سے کندھے اچکائے۔ اگلے ہی پل

وہ اپنی جگہ پر گول گھومتے ہوئے دونوں ہاتھ فضا میں لہرا کر

بھنگڑے کے انداز میں پیر تھرکانے لگی۔ وہ اس روٹھنے

منانے کے پواڑے کو فل انجوائے کرتی سب کو بڑی پیاری
اور کیوٹ لگ رہی تھی۔

کوٹھے اُتے بہہ کے شامی لگدے نظارے وے

کوٹھے اُتے بہہ کے شامی لگدے نظارے وے

اس نے ڈانس فلور پر ایک چھوٹی سی واک لی، اپنی چمکتی

آنکھوں سے چھت کی طرف اشارہ کیا اور اپنے دوپٹے کے

کناروں کو انگلیوں سے پکڑ کر دائیں بائیں لہراتے ہوئے شام

کے نظارے کا منظر اپنے تاثرات سے واضح کیا۔ اس کی

کھلکھلاہٹ سہیلیوں کے شور میں پنہاں تھی۔

جو کمائے پیسے سب یاراں تے اُڈارے وے
ساڑ دا اے مینوں اوتھاں کر کے اشارے وے
اب کی بار اس نے اپنے دونوں ہاتھ ہوا میں پیسے اڑانے کے
انداز میں لہرائے، اور پھر فوراً ہی اپنے ہاتھ سینے پر باندھ کر
بھنویں اچکا کر سامنے خالی جگہ پر دیکھتے اپنی ایک کزن کا بازو
پکڑ کے اسے اپنے سامنے کھڑا کر لیا۔ وہ اپنی اس کزن (لڑکی)
کو ابراج تصور کر کے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کمر کی
لچک کے ساتھ مٹکی۔

تر کے اتر تیرے چاہ جان گے

سانوں دونا پواڑا پا جان گے

سانوں دونا پواڑا پا جان گے

اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی پوروں سے ماتھے کو چھوتے
ہوئے اترتے ہوئے نشے کا اشارہ کیا اور پھر فوراً رخ موڑ کر
نخرے سے منہ دوسری طرف کر لیا۔ اس مصنوعی روٹھے
انداز کے بعد وہ تیزی سے تال پر واپس آتے ہوئے اپنے
لہنگے کو جھٹک کر زوردار ٹھمکا لگانے لگی۔

چٹا کرتا تے موڈھے دونالی وے

گورارنگ تیرا، مجھ تیری کالی وے

اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں پر ایسے رکھے جیسے
وہاں بندوق ٹنگی ہو اور فل رعب کے انداز میں سینہ تان کر
آگے بڑھی۔ پھر ہنس کر اپنی انگلیوں کو اوپری ہونٹ پر
پھیرتے ہوئے ابراج کی گھنی مونچھوں کی نقالی اتاری جسے
دیکھ کر کزن لڑکیاں ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئیں۔ عزیزہ تو
اسکے صدقے واری جاتی دل میں سوچ رہی تھی کہ آج تو
ابراج اسکی بہن کا یہ روپ دیکھ کر ساری رات صرف ٹھنڈی
آپیں بھرنے پہ اکتفاء کرے گا۔

اینا اچالماں تیرا قدوے

اک کڑی نئی جاندی

وے سنبھالی وے

اپنے دونوں ہاتھ سر سے اوپر لے جا کر اس نے دراز قد کی
لمبائی کا اشارہ کیا (یہ حقیقت تھی، وہ اس سے کافی دراز قد
تھا، اجالا یہ ڈانس کرتے ہوئے ابراج کو مس کر رہی تھی۔)
اور پھر شرارت سے اپنے دونوں کانوں کو ہاتھ لگا کر دائیں
بائیں گردن ہلاتی جیسے کہہ رہی ہو کہ یہ لڑکا تو سنبھالے نہیں
سنبھلتا۔ گانے کے آخری بیٹس پر اس نے لڑکیوں کے

جھر مٹ میں ایک فل سپیڈ فائنل چکر کاٹا اور ایک شاندار پوز
پر اپنا کلاسک ڈانس مکمل کیا۔

اوہوووو۔۔۔ سب لڑکیاں تالیاں، سیٹیاں بجاتی ہوئی اسے
داد دینے لگیں جبکہ عزیزہ نے شرارت سے سینڈ کا بٹن دبا کر
اجالا کو بتائے بغیر اس کی یہ دلفریب ڈانس پر فامینس ابراج
شاہ کے نمبر پہ بھیج دی۔

پہلی بات تو یہ کہ ابراج صفدر ہر صورت بارات لے کر
اسلام آباد پہنچے گا۔ دوسری بات تمہیں عید پہ مہندی کا اتنا اچھا

رنگ آیا تھا پھر ابھی کیوں نہیں آیا؟ ہو سکتا ہے مہندی اچھی
نہ ہو؟ تم میرے پیار پہ سوال کیسے اٹھا سکتی ہو؟ اور ویسے
بھی یہ دو ٹکے کی کیمیکل والی مہندی ہمارا پیار کیسے ڈیسا ٹیڈ کر
سکتی ہے؟

تیسری بات اگر تم اپنی مہندی کے پھیکے رنگ کو لے کر
دوسروں کی باتوں سے ڈر رہی ہو تو Fuck them۔۔ جب وہ
ولیمے پر تمہارے چہرے پہ کھلتے میری محبت کے رنگ دیکھیں
گے تو ان کی زبان خود ہی بند ہو جائے گی۔ اینڈ آئی گارنٹی یو
میرے ساتھ ویڈنگ نائٹ گزارنے کے بعد تم آئندہ کبھی

خواب میں بھی مجھے انرومانٹک نہیں کہو گی!۔۔۔ ابراج شاہ
اسٹیج پر سب سے دور کھڑا مسلسل سکرین پہ انگلیاں چلاتے
ہوئے اجالا کے میسجز کا جواب دے رہا تھا۔ دل میں وہ اسکی
مہندی کے رنگ کو لے کر بہت پریشان تھا کیونکہ اسے اجالا کا
خواب موڈ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ باقی سارے کھانا کھانے
میں مصروف تھے مگر ابراج کے لتے پیٹ بھرنے سے زیادہ
فی الحال اجالا ضروری تھی۔

اجالا جو بہت سارے گانوں پر ناچنے کے بعد پھولتی سانسوں
کے درمیان ابھی اپنی جگہ پہ آ کے بیٹھی تھی، ابراج کے میسجز

پڑھ کے اسکے چہرے پہ قوسِ قزح کے خوشنما رنگ بکھر گئے۔

ہونہہ! بات نہیں گھماؤ۔ سب میری مہندی کا رنگ دیکھ کے

اتنی باتیں کر رہے ہیں ابراج 🥲💔۔۔۔ اجالانے

مسکراہٹ ضبط کر کے اسکو ایموشنل بلیک میل کرنے کی

غرض سے اور تنگ کیا۔

کون باتیں کر رہا ہے؟ اور تم ان کی باتیں دل پہ کیوں لے رہی

ہو یا رہے؟ تم ایسا کرو یہ مہندی ریموو کروا کے دوبارہ مہندی

لگوا لو۔ میں تمہارے گھر پہ کوئی بیوٹیشن بجھوا دیتا

ہوں؟۔۔۔ ابراج شاہ کی پریشانی اب حقیقتاً بڑھ رہی تھی،

ساتھ ہی اسے ان لوگوں پہ غصہ بھی آ رہا تھا جو اسکی بیوی کی

مہندی کے پھیکے رنگ پہ اسے باتیں سننا رہے تھے۔

نہیں چھوڑو! شاید میری قسمت ہی ایسی ہے۔ تم نے دل

سے پیار کیا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔۔۔ اجالا نے ہنسی دباتے

ہوئے اور بھی مصنوعی افسردگی کا اظہار کیا۔

ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو میری جان؟ تمہاری اچھی قسمت

کا اندازہ تو تمہیں اسی بات سے ہو جانا چاہیے کہ تمہارا ہمسفر

میں ہوں۔ تمہیں اداس دیکھ کر مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔

ابراج نے محبت سے پیلائے دیتے ہوئے اسکو احساس
دلایا۔ اتنے خوبصورت ایونٹ پہ اجالا جیسی چنچل لڑکی کا
اداس ہونا اسے چھب رہا تھا۔

شٹ اپ! تمہاری قسمت اچھی ہے کہ تمہیں مجھ جیسی بیوی
ملی ہے۔۔ (اسکا پہلا جملہ پڑھ کے اجالا نے ناک چرٹھانے
کے بعد اتر کر دو بدو لکھا۔) لیکن تمہیں پھر بھی میری کوئی
قدر نہیں ہے، تمہیں میری اداسی سے فرق پڑتا تو تم مجھ سے
جھوٹا پیار نہ کرتے اور تو اور تمہیں مجھے پیلائے دینے کی
فرصت بھی ابھی ملی ہے۔ آئی تھنک تم اس شادی سے

خوش نہیں ہو اسلئے تمہیں میرے یسجز نے ڈسٹرب کر دیا ہو

گانا؟ 🙄🙄۔۔۔ آخر میں یہ ایموشنل سے جملے لکھتے ہوئے

اجالا کا دل چاہ رہا تھا کہ پیٹ پکڑ کے زور زور سے قمقے لگائے

لیکن وہ ضبط کر گئی کیونکہ وہ ایک دلہن تھی۔

کم آن! کیسی باتیں کر رہی ہو اجالا۔ مجھے تمہارے یسج

ڈسٹرب کیوں کریں گے؟ میں کزنز کے ساتھ تھا، وہ میرا فون

چھین کے مجھے تنگ کر رہے تھے اسلئے لیٹ ریپلائے دیا

ہے۔ تم بار بار میرے پیار کو جھوٹا بول کے مجھ پہ الزام لگا

رہی ہو۔ میں برا بھی مناسکتا ہوں۔۔۔ ابراج شاہ نے

سنجیدگی سے ٹائپ کرتے ہوئے آخر میں اسکو باور کروایا کہ

اب اسکے پیار پہ شک کچھ زیادہ ہو رہا ہے۔

ہمم! اب سارا مدعا کزنز پہ ڈال دو۔ نائس کور !۔۔۔ اجالا

ابھی تک اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آتی تھی۔

چلو اب زیادہ فری نہ ہو۔ یہ فضول بکواس بند کر کے اپنی

پکچرز بھیجو مجھے۔۔۔ ابراج شاہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اب زیادہ

ڈراماٹک ہو رہی ہے اس لئے رعب سے حکمیہ ٹیکسٹ لکھا

جب اسے عزیزہ کے نمبر سے ابھی چند منٹ پہلے موصول

ہوئی ویڈیو کا خیال آیا جو اس نے اجالا کی مہندی کے پھیکے

رنگ کی پریشانی میں کھول کے نہیں دیکھی تھی۔

ابھی میں نے پکچرز نہیں لیں!۔۔۔ اجالا کب سے اسے

تصاویر نہ بھیج کر ترساتی ہوئی یہی ریزن دے رہی تھی۔ وہ

آج ساری رات اسے انتظار کے انگاروں پہ چلانا چاہتی تھی۔

تو لے لو 🙋۔۔۔ یو جسٹ ہیو ٹو منٹس۔۔۔ ہری اپ۔۔۔ ابراج

دو ٹوک انداز میں پیلائے دے کر اب عزیزہ کی چیٹ کھولتا

وہ پیمنڈنگ ویڈیو لوڈ کرنے لگا جس کے نیچے عزیزہ نے ایک

ٹیکسٹ لکھ رکھا تھا ”Thanks me Later 🐱“۔۔۔ ابراج نے

ہونٹ سکوڑ کر ویڈیو کی لوڈنگ مکمل ہونے کا انتظار کیا۔ وہ
سب سے الگ تھلگ ہو کر کھڑا تھا۔

دوسری طرف اجالا اسکا حکمیہ ٹیکسٹ دیکھ کر ناک بھوں
چڑھاتی ہوئی صرف اپنے لہنگے کے بارڈر اور پیروں کی تصویر
کھینچنے لگی، اسکا ابراج کو اپنی پوری تصویر بھینچنے کا کوئی ارادہ
نہیں تھا۔

ابراج جس نے بے تابی سے عزیزہ کی بھیجی ویڈیو آن کی تھی،
ڈانس کرتی ہوئی اجالا کا شعلہ جوالہ روپ دیکھ کر اسکی آنکھوں
میں خمار کی سرخی دوڑ گئی۔ وہ پلک جھپکائے بغیر اپنے فون کی

اسکرین دیکھ کر رہ گیا، اجالا کا یہ روپ و سنگھار دیکھ کر اسکے
ہوش سلب ہونے لگے۔

وہ مسٹر ڈرنگ کے گھیرا دار لہنگے چولی میں ملبوس لہرا لہرا کر
جھومتی اتنے پیاری ایکسپریشنز دے رہی تھی کہ ابراج کا دل
بے اختیار دھڑکنے لگا۔ کلائیوں میں مہندی کے گہرے رنگ
کے ساتھ زنک اور سنہری رنگ کی نازک کانچ کی چوڑیاں
کھنک رہی تھیں جن کے آگے اس نے بس ایک ایک چوڑا
سنہری کڑا پہن رکھا تھا۔ وہ بار بار اپنا زنک رنگ کا آرگینزا کا
آنچل لہرائے بڑی خوبصورتی سے جھوم رہی تھی۔ بھاری

زیور پہننے کی بجائے اس نے نیملسٹک سی جیولری پہنی
تھی۔ پیروں میں اس نے محمل کی دیدہ زیب جوتی پہن رکھی
تھی جس پر زنک اور تلے کا نفیس کام تھا۔

وہ لب دبا کر اپنی مسکراہٹ روکنے کی ناکام کوشش کرتا ہوا
گانے کے تمام لیر کس پہ اسکا مزے سے تھڑکتا ہوا وجود اپنی
آنکھوں میں بسا رہا تھا۔ وہ اسکی سوچ سے بھی زیادہ
خوبصورت لگ رہی تھی۔

اینا اچالماں تیرا قد وے

اک کڑی نئی جاندی

وے سنبھالی وے

صحیح تو کہہ رہے تھے گانے کے یہ بول، اس اونچے لمبے جوان
سے واقعی یہ پٹاخہ کڑی نہیں سنبھالی جاتی تھی جس نے کب
سے اسے اپنے چھپے گھما رکھا تھا کہ اسکی مہندی کا رنگ تیز نہیں
آیا۔

استغفار! کتنی ڈرامے باز ہے یہ مس اندھیرا!!۔۔۔ ابراج
نے اس ویڈیو میں صاف ظاہر ہوتا اجالا کی خوبصورت مہندی
کا گہرا رنگ دیکھ کر دل میں افسوس سے سوچا۔ تو وہ کب سے
اسے تنگ کرتی مزے لے رہی تھی؟ ابراج کو اب اسکے

ایموشنل میسجز کے چھپے چھپی شرارت اور حقیقت کا اندازہ
ہوا تھا۔ خود وہ وہاں اسلامباد میں ناچ رہی تھی اور دور ہو کر
بھی کراچی میں اسکا سانس خشک کر رکھا تھا۔

چھپ چھپ کے ایسا کیا دیکھ رہا ہے فون میں، جو تیری
مسکراہٹ ہی نہیں بند ہو رہی؟؟۔۔۔ کچھ فاصلے پہ کھانے سے
انصاف کرتے مقاصم کی نظر جو نہی ایک سائیڈ پہ اکیلے
کھڑے ابراج شاہ پہ پڑی، وہ بھنوتیں شرارت سے سکیر کر بلند
آوازیں اسے چھیڑنے لگا۔ باقی سب کی نظریں بھی ایک پل
کے لئے کھانے سے ہٹ کر ابراج پہ مرکوز ہو گئیں۔ انہیں

اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھ کر ابراج شاہ نے کلستے ہوئے

فوراً

زبان دانتوں تلے دبا کر اپنی مسکراہٹ کو غائب کیا اور انہیں
گھوریوں سے نوازنے لگا۔

چپ کر کے کھانا ٹھونسو۔ زیادہ میری پرائیویسی میں انٹر فٹیر
کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہونہہ!۔۔۔ وہ ناک سے
مکھی اڑانے والے انداز میں انہیں آنکھیں دیکھا کر مصنوعی
رعب سے بولتا پیرٹکتے ہوئے فون جیب میں ڈالتا اسٹیج سے
اتر گیا، کجا کہ یہ کمینے دوبارہ اسکا فون نہ چھین لیں۔ ابراج کی

پھرتی دیکھ کر چپھے اسکے سب کزنز اور دوستوں کا مشترکہ قہقہہ
فضا میں گونجتا تھا۔

وہ کچھ دیر کے لئے ان سب سے پیچھا چھڑا کر ہویلی کی بیک
سائیڈ والے ہی کسی کمرے میں گھس گیا تھا تاکہ سکون سے
اپنی بیوی کا یہ ہوش اڑا دینے والا روپ دیکھ سکے۔

کمرے میں بند ہو کر ابراج نے اے سی آن کیا اور بیڈ پہ
گرتے ہوئے بڑے مگن انداز میں دوبارہ وہی ویڈیو دیکھنے
لگا۔ وہ نجانے کتنی دفعہ ریپیٹ پر یہ ویڈیو دیکھتا کھلے دل سے
مسکراتا رہا تھا جب اسے اجالا کی کلاس لینے کا خیال آیا جو

میڈیم جھوٹ بول رہی تھیں کہ اسے مہندی کا رنگ نہیں

آیا؟؟

اس نے ویڈیو بند کر کے دوبارہ اجالا کی چیٹ اوپن کی تو اس

نے صرف دو تصاویر بھیجی ہوئی تھیں وہ بھی **view once**

میں۔۔۔ ابراج نے متحس ہو کر فوراً ان تصاویر کو کھولا تو

کھودا پہاڑ نکلا چوہا کے مصداق پکچرز میں صرف لہنگے کا گھیرا اور

اجالا کا جوتا نظر آرہے تھے جس پہ ابراج نے ناک چڑھائی۔

یہ کیا ہے؟ تمہارے لہنگے کو چاٹنا ہے میں نے؟ فل پکچر بھیجو

عجیب!!۔۔۔ ابراج نے بگڑتے موڈ کے ساتھ اس کو

پیدائے دیا۔

ہو نہہ! بہت ہی ناقد رے اور ناشکرے ہو تم!! اپنے

خوبصورت پیروں کی تصویر بھی بھیجی تھی میں نے۔۔۔ ان

کے بارے میں تو تعریف کا ایک جملہ تک نہ بولا گیا تم

سے۔۔۔ اجالا نے غصے سے اس کو جھاڑ پلائی۔

ہمم! ایک دن میں ہی کافی رنگ بدل لیا ہے تمہارے پیروں

نے! کون سی بلیچ کا استعمال کیا تھا؟۔۔۔ ابراج نے اسکی

معصوم سی شکایت پہ اپنی ہنسی دبا کر تکیے کو سر کے نیچے
سیٹ کرتے ہوئے وائس میسج کیا جو اجالا نے اتنے شور میں
اپنے کان سے لگا کر سنا تھا لیکن اسکے الفاظ سن کر وہ جھنجھلا
گئی۔ (اب ابراج کا اسے تنگ کرنے کا ٹائم تھا۔)

دفعہ ہو! مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی !۔۔۔ اجالا نے
منہ پھولا کر ریپلائے دیا۔

شٹ اپ! اپنی مہندی کی پکچر بھیجو۔۔۔ وہ اسے شے دیئے
بغیر دوبارہ وائس میسج کر رہا تھا۔ اس کا لہجہ رعب جھاڑنے
والا تھا۔

نہیں بھیجوں گی! ڈھنگ کا رنگ آتا تو میں اسکی تصویر لیتی ہوتی

اچھی بھی لگتی 😞۔۔۔ اجالا نے تڑخ کے جواب دیا (اس

بات سے انجان کہ وہ اس ویڈیو میں اسکے وجود کے ہر انچ کا

نظارہ بہت ہی والہانہ انداز میں کر چکا ہے۔)

ابراج نے اب کی دفعہ میسج بھیجنے کی بجائے ڈائریکٹ ویڈیو

کال ملائی تھی۔

پاگل ہو ابراج! میں سب کے ساتھ بیٹھی ہوں۔ ویڈیو کال

کیوں کر رہے ہو؟۔۔۔ اجالا نے سیٹا کر اسے ٹیکسٹ میسج

لکھا۔

تھکاوٹ کا بہانہ کر کے روم میں چلی جاؤ اور وہاں جا کے کال
ریسیو کرو!۔۔۔ ابراج شاہ نے جھٹ سے اسکو مشورہ دیا۔

نہیں! مما کہتی ہیں کہ بارات سے پہلے شوہر کی نظروں کے
سامنے نہیں جاتے ورنہ دلہن کو روپ نہیں آتا!۔۔۔ اجالا
نے بنا دیر کئے سنی سنائی بات ایک بہانہ بنا کر ٹیکسٹ میسج
میں پیش کرتے ہوئے ویڈیو کال کاٹ دی۔

اجالا میرے موڈ کی بینڈ نہیں بجاؤ! فوراً گھرے میں جا کے کال
ریسیو کرو!۔۔۔ ابراج شاہ نے تلملا کر بگڑتے موڈ کے ساتھ

وائس نوٹ کیا۔

مہندی کی رسم شروع ہونے والی ہے پاگل انسان۔ ابھی یہ

impossible ہے۔ اب مجھے کل ایک دفعہ ہی دیکھنا۔۔۔

اجالا بھی اپنے نام کی ایک تھی۔ اپنی بات پہ ڈٹی رہی۔

کل؟؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر کال ریسیو نہیں کر سکتی

تو شرافت سے پکچرز بھیجو۔۔۔ ابراج شاہ ضدی ہوا۔ وہ

چاہتا تھا کہ اجالا خود اسے اپنی تصاویر بھیجے۔ صرف ایک ہی

غیزہ کی بھیجی گئی ویڈیو اس کے لئے کافی نہیں تھی۔ اجالا کو

اسکویوں اپنے لئے ڈیسپیریٹ ہونا اچھا لگ رہا تھا۔

نہیں یار! تمہیں بتائی تو ہے ریزن! میں نہیں چاہتی کہ جس
طرح میری مہندی کا رنگ پھیکا آیا ہے، ویسے ہی کل مجھ پہ
روپ بھی نہ آئے۔ نہ بابا نہ۔۔۔ یہ اپنی آج کی لک دیکھانے
والا رسک میں نہیں لے سکتی 😞۔۔۔ اجالا نے ہنوز اسکو
ٹالنا چاہا۔ دل میں وہ اتر رہی تھی۔ لبوں پہ شرمیلی سی
مسکراہٹ رقصاں تھی۔ ابراج شاہ نے اس کا پیپلائے پڑھ
کے دانت پیسے۔

چلو پھر میرا ٹائم نہ ویسٹ کرو۔ میرے پاس بھی اب
تمہاری فوٹوز دیکھنے کا وقت نہیں ہے مس اندھیرا۔ وہ ایکچولی

میرے کزنز مجھے بلا رہے ہیں۔ میری بھی مہندی کی رسم
ہونے والی ہے نا جو میرے لئے اس ٹائم زیادہ ضروری
ہے۔ ہونہ۔ اب میسج کر کے تنگ نہ کرنا۔۔۔ اس کے
زیادہ بھاؤ کھانے پر ابراج شاہ نے بہت ہی نخریلے اور
مصروف انداز میں اسکو واٹس نوٹ کر کے اپنی واٹس ایپ
بند کر دی۔ آخر اسے ہر وقت روسٹ کر کے تنگ کرنے والا
کب تک اسکے ڈرامے دیکھ سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اب اجالا
چڑے گی اور ایسا ہی ہوا تھا، اسکا میسج سن کر تو اس کے تن
بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ خفگی سے دانت کچکچانے لگی۔

دفعہ ہو۔ میں مری نہیں جا رہی تمہیں میسج کرنے کے لئے!!
میری تصویریں نہیں ملیں جناب کو تو اب انگور کھٹے لگنے لگ
گئے ہیں۔ بھاڑ میں جاؤ ۔۔۔ اجالا واٹس نوٹ میں غصے
سے چیخنا چلانا چاہتی تھی لیکن فی الحال اس نے سب کی
موجودگی کا خیال کر کے جلتے بھنتے ہوئے اسکو ٹیکسٹ
پیلانے کیا۔

بائے! آئی ایم بزمی ڈارلنگ ۔۔۔ آئی نو تمہارے پاس بھی
سر کھجانے کا ٹائم نہیں ہے۔ یاد سے منہ دھو کر سو جانا ورنہ
جتنا تم نے منہ پہ میک اپ تھوپا ہو گا نا، مجھے ڈر ہے کہیں کل

میری بیوی کی اسکن نہ خراب ہو جائے۔ ہاہ نہیں! ایسا نہیں
ہو سکتا! پھر روپ کیسے آئے گا یا رررررر 🐱🐱۔۔۔ ابراج شاہ
اسکا میسج پڑھ کر قہقہہ لگاتا ہوا کمرے سے نکلتے ہوئے بڑے
ہی افسوس سے مصنوعی ہمدردی جتاتا ٹائپ کر رہا تھا، ساتھ
اسے یہ بھی باور کروایا کہ وہ بزی ہو گیا ہے۔ اپنے الفاظ سے
اسکو اچھا خاصا سلگا کر وہ دوبارہ سے اجالا کے ڈانس والی
ویڈیو کو محبت سے دیکھ کر کچھ دیر بعد مہمانوں کے پاس چلا
گیا تھا کیونکہ اسکے ذرا سے او جھل ہونے پر سب کمزرنے
فون کر کے اسے ڈسٹرب کرنا شروع کر دیا تھا۔

اجالا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابراج اسکے سامنے ہو اور وہ
اسکا منہ توڑ کے رکھ دے۔۔۔ وہ کیسے اپنی ضد منوائے بغیر رہ
سکتا تھا؟ اجالا کی آج کی لک دیکھے بغیر اسکو صبر کیسے آسکتا
تھا۔ وہ اسکا میسج پڑھ کے مٹھیاں بھینچتی ہوئی سوچنے لگی۔
وہ اسے شادی پہ بھی روسٹ کر رہا تھا؟ اجالا نے ناک سکوڑ
کر غصے سے ابراج کے میسج پہ اس "🤨" ایموجی سے ریکٹ
کر کے اسکا نمبر بلاک کر دیا اور پھر دل میں اسے برا بھلا کہتی
ہوئی تھوڑی دیر کے بعد عنیزہ سے تھوڑا دور ہو کر فون کی
براٹینیس بالکل کم کرتے ہوئے اس کی کچھ دیر پہلے بھیجی گئی

تصاویر دیکھنے لگی جو اس نے دلہن کی طرح سچی ہوئی حویلی کی
پکچرز کے ساتھ بھیجی تھیں۔ ابراج نے اپنی مرر سیلفیزی
تھیں۔

کچھ میں قمیض کے بٹن کھول رکھے تھے، کچھ میں وہ فون
ٹرائپوڈ پہ لگائے اپنے کف کے بٹن بند کر رہا تھا تو کسی میں
ویسکوٹ پہنتا ہوا اسے آنکھ ونک کر رہا تھا۔ ایک ویڈیو میں تو
اس نے بے حد کیوٹ انداز میں اپنے عنابی ہونٹ گول کر
کے زوم ان اینڈ آؤٹ کرتے ہوئے اجالا کو سکریں کے
ذریعے ڈھیروں کسز بھی دی تھیں۔ اجالا کو وہ بڑا پیارا لگا تھا

لیکن کیا مجال کہ اس لڑکی نے اپنے شوہر کی سیدھے منہ
تعریف کر دی ہو، الٹا اس نے اسے روسٹ کیا تھا لیکن یہ
بات سچ تھی کہ وہ ابراج کی یہ تصاویر اور ویڈیو سودفعہ چکی
تھی۔ اور جب جب وہ اسکی کسز والی ویڈیو دیکھتی تھی، چہرہ
خود ہی شرم سے لال ہو جاتا جیسے ابھی غصہ ہونے کے
باوجود گلاب ہو رہا تھا۔

ابراج اور ماحد کی مہندی والی رسم صرف تب تک تمیز سے
ہوتی تھی جب تک بڑے بزرگ اسٹیج پہ تھے لیکن جیسے ہی وہ
اسٹیج سے اترے، ان دونوں کے دوستوں اور کزنز نے ان

کے بالوں میں آتل اور چہرے و گردن پہ ابٹن مل مل کر ان کی
حالت بری کر دی تھی۔ بدلے میں وہ دونوں انہیں گالیوں
سے نواز رہے تھے کیونکہ انکے برانڈڈ سوٹوں کا کباڑہ ہو چکا
تھا۔ مٹھائی اور کیک زبردستی ان کے منہ میں دھنسیا جا رہا
تھا جبکہ پیٹ میں بالکل گنجائش نہیں تھی۔

اجالا اور عنیزہ کی بھی مہندی کی رسم شروع ہو گئی تھی، وہ
الگ بات تھی کہ اجالا ایک جگہ ٹک کے بیٹھنے کی بجائے یہاں
بھی بار بار اپنی بہن کے منہ اور بازوؤں پہ ابٹن لگاتی سو دفعہ
اسکے ساتھ یہ رسم کر چکی تھی۔ نعمیہ صابری کا جی چاہ رہا تھا

کہ اسکی گردن مڑوڑ دیں جسے ہر مہمان کے ساتھ عزیزہ کی
مہندی کی رسم کرنی ہوتی تھی لیکن اپنی اسے کوئی ہوش نہیں
تھی کہ وہ خود بھی ایک دلہن ہے۔

شاہ اور وغیرہ لینے کے بعد ابراج نے مسکرا کر اجالا کو کال ملائی
تو پتا چلا کہ میڈیم خفا ہو کر اسے بلاک کر چکی ہیں۔ وہ ہلکا سا
ہنستا ہوا ٹھنڈی آہ بھرنے لگا۔ نجانے کب کل ہونی تھی
اور اس نے پورے استحقاق کے ساتھ اسکی پناہوں میں آنا
تھا۔

=====

Ujala kay phone say mera Number unblock kro

yaarrr

عنیزہ اپنا میک اپ کروا رہی تھی جب اسکی گود میں پڑا فون
وائبریٹ ہوا۔ ابراج کا میسج پڑھ کے اس نے افسوس سے
اجالا کی طرف دیکھا جس نے شادی والے دن بھی اسکے جیجو
کو بلاک کر رکھا تھا اور وہ ہمیشہ کی طرح مجبور ہو کر اپنی سالی
کی مدد مانگ رہا تھا۔

Ujala ka phone us kay pas hay.. abi nai kr skti

عنیزہ نے سکرین پہ انگلیاں چلاتے ہوئے ابراج کو سپلائے

دیا۔

Kia kr rhi hay wo? Mood kesa hay us ka?

ابراج نے محتاط انداز میں سوال کیا۔ وہ اپنے پورے
خاندان اور دوستوں سمیٹ آج صبح ہی فلائٹ کے تھرو
اسلامباد آچکا تھا۔ باقی مہمانوں نے کچھ دیر بعد پہنچ کر
ڈائریکٹ بارات میں شرکت کرنی تھی۔

Dikhati hn...apni taraf ki video aur mic band kr

kay meri video call uthaoo

غزیزہ نے سپلائے دے کر ابراج کو ویڈیو کال ملا کر اپنے
کیمرے کا رخ اجالا کی طرف موڑ دیا جو ابھی چند منٹ پہلے
اپنا لہنگا اور کرتی پہن کر آتی تھی لیکن میک اپ پینڈنگ پہ تھا
البتہ زلفوں کو فی الحال اس نے یونہی سٹریٹ کروا کے فی
الحال کے لئے کھول رکھا تھا۔ بغیر کسی میک اپ اور
جیولری کے ہی اسے اپنی پسند کے لہنگے میں چمکتے دیکھ
کر ابراج کا دل دھڑکا۔ اس نے زوم کر کے اسکا انگ انگ
دیکھا۔

بیوٹیشن ویٹ کر رہی تھی کہ کب اجالا میڈیم آکر کرسی پہ
تشریف فرماتی ہوئی ان کی سروسز لیں لیکن اجالا کا موڈ کوئی اور
ہی تھا۔ وہ پارلر میں لگے میوزک کے بول سن کر آؤٹ آف
کنٹرول ہوتی اپنی کلائیوں میں چوڑیاں چڑھا چکی تھی۔ ابراج
بہت محبت بھرے انداز میں اسکی ہر ادا دیکھ رہا تھا۔

پایاں چوڑیاں میں آج سطرنگیاں،

ماہیّا تیرے ویکھن لئی

پایاں چوڑیاں میں آج سطرنگیاں،

ماہیّا تیرے ویکھن لئی

اجالا نے اپنے دونوں ہاتھ چہرے کے قریب لا کر کلاٹیاں اس
طرح گھمائیں کہ اسکی چوڑیوں کی کھنک اور چمک عنیزہ کے فون
کے کیمرے میں قید ہو گئی۔ وہ ویڈیو کال سے بے خبر بڑے
مزے سے دائیں سے بائیں تھڑک رہی تھی۔ (ابراج شاہ کا
دل بھی ہر تھاپ کے ساتھ یونہی تھڑکنے لگا۔ اس نے اپنی
سائیڈ کی ویڈیو اور مائیک عنیزہ کے کہنے پر بند کر رکھا تھا تاکہ
اجالا کو پتہ نہ چل جائے کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔)

تیری گلی وچوں پنج پھیرے لگی آں،

تیری گلی وچوں پنج پھیرے لگی آں

اجالا دھیمے تال پر مسکتی ہوئی آگے کو بڑھی اور پھر پیٹھ موڑ
کر اپنے لہنگے کے کناروں کو انگلیوں سے چٹکی میں پکڑ کر
نخرے سے چھبکی طرف لوٹتی چکر کاٹنے لگی۔ اسکے اسٹپ
دیکھ کر ابراج خوبصورتی سے ہنسا۔

ماہیّا تیرے دیکھن لئی

اجالا اس بول پہ اپنے ماتھے پہ ہاتھ کی اوٹ بنا کر مسکراتی ہوئی
اسٹپ مکمل کرنے ہی والی تھی کہ نعمیہ صابری ضبط کھو کر
پیروں سے جوتی اتارتے ہوئے اسکی کمر پہ مارتے مارتے رک
گئیں۔

کچھ شرم کرو! کیوں اپنی شادی پر بھی مجھ سے مار کھانے کے
ارادے ہیں تمہارے؟ بائیس سال کی کھوتی ہو گئی ہو لیکن تم
میں عقل اور شرم آنے کی نہیں ہے۔ اپنی شادی پہ اتنا کون
ناچتا ہے؟ ابراج نے یا تمہارے سسرال والوں نے تمہاری
یہ حرکتیں دیکھ لیں تو وہ سب کیا سوچیں گے؟۔۔۔ نعمیہ
صابری نے اسکے سر پہ چپت لگا کر خفگی سے اسکو ڈانٹا تو
ساری بیوٹیشنز اور عزیزہ جو اجالا کی پرفامینس پہ کھلکھلا رہی
تھیں، نعمیہ صابری کو غصے میں دیکھ کے اپنی مسکراہٹ ضبط
کر گئیں۔ (البتہ ابراج اسکی ستھری ہوتی دیکھ کر قہقہے لگا رہا

تھا، صد شکر کہ اسکا مائیک آف تھا ورنہ اجالا اسکی ہنسی کی
آوازیں سن کر اسے قتل کر دیتی اور عزیزہ سے بھی ناراض
ہو جاتی۔)

کیا ہے یار ممّا! میری شادی پہ تو مجھے بخش دیں۔ ابراج کو
میرا ڈانس کرنا بہت پسند ہے! (اس کے اس جملے کو سن کر
ابراج شاہ کا دل دھڑکا، ہونٹ خوبصورت مسکراہٹ میں
ڈھل گئے) وہ مجھے کبھی میری ان حرکتوں پر نہیں ڈانٹتا اور
ماشاء اللہ سے میری ہونے والی ساس تو میرے شوہر سے
زیادہ میری دیوانی ہیں اسلئے آپ میری فکر چھوڑ دیں!۔۔۔

اجالا منہ پھولا کر روانی سے بولتی ہوئی اپنے سلکی بالوں کو
جھٹکا دینے لگی۔

اجالا میرے ضبط کا امتحان لئے بغیر میک اپ کروانا شروع
کر دو۔ بس بہت ہو گیا ہے۔ رات تھوڑی دیر میں ہال
پہنچنے والی ہے۔ تھوڑا تو ایک مشرقی دلہن کی طرح behave
کرو۔۔۔ نعمیہ صابری نے اپنے انگوٹھے اور انگلی کی چٹکی
بجاتے ہوئے اسے بازو سے پکڑ کے کرسی پہ بٹھا کر وارن
کیا۔

آہہ! آرام سے یار۔۔۔ اچھا ایسا کریں، آپ میوزک بند
کروادیں ورنہ گانے سن کر میرے اندر کی ڈانسر انگڑائی لے
کے جاگنے لگ جاتی ہے!۔۔۔ اجالا نے ہنسی روک کر
آنکھیں مٹکاتے ہوئے مصنوعی معصومیت سے کہا۔ (ابراج
اس ساری کال کی سکریں ریکارڈنگ کرتا ہوا اپنے پاس
میموری سیو کر رہا تھا۔)

ہاں اتنی تم رہ گئی انجمن کی شاگرد! ”میرے اندر کی ڈانسر
انگڑائی لے کے جاگنے لگ جاتی ہے!“۔۔۔ نعمیہ صابری
نے غصے سے اس پہ طنز کر کے آخر میں اجالا کا ہی جملہ دہرا کر

اسکی نقل اتاری تو پارلر میں موجود سب خواتین کا مشترکہ قہقہہ
بلند ہوا۔ (جبکہ کال پہ موجود ابراج شاہ کا تو ہنس ہنس کے برا
حال ہو گیا۔ کیا طعنہ دیتی تھیں اسکی ساس۔ اسکے کلچے میں
ٹھنڈ پڑی۔ جتنا اجالا نے اسے کل رات تنگ کیا تھا، وہ
سارے بدلے ابھی اسکی ساس انجانے میں لے رہی
تھیں۔)

ہونہہ! جب چلی جاؤں گی نا تب قدر آئے گی میری۔ ابھی تو
ڈانٹ لیں جتنا ڈانٹنا ہے۔۔۔ اجالا نے آنکھیں گھما کر ان کو
ایموشنل بلیک میل کیا۔

تمہارے جانے سے تو میں لاکھ دفعہ اللہ کا شکر ادا کروں گی۔

دیکھنا تم۔۔۔ نعمیہ صابری نے ترخ کر اسکی آنکھوں میں

دیکھے بغیر کہا اور خود کو لاپرواہ ظاہر کرتیں کرسی پہ بیٹھ کے تیار

ہونے لگیں البتہ وہ اندر سے بہت دکھی تھیں۔ گھر کی دونوں

رونقیں ایک ساتھ رخصت جوں ہونے جا رہی تھیں۔

ہاں دیکھ لوں گی بچو وو۔۔۔ اجالا نے برا سا منہ بنا کر اپنے

آنسو روکے۔ وہ فی الحال ایمو شنل ہو کر اپنی ماں اور بہن کو

نہیں رلانا چاہتی تھی اسلئے تو کب سے ایسی حرکتیں کرتی اپنا

دھیان بٹا رہی تھی۔

آپی آپ تیار ہو گئی ہیں؟؟۔۔۔ اجالا کو ایکدم ہنکے میک اپ

کا خیال آیا تو رخ ترچھا کر کے اسکو دیکھ کر پوچھنے لگی، اسی

لمحے عزیزہ نے بہت طریقے سے ویڈیو کال کٹ کر دی۔

ہاں میری جان! بس پیر اسٹائلنگ اور لپ اسٹک رہ گئی

ہے۔۔۔ عزیزہ اب نرمی سے اسکے ساتھ باتوں میں مصروف

ہو گئی تھی جبکہ کال ڈسکنیکٹ ہونے کے بعد ابراج ہنستا ہوا

کال کی سکرین ریکارڈنگ دوبارہ دیکھنے لگا۔

”ان سب عنایتوں کے بدلے میں میری بھاری نیگ تیار رکھتے

گا جیجو صاحب“ 😘۔۔۔ عزیزہ نے کچھ منٹ بعد ابراج کو یہ

تنگ کرنے والا ٹیکسٹ لکھنا ضروری سمجھا جسے پڑھ کے
ابراج نے مسکرا کر ”او کے باس! تھینک یو فار د اڈیٹس“ 
”کارپلائے دیا۔ اجالا فائنلی اب تمیز سے تیار ہو رہی تھی جبکہ
عنیزہ اپنے شوہر کے ساتھ ٹیکسٹ میسجز پر مصروف ماحد کے
اتا و لے پیغامات پڑھ کر شرمانے کا کام کر رہی تھی۔

رات کے تقریباً آٹھ بجے کا وقت تھا جب اسلام آباد کے اس
پر تعیش ہوٹل کا وسیع دالان قیمتی گاڑیوں کی ایک لمبی نہ ختم
ہونے والی قطار سے چمک اٹھا تھا۔ ایک ساتھ درجنوں

لگژری گاڑیوں کے ہیڈلائٹس کی تیز روشنیاں اور ہارن کا شور
پورے ماحول پر چھا گیا تھا۔

ابراج اور ماحد کے یار دوستوں اور کزنز کا جوش دیکھنے لائق
تھا۔ جیسے ہی وہ دونوں سیاہ شیروانی میں ملبوس اپنی وجیہ
طمساتی شخصیت کے ساتھ اپنی گاڑیوں سے اترے، باقی
سب لڑکوں کی ٹولی نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ ایک طرف
ڈھول کی تیز تھاپ پر بھنگڑے ڈالے جا رہے تھے تو دوسری
طرف لڑکوں نے ہوائی فائرنگ شروع کی ہوئی تھی (جو پورا
راستہ جاری رہی تھی۔) جس کی گونجدار آوازوں سے پورا

ماحول لرز اٹھا۔ گاڑیوں کا انتظام انہوں نے کل ہی اسلامباد
میں کر رکھا تھا۔ ساتھ ہی آتش بازی کا وہ شاندار مظاہرہ ہوا
کہ چند لمحوں کے لیے اسلام آباد کا آسمان سرخ، سبز اور
سنہری روشنیوں سے نہال ہو گیا۔ ہر طرف نوٹوں کی برسات
ہو رہی تھی اور اس شاہانہ ہنگامے کے بیچ ابراج اور ماحد
مسکراتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

(اوپر والے فلور میں برائیدل روم کی ونڈو کے پاس کھڑی ہو
کر اجالا اپنی ساری بارات دیکھ کر کھلکھلانے لگی، یہاں فی
الحال اسکی ماں اسے باتیں سنانے کے لئے نہیں تھی، اس

لئے وہ دلہن بنی اپنے بازو اٹھا کے ہنستی ہوئی ڈھولوں کی
آواز پر بھنگڑے ڈالنے لگی۔ ساتھ ہی عنیزہ کے بازو پکڑ کر
اسے بھی ڈانس کرنے کیلئے فورس کرنے لگی۔

جیسے ہی یہ ہنستا کھیلتا باراتیوں کا ہجوم ہوٹل کے عالی شان
ہال کے داخلی دروازے پر پہنچا، آگے کا راستہ یکدم پھولوں
کی خوبصورت لڑیوں سے بلاک کر دیا گیا جس کے سرے
بریقا، سماویہ اور نمیرہ نے دونوں اطراف سے پر جوشی سے
تھام رکھے تھے اور وہ چہروں پر ایک فاتحانہ اور شرارتی

مسکراہٹ سجائے مستعد کھڑی تھیں۔ انہوں نے باقاعدہ

آگے ہاتھ پھیلا کر بارات کا راستہ روک رکھا تھا۔

بس بس! بریک لگاؤ دونوں۔ اتنی آسانی سے اندر جانے کا

راستہ نہیں ملنے والا۔۔۔ بریقانے نخریلے انداز میں بھنویں

اچکا کر دونوں دولہوں کو گھورا، جبکہ نمیرہ اور سماویہ چھپے کھڑی

مسکرا کر داد دے رہی تھیں۔ بلاشبہ، اب دودھ پلائی اور

راستہ روکنے کی بھاری رسم کا محاذ کھل چکا تھا۔

ڈونٹ سے کہ تم تینوں یہاں پیسے مانگنے کے لئے کھڑی
ہو؟؟۔۔۔ ابراج شاہ نے آنکھیں سکیڑ کر مصنوعی حیرانی کا
اظہار کیا۔

ڈونٹ سے کہ تم اپنے ساتھ پیسے نہیں لے کر آئے ابراج؟ ہاں
اگر ایسا ہوا تو تمہاری بارات یہیں سے واپس جائے گی۔ سو
سیڈ۔۔۔ نمبرہ نے بڑے ہی افسوس سے اس کو جتایا۔

یارر ٹانگیں دکھ رہی ہیں۔ مجھ سے پانچ سو روپیہ لے کر آپس
میں بانٹ لینا لیکن ابھی معاملہ رفع دفع کر کے راستہ

چھوڑو۔۔۔ ماحد نے منہ کے زاوے بگاڑ کر التجاء یوں کی

جیسے بہت بڑے دل کا مظاہرہ کیا ہو۔ باقی سب ان کی نوک
جھوک پر مسکرا رہے تھے۔ (مقاصم، باریق اور صارم فی
الوقت اپنی بیویوں کے اتنے سندر روپ پورے ایک دن بعد
بہت ہی بے تابی سے دیکھ رہے تھے۔)

پانچ سو روپیہ؟ اتنے کی تو ہماری لپ اسٹک نہیں ہے۔۔
ہمیں اپنی دوستوں کے لئے اتنے غریب دلے نہیں چاہیے۔
آپ دونوں اپنی بارات سمیت واپس جاسکتے ہیں۔۔ سمیرہ
نے آنکھیں گھما کر ایٹیٹوڈ کے ساتھ جواب دیا۔

تم دونوں کی دوستوں کو ہم جیسے شریف اور اینڈ سم شوہر مل
رہے ہیں۔ کیا یہ کافی نہیں ہے؟؟۔۔۔ ابراج نے ترکی با
ترکی جواب دیا۔

اچھا بس! ننگ بچیوں کا حق ہے۔ انہیں رسم کے پیسے
دو!۔۔۔ لڑکیوں کو دو دو ہاتھ کرنے کے لئے بازو چڑھاتے
دیکھ کر صفر شاہ نے مسکراتے ہوئے ابراج اور ماحد کو
حکم دیا جس پہ وہ منہ چڑھاتے ہوئے اپنے گزنز کو جیبیں خالی
کرنے کا اشارہ کرنے لگا کیونکہ ان کی شادیوں پر بھی ایسی

رسموں کے مواقع پہ ابراج اور ماحد نے اپنے بہت پیسے
بھائے تھے۔

بہت مشکلوں سے ان لڑکیوں سے جان چھڑوا کر وہ دونوں
گہری سانس بھرتے ہوئے اسٹیج تک پہنچے۔ نکاح تو ان کا
آلریڈی ہو چکا تھا لیکن چونکہ ابراج کے نکاح میں اسکے باپ
اور دوستوں کے علاوہ کسی دوسرے نے شرکت نہیں کی تھی
اسلئے آبکینہ شاہ کے کہنے پر اسکا اور اجالا کا نکاح دوبارہ پڑھایا
جانا تھا تاکہ وہ بچے پورے دل سے ان سب کو گواہ بنا کر ایک
دوسرے کو اپنی زندگی میں قبول کر سکیں۔

سات کروڑ حق مہر کے عوض پھولوں کے پردے کے چھپے
ان دونوں کا نکاح باری باری پڑھایا گیا تھا۔ ان کی دھڑکنوں
میں شدید انتشار پھوٹ رہا تھا۔

ابراج تو بہت نرمی سے تین دفعہ ”قبول ہے“ بول چکا تھا
لیکن جب اجالا کی باری آئی تو اس نے ڈرامائی انداز میں ایک
لمبہ وقفہ لیا۔

بولتے بیٹا؟ کیا آپ کو سات کروڑ حق مہر کے عوض سید
ابراج شاہ ولد صفدر شاہ اپنے نکاح میں قبول ہیں؟۔۔۔
مولوی صاحب نے گلہ کھنکھار کر مائیک میں اسنے الفاظ

دہرائے۔ آبگینہ شاہ نے بھی نرمی سے اپنی بہو کا کندھا

سہلایا۔

وہ آئی۔۔۔ ابراج۔۔ بول رہا تھا کہ وہ مجھے سات کروڑ حق
مہر تو کیا سات سو روپیہ بھی نہیں دے گا۔ یہ تو میرے ساتھ
دھوکہ اور زیادتی ہوگی نا؟ آپ پہلے ایک دفعہ اپنے بیٹے سے
حق مہر کنفرم کر لیں۔۔۔ اجالانے چہرہ اٹھا کر روہانسی
صورت بنا کے اتنی معصومیت سے اپنی پریشانی بتائی کہ حال
میں ایکدم قہقروں کا شور اٹھا کیونکہ مولوی صاحب نے مائیک
اسکے لبوں کے قریب کر رکھا تھا جس کے باعث اسکی آواز با

آسانی سے حال میں لگے اسپیکرز سے چاروں طرف گونج گئی
تھی۔

ابراج کے ایکسپوز ہونے پر اسکے دوست اور کزن ہنس ہنس
کے پاگل ہوتے اسے افسوس بھری نظروں سے دیکھنے لگے
جبکہ صفدر شاہ نے اپنے سپوت کو گھوریوں سے نوازا جس
نے بیوی کے سامنے کس قدر کنجوسی کا سامنا کیا تھا؟

یہ کیا بکو اس کر رہی ہو اجالا؟ میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔
تھوڑا تو تمیز کا مظاہرہ کر لو۔۔۔ نعمیہ صابری نے سر پیٹتے
ہوئے دلہن بنی اجالا کے سر پہ چپت لگاتے اسکو ڈیٹا۔ بدر

صابری نے مسکراہٹ ضبط کی، وہ جانتے تھے کہ ان کی بیٹی
کو اپنے باپ کی طرح پیسے کتنے پیارے ہیں۔

بیٹا ابراج ضرور مذاق کر رہا ہو گا ورنہ میرے بیٹے کا دل بہت
بڑا ہے۔ اگر اس نے تمہیں حق مہر کو لے کر تنگ کیا تو میں
اسکی جائیداد کا سارا حصہ اپنی بیٹی کے نام کر دوں گی۔ ڈونٹ
وری۔۔۔ آگینہ شاہ نے کھلکھلاتے ہوئے اجالا کو اپنے

ساتھ لگا کر اسے نرمی سے یقین دلایا۔ (دوسری طرف ابراج
کے کزن اسے چھیڑ رہے تھے جبکہ صفدر شاہ کا بس نہیں تھا
کہ دولہے بنے بیٹے کی عزت افزائی کرنا شروع کر دیں۔ ابراج

بظاہر لا پرواہی سے مسکرا رہا تھا مگر دل میں اس نے اجالا کی

اس حرکت پر اسے مزہ چکھانے کا عہد کر لیا تھا۔

پکانا؟۔۔۔ اجالا نے آبگینہ شاہ کا ہاتھ پکڑ کے (مصنوعی)

معصومیت سے دوبارہ کنفرم کیا۔

ہاں میری جان! پکا وعدہ۔۔۔ آبگینہ شاہ نے مسکرا کر اسکا

ماتھا چومتے ہوئے پیار سے جواب دیا۔

ہاہاہا پھر مجھے سات کروڑ حق مہر سمیت ابراج شاہ قبول

ہے!۔۔۔ وہ ہلکا سا کھلکھلا کر ایک ادا سے بولی تو دوسری

طرف پھولوں کے پردے کے چھپے موجود ابراج کا دل دھڑکا
جبکہ باقی سب زور سے ہنس دئیے۔

اجالا نے باقی دو دفعہ بھی بڑے احسان جتانے والے انداز
میں قبول ہے کہا تھا جس پہ ابراج فقط مسکرا کے رہ گیا۔ وہ
تو پہلے ہی اسکی تھی، یہ دوبارہ نکاح تو صرف ان کی ماؤں کی
فرمائش پر کیا گیا تھا تا کہ وہ مطمئن ہو جائیں جو یونیورسٹی والے
نکاح میں شرکت نہیں کر پائی تھیں۔

نکاح مکمل ہو گیا تو ابراج کے کزنز اور دوستوں نے اسے
شرارت سے بیوی کا دیدار کرنے کیلئے پھولوں کے پردے

کے طرف دھکیل دیا۔ وہ خود بھی اسے دیکھنے کے لئے بے
تاب تھا، اس لئے ادھم مچاتے دل پہ قابو پا کر لبوں پہ مدھم
سی مسکراہٹ سجا کر پھولوں کی لڑیوں کو بیچ سے ہٹا کر
دوسری سائیڈ پہ گیا تو سب نے تیز ہوٹنگ اور تالیاں بجانا
شروع کر دیں۔

ابراج کو خود سے چند قدموں کے فاصلے پہ دیکھ کر اجالا کا دل
حلق میں آیا۔ ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔ وہ نظریں جھکائے
ہوئے تھی۔

ابراج آگے بڑھ کر اجالا کی چٹیر کے نزدیک آیا، اسکی بھیگی
ہتھیلیاں اپنے مضبوط ہاتھ میں لے کر اسے کرسی سے کھڑا کر
کے بالکل اپنے مقابل کیا اور بڑی محبت سے اسکا جالی دار
گھونگھٹ پلٹ دیا۔

اجالا کا برائیدل میک اپ سے نکھرا بے حد خوبصورت چہرہ
دیکھ کر وہ سانس لینا بھول گیا۔ حال میں میوزک ابھی تک
جاری تھا، سب رشک بھری مسکراہٹ لبوں پہ سجائے ان
کی جوڑی ہمیشہ سلامت رہنے کی دعائیں کر رہے تھے تو بہت
سی نظریں حسد سے لبریز بھی تھیں۔

ڈارک میرون دلکش برائیدل ڈریس میں سر پہ اچھے سے دوپٹا
سیٹ کتے اپنے جاذبِ نظر نقوش کے ساتھ نظر لگ جانے
کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔ سب کے سامنے ابراج کو
یک ٹک اپنی طرف دیکھتا پا کے اجالا نظریں جھکائے بلش
کرنے لگی جبکہ دوبارہ تمام لوگوں کے ہونگ کرنے پر ابراج
شاہ نے ہوش میں آتے ہوئے اجالا کے گال پہ ہاتھ جما کر
اسکے ماتھے پہ پورے حق سے اپنے ہونٹ رکھے۔

اووہووووو!!!۔۔۔ سب اپنے فون کے کیمروں میں یہ
محبت بھرا منظر قید کرتے شوخی سے شور ڈال رہے تھے

جبکہ اس خوابناک لمحے پر اجالا کا دل پاگلوں کی طرح باہر نکلنے کو

بے تاب ہوا۔

انبلاک کر دو بے بی!!۔۔۔ ابراج نے چھوٹی سی اجالا کو اپنے چوڑے شانے کے ساتھ لگا کر اسکے کان میں التجائیہ سرگوشی کی تو اجالا نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کو ضبط کر کے چہرے پہ مصنوعی خفا تاثرات سجائے۔ وہ شاید پہلا شوہر تھا جو اپنی شادی والے روز بھی بیوی سے یہ التجاء کر رہا تھا کہ اسے انبلاک کر دے۔

اجالا بنا کوئی جواب دیئے خود میں سمٹتی ہوئی کچھ لمحوں بعد اس
سے الگ ہو گئی کیونکہ اسے سب کے سامنے شرم آرہی
تھی۔

اب تمام بڑے ان دونوں کے ساتھ ماحد اور عزیزہ کا بھی
صدقہ اتار رہے تھے۔

کچھ دیر میں کھانا کھل گیا، سب نے جم کر کھانا کھایا اور پھر
عزیزہ اور اجالا کو اسٹیج پر ان کے شوہروں کے ساتھ بٹھا دیا گیا
تھا۔ (ماحد اور ابراج نے ان کے ہاتھ تھام کر انہیں اپنے
باس بٹھا ہا تھا۔ اجالا کی ہائیٹ چھوٹی تھی، وہ بہت مشکل

سے اپنا لہنگا کیری کتے ہوئے تھی اسلئے ابراج نے بذاتِ
خود اسکا بھاری لہنگا سائیڈ سے پکڑ کے اسے آرام دہ انداز میں
بیٹھنے میں مدد کی تھی۔ کبھی کوئی کام خود سے نہ کرنے والے
ابراج شاہ کا یہ روپ بہت سے مہمانوں کے لئے نیا تھا۔

عنیزہ نے بہت اچھے سے اپنا لہنگا سنبھالا ہوا تھا، وہ

کانفیڈینٹ انداز میں ماحد کی بغل میں بیٹھی تھی۔

میں رات میں تمہیں اتنی کالز کر رہا تھا۔ تم نے مجھے بلاک کر

کے اچھا نہیں کیا۔ آج رات اپنی خیر منانا۔۔۔ ابراج نے

خفگی سے اجالا کے کان میں شکایتی سرگوشی کی تو وہ کاجل سے

لبریز آنکھوں میں ناراضی لئے اسے کن اکھیوں سے گھورنے
لگی۔

تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم مجھ سے مخاطب نہ ہو ابراج
صفر!!۔۔۔ وہ اپنے میرون لب اسٹک سے سچے بھرے
بھرے ہونٹ گول کر کے ایٹیٹوڈ سے جوابا گویا ہوئی۔ (وہ
اسکی رات والی چھیڑچھاڑ نہیں بھولی تھی۔) ابھی ابراج کچھ
بولتا جب بریقا، سماویہ اور نمیرہ کی اینٹری پھر اسٹیج پہ ہو گئی
تھی، ان کے ہاتھ میں دودھ پلائی والی رسم کے لئے ایک گول
ساٹرے تھا جس میں ایک خوبصورتی سے ڈیکوریٹڈ گلاس تھا

تو دوسرا ایک کیوٹ سا فیڈر پڑا ہوا تھا۔ دونوں میں دودھ تھا
اور اوپر ان کی قیمتیں لکھی ہوئی تھیں۔

لمبے گلاس پر ”20 Lacs“ جبکہ فیڈر پہ ”10 Lacs“ لکھا ہوا
تھا۔

لو جی پیسے لوٹنے کا ایک اور نیا بہانا۔ میری بہنوں میری بات
سنو۔ مجھے اور ماحد کو دودھ سے الرجی ہے اس لئے اپنا یہ سو
روپے والا دودھ واپس لے جاؤ۔ اس تکلف کی کوئی ضرورت
نہیں ہے۔۔۔ گلاس اور فیڈر پہ لکھی اتنی مہنگی قیمتیں دیکھ
کر ابراج شاہ نے دلتے ہوئے صاف الفاظ میں اس دودھ کو

ہاتھ لگانے سے انکار کر دیا۔ اسکا ان رسموں کے چکروں میں
مزید لوٹے جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ (ابھی بیوی کو حق مہر
بھی تو کتنا سارا دینا تھا۔)

بالکل! ابراج ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔ اور تم تینوں زرا اپنی
بیویوں کو سنبھالو۔ انہیں یاد کرواؤ کہ یہ ہماری سالیوں سے
پہلے بھا بھیاں ہیں۔۔۔ ماحد نے بھی ابراج کی بات کی تائید
کرتے ہوئے مقاصم، صارم اور باریق کو شرم دلائی جو بتیسی
نکالتے ہوئے بیویوں کو فل سپورٹ کر رہے تھے۔ (کیا خاک
لڑکے والوں کی طرف تھے وہ؟) عزیزہ کے ہونٹ مسکراہٹ

میں ڈھلے ہوئے تھی جبکہ دلہن بنی اجالا کو ایک ہی جگہ ٹک
کے بیٹھنے پہ بری طرح جھنجھلاہٹ ہو رہی تھی۔

لیکن میں تو اصل میں اکلوتی اور سگی سالی ہوں نا؟ اس لئے
شباباس گلاس والا دودھ پکڑ کے گھٹا گھٹ پی جائیں۔ آپ کی
دودھ پلائی میں نے تیار کی تھی، اس لئے سارے پیسے بھی میں
ہی ڈیزرو کرتی ہوں۔ باقیوں کو ابراج فیڈر والا پی کے پیسے
دے دے گا!۔۔۔ اجالا مزید خود پہ کنٹرول نہیں کر سکتی
تھی، اس لئے چہرہ ترچھا کر کے پٹر پٹر بول کر ماحد سمیت باقی
سب کو بھی اپنی طرف متوجہ کروایا۔ جہاں نعمیہ صابری

شرمندہ ہوتیں وہی یہ باقی سب کا قہقہہ گونج اٹھا البتہ ابراج کا
منہ بن گیا۔ (وہ فیڈرپی کے اپنا مذاق تو بالکل نہیں بنانے والا
تھا۔)

واہ کیا بات کر رہی ہو؟ مجھ سے بیس لاکھ بھی میڈیم نے
اکیلے ہڑپنے ہیں اور شوہر کے دس لاکھ بھی بچانے ہیں؟ قربان
جاؤں۔۔۔ ماحد نے منہ کے زاویے بگاڑ کر ڈرامائی انداز میں
اسکی بلاتیں لیں۔ (کیا وہ شوہر کو فیڈر والا دودھ اسلئے سوچنے
والی تھی تاکہ اسکی جیب سے صرف دس لاکھ نکلیں؟)

بھٹیو مجھے ممانے زیادہ بولنے سے منع کیا ہے کیونکہ میں دلہن
ہوں اس لئے میرا منہ کھلوائے بغیر شرافت سے دودھ پی کے
پیسے میری ہتھیلی پہ رکھ دیں!۔۔۔ اجالانے بہت ہی شان
بے نیازی سے بول کر ایک نظر مصنوعی معصومیت سے
اپنی ماں کو دیکھا جو اسے طیش سے گھور رہی تھیں۔ ابراج
کے ہونٹوں پہ کھلتی ہوئی مسکراہٹ تھی، وہ محبت سے اپنی
پٹاخہ بیوی کی ہر ادا دیکھ رہا تھا۔ اسے اس کا زیادہ بولنا بالکل
برا نہیں لگ رہا تھا بلکہ اسے تو اچھا لگ رہا تھا کہ اسکی بیوی ہر
حال میں انجوائے کرنا جانتی ہے۔

یہ اچھی بلیک میلنگ ہے؟ میرے پاس بیس روپے نہیں
ہیں، تم بیس لاکھ کی بات کر رہی ہو؟؟ میں صرف پانچ ہزار کا
ایک نوٹ اپنے کسی دوست یا کزن سے ادھار لے کر دے
سکتا ہوں۔۔۔ ماحد نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اسکو تنگ کرنا
جاری رکھا۔

بات کر رہے ہیں یا مذاق؟؟ پانچ ہزار سے زیادہ تو میں اپنے
حق مہر کے پیسوں سے اپنا صدقہ نکال دوں گی!۔۔۔۔۔ اجالا
ناک چڑھاتی ہوئی فل لڑنے کے موڈ میں آگئی۔ ابراج شاہ کا

دلفریب قہقہ بے ساختہ تھا۔ اجالا کے کیوٹ ایکسپریشنز وہ

بہت محویت سے اپنے دل میں اتار رہا تھا۔

ابراج اور ماحد کے خاندان کے تمام لوگ اجالا کی حرکتوں پہ
خوش ہوتے ہنس رہے تھے جبکہ کچھ مہمان خواتین اسے حسد
سے گھورتی آپس میں چغلیاں کرنے میں بھی مصروف تھیں۔

چل نا۔۔ میری بیوی نے یہی ایک رسم تو کی ہے۔ فٹافٹ

پیسے نکال۔۔۔ بالاخر ابراج نے ان کی بحث ختم کروانے

کے لئے ٹرے سے دودھ کا گلاس نکال کر ماحد کے ہاتھ میں

تھماتے ہوئے رعب سے اجالا کی سائیڈ لی تو اسکے بے
اختیار گال لال ہوئے۔ اجالا چونک کے ابراج کو دیکھنے لگی۔

اوہوہوہوہوہو!!۔۔۔ باقی سب نے ابراج کو چھیڑنے کے
لئے زوردار ہونٹنگ کرتے ہوئے قہقہے لگائے جس پہ وہ نچلا
ہونٹ دانتوں تلے دبا کر رہ گیا۔ (بدر صابری اور نعمیہ بیگم کی
آنکھیں اپنی بیٹیوں کو دیکھ کر بار بار بھیگ رہی تھیں لیکن ان
کے شوہروں کا اتنا پیار دیکھ کے وہ مطمئن بھی تھے۔ انہیں
یقین تھا کہ ان کے داماد ان کی بیٹیوں کو بہت خوش رکھیں
گے۔)

ابھی توں ہی کہہ رہا تھا کہ تجھے اور مجھے دودھ سے الرجی
ہے؟؟۔۔۔ ماحد نے آنکھیں گھماتے ہوئے خفگی سے ابراج
پہ طنز کیا جس پہ وہ ہلکا سا ہنس کر بیٹر ڈکھجا کے رہ گیا۔ (انہیں
دودھ سے الرجی نہیں تھی، وہ تو بس تنگ کرنے کا بہانہ
تھا۔)

خیر دودھ کے چند گھونٹ پی لینے کے بعد ماحد نے گلاس اپنے
دوستوں کی طرف بڑھا دیا اور پھر اجالا کو بہت سارا تنگ
کرنے کے بعد فائنلی دوپانچ ہزار کے نوٹوں کی گڈیاں تھمانے
کے ساتھ ایک دس لاکھ کا چیک کاٹ کے دے دیا۔

ہمارا بھی حصہ بنتا ہے اس میں! تم اکیلی ہو شیار نہ بنو!۔۔۔

اجالا کو اکیلے ہی ماحد کے دتے سارے پیسے اور چیک

سنبھالتے دیکھ کر سماویہ نے آنکھیں سکیڑ کے کہا۔

صبر رکھیں۔ میرا شوہر ابھی زندہ ہے آپ لوگوں کو پیسے دینے

کے لئے۔۔۔ اجالا نے بچوں کی طرح اپنا کلچ بند کر کے

اتراتے ہوئے اسے حوصلہ دیا اور ٹرے سے فیڈر اٹھا کر

ابراج کے ہاتھ میں تھما دیا جو اسکے منہ سے ”میرا شوہر“ سن

کر مسکرا رہا تھا۔ صفر شاہ اور آبگینہ شاہ اپنی بہو کی حرکتیں

دیکھ کر قہقہے لگا رہے تھی، کوئی تو آتی تھی ان کے بیٹے کو لگام
ڈالنے کے لئے۔۔

مانا کہ میری بیوی ابھی چھوٹی بچی ہے لیکن اسکا یہ مطلب تو
نہیں ہے کہ اسکے لئے اتنے سے فیڈر کا انتظام کیا جاتا۔ ایک
گلاس کا خرچہ اس کیلئے بھی کر لیتے تو کیا ہو جانا تھا؟۔۔

ابراج شاہ نے نہایت افسوس سے نفی میں سر ہلا کر کہتے
ہوئے بنا کسی دیری کے وہ کیوٹ سا فیڈر اجالا کے کھلے لبوں
میں دبا دیا تو وہ اپنی آنکھوں کو پھیلا گئی جبکہ باقی سب کا مشترکہ
قہقہہ فضا میں بلند ہوا تھا۔

ابراج!!۔۔۔ اجالا نے گلستے ہوئے منہ سے فیڈر کی بنی نکالنی

چاہی لیکن ابراج نے ہنستے ہوئے اپنے ہاتھ پہ زور بڑھا دیا۔

میری۔۔۔ لپ اسٹک۔۔۔ خراب ہوئی۔۔۔ نا تو۔۔۔ اپنی خیر

منانا۔۔۔ اجالا ناچاہ کے بھی اس فیڈر کے سوراخ سے نکلتے

دودھ کے تھوڑے قطرے اپنے حلق میں اتارتی ہوئی دانت

کچکچا کے ٹھہر ٹھہر کر دقت سے بولی۔ انداز وارن کرنے والا

تھا۔

اپنی بہن اور جیجو کی یہ ڈرامے بازیاں دیکھ کر دلہن بنی عنیزہ

بھی خود پر سے قابو کھو کر آہستگی سے ہنس دی جبکہ باقی سب

دوست تو زور سے ہنستے ہوئے یہ لمحات اپنے فون میں قید کر
رہے تھے۔

اجالا نے ارد گرد کو فراموش کر کے غصے اور خفگی سے اس کے
کندھے پہ مکے جڑے تھے جس کا ابراج پہ زرا بھر جو اثر اہو
گیا ہو خیر اجالا کی لب اسٹک نہ خراب ہو جائے اس لئے
ابراج نے ہنسی دبا کر خود پہ قابو پایا اور فیڈر کو اس کے لبوں سے
نکال کے واپس ٹرے میں رکھ کے جیب سے پیسے نکالنے
لگا۔ اس نے دس کی بجائے پندرہ لاکھ سماویہ، نمیرہ اور بریقا

کے حوالے کیا تاکہ تینوں لڑے بغیر پانچ پانچ لاکھ آپس میں
بانٹ لیں۔

مان بھی جاؤ۔۔۔ قسط 23

از قلم۔۔۔ علی شے خان

بہت ساری رسمیں اور مستیاں کرنے کے بعد بالاخر رخصتی
کا وقت آن پہنچا تھا۔ عزیزہ اور اجالا کا رو کر برا حال تھا۔
عزیزہ اپنی ماں کے گلے لگی ہوئی تھی جبکہ اجالا اپنے باپ
کے۔۔۔ ماحد اور ابراج کو اپنی بیویوں کے آنسوؤں پر تکلیف

ہو رہی تھی جبکہ رخصتی کا یہ منظر ہر دیکھنے والی عورت کی
آنکھوں کو نم کر رہا تھا۔

اجالا اپنی ساری شادی پہ جان بوجھ کر مستیاں کرتی رہی تھی
تاکہ ایموشنز اس پہ ہیوی نہ ہوں مگر اب اسکا ضبط ٹوٹ چکا
تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی بدر صابری کے سینے سے لگی
ان کی بھی آنکھیں بھیگا چکی تھی۔

آبگینہ شاہ اور ماحد کی امی نے آگے بڑھ کر اپنی دونوں بہوؤں
کو حوصلہ دیتے ہوئے ان کے کندھے تھپتھپائے۔ وہ ان کے

جذبات سمجھ سکتی تھیں، آخر خود بھی تو زندگی کے اس موڑ
سے گزر آتی تھیں وہ۔۔

اب۔۔ کیوں۔۔ رو رہی۔۔ ہیں۔۔ آپ کو۔۔ تو شکر۔۔
کرنا تھا۔۔ نا میرے۔۔ جانے پر؟؟۔۔ باپ کے بعد اجالا
اپنی روتی ہوئی ماں کے گلے لگتی شکوے سے ناک چڑھا کر
بولی تو نعمیہ صابری کے آنسوؤں میں اضافہ ہوا۔

تم تو میری چھوٹی سی گڑیا ہو۔ اپنا خیال رکھنا۔ مجھے پتہ ہے
جتنی تم تیز بنتی ہو، اتنی ہی بھولی ہو۔۔۔ نعمیہ صابری نے

بے حد ایموشنل انداز میں اسکا ماتھا چومتے بھیگی آوازیں کہا
اور مزید زور سے بیٹی کو خود میں بھینچ لیا۔

ماما مجھے۔۔ ابھی۔۔ رخصت نہیں۔۔ ہونا۔۔ میں۔۔ نے
تو۔۔ صرف۔۔ برائیدل لہنگا۔۔ پہننے کے۔۔ لئے۔۔
شادی۔۔ کی تھی!۔۔۔ اجالا کا سوں سوں کرتے ہوئے اتنا
کہنا تھا کہ اس دکھی منظر کو افسوس سے دیکھنے والا ہر وجود
اجالا کا یہ جملہ سن کر بے ساختہ ہنس دیا جبکہ ابراج نے دانت

پیس کر اپنی پیشانی چھوئی۔ کبھی جو اسکی بیوی کوئی ڈھنگ کی
بات ایک منٹ سے زیادہ کر لے۔۔

لگتا ہے، تم نے جاتے ہوئے بھی مجھ سے جوتے کھانے کا
ارادہ کیا ہوا ہے؟؟۔۔۔ نعمیہ صابری نے آنسو فوراً روک
کر مصنوعی خفگی سے اس کے سر پہ چپت لگائی تو اجالا نے
منہ پھولا لیا۔

میری ہی مت ماری گئی تھی جو تمہیں بول رہی تھی ”اپنا
خیال رکھنا“۔۔ اصل میں تو مجھے ابراج بیٹے کو اپنا خیال رکھنے
کی تلقین دینی چاہیے جس کے پلے تم جیسی چڑیل باندھ دی

گتی ہے!۔۔۔ نعمیہ صابری مزید بیٹیوں کو رولانا نہیں چاہتی

تھیں ورنہ ان کا میک اپ خراب ہو جاتا، اس لئے اپنے
الفاظ واپس لینے کا ڈرامہ کرتیں وہ ابراج کے پاس بڑھ کے
اس کے ہاتھ تھامتی اسکی حمایت کرنے لگیں۔ ابراج کا جی
چاہا کہ قہقہہ لگا اٹھے، مگر اجالا کو جالی دار گھونگھٹ کے چھپے
رونی صورت بنائے دیکھ کر وہ ضبط کر گیا۔

بس آپ میری حفاظت کی دعائیں مانگتی رہیں گی تو امید ہے

میں خیریت سے رہوں آنٹی ورنہ تو کوئی آثار نظر نہیں آ

رہے!۔۔۔ ابراج نے مسکراہٹ دبا کر نعمیہ صابری کو

تسلی آمیز انداز میں اپنے ساتھ لگاتے ہوئے شرارت سے
کہا۔

مجھے نہیں کروانی رخصتی اس بد تمیز کے ساتھ!۔۔۔ اجالانے
روہان سے انداز میں پیر پٹکے۔ وہ جو انتظار کر رہی تھی کہ ابراج
اسکی ماں کے منہ ”چڑیل“ والا جملہ سن کر ان کی نفی کرتے
ہوئے نئی نویلی دلہن کی سائیڈ لے گا، توقع کے برخلاف اس کا
جواب سن کر وہ بھناہی تو اٹھی تھی۔

کیوں تنگ کر رہے ہو میری بہو کو!!۔۔۔ ابکینہ شاہ نے بیٹے
کو آنکھیں دیکھا کر اس کے کندھے پہ تھپڑ جڑا اور پیار سے اجالا

کو اپنے ساتھ لگا کر اسکا ماتھا چومنے لگیں۔ ابراج نے مسکرا

کے ایک پیار بھری نگاہ اپنی بیوی پر ڈالی۔

یہ ہمیشہ ایسے ہی کرتا ہے۔۔ اسکی فطرت نہیں بدل سکتی

آنٹی اور ماما کو دیکھیں کیسے اس بد تمیز کے ہاتھ چوم رہی

ہیں۔۔۔ اجالا اپنی ساس کے سینے سے لگی روتے ہوئے

شکوے کرنے لگی۔ (کیا یہ غم تھوڑا تھا کہ اسکی ماں اسے

رخصتی پہ ٹھیک سے پیار کرنے کی بجائے ابراج کی سگی بن

رہی تھی؟) صفر شاہ نے بھی اب ایک رعب دار نگاہ بیٹے

پہ ڈال کر اسے تنبیہ کی کہ وہ بہو کو تنگ نہ کرے۔۔

ان کو چھوڑ بیٹا! میں ہوں نا اپنی پیاری بچی کے ساتھ۔۔۔

آبکینہ شاہ اسے بچوں کی طرح پچکارنے لگیں۔ نعمیہ صابری

اپنی آنکھوں کی نمی چھپائے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ سجا کر

اب دھیمی آوازیں ماحد اور ابراج کو ہمیشہ اپنی پھول سی

بیٹیوں کا خیال رکھنے کی التجاء کر رہی تھیں جس پہ ان دونوں

نے انہیں سنجیدگی سے مطمئن کیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ان

کے لئے آسان نہیں ہے دو بیٹیوں کو ایک ساتھ رخصت

کرنا۔۔

اگر تم نے میری بیٹی کو بے فضول تنگ کیا تو تم چاہے جتنا
مرضی اچھا GPA لے کر دیکھا دینا، میں تمہیں ڈگری نہیں دوں
گا!۔۔۔ بدر صابری نے اپنی چھوٹی بیٹی کا پھولا چہرہ دیکھ کر
ابراج کو مصنوعی غصے سے وارن کر کے گلے سے لگایا تو اجالا
سمیت سب خوشی سے ہنس دیے۔

ارے چشم بدور! بہت دیر بعد مجھے پرانے پرنسپل صاحب
نظر آئے ہیں ورنہ میں تو پریشان ہی ہو گیا تھا اپنے لئے آپ کا
اچانک بڑھتا ہوا پیار دیکھ کر!۔۔۔ آج کافی وقتوں بعد ان
کے یوں دھمکانے پر ابراج شاہ نے قہقہہ لگا کر ان کی بلاتیں

لیں تو بدر صابری اسے مصنوعی خفگی سے گھورتے ہوئے
اب ماحد سے ملنے لگے جبکہ باقی سب ہلکا سا ہنس دیتے۔
یونہی روتے ہوئے ہنستے ہوئے رخصتی بھی ہو گئی تھی، ماحد
اور ابراج اپنی اپنی گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے جبکہ بیویوں ان
کی بغلوں میں پیسنجر سیٹ پر بیٹھی تھیں، باقی سب مہمان
وغیرہ بھی اپنی گاڑیاں ہوٹل سے نکال چکے تھے۔
رات کے اس وقت کراچی جانا مشکل تھا کیونکہ کل انہیں
یہی ولیمہ اٹینڈ کرنا تھا۔ ابراج کی گاڑی کا رخ اپارٹمنٹ کی
بجائے ایک خوبصورت سے ولا کی طرف تھی جو اس کی ذاتی

ملکیت تھی۔۔ (مگر یونورسٹی سے یہ ولادور پڑتا تھا اس لئے
وہ اور ماحد اپارٹمنٹ میں رہا کرتے تھے جبکہ صفدر شاہ اکثر
اس ولا میں قیام کرتے تھے جب بھی وہ اسلام آباد کسی
ضروری کام سے آیا کرتے تھے۔)

یار اجالا رونا تو بند کرو!۔۔۔ اسے ہنوز ٹسوے بہاتے دیکھ
کر ڈرائیونگ کرتے ہوئے ابراج شاہ نے بایاں ہاتھ بڑھا کر
نرمی سے اجالا کا ہاتھ تھام کے اسے تسلی دینا چاہی لیکن وہ
خفگی سے جھٹک گئی۔

تم تو مت ہی بات کرو مجھ سے!۔۔۔ اجالا تمللا کے بولتی
آواز کے بھیکے پن پہ قابو پا کر ونڈو کی طرف نظریں موڑ گئی۔
شکر کرو کہ میں بات کر رہا ہوں ورنہ کل رات تم نے مجھے اپنی
مہندی کی لک نہ دیکھا کر جتنا تنگ کیا تھا نا، اصولاً تو مجھے خفا
ہونا چاہئے اور اپنی مہندی کے رنگ کو لے کر کتنا جھوٹ
بھی تو بولا تھا تم نے؟ شرم تو نہ آئی تمہیں شوہر کو پریشان
کرتے ہوئے۔۔۔ ابراج بھی ناک سکوڑ کے شکوے پر
شکوہ کرنے لگا، ساتھ ہی اسکا گہرے رنگ کی مہندی سے سجا
ہاتھ بھی زبردستی تھام لیا۔

اور جو تم مجھے تنگ کر رہے تھے؟ وہ نہیں یاد؟۔۔۔ اجالا مانو
بھڑک ہی اٹھی اور غصے سے اپنا جالی دار گھونگھٹ پلٹا دیا۔
ابراج جس کا آدھا دھیان ونڈ سکرین تو آدھا اجالا پر تھا، بغیر
گھونگھٹ کے اس کا چہرہ ایک دفعہ پھر دیکھ کر اسکی آنکھوں
میں خمار کی سرخی بھر گئی۔ وہ بے حد حسین لگ رہی تھی،
ہوٹل میں بھی اسکا یہ دلکش مکھرہ دیکھ کر وہ نجانے کیسے خود
پر کنٹرول کرتا رہا تھا اور اب تو وہ چہرے پھولائے اور بھی
کیوٹ لگ رہی تھی۔

کیوں ایکسیڈینٹ کروانے کا ارادہ ہے؟۔۔۔ ابراج نے
اسکا شکوہ کناں جواب تو سنا ہی نہیں تھا، وہ نہایت بھاری
ہوتی آوازیں وارفنگی سے بولتا اجالا کو ایک دم اپنی جانب
کھینچ گیا۔ وہ زور سے اس کے چٹانی سینے سے آٹکرائی۔
دھیان۔۔۔ سے۔۔۔ ڈرائیو کرونا۔۔۔ اجالا کی آواز خود بخود
لڑکھڑا گئی تھی ابراج کے جسم سے اٹھتی تپش محسوس کر
کے۔۔۔

اب کیسے فوکس کروں ڈرائیونگ پہ؟ تمہیں ابھی گھونگھٹ نہیں
اتارنا چاہتے تھا۔ راستے میں گاڑی روک کر تمہیں پیار بھی

نہیں کر سکتا کیونکہ میرے کزنوں کی گاڑیاں چھپے قطار میں چل

رہی ہیں۔ سالے پہلے ہی تنگ کرنے کا موقع نہیں چھوڑ

رہے!۔۔۔ ابراج شاہ نے گھمبیر آواز میں کہتے ہوئے

ٹھنڈی آہ بھری اور اجالا کے ماتھے پر ہونٹ ثبت کر

دیئے۔

کم۔۔۔ اون! ایسے ریکٹ۔۔۔ نہیں کرو جیسے۔۔۔ تم نے مجھے

ہوٹل میں گھونگھٹ کے بغیر۔۔۔ نہیں دیکھا تھا!۔۔۔ اجالا

نے اپنی شرمیلی مسکراہٹ پہ قابو پا کر بے نیازی سے کہا مگر

اسکے سینے سے دور نہ ہٹ پائی کیونکہ ابراج کا حصار مضبوط

تھا۔

غور سے تو نہیں دیکھا تھا نا؟ مجھے ڈر تھا کہیں میرے ہونٹ
سب کے سامنے کوئی ایسی گستاخی نہ کر ڈالے جس کی وجہ سے

سارے مہمان بیچارے شرم سے منہ چھپاتے پھریں!۔۔۔

ابراج بوجھل لہجے میں اس کے کان میں سرگوشی کرتا اپنے

ہونٹوں میں لوں دبائے لگا۔ اجالا کی ریڑھ کی ہڈی میں

مسلسل سنسناہٹ ہو رہی تھی۔ وہ دونوں با آسانی ایک

دوسرے کی دھڑکنوں کی آواز سن سکتے تھے۔

تم نے۔۔ سب کے سامنے میرے منہ میں فیڈر ڈالا! کتنے بد
تمیز ہو تم!۔۔۔ اجالا نے منہ کے زاویے بگاڑ کر اپنی زبان
کی لڑکھڑاہٹ پہ قابو پا کے اسکی بے باک بات کا رخ بدل
دیا۔

شکر کرو میں نے سب کے سامنے تمہارے منہ میں اپنا منہ
نہیں ڈال دیا، ورنہ جتنی تم مجھ پہ بجلیاں گرا رہی تھی نا، کوئی
بعید نہیں میں تمہاری یہ رقیب بنی لپ اسٹک ہٹانے کے
لئے ایسا کر بھی گزرتا۔۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے
اس کی میرون لپ اسٹک نرمی سے سہلاتا لو دیتے لہجے میں

بولا۔ ابراج ابھی ان یاقوتی ہونٹوں پہ جھک جاتا اگر یہ روڈ
خطرناک نہ ہوتا۔۔ اس لئے وہ ساتھ ساتھ ڈرائیونگ پہ بھی
فوکس رکھے ہوئے تھا۔

ابراج!!۔۔۔ وہ اس کے جواب کی تاب نہ لاتی اپنے ہونٹوں
سے اسکا ہاتھ ہٹا کر جھینٹے انداز میں اسے پکار اٹھی۔
گڈ! اسی طرح مجھ سے اپنا چہرہ چھپا کے رکھو ورنہ میں بے
قراری میں تمہارے ہونٹ کاٹ کاٹ کے ان کے حشر بگاڑ
دوں گا۔۔۔ اجالا کا چہرہ اپنے سینے میں چھپا دیکھ کر ابراج

شاہ نے بوجھل سرگوشی کرتے گاڑی کی رفتار بڑھا دی تاکہ جلد
از جلد ولا پہنچ کر اسکی سانسیں چرا سکے۔

اجالا کے پیٹ میں گدگدی سی ہوئی، اس نے جواب نہ دینے
میں ہی اپنی بھلائی سمجھی۔

اداس نہیں ہو! اوکے؟ کل پھر تمہیں اپنے ماما پاپا کی طرف
ہی تو جانا ہے نا؟ اور ویسے بھی کراچی ایک سے دو ہفتے گزار
کر ہم واپس اسلام آباد آجائیں گے کیونکہ یونی بھی تو جانا ہے۔
پھر اسی طرح ہم پرنسپل صاحب کے گھر کا چکر لگاتے رہا
کریں گے، جب بھی تمہارا دل کرے گا۔ ٹھیک ہے؟۔۔۔

اجالا کو چند لمحوں تک یونہی خاموشی سے اپنی شہروانی کے
بٹنوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے دیکھ کر ابراج شاہ نے بے
حدیبار سے سمجھایا۔

ہمم۔۔۔ اجالا کی آنکھیں پھر سے نم ہونے لگیں، اس نے
محض ہاں میں سر ہلا کر ہنکارا بھرا۔

ابراج اب بقیا راستہ خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا تسلی دینے
کے انداز میں اجالا کی نازک کمر سہلا رہا تھا اور وہ یونہی ناک
کے راستے اس کے بدن سے اٹھتی خوشبو خود میں اتارنے
لگی۔



شاہ والا کے پورچ میں پہنچ کر ابراج شاہ نے اجالا کو پیسنجر
سیٹ سے نکال کر اپنی بانہوں میں اٹھالیا تھا کیونکہ اس
بھاری لہنگے کا مزید بوجھ برداشت کر کے وہ ایک قدم بھی خود
چلنے کی حالت میں نہیں تھی۔ ابراج کے گھر والے راستے
میں تھے۔ حال میں کافی رسمیں آکر یڈی ہو چکی تھیں، ابراج
اپنی بہن کو نینگ بھی دے چکا تھا اس لئے مزید کوئی رسم
کرنے کے وہ موڈ میں نہیں تھا۔

ولا کا ہر ایک کونہ کونہ بہت خوبصورتی سے سجا ہوا تھا، اجالا

نے ستائشی نگاہوں سے ہر طرف نگاہ دوڑائی۔

نیچے اتارو۔۔ انکل اور آنٹی کی گاڑی ہمارے چھبھی تھی۔

وہ آنے والے ہوں گے۔۔۔ اجالا نے ابراج کی بانہوں میں

مچلتے ہوئے اسے شرم سے ہوش دلائی، البتہ دل میں وہ شکر کا

کلمہ پڑھ رہی تھی کہ اب ان لمبی ہیلز کے ساتھ مزید نہیں چلنا

پڑے گا۔

ہا ہا ہا۔۔ آ لینے دو ان کو بھی۔۔ وہ تمہیں میری بانہوں میں

دیکھ کر خوش ہی ہوں گے کیونکہ بقول ان کے میں بہت ہڈ

حرام ہوں، انہیں بھی تو دیکھنا چاہئے ناکہ میں نے کتنی محنت
سے اپنے نازک بازوؤں میں ان کی اتنی وزنی بہو کو اٹھایا ہوا
ہے۔۔۔ ابراج نے پیر کی ٹھوکر سے گاڑی کا دروازہ بند کرتی
ہوئے دھیسٹائی سے کہا۔ اجالا ابھی اپنے لئے وزنی بہو والے
الفاظ سن کر بھڑکتی ہوئی اسے منہ توڑ جواب دیتی جب صفدر
شاہ کی گاڑی شاہ والا کے پورچ میں داخل ہوئی۔ چپھے ہی ابراج
کے بھائیوں کی گاڑیاں بھی قطار میں تھیں۔

ابراج۔۔ اتارو۔۔ سب آگئے ہیں۔۔۔ اجالا سرخ ہوتے
گالوں سے منمناتی ہوئی اب حقیقتاً اس کے مضبوط بازوؤں
سے نکلنے کی پوری تگ و دو میں لگ گئی تھی۔

اس منظر کو دیکھ کر صفر شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ نے
احاطہ کیا، یہ ان کا وہی بیٹا تھا جو شادی اور رومانس سے دور
بھاگتا تھا۔

بہت اچھا کیا اسے اٹھا کر، شکر ہے تم نے بھی کوئی ڈھنگ کا
کام کیا ہے۔۔ اب ایسا کرو اسے اوپر کمرے میں لے جاؤ،
میری بچی بہت تھک گئی ہے۔۔۔ آگینہ شاہ نے گاڑی سے

نکل کر ہونٹوں پہ نرم سی مسکراہٹ سجا کے ان دونوں کے
جوڑے کو دیکھ کر ماشاء اللہ کہا اور ابراج کو مزید ہدایت
دینے لگیں۔ اجالا نظریں جھکا گئی۔ اسے بے حد شرم آرہی
تھی سب کے سامنے یوں ابراج کی بانہوں میں قید ہو کر۔۔
میں بھی تو تھک گیا ہوں! مجھے کون اٹھائے گا؟۔۔۔ ابراج
نے آنکھیں سکیڑ کر انہیں اپنی طبیعت سے بھی آگاہ کیا۔
اسے اپنی فیملی کو لاڈ دیکھانے کی عادت تھی۔ اجالا نے منہ
پھولا کے اسے گھورا، بول تو ایسے رہا تھا جیسے اس نے بیوی
سے بھی بھاری لہنگا اتنے گھنٹے زیب تن کر رکھا ہو۔

بہت جلدی نہیں تھک گئے تم؟ ابھی تو پوری رات بہت
محنت کرنی ہے میری جان! تھکنا نہیں ہے، مجھے ایک مہینے
کے اندر اندر تایا بنا کے خاندان کا نام روشن کرنا ہے۔۔۔
ابراج کا بڑا بھائی آگے بڑھ کر شرارت سے اس کے کان میں
بہت ہی کم آواز میں سرگوشی کرتا اسے آنکھ ونک کر گیا۔
ابراج کا چہرہ سرخ ہوا، البتہ اجالا اس مدھم سرگوشی کو نہیں
سن پائی تھی۔

لالا!!۔۔۔ ابراج نے دانت پیس کر اسے پکارا۔ ابھی کہاں
ارادہ تھا ان کا بچے کرنے کا۔۔۔ اگر بچے آجاتے تو پڑھائی

کیسے مکمل ہوتی۔۔ (لیکن وہ اب اپنی اور اجالا کی سوچ ان تک پہنچانے سے تو رہا۔)

ہاہاہا۔۔ بیسٹ آف لک لالا کی جان!۔۔۔ ابراج کے بڑے
بھائی نے ہلکا سا ہنس کر آنکھ ونک کرتے ہوئے اسے معنی
خیزی سے کہا تو باقی بھائی بھی اسکی بات کا گہرا مطلب سمجھ
کر مسکراہٹ دبانے لگے جبکہ ابراج نے نچلا لب دانتوں
تِلے دبا لیا۔

پھر یونہی ایک دوسرے کو چھیڑتے ہوئے وہ سب اندر
 بڑھے، آبگینہ شاہ کے کہنے پر ابراج اپنی بیوی کو روم میں لے

کر چلا گیا تھا، باقی سب بھی سفر اور ایونٹ کی وجہ سے بہت زیادہ تھکاوٹ کا شکار ہوتے آرام کرنے کی غرض سے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

یہ تمہارا وزن آج اتنا زیادہ کیوں لگ رہا ہے؟ لگتا ہے شادی کا کھانا کچھ زیادہ ہی ٹھونسٹی رہی ہو تم۔۔۔ ابراج نے کمرے میں آکر دروازہ کہنی سے بند کرتے ہوئے مشکوک انداز میں اجالا کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

لہنگے کا وزن ہے بیوقوف اور میں دوپہر سے بھوکی ہوں! ناشتہ بھی اتنا کم کیا تھا۔ ہال میں کچھ کھانے کا وقت ہی نہیں ملا۔

مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے، کھانا منگواؤ۔۔۔ اجالا اسے

گھور کے ڈپٹی ہوئی ایکدم روہانسی ہوئی کیونکہ پیٹ میں

دوڑتے چوہوں نے بھوک کا احساس جوں دلانا شروع کر دیا

تھا۔ (کھانے کو لے کر شرم کرنا اس نے سیکھا ہی کب تھا؟)

باہ میرے اللہ! تو ایسی کیا آفت آگئی تھی جو تم صبح سے

بھوکی گھوم رہی ہو؟ میں نے ہال کے برائیدل روم میں

تمہارے اور عزیزہ کے لئے کھانا بھی بھجوا دیا تھا، وہاں کیوں

نہیں کھایا؟۔۔۔ ابراج پریشان ہوا اور اسے یونہی اٹھائے

پھولوں کے گلدستے سے سچے اس خوبصورت کمرے کے

صوفے پر بٹھا دیا۔

تب میں اگر کچھ کھا لیتی تو میک اپ خراب ہو جاتا اس لئے

نہیں کھایا۔۔۔ اجالانے ناک سکوڑ کر لاڈ سے جواب دیتے

ہوئے ایک ستائشی نگاہ کمرے کی سجاوٹ پہ ڈالی جو اسکی

سوچ سے بھر کر تھی۔

Awwww

میری جان!! میں ابھی کھانا منگواتا ہوں۔۔۔ ابراج نے
اسکا گال چوم کر محبت سے کہتے ہوئے اپنے فون پہ ملازم کا
نمبر ملایا اور اسے کھانا گرم کرنے کی ہدایت دینے لگا۔
کتنی بھاری جیولری پہنی ہوئی ہے۔ لاؤ میں اتار
دوں؟؟۔۔۔ کال بند کرنے کے بعد ابراج نے جیسے ہی اجالا
کو دیکھا تو وہ اپنی چوڑیوں سے کھیلتی ہوئی نظر آئی، ابراج کو
ایکدم اسکا سیلون میں کیا گیا ڈانس یاد آیا جس دوران وہ اپنی
ان کلائیوں کو بڑے مزے سے چھنکا رہی تھی۔

اب تم نے بھیجی تھی تو پہننی ہی تھی، ابھی کہ تم جیسا بد تمیز

انسان میری فرمانبرداری ڈیزرو نہیں کرتا!۔۔۔ اجالانے

آنکھیں گھما کر خفگی سے جتایا تو ابراج کو ٹوٹ کر اس پیپار

آیا۔

ہا ہا ہا۔۔ ابھی تو میں نے تم سے تمہاری بد تمیزیوں کے بھی

بدلے لینے ہیں میری جانم، جسٹ ویٹ اینڈ واچ!!۔۔۔ وہ

اس کے کان میں سحر انگیز سرگوشی کرتا اپنی گرم سانسیں اس

کی گردن پہ بکھیرنے لگا۔

میں نے کب کی بد تمیزی؟۔۔۔ اجالا اسکی بھاری ہوتی آواز
سن کر اپنی ادھم مچاتی دھڑکنوں پہ قابو پا کے تیوری چڑھا کے
جواباً انجان بنی۔

ابھی کل رات ہی؟ مجھ سے اپنی مہندی کا اتنا پیارا رنگ چھپا
کر تم نے جھوٹ بھول کے مجھے پریشان کیا۔ اپنی ایک پکچر
تک نہیں بھیجی۔ تمہیں کیا لگتا ہے، میں اپنا کل رات کیا گیا
سارا انتظار بھول چکا ہوں؟۔۔۔ ابراج نے اس کے
ہاتھوں کو بہت نرمی سے اپنے ہاتھوں میں لے کر خفگی سے

شکوہ کیا اور جھک کر اسکی مہندی پہ اپنے تپش زدہ ہونٹ
ثبت کر کے اپنا چہرہ اجالا کے ہاتھوں پہ رگڑنے لگا۔
بابا بابا۔۔۔ ابراج کی بیڑی کی چھبن محسوس کر کے وہ کھلکھلاتی۔
ہاتھوں پر گدگدی سی ہونے لگی۔

ابھی جتنے مزے سے ہنسی آرہی ہے نا، ایسے ہی مزے سے
چینچیں بھی نکلواؤں گا۔۔۔ ابراج نے چہرہ اس کے ہاتھ سے
اٹھایا، اجالا کے بالکل قریب اپنا چہرہ لا کر وہ اپنے بازوؤں کو
اسکی گردن کے گرد باندھ کر بے حد بھاری لہجے میں زومعنی
سے کہتا اسے آنکھ ونک کر گیا۔

ابراج!!۔۔۔ اجالا نے شرما کر اپنی چوڑیوں سے بھری کلائی

اس کے سینے پہ ماری۔

ہمم!!۔۔۔ ابراج نے اپنا ناک اسکے گالوں پہ رگڑتے مخمور

انداز میں ہنکارا بھرا۔

بھوک۔۔۔ لگی ہے!!۔۔۔ اجالا نے اسکا دھیان رومانس

سے ہٹانا چاہا، یہ جانتے بوجھتے کہ وہ کال پہ کسی کو کھانا لانے کا

آرڈر دے چکا ہے۔

ملازم لے کر آ رہا ہے۔۔۔ چلو تب تک جیولری

اتار دوں۔۔۔ ابراج نے فی الحال اپنے بھڑکتے جذبات پہ

قابو پا کر اسکے کان سے اپنے ہونٹ مس کرتے نرمی سے کہا
اور اجالا کی جیولری اتارنے کے لئے اسکی گردن میں پہنے
چوکر پہ ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اس نے فوراً نفی میں سر ہلا کے اسکا
ہاتھ تھام لیا۔

ابھی۔۔۔ مجھے پکچرز۔۔۔ لینی ہیں میموری بنانے کے
لئے!۔۔۔ اسکی سوالیہ نگاہوں کا مطلب سمجھ کے وہ دھیمے
انداز میں بولی۔

ناٹ آبیڈ آئیڈیا!۔۔۔ ابراج اسے ایک جست میں اپنی
بانہوں میں اٹھا کر آئینے کی طرف لے گیا جو کینڈلز اور گلاب
کے پھولوں سے سجا ہوا تھا۔

تم پکچرز لو، میں تب تک تمہاری تیاری کو سراہتا ہوں!۔۔۔
ابراج نے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کرتے ہوئے
مدہوش کن آواز میں کہتے جیب سے اپنا فون نکال کر اجالا کی
طرف بڑھا دیا۔

اجالانے اپنی شرمیلی مسکراہٹ کو زیر لب دبا کر اسکا فون
تھاما اور کیمرا آن کر کے اینگل سیٹ کرنے لگی۔ ابراج اس

دوران اسکی پشت کو اپنے سینے میں چھپائے اس کے پیٹ پہ
دونوں ہاتھ باندھ کر اپنی ٹھوڑی اسکے کندھے پہ ٹکائے بکت
محبت بھری نگاہوں سے اجالا کا آئینے میں بنتا عکس دیکھ رہا
تھا۔

ایسے مجھے۔۔ دیکھتے رہو گے۔۔ تو میں کیسے لوں گی
پکچرز؟!۔۔۔ ابراج کی تپش زدہ نگاہوں کو مسلسل خود پہ
محسوس کر کے اجالا کا ہاتھ ایک لمحے کو لرزا اور وہ منہ پھولا
کے کنفیوز انداز میں بولی۔

ہاہاہا۔۔ او کے اب نہیں دیکھتا۔۔۔ ابراج نے ہلکا سا ہنس کر اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے گھمبیر سرگوشی کی۔

اب کی بار اس کی گرم سانسوں کی تپش نے اجالا کی حالت غیر کر دی تھی۔

ابراج نہیں کرو!!۔۔۔ اسکے بے باک ہاتھوں کو اپنے بلاؤز
کے اوپر سے ہی پیٹ پہ محسوس کر کے وہ کلس گئی تھی۔
ایک تصویر جو انسان نے سکون سے لینے دی ہو۔

کیا تکلیف ہے اب!۔۔۔ ابراج نے بدمزہ ہو کر اسکا پیٹ
اپنی مضبوط ہتھیلی میں دبوچتے ہوئے سرخ ہوتی آنکھوں سے
چہرہ اٹھا کر اسکو گھورا۔

سس۔۔۔ اجالا کی سسکاری بے ساختہ تھی۔ دونوں کا وجود
گرم ہونے لگا۔

تمہاری انہی حرکتوں کی وجہ سے کیمرہ ہل جاتا ہے اور پھر
میری پکچر خراب ہو جاتی ہے!۔۔۔ وہ منہ بسور کے اسے
ڈپٹنے کے انداز میں بولی۔

اچھا اب نہیں کرتا۔۔ دفعہ ہو!۔۔۔ ابراج صاف برا مناتا
اس سے دور ہو گیا۔ کتنا دل چاہ رہا تھا اسکا اسے بانہوں میں
بھینچنے کو اور یہاں میڈیم کے مزاج ہی نہیں مل رہے تھے۔
اب ایسا بھی نہیں کہا میں نے!۔۔۔ اجالانے اسے خفگی
سے گھوراجو اب ناک چڑھاتا اپنی شیروانی کے بٹن کھولنا
شروع ہو گیا تھا۔

کیا تکلیف ہے؟ اب تو میں فریم میں بھی نہیں آ رہا، آسانی سے
تمہاری پکچرز تمہاری مرضی کے مطابق بن سکتی ہیں۔ ”سو کو لڈ
میموریز“ وہ بھی اکیلے اکیلے۔۔ ہونہ۔۔۔ ابراج بچوں سے

انداز میں خفا ہو کر پیر پٹکتا ہوا اسکے اور اپنے درمیان فاصلے کی
طرف اشارہ کرنے لگا جو اس نے خود بنایا تھا تاکہ اجالا میڈیم
کی تصاویر میں کوئی خلل نہ پڑے۔

اچھانا یہاں آؤ۔ میں یہ نہیں بول رہی تھی کہ بالکل ہی دور ہو
جاؤ۔ پہلی رات کی دلہن ہوں، تھوڑا شرماء کے دیکھا رہی تھی
لیکن تم صدا کے کم عقل ہی رہنا!۔۔۔ اجالا نے اپنی ہنسی
دبا کر اسے بازو سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچتے ہوئے توجیہ
پیش کی۔ اسکے دوسرے حملے کو سن کر ابراج کے ہونٹوں

نے مسکرایا چاہا مگر وہ ضبط کرتا مصنوعی ناراضی سے اسے
گھورتا رہا۔

تو تم تمیز سے بھی شرما سکتی تھی۔۔ میں نے تو ساری رات
نجانے تمہارے ساتھ کیا کچھ کرنے کا سوچا ہوا ہے تم نے
ابھی سے ہی ”ابراج نہ کرو“ (یہ اجالا کے الفاظ اسکی نقل اتار
کے کہے) بول کر میرا موڈ برباد کرنا شروع کر دیا ہے۔۔۔
ابراج نے خفگی اور زومعنی کے ملے جلے امتزاج میں اسکو
اپنے خطرناک ارادوں سے آگاہ کرتے بازوؤں کا حصار دوبارہ
سے اجالا کے گرد باندھ لیا۔

زیادہ زبان نہ چلاؤ! چپ کر کے کیمرے کی طرف دیکھو ورنہ

تمہارا منہ پکچر میں جیسا بھی ٹیڑھا میڑھا آیا، مجھے فرق نہیں

پڑے گا، نہ ہی میں وہ پکچر ڈیلیٹ کروں گی!۔۔۔ ابالانے

اسکی گہری کا مطلب سمجھ کر بھی جان کے انجانے بنتے

ہوئے دانت کچکچا کر اسے وارن کیا۔

ابھی زبان چلائی شروع ہی کب کی ہے میں نے؟؟۔۔۔

ابراج شاہ نے اسے سختی سے اپنے حصار میں قید کرتے

مدہوش کن لہجے میں جواب دیا اور اپنے منہ سے نوکدار زبان

نکال کر اجالا کے لبوں کے بالکل کنارے پہ گد گدانا شروع کی
تو وہ مچل کے رہ گئی اسکی جسارت پہ۔۔

ابراج نے اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھ کر محضوظ ہوتے
ہوئے اسکے ہاتھ سے فون لیا، اور زبان ان نازک پنکھڑیوں
کے کنارے سے ہٹائے بغیر یونہی ایک رومانٹک سی فوٹو کلک
کر لی جس میں اجالا کا سینہ بکھرتی سانسوں کے درمیان اوپر کو
اٹھا ہوا تھا۔ دوپٹا بے ترتیب تھا اس لئے اسکا فٹنگ ذوہ
بلاؤز اسکے جسم کے دلکش ابھاروں کو بہت واضح کر رہا تھا۔

اگلی تصویر ابراج نے اسکی چھوٹی سی ناک جس پہ وہ تیوری
چڑھائے ہوئے تھی، اس پر لب رکھ کے لی تھی، یوں کے
اسکے ایک بازو نے اجالا کے پیٹ پر گھیرا بے حد سخت کر
رکھا تھا، دوسرے ہاتھ میں فون تھا جس کا رخ آئینے کی سمت
تھا جبکہ ابراج نے اپنے چہرے کو ترچھا کر کے بہت والہانہ
انداز میں اجالا پر جھکا رکھا تھا۔ وہ بنا کچھ بولے، مزاحمت کیے
بغیر سانس روکے اسے دیکھنے لگی جو اسکے نقوش چومتا جا رہا
تھا اور مر سیلفیز کلک کرتا چلا گیا۔

ہا ہا۔۔۔ ابراج۔۔۔ ہا ہا۔۔۔ جب ابراج نے اپنی بیڑ ڈکواسکی
ناک کی نتھ کے پاس گال پہ رب کیا تو وہ سرخ گالوں کے ساتھ
کھلکھلا اٹھی۔ یہ منظر ابراج نے ویڈیو کی صورت میں اپنے
فون میں قید کیا تھا۔

اسکے نازک ہونٹوں کی کھلتی ہنسی دیکھ کر ابراج کا جی چاہا کہ
ابھی اسے اپنے ہونٹوں سے چن لے لیکن ہائے ظلم ہوا تھا
اسکے ساتھ۔۔۔ دروازے پہ دستک کی آواز سن کر وہ بد مزہ
ہوا۔

کون ہے؟؟۔۔۔ ابراج نے کاٹ کھانے والے انداز میں
پوچھا۔ (جذبات کی زد میں بھول جوں گیا تھا کہ کھانا اسی نے
منگوایا تھا۔)

شاہ صاحب۔۔۔ کھانا لے لیں۔۔۔ باہر سے کسی ملازمہ کی
نسوانی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ ایک گہری سانس
بھر کے اجالا کو گھورنے لگا جو اسکے رومانس میں خلل پڑنے
پہ لبوں پر شرارتی مسکان سجائے اسی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ
چڑ کر فون پٹکنے کے انداز میں ڈریسنگ مرر کی زینت بناتا روم
کے دروازے تک گیا۔ ہینڈل گھما کے ڈور کھول کر اس نے

بنا کچھ کہے ملازمہ کے ہاتھ سے کھانے کی ٹرے پکڑی اور
دروازہ لاک کر دیا۔

آجاؤ! پہلے کھانا کھا لو!۔۔۔ ابراج شاہ نے کھانے کی ٹرے کو
سینٹرل ٹیبل پہ رکھتے ہوئے نرمی سے اجالا کو مخاطب کیا۔
پہلے جیولری اور یہ پنز تو اتار لوں۔ سر درد ہو رہا ہے اتنے
ہیوی دوپٹے سے!۔۔۔ اجالا نے منہ کے زاویے بگاڑ کر
تکان زدہ انداز میں کہتے اپنے کانوں کے آویزوں پر ہاتھ رکھا۔

رکو میں ہیلپ کرتا ہوں!۔۔۔ ابراج شاہ اپنی سیاہ شیروانی
اتار کے صوفے پہ پھینکتا اجالا کی طرف بڑھا اور فکر مندی سے
جواب دے کر اس کے چھپے آکھڑا ہوا۔

اجالا اپنی جیولری اتار رہی تھی جبکہ ابراج نے اسے
بازوؤں میں اٹھا کر ڈریسنگ مرر پہ بڑھا کے اس کے دوپٹے
کی پنز کو اتارنا شروع کر دیا جو جا بجا لگی ہوئی تھیں۔

دوپٹا سیٹ کرنا تھا کہ ٹینٹ جو تمہارے بالوں سے زیادہ پنز
ٹھونکی ہوئی ہے بیوٹیشن نے!۔۔۔ ابراج تاسف سے سر ہلا
کر تبصرہ کرتا ہوا اس کی پنز کو بہت احتیاط سے اتار رہا تھا۔

اتنا بھاری تھا اور میرے بال سلکی ہیں اس لئے اسے سیٹ
کرنے میں مشکل ہو رہی تھی!۔۔۔ اجالا منہ پھولا کر
جواب دیتی اپنے کانٹے اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھتی اب ہاتھ
پچھلی گردن کی طرف بڑھا کر چوکر کی ڈوری لوز کرنے لگی۔
اسے بہت اچھا لگ رہا تھا یوں ابراج کا اپنی ہیلپ کرنا۔
رکوزرا مجھے تمہاری اس فرمانبرداری کے ثبوت اکھٹے کر لینے
دوتا کہ کل کو تم میری خدمتیں کرنے سے انکار نہ کر دو۔۔
اجالا کے دل میں اچانک نجانے کیا سمائی کہ اس نے چوکر
سے ہاتھ ہٹا کے شرارت سے کہتے ہوئے پاس پڑا اسکا فون

اٹھایا اور ابراج کی ویڈیو بنانا شروع کر دی جو اب ہنس کے
اسے افسوس سے دیکھتا اسکی پنز اتار رہا تھا۔ اجالا نے سیلفی
کیمرہ آن کر رکھا تھا جس کے فریم میں وہ دونوں ہی نظر آرہے
تھے۔ ویڈیو ریکارڈ کرتی اجالا اترا کے مسکراتی ہوئی اسے
دیکھ رہی تھی اور وہ انہماک سے اس کی پنز کو اتارتے ہوئے
وقفے وقفے سے کیمرے میں دیکھ کر اسکے بال یا عارض بہت
محبت سے چومتا اسے پلکیں جھپکانے پہ مجبور کر دیتا۔
فائنلی کافی ننٹوں کی محنت کے بعد وہ اسے دوپٹے اور پنز کی قید
سے آزاد کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا، اجالا کے بالوں میں

دھنسا گجرہ نکال کر ابراج نے بہت نرمی سے اسکے بالوں کو
اپنی انگلیوں سے سہلا کر انہیں اسکے شانوں پر پھیلا دیا۔
اف! سکون مل گیا۔ ورنہ تو سر درد سے جان جا رہی
تھی۔۔۔ اسکی انگلیوں کا لمس اپنے بالوں میں محسوس کر
کے اجالا نے سکون آمیز سانس خارج کی تو ابراج نے فقط
مسکرا کے اسکی نتھ کو نہایت آرام سے اس کے ناک سے
جدا کیا اور یونہی اسکے گلے سے چو کر اور سارا زیور بھی نکال
دیا۔ (اجالا نے بھی کیمرہ بند کر دیا تھا اب، وہ اسے محبت
سے دیکھ رہی تھی۔)

جیو لری اتنی تنگ کر رہی تھی تو پہلے بتا دیتی؟ میں ہال میں ہی

اتار دیتا۔۔ وہ اسکی سرخ ہوتی گردن دیکھ کر نرمی سے اپنی

انگلیاں پھیرتا فکر مندانہ انداز میں بولا۔

پاگل ہو؟ ہال میں تم یہ کام کرتے تو سب باتیں بناتے کہ ہاہ!

دلہن کی نزاکت تو چیک کرو۔۔ پہلے ہی دن شوہر کو انگلیوں پہ

نچانا شروع کر دیا ہے۔۔۔ اجالانے ہنستے ہوئے اسکی عقل

پہ ہاتھ مارا۔

As if i care?? Huhh

ابراج نے آنکھیں گھما کے بے نیازی سے کہتے ہوئے جھک
کر اسکی سرخ پڑتی جلد پہ اپنے ہونٹ رکھ لئے۔ اسکے لبوں کا
لمس اجالا کے دل پہ ٹھنڈی پھوار کی مانند ثابت ہوا تھا، ریڑھ
کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

چلو اب کھانا تو کھانے دو مجھے، ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا!۔۔۔
ابراج کو مدہوشی میں اپنی کھلی زلفوں میں چہرا چھپاتے دیکھ کر
اجالانے فی الوقت اسے مزید بہکنے سے دھیمی آواز میں روکا۔
ہمم! اوکے۔۔۔ ابراج شاہ نے اپنی منمنائیاں روک کر اسکی
بھوک کا خیال کرتے اپنے سر کتے لبوں کو لگام ڈالی۔ اس

سے پہلے کہ وہ نیچے اترتی، ابراج نے جھک کر اجالا کی ہیلز کا
سٹریپ کھولا۔ اسکی ہیلز کو اتارنا تو وہ کب کا بھول ہی گیا
تھا۔

درد تو نہیں ہو رہے پاؤں؟؟۔۔۔ ابراج نے ان کو اپنی نرم
انگلیوں سے سہلا کر بڑی محبت اور فکر سے استفسار کیا۔
اجالا نے نرم تاثرات کے ساتھ اسکی جانب دیکھ کے اثبات
میں سر ہلا دیا (جس کا مطلب تھا کہ ہو رہی ہے درد)۔ زیادہ
دیر ہیلز پہننے کی اسے عادت نہیں تھی، اس لئے تو نازک
سفید پیروں پہ سرخ نشان پڑ گئے ہوئے تھے۔

ابراج نے اس کے دونوں پیروں پہ باری باری اپنے ہونٹ
ثبت کیے تو وہ اپنی جگہ پہ لرز کے رہ گئی۔

ابراج۔۔ کیا۔۔ کر رہے ہو؟۔۔۔ اجالانے بے اختیار

اسے روکا جو اسکے نرم پیروں پر یونہی سرخ جلد پہ جا بجا ہونٹ
رکھتا جا رہا تھا۔

میں نے فلیٹس بھیجے تھے، پھر تم نے ہیلز کیوں پہنیں؟۔۔۔

ابراج نے اسکا سوال نظر انداز کر کے دوبارہ اس کے پیروں
پہ اپنے ہونٹ رکھ کے خفگی سے پوچھا۔

ہونہہ! تمہاری عقل کے میں صدقے جاؤں۔ ایک تو میری
ہائٹ پہلے ہی اتنی چھوٹی ہے، اوپر سے اتنا وزنی لہنگا پہن
کے میں فلیٹس پہن کر اور بھی زمین کا حصہ لگتی۔۔ یہی تو تم
چاہتے تھے کہ سارے میری ہائٹ کا مذاق اڑائیں، اس لئے
لہنگے کے نیچے فلیٹس بھیج دیئے۔۔۔ اجالا کو تپ چڑھ گئی
تھی اس کے سوال پہ۔۔ اس نے عین موقع پہ اپنے لئے
ہیل کا انتظام کروایا تھا کیونکہ ابراج صاحب نے فلیٹس بھیج
کے اسکا دماغ جوں گھما دیا تھا۔

لوگوں کا تو کام ہے فضول بکواس کرنا! اب ان کی وجہ سے تم

خود کو تکلیف تھوڑی دو گی؟ تمہاری ہائیٹ جتنی ہے، مجھے

پسند ہے تو باقی لوگ جائیں بھاڑ میں۔۔ آئندہ ہیلز مت

پہننا۔۔۔ وہ حتمی انداز میں اسے خفگی سے باور کرواتا اپنے

بازوؤں میں اٹھا کر باتھروم میں لے جانے لگا۔

یہاں۔۔۔ کیوں۔۔۔ لائے ہو؟۔۔۔ باتھروم میں پھولوں کی

بھینی بھینی سی خوشبو اور کینڈلز کی نرم روشنی پہ نگاہ پڑتے

ہی اجالا نے ٹھٹھک کر لڑکھڑاتے لہجے میں سوال کیا۔ وہ اس

سجاوٹ کا مطلب گہرائی میں سوچتی سر تا پاؤں سرخ پڑ رہی
تھی۔

ہاتھ دھوئے بغیر کھانا کھانے کا ارادہ ہے کیا؟۔۔۔ ابراج
نے ماتھے پہ بل ڈال کر طنزیہ انداز میں اسکی عقل پہ افسوس
کیا تو وہ اپنی سینے میں اٹکی ہوئی سانس خارج کرتی ہونٹ ”
اوووووہ“ کے انداز میں سکوڑ گئی۔ ابراج نے ایک لمحے کے
لئے قدم روک کر اسکے تاثرات ملاحظہ فرمائے۔

ہاہاہا۔۔۔ فکر نہیں کرو، یہ خوبصورت سجاوٹ میں بالکل ضائع
نہیں جانے دوں گا۔ افکوریس اکھٹے شاور بھی لیں گے لیکن

پہلے زرا کھانا کھالیں پھر وہ کام پوری شد و مد سے کریں گے
جس کے بعد شاور فرض ہوتا ہے!۔۔۔ وہ اجالا کی بدلتی
رنگت اور سیٹھٹاتے تاثرات کا مطلب سمجھتا اس کے کان
میں جھک کے شرارت سے سرگوشی کرتا اسے آنکھ ونک کر
گیا۔

ابر۔ اج!!۔۔۔ اجالا نے بوکھلا کر اسکے سینے پہ مکا جڑا۔
رنگت پہلے سے زیادہ اناری ہوئی۔ ابراج نے یونہی ہنستے
ہوئے اسے باتھروم کی سلیب پہ نرمی سے بٹھایا اور سنک کی

ٹیپ آن کرتا بہت ہی آہستگی سے اسکی نازک ہتھیلیاں یوں
دھلانے لگا جیسے اجالا خود کوئی بچی ہو۔

کل کوئی مجھے بول رہا تھا، مہندی کے رنگ سے ہی اندازہ لگایا
جاتا ہے کہ دلہن کا شوہر اس سے کتنا پیار کرتا ہے۔ اب تم
اپنی مہندی کے اس خوبصورت اور گہرے رنگ کو دیکھ کر
میرے پیار کو کیا نام دینا چاہو گی؟؟۔۔۔ اجالا کے اور اپنے
ہاتھ دھونے کے بعد ابراج نے اسکی نازک ہتھیلیوں کو تھام
کر نہایت محبت سے اس خوبصورت مہندی پر اپنے ہونٹ
ایک دفعہ پھر سے ثبت کرتے ناک سکڑ کر جتانے والے

انداز میں کہا تو وہ بے اختیار جھینپ کر نظروں کا زاویہ بدل
گئی۔

یہ تو۔۔۔ کیمیکلز نے۔۔۔ اثر کیا ہے بس!!۔۔۔ اجالانے لب
دبا کر اس سے نظریں ملاتے بغیر شریر انداز میں ابراج کو
چھیڑا۔

اوور ٹیلی؟؟ بس ایک دفعہ کھانا کھا لو میری جان، پھر دیکھنا
ابراج شاہ کا پیار اور شدتیں آج ساری رات تم پہ کتنا گہرا اثر
چھوڑیں گی۔ چاہ کے بھی اپنے وجود کے ایک ایک انگ سے
تم میری خوشبو کو ختم نہیں کر پاؤ گی۔۔۔ ابراج شاہ اسے

سلیب سے اٹھا کر خود میں بھپچتا ہوا شدت پسند انداز میں
گویا ہوا۔ اجالا کے پورے وجود میں سپارک اٹھا، پلٹ کے
دینے کو کوئی جواب اسکے پاس نہ تھا سو آنکھوں کو جھکا گئی۔
وہ اس کے گال پہ زور سے دانت گاڑ کر بہت حسرت سے وہ
گہری سرخی اسکے لبوں پہ دیکھنے لگا لیکن بہر حال ابھی اسے
اس کے ہونٹ بہت اچھے لگ رہے تھے اس لئے اس نے
صبر سے کام لیتے ہوئے لب اسٹک کو چھڑنے سے خود کو
باز کیا اور اجالا کے چہرے پہ بکھرے قوس قزح کے رنگوں
سے محض ہوتا اسے یونہی خود میں قید کرتا واپس روم میں

صوفے کے قریب آگیا۔ پہلے خود صوفے پر بیٹھا اور پھر اجالا
کا چھوٹا سا وجود اپنی گود میں سمیٹ کر وہ کھانے کا ٹرے اپنے
قریب کرنے لگا۔

مجھے۔۔ ٹھیک سے بیٹھنے دو۔۔ ایسے کیسے کھایا جائے
گا؟۔۔۔ اجالا نے دھیمے لہجے میں احتجاج کیا۔ سچ تو یہ تھا کہ
وہ اس پوزیشن میں بیٹھنے پر نجل سی ہو رہی تھی۔
جب تک کہوگی، میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتا رہوں
گا۔ تم سے اگر ہو سکے تو صرف مجھے چند نوالے اپنے ہاتھوں

سے کھلا دو!۔۔۔ ابراج نے اسکا عارض چوم کر والہانہ

محبت سے کہا اور نان کا ایک ٹکڑا توڑنے لگا۔

بس کرو ابراج! کھانے کے معاملے میں مجھ سے تمہارا اتنا

پیار ہضم نہیں ہو رہا۔ اس رمضان میں تم میرے ساتھ

پکوڑوں پر جتنی دفعہ جنگِ عظیم کر چکے ہوں نا، میں گنتی ہرگز

نہیں بھولی ہوں!۔۔۔ اجالا کو ایک دم ہنسی کا دورہ ہی پڑ گیا

اس کے اتنے پیار جتانے پر، وہ بھی کھانے کے معاملے میں؟

نا ممکن!

پکوڑوں پر تو میں تم سے تاقیامت جنگِ عظیم کرتا رہوں گا۔
فی الحال ہماری شادی کی پہلی رات ہے اس لئے میں تھوڑی
تمیز کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ساری رات جب
تم نے مجھے جھیلنا ہی ہے تو کم از کم آج کے روز تم میرے
ہاتھ سے ڈرنوش فرمانا ڈیزرو کرتی ہو!۔۔۔ ابراج اسکی
ہنسی کے دل میں صدقے واری جاتا مسکرا کر معنی خیزی سے
گویا ہوا اور اپنے دانت اجالا کے لبوں کے بالکل نیچے ٹھوڑی
سے تھوڑا اوپر زور سے گاڑ دیتے۔ اجالا کی ہنسی حلق میں
پھنس گئی۔

سس۔۔ وہ اسکے دانتوں کے دباؤ پر سسکی جبکہ ابراج کے
الفاظ اسکی دھڑکنوں میں ادھم مچانے کے لئے کافی تھے۔
کھانا۔۔ بھوک۔۔ اجالا نے منمنا کر اسکا دھیان کھانے کی
طرف مرکوز کروایا تو وہ مسکرا کر سر کو خم دیتا دانت ہٹا کے
واپس سے نوالہ بنانے لگا۔

وہ چھوٹا چھوٹا نوالہ بنا کر اس کے لبوں پہ قریب لے کر آتا
اور وہ تھوڑے سے ہونٹ وا کر کے بہت نزاکت سے نوالہ
منہ میں ڈال کر چبانے لگ جاتی۔ وہ خود نہیں کھا رہا تھا،

صرف اسے کھلا رہا تھا اور ساتھ ساتھ اسکی زلفوں کو بھی

بڑے پیار سے سمیٹتا کان کے چھپ اڑسا رہا تھا۔

تم بھی کھاؤ نا؟۔۔۔ اجالا نے نوالہ چباتے ہوئے بالاخر اسکی

بھوک کا بھی خیال کیا۔

تم کھلا دو؟!۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکا کان اپنے ہونٹوں میں

دبا کر فرمائشی انداز میں کہا۔

کھلا دیتی اگر تم نے کل رات مجھے تنگ نہ کیا ہوتا!۔۔۔ اجالا

نے ناک چڑھا کے ایٹیٹوڈ کے ساتھ جواب دیا۔

ریلی؟ تنگ میں نے کیا تھا یا تم نے؟؟۔۔۔ ابراج نے خفا

انداز میں کہتے ہوئے ایک اور نوالہ اسکے منہ میں ڈالا۔

اجالا نے نوالہ دانتوں تلے کترتے ہوئے انگلی کو اسکی طرف

اشارے سے موڑا جس کا مطلب واضح تھا کہ ”تم نے“

ابراج بحث کرنے کا ارادہ ترک کرتا مسکرا کے اسے کھانا

کھلانے پہ فوکس کرنے لگا جبکہ اجالا نے بھی کافی سارا کھا لینے

کے بعد احسان کرنے والے انداز میں ایک نوالہ بنا کر ابراج

کے لبوں کے قریب کر دیا۔

ابراج نے اس کا ہاتھ تھام کر نوالے کے ساتھ ساتھ اسکی انگلیوں کو بھی اپنے منہ میں ڈال کر دھیرے سے کاٹ لیا جس پر وہ لرز کے رہ گئی۔

دیکھ رہے ہو اپنی بد تمیزیاں؟ اب اور تو نہیں کھلانے والی میں تمہیں!۔۔۔ اجالا نے کلک کر اسے ڈپٹتے ہوئے اپنی انگلیاں اس کے منہ سے نکالنی چاہیں مگر وہ تو انہیں تھامے نوالہ نگل کر تیزی سے اجالا کی پوروں کو سک کرتا جا رہا تھا۔ وہ اسکے بے باک انداز پر سرخ پر رہی تھی مگر گھوریوں کے لبادے میں شرم چھپانے لگی۔

ابر۔۔۔ اج! چھوڑ بھی دو۔۔۔ کھا جاؤ گے کیا۔۔۔ اجالا نے
اسکے والہانہ انداز پر چوٹ کرتے ہوئے اسکا کندھا دبایا تو وہ
بالاخر اس کی انگلیوں کو اپنے منہ سے نکال کر اسے آنکھ و نک
کرتا ہوا پھر سے نوالہ بنانے لگا۔

دل تو کر رہا ہے تمہیں ابھی سے کھانا شروع کر دوں لیکن خیر
تمہارے ڈنر فنش کرنے تک میں صبر کا دامن پھر سے پکڑ لیتا
ہوں۔۔۔۔ ٹھنڈی آہ بھرتے وہ اجالا کو دوبارہ کھانا کھلانا
شروع ہو گیا جبکہ اجالا اسے گھورنے کے سوا اور کچھ نہ کر
پاتی۔ اس نے مزید کھانے میں ہی بھلائی جانی البتہ اب دوبارہ

اس نے اس کے منہ میں نوالہ ڈالنے کی حماقت نہیں کی
تھی۔

بس۔۔۔ میری بھوک ختم ہو گئی ہے۔ اب تم کھاؤ ”باقی
کھانا“۔۔۔ جیسے ہی اجالا کو لگا کہ اسکا پیٹ ضرورت سے
زیادہ بھر گیا ہے، اس نے ہاتھ اٹھالئے۔

اہم! مجھے میرے کزنز نے ہال میں تھوڑا بہت کھانا کھلا دیا
تھا۔ میرا اب اپنا ”فیورٹ میل“ کھانے کا موڈ ہو رہا ہے!
کیا تم تیار ہو؟۔۔۔ ابراج نے ٹرے سے ہاتھ کھینچ کر اجالا

کے گرد گھیرا کستے ہوئے گھمبیر سرگوشی نما آوازیں اسکے کان
میں کہا۔

ابر۔۔۔ اج۔۔۔ مجھے۔۔۔ چینج کرنا۔۔۔ ہے۔۔۔ اس کی نظریں
اور الفاظ اجالا کو جو پیغام پیش کر رہے تھے، وہ بے اختیار
بے ربط انداز میں بولتی اس کی گود سے نکلنے کی سعی کرنے لگی
مگر ابراج بے تابی سے ایک ہاتھ سے اس کی گردن تھامے
دوسرے ہاتھ سے اس کا جبرہ دبوچ کر بہت جذباتی انداز میں
اس کے سرخی سے لبریز ہونٹوں پر قابض ہوا تھا۔ اجالا حلق
تر کرتی اس کے کرتے کا کالر دبوچے اسے سہن کرنے لگی۔

ابراج کے اس جنونی انداز سے آج اجالا کو ایک عجیب سا ڈر
بھی محسوس ہو رہا تھا۔ وہ بہت پیشینیت انداز میں اسے
کس کر رہا تھا۔ اجالا کا بالائی لب چوستے ہوئے اس کے نچلے
ہونٹ پہ زور سے دانت گاڑتا وہ اسکی جان لبوں پہ لے آیا
تھا۔

اجالا کی کس میں بالکل بھی نہ پارٹسپیشن اسے بے چین کر
رہی تھی اس لئے وہ اور بھی پاگل انداز میں ان پنکھڑیوں کو
چوس رہا تھا۔ اس کا صبر اب مکمل جواب دے چکا تھا۔ اس
نے اپنے ہونٹوں کا لمس ذرہ برابر بھی الگ کیے بغیر اجالا کا

چہرہ اور تھوڑا اوپر اٹھایا اور دانتوں کی زبردست گرفت سے
آزاد کرتے ہی اپنی زبان کو پورے حق اور دیوانگی کے ساتھ
اس کے منہ کی گرمائش میں اتار دیا۔

اجالا کی سانسیں ایک لمحے کو بالکل تھم گئی تھیں لیکن ابراج
نے اسے سنہلنے کا ذرا سا بھی موقع نہ دیا۔ اس نے اپنی
زبان کو اجالا کی زبان کے گرد لپیٹتے ہوئے اسے سختی سے جکڑ
لیا اور اس کی شیرینی بہت لذت سے سک کرنے لگا۔
پارٹیسپیٹ کرو! کم اون۔۔۔ تنگ کیوں کر رہی ہو؟۔۔۔

اجالا کو ہونٹ زرا بھی نہ ہلاتے دیکھ کر ابراج نے اسکی زبان

کو چند سیکنڈ کی رعایت بخش کے خفگی سے کہتے ہوئے دوبارہ
سے جکڑ لیا۔ اسکے دونوں گالوں کا دبوچے وہ اجالا کی زبان کو
لک کرتے ہوئے اس ساری نمی کو اپنے حلق میں یوں اتار رہا
تھا جیسے پہلے تو زندگی میں کبھی موقع ہی نہیں ملا تھا اسے!
اجالا نے اس کے پاگل لمس کو جھیلنے ہوئے اس کی تنبیہ کے
باعث ہونٹوں کو تھوڑی حرکت دینا شروع کی۔ وہ تو جنونی
ہوا پڑا تھا، اجالا چاہ کے بھی اس کے انداز کا مقابلہ نہیں کر پا
رہی تھی۔ اسکی زلفوں بکھر کر ان دونوں کے چہرے کے

گرد سایہ کر رہی تھیں جبکہ اجالا کی ہتھیلیوں کی گرفت اسکے کرتے پر مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔

ابراج نے اس کی سرخ زبان اپنے ہونٹوں سے کھینچ کر مکمل طور پر اس کے دہن سے باہر نکال کے اپنے منہ میں پیوست کی اور تیزی سے اس نمی کو خود میں جذب کرتا جانے لگا۔ اجالا میں تو اب اسکا ساتھ دینے کی بھی ہمت نہیں بچی تھی، اپنے جبرے میں تھکاوٹ سی محسوس کر کے وہ تھوڑی مہلت پانے کے لئے مچلنے لگی۔ اپنی گود میں اس کو یوں مچلتے دیکھ کر ابراج کے جذبات مزید بڑھنے لگے۔ اس نے اجالا کے

نازک بدن کو اپنے سخت ہوتے وجود پر مزید دبا دیا۔ اجالا کی
رنگت میں پہلے سے زیادہ سرخیاں گھلیں۔ آپیں ابراج کے
لبوں میں ہی قید ہونے لگیں۔ وہ تو بے قابو ہوتا ابھی تک
اسکی زبان کو حراست میں لئے قطرہ قطرہ بنتی نمی کو خود میں
اندھیلتا جا رہا تھا۔

ابراج نے مزید تھوڑی دیر تک یوں ہی اپنی منمائی جاری رکھی،
پھر اجالا کی رکتی سانسوں کے پیش نظر اسکی زبان پہ آہستہ
سے دانت گاڑ کر بہت مشکل سے اسے آزادی بخش دی۔ وہ

گہرے گہرے سانس بھرتی اس کے سینے پہ سرٹکا گئی۔ اس
کے ہونٹوں سے سرخی بالکل غائب ہو چکی تھی۔

ابراج نے پھولتے تنفس کے ساتھ مدہوشی کے عالم میں اب
کی دفعہ اسکے دائیں عارض کو لبوں میں بھر کے سک کیا اور
بائیں ہاتھ سے اجالا کے بلاؤز کے اوپر نرم ہٹوں پر ہاتھ

پھیرنے لگا۔

سس۔۔۔ اجالا نے سک کر اسکا شانہ تھام لیا جبکہ وہ باری
باری اسکے دونوں عارضوں کو اپنے لمس سے سرخ کرنے کے
بعد اسکی گردن پر جھک گیا۔ اس نے آج رات کے لئے سوچا

ہوا تھا کہ وہ اسے ڈھیر سا راتنگ کرے گی لیکن ابراج کی بے

تابیاں اسے سنبھلنے کا موقع ہی کہاں دے رہی تھیں؟

ابراج کے لب اب اس کی صراحی دار گردن کے تراشیدہ خم

پر اتر چکے تھے۔ اس کی سانسوں کی تپش اجالا کی حساس جلد

پر پڑتی اس کے وجود میں ایک سنسنی سی دوڑا رہی تھی۔

ابراج نے ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر اس کی نازک دھمکتی

گردن کی نرمی کو اپنے ہونٹوں میں بھرا اور اپنے دانتوں کے

شرت پسند لمس کے ساتھ وہاں اپنی پیش قدمی کا آغاز کیا۔

اجالا کی گردن کے نازک حصوں پر اس کے لبوں کا دباؤ اور

شدت اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ سسک کر اپنا سر اور چھبے کی
جانب ڈھلا گئی۔

ابراج۔۔۔ پ۔۔۔ پلیر۔۔۔ اس کے ہاتھ کا بے باک لمس
اپنے ابھاروں اور دانتوں کی شدت گردن پہ سہتی اجالا کے
حلق سے نکلتی مدہم فریاد کو ابراج نے یکسر نظر انداز کر دیا۔
وہ اجالا کو اپنی گرفت میں لیے اس کی گردن کے بائیں جانب
اپنے دانتوں کا ہلکا لیکن جاندار دباؤ بڑھانے لگا۔ جہاں جہاں
اس کے لب اور دانت اپنا اثر چھوڑ رہے تھے، وہاں اجالا کی

جلد پر گہرے سرخ نقش ابھرتے جا رہے تھے۔ اس کی لو
ہاٹس کی شدت اجالا کی جان نکالنے کے لیے کافی تھی۔
ابراج کی دیوانگی کسی طور کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔
وہ اس کی صراحی دار گردن کے بالکل درمیان نبض کے
دھڑکتے مقام پر جھکا اور اپنے ہونٹوں کی گرمی اور دانتوں کی
زبردست گرفت سے ایک اور گہرا نشان ثبت کر گیا۔
اُم۔۔۔ آہ۔۔۔ اجالا کے ہاتھ ابراج کے شانوں پر کساؤ لاتے
ہوئے اس کے کرتے کو مسل رہے تھے۔ وہ درد اور لذت
کے ایک عجیب سے ملغوبے میں جکڑی جا چکی تھی۔

ابراج نے اس کی گردن کی نرمی میں اپنا چہرہ چھپائے وہیں
سانسیں بحال کرتے ہوئے پھر سے گردن کی دائیں جانب
جھک کر مزید شدت سے اپنی لو باٹ کا سلسلہ آگے بڑھایا۔
اس کے دانتوں کی چھبن اور گرم ہونٹوں کی سخت گرفت سے
اجالا کی گردن پر لو باٹس کے واضح اور گہرے سرخ و گلابی
نشانات کا پورا جال بنتا جا رہا تھا۔

اس کی گردن کے نازک ترین خم سے لے کر کندھے کے جوڑ
تک ابراج نے اپنے جنون کی مکمل چھاپ چھوڑ دی تھی۔ وہ
کسی بھی جگہ کو خالی نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ اپنی ملکیت کا ہر

ایک رنگین ثبوت اجالا کی جلد پر درج کرنا اس نے اپنا فرض
سمجھ لیا تھا۔ اجالا کی سانسیں ابراج کی ان متواتر اور شدید و
ہائٹس کے تحت مزید بے ربط ہو رہی تھیں کیونکہ وہ بہت
زور سے اپنے ہونٹوں اور دانتوں کے درمیان میں اسکی جلد کو
جا بجا دباتا چوس رہا تھا۔

ابراج کی مدہوشی اور جنون اب تمام حدیں پار کر رہا تھا۔
اجالا کی سسکیاں اور بے ربط سانسیں اس کے جذبات میں
مزید اشتعال پیدا کر رہی تھیں۔ اس نے گردن پر اپنے لمس
کا گہرا نقش چھوڑنے کے بعد ایک لمحے کے لیے نگاہیں اٹھا کر

اجالا کے چہرے کو دیکھا جہاں سرخی اور تھکن کے اثرات
نمایاں تھے۔

شروع۔۔۔ ہی۔۔۔ ہو گئے۔۔۔ ہو! میرا حق مہر۔۔۔ کس
صدی۔۔۔ میں دو گے؟۔۔۔ اجالا نے ہمت کر کے اسے
خفگی سے گھور کر یاد دلایا کہ اس نے ابھی چند گھنٹے پہلے ہی
اسے دوبارہ سات مہر حق مہر کے عوض اپنے نکاح میں قبول
کیا تھا۔

وہ شاید پہلی بیوی تھی جو خود اپنے شوہر سے حق مہر اپنے منہ
مانگ رہی تھی۔

پہلے میرا حق تو ادا کر لو؟ پھر میں حق مہر تو کیا اپنی زندگی کا
سارا سرمایہ تمہارے حوالے کر دوں گا!۔۔۔ ابراج شاہ نے
شریر لہجے میں اس کے گال پہ دانت گاڑ کے معنی خیزی سے
کہا۔ اس کی نظروں کا اپنے پورے وجود پہ سرکنا اور اس پہ
تضاد اس کا اپنے سینے کو چھونے کا وہ شدت پسند انداز
محسوس کر کے وہ اپنا حلق تر کرنے لگی۔ چہرہ پہلے سے زیادہ
لال بھبھوکا ہوئے جا رہا تھا۔

مجھے نہیں پتہ! تم کیا بول رہے ہو، میرا حق مہر مجھے دو اور ہاں
میری منہ دیکھائی بھی دینی ہے ابھی! ہونہہ۔۔۔ اجالا اسکے

الفاظ کا مطلب سمجھ کر بھی جان کے انجان بنتی اپنی ڈیمانڈ
میں مزید اضافہ کر گئی۔

ہاہاہا۔۔ اگر میں نے تمہاری یہ ڈیمانڈز ابھی پوری کر دیں تو کیا
تم بدلے میں ساری رات مجھے اپنے اندر سما لو گی؟۔۔۔
ابراج نے نہایت بے شرمی سے آنکھ دبا کر جوابی کاروائی
کرتے ہوئے اپنے پاجامے سے ابھرے ہوئے سخت وجود
پر اجالا کو تھوڑا موو کروایا تو وہ اندر تک کانپ کے رہ گئی۔
اب۔۔۔ راج۔۔۔ مجھے۔۔۔ نیند آ۔۔۔ رہی ہے۔۔۔ تم سائیڈ
ٹیبل پہ میری منہ دیکھائی اور حق مہر رکھ دینا۔۔۔ میں۔۔۔ صبح

دیکھ لوں گی۔۔ وہ بے قابو ہوتی سانسوں کے ساتھ اسکی
بات کا رخ ہی بدلتی فوراً اسکی گود سے نکلنے کی کر رہی تھی
کیونکہ ابراج کے جاندار جسم سے اٹھتی شعلے جیسی ہیٹ
محسوس کر کے وہ سمجھ گئی تھی کہ اسے جھیل نہیں پائے گی
اسلئے سونے میں عافیت جانی۔

ہا ہا ہا۔۔ کاش میں اتنی شرافت کا مظاہرہ کر پاتا لیکن آج
میرے بس میں نہیں ہے میری جان!۔۔۔ ابراج نے قہقہہ
لگا کر مصنوعی معصومیت سے آنکھیں پٹکا کے بہت بھاری

لہجے میں کہا اور اسے بانہوں میں اٹھا کر خوبصورتی سے سجے
بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

کیا مطلب بس میں نہیں ہے؟ کیا تم نے میرے حق مہر اور
منہ دیکھائی کا انتظام نہیں کیا ہوا؟۔۔۔ اجالا کو مانو تنگے ہی
لگ گئے تھے اسکی بات سن کر۔۔۔ وہ ابراج کے سینے پہ مکے
سے وار کرتی غصے سے منہ پھولا کے بولی۔

اگر میں کہوں ”نہیں“! تو؟؟۔۔۔ اسے اپنی معنی خیز بات کا
الٹا مطلب نکالتے دیکھ کر وہ منہ پھولا کے جواباً آئبرو اچکا کر

بولا۔

تو تم۔۔ ہاں تم۔۔ میرے ساتھ اس کمرے میں نہیں رہ
سکتے! تمہاری جگہ باہر لاؤنج میں ہے! چھوڑو مجھے۔۔۔ وہ
بھڑک ہی تو گئی تھی۔ مچلنے لگی اس کے بازوؤں میں۔
ارے ارے! میں صدقے اپنی لالچن بیوی کے۔ زرا شرم تو
نہیں آرہی تمہیں شادی کی رات بھی اپنا gold digger ایٹیٹوڈ
شو کرتے ہوئے؟؟۔۔۔ ابراج شاہ نے افسوس سے طنز
کرتے ہوئے اسے بستر پر بیٹھایا اور خود اس کے بے حد قریب
بیٹھ گیا۔

جب تمہیں کنجوسیاں مارتے ہوئے نہیں شرم آرہی تو میں
کیوں شرماؤں اپنے حق میں آواز اٹھاتے ہوئے؟۔۔۔ اجالا
نے ترکی با ترکی منہ بنا کے کہا۔ ابراج نے مسکراہٹ دبائی۔
وہ اسے بہت پیاری لگ رہی تھی آج کی رات بھی یوں بے
تکلفی سے لڑتے ہوئے۔۔

اپنے حق میں آواز اٹھاتے ہوئے تم بے شک مت شرماؤ
لیکن میں گارنٹی دیتا ہوں، جب میں اپنا حق وصول کرنے پر آیا
نا تو تمہاری یہ ساری بولڈنس دھری کی دھری رہ جائے گی اور
تمہیں شرم سے چھپنے کے لئے میرے سینے کے علاوہ کہیں جگہ

نہیں ملے گی!۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکی بکھری زلفوں کو
اپنے ہاتھ میں نرمی سے بھرتے جھک کر ان کی خوشبو سونگھنے
کے دوران اجالا کو تیکھے انداز میں جواب دیا تو اسکی زبان کو
ابھی سے بریک لگ گئی۔ حیا سے اسکا پورا وجود کپکپا اٹھا
جبکہ وہ محض ہوتا اب سائیڈ ٹیبل سے کچھ نکال رہا تھا۔
ابراج کے مضبوط ہاتھوں میں ایک سیاہ مخملی ڈبا تھا، کوئی
ایسا شاہانہ اور بھاری باکس جسے دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا تھا کہ
اندر موجود شے بے حد نایاب ہے۔

اس نے مسکرا کر نرمی سے وہ ڈبا اجالا کی گود میں رکھا اور خود

اس کے بالکل قریب بیٹھ گیا، یوں کہ ان کی سانسیں ایک

دوسرے کے چہرے پر بہ بکھرنے لگیں۔ اس کی گہری آنکھوں

میں ایک انوکھا مان اور عجیب سا استحقاق دمک رہا تھا۔

کھولو اسے۔۔۔ اجالا کو حیرت سے اس ڈبے کی طرف دیکھتا

پا کر اس کی سرگوشی اجالا کے کان کی لو سے ٹکراتی۔

اجالا کے بہت گرم جوشی کے ساتھ بوجھل سانس لیتے

ہوئے جیسے ہی اس مخملی باکس کا ڈھکن اٹھایا، کمرے کی

رومانٹک لائٹس کی روشنی میں دمکتا ہوا سونا اس کی آنکھوں کو
خیران کر گیا۔

وہ کوئی روایتی ہار، چوڑیاں یا جیولری کا سیٹ نہیں تھا۔ وہ
چمکتا ہوا خالص ۲۴ کیرٹ سونے سے تیار کردہ ایک شاہانہ ”
گولڈ اینگریوڈ فوٹو البم“ تھا۔

اس کا کور خالص سونے کی ایک وزنی اور ہموار پلیٹ پر
مشمول تھا جس کی اطراف میں نہایت نفیس اور باریک کٹائی
والے روایتی شاہانہ نقش و نگار ابھرے ہوئے تھے۔ اس
دمکتی ہوئی سونے کی سطح کے عین وسط میں ان کا ایک

خوبصورت، کسٹمائزڈ مونوگرام تھا جہاں انگریزی کے نفیس
حروف میں "Abraj & Ujala" کندہ تھا۔ البم کے ایک کونے
پر ان کے نکاح کی یادگار تاریخ نہایت باریکی سے کندہ کی گئی
تھی جبکہ دوسرے کونے میں ابراج اور اجالا کی دو چھوٹی بے
حد دلکش تصاویر لیزر کی مدد سے سونے کی سطح پر ابھاری گئی
تھیں۔

تصاویر کے بالکل نیچے سنہری حروف میں اوراقِ زریں
(ہماری داستان) لکھا ہوا تھا۔ اجالا نے سحر زدہ ہو کر اپنے
بے ساختہ کانپتے ہوئے پوروں سے اس ٹھنڈے اور دھکتے

ہوئے سونے کی سطح کو چھوا۔ اسے اپنی نظروں پر یقین
نہیں آ رہا تھا۔

یہ۔۔۔ یہ کیا ہے۔۔۔ ابراج؟۔۔۔ اجالا کے لبوں سے بس یہی
حیرت زدہ سی سرگوشی نکلی۔

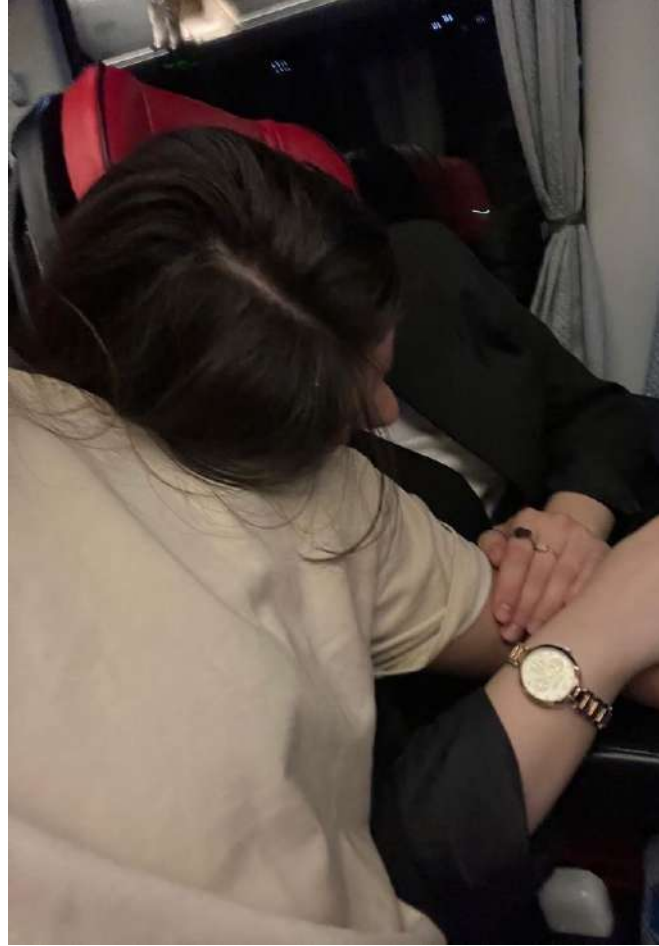
ابراج نے اس کی انگلیوں کے اوپر اپنی بڑی گرم ہتھیلی
رکھی اور اس کے چہرے کو ذرا سا اوپر اٹھایا تاکہ اس کی
جھیل سی آنکھوں کا عکس سیدھا اپنی آنکھوں میں دیکھ سکے۔
یہ تمہاری منہ دیکھائی کا تحفہ ہے! دیکھ کر بتاؤ، کیسا لگا؟ بہت
خوار ہوا ہوں اسے اپنی مرضی کے مطابق بنوانے کے

لتے!۔۔۔ ابراج کی بھاری سحر انگیز آواز کمرے کی خاموشی
کو چیرتی ہوئی اجالا کے دل کے تاروں کو چھیڑ گئی۔

اجالا نے تجسس اور نرمی سے البم کا پہلا سنہری ورق پلٹا۔
سونے کا وہ باریک پالش شدہ ورق ایک خاص مدھر سرگوشی
کے ساتھ مڑا، اور اندر کی سطح پر ان کے کیوٹ مومنٹس کی
خوبصورت تصاویر طلائی اینگریونگ کے ساتھ جگمگا اٹھیں۔

وہ جیسے جیسے سونے کا وہ ورق پلٹ رہی تھی، مزید
خوبصورت لمحات کی تصاویر اسکی منتظر تھیں۔ اجالا کا دل
سینے میں زور سے دھڑکا۔ اس کی آنکھوں میں بے ساختہ نمی

تیرنے لگی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ابراج شاہ جیسا
لاپرواہ اور سست انسان اسکے لئے اتنی ایفرٹس کر سکتا
ہے۔



(ان کی تصاویر کچھ ایسی تھیں مگر سونے کے اوراق میں)





(اجالا جیسے جیسے یہ تصاویر دیکھ رہی تھی اسکے دماغ میں)

ابراج کے ساتھ گزرے یہ تمام خوبصورت لمحات ریکال ہو
رہے تھے)

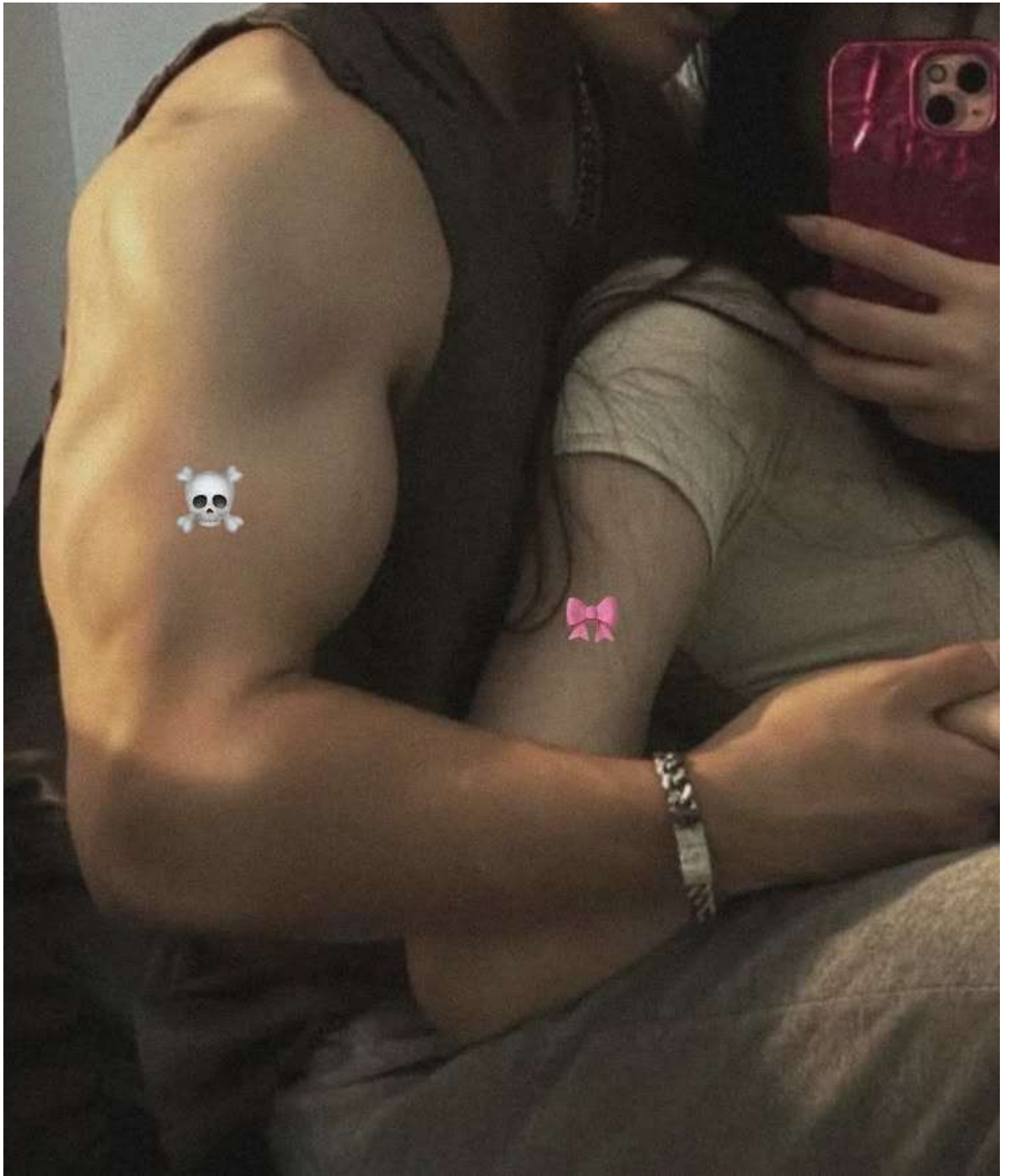


بابا بابا یہ پکچر تو میں نے تمہیں
تنگ کرنے کے لئے بھیجی
تھی نا؟ حلیہ دیکھو زرا میرا
یہاں۔۔۔ اجالا اپنی یہ تصویر
دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھی جو اس
نے نائٹ سوٹ میں اسے
ایک روزیو نہی تنگ کرنے کے

لئے بھیجی تھی۔

ہاں! یہ پکچر میری فیورٹ ہے!۔۔ اسکی ہنسی کے صدقے
واری جاتے ہوئے ابراج نے محبت سے اپنا جواب دیا تو وہ
جھینپ کر اب ورق پلٹنے لگی۔





(اپنی اور ابراج کی یہ رومانٹک تصاویر دیکھ کر اجالا کے
پورے جسم کا خون سمٹ کے چہرے پہ آیا۔ کچھ ایونٹس /
تہواروں پہ لی گئی تھیں، کچھ یونیورسٹی میں، کچھ فارم ہاؤس
میں تفریح کے دوران، کچھ گاڑی میں، کچھ ٹرینڈز کے مطابق
ان کی chaotic پکچرز تھیں)



ابراج اسکو اکثر چھیڑنے
کے لئے چیٹ کے
دوران اپنے بائیسپ کی
پکچرز اکثر بھیجتا تھا، ایک
دن اجالا نے بھی بھیج
دی جسے دیکھ کر وہ
گھٹنوں ہنستا رہا تھا اور
اب اجالا منہ پہ ہاتھ
رکھے ہنس رہی تھی)





(یہ پکچر اجالا نے اس سے گاڑی میں بیٹھے اپنی خدمت کرواتے
ہوئے لی تھی مگر ابراج اسکے فون سے اپنے فون پر ان دونوں
کی تمام تصاویر سینڈ کر دیا کرتا تھا۔)



ہا ہا ہا۔۔۔ یہ پکچر کس نے بنائی
تھی؟۔۔۔ اجالا قہقہہ لگا
اٹھی ان کی یہ پیاری سی
تصویر دیکھ کر۔۔۔ حیران بھی
ہوئی کہ کس نے لی تھی؟ یہ
فارم ہاؤس پہ ان سب



دوستوں نے تفریح کا وقت گزارا تھا جب اجالا اسے کسی
بات پہ چھیڑ رہی تھی اور ابراج نے اسکی گردن ایسے شکنجے

میں جکڑ لی تھی مگر نرمی سے۔۔

عنیزہ نے سینڈ کی تھی مجھے! کیوٹ ہے نا؟۔۔۔ ابراج نے

اسکی خوشی دیکھ کر آنکھوں میں چمک لئے جواب دیا۔

ہاں کیونکہ میں کیوٹ ہوں نا اسلئے!!۔۔۔ اجالا نے آنکھیں

مٹکا کر سارا کریڈٹ خود لیا۔ وہ مشکل سے اپنی آنکھوں کو

تشکر کے احساس سے نم ہونے سے روک رہی تھی۔

بابا بابا بابا۔۔ اور پھر اس تصویر کو دیکھ کر ان دونوں کے

مشترکہ قہقہے چھوٹے تھے۔ یہ یونیورسٹی میں بور ہوتے ہوئے

بنائی تھی۔



(انکی یہ رینڈم تصویر عید الضحیٰ کے دوسرے دن عزیزہ نے

کلک کی تھی)

دیکھو زرا کتنے اچھے لگتے ہو تم

میرے پیر چھوتے

ہوئے!۔۔۔ اجالانے یہ

تصویر دیکھ کر مسکراتے

ہوئے اترا کر کہا۔ اس روز

اجالا کے پیر تھک گئے تھے

اور وہ ابراج سے خدمت

کروا رہی تھی۔



ابھی تھوڑی دیر پہلے میں انہی پیروں کو اپنے ہونٹوں سے چھو

رہا تھا تو تمہاری جان جا رہی تھی؟۔۔۔ ابراج شاہ نے

مسکراہٹ دبا کر گلہ کھنکھارتے ہوئے شریر سا جواب دیا تو

وہ بے اختیار کچھ دیر پہلے والے لمحات یاد کرتی شرمیلی

مسکراہٹ روکنے لگی۔

شرما ہی نہ جاؤں میں تم سے!! ہونہہ۔۔۔ اجالانے مصنوعی

لاپرواہی سے بھرم دیکھا کر ورق پلٹ دیا۔ کتنا اچھا لگ رہا

تھا ان تصاویر کو ابھی دیکھنا، کوئی اسکے دل سے پوچھتا۔۔



(یہ مال کے باہر گھومتے ہوئے بنائی تھی اجالانے)



(یہ تصویر ان کی شادی کی ڈیٹ فکس کی تھی۔)



(گاڑی میں بیٹھنے کے دوران ابراج کو اکثر اسکے ہاتھ یوں

تھامنے کی عادت تھی اور اجالا نے یہ مومنٹ اسی کے فون
میں قید کیا تھا۔)

سونے کے اوراق تھے کہ کتنا پلٹنے کے باوجود ختم ہونے کو
نہیں آرہے تھے۔ ان کی مزید کتنی خوبصورت اس البم میں
قید تھیں اور کتنا کنٹرول کرنے کے باوجود بھی ان تصاویر کا
اختتام ہوتے ہوئے اجالا کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

کیسا لگا یہ تحفہ؟۔۔۔ اسکی بھیگتی پلکوں کو دیکھ کر ابراج نے
جھک کر اجالا کی گال پر اپنی سانسوں کی تپش چھوڑتے ہوئے
بے حد پیار بھرے انداز میں پوچھا۔

بہت بہت زیادہ خوبصورت اور ڈفرنٹ! تھینک یو

ابراج!!۔۔۔ اجالا کے پاس الفاظ ختم ہو چکے تھے۔ اس

نے البم کو بند کر کے سینے سے لگاتے ہوئے والہانہ محبت

سے کہا۔ آنسو پلکوں کی بار توڑ کر اسکے گالوں پہ گرے۔

بابا تھینک یو کیوں کر رہی ہو؟ تم اس گولڈ البم کو کبھی بھی

مہنگی قیمت میں بیچ سکتی ہو۔ بہت فائدے میں رہو گی۔۔۔

ابراج شاہ نے اسے آنکھ مار کے جان بوجھ کر چھیڑا اور اجالا

کے آنسو اپنے لبوں سے چن لئے۔

شٹ اپ! اتنی لالچی لگتی ہوں کیا میں تمہیں کہ اپنی منہ
دیکھائی کا یہ اتنا اسپیشل تحفہ بیچوں گی؟۔۔۔ اجالا نے صاف
برا منا کر اسے خفگی سے جھاڑا اور اس کے شانوں پر مکوں کی
برسات کرنے لگی۔

لو بھٹی! پھر تم ایک اچھی گولڈ ڈگر کبھی نہیں بن سکو
گی!۔۔۔ ابراج شاہ نے قہقہہ لگا کر اسے خود میں بھینچتے
ہوئے مزید چھیڑا۔

ہو نہہ! فی الحال کے لئے میرے حق مہر کی رقم ہی میری
عیاشیوں کے لئے بہت ہے! جلدی نکالو۔۔۔ اجالا نے

مسکراہٹ دبا کر اسکے کان میں جواباً شرارت بھری سرگوشی
کی۔

ہمم! ویٹ آمنٹ۔۔۔ ابراج شاہ نے نرمی سے اسے خود
سے الگ کر کے تجسس پیدا کرنے والے انداز میں بول کر
دوبارہ سے دروازہ کھولا۔ اجالا نے سوالیہ اور بوجھل نظروں
سے اسے دیکھا۔ ابھی وہ سونے کے اس شاہانہ ایلیم کے سحر
سے باہر ہی نہیں نکل پائی تھی کہ ابراج کے ہاتھوں میں ایک
اور نفاست سے تراشا گیا گہرے لال مخملی کپڑے کا بڑا ڈبہ
نمودار ہوا۔

اس نے وہ بکس کھول کر اجالا کے سامنے رکھا۔ اندر مخمل
کی نرم سطح پر انتہائی خوبصورتی سے سجائے گئے چند کاغذات
رکھے تھے جن پر سونے کے پانی سے خوبصورت کیلی گرافی
کی گئی تھی اور ان پر شاہانہ انداز کی مہر ثبت تھی۔

یہ کیا ہے؟۔۔۔ اجالا نے حیرت سے پوچھا، اس کی آوازیں
تجسس صاف نمایاں تھیں۔ ابراج کے لبوں پر ایک مبہم اور
مغرور مسکراہٹ ابھری۔ اس نے کاغذات کو ڈبے سے
نکال کر اجالا کے ہاتھوں میں تھمایا، اس کی نظریں اجالا کے
چہرے کی بدلتی رنگت کا جائزہ لے رہی تھیں۔

یہ اس شاہِ والا کی ملکیت کے کاغذات ہیں! پہلے یہ میری ملکیت
تھا لیکن اب میں یہ ولا ”حق مہر“ کے طور پر تمہارے نام پہ کر
چکا ہوں!۔۔۔ ابراج کے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ اجالا نے
حیرت سے اپنے کھلے منہ پہ ہتھیلیاں جمالیں۔

لیکن۔۔۔ وہ۔۔۔ تو بس سات۔۔۔ کروڑ تھا نا ابراج؟ اور یہ ولا
تو بہت بڑا، خوبصورت اور مہنگا ہوگا۔ تمہارا دماغ ٹھیک
ہے؟۔۔۔ اجالا حیرت سے لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔ اسے
ابراج سے اتنی فراح دلی کی بالکل امید نہیں تھی، نہ ہی وہ
چاہتی تھی کہ ابراج اتنا بڑا قدم اٹھائے۔ وہ تو بس یو نہی

اسے حق مہر کو لے کر مان سے تنگ کرتی رہتی تھی۔ وہ جانتی
تھی جس لکڑی ایریا پر یہ ولا ہے، اسکی مالیت ضرور
کروڑوں کی بجائے اربوں ہوگی۔

سو واٹ؟ ابراج شاہ اپنی بیوی کو رقم دینے کے لئے حدودوں
کا پابند نہیں ہے!۔۔۔ ابراج نے اسکے تعجب زدہ چہرے کو
دیکھ کر محض ہوتے ہوئے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال
کر بڑی محبت سے کہا۔ اجالا کا سانس لمحے بھر کے لیے سینے
میں اٹکا۔

اب ابراج شاہ سمیت اسکا سارا اثاثہ صرف تمہارا ہے،
بدلے میں مجھے صرف تمہاری محبت اور وفاداری
چاہئے!۔۔۔ ابراج نے اسکا چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں بڑھ کر
گھمبیر لہجے میں کہا۔ اجالا کی پلکیں اسکے اتنے پیار پہ نم ہوئے
جارہی تھیں۔

لیکن۔۔۔ تم تو۔۔۔ بولتے تھے کہ مجھے کبھی سات سو روپیہ بھی
نہیں دو گے، سات کروڑ تو دور کی بات ہے!؟۔۔۔ اجالا
نے ناک سکوڑ کر لاڈ سے اسے اسکی پرانی باتیں یاد کروائی تو
وہ قہقہہ لگا اٹھا، بے اختیار وہ وقت یاد آیا جب اجالا نے یہی

بات آج نکاح کے دوران سارے حال کے سامنے کہی
تھی۔

اور یہ بات تمہیں سارے مہمانوں کے سامنے کہتے ہوئے تو
زرا شرم نہیں آتی تھی؟ پھر تو تم بھی مجھے کہتی تھی، ”مر
جاؤں گی، کبھی تم سے رخصتی نہیں کرواؤں گی“ لیکن دیکھو
قسمت کے فیصلے! آج تم میری بانہوں میں قید پورے حق
کے ساتھ اس بیڈ روم میں ہو۔ کیا میں نے سب کے سامنے
جتایا تھا؟۔۔۔ ابراج شاہ اسے اپنے گرم حصار میں لئے
سرشار لہجے میں شکوہ کیا۔

ہا ہا ہا۔۔ وہ تو میں آہستہ سے کنفرم کر رہی تھی آئی سے۔ مجھے

کیا پتہ تھا کہ مائیک آن ہے اور سب کو آواز چلی جائے

گی!۔۔۔ اجالا نے اپنی حرکت یاد کر کے سیٹھٹاتے ہوئے

صفائی دی۔ اسکا چھوٹا سا وجود اس وقت بنا کسی مزاحمت

کے ابراج کی بانہوں میں تھا۔ کھلی زلفیں، یا قوتی لبوں سے

مٹی مٹی سرخی، زیتونی آنکھوں میں کاجل کی تہہ، پھولے گالوں

پہ ابراج کے دانتوں کے نشان، گردن اور کندھوں سے

چھلکتی اسکی سوغائیں۔۔۔ واللہ وہ بہت دلکش لگ رہی

تھی۔ سیدھا ابراج کے دل میں اترتی وہ اسکے جذبات میں پھر
سے آگ لگا گئی۔

اور جو کل رات مجھے اپنی پکچرز نہ بھیج کر ترسایا تھا؟۔۔ ایک
اور شکوہ مصنوعی خفگی سے کر کے ابراج نے اسکی گردن پہ
دی گئی سرخ سوغاتوں پر دوبارہ سے اپنے ہونٹ رکھنا شروع
کر دیئے۔

تم۔۔۔ نے۔۔۔ بھی تو۔۔۔ کیا تھا تنگ۔۔۔ تمہارے۔۔۔
پاس۔۔۔ کزنز کے لئے زیادہ وقت تھا۔۔۔ ہونہ۔۔۔ اجالا بھی
دو بدو شکوہ کرنے سے باز نہ آئی۔ ابراج کے سلگتے ہونٹوں کی

تپش کے باعث اسے بولنے میں رکاوٹ محسوس ہو رہی
تھی۔

مجھے تنگ کرنے کی شروعات تم نے کی تھی!۔۔۔ ابراج کے
پاس جواب حاضر تھا، اسکی گود سے البم اور کاغذات والا
باکس ہٹا کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھنے کے بعد اس نے اجالا کے
ہونٹوں کو دوبارہ اپنی گرفت میں لے لیا۔ اب پاس ہو کر بھی
فاصلہ بنانا سوہانِ روح تھا۔

اجالا نے ہلے بغیر نرمی سے اسکا ساتھ دینا شروع کر دیا۔ وہ
دونوں اب تیزی سے ایک دوسرے کے لبوں سے الجھے

سانسوں کو کھینچنے میں مصروف تھے۔ اجالا کی پارٹسپیشن پا کر
ابراج کی شدت میں اضافہ ہوا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے اسکے
ابھار بھینچ کر انہیں مسئلے ہوئے جنونی انداز میں اپنی زبان
اسکے منہ میں ڈالتا ہر کونے سے نمی چوسنے لگا، اسکا انداز
بہت مدہوش کر دینے والا تھا۔ اجالا نے بے اختیار اپنے
دونوں ہاتھ اسکی بٹیرڈ پہ جما کے پھولتی سانسوں کے درمیان
اسکی زبان کو اپنے لبوں میں دبایا۔

وہ دونوں اپنے منہ وا کیے اب ایک دوسرے کی زبان بہت
والہانہ انداز میں سک کر رہے تھے البتہ ابراج کا انداز بہت

ڈیپ تھا، وہ اپنی زبان کو اسکے حلق تک گھسانے کی ناکام سعی
کر رہا تھا، اجالا بے دم ہونے لگی۔ اسکی ہمت ختم ہو رہی
تھی، جبراً تھک چکا تھا۔

اجالا کی بکھرتی سانسیں دیکھ کر ابراج نے اپنی زبان کو قابو کیا
اور اسکے لبوں پہ چھوٹے چھوٹے بو سے دینا شروع کر
دئے۔ وہ گہری سانسیں بھرتی اسکی مونچھوں کی چھبن
محسوس کر رہی تھی۔ اپنے سینے پہ بلاؤز کے اوپر سے ہی
اسکے ہاتھوں کا لمس اجالا کے وجود میں بے چینی دوڑانے

اب خاموش کمرے میں صرف ان کی پھولی سانسوں کی
آوازوں کا راج تھا۔ ابراج نے بغیر کسی تاخیر کے اپنے باتیں
ہاتھ کی انگلیاں اجالا کے بھاری ایمبرائیڈڈ بلاؤز کے نچلے
کنارے پر جمائیں اور اسے آہستہ سے اوپر کی جانب سرکانا
شروع کر دیا۔

بلاؤز کے تھوڑا اوپر ہوتے ہی اجالا کے مرمریں پیٹ کی نرم و
گرم جلد کھلی تو ابراج کے تپتے ہوئے ہاتھ کا لمس سیدھا اس
کی نازک کمر اور پیٹ پر جا ٹھہرا۔ اجالا کا وجود اس اچانک اور
براہ راست پیش سے لرز کر رہ گیا۔

ابراج کا دایاں ہاتھ اب اس کی گردن پر قابض تھا جہاں وہ
ایک بار پھر اپنے دانتوں اور ہونٹوں کا سخت اور گہرا دباؤ
بناتے ہوئے ایک اور شعلہ بار لو باٹٹ ثبت کر رہا تھا۔ ساتھ
ہی اس کا بایاں ہاتھ بلاؤز کے اندر سے ہوتا ہوا اجالا کے
ہموار پیٹ کو اپنے گرم لمس سے چھیڑتا ہوا اوپر کی جانب
بڑھنے لگا۔ اس کی پوریں اجالا کے پیٹ کی نرمی پر مدہوش
کن انداز میں رینگ رہی تھیں۔

اجالانے بے اختیاری میں اس کے شانے کو ناخنوں کی
گرفت میں لے لیا لیکن ابراج کی والہانہ پیش قدمی میں کوئی کمی

نہ آتی۔ اس کی ہتھیلی پیٹ سے اوپر سرکتی ہوئی اجالا کے سینے
کے ابھاروں کے گرد اپنے تپتے ہوئے لمس کا گھیرا تنگ
کرنے لگی۔

آہ۔۔۔ ابراج کے ہاتھ کی گرمی اور انگلیوں کا دباؤ اجالا کے
سانسوں کی رفتار کو مزید بے قابو کر رہا تھا۔
وہ ایک طرف اجالا کی گردن پر اپنے لبوں اور دانتوں کی
شدت سے گہرے سرخ نشان چھوڑ رہا تھا تو دوسری طرف
اس کے بلاؤز کے نیچے سے نازک ابھاروں پر اپنے سخت اور
دیوانہ وار لمس کا حق جما رہا تھا۔

امم۔۔۔ آہہ۔۔۔ اجالا کے حلق سے نکلتی مدہم آہیں ابراج
کے چہرے کی تپش میں گھل مل کر اس کمرے کے فضا کو اور
بھی دلفریب اور بوجھل بنا رہی تھیں۔

ابراج کا جنون اب کسی صورت رکنے کا نام نہیں لے رہا
تھا۔ اس نے ایک دم ہی اجالا کے بھاری بلاؤز کو دونوں
ہاتھوں سے تھام کر چھٹکے سے اس کے وجود سے الگ کر دیا
جس پر اجالا کی سسکیاں ایک بار پھر تھم گئیں۔

بلاؤز کے ہٹتے ہی ابراج کی مدہوش نظریں اجالا کے سینے پر
ٹک گئیں، اجالا تھوک نگل رہی تھی، کمرے میں روشنی تیز

تھی جس کے باعث اسے شرم آرہی تھی۔ اس کے زیب
تن فینسی ہم رنگ نیٹ کے برانے اس کے سینے کی
خوبصورتی اور تراش خراش کو اور بھی دلکش اور ابھارا ہوا
بنا دیا تھا۔ یہ دلکش منظر دیکھتے ہی ابراج کا ضبط مکمل طور پر
ہوا ہو گیا۔ وہ بالکل پاگلوں کی طرح دوبارہ اس کے وجود پر
جھک گیا اور نیٹ کے برا کپڑے کے اوپر سے ہی اپنے تپتے
ہوئے لبوں اور دانتوں کا بے باک لمس بکھیرنا شروع کر دیا۔
آہہ۔۔۔ ابراج۔۔۔ اس کی گرم سانسیں اور دانتوں کا ہلکا دباؤ
نیٹ کے باریک کپڑے سے چھن کر اجالا کی نازک جلد کو سلگا

رہا تھا جس پر وہ بے تاب ہو کر سسکتی ہوئی اس کی پیٹھ میں
ناخن چبھونے لگی۔

ابراج اب مزید کسی رکاوٹ کو برداشت کرنے کے موڈ میں
نہیں تھا۔ اپنے ہونٹوں کا لمس اجالا کے ابھاروں پر یونہی
قائم رکھتے ہوئے اس کا ایک ہاتھ اجالا کی پشت پر گیا اور وہ
جلدی اور بے تابی میں اس کی برا کا لاک کھولنے کی تگ و دو
کرنے لگا۔ اس کی انگلیوں کی بے صبرانہ حرکت اور تپتے
ہوئے لمس نے اجالا کے پورے وجود کو باقاعدہ کپکپانے پر
مجبور کر دیا تھا۔

اجالا کی تیز ہوتی سسکیاں اور اس کی کمر میں آنے والا ناگہانی
اچھال ابراج کو مکمل بے قابو کر گیا۔ اجالا کا یہ لرزتا تڑپتا وجود
جب ابراج کی ٹانگوں کے درمیان اس کے سخت ہوتے وجود
کی نچلی گہرائیوں سے بے دھیانی میں ٹچ ہوا تو ابراج کا ضبط
یکسر فنا ہو گیا۔

اس نے اپنے ہاتھوں کی بے تابانہ حرکت سے بغیر کسی مزید
تاخیر کے برا کے لاک کی پروا کیے بغیر اسے مدہوشی کے عالم
میں ایک دم اوپر کی جانب سرکا دیا۔ اجالا کا چہرہ لال پتھروں
کی مانند ہو گیا تھا۔ پہلی بار اجالا کے وہ سفید نرم اور تراشیدہ

ابھار ابراج کی بے باک نظروں کے سامنے بالکل عیاں اور
بے حجاب تھے۔ اس دلفریب منظر نے ابراج کے جنون کو
شعلہ بنا دیا۔ اس کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تیرنے لگے اور
وہ ایک پل کی بھی رعایت دیے بغیر بالکل حملہ آور انداز میں
ان نرم ابھاروں پر جھک گیا۔

آہ۔۔۔ اففف۔۔۔ اجالا سسک اٹھی تھی۔

اس کے تپتے ہوئے لب اور دانت پورے والہانہ پن کے
ساتھ ان سپید و نازک ابھاروں کو اپنی گرفت میں لینے لگے،

جبکہ اجالا کے منہ سے درد دانہ آپس نکل کر اس بوجھل فضا میں
تحلیل ہو گئی۔

اس کا غضبناک اور والہانہ لمس اجالا کی روح تک کو کپکپا گیا۔
وہ جو اس پہ سایہ کتے لیٹا تھا، کچھ دیر کے لئے اس کے ابھار کی
ساخت منہ سے نکال کر تھوڑا اوپر اٹھتے ہوئے اس نے اپنا
کرتا سر سے کھینچ کے نکالتے دور اچھا دیا اور ایک ہاتھ سے
اجالا کی نازک کمر کو دبوچ کر اپنے سخت ہوتے کو وجود سے
مزید زور سے پریس کیا جبکہ اس کے تپتے ہوئے لب اجالا

کے دائیں ابھار کی نرمی کو دوبارہ اپنے منہ میں بھر کر گہرائی
سے چوسنے اور دانتوں کی زبردست گرفت سے مسلنے لگے۔

اب۔۔۔ ابراج۔۔۔ آہ۔۔۔ اجالا کا دم جیسے سینے میں ہی
اٹک رہا تھا۔ اس نے بے اختیاری میں ابراج کے بالوں کو
اپنی انگلیوں میں جکڑ کر اسے دور کرنے کی کوشش کی مگر ابراج
کا دیوانہ وار انداز اسے ذرا سی بھی رعایت دینے کے موڈ میں
نہیں تھا۔

ابراج نے اپنے لبوں کا لمس الگ کیے بغیر دائیں ابھار کی
ابھری ناز کی کو اپنی سخت گرفت اور ہونٹوں سے مسلتے

ہوئے دوسرے ہاتھ کی پوروں کو باتیں ابھار کے نازک
سرے پر جمایا اور اسے انگلیوں کے سخت دباؤ سے مسلنا
شروع کر دیا۔

آہہ۔۔۔ ابراج۔۔۔ بس۔۔۔ اجالا کی کمر میں ایک تڑپ سی
ابھری اور اس کا نچلا وجود ابراج کی ٹانگوں کے درمیان مزید
سختی سے مسلا گیا۔

ابراج نے اب کی بار اجالا کے باتیں ابھار کی ساخت کو اپنے
دانتوں کے درمیان دبا کر ہلکا سا کھینچا اور پھر زبان کی نوک
سے اس کے گرم گرم ابھاروں پر نرمی کا لمس پھیلا دیا۔

امم۔۔۔ آہ۔۔۔ اجالا کے حلق سے نکلتی تیز سسکیاں ابراج

کے جنون کو اور بھی ہوا دے رہی تھیں۔ وہ باری باری ان

سپید اور نرم گولائیوں کو اپنے منہ میں بھرتا انہیں دانتوں کا
نشانہ بناتا اور پھر تپتی زبان کی گرمی سے ان کی سسکتی جلد کو
تسکین دینے کی کوشش کر رہا تھا۔

اجالا کی حالت اب اس تیز پیش قدمی کے سامنے بالکل بے
بس ہو چکی تھی جبکہ ابراج کے اندر کی تپش اور بے تابی اب
حد سے بڑھ چکی تھی۔ دونوں کے وجود سے نکلتی گرمی اور
سانسوں کی حرارت نے کمرے کے ماحول کو انتہائی بوجھل

اور شعلہ بار بنا دیا تھا۔ اس کے کسے ہوئے تپتے ہوئے وجود
اور برہنہ سینے کی گرمی اجالا کے نازک بدن پر براہ راست
محسوس ہونے لگی۔

اب وہ دونوں بیڈ کی نرمی پر پوری طرح ڈھل چکے تھے۔ اجالا
کی برائے نام برا کی سٹریپس کو بھی اسکے کندھوں سے نکال
کر وہ اس کے پیٹ پہ جھکا۔ اپنے لبوں کا والہانہ لمس اجالا
کے پیٹ پہ چھوڑتے ہوئے اس نے اسکی ناف کے قریب
دانت گاڑے۔

آہہ۔۔۔ اجالا کی سسکاری بے ساختہ تھی۔

وہ یونہی جا بجا اس کے پیٹ پر اپنے دانتوں سے گھڑیاں
بنانے لگا، اسکے لب اسکی کمر تک بھی سرکتے اجالا کو مدہوش
کر رہے تھے۔

ابراج نے مدہوش اور غضبناک نگاہوں سے اجالا کے سرخی
مائل چہرے کو دیکھا اور گھٹنوں کے بل ہوتے ہوئے اپنے
بائیں ہاتھ کو اجالا کے بھاری لہنگے کے گھیر کے اندر اتار دیا۔
آہہ۔۔۔ اس کا پتتا ہوا ہاتھ جیسے اجالا کی پنڈلیوں اور گھٹنوں
سے ہو کر ملا تم رانوں کو مسلتا ہوا آگے بڑھا، وہ پھر پھر اکر رہ
گئی۔

شش۔۔۔ ابراج نے ٹائٹس کی رکاوٹ اگنور کرتے اپنا ہاتھ
اسکی ٹانگوں کے درمیان اس نازک اور حساس مقام تک جا
پہنچایا جو پہلے سے ہی نمی سے تر ہو چکا تھا۔

ابراج!!۔۔۔ اجالا نے شرم سے کانپتے ہوئے اسکو آنکھیں
دیکھا کر ڈپٹا مگر ابراج نے اجالا کی آنکھوں میں گہری اور معنی
خیز نظروں سے جھانکا۔ اس نے ایک لمحے کا وقفہ دیے بغیر
اپنی رفتار بڑھائی اور ایک ایک کر کے اپنی تپتی ہوئی انگلیاں
اس کی نزاکت کی گہرائی میں اتارنے لگا۔ لہنگے کے نیچے اجالا
کی باریک ٹائٹس کی رکاوٹ نے اس کی تیز ہوتی حرکت میں ذرا

سی تنگی پیدا کی تو ابراج کے جنون میں مزید بے چینی اور
اشتعال بھر گیا۔ اس نے ایک ہاتھ سے ٹائٹس کے کپڑے کو
تیزی سے سرکا کر جگہ بناتے ہوئے اپنی انگلیاں ایک ایک کر
کے اجالا کی گرم اور تر گہرائیوں میں اور بھی زور سے دھکیل
دیں۔

آہہہ۔۔۔ وہ چیخ اٹھی۔ آنکھوں کے کنارے اس درد اور
لذت کے ملے جلے امتزاج سے بھیگ گئے۔

اسی بے باک رفتاری کے ساتھ ابراج کا دوسرا ہاتھ اوپر اٹھا
اور اس نے اجالا کے کھلے سفید اور لال ہوتے ابھاروں پر

ہلکی مگر سخت چپت لگائی۔ اس لمس اور تپش کے ملغوبے
نے اجالا کے وجود کو بے اختیار اچھلنے پر مجبور کر دیا۔
آہہ۔۔۔ہہہ۔۔۔ اس کی سسکیاں اور بے ربط سانسیں
ابراج کے شعلہ بار انداز میں مزید طغیانی بھر رہی تھیں جبکہ
ابراج اپنی انگلیاں اسکی نازکی کی مزید گہرائی میں اتارتا ہوا اسے
پوری طرح اپنے جنون کی گرفت میں لیے ہوئے تھا۔
امم۔۔۔ اس نچلی تپش اور شدید دباؤ پر اجالا کے حلق سے
ایک تڑپتی ہوئی سسکاری نکلی۔ وہ بے اختیاری میں بیڈ کی
چادر کو مٹھیوں میں جکڑ کر اپنی کمر اوپر کو اٹھا گئی۔

ابراج اس کی اس لرزش سے ذرا برابر بھی متاثر ہوئے بغیر
اس کے پیٹ پر زبان سے لک کرنے لگا۔ اسکے بیلی بٹن میں
کافی دیر تک زبان گھمانے کے بعد وہ دوبارہ اسکے سپید
ابھاروں پر جھک گیا۔ اس نے باری باری ان نازک
ابھاروں کی نوکدار بلندیوں کو اپنے لبوں کی گرمی میں بھر کر
شدت سے چوسنا شروع کر دیا۔ ایک طرف اس کے دانت
اور زبان ان ابھاروں پر اپنا دیوانہ وار لمس بکھیر رہے تھے تو
دوسری طرف اس کی انگشتیں اجالا کی نچلی گہرائیوں میں
مسلسل تیز اور گہرے چھٹکے دے رہی تھیں۔

امم۔۔ اف۔۔ او گاڈ۔۔۔ اجالا کا پورا وجود درد، لذت اور

اس بے باک جسارت کی تاب نہ لاتے ہوئے ابراج کے
نیچے شدت سے مچل رہا تھا اور اس کی تیز ہوتی سسکیاں اس
شعلہ بار ماحول کو اور بھی مدہوش بنا رہی تھیں۔

ابراج نے سائیڈ ٹیبل سے ریموٹ اٹھا کر روم کی لائٹس کو ڈم
کیا اور بے چینی کے عالم میں اجالا کا بھاری لہجہ ایک ہی جھٹکے
میں اسکے وجود سے الگ کر دیا۔ لائٹس کو مدھم اس لئے کیا
کیونکہ اجالا کی شرم سے کانپتی حالت پر اسے رحم آگیا تھا۔

خود کو بھی پاجامے کی قید سے آزاد کر کے ابراج نے اسکی
ٹانگوں کو تھائیز سے پکڑ کے واکیا اور اسکی انگشتیں ایک دفعہ
پھر اجالا کی گرم نازکی میں اترنے لگیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسکی
جسارتوں میں اضافہ ہو رہا تھا اور اجالا سوائے سسکنے کے کچھ
نہیں کر پا رہی تھی۔ وہ چاہ کے بھی اسے روک نہیں پا رہی
تھی کیونکہ وہ مدہوش ہی اتنا کر رہا تھا۔

ابر۔۔۔ اج۔۔۔ سس۔۔۔ آرام۔۔۔ سے۔۔۔ ابراج نے اپنی
درمیانی مضبوط انگشت کو جو نہی اسکی بہتی وادی میں مزید
زور سے گھسایا تو وہ مچل کر بستر سے اوپر ہوتی سسکتے ہوئے

التجائیہ انداز میں بولی۔ پلکیں بھیگتی جا رہی تھیں لیکن لطف
بھی مل رہا تھا۔ ابراج کا نچلا بدن مزید آگ پھینک کر سخت
ہو رہا تھا۔ اجالا کو یہ پیش اپنی نازکی کے قریب تھائیز پہ با
آسانی محسوس ہو رہی تھی۔

ابراج نے اپنا آگ کی مانند پیتا اور سخت ہوتا وجود اس کی انر
تھائیز تک لے جاتے ہوئے اپنی درمیانی انگلی کی رفتار اس کی
نازکی میں مزید بڑھادی اور اسے سختی سے ان اینڈ آؤٹ
کرنے لگا۔

وہ اب اس کی نازک کمر کو اپنے ایک ہاتھ کی گرفت میں سختی
سے کسے دوسرے ہاتھ سے اپنے پیبت ناک اور تناؤ زدہ وجود
کو پکڑ کر اس کی گرم نازک تھائیز اور اس کی مچلتی وادی کی
دہلیز پر مسلنے لگا۔

اب۔۔۔ راج۔۔۔ کو۔۔۔ اس تپش اور شدت نے اجالا
کے حس و حواس مفلوج کر دیے تھے۔ وہ بستر کی چادر کو
دونوں ہاتھوں میں دبوچے آنکھیں موندے درد اور بے خودی
کی انوکھی کیفیت میں سانسیں روک رہی تھی۔

ابراج۔۔۔ پلیر۔۔۔ رک۔۔۔ جا۔۔۔ و۔۔۔ تیز ہوتی دھڑکنوں کے
ساتھ اس کی آواز کپکپاہٹ اور التجاؤں میں ڈوبی ہوئی تھی
لیکن ابراج اس وقت کسی التجا یا رحم کے موڈ میں نہیں تھا۔
اس کے انداز میں اک جنونی حق اور شدید بے چینی شامل
تھی۔

رکنے کا تو اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!۔۔۔ ابراج نے اس کے
ہونٹوں کا زوردار بوسہ لے کر مدہوشی میں جواب دیا۔
ڈرو نہیں! اپنی اور میری حالت پر رحم کھاؤ!۔۔۔ اس نے
اجالا کی رانوں کو مزید مضبوطی سے جکڑتے ہوئے اپنے وجود

کے دباؤ کو اس کی وادی کی دہلیز پر مزید سخت کر دیا اور اس کی
لرزتی بھیگی پلکوں پر اپنے گرم لب رکھتے ہوئے دھیمی
مدہوش کن سرگوشی میں بولا۔ دونوں ہی ایک دوسرے میں
سمانے کے لئے بے تاب تھے مگر اجالا کی آنکھوں میں فطری
جیا اور ڈر تھا۔

تمہیں۔۔ بھی تو۔۔ نہیں آ رہا میری حالت پہ رحم۔۔ اجالا
نے بھیگی کانپتی آواز میں شکوہ کیا۔ وہ اسے نڈھال کر چکا
تھا۔

رحم آ رہا ہے تو آگے بڑھ رہا ہوں۔ اگر بے رحمی دیکھانی ہوتی
تو ابھی تک تم تمہیں اپنی قربت کے لئے ترسا رہا ہوتا۔ سو
ڈرامے بازیاں بند کر کے میرا ساتھ دو۔۔۔ ابراج شاہ نے
اسکے گال چوم کر محبت سے کہا اور اسکی پشت نرمی سے
سہلانے لگا۔

ڈرامے بازی نہیں کر رہی۔۔۔ مجھے واقعی ڈر۔۔۔ لگ رہا
ہے۔۔۔۔۔ اجالا نے ناک سکوڑ کر خفگی سے جتایا۔
ڈر لگنا اس سیچویشن میں نارمل ہے۔ اگر تم میرا ساتھ دوگی
تو مجھے پانچ منٹ بھی نہیں لگیں گے یہ ڈر بھگانے میں۔۔۔

پھر اسکے بعد تم بھی انجوائے کرو گی۔۔۔ ابراج شاہ نے
گھمبیر آوازیں بولتے ساتھ ہی درمیانی اور شہادت کی انگلیوں
کی حرکت اجالا کی بھیگی گرم نازکی کے اندر بے حد سخت اور
تیزی سے جاری رکھی تھی جہاں ہر ان اینڈ آؤٹ پر اجالا کی
سانسیں بے ترتیب ہو کر اوپر کو اٹھ رہی تھیں۔

آہہ۔۔۔ مجھے درد زیادہ ہوا تو چھوڑوں گی نہیں تمہیں۔۔۔ وہ
اب کی دفعہ دھمکی آمیز لہجے میں خود کو اسکے سپرد کرتی اپنی
بانہوں کا ہار اسکے گلے میں پہنا گئی۔

میں یہی تو چاہتا ہوں کہ تم مجھے کبھی نہ چھوڑو، ہمیشہ میرے
سر پہ مسلط رہو!۔۔۔ ابراج شاہ نے ہلکا سا ہنس کر اسکی
ناک چومتے ہوئے اپنی انگشت کی رفتار بڑھائی۔ اس کی ہر
رگڑ کے ساتھ اجالا کی کمر بستر سے اوپر کو مچل رہی تھی لیکن
ابراج کی مضبوط گرفت اسے کہیں ہلنے کا موقع نہیں دے
رہی تھی۔

اپنی فنگرز سے اس کے اندرونی حصے کی گرمی کو پوری طرح
بیدار کرنے کے بعد اس نے اپنا دوسرا ہاتھ اٹھا کر اجالا کے

ننگے دھڑکتے اور اچھلتے ابھاروں پر دھیرے سے ایک ہلکی سی

چپت لگائی۔

سسسس۔۔۔ اس شریر لمس اور ہلکی سی ضرب پر اجالا کے
حلق سے ایک زبردست لذت بھری سسکی ابھری اور اس کی
آنکھوں میں ٹھہرے چند بھیکے قطرے بہہ کر تکیے میں جذب
ہو گئے۔ ابراج نے ایک بار پھر اس کے نچلے ابھاروں پر
نرم مگر باختیار انداز میں انگلیاں پھیلا کر انہیں دبایا اور پھر
سیدھا اس کے چکنے کو لہوں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

اس نے اجالا کے دونوں نرم گول کو لہوں کو اپنی بڑی گرم
ہتھیلیوں کی گرفت میں سختی سے جکڑا اور اسے ذرا سا اوپر کی
طرف اٹھاتے ہوئے اپنے سخت پتے ہوئے وجود کو اس کی
تنگ وادی کے دہانے پر بالکل سیدھا سیٹ کیا۔

اب۔۔۔ راج!۔۔۔ اجالا نے ڈر کر اسے پکارا۔ اسکی ادھم
مچاتی دھڑکنیں بس سے باہر تھیں۔

شش! تم صرف مجھے کس کرنے پہ فوکس کرو۔۔۔ ابراج نے
اپنے ہونٹ اس کے قریب کرتے ہوئے اسکا دھیان بٹانا چاہا۔
وہ سوکھتے حلق کو محسوس کرتی سر تکیے سے اٹھا کر اس کے لب

دھیرے سے چومنے لگی۔ دل ابھی تک یونہی کانوں میں

دھڑک رہا تھا۔ دونوں پسینے سے نچڑ رہے تھے۔

ابراج نے سرشار ہوتے اجالا کی کس میں اسکا ساتھ دینے

کے ساتھ تھوڑا سا دباؤ بڑھا کر اسکی نازکی کے اندر داخل

ہونے کی پہلی کوشش کی، اسے شدید مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔

اجالا کی نازکی اس قدر تنگ تھی کہ اس کا پتتا ہوا جاندار وجود

محض ابتدائی حصے تک جا کر اٹک گیا اور ایک ملی میٹر بھی آگے

بڑھنا دشوار ہو گیا۔

اجالا نے اسکے بھاری وجود کی تپش سہتے ہوئے اس کے
لبوں پر اپنی گرفت بڑھا دی جبکہ اس شدید تنگنائی اور سختی پر
ابراج نے ایک لمحے کے لیے اپنا زور روکا۔ اجالا کے وجود
میں خوف اور درد کی لہر دوڑ گئی تھی اور اس کی ٹانگیں بے
ساختہ کانپ رہی تھیں مگر وہ ابراج کے کہے کے مطابق اسکے
ہونٹ چومتی اپنا دھیان بٹانے کی کوشش کرتی رہی۔ وہ بھی
وقفے وقفے سے کس بیک کر رہا تھا مگر اسکا دھیان اسکی نازکی
کی طرف بھی تھا۔

تنگنائی کے اس حصار کو توڑنے کے لیے ابراج نے جلد بازی
کرنے کے بجائے اپنی درمیانی انگشت کو دوبارہ اس کی بہتی
وادی کی چکناہٹ میں ڈبویا اور اس کی گیلاہٹ کو اٹھا کر اپنے
تپتے ہوئے وجود کے نچلے حصے اور دہانے پر اچھی طرح مل کر
مسلا۔ اس قدرتی چکناہٹ سے اپنے وجود کو پوری طرح تر
کرنے کے بعد اس نے اجالا کے کو لہوں پر اپنی گرفت کو مزید
بے رحم اور مضبوط کیا، اس کی دونوں رانوں کو اپنے گھٹنوں
کی مدد سے مزید وا کر کے چوڑا کرتا دوبارہ کوشش کرنے لگا۔

اجالا کی شدید تنگنائی کی وجہ سے اسے اگلی دو سے تین بار
کوشش کرنے کے باوجود وہی دشواری پیش آتی۔ ہر بار جب
ابراج دباؤ بڑھا کر اندر اترنے کی سعی کرتا تو اجالا کی ناز کی کا
کساؤ اور تنگی اس کے تپتے وجود کا راستہ روک دیتی۔ اس
شدت اور بار بار کے دباؤ سے اجالا تکلیف سے مچلتی اسکے
لبوں پہ دانت گاڑے جا رہی تھی اور ساتھ ہی روتے ہوئے
ابراج کے چوڑے شانوں کو اپنے ناخنوں کی گرفت میں سختی
سے جکڑ لیا تاکہ وہ اس اذیت کو کسی طرح روک سکے۔

شد! رونابند کرو یا رکچھ بھی نہیں ہوگا اجالا!۔۔۔ ابراج
نے اپنے ہونٹ اسکے دانتوں سے چھڑوا کر نرمی سے کہتے
ہوئے اپنے چہرے کو اس کی بھیگی گالوں سے مس کرتے
ہوئے اسے ریلیکس کرنے کے لیے دھیمی بوجھل سانسیں
اس کی گردن پر چھوڑیں۔ اس نے دو سے تین بار پے در
پے صبر اور نرمی کے ساتھ تھوڑا تھوڑا دباؤ بنا کر کوشش
دہرائی تاکہ اس کا جسم اس ناگہانی لمس اور دباؤ کو قبول کرنے
کے قابل ہو سکے۔ (اجالا بھی محسوس کر رہی تھی کہ وہ جلد

بازی کرنے کی بجائے اپنی جنونی طبیعت کے برعکس پہلے

اسے اس لمس کا عادی بنا رہا ہے۔)

اجالا تھوڑی کمر اٹھا کے خود کو بالکل ریلیکس کر دو۔ جتنا خود

کو ڈراؤگی، اتنا درد ہو گا۔۔۔ اس نے اجالا کی دونوں برہنہ

کانپتی ٹانگوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بالکل چوڑا کر کے

مزید وا کر دیا اور اس کی بھیگی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تحکمانہ

مگر مدہوش کن انداز میں ہدایت دی۔ اجالا نے ہچکیاں دباتے

ہوئے اس کے لمس کے جادو اور حکم کے تحت اپنی کمر کو

بستر سے ذرا سا اوپر اٹھایا اور اپنے پورے وجود کو بے بس
چھوڑ دیا۔

ابراج نے اس لمحے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے کوہلوں
کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ کر اسے اور بھی اونچا سہارا دیا، اپنے
تپتے وجود کو بالکل صحیح زاویے پر سیٹ کیا اور ایک جاندار
گہرے اور مستقل دباؤ کے ساتھ ایک ہی روانی میں اس کی
وادی کے تمام حصار توڑتا ہوا بالآخر پوری طرح اس کی نازکی
کی گہرائی میں اتر گیا۔

آہہہہ۔۔۔ بالآخر اس کی گہرائی میں اترتے ہی اجالا کے وجود

سے ایک دردناک صدمے سے بھری چیخ برآمد ہوئی اور وہ
بلک بلک کر رو پڑی۔ اس کے چہرے کی تمام رنگت اڑ چکی
تھی اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی مسلسل بہہ کر تکیے کو
بھگونے لگی۔ اس کی نازک انگلیاں ابراج کے شانوں کو اتنی
سختی سے دبوچ چکی تھیں کہ اس کے ناخن اس کی جلد میں
پیوست ہو رہے تھے۔ ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔
یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی اسکا نچلا وجود دھر سے الگ کر چکا

ہے۔

بس میری جان! اتنی ہی درد ہونی تھی۔ شش۔۔۔ ابراج
نے اس کی شدتِ تکلیف اور آنسوؤں کو محسوس کرتے ہی
خود کو بالکل ساکت کرتے ہوئے پیار سے خاموش کروانا
چاہا۔ اسے اجالا کے رونے سے تکلیف ہوئی تھی۔

بہت۔۔ بد تمیز۔۔ ہو۔۔ تم۔۔ میں۔۔ کبھی۔۔

معاف۔۔ نہیں کروں گی۔۔ تمہیں۔۔۔۔۔ اجالا ہچکیوں سے

روتی ہوئی سر اٹھا کے اسکی گردن پہ زور سے دانت گاڑتی

شکوے کرنے لگی۔ (اسے کو سننے کے علاوہ وہ کر بھی کیا

سکتی تھی؟)

ابراج نے مسکراہٹ دبا کر بغیر کوئی ذرا سی بھی مودمنت
کیے اپنا پورا وزن اس کے وجود پر ڈالنے کے بجائے اپنے
ہاتھوں کی ٹیک پر سنبھالا۔ اس نے اجالا کو خود میں ڈھالنے
کے لیے بالکل جامد حالت اختیار کر لی تاکہ اسے مزید کوئی تکرر
یا چبھن نہ ہو۔

اگر ایسے روتی رہو گی تو میں آگے نہیں بڑھ پاؤں گا!۔۔۔ ابراج
نے اپنے لب اجالا کے بھگے ہوئے پیوٹوں، پیشانی اور سرخ
پڑتی گالوں پر رکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا اور دھیرے
دھیرے اپنے نرم لمس سے اس کے آنسو پونچھنے لگا۔

درد ہو رہی ہے تو کیا روؤں بھی نہیں؟ خود تو تم سے ایک
سیکند بھی درد برداشت نہیں ہوتا۔۔۔ ہونہ۔۔۔ اجالا اس
حالت میں بھی اسے باتیں سنانے سے باز نہ آئی۔ سوں سوں
کرتی وہ ابراج کو بہت پیاری لگ رہی تھی۔

واؤووو! اور تمہیں لگتا ہے کہ مجھے درد نہیں ہوئی؟ اتنی تو
ٹاٹ ہو تم، مجھ سے پوچھو کیسے درد برداشت کیا ہے۔ ایک
تو عورتوں کو پتہ نہیں کیوں لگتا ہے کہ مردوں کو کسی صورت
درد نہیں ہو سکتا!۔۔۔ ابراج شاہ نے دانت پیس کر خود

بھی بے شرمی اور خفگی سے شکوہ کیا تو اجالا کے کانوں سے
دھواں نکلنے لگا اسکے کھلے الفاظ سن کر۔۔

بکو اس نہ کرو! تمہیں ہی شوق ہو رہا تھا یہ سب اتنی جلدی
کرنے کا! کچھ دن صبر کر لیتے تو کیا ہو جانا تھا۔۔۔ اجالا
کہاں سننے والوں میں سے تھی؟ وہ شرم ایک طرف رکھ کے
منہ پھولا کر اسے کوسنے لگی۔

ہاں اور تمہیں تو بالکل شوق نہیں ہو رہا تھا؟ رائٹ؟ تمہارے
جسم سے ایسے ہی اتنی ہیٹ نکل رہی تھی؟ اور ویٹ تو تم
بالکل نہیں تھی! ہے نا؟۔۔۔ ابراج شاہ نے بنا کسی لگی

لپٹی کے مسکراہٹ دبا کر طنزیہ لہجے میں اسکی کچھ دیر پہلے
والی مدہوشی پہ چوٹ کی تو وہ کھسیانی سی ہو گئی۔

شٹ اپ ابراج! درد ہو رہا ہے مجھے۔۔۔ اجالانے بات
بدلنے کی غرض سے لاڈ بھرے انداز میں کہا۔ درد اسے
واقعی ہو رہا تھا۔ دونوں میاں بیوی ہی نازک تھے۔

ویٹ!۔۔۔ ابراج نے اپنا وجود نرمی سے اسکی گہرائیوں
سے نکال کر سائیڈ ٹیبل سے ٹیشو اٹھا کے اسے اور خود کو کلین
کیا اور سائیڈ ٹیبل کے نچلے دراز سے لیوب نکال کر نرم پوروں
سے اس کی سوجی گہرائیوں پہ لگاتا اسے آرام دینے لگا۔

اجالا نے سکون کے احساس سے آنکھیں موند لیں، کچھ لمحے
یوں ہی سکون کے گزر گئے تھے، اجالا کے درد کا سلسلہ دھیمہ
پڑا اور۔ یہاں تک کہ ابراج کے سخت وجود کے دوبارہ پیش
قدمی کرنے پر اس کا جسم اس ناگہانی زبردست دباؤ اور
کساؤ سے تھوڑا مانوس ہو کر سنبھلنے لگا۔

آگے بڑھوں؟۔۔۔ جب ابراج کو محسوس ہوا کہ اس کے
جسم کا تناؤ کم ہو چکا ہے اور اس کی سانسیں معمول پر آرہی
ہیں تو اس نے اجالا کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے
پیالے میں بھر کر اس کی بھیگی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ہمم!۔۔۔ اجالا نے ہنکارا بھر کے اثبات میں سر ہلایا اور
اپنے بازو اسکی پشت پہ باندھ لئے۔ اسکی طرف سے اشارہ
ملتے ہی ابراج نے خود کو ذرا سا چھپے کھینچ کر اپنا پہلا گہرا اور
جاندار اسٹروک لگایا۔

آہہ۔۔۔ اجالا کے حلق سے ایک مدہم سی سسکی نکلی لیکن
اس بار اس میں پہلے جیسا درد نہیں بلکہ اک عجیب سا سحر
تھا۔ ابراج نے اپنے اسٹروکس کی رفتار کو متوازن اور
مسلسل رکھا۔ وہ اپنے ہونٹوں کو دوبارہ اجالا کے حوالے کرتا
جنونی ہوتے حرکت کرنے لگا۔

ابراج نے کچھ دیر اسی یکسانیت کے ساتھ اسٹروکس جاری رکھے یہاں تک کہ اجالا کی سسکیوں کا ردھم بدل گیا اور اس کا وجود اس کے تمام تردباؤ کو قبول کرنے لگا۔

آہہ۔۔۔ اففف۔۔۔ ابراج کو پوری قوت کے ساتھ خود میں گھلتا ہوا محسوس کر کے اجالا کے لبوں سے مدہوش کن سسکیاں برآمد ہونے لگیں۔

اس کی سانسوں کی تپش اور بڑھتی بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے ابراج نے بغیر اپنا وجود باہر نکالے نہایت مہارت اور نرمی سے اس کی پوزیشن تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس نے اجالا کے نچلے دھڑ کو ہلکا سا سہارا دیتے ہوئے اسے

ایک سائڈ پر موڑا اور خود اس کے بالکل چھپے سائڈ آن

(Side-lying Position) میں سیٹ ہو گیا۔ اس کی ایک

ٹانگ اجالا کی ران کے اوپر آئی جبکہ اس کا ایک ہاتھ اجالا کے

پیٹ کو کس کر اپنے ساتھ چپکائے ہوئے تھا تاکہ دونوں کے

درمیان ذرا سا بھی فاصلہ باقی نہ رہے۔

سس۔۔۔ پوزیشن بدلتے ہی زاویے کی اس نئی تپش نے

اجالا کو لمحے بھر کے لیے دوبارہ سسکنے پر مجبور کر دیا۔ اس

اینگل سے ابراج کا گہراؤ اور زیادہ محسوس ہو رہا تھا۔

ابراج نے اس کی گرم گردن کی پشت پر اپنے لب رکھے،
ان کی خوشبو سانسوں میں اتاری اور اسی زاویے سے ایک
بار پھر گہرے اور مسلسل جھٹکوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔
اس پوزیشن میں ہر جھٹکا پہلے سے زیادہ گہرا اور جاندار ثابت
ہو رہا تھا۔ اس کے ہاتھ کی گرفت اجالا کے پیٹ پر مزید
سخت ہوتی جا رہی تھی اور اس کا ہر ان اینڈ آؤٹ اجالا کی
نازکی کو اندر تک چھو رہا تھا۔

اففففف۔۔۔ اب۔۔۔ راج!۔۔۔ اجالا نے سسکتے کانپتے
ہوئے اپنی آنکھیں سختی سے موند لیں اور بستر پر پڑے تکیے کو

دونوں ہاتھوں سے جکڑ لیا۔ ابراج کے جھٹکوں کی روانی اور
تال میل اتنی بے رحم مگر مدہوش کن تھی کہ اجالا کی سسکیاں
اب مکمل طور پر اس کے جنون اور وصل کی کیفیت میں ڈھل
چکی تھیں۔

اسی سحر انگیز اور تند و تیز روانی کے دوران اچانک ابراج کے
ذہن میں دھماکہ سا ہوا کہ اس نے کوئی حفاظتی تدبیر (کنڈوم)
اختیار ہی نہیں کی تھی۔ (ابھی بے بی پلاننگ کا ارادہ نہیں تھا
کیونکہ ان پہ پڑھائی کا بردن تھا) اس احساس کے ہوتے ہی

اس نے بغیر لمحہ ضائع کیے اپنے حرکت کرتے وجود کو ایک
حٹکے سے روکا اور خود کو ذرا سا چھپے کھینچا۔

اجالا جو اس کے لمس کی روانی میں گم تھی، اچانک اس وقفے
پر بے ساختہ سانس بحال کرنے لگی۔ ابراج نے ایک ہی

ہاتھ کی پہنچ سے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ریپر نکالا، اسے

دانتوں سے پھاڑ کر تیزی سے کندھوم اپنے تپتے اور سخت وجود

پر چڑھایا اور بغیر کسی تاخیر کے دوبارہ اسی اینگل سے اجالا کے

وجود میں مکمل گہرائی تک اتر گیا۔ اجالا کا پورا وجود لال سرخ پڑ

رہا تھا۔

اس بار ابراج کی شدت اور طاقت میں بلا کا جنون تھا۔ اس
نے معنی خیز سانسیں خارج کرتے اجالا کو کمر سے دبوچ کر
اپنی سمت مزید کسا اور بھرپور قوت اور طاقت کے ساتھ
گہرے چھٹکے لگانا شروع کر دیے۔ ہر ایک اسٹروک حتمی اور
بے رحم حد تک جاندار تھا۔

آہہہہہہ۔ سٹاپ۔۔۔۔۔ اجالا کے حلق سے نکلنے والی سسکیاں
اور چیخیں اس کے اس بے پناہ دباؤ کے ساتھ مل کر کمرے
کی خاموشی کو بلاکت انگیز بنا رہی تھیں۔

اور پھر اس جنون کی انتہا پر پہنچتے ہی کافی دیر کی محنت و
مشقت کے بعد ابراج کا پورا وجود اکڑ گیا اور اس نے ایک
اخری زبردست اور گہرے اسٹروک کے ساتھ خود کو کنڈوم
کے اندر ہی مکمل طور پر ریلیز کر دیا۔ دونوں کی سانسیں پھول
چکی تھیں، دھڑکنیں کانوں میں بج رہی تھیں۔

ابراج نے خود کو سست رفتار سے چھپکھینچتے ہوئے
استعمال شدہ کنڈوم کو احتیاط سے اتار کر بیڈ کے نیچے کونے
میں پڑی ڈسٹ بن میں پھینکا اور سائیڈ ٹیبل پر رکھے ٹشو سے

پہلے خود کو اور پھر اجالا کے بھگے اور کانپتے ہوئے وجود کو

نہایت نرمی سے صاف کیا۔

اجالا کا سانس ابھی تک پھولا ہوا تھا اور اس کی لمبی بھگی
پلیں حیا کے مارے جھکی ہوئی تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ خود
کو سنبھال کر چادر اوڑھنے کی کوشش کرتی، ابراج نے ایک
ہی جھٹکے میں اسے اپنی جانب کھینچا اور بے حد زور سے اپنے
گلے سے لگا لیا۔ اس کے شانے اور کشادہ سینہ اجالا کے
برہنہ دھڑکتے وجود کے ساتھ یکجان ہو گئے۔

مزہ آیا؟؟۔۔۔ ابراج نے جان بوجھ کر ایک شرارت اور
غرور سے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ اپنے جسم کا زیریں
پتتا ہوا حصہ اس کی نرم تھائیز کے ساتھ رگڑ کر مس کرتے
ہوئے سوال کیا جس پر اجالا کا پورا وجود حیا سے لرز کر مزید
سمٹ گیا۔

بس۔۔۔ بکو اس۔۔۔ ہی کرتے۔۔۔ رہنا ہمیشہ!۔۔۔ اجالا
نے ہمیشہ والا جواب شرم سے جھنجھلاتے ہوئے دے کر
اپنی شرمیلی مسکراہٹ کو چھپایا۔ (ابراج اسکی سوچ سے
زیادہ جنونی ثابت ہوا تھا۔)

ابراج نے ہنستے ہوئے جھک کر اس کی لرزتی بند آنکھوں کے
پیوٹوں کو باری باری چوما اور اس کے کان کے پاس گہری
بوجھل سانس چھوڑی۔

تم ایسے ہی ڈر رہی تھی! مجھے تو بہت مزہ آیا۔۔۔ ابراج نے
اسے چھیڑنا جاری رکھتے ہوئے خود پر اور اجالا پہ چادر اوڑھ
لی۔

میری حالت بگاڑ کر تمہیں ہمیشہ ہی بہت مزہ آتا ہے۔ ہونہہ!
مجھے تو لگ رہا تھا آج تم مجھ سے سارے پرانے بدلے لے
کر مجھے جان سے ہی مار دو گے۔۔۔ اجالا نے اس کے برہنہ

سینے پہ زور سے دانتوں کے ساتھ مکوں کا وار بھی کرتے

ہوئے اپنا بدلہ لینے کا معصوم سا طریقہ اپنایا۔

ہاہاہا۔۔۔ ویسے تو تم مجھ سے ڈرتی نہیں تھی لیکن چلو اسی

بہانے سہی!؟۔۔۔ ابراج شاہ نے قہقہہ لگا کر فرضی کالر

اچکاتے ہوئے اسکی ناک اپنے لبوں میں دبائی۔

کس نے کہا کہ میں اب اس بہانے تم سے ڈرنا شروع ہو

جاؤں گی؟۔۔۔ اجالا نے اپنی زبان کی لڑکھڑاہٹ پہ قابو ہا کر

مصنوعی غصے سے اسے آنکھیں دیکھا کر جواب دیا۔

کم آن! جسٹ ایکسپٹ دیٹ کہ تم میرے ”جنون“ سے ڈر

رہی تھی اجالا شاہ!۔۔۔ ابراج شاہ نے پر اسرار لہجے میں
سرگوشی سے کہتے ہوئے اپنا نچلا وجود دوبارہ سے اسکی ٹانگوں

پر رب کیا تو وہ اسکے الفاظ اور حرکت پہ سانس تک روک

گئی۔ وہ سہی ہی تو بول رہا تھا۔

تھک۔۔۔ گئی۔۔۔ ہوں۔۔۔ میں بہت!۔۔۔ اجالا نے تھوک

نگل کر اس سے بچنے کی غرض سے مصنوعی معصومیت کا

سہار لے کر جواب کر دیا۔

تھکنا تو مجھے چاہیے، تم نے رونے اور سسکنے کے علاوہ اور کیا

ہی کیا ہے؟۔۔۔ ابراج نے ہنسی دبا کر اسے مصنوعی

افسوس سے سرنفی میں ہلا کر جوابی کاروائی کی۔

اچھا تو تمہارے اس بے رحم جنون کو کسی invisible چڑیل

نے برداشت کیا ہے؟ یہی کہنا چاہتے ہو نا تم؟۔۔۔ وہ

اسکے بے تکے جواب کو سن کر بھڑکتی ہوئی ناراضی سے اسکی

بانہوں میں مچلنے لگی۔

خیر invisible تو نہیں مگر ”چڑیل“ نے ہی کیا ہے!۔۔۔
ابراج نے لب دبا کر ہنسی روکتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی
سے اس کو چھیڑنا جاری رکھا۔

سہی ہے پھر اسی چڑیل کو جا کے گلے لگاؤ! چھوڑو
مجھے۔۔۔ وہ اسکا جواب سن کر غصے سے سرخ پڑتی ابراج
کے بازو اپنی بانہوں سے نکالنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔
ہاہاہا۔۔۔ تو اسی کو لگایا ہوا ہے اور کسے لگانا ہے؟۔۔۔
ابراج نے ڈھیٹائی سے قہقہہ لگا کر اجالا کو آنکھ مارتے ہوئے
اور بھی کس کے گلے سے لگا لیا۔

منہ نہ لگو میرے! سب نے آج میری اتنی تعریف کی لیکن

مجال ہے تمہارے منہ سے ایک بھی لفظ پھوٹا ہو۔۔۔

اجالا نے ناراضی سے اپنا چہرہ پھیر کر شکوہ کیا۔

چلو ووجی! تو یہ کیا اتنی دیر سے میں جھک مار رہا تھا؟۔۔۔

ابراج کا جی چاہا کہ اپنا سر پیٹ لے۔ اس نے اجالا کا چہرہ اپنی

طرف کر کے اسکو آنکھیں دیکھا کے طنزیہ جواب دیا۔

اور ہال میں کی تو تھی تمہاری تعریف!؟ ابھی بھی کب سے

تمہیں چوم چوم کے اپنا پیار برسا رہا تھا۔ تمہارا حسن دیکھتے ہی

میرے جسم نے لاوے کی طرح ابلنا شروع کر دیا تھا اور پھر

جو میں نے اپنی شدتیں تم پہ لٹائی۔ کیا یہ سب تعریف کا حصہ
نہیں تھا؟۔۔۔ ابراج نے اسکی سرخ غصے سے پھولتی ناک
چوم کر بے باکی سے تفصیلی انداز میں کہا تو وہ اور بھی
جھینپ سی گئی۔

پھر بھی۔۔۔ منہ۔۔۔ سے تو زیادہ تعریف نہیں کی نا۔۔۔ کہ میں
کیسی لگ رہی تھی؟ میرے لئے الفاظ نکالتے ہوئے تو ویسے
ہی تمہارا منہ گھس جاتا ہے!۔۔۔ اجالا نے پگھلنے کی بجائے
ناراضی ہنوز قائم رکھتے اس کے سینے پہ انگلیاں پھیریں۔ وہ
اسکی بانہوں میں یوں ناز دیکھاتے ہوئے بے حد کیوٹ لگ

رہی تھی۔ زلفیں الجھ کر شانے اور چہرے پہ بکھری ہوئی
تھیں۔

سچ بتاؤ تو اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ میرا دل چاہ رہا تھا تمہیں
حال میں عورتوں کی نظروں سے بھی چھپا کر اپنے سینے میں قید
کروں۔ دل ایسے ڈھول بن کے دھک دھک کر رہا تھا کہ مجھے
لگا ابھی دھڑکنیں رکیں، ابھی رکیں اور میں گیا کام سے، لیکن
شکر ہے بچت ہو گئی۔ تمہارے علاوہ دھیان کہیں جانے کو
تیار ہی نہیں تھا۔۔ اوپر سے تم اتنی کیوٹ لگ رہی تھی
حال میں بھی شرارتیں کرتے ہوئے، بس نہیں چل رہا تھا

وہیں کھا جاؤں تمہیں۔۔۔ ابراج صاف گوئی سے لہجے میں
بہت مٹھاس اور وارفتگی لئے اس کے چہرے کا ہر نقش
چومتا ہوا بول رہا تھا اور وہ دھیمے انداز میں مسکراتی اسے سن
رہی تھی۔

مما۔۔ تو بار بار مجھے چپ کروا رہی تھیں کہ دلہنیں زیادہ بولتی
ہوتی اچھی نہیں لگتیں۔۔۔ اجالانے آنکھیں گھما کر اسے ماں
کی شکایت لگائی تو وہ ہنسا۔

دوسروں کا پتہ نہیں لیکن مجھے اپنی دلہن بولتے ہوئے تو کیا
نصیبو لال کے گانے پہ ڈانس کرتی ہوئی بھی پیاری لگتی

ہے!!۔۔۔ ابراج نے اسکی کلائیوں میں موجود چوڑیوں پہ
لب رکھتے ہوئے معنی خیزی سے کہا تو اجالا نے آنکھیں سکیڑ
کے اسے غور سے دیکھا۔

”پایاں چوڑیاں میں آج سطرنگیاں

ماہیاتیرے دیکھن نوں“

ابراج نے اسکی سکڑی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر ہنستے ہوئے
شرارت سے یہ دو بول گنگنا کر اسے آنکھ ماری تو اجالا نے منہ
کھول لیا۔ بے اختیار اپنا پارلر میں ڈانس کرنا یاد آیا۔

ہاہ۔۔ تم نے کہاں سے دیکھا تھا مجھے ڈانس کرتے

ہوئے؟۔۔۔ اجالا نے حیرانی سے بے ساختہ پوچھا۔

میں نے تو تمہیں کل رات اور بھی بہت سے گانوں پہ ناچتے

دیکھا تھا۔۔

”اینا اچا لمباتیرا قدوے

اک کڑی نئی جاندی

وے سنبھالی وے“

ابراج شاہ نے گلہ کھنکھار کر مزید ایک گانا گنگنا کے اجالا کو

tease کرتے ہوئے اور بھی کچھ یاد دلایا۔

تم۔۔ تم تو کل کراچی۔۔ میں تھے نا۔۔ تمہیں کیسے
پتہ؟؟۔۔ وہ ہکا بکا ہوتی بمشکل سوال کر سکی۔ ابراج نے
اسے حقیقتاً شک کر دیا تھا۔

ہاہا بس میرے ریسورسز کام آگئے تھے ورنہ تمہیں کیا لگ رہا
تھا کہ میں تمہاری مہندی کی لک دیکھے بغیر تمہاری جان خلاصی
کر دیتا؟ ہاہا ہر گز نہیں۔۔ مجھے تمہیں دیکھنے کے لئے رات و
رات اسلامباد کی فلائٹ بھی کروانی پڑتی تو میں گریزنہ
کرتا۔۔ ابراج شاہ نے ہنستے ہوئے گردن اکڑا کر اسے
جتانے والے انداز میں جواب دیا۔ وہ اپنی شوخیاں اور

شرارتیں یاد کرتی سرخ پڑی۔ کل وہ کتنے مزے سے اسے تنگ
کر رہی تھی لیکن یہ چالاک انسان سب جانتا تھا؟
اب زرا تم اپنے ان ریسورسز کا کھل کے بتانا پسند کرو گے
مجھے؟؟۔۔۔ اجالا نے اسکا جبراً دبوچ اپنی نرم ہتھیلی میں
دبوچ کر خفت سے پوچھا۔

اگر تمہیں تھوڑی دیر شرافت سے سونا نہیں ہے تو کیا میں
دوبارہ گھس جاؤں تم میں؟؟۔۔۔ ابراج نے اسکے سوال کا
جواب دینے کی بجائے بے باکی سے دھمکی لگاتے ایک دم اپنا
وجود اسکی نازکی پہ رگڑ کر آگے دھیلکنا چاہا جب وہ ہڑبڑا کر

فوراً اس سے تھوڑا فاصلہ قائم کرتی لال سرخ ہوئی اور زور

زور ست ناں میں سر ہلانے لگی۔

مجھے۔۔۔ نیند۔۔۔ آرہی ہے!۔۔۔ میرے۔۔۔ کپڑے۔۔۔ اجالا

سٹیٹا کے التجائیہ ہوئی۔

شش! بعد میں کپڑے پہن لیں گے، کیونکہ یہ نیند لینے کی

اجازت میں صرف تمہیں ایک سے ڈیڑھ گھنٹے کی دے رہا

ہوں۔ اس کے بعد جب تم نے مجھے پھر سے جھیلنا ہے تو کیا

فائدہ کپڑوں کے تکلف کا؟؟۔۔۔ ابراج نے اسکو واپس خود

میں بھیختے ہوئے بھاری لہجے میں کہا۔ وہ تھوک نکلتی اسے

گھورنے لگی۔ (مطلب اس پاگل شخص کو ابھی مزید سہنا باقی

تھا؟)

لیکن۔۔۔

شش! چپ کر کے آنکھیں بند کرو ورنہ اگلے چند سیکنڈوں
میں تم اپنے اندر مجھے بہت شدت سے محسوس کرو گی۔۔۔
اسے مزید کچھ بولنے کے لیے ہونٹ وا کرتے دیکھ کر ابراج
نے اس کے لبوں پہ لب رکھ کر وارن کیا تو اجالا نے بنا کسی دیر
کے فوراً آنکھیں میچ لیں۔ ابراج کے لبوں پہ مسکراہٹ
رقصاں ہوئی۔ اس نے دراز سے گیلے واپس نکال کر اپنے

ہاتھوں کو وقتی طور پہ یونہی کلین کیا اور خود بھی اجالا کے
بالوں میں چہرہ چھپا کے چند لمحے سونے کی تیاری پکڑنے لگا۔
ابھی تو اسے اسکی اصل میں جان ہلکان کرنی تھی، یہ تو صرف
بریک دی تھی اپنی قربت سے، تاکہ وہ نازک لڑکی تھکاوٹ
کے باعث مسلسل اسے سہتی بیمار نہ پڑ جائے۔

نجانے کب دونوں کو یونہی ایک دوسرے کی آغوش میں بہت
پر سکون نیند آگئی تھی۔ ان کی نیند سے بوجھل سانسیں کمرے
میں گونجنے لگیں۔

ان کو نیند میں ڈوبے ابھی ڈیڑھ گھنٹہ ہی مشکل سے گزرا تھا کہ
ابراج کو نیند میں ہی اپنے نچلے وجود میں اک بے پناہ سخت
کھچاؤ محسوس کیا۔ اسی لمحے اجالا کی تپتی ہوئی ران کا لمس
ملنے ہی اس کے تناؤ زدہ وجود کی رگوں میں خون کا ایک تیز بہاؤ
دوڑا اور اسے اندر تک ایک زبردست تناؤ کا جھٹکا محسوس
ہوا، یوں جیسے اس کی رگیں جنون اور سختی کے شدید دباؤ سے
پھٹنے کو ہوں۔

ابراج نے اس احساس کے ساتھ تیزی سے آنکھیں وا کیں جو
بے تحاشہ سرخ ہو رہی تھیں۔ اپنی بانہوں میں اجالا کا برہنہ

بدن دیکھتے ہی وہ پاگل ہوا کیونکہ چادر ان دونوں کے وجود سے
سینے تک سر کی ہوئی تھی۔ اس کے بدن کی شدید طلب ابراج
میں جا گئے لگی۔ یہ اجالا کی اپنے اتنے قریب موجودگی کا ہی
کمال تھا کہ نیند میں بھی یہ گداز بدن اسے تنگ کرتا رہا تھا۔
اس نرم وجود سے اٹھتی پیش نے ابراج کے جذبات میں
آگ بھڑکادی تھی۔ اجالا سوتے ہوئے بے حد معصوم لگ
رہی تھی، وہ اسکی زلفوں کو نرمی سے اس کے کان کے چھپے
کرتا اس کے خوبصورت نقوش چومنے لگا، ساتھ ہی بایاں
ہاتھ چادر میں لے جا کر اس نے اجالا کی برہنہ رانوں کو ایک

دوسرے سے جدا کر کے اپنا سخت وجود ان میں دبا دیا مگر

ابھی اسکی نازکی میں داخل نہ کیا۔

وہ اسکی پیشانی، آنکھوں، عارضوں، ناک اور ٹھوڑی پہ اپنے

ہونٹوں کا سلگتا لمس چھوڑتا اس کے یا قوتی ہونٹوں کو دیکھنے لگا

جو پہلے ہی اسکی شدت سے سرخ اور ہلکے سے سو جے ہوئے

تھے۔

وہ چھوٹی چھوٹی سانسیں بے حد معصومیت سے بھرتی کافی

گہری اور پر سکون نیند میں لگ رہی تھی، اس نے اپنا ایک

گورا بازو ابراج کی پشت پہ باندھ رکھا تھا جبکہ چہرہ اسکے سینے

سے ٹکایا ہوا تھا، ابراج مسکرا کر اسکے لبوں پہ جھک کے
زبان پھیرنے لگا تاکہ اسے گدگدی محسوس ہو۔ اسکا دل تو
نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ اسکی نیند خراب کرے مگر اپنے جذبات
کا کیا کرتا جو ابھی اور اسی وقت اس میں داخل ہونے کے
خواہشمند تھے۔

ابراج اسکے گال پہ اپنی دائیں ہتھیلی جمائے مسلسل اس کے
لب اپنی زبان کی نمو سے بھگوتا جا رہا تھا، اجالا کی پلکوں میں
ہلکی سی جنبش ہوئی مگر نیند نہ اکھڑی کیونکہ ابراج اسے اپنے

لمس کی بہت اچھے سے عادت ڈال چکا تھا۔ وہ نیند میں بھی
اس لمس سے سکون اور خود کو محفوظ محسوس کر رہی تھی۔

اجالا۔۔۔ ابراج نے اپنی زبان کی حرکت روک کر بہت

مدھم آوز میں اسکو پکارا، یوں کہ بس لبوں کو جنبش میں ڈالا،

آواز تو اسکے خود کے کانوں تک نہیں گئی تھی تو پھر نیند میں

ڈوبی اجالا کیسے جاگتی؟

اجالا!۔۔۔ اسے ہلتے بھی نہ دیکھ کر ابراج شاہ نے دوبارہ

پکارا، اب کی دفعہ اسکے بالائی لب کو چومتے ہوئے آواز

تھوڑی بھاری ہوئی۔

میری جان!۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکی انرتھائیزپہ اپنا بایاں
ہاتھ پھیرتے ہوئے محبت سے اس کے کان کی لوں چومتے
کہا۔

میں نے بولا تھانا بس ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ سونے کی اجازت
دوں گا؟۔۔۔ ابراج نے اسکو خود میں زور سے بھینچ کر اپنا
فولادی سینہ اسکے ابھاروں پہ پریس کرتے ہوئے گھمبیر
سرگوشی کی تو وہ اس جارحانہ انداز پہ بے اختیار جاگ گئی۔

ہمم؟ کیا تکلیف ہے؟۔۔۔ اجالا نے نیند کے خمار سے لال
ہوتی آنکھوں کے ساتھ اسے ڈپٹا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے
اسکو سوئے دو منٹ بھی پورے نہیں ہوئے۔

تکلیف مجھے نہیں ”اسے“ ہے!۔۔۔ ابراج نے بے باکی سے جتا کر اپنا سخت وجود اسکی ٹانگوں کے درمیان نازکی پہ سلب کیا تو اجالا کا دل اچھل کے حلق میں آیا۔ اس گرم آگ لاوے کو محسوس کر کے اسکی کمر میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔

کلک۔۔ کیا۔۔ مطلب۔۔۔ سونے دو مجھے!۔۔ وہ زبان کی

لڑکھڑاہٹ پہ قابو پا کر منہ پھولا کے بولی۔ ابھی اسکا کچھ دیر

پہلے والا جنونی انداز وہ کہاں بھولی تھی۔

ایسے کیسے سونے دوں؟ میری یہ حالت تم نے کی ہے تو اب

تم ہی خمیازہ بھی بھگتو گی۔۔۔ ابراج نے اسکے جبرے

زبان پھیر کر بھاری آوازیں دو بدو جواب دیا اور اجالا کا اپنی

پشت پہ بندھا ہاتھ تھام کر اسے نیچے اپنی ٹانگوں کے درمیان

لے جانے لگا۔

اب۔۔۔ راج!۔۔۔ وہ حیرانی سے آنکھیں پھیلا گئی، جو نہی
اسکا ہاتھ ابراج کے وجود کی سختی سے ٹچ ہوا، نیند بھک سے
اڑ گئی۔ شرم سے اس کا چہرہ اور گردن سرخ پڑنے لگے۔
محسوس کر رہی ہو میری یہ حالت؟؟۔۔۔ وہ سٹپٹا کر اپنا
ہاتھ چھپے کھینچنے لگی لیکن ابراج نے اس کی کلائی پر اپنی گرما
گرم اور مضبوط گرفت جما کر اس کی ہتھیلی کو اپنے تپتے سختی
پکڑتے وجود کے گرد سختی سے لپیٹ دیا۔

ابراج۔۔۔ کیا کر۔۔۔ رہے ہو۔۔۔ زندگی میں پہلی دفعہ
ابراج کو یوں ٹچ کرتے اسکی سانسیں سوکھ رہی تھیں، لبوں

سے صرف ایک یہی لرزتی سرگوشی کرتے وہ اسے التجائیہ
انداز میں دیکھنے لگی۔ اس کا پورا وجود کانپنا شروع ہو گیا تھا
شش !! اسے محسوس کرو کیونکہ یہ صرف تمہاری وجہ سے
اس حالت میں ہے۔۔۔ ابراج شاہ نے اس کے لبوں پہ زور
سے دانت گاڑ کے گہری خمار آلود آواز میں کہتے ہوئے اجالا
کے نرم ہاتھ کے لمس کو محسوس کر کے بھاری سانس خارج
کی۔

مجھے۔۔۔ نیند۔۔۔ آتی ہے۔۔۔ وہ روہانسی ہوئی لیکن وہ سن
کہا رہا تھا؟

Fuckkkk!!

وہ بے قراری کے عالم میں غرا کر آنکھیں میچ کے کھولتا اجالا
کی لرزتی ہوئی ہتھیلی کو اپنے ہاتھ کے دباؤ کے ساتھ اپنے
سخت ہوتے وجود پر آہستہ آہستہ اوپر نیچے موو کروانے
لگا۔ ہر موومنٹ کے ساتھ اجالا کی ڈھیلی پڑتی گرفت اور اس
کی ہتھیلی کی نرمی ابراج کے رگ و پے میں آگ بھڑکا رہی
تھی۔ (اجالاناو لزل کے ڈارک رومانس کو جتنا فینٹیسائز کرتی
تھی، اب اصل وقت پر اتنی ہی اسکی جان نکل رہی تھی۔)

اب۔۔۔راج۔۔۔اجالا نے اسکو پھر سے روکنا چاہا مگر وہ
اسکی زبان بند کروانے کی غرض سے اسکے لبوں کو اپنے منہ
میں قید کر گیا۔ فی الحال وہ ان پر سکون لمحات میں کوئی
ڈسٹرینس نہیں چاہتا تھا۔

اس کی نازک انگلیوں کی رگڑ سے ابراج کا وجود لمحوں میں مکمل
طور پر مزید لوہے کی مانند سخت اور تناؤ زدہ ہو گیا۔ اجالا اپنی
سرخ آنکھوں سے اس کے چہرے کے ابھرتے ہوئے شاہانہ
اور جنونی تاثرات دیکھ کر دم بخود رہ گئی۔

جب ابراج کو محسوس ہوا کہ اس کا اپنا ضبط اور برداشت کا
پیمانہ مکمل طور پر لبریز ہو چکا ہے، تو اس نے ایک لمحے کی
بھی تاخیر کیے بغیر اجالا کے ہونٹ چھوڑ کے اس کا ہاتھ اپنے
وجود سے ہٹایا اور ایک ہی روانی میں اسے بستر سے اٹھا کر
اپنے اوپر گرا لیا۔ چادر اس غیر متوقع افتاد پہ بے ترتیب ہو
گئی۔ اجالا نے گھبرا کر اس کی گردن کے گرد اپنے دونوں بازو
حائل کر دیے۔

خود۔۔ تو تمہیں۔۔ نیند نہیں۔۔ آئی۔۔ مجھے تو سونے
دو۔۔۔ اجالا نے روہانسی آوازیں اسے ڈپٹ کر کہا کیونکہ وہ

ابراج کے تیور دیکھ کے جان گئی تھی کہ اسکی جان بخشی نہیں
ہونے والی۔

شش! تھوڑی دیر میں فجر کا وقت ہو جائے گا، اکھٹے شاور
لے کر نماز پڑھنے کے بعد سو جائیں گے، پھر میں تمہیں تنگ
نہیں کروں گا، چاہے کل شام تک سوئی رہنا، بس ولیمے کے
ایونٹ کے ٹائم پر جاگ جانا! ٹھیک ہے؟؟۔۔۔ ابراج نے
اسکی آنکھوں میں دیکھ کر اسے نرمی سے سمجھایا اور اپنے
ہاتھوں کی مدد سے اسکی بند ٹانگوں کو وا کرنے لگا۔ اجالا کی
بوکھلاہٹ بجا تھی۔ یوں پہلی ہی رات کو اس پوزیشن میں

اسے شرم آرہی تھی۔ (لیکن خیر وہ کون سا کچھ کرنے کا ارادہ
رکھتی تھی، سب اس نے ہی کرنا تھا جسے اتنی آگ لگی تھی
کہ نیند بھی خراب کر لی اپنی اور اسکی)

ہاں اور جو صبح ماما پاپا ناشتہ لے کر آئیں گے؟ ان سے میرے
فرشتے ملیں گے؟؟۔۔۔ اجالا نے منہ پھولا کر اسکے سینے پہ

مکا مارا۔

ان سے میں مل لوں گا، تم فی الحال صرف ہمارے اس ملاپ
پہ۔۔۔ فوکس کرو۔۔۔ ابراج شاہ نے پھولتی سانسوں کے
درمیان بے نیازی سے کہتے ہوئے اپنی پشت کو بستر سے

تھوڑا اوپر اٹھا کر اجالا کی نازکی پہ اپنا سخت وجود رکھتے ہوئے

اتنی زور سے جھٹکا دیا کہ وہ چیختی ہوئی اسکے کندھوں کے

گوشت میں اپنے ناخن پیوست کر گئی۔ آنکھوں کے کنارے

اس درد اور لذت کے احساس سے نم ہوئے۔ وہ اچھلی تھی

اسکے اوپر۔۔ کیونکہ جھٹکا ہی اتنا بے رحم تھا۔

فک!! کتنا سکون ہے تم میں!۔۔۔ وہ اسے سختی سے خود

کے ساتھ لپٹا کر اپنے دانتوں کو اسکی گردن میں دھنساتا بکھری

سانسوں کے درمیان بولا اور یوں ہی نیچے سے اجالا کی نازکی

میں تیز رفتاری سے اسٹروکس مارنے لگا۔

آہہ۔۔۔ امم۔۔۔ آرا۔۔۔ م۔۔۔ سے۔۔۔ اجالا نے اس کے
کندھوں کو زور سے دبوچ کر التجاء کی، اس کی آواز کانپ رہی
تھی جبکہ رات جیسا درد نہیں ہو رہا تھا۔ اب کی دفعہ لذت
غالب آتی اسے بھی مدہوش کر رہی تھی۔

رات۔۔۔ کو جتنا۔۔۔ آرام سے۔۔۔ کرنا تھا۔۔۔ کر لیا۔۔۔ اب
میرا جنون سہو!۔۔۔ ابراج شاہ نے بے ربط لہجے میں کہتے
اس کے کو لہوں پہ اپنے ہاتھوں سے ضربیں مارتے ہوئے اس کی
نازکی کو اپنے وجود پہ اچھا خاصا دبا کر اپنا وجود باہر نکالا اور بنا

کسی مہلت کے اپنی پوری قوت کے ساتھ دوبارہ اندر داخل
کر دیا۔

آہہ۔۔۔ اففف!۔۔۔ اجالا ان ضربوں کے باعث اچھلتی
ہوتی اسکی گردن میں چہرہ چھپائے اپنے دانت اسکی شہہ رگ
میں دھنسانے لگی۔ (وہ مسکرایا اسکے معصوم وارپر۔)
اب۔۔۔ راج۔۔۔ Condom۔۔۔ اجالا نے اسکے جھٹکوں
سے بے حال ہوتے ہوئے چہرہ اٹھا کر بے اختیار اسے یاد
دلایا کہ وہ احتیاط بھول رہا ہے۔

بعد میں دیکھوں گا! اتنی جلدی ریلیز ہونے والوں میں سے
نہیں ہوں! اتنا اندازہ تو تمہیں رات میں ہی ہو جانا چاہیے تھا
کہ تمہارے شوہر کی ٹائمنگ کتنی اچھی ہے!؟۔۔۔ ابراج شاہ
نے ایک لمحے کے لئے رک کر اسے بے شرمی سے جواب
دے کر آنکھ دبائی اور پھر اسکے چہرے پہ بکھرتے قوس قزح
کے رنگوں کی مدھم روشنی میں ہلکی سی جھلک دیکھ کر ہنستا
ہوا دوبارہ سے اس میں اپنی حرکت تیز کر گیا۔

بد۔۔۔ تمیز!۔۔۔ اجالا نے خجل کر منہ پھولاتے ہوئے اسے
گھورا۔

ابہنگلگ۔۔۔ کچھ دیر بعد تھوڑا سا اٹھ کر ابراج نے بیڈ
کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائی اور اجالا کو اپنی گود میں اچھے سے
بٹھا کر وہ اسکے کو لہوں پہ ہلکے سے سلیپ کرتا انہیں زور سے
اپنی ہتھیلیوں میں جکڑے گہرے سانس لیتا اور بھی جنونی
انداز میں اسٹروکس دینے لگا۔

اففف۔۔۔ امم۔۔۔ اجالا کی سسکتے ہوئے اب بس ہو رہی
تھی۔ وہ کب سے اس کی نم وادی میں سفر کر رہا تھا۔ اجالا
کے بال مزید الجھ کر کبھی اسکے شانوں پہ گرتے تو کبھی اچھلنے
کے باعث ابراج کے چہرے پہ سایہ کرتے۔۔۔

ابراج شاہ اسے یونہی اس پوزیشن میں لئے بستر سے کھڑا ہوا
اور وقفے وقفے سے جھٹکا دیتا بے تابی کے ساتھ تیز قدم اٹھاتا
ہوا سیدھا باتھروم کی سمت بڑھ گیا۔

اب۔۔۔ راج؟؟؟!۔۔۔ اجالا نے سوالیہ انداز میں اسے
پکارا۔ وہ یوں اسے باتھروم لے کر کیوں جا رہا تھا؟
شش!۔۔۔ ابراج نے اس کے لبوں پہ لب رکھتے اسے
خاموش کروایا۔ باتھروم کا دروازہ کھسکتے ہی اندر کی فضا میں
پھیلا معطر ماحول اجالا کے حواس پر طاری ہو گیا۔ پورا کشادہ
شاہانہ باتھروم اب تک یونہی مدہم زرد کینڈلز کی نرم روشنی

اور تروتازہ گلاب کے پھولوں کی پنکھڑیوں سے سجا ہوا تھا
جس کی بھیڑنی خوشبو ہوا میں رچی ہوئی تھی۔ (باتھروم میں
صرف کینڈلز کی روشنی تھی، بقیا لائٹس بند تھیں۔)
ابراج نے اسے سیدھا سنگِ مرمر کے چمکتے کاؤنٹر اور فل لینتھ
مرمر کے سامنے نرمی سے کھڑا کیا۔ اجالا کی کانپتی بھیگی ٹانگیں
بوجھل ہو رہی تھیں، اس نے سہارے کے لیے گہرے
سانس بھرتے ہوئے فوراً کاؤنٹر کے کنارے کو دونوں ہاتھوں
سے دبوچ لیا۔

ابراج نے بنا ایک سیکنڈ ضائع کیے چھپے سے اس کے وجود کو
اپنے سینے کے حصار میں لیا۔ شیشے میں اجالا کے شرمائے،
بھگتے چہرے سرخ پڑتی گالوں اور اس کے عقب میں کھڑے
ابراج کے مشقت سے سرخ ہوتے چہرے کا عکس صاف
جگمگا رہا تھا۔

ابراج نے سائیڈ پر رکھے باتھروم کیبنٹ سے ایک نیا کنڈوم
کاپیکٹ نکالا، اسے دانتوں سے پھاڑ کر نہایت تیزی کے ساتھ
اپنے سخت اور تپتے ہوئے وجود پر چڑھایا اور پھر اجالا کی

گردن کی پشت پر اپنے گرم لب رکھ دیے جو ہانپتی ہوئی اسے
گھور رہی تھی۔

شیشے میں دیکھو اجالا۔۔ تم اس وقت کتنی حسین لگ رہی
ہو۔۔۔ اس نے بوجھل مدہوش کن سرگوشی کرتے ہوئے
اجالا کی گردن اور شانوں پر جھک کر اپنے ہونٹوں کا لمس بے
قراری سے چھوڑا۔

اجالا نے جیسے ہی شیشے میں ان دونوں کے عکس پر نظر ڈالی،
حیا کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی۔ اس سے پہلے
کہ وہ اپنی آنکھیں موندتی، ابراج نے چھپے سے اس کے دونوں

کو لہوں کو اپنی مضبوط گرم ہتھیلیوں میں سختی سے جکڑا، اس

کا نچلا دھڑرا سا اوپر اٹھایا اور کاؤنٹر کے ساتھ نرمی سے

پریس کرتے ہوئے ایک ہی جاندار اور گہرے دھکے کے

ساتھ مکمل قوت سے اس کی اگلی نازکی میں اتر گیا۔

سس۔۔۔ آہہ۔۔۔ اجالا کے حلق سے تیکھی مدہوش کن

سسکیاں برآمد ہوئی اور اس نے شیشے پر اپنے دونوں ہاتھ جما

دیے۔ ابراج نے اس کی کمر پر اپنا دباؤ برقرار رکھتے ہوئے

اسی پوزیشن میں اپنے تند و تیز اور مسلسل اسٹروکس کا سلسلہ

شروع کر دیا۔

شیشے میں دونوں کا عکس؟ کینڈلز کی لرزتی روشنی اور باتھروم
کے معطر ماحول میں ان کے جسموں کے ٹکرانے اور گہری
سانسوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔

اُمم۔۔۔ اففف۔۔۔ ابراج کا ہر اسٹروک پہلے سے زیادہ بے
رحم، گہرا اور جنونی تھا اور اجالا شیشے میں اپنے اور اس کے
اس پاکیزہ مگر تپتے ہوئے وصل کو دیکھتی سسکتی اور اس کے
سحر میں مکمل طور پر غرق ہوتی چلی گئی۔

ابراج نے شیشے کے سامنے کاؤنٹر سے خود کو اور اجالا کو الگ
کیا جہاں دونوں کی سانسیں شدید پھول رہی تھیں۔ بغیر کسی

تاخیر کے اس نے لرزتی ہوئی اجالا کو اپنی گود میں اٹھایا اور
سیدھا اس باتھ ٹب کی طرف بڑھ گیا جو معطر پانی گلاب کی
بے شمار تازہ پنکھڑیوں اور جلتی ہوئی شمعوں کے پر نور ہالے
سے گھرا ہوا تھا۔

اس نے اجالا کو نرمی سے باتھ ٹب میں لٹا دیا۔ پانی کی ہلکی
تپش اور پھولوں کا لمس اجالا کے تھکے کانپتے وجود میں
سرائیت کر گیا لیکن ابھی اس کی سانسیں بحال بھی نہ ہو پانی
تھیں کہ ابراج خود بھی باتھ ٹب میں اتر کر اس کے بالکل اوپر

آگیا۔ اس کا کشادہ سینہ اور بھاری جسم اجالا کے برہنہ بھیگے
وجود کو ہاتھ ٹب کے اندر مکمل طور پر اپنے نیچے دبا چکا تھا۔
اب۔۔۔ راج۔۔۔ بس۔۔۔ اجالا نے تھکے ہوئے انداز میں
اسکی گردن میں بانہیں ڈال کر التجاء کی۔

بس ابھی کے لئے یہ لاسٹ! پرویس۔۔۔ ابراج نے
محبت سے اسکا گال چوم کر مدافعانہ انداز میں کہا، اپنے تپتے
سخت ہوتے وجود کو اجالا کی بھیگی نازکی کی دہلیز پر لایا اور اسے
پانی کے اندر ہی اس کی حساس نچلی جگہ اور تھائیز پر زور زور

سے مسلنا اور رب کرنا شروع کر دیا۔ اس شدید تپش، رگڑ

اور بے رحم لمس سے اجالا کا پورا جسم پانی میں مچل اٹھا۔

لاسٹ۔۔ ہی ہونا۔۔ چاہیے۔۔ ورنہ جان۔۔ لے لوں۔۔

گی تمہاری!۔۔ پہلے ہی۔۔ میری نیند۔۔ خراب کر۔۔ چکے

ہو تم۔۔۔ اجالا کا لہجہ دھمکی آمیز تھا مگر بیک وقت لڑکھڑایا۔

(اسکی قربت میں سکون اور لذت تو اسے بھی مل رہی تھی مگر

وہ اقرار کرنے والوں میں سے کہاں تھی؟)

ہاہاہا۔۔ اوکے!۔۔۔ ابراج نے ہنس کر ماننے والے انداز

میں ہاں میں سر ہلا دیا۔

مرر کے سامنے وہ اپنے جنون کو مکمل تسکین نہیں دے پایا
تھا، اسی لیے اس کی آنکھوں میں اب اک بے باک اور
خطرناک سا تاثر تھا۔ اس نے ہاتھ ٹب کے کناروں کو اپنے
دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر خود کو اجالا پر مکمل طور پر سیٹ
کیا اور بغیر کسی دیری کے ایک ہی خوشخوار اور گہرے دھکے
سے اپنا وجود اس کی وادی کی تمام تر گہرائیوں میں یکبارگی اتار
دیا۔

ابراہیم حج۔۔۔۔۔ اجالا کے حلق سے ایک بلند سسکی برآمد

ہوئی، پانی میں ہلچل مچ گئی اور گلاب کی پنکھڑیاں ان کے

اطراف مچلنے لگیں۔

ابراج نے بغیر کوئی موقع دیے باتھ ٹب میں ہی اپنی پوزیشن

سنجھالتے ہوئے بے حد خطرناک، تند و تیز اور جاندار جھٹکوں

کا آغاز کر دیا۔ ہر اسٹروک اس قدر جاندار تھا کہ ہاتھ ٹپ کا

پانی ان کی حرکت کے ساتھ باہر چھلکنے لگا۔ اس کے اس بے

رحمِ ردھم کی وجہ سے اس کا اپنا وجود اجالا کے نرم اور بھیکے

حصار سے اس قدر سختی اور تند دباؤ سے رگڑا جا رہا تھا کہ اس

کی اپنی رگوں میں بھی جنون کی انتہائی لہریں دوڑنے لگی
تھیں۔

سس۔۔ امم۔۔ آہ۔۔ اس کے مسلسل، طاقتور ان اینڈ
آؤٹ کی ضربوں سے اجالا کا وجود بن آب مچھلی کی طرح مچل
رہا تھا، وہ اس کے شانوں پر اپنے ناخن گاڑے آنکھیں سختی
سے موندے اس تپتی ہوئی لذت اور شدت کے طوفان کو
سسکتے ہوئے برداشت کر رہی تھی۔ ابراج کا ہر جھٹکا پانی
کے شور کے ساتھ مل کر باتھروم کے ماحول کو ایک جنونی
وصل کے رنگ میں رنگ رہا تھا۔

کافی دیر تک اسی بے رحم، جاندار اور انتھک روانی سے
طاق تور اسٹروکس بھرنے کے بعد جب دونوں کی سانسیں،
دلوں کی دھڑکنیں اور جسمانی شدت اپنی آخری حد کو چھونے
لگیں تو ابراج نے ایک آخری گہرا اور حتمی اسٹروک بھرتے
ہوئے خود کو اجالا کے وجود میں مکمل طور پر دبا دیا۔ اس کی کمر
اکڑ گئی اور وہ کندھوں کے اندر ہی اپنے جنون کے ساتھ ریلیز
ہو گیا۔ ٹھیک اسی لمحے اس مسلسل اور جاندار شدت کے
سحر میں ڈوبی ہوئی اجالا کا وجود بھی ایک طوفانی لرزش کے
ساتھ اپنے عروج پر پہنچ کر اس کے ساتھ ہی ریلیز ہو گیا۔

دونوں ہاتھ ٹب کے بھیکے اور پھولوں سے سجے پانی میں ایک
دوسرے پر گرتے ہوئے پھولتی سانسوں کے ساتھ اس بے
پناہ اور گہرے وصل کے اثر میں ڈوب گئے۔ خوشگوار
تاثرات سے ان کا چہرہ کھل کے سرخ لال ہو رہا تھا۔
آئی لو یو!!۔۔۔ ہاتھ ٹب کے نیم گرم پانی میں چند لمحے ایک
دوسرے کے حصار میں اپنی بوجھل سانسوں کو بحال کرنے
کے بعد ابراج نے اجالا کے چہرے پر بکھری بھیگی زلفوں کو
چھپے ہٹایا اور اس کی شرم سے جھکی سرخ گالوں پر اپنے لب
رکھ کے بہت محبت سے سرگوشی کی۔

ہونہہ! اب۔۔ مجھے بے حال۔۔ کر کے۔۔ بڑا۔۔ پیار آئے

گا۔۔ مجھ پہ!۔۔ اجالا نے مصنوعی خفگی سے طنز کیا، البتہ

اسکی آنکھوں میں دیکھنا محال تھا۔

ہاہاہا۔۔ سچی بہت پیار آ رہا ہے۔۔۔ ابراج شاہ نے ہنستے

ہوئے اسکے لب چوم کر جواب دیا جس پہ ہلکا سا مسکراتی سر

جھٹک گئی۔ دونوں کی آنکھوں میں رت جگے کی سرخی واضح

تھی۔ ابراج نے احتیاط سے خود کو اس کے وجود سے الگ

کیا اور اجالا کو اپنی گود میں اٹھا کر باتھ ٹب سے باہر نکلتا

استعمال شدہ کنڈوم کو اتار کر ڈسٹ بن میں پھینک گیا۔

اس نے اجالا کو شاور ایریا کے چمکتے ہوئے کاؤنٹر پر بٹھایا اور
شاور کا بٹن چالو کر دیا۔ اوپر لگے بڑے وال شاور سے پانی
کی ہلکی بارش ان دونوں کے پھیلتے ہوئے وجود پر گرتی
انہیں سکون فراہم کرنے لگی۔

ابراج نے شاور جیل کی کچھ بوندیں اپنی ہتھیلی پر نکالیں اور
انہیں جھاگ میں بدلتے ہوئے اجالا کے نازک شانوں، گردن
اور بھیگی پیٹھ پر نرمی سے ملنا شروع کر دیا۔ اجالا نے جیسا سے
اپنی آنکھیں موند رکھی تھیں اور اس کے لمس پر اس کا نازک
جسم ہلکا سا لرز رہا تھا۔ ابراج نے نہایت پیار اور توجہ سے

اس کے نچلے دھڑ اور رانوں پر جمی تھکن اور چیچھاہٹ کو پانی
کی دھار کے نیچے صاف کیا۔

آنکھیں کھولو اجالا۔۔۔ ابراج نے اس کی ٹھوڑی کو اپنی انگلی
سے ذرا سا اوپر اٹھاتے ہوئے دھیمی مدہوش کن سرگوشی
کی۔

اجالا نے جیسے ہی اپنی بھیگی پلکیں اٹھائیں، شاور کی پانی کی
بوندوں میں ابراج کا نکھرا ہوا روپ دیکھ کر اس کی دھڑکنیں
ایک بار پھر بے ترتیب ہو گئیں۔ ابراج نے شاور جیل اجالا
کے ہاتھ میں پکڑائی اور اپنے کشادہ چوڑے سینے کی طرف

اشارہ کیا۔ اجالا نے جھجک کر ہاتھوں سے شاور جیل کو اس کے سینے اور شانوں پر مس کرنا شروع کیا۔ ابراج نے مسکرا کر اس کے چھوٹے نازک ہاتھوں کو اپنے سینے پر محسوس کرتے ہوئے گہری سانس بھری اور اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کر کے اسے اپنے مزید قریب کر لیا۔

پانی کی مسلسل گرتی دھار کے نیچے دونوں نے ایک دوسرے کو اچھی طرح صاف کیا اور جب شاور کا پانی ان کے تمام تر جنون اور تھکن کو بہا لے گیا تو وہ دونوں سکون سے آنکھیں موندنے لگے۔

کافی دیر تک اکھٹے اچھی طرح سے غسل کرنے کے بعد ابراج
نے شاوہر بند کر کے اجالا کو اپنے حصار میں لے کر پاس ٹنگے
بڑے نرم تولیے کو اٹھا کر پہلے اجالا کے بھگے ہوئے وجود کو
احتیاط سے خشک کر کے اس میں لپیٹا اور پھر خود کو بھی
تولیے سے ڈھانپ لیا۔

اس نے اجالا کے بھگے بالوں کو تولیے سے ہلکا سا نچوڑا، اسے
ایک بار پھر اپنی بازوؤں کی محفوظ آغوش میں اٹھایا اور
واشروم سے باہر بیڈ روم کی پرسکون اور مدہم روشنی کی طرف
قدم بڑھا دیے۔

تھک گئی ہے میری جان!۔۔۔ ابراج محبت سے اسکے گال

چومتا اسے خود سے لپٹائے باتھروم سے باہر لے گیا۔

ہونہہ! صرف تمہاری وجہ سے۔۔۔ اجالا نے منہ پھولا کر لاڈ

سے کہا۔ اسے شاید اپنی ساری زندگی میں کبھی اتنا سکون

محسوس ہوا تھا جتنا ابراج کے حصار میں ہو رہا تھا۔

ہاہاہا۔۔۔ مزے تو تم نے بھی برابر کے لیتے ہیں۔۔۔ ابراج

اسے لے کر اب ڈریسنگ روم میں داخل ہوتا شرارت سے

چھیڑنے لگا جس پہ وہ جیسا سے کلس کر رہ گئی۔

بس اب اذانیں شروع ہو رہی تھیں۔ اپنے کپڑے پہن کر
اجالا کو اپنے ہاتھوں سے لباس وغیرہ زیب تن کروانے کے
بعد ان دونوں نے اکھٹے فجر کی نماز ادا کی اور پھر بیڈ پہ ایک
دوسرے کی پناہوں میں لیٹ کر ہلکی پھلکی سی باتیں کرتے
یونہی نیند کی وادیوں میں مگن ہو گئے۔ آج کی رات وہ ایک
دوسرے کو پا چکے تھے۔ سکون و لذت کا احساس نیند میں
بھی ان دونوں کی روحوں میں سرایت کرتا جا رہا تھا۔



ابراج شاہ کی صبح ساڑھے دس بجے ہوئی تھی کیونکہ اسکی آنکھ
مقاصم کی فون کال پہ کھلی تھی جس نے اسے بتایا تھا کہ وہ
سب دوست اجالا کے پرنٹس کے ساتھ پہلے عزیزہ اور ماحد کی
طرف ناشتہ دینے جائیں گے، اور پھر ان کی طرف آئیں گے۔
ابراج نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا کیونکہ ان کی ساری ہی
فیمیلی سفر کی تکان کی وجہ سے سو رہی تھی۔ لیٹ جا گئے کا
ارادہ تھا۔ (اس نے ناشتے کے تکلف کے لئے اجالا کی فیمیلی کو
منع بھی کیا تھا لیکن ان کا کہنا تھا کہ ازلوں سے چلتی آرہی
رسم ہے، اسی بہانے وہ بیٹی سے بھی مل جائیں گے۔)

خیر اس فون کال کے بعد ابراج کی آنکھوں سے نیند روٹھ گئی
تھی کیونکہ وہ سوئی ہوئی اجالا کے معصوم نقش و نگار کو اپنے
دل میں اتارنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

وہ اسکے سینے پہ سر رکھے سو رہی تھی، ابراج کا بہت دل چاہ
رہا تھا اسے چومنے کا لیکن وہ بس اس احساس سے لبوں کو
لگام ڈالے ہوئے تھا کہ اجالا کی آنکھ نہ کھل جائے کیونکہ رات
میں بھی تو اس نے اپنی بیوی کو بہت تنگ کیا تھا۔

وہ بہت احتیاط سے اس کے بال کان کے چھپے کرتا گھڑی پہ
ساڑھے گیارہ بجتے دیکھ کے بالآخر بستر چھوڑنے کی تیاری

پکڑنے لگا کیونکہ اب اسکے سسرال والے ناشتہ لے کر آنے
والے ہوں گے۔ اجالا کی نیند خراب کتے بغیر وہ احتیاط سے
اس سے الگ ہوتا الماری سے ایک سفید استری شدہ شلوار
قمیض نکالتا ہاتھروم میں چلا گیا۔

اپنے ارد گرد سے وہ محفوظ اور گرم حصار ہٹتا محسوس کر کے
اجالا نے نیند میں ہی یہاں وہاں بازو مارا مگر وہ کہیں نہیں
تھا۔ اجالا نے نیند سے بوجھل آنکھوں کو ہلکا سا وا کر کے
پورے بیڈ پہ گھمایا تو اسے خالی پایا۔

ابراج کہاں گیا؟۔۔۔ دل میں سوچ ہی رہی تھی کہ باتھروم
سے آتی پانی گرنے کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ سمجھ
گئی تھی کہ وہ شاور لے رہا ہے، اسی لئے پھر سے آنکھیں موند
گئیں۔ ایک ہی رات میں اسے کتنا عادی کر چکا تھا کہ اسکی غیر
موجودگی بھی محسوس ہونے لگی تھی۔ اجالا مسکرا کر سوچتی
ہوئی پھر سے نیند کی وادیوں میں ڈوب گئی۔

ابراج تھوڑی دیر بعد شاور کے کر باتھروم سے نکلا، بغیر
پیروں کی آواز کتے اس نے سنگھار میز کی جانب قدم بڑھا
دیئے۔ بال سکھا کر خود پہ پر فیوم چھڑکنے کے بعد پیروں میں

پشاورى چيل پهنتا وه كلانى ميں گهړى پهن كريدكى جانب

بړها۔

اجالا كو سوتے ديكه كر اس نے محبت سے اسكه ماتھے په لب

ركھے اور اسه جگائے بغير حېچھے هونے لگا كه اجالا نے فوراً

آنكهيں واكر كے اسكا هاتھ تھام ليا۔

كهائ جار هے هو؟۔۔۔ اجالا نے نيند ميں ڈوبى آوازيں

سوال كيا۔ آنكهيں ادھ كهلى تھيں۔

نیچے جا رہا ہوں۔ تم سوئی رہو۔ میں تھوڑی دیر میں واپس

روم میں آ جاؤں گا۔۔۔ ابراج پہلے تو اسکے یوں جا گئے یہ

چونکا، پھر اسکا اپنے ہاتھ پہ دھرا ہاتھ چوم کے محبت سے

جواب دیا۔

کیا ٹائم ہوا ہے؟۔۔۔ اجالانے تکیے سے سر اٹھا کے وقت

دیکھنے کی کوشش کی۔

جو بھی ٹائم ہوا ہے، دفعہ کرو۔ تم سو جاؤ۔ سکون سے نیند

پوری کرو۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکا سر واپس تکیے پہ رکھ کے

اسکو بے فکر کروانا چاہا۔

ایسے کیسے سو جاؤں؟ ماما پاپا نے بھی تو ناشتہ لے کر آنا تھا نا؟
اور ویسے بھی ماما نے کہا تھا کہ سسرال میں پہلی صبح جلدی
اٹھ کے سب کو سلام کرنا ہوتا ہے تاکہ بہو کا امپریشن اچھا
پڑے!۔۔۔ اجالا نے منہ پھولا کر نیند کے خمار سے لبریز
آوازیں اسے اپنی ماں کی ہدایتیں سنائیں تو وہ سر جھکا کے ہنس
دیا۔

میرے گھر والے آلریڈی تم سے بہت ایمپریس ہیں۔ انہیں
تمہارے لیٹ اٹھنے سے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ بے فکر ہو
کے سو جاؤ، پہلے ہی بہت تھک گئی ہے میری زندگی۔۔۔ وہ

شیریں لہجے میں جواب دے کر اسکو ریلکس کرتا ایک گھنٹہ بیڈ
پہ فولڈ کر کے بڑی محبت سے اسکے ہونٹوں کو چوم کر اسکے
جھینپتے تاثرات دیکھنے لگا۔

ایک دوسرے کی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھتے ہی گزری رات
کا ایک ایک منظر دونوں کی آنکھوں کے پردوں میں لہرایا جہاں
ابراج کی آنکھوں میں شرارت آمیز تاثرات نے احاطہ کیا، وہی
پہ اجالا جھینپ کر پلکیں جھکا گئی۔

جتنا سونا ہے، ابھی شام تک سو جاؤ۔ آج رات تمہیں ایک
ڈیڑھ گھنٹے کی بھی رعایت نہیں دوں گا۔۔۔ ابراج اسکے

ہونٹ چھوڑ کر خمار آلود لہجے میں اسکو دھمکا رہا تھا مگر بے

باکی سے۔۔

بکو اس نہ کرو! آج رات تمہیں پاس کون آنے دے گا؟ پہلے

ہی میرا جسم درد سے ٹوٹ رہا ہے تمہارا یہ سانڈ جتنا وزن

برداشت کر کے۔۔۔ اجالا ٹرپ ہی تو گنتی تھی اسکی وارنگ

پر۔۔ اسے آنکھیں دیکھا کے اس نے صاف ہری جھنڈی

دیکھائی۔

پاپا اور جو باتھ ٹب میں مجھے رگڑیں لگی ہیں، اسکا کیا؟۔۔۔

ابراج ہنستا ہوا مزید لے باک ہوا۔

ابرا بجججج!!! (پہلے تو اجالا جھینپ کر چیخی) میں نے کہا تھا کہ
رات کے وقت بے شرمی سے الٹے سیدھے پنگے لو۔۔۔
پھر وہ شرم سے دوہری ہوتی اسکے سینے پہ زوردار مکا جڑ کے
خفگی سے گویا ہوئی۔

ہا ہا ہا تمہیں اپنے اتنے قریب دیکھ کر ہوش ہی کہاں رہا تھا
مجھے؟۔۔۔ ابراج کے لب اسکے عارضوں سے سرک کے
گردن تک آئے۔

تمہارے۔۔۔ کپڑوں کی۔۔۔ استری۔۔۔ خراب ہو۔۔۔ جائے
گی!۔۔۔ اجالا اسکے شدت سے بھریور لمس کو کل رات کی

طرح دوبارہ اپنی گردن پہ محسوس کرتی لڑکھڑاتے لہجے میں
بولی۔

استری کو گولی مارو، تمہاری نیند مزید خراب ہو کر ٹوٹ نہ
جائے۔ چلو سو جاؤ شاباش۔۔۔ ابراج نے خود پہ ضبط کر
کے چادر کو اجالا پہ درست کرتے ہوئے فکر مندی سے
جواب دیا۔

اگر ماما نے مجھے دیر تک سونے سے ڈانٹا تو پھر؟۔۔۔ اجالا
نے منہ پھولا کر لاڈ سے کہتے ہوئے اسکی قمیض کے بٹنوں پہ

انگلی پھیری۔ وہ اسے سفید شلوار قمیض میں نکھرا نکھرا سا بڑا
پیارا لگ رہا تھا۔

میں انہیں سنبھال لوں گا۔ اب تم میری ہو، تو تمہارے حصے
کی ساری ڈانٹ بھی ہی ڈیزرو کرتا ہوں!۔۔۔ ابراج نے
اسکا سر تھپک کر لاڈ اٹھانے والے انداز میں کہا تو اجالا
خوشگوار سے کھلکھلاتی۔ ایسا ہی تو پرنسز ٹریمنٹ چاہتی
تھی وہ۔۔۔

ہونہہ! اب اگر ماما نے کبھی مجھے فضول میں ڈانٹا تو ناراض
میں تم سے ہو جاؤں گی، سنبھال لینا اپنی ساس کو۔۔۔ اجالا

اپنی کھلکھلاہٹ پہ قابو پا کر اسکے سینے پہ انگلی ٹھونک کے حکمیہ
انداز میں اسے وارن کر رہی تھی جس پر وہ سر تسلیم خم کرتا
ہنس دیا۔

مزید چند چھوٹی موٹی گستاخیاں کر کے وہ اجالا کو سلاتا کمرے کی
تمام کھڑکیوں کے آگے پردے کرتا روم سے نکل گیا تھا۔
ابراج کے جانے کے اجالا اسکا کل رات والا رومانٹک انداز
اور ابھی والا کتیرنگ انداز بار بار سوچتی شرما کے چادر میں
مسکراتی رہی اور یونہی اسکی آنکھ دوبارہ سے لگ گئی تھی مگر
شاید زیادہ دیر کے لئے نہیں!۔

السلام علیکم!۔۔۔ ابراج سیرٹھیوں سے اتر کر نیچے لاؤنج میں
آیا تو وہی پہ اسے اپنے سسرال والے اور دوست بالکل ابھی
یہاں اینٹر ہوتے نظر آئے جن کو دیکھ کر اس نے مسکرا کے
سلام کیا۔ (ابراج کے گھر والے بھی جاگ چکے تھے اب)
وعلیکم السلام۔۔۔ بدر صابری نے اسے اپنے گلے سے
لگایا، جبکہ نعمیہ صابری نے مسکرا کر اسکا سر اور شانہ تھپک
کے حال دریافت کیا۔

ان سے ملنے کے بعد وہ مقاصم، صارم اور باریق سے ملنے لگا
جو اسے شرارتی نگاہوں سے دیکھتے کان میں بے ماک

سرگوشیاں کرتے اسکی نکھری حالت پہ چوٹ کر رہے تھے مگر
فی الوقت وہ انہیں جواب دینے کی بجائے گھوریوں سے نواز
کر رہ گیا۔

اجالا کہاں ہے؟۔۔۔ نعمیہ صابری اور آبگینہ شاہ نے اجالا کی
غیر موجودگی نوٹس لے کر بیک وقت سوال کیا۔

اوپر روم میں!۔۔۔ ابراج نے باریق سے الگ ہو کر
سرسری انداز میں جواب دیا۔

چلو پھر ہم اس سے ملنے اوپر ہی چلے جاتے ہیں؟۔۔۔ بریقا
نے آنکھیں مٹکا کر نمیرہ اور سماویہ کی بھی رائے لینا چاہی۔
(عنیزہ اور ماحد کی طرف بہت مہمان جمع تھے اور کچھ وہ خود
بھی پہلے دن کی بڑی بہو تھی تو ایسے میں اجالا کے سسرال کی
طرف ناشتہ پہ آنا ممکن نہیں تھا۔)

وہ سو رہی ہے!۔۔۔ ابراج نے ہلکے نم بالوں میں ہاتھ پھیر
کر مدھم آواز میں انہیں بتایا اور آگے بڑھ کے اب اپنی ماں کا
ماتھا چومنے لگا جو اسے دیکھ کے ماشاء اللہ پڑتی صفدر شاہ
کے والٹ سے پیسے نکال کر اسکا صدقہ نکال رہی تھیں۔

یا خدایا میں کیا کروں اس لڑکی کا! کبھی جو اسے کوئی سلیقہ آ
جائے۔ میں نے اسے سمجھایا بھی تھا کہ کم از کم شادی کے
پہلے دن وقت پہ اٹھ جائے!۔۔۔ نعمیہ صابری وہی پہ ماتھا
پیٹتی خفگی سے اپنی بھر اس نکالنے لگیں۔ یہاں وہ سارے
اسکے لئے ناشتہ لائے ہوئے تھے اور میڈیم کو سونے کی پڑی
ہوئی تھی۔

وہ کل کے ایونٹ کی وجہ سے بہت تھک گئی تھی! وہ تو جاگ
رہی تھی، میں نے ہی کہا تھا کہ نیند پوری کر لے کیونکہ رات
میں ولیمے کا فنکشن بھی تو ہے!۔۔۔ ابراج نے اسکی

ہمدردی کرنے والے انداز میں کہتے ہوئے باپ کے بعد
اپنے بڑے بھائی کو گلے لگایا جو اسے شرارتی نظروں سے
دیکھ رہا تھا۔

ویلڈن میری جان! اصل ”وحشی مرد“ وہی ہوتا ہے جو بیوی
کو ساری رات اتنا تھکا دے کہ اس سے اگلی صبح اٹھا ہی نہ
جائے!۔۔ بڑے بھائی نے کل رات کی طرح ابھی بھی
ابراج کے کان میں سرگوشی کر کے اسے تنگ کرنے کا موقع
ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ صفر شاہ بے حد قریب کھڑے

ہونے کے باعث یہ سرگوشی سن کر پہلے تو بوکھلائے پھر اپنی
اولادوں کو تاسف سے گھور کر رہ گئے۔

لالا!!!!۔۔۔ ابراج دانت پیس کر سرخ ہوتی رنگت سے اسے
احتجاجاً دبی آوازیں پکار کر ہی رہ گیا۔

ایونٹ تو صرف بہانہ ہے!۔۔۔ دوسرے نمبر والے بھائی
نے بھی سرگوشی سن کر ابراج کو آنکھ دبا کے چھیڑنا ضروری
سمجھا۔ (آج پہلی دفعہ ابراج بھی لا جواب سا ہو رہا تھا، اب
انکی بات سے انکار تو کرنے سے رہا کیونکہ انہوں نے ایک
حساب سے حقیقت ہی بیان کی تھی) پہلے اسکے دوست کم

اسے چھیڑ رہے تھے جو بھائیوں نے بھی یہی کام شروع کر دیا

تھا؟

تو وہ کوئی پہلی دلہن تھوڑی بنی ہے بیٹا؟ تم نے کیوں اسے
شے دے کر سلا دیا؟ اسکا فرض بنتا ہے نیچے آکر سب کو
سلام کرنے کا۔۔۔ نعمیہ صابری ان کی چھیڑتی سرگوشیوں
سے بے نیاز ہنوز اپنی بیٹی کی اتنی لاپرواہی پہ افسوس کر رہی
تھیں۔

ارے کوئی بات نہیں! وہ یہاں کی بہو نہیں بیٹی ہے۔ اپنی
مرضی سے سوئے، جاگے۔ ہمیں بالکل کوئی اعتراض نہیں

ہے۔ آپ سب پلیز بیٹھیں نا۔۔۔ ابھی ابراج دوبارہ ہونٹ
کھولنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ آگینہ شاہ نے مسکرا کر ہلکے بھلکے
لہجے میں جواب دیتے ہوئے بات سنبھالی اور ان سب کو
صوفوں پہ بیٹھنے کا اشارہ کرتی ملازمہ کو آواز دینے لگیں تاکہ
ریفرنسمنٹ کیلئے کچھ لے کر آئے۔

آپ نے ایسے ہی اتنا تکلف کیا۔ ناشتہ آلریڈی تیار تھا۔۔۔
صفر شاہ نے ناشتے کی اتنی ساری ٹوکریاں دیکھ کر خفگی سے
بدر صابری سے شکوہ کیا جس پر وہ مسکرا کر سر جھٹکتے ہوئے
ان کے ساتھ ہی جگہ سنبھالنے لگے۔

وہ سب اب گپ شپ میں مصروف ہو چکے تھے۔ ابراج
اپنے یاروں کے پاس بیٹھا اب ان سے ماحد کے متعلق پوچھ
رہا تھا۔

مت پوچھ! اسکا تو کمرے سے نکلنے کا دل نہیں کر رہا تھا۔ کس
حال سے سالاباہر آیا تھا۔۔۔ صارم نے ہنس کر زومعنی
سے سرگوشی کی۔

پتہ نہیں تم دونوں سالے کل رات کیا کرتے رہے ہو۔ دونوں
****(گالی) کی آنکھوں کی سرخی ہی جا کر نہیں دے

رہی!۔۔۔ مقاصم نے سرگوشی نما آواز میں ابراج کی لال

سرخ آنکھوں پہ چوٹ کرنے کے ساتھ ساتھ ماحد کی غیر

موجودگی میں بھی اسے نہ بخشا۔

ابھی تم دونوں بچے ہو! جب رخصتی ہو گئی تو پتہ چل جائے

گا کہ ساری رات انہوں نے بیویوں کو کس کس طرح پیار کر

کے کتنا ثواب کمایا ہے۔۔۔ باریق نے آنکھ دبا کر اپنی بے

باکی کا ثبوت دیتے مقاصم اور صارم کو سلگایا۔

سالے! تیری بھی کم لال نہیں ہو رہی آنکھیں۔۔۔ دوسروں کی

سہاگ رات پہ خود مزے لے کر اپنی مناتے زرا شرم تو نہیں

آتی ہو گی؟۔۔۔ ابراج نے اپنی سیٹھاہٹ نہ قابو با کر ہنستے

ہوئے الٹا باریق کو چھیڑنا شروع کر دیا جو ان میں آلریڈی
رخصتی شدہ تھا۔

پاپا۔۔ اس کے اتنے درست اندازے پر باریق کا قہقہہ بے
ساختہ تھا جبکہ مقاصم اور صارم نے منہ پھولا کر انہیں
دیکھا۔

میں ابھی امی سے گھر جا کر اپنی رخصتی کی بات کروں گا۔ بس
بہت ہوا۔۔۔ صارم نے حتمی انداز میں سرگوشی کی۔

میں بھی!۔۔۔ مقاصم کا انداز بھی سیریس ہوا۔ ان دونوں کی جلی بھنی شکلوں کا رخ نمیرہ اور سماویہ پہ دیکھ کر باریق اور ابراج انہیں جلانے والے انداز میں قہقہہ لگا اٹھے جبکہ باقی سب ان کی سرگوشیوں سے بے خبر اپنی باتوں میں مصروف تھے جب ملازمہ کی آواز لاؤنج میں گونجی۔

بیگم صاحبہ ناشتہ لگ گیا ہے!۔۔۔ ملازمہ نے احترام سے آگینہ شاہ کو اطلاع دی۔

اوکے! چلیں باتیں تو ہوتی رہیں گی، پہلے ناشتہ کر لیتے

ہیں!۔۔۔ آگینہ شاہ نے نرم لہجے میں ان سب کا دھیان

ناشتے کی طرف مرکوز کروایا تو وہ سب باری باری اٹھ کھڑے
ہوئے۔

اجالا کا حساب لگاؤ، ابھی تک اسکی نیند نہیں پوری ہوئی۔ حد
ہو گئی ہے اس پھوہڑ لڑکی کی۔ نجانے کونسے گھوڑے بیچ کر
سو رہی ہے!۔۔۔ نعمیہ صابری ایک دفعہ پھر بیٹی کی یہاں
غیر موجودگی سے شرمندہ سی ہو گئیں۔ (اسکے سسرال والے
کتنا پیار کرتے تھے اس سے لیکن وہ تو فائدہ اٹھا رہی تھی
بقول ان کے)

کچھ نہیں ہوتا! وہ اپنی مرضی سے اٹھ کے ناشتہ کر لے گی۔
کون سا کبیرہ گناہ انجام دے دیا ہے بیچاری نے؟ بس سو ہی
تو رہی ہے!۔۔۔ ابراج نے ایک دفعہ پھر نعمیہ صابری کو
نرمی سے شانت کرتے ہوئے اپنی بیوی کی حمایت کی۔
اہم اہم۔۔۔ لاؤنج میں موجود سب نے ہی مسکراتے
ہوئے گلہ کھنکھار کر ابراج کی اجالا کے لئے اس قدر ہمدردی
ملاحظہ فرمائی تھی ورنہ کون تھا جو ان کے ہر وقت بچوں کی
طرح لڑنے جھگڑنے سے واقف نہیں تھا؟ (البتہ سب اس
تبدیلی کو دیکھ کر بہت خوش بھی نظر آ رہے تھے۔)

شکر ہے! تم بھی انسان کے بچے بنے۔۔۔ صفر شاہ نے
بیٹے کی اس بدلی حالت پہ غور سے نظرِ کرم فرما کر مسکراہٹ
دباتے ہوئے اس پہ طنز کیا۔

تو پہلے کب میں جانور کا بچہ تھا؟ آپ کا ہی تھا نا؟ اور آپ بھی
غالباً پیدائشی انسان تھے؟۔۔۔ ابراج نے ناک چرٹھا کر
انہیں دو بد و شرارت سے جواب دیا تو جہاں صفر شاہ اپنے
الفاظ کے چناؤ پہ پچھتا اٹھے، وہی پہ باقی سب قہقہہ لگا اٹھے۔

السلام علیکم!۔۔۔ ابھی صفر شاہ دانت کچکچا کر بیٹے کی
صفائی کرتے جب اجالا کی میٹھی آواز پر سب نے نظریں اٹکا

کر سامنے کی طرف دیکھا جو شادی کی پہلی صبح کی مناسبت
سے سفید اور سرخ رنگ کے امتزاج کے بھاری جوڑے میں
ملبوس لائٹ سامیک اپ کتے سر پہ سلیقے سے دوپٹا سجائے
بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ ابراج جہاں تھا، وہی ٹھہر
گیا، اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ اسکی تیاری دیکھی۔
کلائیوں میں چوڑیاں، کانوں میں سرخ ٹاپس، مسکراتے لبوں پہ
آتش لپ اسٹک۔۔۔ وہ اسکا سکون چین لوٹ گئی تھی۔ (وہ
تو اسے سویا ہوا چھوڑ کر آیا تھا مگر اجالا زیادہ دیر سونہ سکی
کیونکہ جو بھی تھا اسکے دل میں بہو کے عہدے پہ فائز ہونے

کے باعث ایک احساس سا جاگ رہا تھا کہ اسے بھی نیچے جانا
چاہیے اسلئے وہ اپنی نیند بھاڑ میں جھونک کر تیار ہو کے نیچے آ
گئی۔)

وعلیکم السلام! اٹھ گئی میری بیٹی؟؟۔۔۔ ابکینہ شاہ والہانہ
محبت سے آگے بھرتی اجالا کو خود میں بھینچنے لگیں۔

جی!۔۔۔ اجالا نے سر جھکا کر فطری شرم کے احساس سے
جھینپ کر مختصر سا جواب دیا۔ (وہ ویسے بے شک نہ شرماتی
لیکن پہلے ابراج کے سب کے سامنے ہمدردانہ الفاظ اور اب

یوں اسکا یک ٹک خود کو دیکھنا اسے شرمانے پہ مجبور کر رہا

(تھا۔)

بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاء اللہ! میں صدقے جاؤں۔۔۔

آبکینہ شاہ کی تو بہو کے لئے محبت ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔

نعمیہ صابری بھی بیٹی کو دیکھ کر ایموشنل سی ہوتیں آگے بڑھ

کے اسے گلے لگانے لگیں۔ (کچھ دیر پہلے والی خفگی شاید دور

ہو گئی تھی اسکا یہ تمیز دارانہ روپ دیکھ کر)

ہو گئی مہارانی کی صبح!؟۔۔۔ تھیں تو وہ ماں ہی، پھر سے
اسکی سونے والی لاپرواہی یاد کر کے انہوں نے مصنوعی
خفگی سے بیٹی پر طنز کیا۔

اب آپ مجھے نہیں ڈانٹ سکتیں! شادی شدہ ہو گئی ہوں
میں۔۔۔ اجالا نے ناک سکوڑ کر جتانے والے انداز میں کہتے
فرضی کالر اچکائے تو ماحول زعفران بنا کیونکہ جذباتی پن میں
اجالا کی آواز بلند ہو گئی تھی۔ سب اسکے کیوٹ انداز پہ ہنس
دیتے۔

سانس لو ابراج! ہمیں کم از کم ولیجے تک تم زندہ سلامت
چاہیے ہو!۔۔۔ ابراج کو ہنوز سب سے فراموش ہو کر بنا
پلیں جھپکائے اجالا کی طرف دیکھتا پا کے سماویہ نے ہنستے
ہوئے اسے چھیڑا تو وہ ایک دم سے ہوش کی دنیا میں آتا بہت
مشکل سے اپنی نظروں کا زاویہ بدل کر بالوں میں انگلیاں
گھماتے ہوئے سماویہ کو گھورنے لگا جبکہ باقی سب کا مشترکہ
قہقہہ بلند ہوا تھا۔ اجالا کے گال لال سرخ ہو گئے۔ شرم اس
قدر ہاوی ہوئی کہ وہ نظریں اٹھا کر ابراج کو دیکھ تک نہ سکی
اس لئے منظر سے بچنے کے لئے اپنے باپ کے سینے سے لگ

گئی جو محبت اسکا ماتھا چومتے اپنی آنکھوں کی نمی پہ قابو پا
رہے تھے۔ اجالا ان کی لاڈلی بیٹی تھی، ان کی جدائی نے
انہیں ایک ہی رات میں کمزور کر دیا تھا۔ وہ خود بھی مشکل
سے آنسوؤں پہ قابو پا کر ان کے ہاتھ عقیدت سے چومتی بریقا
کی طرف بڑھی۔

ایک ہی رات میں ایسے کون سے نظارے کروا دیئے ہیں تم
نے ہمارے لڑکے کو جو وہ یوں دیوانہ ہوا پڑا ہے! یہ وہی
ابراج ہے نا جو محبت سے دور بھاگتا تھا؟۔۔۔ بریقانے

اجالا کے گلے ملتے ہوئے اسکے کان میں آہستگی سے معنی خیز
سرگوشی کی۔

آپی!!!!!!۔۔۔ اجالا نے لا جواب ہو کر لال بھبھوکا ہوتے
اسے خفگی سے پکارا اور الگ ہو کر نمیرہ سے ملنے لگی۔

چشمِ بدور! کل تک جو آپ کی جان کو آتے تھے، آج جانِ جان
کہتے نظر آرہے ہیں!۔۔۔ نمیرہ بھی اس چالا کو کو تنگ کرنے
کا موقع ہاتھ سے کیوں جانے دیتی؟ شوخی سے اسکے کان میں
زرا شاعرانہ سے انداز میں بولی۔ اجالا شرم سے کھلکھلانے
کے علاوہ اور کچھ نہ کر پائی۔ (باقی سب ان سہیلیوں کی

سرگوشیوں کو نہیں سن پائے تھے کیونکہ انہوں نے آواز کا
اسپیکر سلو رکھا تھا۔)

خیر اسی طرح مستی مذاق میں ان سب نے اکھٹے ناشتہ کیا تھا،
ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھے ابراج نے ناشتہ کم کیا تھا اور اپنی بیوی کو
حق حلال انداز میں گہری نگاہوں سے زیادہ تاڑا تھا۔ وہ لگ
ہی اتنی حسین رہی تھی کہ نظریں ہٹانا ابراج کو دنیا کا مشکل
ترین کام لگا۔

ناشتے کے بعد اجالا اپنی سہیلیوں کو اوپر اپنے کمرے میں لے
گئی تاکہ ان سے عزیزہ کے متعلق بھی گپ شب لگا کر اپنی منہ

دیکھائی اور حق مہر کا بتا سکے جبکہ ابراج صبر کا دامن تھامتا ہوا
اپنے گھر والوں کے ساتھ سب مہمانوں کو کمپنی دینے لگا۔



سب کے جانے کے بعد وہ فائنلی اوپر اپنے کمرے میں آگیا
تاکہ اجالا کی تیاری کو سراہ سکے۔ اسے قریب سے دیکھنے اور
اپنے سینے میں بھینچنے کی عجیب سے بے چینی نے اسے گھیرا
ہوا تھا۔ روحوں کے ملاپ کے بعد وہ اور بھی عزیز ہو گئی
تھی۔

یا خدایا! اتنی وزنی لہنگا میں کیسے پہنوں گی۔ تو لکھ لے اجالا
صابری، آج تو اسے پہن کر تیری موت ہی واقع ہوگی۔۔۔
وہ دروازہ بند کر رہا تھا جب اجالا کے الفاظ اس کے کان میں
پڑے، وہ اکیلی آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنا آج رات کا
ولیمے کا لہنگا خود سے لگاتے روہان سے لہجے میں تبصرے کر رہی
تھی۔

کیا فضول باتیں کر رہی ہو!۔۔۔ ابراج نے اس کے موت
والے ڈائلاگ کو سن کر اسے خفگی سے ڈپٹا اور گھڑی اٹھا کے
سائیڈ ٹیبل پہ رکھتا اس کی جانب بڑھ گیا۔

تم آگئے ابراج؟ یہ دیکھو۔۔ یہ لہنگا کتنا بھاری ہے۔ مجھ
سے تو بالکل نہیں پہنا جائے گا۔ تین سے چار گھنٹے کا ایونٹ
لگاؤ اور اس سے پہلے جو تیار ہونے کے لئے گھنٹہ اسے الگ
پہننا ہو گا۔ میں بتا رہی ہوں، مجھ سے بالکل کیری نہیں ہو
گا۔ حال کے بیچ میں گر کے ساری اینٹری خراب کر دوں
گی!۔۔۔ ابالانے اسکی طرف مڑتے ہی چہرے کے تاثرات
بگاڑ کر پٹر پٹر بولنا شروع کر دیا، وہ کہیں سے ایک دن کی دہن
نہیں لگ رہی تھی۔

تو اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے؟ تم یہ نہیں
پہننا۔۔۔ سمپل!۔۔۔ ابراج شاہ نے اپنے سلیوز کہنیوں
تک فولڈ کرتے ہوئے کندھے اچکا کر نہایت ریلکس انداز میں
جواب دیا اور اسکے بالکل قریب آکر کھڑا ہو گیا۔

یہ نہیں پہنوں گی تو اور کیا پہنوں گی؟ تمہیں کیا ضرورت تھی
میرے لئے ولیمے کا اتنا بھاری جوڑا خریدنے کی؟؟۔۔۔
اجالا نے منہ پھولا کر واپس سے وہ ڈارک گرے ایمبرائیڈڈ
لہنگا اپنے ساتھ لگایا۔

مجھے پیارا لگا، میں نے ڈن کر لیا لیکن یہ نہیں پتا تھا کہ اتنا ہیوی
ہوگا۔۔۔ ابراج نے لب دبا کر اس خوبصورت لہنگے کی
برف دیکھتے توجیہ پیش کی۔

نوڈاؤٹ! پیارا تو یہ بہت ہے ابراج لیکن تم خود سوچو نا، کل
رات والا لہنگا میں نے کتنی مشکل سے کیری کیا ہوا تھا، آج
تو اسے پہن کر اللہ کو پیاری ہو جاؤں گی۔۔۔ اجالا نے اس

لہنگے کے ہیوی ایمبرائیڈڈ بلاؤز پہ ستائشی انداز میں ہاتھ

پھیرتے ہوئے معصومیت سے کہا۔ اس میں اتنا بوجھ

اٹھانے کی واقعی ہمت نہیں بچی تھی۔

ٹینشن کیوں لے رہی ہو؟ بولا تو ہے مت پہننا۔۔۔ ابراج نے
اسکے ہاتھ سے لہنگا اور بلاؤز لے کر صوفے پہ اچھالتے ہوئے
اسے اپنے بے حد قریب کر کے کہا۔ اجالا کا دوپٹا پہلے سے
دوپٹے سے ندارد تھا، وہ بے باکی سے اسکے ابھرے سینے پہ
نظریں جمائے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا گیا۔

تو یہی تو ٹینشن ہے۔ اسکے علاوہ اور کیا پہنوں گی؟۔۔۔ اجالا
نے کلس کر اسکے شانے پہ مکا جڑا۔ اسکی گرم سانسوں کی
تپش اسے اپنی گردن پہ محسوس ہو رہی تھی مگر مزاحمت اجالا
نے نہیں کی تھی۔

کراچی میں مالز کی کمی نہیں ہے۔ ہم ابھی شاپنگ پہ جائیں
گے۔ ولیمے کے ایونٹ کے لئے جو ڈریس تمہیں کمفرٹبل لگا،
وہ خرید لیں گے۔ ٹینشن ختم!۔۔۔ ابراج شاہ نے اسے
اپنے وجود میں بھینختے ہوئے مخمور لہجے میں حل بتا کر اپنے
ہونٹ کل رات کی دی گئی اپنی سوغاتوں پر شدت سے رکھ
دیئے۔

تمہارا۔۔۔ دماغ ٹھیک ہے؟۔۔۔ اتنی جلدی ڈریس کیسے ملے
گا؟ اور ویسے بھی مجھے پارلر جلدی جانا ہے۔۔۔ وہ اس کے

لبوں کے لمس کو محسوس کر کے اپنی زبان کی لڑکھڑاہٹ پہ
قابو پاتی جواباً کی عقل پہ افسوس کرنے لگی۔

تم ابھی چپ کر کے مجھے یہاں پہ کس کروگی تو سارے کام
بہت آسانی سے ہو جائیں گے!۔۔۔ ابراج نے اسکی گردن
سے چہرہ اٹھا کر اپنے ہونٹوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
گھمبیر آوازیں کہتے اپنے لب اسکے بے حد قریب کر دیئے۔

ابراج۔۔۔ تمہیں شاید۔۔۔ مذاق لگ۔۔۔ رہا ہے۔۔۔ یہ

سب۔۔۔ میں سیریس ہوں۔۔۔ مجھے ٹینشن ہو رہی ہے۔۔۔

اجالا اپنی نظروں کو اسکے عنابی لبوں سے ہٹا کر بوکھلاتی ہوئی
فوراً بات بدل گئی۔

کیا تمہیں مجھ پہ بھروسہ نہیں ہے؟ میں نے بول دیا ناکہ ڈریس
اریج ہو جائے گا تو اٹ یئز کہ ہو جائے گا اور وہ بھی تمہاری
مرضی کا!۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکی گردن پہ گرد بازو ڈالتے
ہوئے اپنی ناک اجالا کی ناک کے ساتھ مس کرتے ہوئے
اسے یقین دلایا۔

پکا؟۔۔۔ اجالا نے بھی یونہی بازوؤں کو لمبا کر اسکی گردن
میں ڈالتے ہوئے آئیر و اچکا کر مزید کنفریشن چاہی۔

افکوریس۔ چلو اب کس کرو۔۔۔ ابراج نے پر اسرار انداز
میں کہتے اپنی مونچھوں کو اسکے لبوں پہ رگڑا۔ وہ اس چھبن پر
کھلکھلا کے اپنا چہرہ زرا فاصلے پہ کر گئی۔

ہمم! کس چیلنج کرتے ہیں۔ میں نے ایک ریل میں دیکھا

تھا۔۔۔ اجالا ہنکارا بھر کے پر سوچ انداز میں بولی۔

مطلب؟ کیسا چیلنج؟۔۔۔ ابراج نے نا سمجھی سے تفصیل

جانی چاہی۔

دیکھو، ہم موبائل کا کیمرا آن کر کے سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر
رکھیں گے۔ پھر پہلے میں تمہاری آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر تمہیں
بلا تھنڈ کر دوں گی اور خاموشی سے کیمرے کی طرف دیکھتے
ہوئے اپنے چہرے یا باڈی کے کسی بھی ایک حصے کو ٹچ
کروں گی، جو ہمارا ریکارڈڈ اشارہ ہوگا۔ اس کے بعد تم میری
آنکھوں پر ہاتھ رکھو گے اور اسی طرح کیمرے کے سامنے
اپنے چہرے یا جسم کا وہ حصہ سلیکٹ کرو گے جہاں تم مجھ
سے کس لینا چاہتے ہو۔ پھر ہم دونوں ایک دوسرے کی
آنکھوں سے ہاتھ ہٹائیں گے اور بغیر ایک دوسرے کو بتائے

باری باری صرف اندازے سے وہاں کس کریں گے جہاں
ہمیں لگے گا کہ سامنے والے نے جگہ چنی ہوگی۔ چیلنج تب
تک چلتا رہے گا جب تک پہلے کسی نے ٹھیک سے گیس نہ کر
لیا! سمجھ آتی؟۔۔۔ اجالا نے اسکی گردن سے بازو نکال کر
بہت ہی ایکسائٹڈ انداز میں اسے ساری گیم سمجھائی۔ اسکو تو
پہلے ہی ریلز سے دیکھی کپل گیمز ابراج کے ساتھ کھیلنے کا بہت
مزہ آتا تھا۔

ڈیم انٹر سٹنگ!۔۔۔ ابراج آنکھوں میں چمک لئے خوشگوار

انداز میں بولا۔ (یہ چیلنج اسکے مطلب کا تھا اس لئے بہت

خوش نظر آ رہا تھا۔)

پوری بات تو سن لو! جو یہ چیلنج ہار گیا، وہ جیتنے والے کو انعام

کے طور پر گولڈ یا کیش دے گا!۔۔۔ اجالانے آخر میں ہمیشہ

کی طرح اپنے گولڈ ڈگر ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے چمک کر

اپنے مطلب کے بات کی۔ (یہ جانے بغیر کہ اس چیلنج کے چکر

پہ اسکی کیا حالت ہونے والی ہے۔)

جیتوں گا تو میں ہی، اس لئے ٹاٹم سے میرے لئے انعام کا
انتظام کر لینا۔ سنا ہے! گولڈ مردوں پہ حرام ہے، اس لئے تم
مجھے کیش دے دینا۔۔۔ ابراج نے کلستے ہوئے ناک
سکوڑ کر چیلنجگ انداز میں کہا۔ (اسکی لالچن بیوی اتنی مہنگی
منہ دیکھائی اور حق مہر لینے کے بعد بھی اسے خالی کرنے کے
پلان ڈھونڈ رہی تھی۔)

ہونہہ! Let's see۔۔۔ اجالا نے منہ پھولا کر کہتے ہوئے
ابراج کی جیب سے اسکا فون نکال کر کیمرہ آن کرتے ہوئے

ڈریسنگ مرر پہ یوں سیٹ کر دیا کہ ان دونوں کا سارا وجود اس
میں نظر آنے لگا۔

سٹارٹ کریں؟۔۔۔ ابراج نے بے تابی سے پوچھا۔
ہمم! تیار ہو جاؤ مجھ سے ہارنے کے لئے!۔۔۔ اجالا
چیلنجنگ انداز میں بولتی اس کی آنکھوں پہ اپنا ہاتھ زور سے
یوں جمانے لگی کہ وہ چیٹنگ کر کے بھی دیکھ نہ پائے۔

مجھے ہرانا اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم نے سوچ رکھا
ہے!۔۔۔ ابراج آنکھیں موند کر ہنسا۔ اجالا نے اس دوران

سر جھٹک کر ایک نظر کیمرے کی طرف دیکھا اور پھر سوچنے
لگی کہ اپنی کس جگہ کو ٹارگٹ بنائے؟

خیر بہت سوچنے کے بعد اس نے شرارت سے اپنی دائیں
ٹانگ کی پنڈلی کو چھو کر واضح اشارہ کیا۔ اگر وہ ہونٹ، گردن
یا ہاتھ چنتی تو وہ بہت جلدی پکڑ لیتا کیونکہ وہاں تو وہ آل ٹائم
ہی کسز کرتا رہتا تھا اپنی مرضی سے۔۔

ہو گیا؟ کتنا وقت اور لوگی؟؟۔۔۔ اسے اتنا ٹائم لیتے دیکھ کر
وہ جھنجھلایا کیونکہ آنکھوں کے آگے بالکل اندھیرا جوں تھا۔

ہاں ہاں ہو گیا۔۔۔ صبر!۔۔۔ اجالا نے مسکرا کر اسکی
آنکھوں سے ہاتھ ہٹا لیا۔

چینگ کرنے کا سوچنا بھی مت! سب ریکارڈ ہو رہا
ہے!۔۔۔ ابراج نے ایک نظر اسکے شرارتی تاثرات پہ ڈال
کر ناک سکوڑتے ہوئے جتانے والے انداز میں بولا۔

تمہاری طرح چیٹر نہیں ہوں میں!۔۔۔ اجالا کہاں خاموش
رہنے والوں میں سے تھی؟ تنک کر بولی۔ ابراج نے جواباً
خاموشی سے مسکرا کر اس کی آنکھوں پہ اپنی چوڑی ہتھیلی جما
کے ایک نگاہ کیمرے پر ڈالی۔ اس کے چہرے پر ایک چالاکانہ

چمک آئی۔ اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی اٹھائی اور اپنی
اپر رائٹ تھائی یعنی دائیں ران کے اوپری حصے کی طرف
اشارہ کیا۔ اس کا پکا ماننا تھا کہ اجالا کی پہنچ کبھی یہاں تک
نہیں پہنچے گی اور یوں چیلنج وہ بہت آسانی سے جیت جائے
گا۔

چلو ڈن!۔۔۔ ابراج نے ہاتھ ہٹاتے ہوئے اجالا کے کان
میں سرگوشی کی۔ دونوں کے چہروں پر سسپنس کی لہر دوڑ
گئی۔

پہلے کون شروعات کرے گا؟۔۔۔ اجالا نے ڈرامائی انداز میں
ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے تم! دیکھتے ہیں تم میری پسند کا کتنا صحیح اندازہ لگاتی
ہو،۔۔۔ ابراج نے سینہ تان کر جواب دیا۔ اجالا نے اپنی
تھوڑی پر انگلی رکھ کر ابراج کے وجود کا جائزہ لیا۔ اس نے
سوچا شروعات چہرے سے ہی بہتر ہے (کیونکہ وہ ابھی لپس پہ
ہی تو کس مانگ رہا تھا؟) لیکن اجالا نے اتنی جلدی اسکے
ہونٹوں کو چھونے کی بجائے آگے بڑھ کر ایڑھیاں اونچی
کرتے ہوئے ابراج کی پیشانی پر اپنے لب رکھ دیئے۔ (یہ

جانتے بوجھتے کہ اس نے اتنا شریف ٹارگٹ تو بالکل چوز نہیں
کیا ہو گا۔)

غلط!۔۔۔ ابراج پہلے تو اسکے نرم لمس پر سانس روک گیا،
اور پھر اس نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔ ابراج نے آگے
بڑھ کر اجالا کے گال پر نرمی سے کس کیا۔

غلط! بالکل غلط!۔۔۔ اجالا نے قہقہہ لگا کر اعلانیہ انداز میں
کہا اور خود پر سوچ انداز میں اسکی ٹھوڑی پہ لب رکھ دیئے۔

غلط!۔۔۔ ابراج نے نفی میں سر ہلا کر بلا توقف اس کی ناک
پر لب رکھے۔

بابا۔۔۔ پھر سے غلط!۔۔۔ اجالا نے کھلکھلا کر پر جوش
انداز میں کہتے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر کے نیچے جھکا لیا
کیونکہ وہ دراز قد تھا اسلئے اسے بار بار ایڑھیاں کتنی اوپر اٹھانی
پڑ رہی تھی۔

امم!۔۔۔ اجالا نے پر سوچ نظروں سے اس کے تمام نقوش کو
غور سے دیکھا۔ وہ اس کے کیوٹ تاثرات دیکھتا خود پر سے قابو
کھو رہا تھا مگر گیم کا رول تھا کہ ایک وقت میں ایک ہی بندہ

ایک کس کر سکتا ہے۔ خیر وہ صبر کرتا ہوا اجالا کو محبت سے
دیکھنے لگا جو اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرے
ہوئے تھی۔ اجالا نے اسکی آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔
(ہونٹوں پہ وہ تب تک نہیں رکھنے والی تھی، جب تک وہ نہ
رکھ دیتا۔)

غلط!! اتنا شریف کیسے سمجھا ہوا ہے تم نے مجھے؟۔۔۔
ابراج نے تیکھے انداز میں ہنس کر اجالا کے لب زور سے چوم
کر ہلکے سے دانتوں میں دبا کر چھوڑ دیئے۔

سس!! آرام سے۔۔ ابھی چیلنج کا ٹائم ہے!۔۔ وہ اسکے

شدت پسند انداز پہ سلگ اٹھی اور خفگی سے اپنے لال

ہوتے ہونٹوں کو انگلی سے چھوا۔

Who cares?

ابراج نے ڈھیٹائی سے کندھے اچکا کر اسے خمار آلود نگاہوں

سے دیکھا۔ اجالا نے ناک چڑھا کے اسکے کان کی لوں پہ

ہونٹ رکھے۔ (وہ خود کو ریڈی کر رہی تھی اسکے لبوں پہ

جسارت کرنے کے لئے۔)

اگین غلط!!۔۔۔ ابراج نے مسکرا کر کہتے جھک کر اسکی

گردن پہ لب رکھ دیئے۔

غلط!!۔۔۔ اجالا نے آنکھیں گھوما کر دو بدو اسکو غلط ثابت

کیا اور ایک گہری سانس خارج کر کے اسکا چہرہ دوبارہ اپنے

قریب کر لیا۔ ابراج کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے

بہت آہستہ سے اس کے عنابی لبوں پہ اپنے لب رکھ دیئے۔

اسے لگا کہ وہ جیت چکی ہے مگر ابراج کے جواب نے اسے بد

مزہ کر دیا۔

بابا غلط! لیکن کس بہت چھوٹی چھوٹی کر رہی ہو۔ تھوڑی
بڑی کسز کرو جو اچھے سے فیل ہوں۔۔۔ ابراج نے قہقہہ لگا کر
معنی خیزی سے کہتے اسکی شہہ رگ پہ لب رکھے۔

ہو نہ غلط! ویسے مجھے لگا تھا۔۔۔ تم جیسے بے شرم انسان
نے لپس کو ٹارگٹ رکھا ہو گا۔۔۔ اجالا نے منہ پھولا کر اپنی
رائے دیتے ہوئے اب پر سوچ انداز میں اسکے وجود کو
گھورا۔ (ہونٹوں کے علاوہ اور کیا ہی سیلکٹ کیا ہو گا اس
چالاک بندے نے؟)

جسٹ لپس؟ کم آن! نیچے بڑھوں۔ ہنٹ دے رہا ہوں،
چہرے کو تو ہرگز سیلکٹ نہیں کیا ہوا۔۔۔ ابراج نے قہقہہ
لگا کر اسے بے باکی سے آنکھ ماری۔ (وہ جانتا تھا کہ اس چیلنج
کے چکروں میں چہرے پر ہی سب سے پہلے کسز ملنی تھیں۔)
مجھے تمہارے ہنٹس کی ضرورت نہیں ہے! ہونہ۔۔۔ اجالا
نے اسے آنکھیں دیکھا کر اسکی ہتھیلیاں تھامی اور دائیں
ہتھیلی پہ جھک کے ہونٹ رکھ دیئے۔ ابراج کے لبوں پہ
اپے آپ دلکش سی مسکراہٹ گہری ہوتی گئی۔ (آخر اتنا
شریف کیوں سمجھ رہی تھی وہ اسے؟)

غلط! ابراج نے تاسف سے کہتے ہوئے ایکدم اسکا سینہ اپنی
مٹھیوں میں جکڑ لیا۔

آہہ۔۔۔ وہ سسک کر رہ گئی، اس اچانک افتاد پر جسم میں
لرزش پیدا ہوئی۔ پیروں پر کھڑے رہنا محال ہوا۔

ابراج نے جھک کر اپنے ہونٹ اسکے نرم و نازک سینے کے
بیچ و بیچ ثبت کر دیئے، فی الوقت اس نے اسکی قمیض کو جدا
کرنے سے گریز کیا۔

نن۔۔۔ نہی۔۔۔ نہیں!! غلط۔۔۔ ابراج کو آئبرو اچکا کے اپنی
طرف دیکھتا پا کر وہ ہلکی کانپتی آواز میں بولی۔

او کے یور ٹرن!۔۔۔ ابراج نے اس کے سینے سے اپنے ہاتھ
ہٹا لئے اور مخمور لہجے میں کہتے اسکے مزید قریب ہو گیا۔ اجالا
نے سر اٹھا کر ابراج کی گردن پہ نرمی سے ہونٹ رکھے۔

غلط میری جان!۔۔۔ ابراج نے اسکی پر امید آنکھوں کو
دیکھ کر لب دبا کے ہنستے ہوئے اسکی امید بڑے پیار سے
توڑی اور خود اسکی قمیض کا دامن پکڑ کے اسے اوپر کو کرتا

جھک کر اسکے پیٹ کو برہنہ کرتے ہوئے اس پر شدت سے
اپنے ہونٹ ثبت کر گیا۔

ابراج!!۔۔۔ میں۔۔۔ نے۔۔۔ ایسی ویسی۔۔۔ کوئی جگہ۔۔۔
سیلکٹ۔۔۔ نہیں کی۔۔۔ ہوئی۔۔۔ چھچھوڑے نہ بنو۔۔۔ اجالا
کیکپا ہی تو اٹھی تھی اپنے بیلی بٹن پہ اسکا لمس محسوس کر
کے۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔ لیکن اس گیم میں تو کہیں بھی کس کرنا allowed ہے
نا؟ تو پھر زبان بند رکھ کے آگے بڑھو۔۔۔ وہ ہنس کر بے
پرواہی سے کہتا اسے انے مزید قریب کھینچ گیا۔

ہونہہ! چھچھوڑا۔۔۔ اجالانے خفگی سے بڑبڑا کر اسکی قمیض

کے اوپری بٹن ایک ایک کر کے کھولے اور اس کے کشادہ
سینے پر اپنے ہونٹ ثبت کر دیئے۔ (ابراج کو اس گیم میں
بے حد مزہ آرہا تھا۔) اپنے دل کے مقام پہ اس کے لبوں کا نرم
لمس محسوس کر کے ابراج کا پہلو میں دل شدت سے دھڑک
اٹھا۔

غلط!۔۔۔ ابراج نے بے تابی سے اسکی آنکھوں پہ ہونٹ
رکھے جس پہ وہ ناں میں سر ہلاتی مسکراتی۔ اندازے غلط
ثابت ہوتے جا رہے تھے لیکن چومنے کا یہ سلسلہ رکنے کا نام

نہیں لے رہا تھا۔ کھیل کے قوانین کہیں چھپے چھوٹ رہے
تھے اور دونوں ایک دوسرے کی قربت کے لمس میں بہتے
چلے جا رہے تھے۔ ابراج کی آنکھوں کی بے قراری اور بڑھ
گئی، اس نے اجالا کو ڈیسٹریکٹ کرنے کے لئے ایک ہی جھٹکے
میں اپنی قمیض سر کے اوپر سے اتار کر صوفے پر پھینک دی
اور اپنا برہنہ کشادہ سینہ اس کے سامنے کر دیا۔
اجالا نے اک ادا سے ابرو اچکا کر دیکھا اور اس کے باتیں
شانے پر جھک کر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔

غلط!۔۔۔ ابراج نے شوخ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے
کہا اور خود آگے بڑھ کر اجالا کے کندھے سے سلیو نیچے
ڈھلکاتے ہوئے اس کے گورے شانے پر شدت سے لب
ٹکائے۔

غلط ہے ابراج!۔۔۔ اجالا نے للچائی ہوئی نظروں سے
اسے گھورا اور اب کی بار اس کی کہنی کے اندرونی حصے کو
اپنے ہونٹوں سے چھوا۔

غلط میری پیاری بیوی!۔۔۔ ابراج نے قہقہہ لگاتے ہوئے
اب کے اجالا کی نازک کلائی کو تھاما اور اس کی ہتھیلی کے عین

وسط میں ایک لمبا گرم لمس چھوڑا۔ اجالا نے فوراً نفی میں سر

ہلایا اور اس کی چالاکی پر سلگ کر اٹھی۔

تم جان بوجھ کر مجھے تنگ کر رہے ہو نا؟ تاکہ میں ہار

جاؤں!؟۔۔۔ اجالا اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پہ قابو پا کر شکایتی

انداز میں گویا ہوئی۔

اوہ ہو۔۔۔ تو میری بیوی ہار مان رہی ہیں؟۔۔۔ ابراج نے

اسے اکتا کر نہیں بلکہ اک لکار کے ساتھ دیکھا۔

ہرگز نہیں!۔۔۔ اجالا نے منہ بنا کر کہا اور اس بار ہمت کر
کے ذرا نیچے جھک کر ابراج کی پسلیوں کے پاس اس کی کمر
کے پہلو کو اپنے نازک ہونٹوں سے چھوا۔

ابراج کا سارا وجود ایک لمحے کے لیے سن ہوا، اس کا دل چاہا
کہہ دے کہ ہاں یہی ہے اور اسے اٹھا کر ابھی بیڈ پہ پٹکتا اسکے
اوپر سایہ فگن ہو جائے! مگر گیم کے رولز کے مطابق وہ نفی
میں سر ہلا گیا۔

غلط۔۔۔ بالکل غلط!۔۔۔ پھر ابراج نے بنا ایک پل ضائع
کیے اجالا کو کمر سے پکڑ کر اپنے مزید قریب کھینچا اور اس کے

بیک پر یعنی اس کی نازک کمر پر جھک کر اپنے ہونٹ کو لہوں
سے دو انچ اوپر بہت تشنہ انداز میں جما دیے۔ اجالا کی
سانسیں بے ترتیب ہو گئیں مگر اس نے فوراً ہنس کر اس کا
منہ چھپو دھکیلا۔

غلط! میں نے کہا تھا نا میں اتنی آسان جگہ نہیں چنوں
گی!۔۔۔ وہ بھرم دیکھانے والے انداز میں بولی۔ (جگہ تو
ویسے یہ بھی آسان نہیں تھا۔ سانس تو اسکا حلق میں اٹک ہی
گیا تھا چاہت چند سیکنڈ کے لئے کیوں نہیں)

اب دونوں مکمل طور پر ایک دوسرے کے سحر میں جکڑے جا چکے تھے۔ اندازے بار بار غلط ثابت ہو رہے تھے مگر لمس کا

یہ جنون اب کسی اصول کا پابند نہیں رہنا چاہتا تھا۔

اجالا نے ہار ماننے کی بجائے یہ سوچا کہ ابراج اب تک جتنی

جگہوں پر اشارے دے چکا ہے، یقیناً اس نے اپنے دھڑ

سے نیچے کا کوئی حصہ چنا ہوگا۔

کتنا ٹائم لوگی مس اندھیرا؟ ایک ہنٹ دے رہا ہوں، پیٹ

سے نیچے اتر جاؤ اب۔۔۔ ابراج نے شوخ لہجے میں اسے

ہنٹ دیتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔

مجھے پتہ ہے کہاں جانا ہے، تم خاموش رہو!۔۔۔ اجالانے

اسکے بے باک ہنٹ اور آنکھوں کے اشارے پہ لال

پتھروں کی مانند سرخ ہوتے تنک کر کہا اور پھر انگلیاں

موڑتے ہوئے کچھ دیر کے لئے شرم ایک طرف رکھتے تھوڑا

نیچے جھک کر ابراج کی باتیں ران کے پاس اپنے نازک ہونٹ

رکھ دیے۔

آؤچ!!۔۔۔ ابراج نے اپنی باتیں تھاتی پر اسکے لبوں کا

لمس محسوس کر کے ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے

اسکا چہرہ وہی دبا دیا۔

آہہ۔۔۔ وہ دھڑکتے دل سے کراہ کر رہ گئی (ساتھ ہی شرم

سے ڈوب مر بھی جانا چاہتی تھی کہ انعام جیتنے کے لئے وہ

کس حد تک بڑھ آئی تھی۔) ابراج کی ہتھیلی کی گرفت اسکی

گردن پہ مضبوط تھی، وہ اسکا چہرہ اپنی تھائی پہ رب کرواتا گہرا

معنی خیز سانس لبوں سے خارج کر رہا تھا۔

اجالا کا نشانہ چند انچ کے فاصلے سے غلط نکل گیا تھا کیونکہ اس

نے بائیں ران پر کس کیا تھا جبکہ ابراج نے دائیں تھائی کا

انتخاب کیا تھا۔

ابراج۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ اجالا منمنا کر اپنا چہرہ اسکی ران سے
ہٹانے کی سعی کرنے لگی۔

غل۔۔۔ غلط!۔۔۔ ابراج نے سنبھلتے ہوئے اسکی گردن
سے ہاتھ ہٹا کر کہا۔ وہ بہت بے قابو ہو رہا تھا۔ اجالا اسکے
پاگل کر چکی تھی۔

جھوٹ بول رہے ہو تم! تمہاری شکل بتا رہی ہے کہ میں
بالکل صحیح جگہ پر ہوں!۔۔۔ اجالا نے اس کے تاثرات
دیکھ کر شرم سے سرخ لال چہرہ لئے فوراً چیخ کر دعویٰ کیا۔

میں جھوٹ کیوں بولوں گا میری زندگی؟۔۔۔ ابراج کا لہجہ
گھمبیر ہوا، چہرے پر اب ایک شریر اور بے باک مسکراہٹ
ابھر آئی۔ اس نے ایک پل کا وقفہ دیے بغیر اجالا کے سامنے
اپنے گھٹنے ٹیکے اور اس کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ اجالا ابھی
کچھ سمجھ ہی پاتی کہ ابراج نے بنا کسی ہچکچاہٹ کے اس کی
قمیض کا گھیرا تھوڑا سر کایا اور ایک دم سے ٹراؤزر کے اوپر
سے ہی اس کی نازک انر تھائیز کے حساس ترین حصے پر اپنے
گرم لب سختی جمادے۔

آہہ۔۔۔! اجالا کا پورا وجود ایک کپکپی کے ساتھ لرز اٹھا، اس کی سسکیاں کمرے کی خاموشی میں گونج گئیں۔ وہ ابھی زمین بوس ہو جاتی اگر جو ابراج اسکی ٹانگوں کو بروقت نہ تھامتا۔ اس نے جلدی سے ابراج کے شانے پکڑ کر اسے چھپو دھکیلنے کی ناکام کوشش کی۔

بدتمیز انسان! گیم کے چکروں میں میرا فائدہ مت اٹھاؤ!۔۔۔ اجالا نے لال ٹماٹر چہرہ لئے سلگتی ہوئی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے سانس بحال کرنے کی کوشش کی، اس کا دل سینے میں دھک دھک کر رہا تھا۔

ابراج نے ڈھیٹائی سے ایک دلکش قمقمہ لگایا اور گھٹنوں کے
بل سے اٹھ کر نوابانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

ارے! میں تو بس تمہاری ہی طرح اندازہ لگا رہا تھا اب غلط
نکل گیا تو میری کیا غلطی؟۔۔۔ اس نے شرارت سے آنکھ
ماری۔

کھیل یوں ہی طویل ہوتا چلا گیا۔ باری باری اندازوں، غلط
فہمیوں اور بے باک کسز کا یہ سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا
تھا البتہ دونوں کی حالت کافی حد تک غیر ہو چکی تھی۔

کافی دیر تک جب دونوں میں سے کوئی بھی صحیح جگہ تک نہ پہنچ
سکا، تو ابراج کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا۔ اس کی نظریں
اجالا کی پریشان اور سلگتی ہوئی صورت پر جمیں۔ اسے
اندازہ تھا کہ اجالا اسے ہرانے کے لیے کوئی ایسی جگہ چنے گی
جہاں اس کا گمان بھی نہ جائے۔

ابراج نے ایک بار پھر جھک کر اجالا کے قدموں کے پاس
بیٹھنے کا ناٹک کیا اور نجانے کیا سمائی کہ یکلخت بغیر کسی توقف
کے اس کا ٹراؤزر پانتھے سے اوپر اٹھا کر اسکی دائیں پنڈلی پر
اپنے ہونٹ ٹکا دیئے۔ اجالا کا سانس بالکل سینے میں اٹک کر

رہ گیا۔ اس کا منہ صدمے اور حیرت کی شدت سے کھلے کا کھلا

رہ گیا۔ (ابراج ابھی بھی شیور نہیں تھا، وہ سوالیہ نگاہوں

سے اجالا کو دیکھ رہا تھا۔)

ت۔۔۔ تم۔۔۔ تمہیں۔۔۔ کیسے۔۔۔ پتہ؟۔۔۔ تم نے۔۔۔ ضرور۔۔۔

چینگ۔۔۔ کی ہے!!۔۔۔ اجالا غصے سے کانپتی روہانسی

آواش میں چلا اٹھی۔

آہہ فائنلی میں جیت گیا۔۔۔ خیر مجھے پتہ تھا کہ میری گولڈ ڈگر

بیوی مجھے خالی کرنے کے لیے ضرور کوئی غیر متوقع جگہ چنے

گی!۔۔۔ ابراج نے فاتحانہ قہقہہ لگایا اور فوراً اٹھ کر

ڈریسنگ مر کے سامنے رکھے فون کی طرف بڑھا۔

ہونہہ! کیا پتہ میں تم سے پہلے کی جیت گئی ہوں اور تم چیٹنگ کر رہے ہو؟ چلو ریکارڈنگ دیکھتے ہیں!۔۔۔ اجالا بے یقینی سے کہتے ہوئے اس کے ساتھ فون کی سکرین پر جھک گئی۔

ابراج نے ہنسنے پر اکتفاء کیا۔

ویڈیو پلے ہوئی۔ جسے دیکھتے ہوئے اجالا شرم سے تو جو سرخ پڑ رہی تھی، ساتھ ساتھ چیلنج بھی غور سے دیکھ رہی تھی۔

اجالا کا اشارہ بالکل صاف اور واضح انداز میں اپنی دائیں پنڈلی

کی طرف تھا، جہاں ابراج نے عین اسی جگہ پر کس کیا تھا!
اور جب ابراج کی باری آتی تو اس کا اشارہ اپر رائٹ تھائی پر
تھا جبکہ اجالا نے بائیں اپر تھائی پر کس کر کے تھوڑا سا غلط
اندازہ لگایا تھا!

ہاں تو اب پڑ گئی کلیجے میں ٹھنڈ؟ کونسی چیٹنگ کی ہے میں نے؟
زرا روشنی ڈالنا؟۔۔۔ ویڈیو مکمل ہونے کے بعد ابراج نے
فون کا لاک بند کیا اور فتح کے غرور کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ
پھیلا کر اجالا کے چہرے کے اڑتے ہوئے رنگ دیکھے۔

ہاں جی! تو محترمہ۔۔ شرط کے مطابق میرا کیش کب اور
کہاں سے نکل رہا ہے؟۔۔۔ ابراج نے گردن اکڑا کر اسے
مزید تنگ کر کے اپنے قریب کھینچ لیا۔

یہ چیٹنگ ہے ابراج! تم نے ضرور شیشے میں دیکھ لیا تھا۔ میں
نہیں مانتی! تم ہمیشہ میرے ساتھ ایسا ہی کرتے ہو!۔۔۔
اجالا کی آنکھوں میں فوراً نم آگئی اور اس نے بے ساختہ
روہانسی شکل بنا کر رونا ڈال دیا۔

ہاہ! میں نے کیا کیا ہے؟ ویڈیو کا ثبوت ابھی تک فون میں
موجود ہے۔ دوبارہ دیکھ کے تسلی کر لو۔۔۔ اسے ڈرامائی

انداز میں آنسو پونچھنے کی ایکٹنگ کرتے دیکھ کے وہ خفگی سے

بولا۔

ہونہہ! مجھے نہیں دیکھنا۔ تمہارا فون بھی تمہاری طرح چیٹ

ہے، کہاں تمہاری چیٹنگ ریکارڈ کی ہوگی؟؟ اور ویسے بھی

پہلے تو میں ہی جیتی تھی۔ تمہارا ٹارگٹ تو اپر تھائی ہی تھا نا؟

پھر چاہے لیفٹ ہو یا رائٹ۔۔ کیا فرق پڑتا ہے؟؟۔۔۔ وہ

بچوں کی طرح منہ بسور کے بولتی اسکے سینے پہ مکے جڑتے

ہوئے لڑنے لگی۔ آنکھوں میں آنسو بھی اب حقیقتاً آگئے

کیونکہ اس نے شرم بھلا کر اس چیلنج کو جیتنے کے لئے کتنے

جتن کتے تھے لیکن کیا فائدہ ہوا؟

ہاہا میری جان!!۔۔۔ ابراج نے اپنا فون ڈریسنگ ٹیبل پہ

پٹک کر اس کی پلکوں پہ ٹھہری نہی اپنے ہونٹوں سے چنی اور

ہنستے ہوئے اسے محبت سے پکارا۔

ہاں بالکل، تم پہلے ہی جیت گئی تھی! مجھے تو بس تم سے

kisses لینے کا مزہ آرہا تھا، اس لئے میں نے اینڈپہ تھوڑی

چینگ سٹارٹ کر دی۔۔۔ ابراج نے ہار ماننے والے انداز

میں جھوٹ بول کر اسے گلے سے لگا لیا۔ اس نے کتنے

ایکسائٹیڈ انداز میں یہ چیلنج شروع کیا تھا، وہ اسے ناراض نہیں
کرنا چاہتا تھا۔ وہ جو ہمیشہ اسے چڑا کر ہرانے کے بعد خود
فاتح بننے میں ایک عجیب سی خوشی محسوس کرتا تھا، آج اسی
ضدی مرد نے اسے خوش کرنے کی خاطر اپنی جیتی ہوئی بازی
بھی اس کے قدموں میں ڈال دی تھی۔ شاید محبت اسی کا
نام ہے جہاں اپنے غرور اور جیت کو کسی کے ایک
مسکراتے چہرے پر قربان کر دیا جاتا ہے۔ جہاں ہار جانا
جیتنے سے کہیں زیادہ خوبصورت اور تسکین دہ لگنے لگتا ہے۔

ہونہہ! یہ تم پہلے بھی بول سکتے تھے، لیکن ہمیشہ مجھے تنگ کر
کے مزہ آتا ہے۔۔۔ وہ خفگی سے اسکے سینے پہ دانت گاڑتی
اپنی ٹھوڑی اسکے دل کے مقام پر ٹکا گئی۔

تم پہلے بولنے کا موقع کہاں دے رہی تھی؟ تمہارے ہونٹوں
کے لمس نے میری رات سے بھی بری حالت کی ہوئی
تھی۔ چلو زرا بیڈ پہ، ایک دو راؤنڈ لگا لیتے ہیں۔۔۔ ابراج
شاہ اسکے بالائی ہونٹ پہ دانت گاڑتا بے باک ہوا اور اپنے
ہاتھ اسکے سینے پر سہلانے لگا۔

پاگل۔۔ ہو۔۔ ابھی ہم۔۔ ولیمے کا۔۔ ڈریس ڈیسائیڈ۔۔

کرنے جا رہے تھے نا!۔۔۔ اجالا نے سیٹھا کر فوراً سے پہلے

اسکے خطرناک ارادوں کو ٹالنا چاہا کیونکہ وہ اسکی رات کی ہی

شدتوں کا اثر ابھی تک ذاتل نہیں کر پا رہی تھی۔

تھوڑی دیر میں چلیں گے نا۔ ابھی بہت وقت پڑا ہے

ایونٹ میں۔۔ بس ایک راؤنڈ!؟۔۔۔ ابراج نے اسے

بازوؤں میں اٹھا کر خود میں بھینچتے ہوئے مخمور لہجے میں منانا

چاہا اور اسکے کو لہوں کو ہتھیلیوں میں بھرا۔ وہ واقعی مدہوش

ہو چکا تھا۔

کوئی نہیں۔۔ میں نے ابھی نیچے کسی کو بھی ٹاٹم نہیں دیا۔ نہ

آٹی کو نہ آپی (ابراج کہ بہن) کو۔۔ کچھ شرم کر لو ابراج۔۔

اگر تم نے ابھی مجھے مزید تنگ کیا نا تو رات کو اپنے پاس

سونے کے لئے بھی جگہ نہیں دوں گی!۔۔۔ اجالا نے منہ

پھولا کر انگشتِ شہادت اٹھاتے ہوئے اسے وارن کیا کیونکہ

وہ آج ایونٹ میں چلنے پھرنے سے قاصر نہیں ہونا چاہتی

تھی۔ ابراج کا جنون جھیلنا بے حد مشکل کام تھا۔

یار نہیں ہو رہا برداشت!!۔۔۔ ابراج نے اسکی گردن پہ

زور سے دانتوں کو گاڑتے ہوئے جھنجھلا کر کہا۔

سہی ہے، اگر تم مجھے اور تھکانے چاہتے ہو تو کرو اپنی
مرضی!۔۔۔ اجالا اب کی دفعہ اسے روک کر ناراض نہیں
کرنا چاہتی تھی اسلئے منہ پھولا کے ایموشنل بلیک میل کیا۔
وہ خود بھی اس حلال قربت میں مدہوش ہو رہی تھی مگر تھکن
سر پہ سوار تھی۔

نہیں اب میں ایسا ظالم بھی نہیں ہوں۔ ہونہہ! چلو شاپنگ پہ
چلیں۔ تھوڑا دھیان ہی بٹ جائے گا ورنہ یہ تنہائی میرے
ارادوں کو اور خطرناک بنا دے گی، پھر تم شکایت کرو
گی!۔۔۔ ابراج نے اسے اپنے بازوؤں سے نیچے فرش پہ کھڑا

کر کے منہ بسور کر کہا اور اپنی سفید قمیض اٹھا کر پھر سے
زیب تن کرنے لگا۔ اجالا نے ہنسی دبائی، اسے ٹوٹ کر
ابراج پہ پیار آیا مگر وہ ضبط کر گئی۔

چلو چلیں!۔۔۔ اجالا نے خود پہ دوپٹا ٹھیک سے اوڑھا اور
ابراج جو آئینے میں اپنا عکس دیکھتا اب قمیض پہننے کے بعد بال
سیٹ کر رہا تھا، اسے دیکھ کر وہ ایک دم تھوڑا اوپر کو ہوتی
اسکی کان کی لوں چوم کر اسے اپنی جگہ پہ سٹل کرتی شرارت
سے ہنستے ہوئے دروازے کی طرف بھاگ گئی۔

پہلے ایسی حرکتیں کر لیتی ہو اور بعد میں سارا الزام میرے سر

ڈال دیتی ہو۔ تم صبر کرو بیٹا، میری ہی گاڑی میں بیٹھ کے

مال جانا ہے، دیکھو کیا حالت کرتا ہوں تمہاری!۔۔۔ اتنی

چھوٹی سی کس پر ابراج نے جلے بھنے انداز میں اسکی پشت کو

گھور کر بلند آواز میں اسے دھمکایا جو اسے زبان چڑا کر بھاگتے

ہوئے روم سے نکل گئی تھی۔

اسکے فرار ہونے کے بعد وہ کھلے دل سے مسکرایا اور بے

اختیار اپنی انگلی اور انگوٹھے سے کان لی لوں کو چھو لیا جہاں

وہ ابھی ہونٹ رکھ کے گئی تھی۔



ابراج! ہم یہاں کیا لینے آئے ہیں؟ ہمیں تو ولیمے کا ڈریس لینا
تھانا؟۔۔۔ ابراج کے ہمراہ اسکے ہاتھ کی سخت گرفت کے
باعث جیولری شاپ میں اینٹر ہوتے ہوئے اجالا نے چونک
کر اس سے استفسار کیا۔

وہ بھی لے لیں گے! ابھی یہاں بیٹھو۔۔۔ ابراج نے اسکا
بازو نرمی سے پکڑ کے تھوڑا آگے بڑھتے ہوئے اسے کرسی
گھسیٹ کر اس پہ بٹھایا۔

ارے شاہ صاحب آپ؟ خوش آمدید۔۔ بیٹھئے نا۔۔۔ جیولر
اسکو پہچانتے ہی بہت خوشگوا ری سے بولا۔ ابراج کی فیملی
پہلے بھی اس جیولر سے کافی جیولری بنا چکی تھی اور ساتھ وہ
بھی چکر لگایا کرتا تھا اسلئے ان کی واقفیت ہو چکی تھی۔
السلام علیکم لالا! مجھے میری مسز کے لئے ایک خوبصورت سا
گولڈ نیکلس سیٹ خریدنا ہے۔ ورائٹی دیکھائیے گا۔۔۔
ابراج نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اجالا کے برابر میں
جگہ سنبھالتے ہوئے جیولر سے کہا۔

واٹ؟ میرے لئے؟۔۔۔ اجالا کی ایک دم جوش اور خوشی
سے آواز بلند ہوئی جسے سن کر ابراج تو جو مسکرایا، ادھیڑ عمر
جیولر نے بھی سلام کا جواب دے کے چونک کر اس چھوٹی
سی لڑکی کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے ابراج کو دیکھا۔ وہ اس
کیوٹ سی جوڑی کو دیکھ کر خوش نظر آ رہا تھا۔
یس! ان میں سے کچھ پسند آ رہا ہے تو بتاؤ؟۔۔۔ ابراج نے
اشتیاق سے شیشے کے کاؤنٹر کے اوپر اور اندر پڑے ڈیزائنز
کی طرف اشارہ کرتے اجالا سے پوچھا۔

خیر ہے! اتنی کرم نوازی کس خوشی میں؟۔۔۔ اجالانے
اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھتے مدھم آواز میں سوال کیا۔
ہا ہا ہا۔۔۔ کرم نوازی نہیں۔ تمہارا انعام ہے۔ بھول گئی،
ابھی مجھ سے کس چیلنج جیت کر آرہی ہو؟۔۔۔ ابراج نے
ہلکا سا ہنس کر اس کے کان میں محفی سرگوشی کی تو وہ لمحوں میں
چیلنج والے مناظر یاد کرتی سرتاپہ سرخ پڑ گئی۔ اجالا عبا ئیہ
نہیں پہنتی تھی مگر شاہ خاندان کے اصولوں کے مطابق اس
نے ایک بڑی سی سیاہ چادر خود پہ اوڑھ رکھی تھی جو اس پر
بے حد چمک رہی تھی۔ یہ چادر اسے اسکی ساس نے دی تھی۔

اجالا نے ابراج کی سرگوشی دانستہ نظر انداز کر کے فوراً شیشے
کے کاؤنٹر میں سبجے چمکتے ہوئے سنہرے اور ڈائمنڈ سیٹوں پر
اپنی للچائی ہوئی نظریں جمائیں۔ اس کی زیتونی آنکھوں کی
مخصوص چمک لوٹ آتی تھی۔

او ایم جی!۔۔۔ وہ ان زیورات کی خوبصورتی دیکھ کر بنا
کسی جھجک کے چہکتی ہوئی تھوڑا آگے کو جھکی، ایک ایک
سیٹ کو باریک بینی سے دیکھتی اور پھر نخرے سے ناک
سکوڑ کر آگے بڑھ جاتی۔ اتنی جلدی تو اسے کچھ پسند آنے
والا نہیں تھا!

کبھی وہ کسی نیکلس کانگینہ دیکھ کر منہ بنا رہی تھی تو کبھی کسی
کے ڈیزائن کو اولڈ فیشن قرار دے کر رد کر رہی تھی۔ ابراج
برابر میں بیٹھا ہاتھ سینے پر باندھے اس کی یہ ادائیں دیکھ کر زیر
لب مسکرا رہا تھا جبکہ جیولرنٹی سے نئی ویرائٹی نکال کر اسکے
سامنے رکھتا جا رہا تھا۔

کافی دیر کی چھان بین کے بعد بالا خراجا لانے ایک انتہائی
بھاری اور بے حد پیارے نایاب کام والے گولڈ نیکلس پر
انگلی رکھی۔

ہممم۔۔۔ یہ پیارا لگ رہا ہے، لیکن ابھی میں مزید بھی دیکھوں
گی!۔۔۔ اس نے اپنے مخصوص نخرے سے کہا۔ ادھیڑ عمر
جیولر نے فوراً مسکرا کر وہ سیٹ نکالا اور منجملی پیڈ پر سجاتے
ہوئے بولا۔

ارے واہ بیٹا۔ آپ کا انتخاب واقعی زبردست ہے۔ شاہ
صاحب! آپکی بیوی کی پسند بہت خوبصورت ہے۔۔۔ جیولر
نے ستائشی انداز میں تعریف کی کیونکہ اجالا نے واقعی بہت
ایلیٹ نیکلس پسند کیا تھا۔

ہاں بالکل لالا! اسکی کمال پسند کا اندازہ مجھے اسی دن ہو گیا تھا

جس دن اس نے مجھے اپنے شریکِ حیات کے طور پر چنا
تھا۔۔۔ ابراج نے ایک تیکھی شریر مسکراہٹ کے ساتھ
اجالا کے نکھرے ہوئے چہرے پر نظریں جمائیں اور جیولر
کی طرف دیکھ کر معنویت سے بولا۔ جیولر خوشگواہی سے
ہنس دیا۔

اجالا کی کھلی کھلی رنگت پر فوراً ایک سرخی دوڑ گئی۔ اس نے
چونک کر ابراج کو گھورا کیونکہ اس نے تو آج تک زبان سے

کبھی اپنے جذبات کا اظہار ہی نہیں کیا تھا اور ابراج سب
کے سامنے یوں اس کی بولتی بند کر رہا تھا!

ہونہہ! اتنے تم شاروخ خان جسے میں نے پسند کیا تھا۔۔۔

اجالا نے شرما کر نظریں چرانے کے بجائے فوراً تپ کر

بڑبڑاتے ہوئے ابراج کو دھیمی آوازیں جواب دیا اور بات

گھمانے کے لیے جیولر سے بولی کہ ”اس کی باتوں پر دھیان نہ

دیں، اپ مجھے وہ سامنے والا سیٹ بھی دکھائیں۔“

ابراج نے ایک گہرا قہقہہ لگایا اور اجالا کی اس لٹیٹاتی حالت کا

پورا مزہ لیا۔ جب تین چار اور سیٹ دیکھنے کے بعد بھی اجالا

اسی پہلے والے پرائٹک گئی تو ابراج نے مزید وقت ضائع کیے
بغیر جیولر کو اشارہ کیا۔

بس یہی ڈن کر دیں۔ اور پیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے،
مجھے یہیں پر نکال کر دے دیں۔۔۔ ابراج نے حتمی انداز میں
کہا تو جیولر نے فوراً احترام سے وہ چمکتا ہوا نیکلس ابراج کو
تھما دیا۔

ابراج یہ مجھے کافی مہنگا لگ رہا ہے!۔۔۔ اجالا نے مدھم
آواز میں اپنی رائے ظاہر کی۔

شش!! جتنا بھی مہنگا ہو تمہیں کیا تکلیف ہو رہی ہے؟ اپنی
بیوی کو لے کر دے رہا ہوں۔۔۔ ابراج نے جھک کر اس کی
صراحی دار گردن کے گرد وہ بھاری نیکلس آراستہ کر دیا، جب
اس کی انگلیاں لاک بند کرتے ہوئے اجالا کی گردن کی جلد
سے مس ہوئیں تو ابراج نے اس کے کان کے بالکل پاس
جھک کر بہت مدہم آواز میں سرگوشی کی۔ اجالا کا دل ایک
لمحے کو زور سے دھڑکا۔ اس نے شیشے میں اپنا عکس دیکھا،
نیکلس اس کی گردن پر چب رہا تھا۔ اس دوران جیولر نظروں کا

زاویہ بدل کر مسکراتا ہوا ابراج کے کارڈ سے پیمنٹ کر رہا

تھا۔

یہ کتنے کا ہے؟۔۔۔ اجالا نے نیکلس پہ ستائشی انداز میں

انگلیاں پھیرتے جیولر سے استفسار کیا۔

اسکی مالیت پچپن لاکھ ہے بیٹا!۔۔۔ جیولر نے پیمنٹ کی

کٹوتی کر کے اجالا کو نرم انداز میں جواب دے کے کارڈ ابراج

کی جانب بڑھا دیا۔

واٹ؟ اتنا مہنگا؟۔۔۔ اجالا تقریباً چیخی تھی جبکہ ابراج یونہی

کارڈ تھام کے ریکس انداز میں اسکو دیکھتا رہا۔

بیٹا گولڈ بہت مہنگا ہو گیا ہے اور آپ نے جو نیکلس پسند کیا

ہے، یہ ہماری شاپ کا سب سے لگژری ڈیزائن ہے۔

ڈیزائن چاہے باریک ہے لیکن اسکا وزن چیک کریں، کتنا

بھاری ہے۔ آپکو خود محسوس ہو گا۔۔۔ جیولر نے شفقت

بھرے لہجے میں بہت احترام کے ساتھ صفائی دی۔

لالا! وہ رنگ دیکھائیے گا۔۔۔ ابھی اجالا مزید کچھ بولنے والی

تھی جب ابراج کی نگاہیں جیولر کے چھپنے والی دیوار پہ شیشے

والے کیبنٹ میں سیٹ ایک چمکتی دمکتی ہیرے کی انگوٹھی پہ

پڑیں اور اس نے فوراً جیولر سے کہا۔

جی شاہ صاحب، ضرور!۔۔۔ جیولر مسکرا کر بولتا ہوا وہ
انگوٹھی نکالنے لگا۔

اب یہ کس کے لئے خرید رہے ہو؟۔۔۔ اجالا نے آئینرو
اٹھا کے اسکی طرف جھکتے رازداری سے پوچھا۔ لہجہ کچھ
مشکوک بھی تھا۔

بس ہے ایک گرل فرینڈ!۔۔۔ ابراج نے مسکراہٹ دطا
کے اسکے کان میں چھیڑتی سرگوشی کی۔

اچھا؟؟ سہی ہے پھر یہ نیکلس بھی اسی کو دینا۔ اور ایسا کرو
ولیمہ بھی جا کے اسی کے ساتھ رچاؤ۔۔۔ اجالا اسکو غصیلی

گھوریوں سے نواز کر ڈرامائی انداز میں بولتی اپنے گلے سے
نیکلس اتارنے کی ایکٹنگ کرنے لگی۔ جانتی تھی کہ مذاق کر رہا
ہے لیکن پھر بھی اجالا کو جلن ہوئی تھی۔

ارے!!۔۔۔ ابراج نے قہقہہ لگا کر روٹھی ہوئی اجالا کا ہاتھ
اسکے نیکلس سے ہٹا کے اسے اپنے کندھے کے ساتھ لگایا۔
مذاق بھی کسی چیز کا نام ہے!!۔۔۔ ابراج نے اس کے کان
میں سرگوشی کر کے مسکرا کر اسے شانت کیا۔ اجالا نے ہنوز
مصنوعی خفگی سے ناک سکوڑ کے آئی رول کیا۔

یہ لیں شاہ صاحب! ایک نمبر پیور ڈائمنڈ ہے۔۔۔ جیولر نے
اسی لمحے وہ انگوٹھی ابراج کے ہاتھ میں تھما کر فراح دلی سے
اپنی جیولری کی تعریف کی۔

بہت پیاری ہے۔۔۔ ابراج نے بے اختیار کہتے ہوئے
اجالا کی کلائی تھام کر اسکی رنگ فنگر میں بہت نرمی سے پہنا
دی۔

اور اب اور بھی پیاری لگ رہی ہے!!۔۔۔ جھک کر اسکی
انگلی میں پہنی انگوٹھی پہ لب رکھ کے اس نے اجالا کی حیران
اور سرخ ہوتی شکل دیکھ کے ہنستے ہوئے ہلکے بھلکے انداز میں

کہا۔ جیولر کے لبوں پہ بھی اسکا بیوی کے لئے پیار دیکھ کر
مسکراہٹ پھیل گئی، اجالا نے خود میں سمٹتے ہوئے جیولر
کے سامنے اسکی جسارت پر شرما تے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑایا۔
وہ انگوٹھی واقعی بہت پیاری تھی۔

ہونہہ! اب دونایہ جا کے اپنی ہوتی سوتی گرل فرینڈ کی۔۔۔
اجالا نے شکریہ کہنے کی بجائے منہ پھولا کر سرگوشی میں طنز
کیا۔

دے چکا ہوں۔ میری گرل فرینڈ بھی تم، بیوی بھی تم اور
میری کل کائنات بھی تم!۔۔۔ ابراج نے مسکرا کے اپنا

کارڈ دوبارہ جیولر کو تھما کے اجالا کے کان میں والہانہ محبت
سے جواب دیا تو وہ بے اختیار ٹھہر کے اسکی آنکھوں میں
ٹھاٹھیں مارتا جذبات کا سمندر یک ٹک دیکھنے لگی۔

کتنا پیارا لگتا تھا وہ اس پیار اور حق جتاتے ہوئے؟۔۔۔
اجالا نے دل میں گدگدی محسوس کرتے ہوئے سوچا۔ اسکے
الفاظ اسے معتبر کر گئے تھے۔

شکریہ شاہ صاحب! بیٹھیں میں نے چائے پانی کے لئے
بندے کو بھیجا ہوا ہے، وہ آہی رہا ہو گا۔۔۔ انگوٹھی کی

چیمنٹ کاٹ کے جیولر نے مسکرا کر کارڈ ابراج کی طرف

بڑھاتے ہوئے خوشگوار انداز میں کہا۔

نہیں شکریہ! آج شام میں ہمارا ولیمہ ہے تو ابھی اسکا ڈریس
بھی پک کرنا ہے۔ پھر کبھی لالا۔۔۔ اجالا کی نرم نگاہوں کی

تپش خود پہ محسوس کر کے ابراج نے اسکا بازو تھام کر

سرسری انداز میں جیولر کو الوداع کیا اور اجالا کو لئے شاپ

سے باہر نکل گیا۔

وہ دونوں اب مال کے فینسی بوتیکس فلور پہ جا رہے تھے۔

ابراج نے اجالا کا ہاتھ یوں پکڑا ہوا تھا جیسے وہ کوئی بچی ہو اور

اسکی زرا سی لاپرواہی میں یہاں گم جائے گی۔

اجالا نے مسکرا کر اسکے ہاتھ میں مقید اپنا ہاتھ دیکھا جس کی

رنگ فنگر پہ وہ ڈائمنڈ کی انگوٹھی چمک رہی تھی۔

بھوک تو نہیں لگی؟ پہلے ڈریس لینا ہے یا کچھ کھانا ہے؟۔۔۔

ابراج اسے لے کر لفٹ میں داخل ہوتا فکر مندی سے پوچھ رہا

تھا۔ اجالا نے صبح ناشتہ تو ٹھیک سے کیا تھا مگر ساری رات

اسے سہا بھی تو تھا، اسکی نزاکت کا خیال رکھنا اس پہ فرض
تھا۔

نہیں! پہلے ڈریس لینا ہے۔۔۔ اجالا نے چونک کر اپنی
انگوٹھی سے نظریں ہٹا کے پر جوش انداز میں جواب دیا۔
خیر ہے آج تو معجزہ ہی ہو گیا ہے کہ مس اندھیرا نے زندگی
میں پہلی دفعہ کھانے کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا؟

Am i dreaming?

ابراج نے اسکے لبوں پہ اپنا انگوٹھا پھیرتے ہوئے شرارت
سے کہا۔ بند لفٹ میں اب ان دونوں کے علاوہ اور کوئی
موجود نہیں تھا۔

غیر متوقع معجزے سے تو تمہاری طرف سے بھی بہت ہو
رہے ہیں آج کل! کیا میں نے کچھ کہا؟ ہونہہ۔۔۔ اپنے
لئے ”مس اندھیرا“ سن کر اجالا نے سلگتے ہوئے دانت کچکچا
کے جواب دیا۔

ہمم! پوائنٹ۔۔۔ ابراج نے گھمبیرتائی میں ہنکارا بھرتے
اچانک جھک کر اسکی نازک پنکھڑیوں کو زور سے چوم لیا، یہ

ہلتے ہونٹ اسے کب سے بے چین کر رہے تھے۔ اس افتاد

پر اجالا نے ہڑبڑاتے ہوئے اسکی قمیض کا کالر جھنجھوڑا تو وہ

زیادہ شدت پسند ہوئے بغیر ضبط سے چپھے ہٹ گیا۔

پاگل۔۔ ہو۔۔ مال میں۔۔ ہیں ہم!۔۔۔ اجالا نے دہکتے

گالوں کے ساتھ اسکو ڈپٹا۔

ٹھیک ہے بیڈ روم میں جانے تک ویٹ کر لیتا ہوں۔ آج

رات تو تمہارے رونے دھونے پہ بھی نہیں رکوں گا!۔۔۔

ابراج شاہ نے اسکی کمر کے نچلے حصے پر بے باکی سے ہاتھ

گھماتے ہوئے اسے بوجھل آواز میں باور کروایا۔

ابراج۔۔ ہم۔۔ اوپر۔۔ والے۔۔ فلور۔۔ پہ آگئے
ہیں۔۔۔ اسکے ہاتھ کی بڑھتی بے باکی اور نظروں کی تیش کی
تاب نہ لاتے ہوئے اجالا نے اٹکتے ہوئے اسے ہوش دلائی۔
(اسکے خطرناک ارادے جان کر وہ بس تھوک ہی نکل سکتی
تھی۔)

ہمم! چلو چلیں۔۔۔ ابراج نے سر کو خم دے کر بمشکل
شرافت سے کام لیتے ہوئے لفٹ کا بٹن دبایا اور اسے بازو
سے پکڑ باہر نکل گیا۔ ان دونوں کا رخ اب ایک مشہور بوتیک
کی طرف تھا۔



ماحد اور عنیزہ کی گرینڈ اینٹری کے بعد ہال میں خوشگوار شور
اور تالیوں کی گونج ابھی مدہم ہی ہوئی تھی کہ بینکویٹ ہال کی
تمام مرکزی لائٹس ایک بار پھر دھندلا گئیں اور فوکس لائٹ
سیدھی ہال کے عظیم الشان اندرونی دروازے پر جا ٹکی۔
اس قد آور خوبصورت دروازے کے بھاری پٹ دوبارہ کھلے
تو ہال میں موجود ہر شخص کی نظریں وہیں ٹھہر گئیں۔

اجالا اور ابراج ایک دلفریب انداز میں قدم سے قدم ملائے
اینٹری گیٹ پر کھڑے تھے۔ اجالا کے وجود پر سچی ڈسٹی پنک

رنگت کی جالی دار ساڑھی جس پر چاندی کی کرنوں کی طرح
چمکتا سلور گوٹا اور باریک نقاشی کا کام تھا، ہال کی مدہم لائٹس
میں ایک دلکش سی چمک بکھیر رہی تھی۔ ساڑھی بہت
ڈیسینٹ تھی، اسکے وجود کا ایک بھی حصہ برہنہ نہیں ہو رہا
تھا۔ اس کا لچکدار پلو اس کی نازک کمر کو چھوتا ہوا شانے پر
ڈھلا تھا جبکہ گلے میں سجا چاندی اور ڈائمنڈز کا شاندار سیٹ
اور ہاتھوں میں چمکتی چوڑیاں اس کے روپ کو چار چاند لگا
رہی تھیں۔ مہندی سے رچے نازک ہاتھوں اور کھلے کرل
بالوں میں وہ کسی پرستان کی شہزادی کا گمان دے رہی تھی۔



(اجالا کا لباس ایسا تھا۔)

اس کے بالکل ساتھ کھڑا ابراج اپنے وجاہت سے بھرپور
دراز قد سراپے کے ساتھ ہر نگاہ کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔
پاؤڈر پنک رنگ کا پرفیکٹ فٹڈ سوٹ اندر سفید چمکدار شرٹ
جس کے اوپری بٹن کھلے تھے، اور کوٹ کی جیب میں سجا ہلکا
سا پھول اجالا کے لباس کے ساتھ مکمل میچنگ کر رہا تھا۔
ایک ساتھ چلتا ان کا کیلیوں لگ رہا تھا جیسے دونوں ایک
دوسرے ہی کے لیے تراشے گئے ہوں۔ اس کی کلائی میں
بند ہی چمکدار گھڑی تھا۔



(ابرآج كا لباس ايسا آھا۔)

ایک ہاتھ اجالا کے بازو میں ڈالے ابراج کا شاہانہ اور بے
نیازی سے بھرا انداز ہال میں موجود ہر شخص کو متاثر کر رہا
تھا۔

ابراج! میں۔۔۔ کنفیوز ہو رہی ہوں۔۔۔ اتنی ساری لائٹس
اور لوگوں کی نظروں کو خود پہ محسوس کر کے اجالا نے دھیمی
آواز میں اس سے کہا۔ وہ کل کی اینٹری پہ بھی یونہی دل میں
کنفیوز رہی تھی جب اسے عزیزہ اور باقی سہیلیوں نے ریلکس
کیا تھا۔

رتیلی؟ لیکن کیوں؟۔۔۔ اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم
اٹھاتے ابراج نے کچھ حیران ہو کر پوچھا۔ میوزک کی مدہم
اور دلکش دھن ہال کی تمام دیواروں سے ٹکرا رہی تھی، ہال
ایک بار پھر تالیوں اور سرگوشیوں سے گونج اٹھا تھا۔
مجھے تو ایسے لگ رہا ہے کہ ولیمے کا بھاری لہنگا ڈچ کرنے کے
چکروں میں میرا ڈریس کچھ زیادہ ہی سمپل ہو گیا ہے۔ مجھ
سے زیادہ تو دوسری لڑکیاں تیار ہو کر آئی ہوئی ہیں، جیسے میرا
نہیں ان کا ولیمہ ہے۔۔۔ وہ ایک سرسری نگاہ ہال میں موجود
عورتوں کی طرف گھما کے روہانسی آوازیں ابراج کو کہتی

اسکے شانہ بشانہ چل رہی تھی۔ اسکے گلسنے پہ وہ بے اختیار

ہلکا سا ہنسا تھا۔

کیمروں کی فلیش لائٹس سیدھا ان کے چہرے پہ پڑ رہی تھیں۔

ہر کوئی بہت اشتیاق سے اس خوبصورت اور خوش جوڑے کو

دور سے دیکھ رہا تھا۔ کوئی رشک سے، کوئی حسد سے جبکہ

بہت سے لوگ یہ خوبصورت منظر اپنے موبائل میں بھی قید

کر رہے تھے۔ ان کی اینٹری بے حد شاندار انداز میں کروائی

جا رہی تھی۔

فاریور کانڈ انفارمیشن تم نے اپنی پسند سے یہ ساڑھی
خریدی ہے جو تم پر میری سوچ سے زیادہ خوبصورت لگ
رہی ہے۔ کچھ جلیس لڑکیوں کا تو کام ہوتا ہے دلہن کی لائٹ
لائٹ چرانے کے چکروں میں اوور تیار ہونا، سو اس لئے
انہیں اگنور کر کے آگے بڑھو۔ تم مجھے خوبصورت لگ رہی
ہو، تمہارے لئے صرف اتنا کافی ہونا چاہیے۔۔۔ ابراج نے
اپنا ہاتھ اجالا کے بازو سے نکال کر اسکی کمر میں ڈالتے ہوئے
نہایت شیریں لہجے میں اجالا کا کانفیڈینس بڑھایا۔ وہ صاف
گوئی سے بول رہا تھا۔ یہ ساڑھی اجالا کو پہلی نظر میں بہت

پسند آگئی تھی، ابراج نے پہلے تو اس ساڑھی کی ٹھیک سے
چھان بین کی کہ کہیں سے اسکے وجود کا کوئی خم ریویل نہ ہو،
جب اسے تسلی ہو گئی کہ وہ ساڑھی ہر لحاظ سے پرفیکٹ
ہے اور اسکی بیوی پر بہت جج رہی ہے تو وہ یہی لباس
خریدنے پہ راضی ہو گیا تھا جو لہنگے سے ہٹ کر یونیک لگ رہا
تھا۔ ابراج کے الفاظ سن کر اجالا بلش کرنے لگی اور اس پہ
تضاد سب کے سامنے اسکا مضبوط ہاتھ اپنی کمر پہ محسوس کر
کے دل زور سے دھڑکا مگر وہ بے نیازی سے آگے بڑھ رہا
تھا۔

مجھے ایسے کیوں لگ رہا ہے کہ ماما مجھے بہت غصے سے گھور
رہی ہیں ابراج؟ میں نے صبح ان کو بتایا تھا کہ میں وہ وزنی لہنگا
نہیں پہنوں گی تو انہیں فون پر مجھے ڈانٹ کے بولا تھا کہ
تمہارے شوہر نے اتنے دل سے خریدا ہے، تم وہی پہنو گی
ورنہ ہال میں تمہاری پیٹائی شروع کر دوں گی۔ مجھے ماما کی
جوتیوں سے بچا لینا ابراج۔ میں سب کے سامنے بے عزت
نہیں ہونا چاہتی آفٹر آل میں ابراج شاہ کی دلہن ہوں!۔۔۔
خود پہ نعمیہ صابری کی کھا جانے والی نظریں محسوس کر کے
اجالا نے سرگوشی نما آوازیں بڑے لاڈ اور بیچاری سے ابراج

سے التجاء کی تو وہ اسکی روہانسی صورت دیکھ کے مشکل سے

اپنی ہنسی ضبط دبانے لگا۔ (یہ لڑکی اس دنیا میں شاید صرف

اپنی ماں کی ہوا میں معلق جوتی سے ڈرتی تھی)

اتنی بڑنگ (Buttering) نہیں کرو میری جان، مجھے بڑکھانا

بہت پسند ہے اور اس وقت تمہارے یہ رسیلے ہونٹ

چبانے کا میرا جتنا دل چاہ رہا ہے نا، تم سوچ بھی نہیں سکتی

اسلئے فی الحال مجھے محبت بھرے جملوں سے پچکارنے سے

پرہیز کرو ورنہ یہیں سب کے سامنے تمہیں فریج کس کرنا

سٹارٹ کر دوں گا۔۔۔ ابراج نے اس کے کان کے پاس

جھک کر بوجھل لہجے میں سرگوشیاں کرتے اسے بری طرح
سے سیٹھانے پہ مجبور کر دیا۔ شکر ہے میوزک تیز تھا اور
مہمان ان سے دور اپنی نشستوں پہ تھے، فوٹو گرافرز نے بھی
فاصلے پر اپنے کیمرے سنبھالے ہوئے تھے ورنہ اس کے بے
باک الفاظ اگر کوئی سن لیتا تو کیا سوچتا؟

بد تمیز۔۔ انسان میں۔۔ نے کب محبت بھرے جملے کہے
تم سے!؟۔۔۔ اجالا نے اپنی زبان کی لڑکھڑاہٹ پہ قابو پا کر
اسے گھورا۔

اگر اپنی ماما کے جوتوں سے بچنا چاہتی ہو تو تمہیں مجھے چڑانے
کا رسک فی الوقت بالکل نہیں لینا چاہیے کیونکہ ایک میری
سفارش ہی تمہیں بچا سکتی ہے ورنہ آج صبح ناشتے پہ لیٹ
آنے پر بھی تمہاری پیٹائی آنٹی سے پکی تھی، وہ تو بھلا ہو میرا
جس نے چاپلوسیاں کر کے تمہیں بچا لیا۔۔۔ اس کے
اکڑنے پہ ابراج نے جتانے والے انداز میں کہا۔ اینٹری کا
راستہ لمبا تھا مگر یہ سفر ان دونوں کو بورنگ نہیں لگ رہا تھا۔
وہ چاہتے تھے کہ ایک دوسرے کے سایے میں یہ خوشگوار
سفر کبھی ختم ہی نہ ہو۔

زیادہ احسان جتانے کی ضرورت نہیں ہے! سمجھ آئی؟ بیوی
ہوں تمہاری، فرض ہے یہ تمہارا۔۔۔ اجالا نے گردن ہنوز
اکڑائے بہت استحقاق سے اس کو باور کروایا۔ ابراج نے
بمشکل اسکے پنک لپ اسٹک سے سچے خوبصورت ہونٹوں
سے نظریں ہٹا کر اپنی مسکراہٹ پہ قابو پایا۔ وہ لڑکی
لاپرواہی سے ہی سہی مگر جب یوں حق جتاتی تھی تو ابراج کی
جان ہتھیلی پہ لے آتی تھی۔

ان دونوں کے مسلسل ہلتے ہونٹ اور ان کی باتوں کو اینٹری
کے وقت پہ ختم نہ ہوتے دیکھ کر اسٹیج پہ کھڑے عزیزہ اور

ماحد نے سرپیٹا۔ انہیں یوں لگا جیسے دونوں پھر کسی ٹاپک پہ
لڑائی کر رہے ہوں گے جو ان کا کام تھا۔

اوکے اور تمہارے بھی بہت سے فرض ہیں جن میں اول
نمبر یہ میری ”فرمانبرداری“ آتی ہے۔ اس لئے مجھے تمیز سے ”
آپ“ بولا کرو۔ کتنی اچھی لگتی ہیں بیویاں اپنے شوہروں کو
آپ بولتے ہوئے لیکن تمہاری زبان ٹوٹ جائے کبھی جو تم
نے مجھے تمیز سے ”آپ“ بلا لیا ہو۔۔۔ ابراج شاہ نے بحث
جاری رکھتے ہوئے افسوس سے کہا تو وہ اسے چڑانے کے
لئے ہنسنے لگی۔

آپ؟ اور تمہیں؟؟ کتنے فنی ہو تم، کبھی مجھے ہنسانے کا موقع

ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔۔۔ اجمالاً نے طنزیہ انداز میں

ہنستے ہوئے اسکا مذاق اڑانے والے انداز میں جواب دیا تو وہ

اسے گھوریوں سے نوازنے لگا۔

بالکل اور آج رات تمہیں کل سے اونچی سسکیاں بھرنے کا

موقع بھی ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا ڈارلنگ! سوہی

کتیرفل۔۔۔ ابراج شاہ نے اسکی ہنستی صورت اپنی نظروں

میں بسا کر اسکے کان میں دھمکی آمیز بے باک لہجے میں جوان

دیا۔ اجالا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی۔

شٹ اپ! ہربات کا رخ اسی طرف مت موڑو۔۔۔ اجالا

غصے اور شرم سے دانت کچکچا کے بولی۔

کس طرف؟۔۔۔ ابراج نے لب دبا کر انجان بنتے ہوئے

شرارت سے وضاحت چاہی۔

بکو اس کروا لو بس تم سے!۔۔۔ وہ تمتماتے چہرے کے

ساتھ خفگی سے بولتی اپنے قدموں کی روانی تیز کرنے لگی تاکہ

اس بے باک گفتگو کے مزید بڑھنے سے پہلے ہی وہ اسٹیج تک

پہنچ جائے۔

ہا ہا آرام سے چلو یار۔ جس طرح لڑکیاں مجھے محبت سے
dreamy انداز میں دیکھ رہی ہیں، میں نہیں چاہتا تمہاری غیر
موجودگی میں کوئی مجھ پہ لائن مار جائے!۔۔۔ ابراج نے ہلکا
سا ہنستے ہوئے اجالا کے تیز چلنے پہ چوٹ کرتے ہوئے اسکو
سلگایا تو وہ ایک دم رک کے مڑی، پہلے ابراج کو غصے سے
گھورا اور پھر ایک نظر سب لڑکیوں کی طرف نظریں دوڑائیں
جن کا رخ انہی دونوں پہ مرکوز تھا۔

کوئی تم پہ لائن مارے یا تمہیں لو لیٹر لکھے، رہو گے تو تم قیامت
تک میرے ہی! اتنی جلدی پیچھا نہیں چھوڑنے والی تمہارا۔

ساری زندگی تمہارے پیسے لوٹتی رہوں گی۔۔۔ اجالا دانت
کچکچا کر واپس اسکے قریب آئی، بڑے حق سے اسکا بازو تھام
کر اس نے قدرے بلند آوازیں اسے دانت کچلا کے جواب
دیا تو اسکے مان بھرے انداز پر ابراج شاہ گردن چھپے پھینکتا
بے اختیار ہنس دیا اور اگلے ہی لمحے اندر تک سر شار ہوتے
اس نے اجالا کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔

پورے ہال میں سیٹیوں اور کھلکھلاہٹوں کا شور بلند ہوا تھا، ہر
کوئی ہونٹنگ کرنے لگا یہاں تک کہ اسٹیج پہ کھڑے ماحد اور
عنیزہ نے بھی ہونٹوں کے گرد رکھتے شور ڈالا تھا جبکہ ان کے

ماں باپ مسکراتے ہوئے انہیں ہمیشہ یونہی خوش رہنے کی

وعدا دینے لگے۔ اجالا اس غیر متوقع افتاد پر آنکھیں پھاڑے

ابراج کا کوٹ زور سے اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

پاگل ہو۔۔ گئے ہو ابراج؟۔۔ سب دیکھ رہے ہیں۔۔۔

ابراج نے شرم سے پاگل ہوتے ہوئے اسکو سب کی

موجودگی کا احساس دلایا۔

آئی گارنٹی یو۔ سب کب سے بور ہوتے ایسے ہی کسی

رومانٹک سین کا ویٹ کر رہے تھے۔ میں نے تو صرف ان کی

خواہش پوری کی ہے۔۔۔ ابراج نے اسکی سرخ ہوتی شکل

دیکھ کر اسے آنکھ مارتے ہوئے دلفریب انداز میں جواب
دیا۔ اجالا میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ نظریں موڑ کے کسی
کے ساتھ آنکھیں ملا سکے۔ ابراج کے آنکھ دبانے پر پھر سے
سب نے ہونٹنگ کرتے ہوئے تالیاں بجائیں۔ صدر شاہ
نے مسکرا کر بیٹے کا یہ انداز دیکھا جو شادی اور رومانس سے
دور بھاگا کرتا تھا۔ محبت اسے کرنج لگتی تھی؟
جھوٹا کہیں کا۔۔۔ صدر شاہ زیرِ لب بڑبڑائے۔

ہونہہ! میں بول رہا تھا نا کہ مجھے بھی ایسے ہی تمہیں اٹھانے دو
لیکن تمہیں ہی شرم آرہی تھی۔ اب اپنی بہن اور بہنوئی کا یہ

سین دیکھ کر تو بڑی خوشی ہو رہی ہے تمہیں۔۔۔ ماحد نے
عنیزہ کے چہرے پہ چھلکتی خوشی دیکھ کر خفگی سے اس کے کان
میں سرگوشی کرتے اس کی نازک کمر کو زور سے اپنی مٹھیوں میں
دبوچا تو وہ جھینپ کر نچلا لب دانتوں تلے دبا گئی۔

میرا لہنگا۔۔ بہت وزنی ہے۔ آپ تھک جاتے۔۔۔ عنیزہ
نے خشک پڑتے لبوں کو تر کرتے ہوئے فکر مندی سے
جواب دیا۔ ماحد ملک کو ٹوٹ کر اپنی بیوی پیار آیا۔

اتنی فکر مت جتاؤ میری جان۔ ابھی سب کے سامنے تمہیں
پیار نہیں کر سکتا لیکن آتی پرویس جتنی تم حسین لگ رہی ہو

نا، بیڈ روم میں جا کر تمہیں اتنا زبردست خراج تحسین پیش
کروں گا کہ تم ساری زندگی یاد رکھو گی۔۔۔ ماحد نے اس کے
کان میں بے باکی سے کہتے ہوئے اسکی کمر سے زرا نیچے ہاتھ
پھیرا۔ سب کا رخ اس دوران ابراج اور اجالا پہ تھا اس لئے
اسکے ہاتھ یوں بے باکی پہ اترے ہوئے تھے۔ عزیزہ کے گلے
میں گلی بھر کے معدوم ہوئی، وہ تو ابھی اسکی کل رات والی
بے تابیاں اور شدتیں نہیں بھولی تھی جب وہ اسے مارنے پہ
تلا ہوا تھا۔

(ٹانگیں اٹھا کر میرے کندھے پہ رکھو۔۔۔ جلدی۔۔۔ وہ اسکی

نازکی پر اپنا سخت وجود مسلسل رب کرتا مدہوشی کے عالم

میں حکمیہ ہوا۔ شرم سے پاگل ہوتی عنیزہ میں اتنی ہمت نہیں

تھی کہ اسکایہ حکم خود پورا کر سکے۔ وہ رات صرف سسکتی

رہی تھی اور جس بے تابی سے ماحد نے اسکی ٹانگوں کو ہوا

میں معلق کر کے اپنے کندھوں کے ساتھ لگاتے ایک زوردار

دھکے کے ساتھ اسکی نازکی میں شمولیت کی تھی۔ عنیزہ ابھی

تک اسکے جنونی انداز کو بھول نہیں پا رہی تھی۔)

کل رات کے یہ بے باک مناظر عزیزہ کی آنکھوں کے سامنے
لہراتے اسے لال سرخ پڑنے پہ مجبور کر رہے تھے اور ماحد
ان گلابیاں بکھیرتے رنگوں کو دیکھ کر محضوض ہو رہا تھا،
وہاں اجالا مسلسل ابراج کو کوس رہی تھی۔

مجھے نیچے اتارو۔ شرمینچ کے چورن کھا لیا ہے کیا پاگل
انسان؟۔۔۔ وہ اسے آنکھیں دیکھاتے نیچے اترنے کی ہلکی سی
مزاحمت کر رہی تھی مگر ابراج خاطر میں لائے بغیر اسے بہت
آرام سے اپنے سینے اور بانہوں میں سمیٹتا اب خوبصورتی سے
سجے اسٹیج کی سیرٹھیوں کی جانب بڑھ رہا تھا۔

چورن نہیں کھایا، اصل میں کل رات تمہارے رسیلے وجود کو
جگہ جگہ سے کھا کے جو مجھ میں رہی سہی شرم تھی، وہ بھی
ختم ہو گئی ہے ڈارلنگ سو سارا قصور تمہارا ہے!۔۔۔

ابراج نے بے شرمی سے اسکے کان میں جواب دیا اور اسکی
شرم سے لال ہوتی صورت دیکھ کے محضوض ہوتا شرارت
سے مسکرا نے لگا۔ اب کی دفعہ اجالا کے پاس کوئی جواب
نہیں تھا، اس بے شرم سے مزید الجھنے کی بجائے اس نے

خاموش رہنے میں ہی اپنی بھلائی جانی۔ (ویسے وہ دل میں
اسکے یوں ساری لڑکیوں کے سامنے خود کو اٹھائے جانے پر

بڑی خوش ہوئی تھی لیکن شرمانے کی ایکٹنگ بھی تو کرنی تھی

بیچاری نے؟ پھر ہی مشرقی دلہن لگنا تھا۔)

سیڑھیاں عبور کر کے مطلوبہ صوفے تک پہنچ کر ابراج نے

اسے احتیاط سے اپنی بانہوں سے نیچے اتار دیا جب وہ اسے

ناک سکوڑ کے گھورتی فوراً عنیزہ کی طرف بڑھ کے اسے گلے

سے لگانے لگی۔

ماشاء اللہ میری آپی تو بہت پیاری لگ رہی ہیں۔ کیوں

بھٹیو؟۔۔۔ عنیزہ کو آٹس بلیو لہنگے چولی میں ملبوس دیکھ کے

اجالا نے بے حد محبت سے اسکی تعریف کرتے ہوئے آخر
میں ماحد کی رائے بھی لیننی چاہی۔

بے شک!!۔۔۔ ابراج شاہ سے گلے ملتے ہوئے ماحد نے
کھلے دل سے مسکرا کر متفق جواب دیا۔ ماحد نے بھی اپنی
بیوی کے ساتھ میچنگ رنگ کاپینٹ کوٹ پہن رکھا تھا۔
اور میری بہن بھی کسی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی! کیوں
ابراج؟۔۔۔ عزیزہ نے پیار سے اجالا کا گال چومتے ہوئے
بہن کے ہی انداز میں کھلکھلا کر اسکی تعریف کرتے ہوئے
ابراج کی رائے لی۔

ظاہر ہے! بیوی کس شہزادے کی ہے؟۔۔۔ ابراج شاہ نے
اپنے ازلی بے نیاز انداز میں جواب دے کر سارا کریڈٹ خود
وصول کرنا چاہا۔

اُس اوکے! ہوتا ہے۔۔۔ ہوتا ہے۔۔۔ جب کسی غلام کو میٹھے
بٹھائے اسکی اوقات سے بڑھ کر بیوی کے روپ میں شہزادی
مل جائے تو وہ یونہی خوش فہم ہوتا ہے۔۔۔ اجالانے پہلے
تو کلس کر ابراج کو گھورا، پھر صبر کے گھونٹ بھر کے بڑے
ہی ریلکس انداز میں اپنا دوپٹا درست کرتی مضحکہ خیز انداز میں
جوابا گویا ہوئی۔ ماحد کا قہقہہ بے ساختہ تھا، عزیزہ بھی کھسیانی

سی ہنسی ہنس دی جبکہ ابراج نے ماتھے پہ تیوری چڑھا کے
اپنی چھوٹی سی بیوی کو آنکھیں دیکھائیں جس کی زبان شادی
کے بعد پہلے سے زیادہ لمبی ہو گئی تھی۔

مجھے ترس آرہا ہے تیرے پر! قسم سے رات میں یہی سوچ رہا
تھا کہ تو نے قابو کیسے کیا ہوا گا اسے۔۔۔ ماحد نے سلگانے
والے انداز میں ابراج کے کان کی طرف جھک کے معنی خیز
سرگوشی کی۔

ویسے ہی جس طرح سارے شوہر کرتے ہیں۔ تو نے کیا اسی
بات کو سوچتے سوچتے اپنی سہاگ رات ضائع کر دی؟۔۔۔

ابراج نے بھی دو بدو بنا کسی لحاظ کے اس کے کان میں طنز
کیا۔

ہاں نا۔ میرا دل بیٹھا جا رہا تھا تیرے بارے میں سوچ سوچ
کر۔۔ مجھے تو یہی لگ رہا تھا کہ اجالا نے میرے یار کو ساری
رات فرش پہ سلایا ہوگا۔۔۔ ماحد کا انداز بہت کمینہ تھا، وہ
ابراج کو تنگ کرتا چہرے پہ مصنوعی تشویش زدہ تاثرات
سجائے بول رہا تھا۔

ہاں اور تیرا یار تو اتنا شریف ہے کہ بیوی نے ایک دفعہ فرش
پہ سونے کو کہا ہوگا اور میں نے تیری طرح زن مریدی کی اعلیٰ

مثال قائم کرتے ہوئے ”جیسا آپ کہیں حضور“ بول کر
اسکے قدموں میں سر گرا دیا ہوگا؟؟۔۔۔ ابراج شاہ نے اس
کے کندھے پہ مکا جڑتے ہوئے تیکھے انداز میں سرگوشی نما
آواز میں جواب دیا۔ ماحد کی ہنسی بے ساختہ تھی جبکہ وہ
دونوں بہنیں ایک دوسرے کے میک اپ کو سراہتی آپس میں
مصروف تھیں۔

اہم اہم! اتنا پیار ررر؟ یہ ابھی میری گنہگار آنکھیں کیا دیکھ
رہی تھیں؟ سید ابراج شاہ نے اپنی دشمنِ جاں کو سب کے
سامنے اپنی بانہوں میں اٹھا رکھا تھا؟۔۔۔ سماویہ نے اسٹیج پہ

چڑھتے ہی گلہ کھنکھار کے ابراج اور اجالا کو چھیڑا۔ باقی
سارے دوست بھی اب اسٹیج پہ آکر ان سے مل رہے
تھے۔

ظاہر ہے! میرے علاوہ کوئی یہ حرکت کر سکتا ہے؟۔۔۔
ابراج نے لودیتی نظروں سے اجالا کو دیکھتے ہوئے کندھے
اچکا کر جواب دیا۔ اس کے ملکیت جھاڑنے والے انداز پر
اجالا کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی۔

اوہووو۔۔۔ آج تو لوگوں کے رنگ روپ بدلے ہوئے

ہیں۔۔۔ مقاصم بے اپنی منکوحہ کی شرارت کو طول دیتے

ہوئے ابراج کو اور تنگ کرتے اسے گلے لگایا۔

گودیوں میں اٹھایا جا رہا ہے۔۔۔ یہ وہی ہے نا جو ہمارے

سامنے اپنے بابا کو صاف بولتا تھا کہ شادی کے بعد اس سے

رومانس نہیں ہوگا، باقی جو مرضی کروالیں؟۔۔۔ صارم نے

بھی قریب آکر لقمہ دیا۔ (اس کی بات اجالا نے سن کر کان

کو ہاتھ لگایا۔ کتنے جھوٹ بول رکھے تھے اس کے شوہر نے

(سب سے؟)

ہاں! کوئی پتہ نہیں کل کی ساری رات ہنستے ہنستے گزار دی ہو
باؤلے نے۔۔۔ باریق صبح اسکی آنکھوں میں رت جگے کی
سرخی بھانپ چکا تھا لیکن پھر بھی اس نے دھیمی آواز میں
سب دوستوں کے ساتھ مل کر اسے چھیڑنا ضروری سمجھا۔
(اجالا کے کان ان کی سرگوشیوں کی طرف ہی تھے۔ ”ہنستے
ہنستے؟“۔۔۔ یہ دو لفظ سن کر اجالا نے منہ پھولایا۔ یا مجھے
اپنی بے شرمیوں سے رولاتے رولاتے؟ وہ اپنے دل کے یہ

الفاظ زبان پر نہ لاپائی)

ابراج ان سب کی چھیڑ چھاڑ پر محض کان کھجاتا ہنس رہا تھا۔
وہ سب یونہی اسے اسکے پرانے ڈائلاگ یاد کروا کے شرمندہ
کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

دوسری طرف نمیرہ، بریقا اور سماویہ شرارت سے عنیزہ اور
اجالا کے کان میں سرگوشیاں کرتیں ان سے کل رات ہوئی
واردات کے متعلق چسکے لے کر پوچھ رہی تھیں جس پر وہ
شرمانے یا انہیں آنکھیں دیکھانے کے سوا کچھ نہ بول پاتیں
کیونکہ اسی لمحے نعیمہ صابری اور بدر صابری کی اسٹیج پہ اینٹری
ہوئی تھی۔ وہ اپنی بیٹیوں سے ملنے آئے تھے۔ اب سب

مہمانوں نے باری باری ملنے اور سلامیاں دینے آنا تھا اس
لئے وہ سارے دوست سلامیوں کے لفافے انہیں تھما کر
مسکراتے ہوئے اسٹیج سے نیچے اتر گئے تاکہ باقی سب کو بھی
موقع ملے۔ ان سب دوستوں کی چھیڑ چھاڑ تو بعد میں بھی
جاری رہ سکتی تھی۔

بدر صابری نے دونوں بیٹیوں کو سینے سے لگا کر ان کا ماتھا
چومنے کے بعد داماد کو گلے لگایا۔

دل تو چاہ رہا ہے، اتار جوتا لوں اور سر میں تمہارا گنجا کر
دوں۔ یہ کیا پہن لیا ہے تم نے؟ میں نے کہا تھا نا کہ تم وہی

لہنگا پہنو گی جو ابراج نے پسند کر رکھا تھا؟ یہ تو ایسے لگ رہا
ہے کہ تم عزیزہ کا ولیمہ اٹینڈ کرنے آتی ہوئی ہو، کہیں سے بھی
ولیمے کی دلہن نہیں لگ رہی۔۔۔ نعمیہ صابری نے اپنی بڑی
سمجھدار بیٹی عزیزہ سے پیار سے ملنے کے بعد اجالا کو گلے لگانے
کی بجائے اسے رعب سے آنکھیں دیکھائی اور کمر پہ ہلکا سا تھپڑ
جڑ کر خفگی سے بولیں۔ وہ بے شک پیاری لگ رہی تھیں
لیکن نعمیہ اس کے ڈریس سے مطمئن نہیں تھیں کیونکہ ان کے
خیال سے دلہن صرف بھاری اور وزنی کپڑوں میں ہی دلہن
لگ سکتی تھی۔

آہ۔۔۔ مجھے کیا کہتی ہیں؟ یہ بھی آپ کے داماد نے ہی پسند کیا

ہے۔ پوچھ لیں اس سے۔۔۔ بتاؤ نا ابراج۔۔۔ وہ ڈرامائی

انداز میں کراہ کر ابراج کا بازو پکڑ کے اسے اپنی طرف کرتی

منہ پھولاتے ہوئے بولی۔

کیا بتاؤں؟۔۔۔ ابراج نے جانتے بوجھتے انجان بنتے ہوئے

اسے تنگ کرنے کی غرض سے مزے لیتے۔ (حتیٰ کہ وہ اسکی

ماں سے ہوتی بے عزتی سن چکا تھا، بس مسکراہٹ ضبط کر

رہا تھا۔)

یہی کہ یہ ڈریس ”آپ“ نے آج صبح میرے لئے پسند کیا تھا

اور میں نے ”آپ“ کی فرمائش پر ہی یہ پہنا ہے۔۔۔ اجالا

نے چہرے پہ بے انتہاء معصومیت سجا کر آنکھیں مٹکاتے

ہوئے اتنی فرمانبرداری سے ابراج کو مخاطب کیا کہ اسکی تو کیا

نعمیہ صابری کی بھی آنکھیں بیٹی کی اتنی تمیز دیکھ کے حیرت

سے پھیل گئیں۔ عزیزہ سمجھ گئی تھی کہ وہ ابراج کو مکھن لگا

رہی ہے، اس لئے ہنسی ضبط کرتی ماحد کے ساتھ جگہ

سنبھالنے لگی۔ (پہلے وہ بے ترتیب انداز میں یونہی کھڑے

تھے مگر اب فوٹو گرافر کے کہنے پہ کیلنز کی طرح کھڑے ہو
گئے۔)

(آپ؟ اور تمہیں؟؟ کتنے فنی ہو تم، کبھی مجھے ہنسانے کا موقع
ہاتھ سے نہیں جانے دیتے)

ابراج کے کانوں میں اجالا کا کچھ دیر پہلے بولا گیا جملہ گونجاتو وہ
اسکی ابھی والی معصوم شکل دیکھ کے ”سیریسلی“ کے انداز
میں آئبرو اچکاتا اپنی ہنسی کا گلہ گھوٹنے لگا۔

ہمم! وہ تم نے کہا تھا کہ تم تھکی ہوئی ہو تو وو۔۔۔ ابراج نچلا
لب کاٹ کر مصنوعی انجانے پن سے اسی کی طرح آنکھیں

ٹپکاتا اسے اشاروں میں قصور وار ٹھہرانے کی کوشش کرتا یوں
ڈرا رہا تھا جیسے آنکھوں سے جتا رہا ہو کہ ”تمہاری عزت
موت اب میرے ہاتھ میں ہے۔“ ابھی وہ جملہ مکمل کرتا
جب اجالا نے نا محسوس انداز میں اس کے بازو پہ چٹکی کاٹتے
اس کی بات ٹوک دی۔

تو ساری رات تھکایا بھی تو ”آپ“ نے ہی تھا نا۔۔۔ اجالا
نے دانتوں کو کچلا کر دھیمی آواز میں اسے باور کروایا۔
لفظ ”آپ“ پر اب کی دفعہ خاصا زور دیا۔ اسکا جواب صرف
ابراج اور نعمیہ صابری سن پائے تھے۔ (عنیزہ اور ماحد کے

ساتھ بدر صابری باتوں میں مصروف تھے) نعمیہ صابری نے تو
سٹیٹا کر منہ کھول لیا اپنی اولاد کی اتنی کمینگی پر۔۔۔ جبکہ ابراج
کو ایک دم کھانسی کا دورہ پڑا۔ اسے کم از کم اپنی ساس و ماں
کے سامنے اجالا سے اتنے ٹکر کے جواب کی امید نہیں تھی۔
وہ آٹنی ایکچولی اجالا کا مطلب یہ ہے کہ کل سارا دن بارات
والا لہنگا پہن کر بیچاری (استغفر اللہ بیچاری اور یہ چڑیل؟ دل
میں کہا) بہت تھک گئی تھی کیونکہ وہ بہت ہیوی تھا اور
بائے چانس میں نے اجالا کے ولیمے کا لہنگا بھی بہت وزنی
خرید رکھا تھا اس لئے پھر میں نے سوچا کہ اجالا کی آج کی لک

ساڑھی پہن کے کل سے تھوڑی ڈفرنٹ لگے گی اور ایونٹ
بھی کم فریبل ہو کے اٹینڈ کر لے گی۔ یہ تو وہی لہنگا پہن رہی
تھی کیونکہ اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا میرا پسند کیا ہوا آؤٹ
فٹ چھوڑ کر کچھ اور پہننا لیکن میں خود اسے زبردستی مال
لے گیا تھا۔۔۔ نعیمہ صابری کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر ابراج
نے لبوں پہ زبردستی کی مسکراہٹ کھینچ کر ایک ہی سانس
میں لمبی چوڑی تفصیل دیتے ہوئے بات کو کور کیا۔ اجالا کا
دل کیا زور سے قہقہہ لگائے لیکن پھر اسٹیج پر ہی ماں سے مزید

ذلیل ہونے کے ڈر سے اس نے ہنسی کا گلہ حلق میں گھونٹ

دیا۔

چلو بیٹا یہ تو تم نے بہت اچھا کیا۔ ساڑھی تو واقعی بڑی
خوبصورت ہے اسی لئے شکر کرو اس نا لائق پہ سوٹ بھی کر
گئی ہے۔۔۔ نعیمہ صابری پر سکون سانس خارج کر کے
نارمل ہوتیں مسکرا کے داماد کا گال پیار سے تھپتھپانے لگیں۔
اور میں جو کب سے vacuum cleaner بنی صفائی دے رہی
تھی کہ آپ کے داماد نے یہ ساڑھی پسند کی ہے، تب تو
یقین نہ آیا آپ کو؟ اور کیا مطلب ہے آپ کی آخری بات کا؟

صرف ساڑھی خوبصورت ہے؟ میں نہیں؟۔۔۔ اجالا کا
صدے سے برا حال ہوا۔ وہ کلس ہی تو گئی تھی جبکہ ابراج
اب کی دفعہ اس کے جلے بھنے تاثرات دیکھ کر مشکل سے قہقہہ
دبانے لگا۔

ہاں بالکل یہی مطلب ہے آنٹی کا!۔۔۔ ابراج نے مصنوعی
سنجیدگی سے اجالا کو تنگ کیا۔

بیٹا مجھے آنٹی نہیں ”مما“ بولا کرو۔۔۔ نعیمہ صابری نے
مسکراتے ہوئے بڑی محبت سے داماد کو کہا۔ بیٹی کے
شکوے کو وہ سرے سے نظر انداز کر گئی تھیں۔ اجالا کا دل

چاہا یہی رونا ڈال دے۔ البتہ ابراج کو اس نے بہت غصے
سے اور ناراضگی سے دیکھا تھا۔

جی ضرور ممّا! کیوں نہیں؟۔۔۔ ابراج نے انہیں اپنے ساتھ
لگا کر اجالا کو سلگانے والے انداز میں آتی رول کرتے ہوئے
ساس کو مزید خود سے راضی کیا تو وہ اسکے منہ سے ”ممّا“ سن
کر اسکی بلائیں لینے لگیں۔ اجالا ان دونوں کے اتنے حسنِ
سلوک کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی اب کی دفعہ
خاموش رہی۔ ان کے ٹیم بنانے پر اسے غصہ آرہا تھا۔

پیارى لگ رہى ہو۔ دیکھا ہے نا میرا بیٹا تمہارا کتنا خیال رکھتا
ہے؟ مجھے کوئی شکایت کا موقع نہیں ملنا چاہئے۔ اللہ میرے
بچوں کو یونہی خوش رکھے۔ آمین۔۔۔ ابراج سے نرمی سے
الگ ہو کر وہ اب اجالا کو گلے لگا کر اسے خالص ماؤں والی
ہدایت دینے لگیں۔ اجالا نے مٹھیاں بھینچیں۔ ابھی یہی ماں
اسے بول رہی تھی کہ وہ ولیمے کی دلہن نہیں لگ رہی اور
اب کیسے بیان ہی بدل لیتے تھے؟

شادی کی ہے آپ نے میری، کسی اسکول میں ایڈمیشن نہیں
کروایا جو کتنے دنوں سے ایک جیسی نصیحتیں ریپیٹ کرتی جا

رہی ہیں۔۔۔ سامنے بھی اجالا صابری تھی، کب تک خود پہ
ضبط کر سکتی تھی۔ بالاخر تپ کے اس نے ماں کو خفگی سے
جواب دیا۔

منہ بند رکھو اپنا۔ تمہاری زبان میرے سامنے ہی نہیں بند
ہوتی، شوہر کا نجانے تم کیا حال کرتی ہو گی۔ کیسی بد تمیز اولاد
پیدا کی ہے میں نے۔۔۔ اس کے زبان چلانے پر نعیمہ صابری
کو اسے مزید ڈپٹنے کا موقع مل گیا تھا جبکہ ابراج نے شکل پہ
معصومیت طاری کر لی۔ کتنی اچھی تھی اسکی ساس۔ ہر
وقت اسکی سائیڈ لیتی رہتیں تھی۔ ہائے۔۔

ہاں! آپ کا داماد تو جیسے بے زبان ہے اور ماں کے پیٹ سے
تمیز کا قاعدہ پڑھ کے پیدا ہوا تھا!۔۔۔ اجالا جو پہلے ہی ابراج
پر بھری پڑی تھی، ناک سکوڑ کے ماں کو دوبارہ منہ پھٹ
انداز میں جواب دیا۔

اجالا میں نے تمہاری زبان کاٹ دینی ہے اب ایک اور لفظ
بھی بولا تو۔۔۔ تھوڑا تو دلہنوں والی نزاکت لاؤ خود میں۔ عنیزہ
کو کبھی دیکھا ہے ماحد کے ساتھ زبان چلاتے ہوئے؟۔۔۔
نعیمہ صابری نے اس کا بازو سختی سے کھینچ کر اب کی دفعہ زرا
غصے سے اس کو ڈانٹ کر عنیزہ کی مثال دی تھی۔

سس۔۔۔ ان کی سخت گرفت کے باعث اپنے بازو میں درد

محسوس کرتے ہوئے اجالا نے ہلکی سی سسکی بھری۔

آنکھوں میں نمی اٹھ آئی جو ابراج نے شدت سے محسوس کی۔

مجھے نہیں آنا آج آپ کے گھر پر! عزیزہ آپ کی فرمانبردار

بیٹی ہیں نا؟ انہی کو لے کر جائیں یا اپنے اس لاڈلے

داماد (ابراج) کو لے جائیں۔ میں اپنے سسرال میں ہی ٹھیک

ہوں۔ اچھا ہے آپ کی مجھ سے جان چھوٹی رہے گی۔۔۔ وہ

ایکدم اپنا بازو چھڑوا کے رندھی ہوئی آواز میں بولتی ان کو

شکوہ کناں نظروں سے دیکھ کر دور ہو گئی۔ نعیمہ صابری کو

ایک دم اپنے سخت انداز کا احساس ہوا جبکہ ابراج کی آنکھوں
سے بھی شریر تاثرات غائب ہو گئے۔ وہ تشویش سے اجالا کو
دیکھنے لگا جو لمبے سانس بھرتی اپنے آنسو چھپے کو دھکیل رہی
تھی۔

کیا ہو گیا ہے ماما؟۔۔۔ عزیزہ ایک دم باپ سے باتیں چھوڑ کر
ان کی طرف متوجہ ہوتی فکر مندی سے بولی۔

کچھ نہیں! بس ڈرامے کروالو اس سے۔۔۔ اپنی دفعہ مجھے
جواب دیتے ہوئے اسکی زبان نہیں رکتی اور اگر میں زرا سا
کچھ بول دوں تو منہ پھولا لیتی ہے۔۔۔ نعیمہ صابری فی

الحال اسٹیج پہ ایموشنل سین نہیں کر ٹیٹ کرنا چاہتی تھیں
اس لئے ہلکے بھلکے سے انداز میں مسکرا کر عزیزہ کو جواب دیا۔
وہ اجالا کو بعد میں منانے کا ارادہ رکھتی تھیں جب سب کھانے
میں مصروف ہو جاتے۔ ابراج کا سارا دھیان اب اجالا پہ
مرکوز ہو گیا تھا جو اسے مکمل نظر انداز کرتی مہمانوں پہ نظریں
جما چکی تھی۔

چھوڑیں نا ماما۔ بچی ہے۔ کیوں چھپے پڑی رہتی ہیں میری
بہن کے۔۔۔ عزیزہ نے محبت سے اپنی بہن کو دیکھتے ہوئے
ماں کو نرم لہجے میں سمجھایا۔

ہاں بیٹا میں کہاں کچھ کہہ رہی ہوں۔ یہ تو اپنی سلامی
پکڑو۔۔۔ عنیزہ کو مسکرا کے جواب دینے کے بعد وہ دوبارہ
اجالا کی طرف متوجہ ہوتیں نرمی سے اسے سلامی والا لفافہ
تھما نے لگیں۔

مجھے نہیں چاہئے! میرا حصہ بھی اپنے اس چہیتے داماد کو دے
دیں۔۔۔ اجالا نے بھڑک کر ان کے ہاتھ سے لفافہ لیتے
ہوئے ابراج کے ہاتھوں میں غصے سے دبا دیا جو پہلے ہی ہکا
بکا ہوتا اسکا خراب موڈ ملاحظہ فرما رہا تھا۔ (معاملہ واقعی
سنگین ہو گیا تھا ورنہ اسکی بیوی کہاں اپنے حصے کے پیسے

چھوڑتی تھی۔) ابراج نے اپنا حلق تر کرتے ہوئے دل میں

سوچا۔

یہی تمہاری بد تمیزیاں مجھے غصہ دلاتی ہیں!۔۔۔ نعیمہ صابری

اسے مصنوعی خفگی سے آنکھیں دیکھا کر ابراج کو اسکی سلامی کا

لفافہ تھماتی اب عزیزہ کی جانب بڑھ گئیں۔

اجالا!۔۔۔ نعیمہ صابری کے فاصلے پہ جاتے ہی ابراج نے

اجالا کا بازو نرمی سے تھام کر اسے سرگوشی نما آواز میں پکارا

مگر وہ غصے سے چھڑوا گئی۔

میں نے کیا کر دیا ہے؟ مجھ سے کیوں ناراض ہو رہی
ہو؟۔۔۔ ابراج نے حیرت سے دوبارہ اسکا بازو پکڑ کے
استفسار کیا۔ اب تو اسکی زرا سی ناراضگی بھی سوہانِ روح
تھی۔ وہ خاموش رہی اور دوبارہ نا محسوس انداز میں اس کا
ہاتھ اپنے بازو سے ہٹا دیا۔ یونہی انہیں سلامیاں دے کر بدر
اور نعیمہ صابری اسٹیج سے چلے گئے۔ پھر مہمانوں کی آمد،
ملنے جلنے اور سلامیوں کا لمبا سلسلہ چلتا رہا۔ انہی چکروں میں
مزید ان کی کوئی بات نہیں ہو سکی تھی۔

بہت دیر بعد سلامیوں کا سلسلہ ختم ہوا اور انہیں صوفے پہ
جگہ سنبھالنے کا وقت ملا۔ ماحد اور عزیزہ کا صوفہ ان کے ساتھ
تھا مگر الگ۔۔

خاموش کیوں ہو؟۔۔۔ اسے کل کی طرح چمکنے کی بجائے
کب سے خاموشی اختیار کئے دیکھ کر ابراج اس کے بالکل
پاس بیٹھتا مدھم آوازیں سوالیہ ہوا۔

دلہنوں والی نزاکت لا رہی ہوں خود میں۔ اب اس سے بھی
مما کے ”لاڈلے بیٹے“ کو مسئلہ ہے تو اسٹیج سے اتر جاتی
ہوں؟۔۔۔ اجالا نے فاصلہ قائم کر کے صوفے کی دوسری

طرف کھسکتے ہوئے اسکی طرف نظرِ کرم کئے بغیر طنزیہ لہجے

میں جواب دیا۔

کم آن! اپنی ماما کا غصہ مجھ پہ کیوں اتار رہی ہو؟۔۔۔ ابراج

نے اسے کمر سے پکڑ کے واپس اپنے پاس بٹھاتے ہوئے

افسوس سے کہا۔ کھانا لگ چکا تھا، اب سب مہمان شاندار

کھانے کے ساتھ انصاف برت رہے تھے۔ ان کے صوفے

کے آگے جو ٹیبلز پڑے تھے، وہاں بھی ویٹرز کھانا سجا کے جا

چکے تھے۔ ماحد نے ایک ہی پلیٹ میں اپنا اور عزیزہ کا کھانا ڈالا

اور اسے خود کھلانے لگا۔ وہ دونوں کپلز ایک دوسرے کی
پر سنل سپیس ڈسٹرب نہیں کر رہے تھے۔

کھانا کھاؤ نا۔۔۔ ٹھنڈا ہو رہا ہے!۔۔۔ اچانک ہی ماحد کی نظر
ان دونوں پہ پڑی تو فکر مندی سے ان کا دھیان کھانے کی طرف
لگایا، ساتھ وہ بریانی کا چمچ عزیزہ کے منہ میں ڈال رہا تھا جو شرم
سے بول چکی تھی کہ وہ خود کھالے گی لیکن ماحد نے کان نہ
دھرے۔

ہاں بس کھا رہے ہیں!۔۔۔ ابراج نے سر کو خم دے کر ماحد
کو جواب دیا، اسکی اپنی کمر پہ ڈھیلی پڑتی گرفت محسوس کر کے

اجالا دوبارہ اس سے دور ہو کر بیٹھ گئی۔ وہ کھانا پلیٹ میں
ڈالنے کی بجائے اپنے ہاتھ میں پکڑے سب کی سلامیوں کے
لفافے کلچ میں ڈالنے لگی۔

دور کیوں بیٹھ رہی ہو؟ اب تم یہاں سے ہلی نا تو ماحد تو صرف
بیوی کو ہاتھ سے کھانا کھلا رہا ہے، میں تمہیں سب کے سامنے
اپنے منہ سے کھلاؤں گا!۔۔۔ ابراج اب کی دفعہ اسکی کمر کو
زور سے اپنی مٹھی میں بھر کے دوبارہ اپنے قریب کھینچ کر
بٹھاتا دبی دبی آواز میں سخت دھمکی دینے والے انداز میں
بولا۔ اسکی بے باک وارننگ پر اجالا کا چہرہ مارے حیا کے

لال سرخ پڑا۔ پیٹ میں گدگدی سی ہوئی۔ اب کی دفعہ اس
نے دور ہونے کی بجائے یہی بیٹھنے میں عافیت جانی مگر
خاموش رہی۔

اسے کلچ کے موتیوں پر انگلی پھیرتے دیکھ کر ابراج نے گہری
سانس بھرتے ہوئے پلیٹ میں چاول ڈالے اور ایک چمچ بھر
کے اسکے لبوں کے قریب کیا۔

مجھے نہیں۔۔۔ کھانا!۔۔۔ بھوک ہوتے سوتے اجالانے
صاف انکار کیا۔ چہرے پہ خفا تاثرات تھے۔

کیوں نہیں کھانا؟۔۔۔ ابراج نے چیخ واپس رکھ کے اسکا

ہاتھ پکڑ کے نرمی سے پوچھا۔

بس نہیں کھانا۔ میری مرضی۔۔۔ اجالا کی آواز اس کے نرم

لہجے پہ بھیک گئی۔ وہ نخرے سے آنکھیں گھما کے بولی۔

اجالا!! یار ایموشنل کیوں ہو رہی ہو؟ آئی پہلے بھی تو تمہیں

ڈانٹ دیا کرتیں تھیں نا؟ اور قسم لے لو، میرے بابا میری

اتنی کتوں والی کرتے ہیں کہ تمہاری سوچ ہے۔ ماں باپ کی

باتوں کا برا نہیں مناتے۔ چلو شاباش کھانا کھاؤ۔۔۔ ابراج

نے اپنے کندھے کے ساتھ لگا کر بے بسی سے سمجھایا۔ زیادہ

تر لوگوں کا دھیان صرف کھانے پر تھا، کچھ لوگ کھانا کھاتے
ہوئے بھی ان دونوں خوبصورت جوڑیوں کو رشک اور جلن
بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

پہلے بات اور تھی۔۔ اب میری شادی ہو گئی ہے۔ میرا
ایک عدد شوہر ہے جو ماما کے ساتھ مل کر مجھے ڈانٹ پرورہا
تھا۔۔۔ اجالا اس کے کندھے پہ مکا جڑتی نم آوازیں غصے
سے بولی۔ آواز دھیمی رکھی۔ میوزک ابھی تک چل رہا تھا ۱۱
لیے ان کی آوازیں دوسروں تک نہیں جا رہی تھی۔

اللہ کی بندی میں نے کب ڈانٹ پروائی تمہیں؟ میں نے تو
ایون تمہیں ان کی ڈانٹ سے بچایا۔۔ وہ اسکی بھیگی آواز سن
کر بے چین ہوتا صفائی دینے والے انداز میں بولا۔ اتنے
خاص ایونٹ پر وہ اسے ناراض نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔
شٹ اپ! تم نے۔۔ کہا تھا۔ کہ۔۔ ساڑھی۔۔
خوبصورت ہے، میں نہیں۔۔۔ وہ اب کی دفعہ آنسو بہاتے
ہوئے بچوں سے انداز میں شکوہ کر رہی تھی۔
ابے! میں نے کب کہا تھا؟ وہ تو آنٹی نے کہا تھا۔۔۔ ابراج
کا جی چاہا اپنا سر پیٹ لے۔ وہ اسکے ماتھے پہ ہونٹ رکھتا

دوبارہ اپنی صفائی دینے لگا۔ اجالا کے آنسو اسے ترپا گئے
تھے۔ وہ جب ہرٹ ہوتی تھی، بس تب ہی روتی تھی۔
اور تم نے کہا تھا ”ہاں بالکل یہی مطلب ہے آنٹی کا!“۔۔۔
اجالا نے اس کے کندھے پہ زور زور سے اپنی انگلیوں سے
چٹکیاں کاٹتے ہوئے ہنوز نم آوازیں شکوے سے کہا۔
وہ تو میں تمہیں چھیڑ رہا تھا یا ررر۔۔۔ ابراج نے اس کی
آنکھوں سے نمی صاف کرتے ہوئے محبت سے یقین دلایا۔
اسے کیا پتہ تھا کہ اجالا کو چھیڑنا اتنا مہنگا پڑ جائے گا۔

چھیڑ رہے تھے یا مجھے ڈانٹ پڑتے دیکھ کر مزے لے رہے
تھے؟ ماما مجھے کتنا کچھ بول رہی تھیں لیکن مجال ہے تم نے
ان کے سامنے میری کوئی تعریف کی ہو۔۔۔ اجالا نے اس
کے کندھے سے سر اٹھا کر تلملاتے ہوئے کہا۔ بت سے
لوگ دلچسپی سے ان کی بحث دیکھ رہے تھے جبکہ نیچے
عورتوں والی سائیڈ پر ٹیبل پہ بیٹھی نمیرہ کھانا چھوڑ کے ہنستی
ان کے یہ مومنٹ ریکارڈ کرنے لگی جن کی آواز تو نہیں آرہی
تھی البتہ اجالا ناراض ہوتی، غصہ کرتی پیاری لگ رہی تھی
اور ابراج اسے مناتا ہوا فل گرین فلیگ لگ رہا تھا۔

اور تم نے جیسے ماما کو کوئی جواب نہیں دیا تھا؟ ان کے منہ
سے کوئی ہدایت بعد میں نکلتی تھی اور تمہارا جواب پہلے سے
تیار ہوتا تھا۔۔۔ ابراج نے اس کے ڈرامائی انداز پر اسے
آنکھیں دیکھا کے طنز کیا۔

اور وہ جو میرا بازو اتنی زور سے کھینچ رہی تھیں؟ کیا میں دلہن
نہیں ہوں؟ میرا حق نہیں ہے تھوڑا پروٹوکول حاصل کرنا؟
انہیں میری ہر بات بری لگتی ہے۔ ہمیشہ مجھے ٹوکتی رہتی
ہیں۔ تم نے ہی کل رات کو فرمایا تھا کہ میں تمہیں دلہن بن کر
بھی بولتی ہوئی اچھی لگ رہی تھی لیکن جب ماما نے مجھے کہا

(لگا -)

سوری میری جان! واقعی میں غلط ہوں! میں ماما کو سمجھا دوں
گا کہ میری بیوی کو نہ ڈانٹا کریں۔ بس اب چپ کر کے کھانا
کھاؤ۔۔۔ ابراج نے اس کا وہ بازو نرمی سے اپنے ہاتھ سے
سہلایا جسے نعیمہ صابری نے کھینچا تھا اور معذرت خواہ لہجے
میں بولتا اجالا کا موڈ ٹھیک کرنے لگا۔

بھوک نہیں ہے مجھے! جاؤ جا کے اپنی نئی ماما کے پاس بیٹھ
کے کھانا کھاؤ۔۔۔ اجالا جیلس انداز میں بولی۔ اسکی ماں کیسے
اس سے زیادہ ابراج کو اہمیت دے سکتی تھی؟

یار اجالا سب دیکھ رہے ہیں۔ باقی کا گھر جا کے ناراض ہو
جانا۔ پکا بہت پیار سے مناؤں گا۔ ابھی موڈ ٹھیک کرو۔۔۔
اس کے ماننے کا کوئی امکان نہ دیکھ کے ابراج نے اسکا ہاتھ
چومتے ہوئے التجائیہ انداز میں کہا۔

مجھے ناراض کرتے ہوئے اور مما سے پڑتی ڈانٹ دیکھ کے
خوش ہوتے ہوئے تو تمہیں خیال نہ آیا کہ سب دیکھ رہے
ہوں گے؟۔۔۔ اجالا کے پاس جواب ہمیشہ کی طرح تیار
تھا۔ ابراج نے گہری سانس خارج کی اور اسے کچھ کہنے کی

بجائے اشارے سے ایک ویٹر کو پاس بلایا جو اگلے تیس سیکنڈ
میں اسٹیج پر اسکے پاس تھا۔

وہ میری امی کے پاس میری ساس و ماں بیٹھی ہیں۔ انہیں
اسٹیج پہ بھیج دو۔۔۔ ابراج نے نرم لہجے میں ویٹر سے کہا تو
وہ سر ہلاتا ہوا نعیمہ صابری کی طرف بڑھ گیا جو آبگینہ شاہ کے
ساتھ بیٹھ کے ہلکا پھلکا سا کھانا کھاتیں باتوں میں مصروف
تھیں۔

اجالا چونکی کہ اس نے اسکی ماں کو اسٹیج پہ کیوں بلایا ہے؟
لیکن پوچھنا گوارہ نہ کیا۔ ناک چڑھائے رکھی۔ اگلے دو منٹ
میں نعیمہ صابری اسٹیج پہ موجود تھیں۔
ہاں بیٹا بولو؟۔۔۔ کرسی گھسیٹ کر ابراج کی طرف کرتے
ہوئے نعیمہ صابری نے نرمی سے خود کے یہاں بلائے
جانے کا مقصد پوچھا۔ ایک نظر اجالا پہ بھی ڈالی جس نے
ابھی تک منہ پھولایا ہوا تھا۔

مجھے میری بیوی بولتی ہوئی پسند ہے ماما۔ اسے زیادہ بولنے پر
مت ڈانٹا کریں۔ میں نے ہی اس سے کہا تھا کہ دلہن بن کے

بت نہ بنی رہنا، مجھے یہ **unfiltered** چاہئے تھی اس لئے اس

نے بناوٹی نزاکت کا سہارا نہیں لیا۔۔۔ ابراج شاہ نے

ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پیوست کرتے سنجیدگی سے ہر لفظ

نعیمہ صابری سے یوں کہا جیسے کسی پروجیکٹ کی ڈیل طے کر

رہا ہو جبکہ اجالا نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔ دل میں خوشی

سے لڈو پھوٹے لیکن اس نے ناک پہ مکھی نہ بیٹھنے دی۔

اجالا میری بہت عزت کرتی ہے (یارب مجھے اس جھوٹ

کے لئے معاف فرمانا) جب سے ہمارا نکاح ہوا ہے، اس

نے مجھ سے بے فضول زبان نہیں چلائی (استغفار ابھی

تھوڑی دیر پہلے وہ زبان کیا ہاتھ بھی چلا رہی تھی۔ جھوٹا
کہیں کا) میں تو اسے کہتا ہوں کہ مجھے ”تم“ ہی بولا کرو لیکن
اسے مجھے ”آپ“ کہنا اچھا لگتا ہے (پلیز ابراج بس کرو، اب تو
مجھے لکھتے ہوئے بھی ہنسی آرہی ہے 🤔)۔۔۔ نعیمہ صابری
کو بولنے کا موقع دیئے بغیر وہ مزید بولا۔ اجالا کا دل چاہا کہ
ابراج کا منہ چوم لے۔۔۔ ہائے وہ اسکی ماں کے سامنے اسکی
تعریفیں کر رہا تھا جو اسے پھوہڑ سمجھتی تھیں؟ چاہے وہ
جھوٹ کی ملاوٹ زیادہ کر رہا تھا لیکن فی الوقت اجالا کو اسکے
جملے بہت بھارے تھے۔

کبھی کبھی تو مجھے یقین نہیں آتا کہ اللہ نے میرے نصیب میں
اتنی اچھی اور سلجھی ہوئی عورت لکھی ہے۔ آپ کا بہت
شکریہ کہ آپ نے اپنی اتنی پیاری بیٹی کو میرے حوالے
کیا۔۔۔ ابراج شاہ نے ایک نظر اجالا کے چہرے پہ ڈال کر
محبت سے یہ جملے کہے۔

ہونہہ!۔۔۔ اجالا نے تیکھے انداز میں ماں کو دیکھ کر فرضی
کالر اچکائے۔ نعیمہ صابری سے تو بیٹی کی اتنی تعریف ہضم
نہیں ہو رہی تھی، وہ بے اختیار کھانسنے لگیں۔

یہ لیں آنٹی پانی پئیے۔۔ کیا ہوا آپ کو؟۔۔۔ ابراج نے

فکر مندی سے پانی کا گلاس ان کی طرف بڑھایا۔

بیٹا میں دعا کرتی ہوں کہ جو جو تم نے بولا ہے، وہ سچ ہی ہو۔

باقی مجھے تو اپنی اس نکمی اولاد سے کسی اچھائی کی امید نہیں

ہے۔۔۔ نعیمہ صابری نے پانی کے دو گھونٹ بھر کے

بیچارگی سے کہتے ہوئے اجالا کو تنگ کیا۔

دیکھا۔۔ دیکھ رہے ہو! ایسے کرتی ہیں یہ میرے ساتھ اور

پھر بولتیں ہیں کہ میری زبان تیز ہے اور میں ہی نکمی

ہوں۔۔۔ اجالا نے دانت کچلا کر ابراج کا بازو تھامتے

ہوئے اسے ماں کی شکایت لگائی۔

میری بیوی کو نکمی مت بولیں ماما۔ اتنی پیاری تو ہے!۔۔

ابراج نے ہنس کر اجالا کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے مصنوعی

خفگی سے نعیمہ صابری سے کہا تو وہ قہقہہ لگا اٹھیں۔

وہ ساڑھی والی بات بھی تو کرونا۔ ساڑھی خوبصورت

ہے یا میں؟۔۔۔ اجالانے ابراج کے کان میں جھک کر لاڈ

سے کہا۔ ساری ناراضی فٹ سے دور ہو گئی تھی۔ جب

شوہر سارے الزام اپنے سر لے لے تو کون پاگل بیوی ناراض
رہے گی؟

اور ہاں! ساڑھی بالکل خوبصورت نہیں تھی، میری بیوی
نے اسے پہن کر چارچاند لگائے ہیں۔۔۔۔۔ ابراج نے
والہانہ محبت سے سر کو خم دے کر مسکراہٹ دباتے ہوئے
نعیمہ صابری کے آگے اجالا کی ایک اور تعریف کی۔

اللہ تم دونوں کو اسی طرح خوش رکھے۔ میری بیٹی تھوڑی لاپرواہ ہے ابراج۔ میں زمانے اور حالات سے ڈرتی ہوں، کبھی اسے اکیلا مت چھوڑنا۔ ہمیشہ یونہی محبت دینا۔۔۔

نعیمہ صابری نے آنکھوں میں آنسو لے مسکرا کر انہیں دعا
دی اور آگے بڑھ کے اجالا کے قریب بیٹھتے اسے زور سے
اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

آمین! آپ بے فکر رہیں ماما۔۔۔ ابراج نے انہیں تسلی دی۔
ماں تمہارے بھلے کے لئے ڈانٹتی ہے میری جان! ورنہ کس کا
دل کرتا ہے اپنے جگر کے ٹکڑے کو ناراض کرنے کا؟۔۔۔
نعیمہ صابری نے پیار سے اجالا کا ماتھا چوما۔

ہو نہہ! جتنا مرضی مجھے ایموشنل کر لیں۔ آج جاؤں گی میں
اپنے سسرال ہی۔ میری ساس آپ سے زیادہ اچھی

ہیں۔۔۔ اجالانے بھی ایمو شنل ہو کر آنسو گراتے ہوئے
ماں کے گلے میں بانہیں ڈال کر مصنوعی غصے سے کہا تو ابراج
اور نعیمہ صابری کا مشترکہ قہقہہ بلند ہوا جبکہ ماحد اور عنیزہ بھی
کھانا چھوڑ کے اس منظر کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔
خبردار! میں آج تمہیں کراچی جانے ہی نہیں دوں گی۔ تمہارا
کمرہ اتنے پیار سے صاف کیا ہے۔۔۔ نعیمہ صابری نے
آنکھیں دیکھا کر رعب مگر نرمی سے پیار جتایا۔

بھتی کیا باتیں ہو رہی ہیں؟ میری بہو کو رلایا کیوں جا رہا
ہے؟۔۔۔ اسی لمحے وہاں آبگینہ شاہ کی اینٹری ہوئی تو وہ
متجسس انداز میں بولیں۔

آپ کی تعریفوں کے پل باندھ رہی ہے بھابھی۔ تھوڑی
سাস والی پولیٹکس کھیلیں تاکہ یہ تیر کی طرح سیدھی
ہو۔۔۔ نعیمہ صابری نے مسکرا کر جواب دیا۔ آبگینہ شاہ
سمیت باقی سارے ہنس دئیے جبکہ اجالا نے فوراً اپنے آنسو
صاف کئے۔

خبردار جو آپ نے میری ساس کے کان بھرے تو!۔۔۔

اجالا خفت سے بولی۔ اسٹیج پہ اب ہنسیوں کا شور اٹھ رہا تھا،

آبکینہ شاہ نے آگے بڑھ کے بہو کو سینے سے لگایا۔

اور تم زرا میری ماما والی سلامی واپس کرو ہونہہ!۔۔۔ اجالا

نے ابراج کے ہاتھ سے اپنی ماں کی سلامی والا محضوض لفافہ

لے کر اسے آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا جس پر ابراج نے

ہنس کے اپنی سلامیوں کے سارے لفافے اسکی گود میں ڈال

دئیے۔ انہیں کافی بھاری سلامی اکھٹی ہوئی تھی۔ نعمیہ صابری

مسکراتیں۔

پھریو نہی خوشگوار ماحول میں ان سب نے اکھٹے کھانا کھایا
تھا۔ اجالا کو دوبارہ سے پہلے کی طرح چمکتے دیکھ کر ابراج نے
ڈھیروں شکر ادا کیا کہ اسکا موڈ ٹھیک ہوا ہے۔

فائنلی ولیمے کا ایونٹ اختتام پذیر ہو گیا تھا۔ رسم کے مطابق
آج کی رات ماحد اور ابراج نے اپنی بیویوں کے ساتھ سسرال
رہنا تھا۔ ابراج اور ماحد کے ہاں یہ رسم تو اب ختم ہو چکی
تھی مگر بیویوں اور ساس کی اداس شکل دیکھ کر انہیں یہیں
قیام کرنا پڑا کیونکہ اب بیوی سے دور رہ کے بھی تو گزارا نہیں

تھا۔ خیر اب ہم چلتے ہیں اجالا کے کمرے میں جہاں ابراج
اور اجالا نے ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنے ولیمے کے آؤٹ فٹ
میں اکھٹی رومانٹک تصاویر لی تھیں۔ کھانا انہوں نے ہال میں
کھا لیا تھا اور اب ابراج کا اپنے جذبات پہ بندھ ڈالنا مشکل ہو
رہا تھا۔

وہ اجالا کے جسم سے ساری جیولری الگ کرنے کے بعد
اس کا جالی دار دوپٹا اور ساڑھی کا پلو بھی نیچے گرا چکا تھا۔
کمرے کا معطر سکوت ایک تپتے ہوئے جنون میں بدل گیا۔

ابراج نے اسے بستر کی طرف لے جانے کے بجائے یہیں

ڈریسنگ ٹیبل کے شاہانہ مرر کے سامنے بٹھائے رکھا۔

آج بہت بہکایا ہے تم نے! صبح سے کس طرح خود پہ کنٹرول

کر رہا ہوں، یہ صرف میں جانتا ہوں۔۔۔ ابراج نے اس کے

کان میں گھمبیر سرگوشی کرتے اسکے بلاؤز کی زپ کھسکائی۔ خود

وہ اپنا کوٹ اور شرٹ پہلے سے اتار چکا تھا۔ صرف پینٹ میں

ملبوس تھا۔ اس کے ہاتھوں کی بڑھتی بے باکی پر اجالانے

لب دبا کر اس کے کسرتی برہنہ سینے پہ ہاتھ رکھے۔ وہ سچ کہہ

رہا تھا، اس نے صبح سے واقعی بہت صبر کیا تھا۔

ابراج نے اسکی شیشے میں عیاں ہوتی کمر پہ اپنا گرم ہاتھ
پھیرتے ہونٹوں کو اس کی نرم پنکھڑیوں پہ رکھا اور انہیں
چھوتے ہی وہ دیوانہ بنتا زور زور سے سک کرنے لگا۔ اجالا
نے چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھنے کے بعد اس کے اشارے
پر خود بھی ابراج کی جسارت میں اس کا ساتھ دیا۔ وہ دونوں
اب والہانہ انداز میں ایک دوسرے کے ہونٹ چوس رہے
تھے۔ کبھی ابراج اسکا بالائی لب سک کر رہا تھا، اجالا نچلا
ہونٹ تو کبھی وہ دونوں ہی لبوں کی حرکت اور زاویہ بدل
دیتے۔

اجالا کے ہاتھ ابراج کے سینے سے ہوتے اس کے بالوں میں
جاٹھہرے، وہ آنکھیں موندے ابراج کے بال سہلاتی اس
کے ہونٹ چوم رہی تھی۔

ابراج نے اسکی شہہ رگ پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے اسکے لبوں
کے کنارے پہ اپنی زبان رگڑ کے اسے منہ کھولنے کا اشارہ
دیا جس پر اجالا نے گہرے سانس بھرتے ہوئے بے ساختہ
اپنے ہونٹ کھول دیئے۔ ابراج نے اپنی زبان کو اس منہ
میں اینٹر کیا اور ہر کونے میں اسے گھماتے ہوئے اجالا کی زبان
کی نمی چوسنے لگا۔

امم۔۔۔ اجالا نے مچل کر اس کے ساتھ زبان لڑائی۔

دونوں کی تیز ہوتی سانسوں کی آواز پورے کمرے میں گونج رہی

تھی۔ وہ مدہوش ہوتے اس حلال قربت میں بہک رہے

تھے۔ ابراج نے لمحے کی تیار کیے بغیر اجالا کے ہونٹ چھوڑ

اس کے بلاؤز ایک جھٹکے کے ساتھ پیٹ سے اٹھا کر سینے سے

بھی اوپر کیا اور اس کی نیٹ کی برا کو اوپر اٹھاتا بے قراری

کے عالم میں اسکے ابھرے سینے پہ جھک گیا۔

آہہ۔۔۔ اجالا نے ڈریسنگ مرر کے کنارے کو تھامتے

ہوئے سسکی بھری کیونکہ ابراج کا انداز جارحانہ تھا۔ وہ بے

تابی سے اس کے دائیں ابھار کی اٹھی ہوئی نوک کو سک کرتا

دوسرے ابھار کو اپنے ہاتھ میں مسلنے لگا۔

اففف!۔۔۔ آہہ۔۔۔ اجالا نے سسکتے ہوئے اس کے سر

بے اختیاری کے عالم میں مزید اپنے سینے پر دبایا۔ یہ انسان

اسے بھی اپنے ساتھ مدہوش کرنے کا فن رکھتا تھا۔

آئینے کے ہالے میں موم بتیوں کے کپکپاتے شعلے اجالا کے

برہنگم سینے کے سفید ابھاروں کو واضح کر رہے تھے۔

ابراج نے دائیں ابھار سے اپنے ہونٹ ہٹا کر اس بھیگی
ساخت پہ ہلکا سا سلیپ لگا کے اس کو اپنی مٹھی میں جکڑا اور
دواری طرف جھک کے بھی یہی عمل جاری رکھا۔

آہہہہ۔۔۔ اس کے دانتوں کی چھبن محسوس کر کے وہ
سسکی۔ اس کے سینے کی ساخت مزید نوکیلی ہوتی جا رہی تھی۔
ابراج نے اس کے ابھار لبوں میں دبا کر چوستے ہوئے ان پہ
دانتوں اور ہاتھوں کا بھی جارحانہ لمس چھوڑا تھا۔

ابراج نے اسکی ساڑھی کے بلاؤز اور برا کو مصروف انداز
میں اجالا کے وجود سے الگ کرتے اپنا برہنہ سینہ اس کی

نازک دھڑکنوں پہ زور سے پریس کرتے اسے گلے سے لگا کر
اپنے دانت اس کے کان کی لوں پر گاڑے۔

آہہ۔۔۔ امم۔۔۔ اپنے نازک گداز ابھاروں پر اس کے چٹانی
سینے کی رگڑ محسوس کر کے وہ بھی سسکتی ہوئی اس کے گلے
میں بانہیں حمائل کر گئی۔ لمحوں میں دونوں کا وجود گرم ہوا
تھا۔ کافی منٹ تک یہی عمل کرنے کے بعد ابراج نے اپنے
ہونٹ اسکی گردن پہ رکھے، اس دوران اس نے اجالا کے
ابھاروں کو اپنے ہاتھوں میں بھرنا جاری رکھا تھا۔ اجالا کے
لب گہرے سانس خارج کر رہے تھے۔ وہ دونوں کچھ کہے

بغیر ایک دوسرے کو محسوس کر رہے تھے۔ جتنی باتیں ہونی
تھیں، وہ ہو چکیں۔ اب یہ ایک دوسرے کی قریب میں سکون
محسوس کرنے کا وقت تھا۔

ابراج۔۔ لائٹس؟۔۔ اس کا ہاتھ اپنی ساڑھی کی فال کی
طرف بڑھتا محسوس کر کے اجالا نے منتشر سانسوں کے
درمیان کہا۔

شش! ہمیں ایک دوسرے کو دیکھنے کا حق ہے۔۔۔ ابراج
نے استحقاق سے کہتے ہوئے اجالا کی ساڑھی کی ہک کھول
کر فال کو بے ترتیب کیا اور ایک ہی جھٹکے میں اسے اس

آخری بوجھ سے آزاد کر دیا۔ اجالا شرم سے اس کے بدن میں

پناہ لینا چاہ رہی تھی جب ابراج نے اسے تھوڑا فاصلے پہ کیا

اور اپنا نکال کر پینٹ کا بٹن کھولتا اسے کھسکانے لگا۔

اب۔۔۔ راج!۔۔۔ اجالا نے شرم سے اس کے سینے میں

چہرہ چھپایا۔

شرماتو ایسے رہی ہو جیسے کل رات اسے اپنے ہاتھ کا لمس

نہیں بخشتا تھا؟۔۔۔ ابراج نے اسکی گردن پہ دانت گاڑ کر

چھیڑتے ہوئے کہا۔

میں۔۔۔ نے۔۔۔ کب؟۔۔۔ تم خود ہی۔۔۔ بے شرم۔۔۔ بنے

ہوئے۔۔۔ تھے۔۔۔ اجالا کے الفاظ ٹوٹے۔ وہ ماتھے پہ

تیوریاں چڑھا کر اسے خفت سے گھور رہی تھی۔

چلو آج تم بھی بے شرم بن جاؤ۔ ڈبل مزہ آئے گا۔۔۔

ابراج نے آنکھ دبا کر خود کو لباس کے سارے بوجھ سے آزاد

کیا تو اجالا نے تھوک نگلتے ہوئے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیا۔

کل رات نیم اندھیرے میں انہوں نے ایک دوسرے کے

وجود پر زیادہ غور نہیں کیا تھا لیکن اب اسکے جاندار وجود کی

سختی دیکھ کر اجالا کا دل حلق کو آیا تھا۔

ہاہا ہا۔ دیکھو نا۔ اپنا حق استعمال کرو۔۔ ابراج نے ہنستے

ہوئے اسکے ہاتھ چہرے سے ہٹا کر اپنے دانتوں کو اجالا کے

عارضہ بہ ثبت کیا۔

شٹ۔۔۔ اپ!۔۔۔ اجالا نے اس کے سینے پہ ناخن

گاڑے۔ وہ اس سختی کو کل رات محسوس کر چکی تھی مگر اب

تو ایک نظر دیکھ کے ہی جان ہلکان ہو گئی تھی۔

ابراج نے مسکرا کر دائیں ہاتھ سے اجالا کی ٹھوڑی کو سختی

سے تھام کر اس کا رخ آئینے کی طرف موڑ دیا جبکہ باتیں ہاتھ

کی گرم ہتھیلی اس کی ران کے بالائی موڑ سے سرکتی ہوئی
وادیِ وصال کی حدوں کو چھونے لگی۔

آہہہ۔۔۔ اجالا مچلی۔ اس نے شیشے میں ان دونوں کے
برہنگم وجود دیکھے تو حیا کی ایک لال لہر اس کے لالہ رخ
چہرے پر پھیل گئی۔ ابراج نے ذرا سا جھک کر اس کی گردن
کی پتی صراحی پر دانتوں کی گہری چھاپ چھوڑی اور پھریوں
ہی جا بجا ہونٹ رکھتا وہ جھک کے اس کے پیٹ تک آیا۔
اجالا کی میٹھی سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔

اس کی ناف پر دانت گاڑتے ہوئے ابراج نے اس کے پیٹ
کی ساری جلد کو لبوں کے لمس سے گिला کیا۔

آہہہ۔۔۔ اس دوران اجالا اسکی درمیانی انگشت کو اپنی
نازکی کے اندر دھنستا محسوس کرتی سسک رہی تھی۔ ابراج
نے کچھ دیر تک اسی انگشت کو موو کروایا پھر اپنی شہادت
والی انگلی بھی داخل کرتا اس کے پیٹ پہ دانتوں کی گرفت
اور بھی زیادہ بڑھا گیا۔

آہہہ۔۔۔ ابر۔۔۔ اجالا نے سسکتے ہوئے اس کے
کندھوں پر ناخن گاڑے۔ وہ اپنا جسم بے اختیار ڈریسنگ

ٹیبل سے اٹھانا چاہ رہی تھی کیونکہ ابراج کی انگلیوں کی پوریں
بے رحمی سے اسکی نازکی کی ہر دیوار سے ٹکراتی جگہ بنا رہی
تھیں تاکہ وہ اسکے وجود کی سختی کو برداشت کر سکے۔ اس کا
سارا بالائی وجود چومنے کے بعد ابراج نے ایک ہی جھٹکے میں
اس کی دونوں ٹانگوں کو ڈریسنگ ٹیبل کے کناروں پر پھیلا کر
اپنے فولادی نچلے وجود کو تھام کے اس کی تپتی بھیگی دہلیز پر
پریس کر دیا۔

آہہہہ۔۔۔ اجالانے اس اچانک افتاد پہ ہلکا سا چختے ہوئے
اس کے کندھوں کو زور سے پکڑا۔

ڈیم! کتنی خوبصورت ہو تم۔۔۔ ابراج شاہ نے اس کا وجود
بے شرمی سے دیکھتے ہوئے بے تابی سے کہا اور اپنی دونوں
انگشتوں پہ تھوڑا سا تھوک پھینک کر وہ اجالا کی نازکی کو دوبارہ
مسلنے لگا۔

آہہ۔۔۔۔۔ امم۔۔۔۔۔ ابراج کے اس انداز پر اجالا بھی
مدہوش سی ہوتی اپنے ہونٹ کھول کر اس کا بالائی لب
چومنے لگی۔

اففف۔۔۔ اب۔۔۔ راج۔۔۔ اجالا نے اپنے ہپ ہلکے سے

موو کرتے ہوئے اسے بہکے ہوئے انداز میں پکارا۔ اس کی

بھیگی انگشتوں کی پیش نے اجالا کی ناز کی کی نمی کو بڑھا دیا تھا۔

میری جان!۔۔۔ ابراج نے محبت سے جواب دے کر اپنی

زبان اس کے ہونٹوں پہ پھیر کر انگلیوں کی حرکت کو ایکدم اتنا

تیز کیا کہ اجالا ڈریسنگ مرر پہ اچھلنے لگی۔

اففف۔۔۔ امم۔۔۔ آہہ۔۔۔ ابر۔۔۔ اج۔۔۔ وہ لذت بھری

سسکاریاں بھرتی اس کے بال اپنے ہاتھوں میں دبوچ رہی

تھی۔

ابراج نے ڈریسنگ ٹیبل کی سطح پر اپنے دونوں ہاتھ جما کر
اجالا کا نچلا دھڑرا سا اٹھایا اور بغیر کسی تمہید کے اپنی فنگرز
باہر نکالتا ایک ہی خوشخوار اور گہرے دھکے سے اپنے سارے
تناؤ کو اس کی بھیگی نازکی کی انتہائی گہرائیوں میں یکبارگی سے اتار
دیا۔

آہہ۔۔۔ ابراجج۔۔۔ وہ چیخی۔ اجالا کا وجود شیشے پر جھک
گیا، اس کی لمبی انگلیاں شیشے کی ٹھنڈک کو دبوچ گئیں۔ اسے
اندازہ نہیں تھا وہ بیڈ پہ لے جانے کی بجائے یہ عمل بھی یہیں
کرے گا۔

آہہ! سکون مل گیا۔ سارے دن کی تھکاوٹ اتر گئی!۔۔۔

ابراج نے گہری معنی خیز سانس خارج کر کے اپنا وجود ہلکا سا

موو کرتے ہوئے اجالا کی گردن کو بڑی محبت سے چوما۔

ابراج۔۔۔ سہیڈ؟؟۔۔۔ اجالا نے روہان سے انداز میں کہا۔

ایک راؤنڈ یہاں کر لیں، پھر بیڈ پہ بھی چلے جائیں گے۔۔۔

ابراج نے پھولتے تنفس کے درمیان جواب دے کر اپنے

سخت وجود کو اس میں زور سے موو کرتے ہوئے جھٹکے دینا

شروع کر دیتے۔

آہہ۔۔۔ اس کے جنونی انداز پہ اجالا نڈھال ہوتی سسک رہی
تھی۔

ابراج نے اپنے اسٹروکس کی رفتار میں کوئی رعایت نہ رکھی۔
سنگِ مرمر کے کاؤنٹر پر ہی اس کے پے در پے جاندار اور
بے رحم دھکوں کی زوردار ضربوں نے ماحول میں اک محشر
برپا کر دیا۔ شیشے میں ابراج کے کسرتی شانوں کی لچک اور
اجالا کے سسکتے مچلتے روپ کا عکس کسی لرز رہا تھا۔

فک!!!۔۔۔ ہر اسٹروک کے ساتھ ابراج مدہوش کے عالم
میں اس کے رانوں پہ اپنے ہاتھ سے ضرب لگاتا۔ ڈریسنگ ٹیبل

پر رکھی پرفیومز اور میک اپ کا سامان تھر تھرا رہے تھے۔
ابراج کا ہر جھٹکا بے حد ڈیپ تھا۔ اجالا کا سانس شیشے پر جمنے
لگا۔ اس کا ہاتھ ابراج کے بالوں کی جڑوں کو سختی سے نوچ رہا
تھا جبکہ ابراج شیشے میں اس کی تڑپتی بے بس چمکتی آنکھوں
سے آنکھیں ملائے، اپنے بے رحم اور مسلسل ردھم کی
شدت سے اس کی تمام تر تڑپ کو لذت کے سمندر میں غرق
کرتا چلا گیا۔

ابراج نے کچھ دیر یونہی چھٹکے لگانے کے بعد اپنا سخت وجود
باہر نکال کے اجالا کے نچلے دھڑ کو مزید ڈریسنگ ٹیبل کے

بالکل کنارے پر کھینچ لیا جہاں سائیڈ پر جلتی کینڈلز کی زرد اور
تیز روشنی سیدھی اس کی پھیلی ہوئی رانوں کے درمیانی خم
حصے پر پڑ رہی تھی۔ اجالا نے حیا اور شدید شرم سے اپنی
دونوں آنکھیں سختی سے موند لیں اور اپنے ہاتھوں سے منہ
چھپانے کی کوشش کی۔

آنکھیں کھول کے اپنی حالت دیکھو۔۔ میرے جتنا ہی تڑپتی
ہو لیکن ظاہر نہیں کرتی۔۔۔ ابراج نے اپنے دونوں ہاتھوں
سے اجالا کی گوپال گوری رانوں کو دور تک کھول کر ڈریسنگ
ٹیبل کی سطح پر جماتے روشنی کے ہالے میں اجالا کی نازک

بھیگی اور سرخ پڑتی عیاں نازکی کو دیکھ کے شرارت سے کہا۔
اس کی بھگی لبریکٹڈ پتیاں اور کلٹورس کینڈلز کی لرزتی روشنی
میں تپتی ہوئی موتی کی طرح چمک رہے تھے۔ اجالا نے آنکھیں
نہ کھولیں۔ اسکی سرگوشی سن کر ہی اسکا دل ڈھول بنا دھڑک
رہا تھا۔

ابراج نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی کو اس کے اپنے
قدرتی بھگے پانی کی چکنائی سے ترکیا اور بغیر کسی تاخیر کے اپنی
ایک لمبی انگشت کے ساتھ اپنا سخت وجود بھی اجالا کی نازکی
کے تنگ تپتے ہول کے اندر مکمل طور پر اتار دیا۔

آہہ۔۔۔ اب۔۔۔ راج۔۔۔ اجالا کا وجود لرز اٹھا، اس کے

نچلے دھڑ میں ایک دم شدید کھچاؤ پیدا ہوا۔

ابراج نے بنا وقفہ دیے اپنی پہلی انگشت کے ساتھ ہی

انگوٹھے سے اسکی نازکی کا اوپری حصہ سہلانا شروع کر دیا۔

ساتھ ساتھ وہ اپنے سخت وجود کا جھٹکا لگاتا اپنی فنگر بھی

اسکی نازکی کے اندر دھکیل رہا تھا۔ اجالا نے پاگل ہوتے

ہوئے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں کھولیں، ابراج نے اسکی گردن

ان کے نچلے وجود پہ جھکا دی جہاں دونوں کا وجود زبردست

ملاپ کر رہا تھا۔

اجالا کا نچلا دھڑا اسکے جنونی انداز پر اوپر کو اٹھ رہا تھا، وہ کبھی
ڈریسنگ ٹیبل کے کناروں کو ناخنوں سے دبو چتی تو کبھی اسکے
بازو پکڑ کے اپنی رانوں کو سمیٹنے کی ناکام کوشش کرتی لیکن
ابراج کی گرفت اس کی رانوں کو کھلی اور پھیلی ہوئی پوزیشن
میں سخت رکھے ہوئے تھی۔

آہنگ۔۔۔ وہ غراتا ہوا زوردار انداز میں ا کے اندر بار بار
پیوست ہو رہا تھا۔

پلیز۔۔۔ ابراج۔۔۔ رک۔۔۔ رک جاؤ۔۔۔ یہ بہت زیادہ
ہے۔۔۔ اجالا کی سسکیاں تیکھی چیخوں میں بدلنے لگیں،

اس کی نازکی اس کی انگشت کے شدید دباؤ اور سخت وجود
کے اسٹروکس سے مسلسل لرز رہی تھی اور اس کی نمی
ابراج کی انگلیوں کی حرکت کے ساتھ اس کی رانوں تک بہتی
جا رہی تھی۔

اجالا بری طرح ہانپ رہی تھی، اس کا سینہ اوپر نیچے ہو رہا
تھا۔ وہ پوری طرح سے ریلیز ہونے والی تھی جب ابراج کا
نے اچانک اسے تڑپانے کا ارادہ باندھ کر اپنا سخت وجود
اسکی نازکی سے نکال لیا۔ (اجالا اس وقت دل میں چاہ رہی

تھی کہ وہ مزید فاسٹ ہو کر یہ بے چینی ختم کر دے لیکن وہ
تو جسم کا حصہ ہی باہر نکال گیا تھا۔

اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے کنارے پر پھیلی اجالا کی دونوں
رانوں کو مزید کستے ہوئے اوپر کی طرف اٹھایا۔ اس نے اپنا
لوہے کی طرح سخت پتہ ہوا وجود اجالا کے سامنے دوبارہ لایا
لیکن اسے اندر داخل کرنے کے بجائے اس کے سرے کے
گرم اور بھیکے حصے کو اجالا کی انتہائی حساس دھکتی ہوئی کلٹورس
اور نازکی کی باہر کھلی پٹیوں کے ساتھ سختی سے مسلنا شروع کر
دیا۔

آہہ۔۔۔ ابراج۔۔۔ اجالا کے منہ سے ایک بے ساختہ سسکی
برآمد ہوئی۔ اس کے نچلے وجود میں اک شدید پیاس جاگ
اٹھی تھی۔

ابراج نے اس کی پکار کا جواب دینے کے بجائے اپنے سخت
وجود کو اس کے بھگے پتے ہول کے بالکل دہانے پر رکھا۔
اجالا کو لگا کہ وہ شاید پھر سے داخل ہونے والا ہے، اس نے
ناچاہ کے بھی بے صبری دیکھاتے اپنی کمر اوپر کو اٹھائی لیکن
ٹھیک اسی لمحے ابراج نے اپنے نچلے دھڑ کو ذرا سا چھپے کھینچ لیا

اور صرف اپنے وجود کو اس کی باہر کی دیواروں اور رانوں کے
درمیانی حصے پر زور زور سے رگڑنے لگا۔

ابراج!!!۔۔۔ اجالا نے دانت پیسے تھے اسکی چالاکی پر۔
اس کی نازک انگلیاں ڈریسنگ ٹیبل پر ناخن گاڑ رہی تھیں جبکہ
اس کا نچلا حصہ ابراج کے اس تپتے وجود کا لمس پا کر پاگلوں
کی طرح اوپر کو مچل رہا تھا۔

ابھی تم ہی رکنے کا بول رہی تھی۔ تم نے کہا زیادہ ہو رہا
ہے تو میں تمہاری فرمائش پہ رک گیا۔۔۔ ابراج نے اس کی

گردن پر جھک کر اپنے ہونٹوں کا سخت لمس چھوڑتے ہوئے
بوجھل مدہوش کن سرگوشی کی۔

تو پھر۔۔ تنگ۔۔ بھی۔۔ نہیں کرو۔۔ اجالا نے خفگی سے
دانت پیس کر اپنی رانوں کو جھٹک کے اسکا وجود خود سے دور
کرنا چاہا لیکن وہ کمینگی سے مسکرا کر مسلسل اپنے وجود کو اس
کی نازک دہکتی پتیوں پر اوپر سے نیچے تک رگڑتا رہا۔ اس کی
رگڑ سے پیدا ہونے والی شدید تپش، چکنائی کا شور اور بے
رحم تڑپ نے اجالا کو بے حال کر دیا۔ جب اجالا کا نچلا دھڑ
اس کھچاؤ اور تڑپ سے شدت سے لرزنے لگا اور وہ خود کو

اس کے تپتے وجود کی رگڑ پر بے قابو ہو کر مچلا سسکنے لگی،
تب جا کر ابراج کو لگا کہ اب اس کی تنگ کرنے کی حد مکمل ہو
چکی ہے۔

بس میری جان! اور نہیں تڑپاؤں گا پرویس۔۔۔ اجالا کی
آنکھوں میں ابھرتی نمی دیکھ کے ابراج نے محبت سے اس کی
زیتونی آنکھوں کو چوم کر کہتے ہوئے اجالا کا رخ فوراً بدلا اور
اس کی برہنہ کمر کو ڈریسنگ ٹیبل کے ٹھنڈے شیشے کے ساتھ
سختی سے چمکا دیا۔ اجالا کا اوپری دھڑ آگے کو جھک گیا اور

اس کے ابھرتے ہوئے گول کو لہے ابراج کے سامنے بالکل
بے دفاع ہو گئے۔

اجالا کی ہانپتی سانسوں کے بیچ ابراج نے اپنے دائیں ہاتھ کو
ہوا میں اٹھایا اور پوری قوت اور جنون سے اس کے گول
کو لہے پر ایک جاندار ضرب (Spank) جڑ دی۔

آہہ! ابراج!۔۔۔ اجالا کے حلق سے ایک تیکھی سسکاری
نکلی اور اس کا وجود درد و لذت کی مشترکہ لہر سے لرز اٹھا۔
اس کے کو لہے پر لال نشان ابھر آیا لیکن ابراج پر تو جیسے
وحشت اور جنون سوار ہو گیا تھا۔ اس نے بنا کسی وقفے

کے دوسرے کو لہے پر بھی ایک اور شدید ضرب لگائی جس

نے اجالا کے پورے وجود کو اندر تک دہلا دیا۔

اجالا کے کو لہوں کو سرخ اور گرم کرنے کے بعد ابراج کا اپنا

ضبط بالکل فنا ہو گیا۔ وہ کسی پیاسے کی طرح پاگل ہوتا ہوا

چھپے سے اس کے کو لہوں کو دونوں ہاتھوں کی مضبوط گرفت

میں دبوچ کر اپنے لوہے سے بھی سخت گرم وجود کو ایک ہی

خونخوار بے رحم اور حتمی دھکے سے اس کی تنگ گہرائیوں میں

جرّ تک گھسا دیا۔

آہہہہ۔۔۔ ابراج۔۔۔ اتنے جاندار انداز پر اجالا کی آنکھیں
پھٹ گئیں، اس کی لمبی انگلیاں ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے پر فیومز
کو دبوچ گئیں۔

ابراج نے اندر تک خود کو پیوست کرنے کے بعد ایک لمحے کا
وقفہ بھی نہ دیا۔ اس نے شیشے کے ساتھ لگی اجالا کی کمر کو
اپنے فولادی سینے کے دباؤ سے کسا اور اپنے تند و تیز اور بے
رحم اسٹروکس کا طوفان برپا کر دیا۔

اس کے ان اینڈ آؤٹ کا ردھم اس قدر شدید اور زوردار تھا
کہ ہر دھکے پر ابراج کا نچلا وجود اجالا کے کو لہوں سے اتنی سختی

سے ٹکراتا کہ پورے ڈریسنگ ٹیبل کا شیشہ تھرتھرا اٹھتا۔
ابراج خود کو پوری طرح بغیر کسی رعایت کے اجالا کی گہرائیوں
میں اندیل رہا تھا۔ اس کا ہر اسٹروک اجالا کی روح تک کو
جھنجھوڑ کر رکھ رہا تھا۔

ابراج۔۔۔۔۔ اجالا نڈھال ہوتی شیشے پر اپنے ماتھے کو ٹکائے
بے حال ہو کر مچل رہی تھی، اس کی سسکیاں اب مسلسل
مدھم چیخوں میں بدل چکی تھیں مگر ابراج کی شدت میں کوئی کمی
نہ آئی۔ وہ پاگل پن کی آخری حدوں پر تھا۔ اس نے اجالا کے

دونوں شانوں کو چھپے سے جکڑ کر اپنے اسٹروکس کی رفتار اور

گہرائی کو مزید بڑھا دیا۔

ڈریسنگ ٹیبل پر اجالا کے وجود میں دیر تک شدت سے

سمانے اور اپنے جاندار اسٹروکس کی روانی سے اسے پوری

طرح نڈھال کرنے کے بعد ابراج نے بالآخر خود کو اس کے

تپتے مخملی حصار سے الگ کیا۔ دونوں کی دھڑکنیں اور سانسیں

اس قدر تیز تھیں کہ کمرے کا معطر سکوت ان کی بوجھل

آوازوں سے گونج رہا تھا۔

اف۔۔۔ تھکا دیا۔۔۔ اجالا نے منہ پھولا کے شکوہ کیا۔

ابراج نے مسکرا کر اجالا کو آہستہ سے موڑ کر سیدھا کیا اور
اس کے نازک وجود کو اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل کے کشادہ کاؤنٹر
پر مکمل طور پر لٹا دیا۔ اجالا کا سرخ و سفید بے حال وجود
ہانپ رہا تھا اور اس کے نچلے دھڑکی حسایت ابراج کے پے
در پے بے رحم جھٹکوں کی وجہ سے شدید سو جن کا شکار ہو
چکی تھی۔

ابراج نے اس کے چہرے پر پھیلی بھیگی زلفوں کو ہٹایا اور
پھر احترام اور والہانہ محبت کے ساتھ اس کی دونوں گوری
لمبی ٹانگوں کو ڈریسنگ ٹیبل کی سطح سے اوپر اٹھا کر اپنے

چوڑے شانوں پر ٹکایا۔ اس پوزیشن میں اجالا کی نازک

سو جھی ہوئی دہلیز کینڈلز کی نرم روشنی میں اور بھی

خوبصورت لگ رہی تھی۔

ابراج نے اب اپنے ہاتھوں میں کسی قسم کی جلدی یا سختی
نہیں رکھی تھی۔ اس نے اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے

اجالا کی لال اور سو جھی ہوئی نازکی پر جمی نمی صاف کرتے

ہوئے اسے بے حد نزاکت نرمی اور ملائمت کے ساتھ

سہلانا اور مسلنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی جھک کر اسکے ماتھے

پر بھی ہونٹ رکھے۔

آہہ۔۔۔ اجالا کے حلق سے ایک مدہم میٹھی سسکی برآمد
ہوئی جو اس سوجھن پر ابراج کے ملائم انگوٹھے کے لمس اور
ٹھنڈک کی راحت کو بیان کر رہی تھی۔

ابراج نے اس کی سوجن پر اپنے انگوٹھے کو گولاٹی میں گھماتے
ہوئے اس کا درد کم کیا اور پھر ذرا سانس بچھک گیا۔ اس
نے اپنے گرم پیاسے لب اجالا کے ناف کے نچلے حصے پر رکھ
دیے اور وہاں ایک لمبا بوجھل بوسہ ثبت کیا۔

امم۔۔۔ اس کے لبوں کا لمس جیسے ہی ناف سے نیچے اترا،
اجالا کے جسم میں ایک لرزش پیدا ہوئی۔ ابراج نے اس

کے پیٹ سے نیچے کے نرم حصے پر متواتر چھوٹے چھوٹے
بو سے دیتے ہوئے اپنے لبوں کا رخ اس کی پھیلی اور اوپر
اٹھی ہوئی اپر تھائیز کی طرف موڑ دیا۔ وہ اس کی رانوں کی
بالائی جلد پر اپنے گرم ہونٹ جماتا نرمی سے چومتا اور اپنے
دانتوں کا ہلکا سا دباؤ چھوڑتا آگے بڑھنے لگا۔

اجالا نے سکون کے احساس سے ڈریسنگ ٹیبل کی سطح کو اپنی
انگلیوں میں دبوچ کر آنکھیں موند لیں۔ ابراج کے اس والہانہ
انداز نرمی اور چاہت بھری ناز برداری نے ولیمے کی اس

رات کی تمام تر تھکن اور شدت کے درد کو ایک انوکھی

مدہوش کن لذت میں بدل دیا تھا۔



چھ ماہ بعد:

اجالا اور ابراج کی شادی کو چھ مہینے گزر چکے تھے، وہ کم از کم

ایک مہینہ کراچی والی ہویلی میں مسلسل رہے تھے لیکن پھر

سٹڈی سے زیادہ بریک نہیں لے سکتے تھے اس لئے اسلامباد

والے ولا میں شفٹ ہو گئے جو اجالا کے نام تھا البتہ ویکنڈ پہ

ہویلی کا چکر لگا لیا کرتے تھے۔

ان چھ مہینوں میں سماویہ / مقاصم، نمیرہ / صارم کی بھی
شادی ہو چکی تھی جس پہ ان سب دوستوں نے جی بھر کے
انجوائے کیا تھا۔ اب فائنلی ان کا پورا گروپ مکمل رخصتی
شدہ ہو چکا تھا۔

ان کے پیپر ز چل رہے تھے، ہر چند مہینے بعد تو سمسٹر کے مڈز
یا فائنلز سرچرٹھ جاتے تھے خیر اجالا کا پرچہ ہو چکا تو وہ بور ہوتی
اپنے ڈیپارٹمنٹ سے نکل کر ابراج لوگوں کے ڈیپارٹمنٹ کی
طرف آگئی تھی۔ ان کا پرچہ لیٹ شروع ہوا تھا اس لئے
ابھی تک جاری تھا۔

ابراج اور ماحد کا رول نمبر آگے چھپے تھا، دونوں ہمیشہ کی طرح
بہت زیادہ بھائی چارے سے پرچہ حل کر رہے تھے۔ (ماشاء

اللہ)

وہ دونوں اتنے محتاط طریقے سے چیٹنگ کرتے تھے کہ نگران
بھی پکڑ نہیں پاتا لیکن کلاس روم کے دروازے کے پاس
کھڑی اجالا نے پکڑ لیا تھا کیونکہ وہ اپنے دوستوں کی رگ رگ
سے واقف تھی۔

سوری ٹوڈسٹر ب یو سر لیکن مجھے آپ کو یہ بتانا ہے کہ ابراج بار
بار مڑ کے ماحد بھٹیو سے چیٹنگ کر رہا ہے۔ یہ تو ٹاپرز کے

ساتھ نا انصافی ہوئی ناکہ ایوریج سٹوڈنٹس چیٹنگ کر کے اچھا

GPA لے جائیں؟؟۔۔۔ اجالا نے دروازے پہ ہلکی سی

دستک دے کر اپنے لہجے کی شرارت چھپاتے ہوئے

معصومیت سے نگران کو مخاطب کیا جو کسی پرچے پہ اسٹیمپ

لگا رہے تھے۔ اس آواز پر پوری کلاس نے دم سادھے

نظریں اٹھا کے اجالا کو دیکھا۔

واٹ؟؟۔۔۔ نگران نے عینک ناک سے نیچے کرتے ہوئے

چونک کر ابراج پہ نگاہیں گھمائیں جو خود حیران پریشان سا اجالا

کو گھوریوں سے نواز رہا تھا۔

یس سر۔ ابراج چاہے میرا شوہر ہے لیکن میں حق سچ کے
ساتھ زندگی گزارنے والی لڑکی ہوں۔۔۔ اجالا نے ہنسی دبا
کر سنجیدگی سے نظریں جھکائے نگران سے کہا۔
تھینک یو فار ٹیلنگ می بیٹا۔۔ میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔۔۔
نگران نے نرمی سے مسکرا کے اجالا کو جواب دے کر ابراج
کی طرف قدم بڑھائے۔

سریہ جھوٹ بول رہی ہے۔ مجھے سارا پیپراے ٹوڑی آتا
ہے۔ میں کیوں چیٹنگ کروں گا؟۔۔۔ ابراج نے اجالا کو
تیوری چڑھا کے گھورتے مظلومیت کی تصویر بنے نگران کو

جواب دیا۔ باقی دوستوں نے اس پر غائبی انداز میں فاتحہ
پڑھتے ہوئے اسکی بخشش مانگی جبکہ اجالا آگ لگانے کے بعد
دل جلانے والے انداز میں مسکرا کر ابراج کو آنکھ و نک کرتی
کلاس سے باہر نکل گئی۔ وہ اب دروازے کی اوٹ میں چھپ
کر آگے کے مناظر دیکھ رہی تھی۔ نگران چہرے پہ سخت
تاثرات سجائے ابراج اور ماحد کا پرچہ میچ کر رہے تھے۔
ایک ایک لفظ سیم لگ رکھا تھا خیشوں نے۔۔

میرادل چاہ رہا ہے کہ میں تم دونوں کا پیپر ابھی اور اسی وقت
کینسل کر دوں! اتنے اونچے قد کاٹھ کے ساتھ وردٹو ورڈ

چیٹنگ کرتے ہوئے زرا شرم نہیں آتی دونوں کو؟۔۔۔

نگران نے غصے سے ابراج اور ماحد کو لتاڑا۔

اونچے قد کاٹھ سے کیا مطلب ہے آپ کا سر؟ کیا بنوں کو

چیٹنگ کرنا allowed ہے؟۔۔۔ ابراج کی زبان پہ ہمیشہ کی

طرح کھجلی ہوئی تو اس نے ناک سکوڑ کے سر کو دو بدو جواب

دیا۔ اس کے جواب پر پوری کلاس دبے دبے انداز میں ہنسنے

لگی حتیٰ کہ باہر کھڑی اجالا بھی ہنسی دی مگر بغیر آواز کے۔۔

شٹ اپ اینڈ گیٹ لاسٹ ابراج شاہ!!۔۔۔ نگران نے

بھڑکتے ہوئے اسے دروازے کی طرف انگلی سے اشارہ

دیتے باہر دفع ہونے کو کہا۔

تھینک یو سر!۔۔ ابراج لمحے کی دیر کتے بغیر اپنی جگہ سے اٹھ

کھڑا ہوتا بغیر کسی شرم لحاظ کے دروازے کی طرف بڑھ گیا

کیونکہ جتنا پیپر اس نے حل کر لیا تھا، پاسنگ مارکس سے زیادہ

نمبر آسکتے تھے اس کے جو اگر اراج کیلئے کافی تھے۔۔ ماحد اور

باقی سارے دوستوں نے سرپیٹے ہوئے اسکی پشت کو گھورا

جبکہ دل میں اجالا کو کوسنے لگے۔

اسٹوڈ! اسکی بے نیازی پر نگران اسکی چوڑی پشت گھور کے
بڑبڑایا اور ماحد کی مظلومیت سے لبریز شکل دیکھ کے اسے
اس کا پرچہ واپس کر دیا کیونکہ اس نے زبان نہیں چلاتی
تھی۔

اسے باہر کی طرف آتے دیکھ کر اجالا ہڑبڑاتی، اسکو تو لگا تھا کہ
وہ نگران کی منت کرنے والا ہے لیکن یہاں تو سین ہی اور
تھا۔ اجالا سیٹھا کر بھاگنے کی تیاری پکڑ رہی تھی کہ ابراج نے
چند تیز قدم بڑھتے فوراً اسکا بازو اپنی گرفت میں لیا اور اسے
اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے بنا کچھ کہے آگے بڑھ گیا۔

اب۔۔۔ راج!۔۔۔ اجالا ممننا کر اس سے اپنا بازو

چھڑوانے لگی مگر کوشش نداد۔

بہت بورنگ پیپر تھا یا ر! تھینک یو میری جان چھڑوانے کے

لئے۔۔۔ ابراج نے ریلکس انداز میں ایک سنسان

ڈیپارٹمنٹ کا رخ کیا جہاں آج کل کلاسز نہیں ہو رہی تھیں۔

میں۔۔۔ نے۔۔۔ نہیں۔۔۔ کیا کچھ۔۔۔ اجالا نے تھوک نکلتے

ہوئے صفائی دی۔

تو میں نے کب کہا ہے کہ تم نے کچھ کیا ہے؟ تم نے تو

صرف حق سچ کی بات کی تھی نا؟ رائٹ؟۔۔۔ ابراج کا لہجہ

طنزیہ ہوا۔ اجالا نے چہرے پہ روہانسے تاثرات سجا کے اسکے
غصیلے چہرے کے تنے تاثرات دیکھے۔ وہ اسے لے ایک خالی
کلاس روم میں داخل ہو گیا تھا۔

ہمم! تو میں چیٹنگ کر رہا تھا؟ ہے نا؟۔۔۔ ابراج نے ایک
حٹکے سے اپنی سیاہ جینز سے بیلٹ نکالتے ہوئے اسے اس
کلاس روم کی دیوار کے ساتھ لگا کر دروازہ بند کر دیا۔
ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ اجالا نے حلق تر کر کے معصومیت سے
آنکھیں مٹکائیں۔

افکوریس میں کر رہا تھا! اسی لئے تو میری بیوی نے پوری
کلاس کے سامنے اپنے ایماندار ہونے کا ثبوت دیا تھا؟ چلو
اب انعام کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔۔ ابراج اتنا بولتے ساتھ
ہی اس کے ہاتھوں کے گرد بیلٹ لپیٹا پوری قوت سے اس
کے لبوں پر جھک گیا۔

اسے بنا جگہ کا لحاظ کئے اپنی منمانی کرتے دیکھ کر اجالا اپنی
حرکت پہ پچھتائی۔ آخر اسکو کیا ضرورت تھی سر کو شکایت
لگانے کی۔۔۔ ابراج بہت بے رحمی سے جھکا اس کے گلابی
لبوں کا جام پی رہا تھا جبکہ وہ مچلتی ہوئی اسکی شرٹ اپنی

مٹھیوں میں دبوچ گئی۔ وہ اسکے لبوں کو بے رحمی سے سک
کرتا اپنے اور اسکے وجود میں موجود ایک انچ کے فاصلے کو بھی
مٹا گیا۔

امم۔۔۔ اجالا سے سانس لینا محال ہوا۔ وہ اپنے ہاتھوں کو
اسکے بیلٹ سے آزاد کروانا چاہ رہی تھی لیکن وہ اسے
چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اس کے لبوں کے ہر کونے
میں اپنی زبان کا لمس چھوڑتے ہوئے اس نے اجالا کے
ابھاروں کو دبوچا۔ وہ تڑپ کر مچلنے لگی۔ کتنے دن سے پیہر ہو
رہے تھے جس کی اجالا رات دیر تک تیاری کرتی رہتی ہو اور

ابراج کو مانو اپنے پاس پھٹکنے بھی نہیں دیتی تھی کیونکہ پڑھائی
میں اچھی اور زمرہ دار تھی لیکن آج وہ اپنی شرارت سے
ابراج کے صبر کا امتحان لے گئی تھی۔ ابراج نے اپنے وجود
میں اٹھتی گرمی کو محسوس کر کے ایکدم اس کے بازو اور
ہونٹ اپنی گرفت سے آزاد کر دیئے۔

ابراج۔۔۔ یہ کلاس۔۔۔ روم ہے۔۔۔ ہم یونی میں ہیں۔۔۔
اس نے اجالا کی اس التجا کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے
ہوئے ایک ہی ہاتھ سے اپنی سیاہ جینز کی زپ ڈاؤن کی اور اپنا
لوہے کی مانند سخت تناؤ زدہ وجود باہر نکال لیا۔

ابراج!!۔۔۔۔۔ اجالا نے گھبراہٹ اور حیا کے مارے فوراً

اپنا رخ موڑنا چاہا لیکن ابراج نے بیلٹ سے بندھے اس کے

دونوں ہاتھوں کو نیچے لا کر اس کی نازک کانپتی ہوئی ہتھیلی کو

اپنے تپتے ہوئے وجود کے گرد سختی سے لپیٹ دیا۔

اسے پکڑو۔ اور جب تک میں نہ روکوں، اسے رب کرتی

رہو۔۔۔ ابراج کی آواز بوجھل اور تحکمانہ تھی۔

ابراج پلیز! چھوڑو۔ کوئی یہاں۔۔۔ آجائے گا۔۔۔ اجالا کا گلا

خشک ہو رہا تھا اور وہ بے باک لمس سے اپنا ہاتھ چھڑانے

کی پوری کوشش کر رہی تھی لیکن ابراج کی گرفت اس کی کلائی
پر لوہے کا کڑا بنی ہوئی تھی۔

میں نے کہا نا۔۔۔ رب کرو!۔۔۔ اس نے اپنے سحر انگیز
رعب دار لہجے میں حکم دیا اور خود جھک کر اپنے تپتے ہوئے
لب اجالا کی صراحی دار گوری گردن پر جمادے۔ اس کا بے
رحم لمس اجالا کی گردن، کان کی لو اور شانوں پر گہرے نشان
چھوڑنے لگا۔

سس۔۔۔ وہ سسک رہی تھی۔ ابراج کا ایک ہاتھ اس کی کلائی
کو دباتے ہوئے اس کے ہاتھ کو حرکت دے رہا تھا جبکہ اس

کی گرم سانسیں اجالا کے کانپتے وجود پر آگ چھڑک رہی
تھیں۔

ابراج۔۔۔ پلیر۔۔۔ سٹاپ۔۔۔ اجالا نے دو سے تین بار پھر
مچل کر اسے روکنے کی کوشش کی۔

مگر ابراج کا جنون کم ہونے کے بجائے مزید بڑھتا چلا گیا۔ وہ
اس کی گردن کے حساس حصوں کو اپنے دانتوں سے ہلکا سا
کاٹتا اور پھر اپنے ہونٹوں کے لمس سے اسے دہکا رہا تھا۔
اجالا کا اپنا وجود اب اس شدید تپش، تنہاء جگہ اور ابراج کے
اس جنونی انداز کے آگے بے بس ہونے لگا۔ شرم اور حیا

سے اس کا روپ لال ہو چکا تھا اور وہ دل ہی دل میں اپنی
اس ڈرامائی حرکت اور سر کو شکایت لگانے کے فیصلے کو شدید
کو س رہی تھی۔

رکونا۔۔ گھر جانے۔۔ کاویٹ۔۔ کر لو۔۔ اجالا نے ایک
اور منت کی۔

جو بولا ہے وہ کرو اجالا شاہ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو
گا!۔۔۔ ابراج کا وجود سختی پکڑ چکا تھا، وہ غصے سے غرایا۔
بالآخر جب اجالا کو اندازہ ہو گیا کہ ابراج اسے کوئی رعایت
نہیں دینے والا تو اس نے شرم سے پاگل ہوتے ہوئے اپنی

آنکھیں سختی سے موند لیں اور اپنے بندھے ہوئے نازک
ہاتھوں کی ہتھیلی کو خود ہی اس کے تپتے ہوئے وجود پر اوپر
نیچے رب کرنا شروع کر دیا۔

آہہہ۔۔۔ فک!! اجالا کی نرم اور تھرتھراتی ہتھیلی کا لمس ملتے
ہی ابراج کے وجود میں جیسے بجلی دوڑ گئی۔ اس کا تنٹا ہوا
وجود اور زیادہ سخت اور بے رحم حد تک تپنے لگا۔ اس کے
منہ سے ایک گہری بوجھل اور معنی خیز سسکی برآمد ہوئی۔
اس کا سحر انگیز بھاری لہجہ اب مدہوشی میں ڈوب چکا تھا۔
اجالا کے ہاتھ کی ہر ایک ہلکی سی رگڑ ابراج کے رگ و پے میں

آگ بھڑکا رہی تھی۔ وہ اس کے لمس کی لذت میں پاگل ہوتا
ہوا اپنی سسکیاں اور گہری بوجھل سانسیں اس کی گردن اور
گالوں پر چھوڑ رہا تھا جبکہ اس کی گرفت اجالا کی کمر پر اور زیادہ
سخت ہوتی جا رہی تھی تاکہ وہ اس خالی ویران کلاس روم میں
اپنی اس چالاک بیوی کو اس کی حرکت کی مکمل اور بے باک
سزا دے سکے۔

آہہگ۔ اجالا مائی گاڈ۔۔۔ ابراج کے منہ سے نکلتی بوجھل
سسکیاں اور اس کی گردن پر جمنا پیتا ہوا لمس دیکھ کر اجالا
نے حلق ترکیا۔۔ اس نے اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں کا دباؤ

ذرا سا بڑھایا اور مزید تیز رفتاری اور مہارت سے اس کے تناؤ
زودہ وجود کو مسلنا شروع کر دیا۔ اجالا کے اس فرمانبردار انداز
نے ابراج کو پوری طرح حواس باختہ کر دیا۔ اس کی نرم مگر
زبردست رینگ نے ابراج کا کنٹرول بالکل ختم کر دیا۔ اس
کے منہ سے ایک گہری، بوجھل اور بے ساختہ آہ نکلی۔

شٹ۔۔۔ اجالا۔۔۔ اس نے مدہوشی میں ڈوبتی بھاری آواز
میں اس کے کان کے پاس سرگوشی کی اور اس کی نازک کلائی
پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھاتے ہوئے اسے طریقہ بتانے لگا۔

تھوڑا اور زور سے موو کرو۔۔۔ آہ۔۔۔ یس۔۔۔ بالکل
ایسے۔۔۔ ابراج کا پتہ اور سختی سے بلند ہوا وجود اجالا کی
ہتھیلی کے ہر لمس پر لرز رہا تھا۔ وہ اپنی آنکھیں موندے
اجالا کی گردن پر اپنے لب جمائے اس بے پناہ اور جنونی
لذت سے پاگل ہو رہا تھا جبکہ اجالا اس کے بے حال ہوتے
تاثر غور سے دیکھ رہی تھی۔

ابراج۔۔۔ بس۔۔۔ اجالا نے بچا رگی سے اسے روکنا چاہا۔
اس سے زیادہ بے باک وہ نہیں بن سکتی تھی۔

اجالا کی التجاء پہ تضاد جب یہ لمس اور تپش اپنی آخری حد کو
چھونے لگی اور ابراج کو لگا کہ اگر وہ ایک لمحہ بھی مزید اس
ویران کلاس روم میں رکا تو وہیں بے قابو ہو جائے گا تو اس
نے ایک ہی چھٹکے سے اجالا کے ہاتھ کو روکا اور گہری پھولتی
سانسوں کے ساتھ اس کی آنکھوں میں دیکھا۔
اوکے! چلو گھر چلیں۔۔۔ ابراج نے تحکمانہ اور بے تاب
لہجے میں کہا۔

صبر رکھو۔۔۔ میری ایک میک اپ کلاس ہے۔۔۔ اجالانے
منہ پھولا کر کہتے اپنے ہاتھوں سے اس کا بیلٹ ہٹانے کی
کوشش کی۔

بھاڑ میں جائے تمہاری کلاس!۔۔۔ ابراج نے بنا ایک سیکنڈ
ضائع کیے کٹے پھٹے لہجے میں کہا۔

اس نے فوراً اپنی جینز کی زپ بند کر کے اجالا سے بیلٹ لے
کر پہنا، اپنی شرٹ کے شکن درست کیے اور پھر اجالا کی
طرف بڑھا۔ اس نے بے تابی سے اجالا کے لباس کو بھی

درست کیا، اس کے شانوں کو دوپٹے سے ڈھانپا اور اس کی
بکھری زلفوں کو سنوار کر اس کا حلیہ ٹھیک کیا۔

اب۔۔۔ راج۔۔۔ اس سے پہلے کہ اجالا مزید کوئی بحث کرتی،
ابراج نے اس کی کلائی کو اپنی مضبوط گرفت میں لیا اور کلاس
روم کے پچھلے دروازے سے باہر نکل آیا۔

وہ اسے یونیورسٹی کی مرکزی راہداریوں سے بچاتے ہوئے
بیک سائیڈ کے ویران راستے سے تیزی سے کھینچتا ہوا پارکنگ
کی طرف لے جانے لگا جہاں اس کی گاڑی کھڑی تھی اور

جہاں سے اب گھر تک کا سفر اجالا کے لیے مزید طوفانی ثابت
ہونے والا تھا۔

بہت ہی کوئی بد تمیز ہو تم!۔۔۔ خود کے پیسنجر سیٹ پہ
دھکیلے جانے پر اجالا نے دانت کچکچاتے ہوئے غرا کر کہا۔
وہ تو ابھرتے جذبات سے پاگل ہی ہو گیا تھا، اسکی سن کہاں
رہا تھا؟ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے وہ تیز رفتاری میں
ڈرائیونگ کرتا شاہ ولا کی طرف موڑ گیا۔

=====

شاہ و لاز کے پر شکوہ بیڈ روم کا بھاری دروازہ بند ہوتے ہی
جیسے اندر کی ہوا میں آگ بھڑک اٹھی۔ یونیورسٹی کی بیک
سائیڈ سے لے کر گاڑی کے پورے سفر کے دوران ابراج کا
ضبط جس بارود کی طرح دھک رہا تھا، کمرے کی پرائیویسی ملتے
ہی وہ مکمل طور پر پھٹ پڑا۔

اس نے ایک نظر بھی اجالا سے نہ ہٹائی جو تاسف سے گہرے
سانس بھرتی اس کے سامنے کھڑی تھی۔ ابراج نے بغیر ایک
سیکند کا ضائع کئے ایک ہی بے رحم جھٹکے سے اپنی شرٹ اتار
پھینکی اور چند ثانیوں میں اپنے سارے کپڑے اتار کر خود کو

مکمل آزاد کر لیا۔ اس کے کسرتی تپتے ہوئے وجود پر ابھرتی
رگیں اس کے اندر جاری طوفان کا پتہ دے رہی تھیں۔
ابراج۔۔ دیکھو۔۔ میری۔۔ بات۔۔ اس سے پہلے کہ
تھوک نکلنے ہوئے اجالا چھپے ہٹ کر کوئی بات کرتی، ابراج
نے آگے بڑھ کر اس کا لباس اور نچلے پردے کسی پیاسے کی
طرح تیز انداز میں جسم سے الگ کر دیے اور اسے لمحوں میں
بالکل بے لباس کر دیا۔

اجالا کے برہنہ وجود کو دیکھتے ہی ابراج کا ضبط آخری حد بھی
پار کر گیا۔ اس نے اجالا کو کمر سے دبوچ کر ایک ہی جھٹکے میں
کمرے کی ٹھنڈی دیوار کے ساتھ جا لگایا۔

آہہ۔۔۔ اجالا کے منہ سے ایک بے ساختہ سسکی نکلی لیکن
ابراج نے فوراً اپنے تپتے ہوئے ہونٹ اس کے سرخ گلابی
لبوں پر جما دیے۔

اس کے لب اجالا کے لبوں کو بے رحمی سے پی رہے تھے
جبکہ اس کے دونوں ہاتھ اجالا کی کمر اور رانوں کو دیوار کے
ساتھ اس قدر سختی سے کستے جا رہے تھے کہ دونوں کے

جسموں کے درمیان ذرا سا بھی فاصلہ باقی نہیں رہا تھا۔ اجالا
نے اس کی گردن میں اپنی بانہیں ڈال کر بالاخر اس کے جنون
کا جواب دینا شروع کیا، کیونکہ غلطی کی تھی تو اسے شانت بھی
خود ہی کرنا تھا۔ ابراج کے اندر آگ مزید بھڑک اٹھی۔

ہرپیر میں چیٹنگ کروں گا، ہر روز اسی طرح میری کلاس میں آ
کر سر کو شکایت لگاتی رہنا تاکہ میں جلدی کلاس سے باہر نکلوں
اور ہمیں ایک دوسرے کی قربت میں یونہی بہکنے کا موقع مل
سکے۔۔۔ ابراج اس کے ہونٹ چھوڑ کر غرایا۔ وہ تذبذب

کا شکار ہوئی۔

ابراج۔۔ وہ صرف مذاق تھا۔۔ اجالا نے روہانے انداز میں
اپنی صفائی دی۔

آئی لائک اٹ! اسی لئے تو بول رہا ہوں میری جان، باقی
پیپروں میں بھی ایسے ہی مذاق کرتی رہنا۔ بہت مزہ آئے
گا۔۔۔ ابراج پھولتے تنفس کے ساتھ اسکی گردن کو چومتے
ہوئے جواباً گویا ہوا اور اجالا کی دھڑکنوں کو اپنی مٹھیوں میں
دبوچے جا بجا ہونٹ گھمانے لگا۔

سس۔۔۔ اس کے دانتوں کی چھبن اپنے ابھاروں پہ محسوس کر
کے وہ سسکی۔

ابراج نے بے قابو ہو کر دیوار کے ساتھ ہی اجالا کی ایک
ٹانگ کو اٹھا کر اپنے کو لہے پر جمایا اور اپنے سخت ترین وجود
کو اس کی وادی کے دہانے پر لا کر ایک ہی والہانہ اور جاندار
دھکے کے ساتھ تمام تر گہرائی تک اتار دیا۔

آہہ۔۔۔۔۔ ابراہیم!۔۔۔۔۔ اجالا کے حلق سے ایک بلند بے
تاب سسکی برآمد ہوئی اور اس کی آنکھیں چھت کی طرف گھوم
گئیں۔

بہت دنوں سے۔۔۔ مجھے۔۔۔ لگ رہا تھا۔۔۔ کہ میں اکیلا۔۔۔ ہی
تم میں۔۔۔ سفر کرنے۔۔۔ کیلئے تڑپ۔۔۔ رہا ہوں۔۔۔ لیکن

آج۔۔ تم نے۔۔ اپنی حرکت سے۔۔ ثابت کر دیا۔۔ کہ

تم۔۔ میرے۔۔ جسم کو برابر۔۔ کا مس۔۔ کر رہی

تھی۔۔ ابراج نے اس میں شمولیت کرتے ہی بکھری

سانسوں کے درمیان بے باکی سے کہا۔

ایسا۔۔ نہیں ہے۔۔۔ اجالا نے شرم اور خفگی سے اس

کے سینے پر دانت گاڑے۔

دیوار کے ساتھ کھڑے اسی پوزیشن میں ابراج نے اپنے تند و

تیز اور جاندار جھٹکوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس کا ہر

اسٹروک دیوار سے ٹکراتے اجالا کے وجود میں جنون کی لہریں

دوڑا رہا تھا۔ ابراج کا جنون اتنا بے قابو تھا کہ وہ اس کے
گالوں، گردن اور شانوں کو اپنے ہونٹوں اور دانتوں کی شدت
سے دہکا رہا تھا جبکہ اس کے جاندار اور مسلسل دھکے دونوں
کے وجود کو شاہ ولا کے اس ہال نما کمرے میں وصل کی انتہا پر
لے جا رہے تھے۔

آہہہ۔۔۔ اففف۔۔۔ امم۔۔۔ اجالا نڈھال ہوتی مرنے والی
ہو گئی تھی۔

ابراج کے جھٹکوں کی رفتار اور شدت اب ہر حد کو پار کر چکی
تھی۔ دیوار کے ساتھ اجالا کو کسا ہوا اس کا بھاری اور پتتا

وجود کسی اندھے طوفان کی طرح حرکت کر رہا تھا۔ ان اینڈ
آؤٹ کا تسلسل اتنا تند اور بے رحم ہو چکا تھا کہ کمرے کی
مدہم فضا میں ان کے جسموں کے ٹکرائے اور گہری سانسوں
کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

اجالا دیوار سے جڑی اس کے اس بلا کے جنون کے آگے
نڈھال ہو کر مچل رہی تھی۔

سس۔۔۔ اب۔۔۔ راج!۔۔ اس کی نازک کمر ہر جاندار
اسٹروک پر لرزتی اور وہ بے تاب ہو کر ابراج کے شانوں پر
اپنے ناخن سختی سے گاڑ دیتی۔ اس کی بھیگی آنکھیں شدت

لذت سے بند ہو رہی تھیں اور حلق سے تسلسل کے ساتھ
کٹی پھٹی سسکیاں نکل رہی تھیں۔ وہ مدہوش ہو کر جتنا مچل
رہی تھی ابراج کا جنون اتنا ہی دوگنا ہوتا جا رہا تھا۔

اس بے پناہ تپش اور پیاس میں ابراج نے اپنے دونوں
ہاتھوں سے اجالا کے عریاں دھڑکتے ابھاروں کو اپنی گرفت
میں لے لیا۔ اس نے ان کی ملائم اور تپتی گولائیوں کو اپنی
مضبوط ہتھیلیوں میں سختی سے دبانا شروع کر دیا، اس کا دباؤ
اس قدر والہانہ تھا کہ اجالا کا پورا وجود ایک بار پھر سمٹ کر
رہ گیا۔ اس نے بے چین ہو کر بے اختیار ابراج کا چہرہ اپنے

سینے میں دبایا۔ وہ جتنا اسے مدہوش کر چکا تھا، اجالا فی الحال
اسکا لمس اپنے سینے پر چاہتی تھی۔

ابراج نے اسکی نازک رعنائیوں پہ ہلکا سا سلیپ کرتے
ہوئے اپنے دانت گاڑ کر ان نوکیلی ساختوں پہ اپنے ہونٹ جما
کے انہیں تیزی سے سک کیا۔

آہہ۔۔۔ امم۔۔۔ اجالا کی لذت بھری سسکیاں ہر طرف
گوخنے لگیں۔

آہہلگہ۔۔۔ ابراج اپنے لبوں کی اس سخت گرفت کے ساتھ
ساتھ نچلے وجود سے مسلسل اور انتہائی گہرے اسٹروکس

بھرتا جا رہا تھا جس کی وجہ سے اجالا کے منہ سے نکلتی
سسکیاں اب بلند چیخوں میں بدلنے لگیں۔ ابراج نے اپنا چہرہ
اس کی گردن کے گہرے موڑ میں چھپا کر اپنے دانتوں اور
لبوں کا سخت دباؤ چھوڑا جبکہ اس کے ہاتھ ہنوز ابھاروں کو
مسلتے ہوئے اس کے ہر ایک جھٹکے کے ساتھ اپنے جنون کی
حتمی مہر ثبت کر رہے تھے۔ دونوں وصل کے اس انتہائی
آخری مقام کی طرف بے قابو رفتار سے بڑھتے چلے جا رہے
تھے۔



مزید چند مہینوں بعد:

اجالا اور ابراج کا سمسٹر بریک چل رہا تھا اس لئے وہ دونوں
اپنا ہنی مون منانے کی غرض سے آج کل مالدیپ آئے
ہوئے تھے۔

مالدیپ کا کسی بیچ کے قریب ایک پرائیویٹ ولا ان دونوں
کے لیے ایک دلکش پناہ گاہ بنا ہوا تھا لیکن آج اجالا کا موڈ
ابراج کا صبر آزمانے اور اسے اپنی اداؤں سے مکمل طور
پر تڑپانے کا تھا کیونکہ وہ تھوڑا خفا تھا۔ اجالا نے کل
رات اس کی پسند کی نائی نہیں پہنی تھی اور تھکاوٹ کا

بہانہ بنا کر اسے تنگ کرنے کے لئے سو گئی تھی یہ جانتے
بوجھتے کہ وہ اس میں شامل ہونے کے لئے کتنا مچل رہا
تھا۔ اسے رات کو تنگ تو کر لیا تھا لیکن اب اسکی خود
سے بے نیازی اجالا کو برداشت نہیں ہو رہی تھی اس
لئے اس نے وہ لہنگا زیب تن کر رکھا تھا جو وہ ولیمے پہ
اس کے بھاری پن کی وجہ سے پہن نہیں پائی تھی۔
ابراج مکمل طور پر اس سے لا تعلقی برتنے کی ناکام کوشش
کرتا منہ بسورے اپنے فون میں مگن تھی لیکن کن اکھیوں
سے پھر بھی اسکو دیکھنے سے باز نہ آیا۔

وہ دونوں اس بیچ ہاؤس کے لاؤنج میں موجود تھے۔ پہلے تو

صوفے پہ صرف ابراج لیٹا ہوا تھا لیکن پھر اسے تنگ

کرنے کے لئے اجالا بھی یوں لہنگا پہن کر روم سے نکلتی

شیشے دار لاؤنج میں ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی جان

بوجھ کر اپنی زلفیں سنوارتے ہوئے آئینے میں چھبے کھڑے

ابراج کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

اس نے میک اپ نہیں کر رکھا تھا لیکن وہ پھر بھی اپنی

زلفوں کو یوں انگلیوں پہ لیٹی دنیا کی حسین ترین عورت

لگ رہی تھی۔

”ہو تم سے یہ کہنا ہے

یہ شام ہمیں دے دو

کچھ بھی خطا کر لو

الظام ہمیں دے دو“

اجالا نے قد آور آئینے میں نظر آتے ابراج کے عکس کو

دیکھ کر جان بوجھ کے شرارت سے یہ گانا گنگنانا شروع

کیا۔ ابراج کا دھیان سیکنڈوں میں فون سے ہٹ گیا، اس

کا رواں رواں اجالا کو سننے کے لئے بے تاب ہوا۔ ان

لیرکس کا مطلب سمجھ کر اس نے موبائل سے نگاہیں

ہٹاتے ہوئے آئبرو اچکا کر اسے دیکھا۔ خفگی اب بھی
چہرے پہ ہنوز تھی۔ اجالا نے ہلکا سا کھلکھلا کر چہرہ اس
کی طرف موڑتے ہوئے اسے آنکھ ونک کی۔

”تم رات بھر میری

بانہوں میں کھو جاؤ

بس میرے ہو جاؤ“

وہ قدم اسکی طرف بڑھاتی اس کے ہاتھ سے فون پکڑ کے

دوسرے صوفے پہ اچھالتی خود اس کی گود میں استحقاق

سے بیٹھتے بہکانے والے انداز میں مزید گنگنائی۔ ابراج کا

کلیجہ منہ کو آیا، جذبات ایکدم سر اٹھانے لگے، خفا ہونے
کے باوجود اجالا کی اس پیش قدمی پر اس نے سرخ ہوتی
نگاہوں سے اسکی کمر کو زور سے اپنے ہاتھ سے دبوچ لیا۔

”یہ جو اقرار سنگ جی لئے تو

زندگی بھر نابھول پاؤ گے“

اجالا نے ابراج کے چہرے پہ انگلیاں پھیرتے ہوئے اپنی
ناک اس کے ناک کے ساتھ ملائی۔

میں ناراض ہوں! وہ اسکی خود کو seduce کرنے کی یہ
چالاکی سمجھ کر خفگی سے جتانے والے انداز میں بولتا اجالا

کو بڑا پیارا لگا جبکہ ابراج گہری نظروں سے اسکے دعوت
کے نظارے پیش کرتا وجود دیکھنے لگا۔

افف! وہ قریب سے اور بھی حسین لگ رہی تھی اس
جوڑے میں!

مزید ناراض رہنا چاہتے ہو؟۔۔۔ اجالا نے اپنے لبوں
سے اسکا بالائی ہونٹ چوم کر اسکی شہہ رگ کی ہڈی پہ اپنا
انگوٹھا سہلاتے ہوئے دھیمی آواز میں سوال کیا۔

اس قابل ہی کہاں چھوڑا ہے تم نے؟۔۔۔ ابراج نے
اس کے نچلے ہونٹ پہ دانت گاڑ کے جس بے بسی سے

کہا، اجالا کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ گردن چھپے جھکا کے

ہنس دی۔

کیسی لگ رہی ہوں تمہارے پسند کے لباس میں؟۔۔۔

اجالا نے اس کے ماتھے پہ بکھرے بے ترتیب بالوں کو

اپنی انگلیوں سے سنوارتے ہوئے پر جوش انداز میں

پوچھا۔

میری ناراضگی اڑن چھو ہوتے دیکھ کے تمہیں پتہ نہیں

چل رہا کہ تم کس قدر حسین لگ رہی ہے؟ میٹھے بٹھائے

میرے دل پہ چھریاں چلا دی ہیں تم نے۔۔۔ ابراج شاہ

نے اپنے ہاتھوں کو اس کے بدن پر جگہ جگہ سرکاتے
ہوئے گھمبیر آواز میں کہا اور اس کے بلاؤز کے ڈیپ گلے
میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔

ہا ہا ہا۔۔۔ اجالا کھلکھلاتی تو ابراج نے سر اٹھا کر زور سے
اسکے ہونٹ چوم لئے۔

مجھے اتنے پیار سے منانے کی عادتیں مت ڈالو۔ بڑھاپے
تک جان نہیں بخشوں گا تمہاری۔۔۔۔۔ ابراج نے اس کے
عارضوں کو چومتے ہوئے کہا۔

میں کب چاہتی ہوں کہ تم ساری زندگی میری جان
بخشو؟۔۔۔ اجالا نے ہنس کر خوشگوار موڈ کے ساتھ

معنی خیزی سے جواب دیا۔

کیا یہ اظہارِ محبت ہے اجالا شاہ؟۔۔۔۔۔ ابراج نے
چونک کر نظریں اس کے سرخ ہوتے چہرے پہ جماتے بے
تابی سے سوال کیا۔ شادی کو دس ماہ ہونے کو آئے تھے
لیکن مجال کہ اجالا نے کبھی محبت کا اظہار کیا ہو؟ وہ
یونہی اسے تنگ کرتی رہتی تھی۔

نہیں! یہ اظہارِ وفا ہے۔۔۔ اجالا نے مسکراہٹ دبا کر
جواب گھمایا۔

وفا انہی سے نبھائی جاتی ہے جن سے محبت ہو!۔۔۔
ابراج نے اس کے دلکش سینے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے جتایا۔
اسکی بدن اس فننگ زدہ چولی میں اور بھی دلکش لگ رہا
تھا۔

ان سے بھی نبھائی جاتی ہے جو ہم سے محبت کرتے
ہیں!۔۔۔ اجالا نے دوبارہ سیدھے طریقے سے جواب نہ

دیا۔ اشارہ یہ دیا کہ بس تم ہی میری محبت میں پاگل ہو،
میں نہیں۔

مجھے محبت کرنے والوں سے زیادہ وفادار لوگ پسند ہیں
اور یہی وجہ ہے کہ تم میرے دل کی فہرست میں سب
سے اوپر ہو۔۔۔ ابراج نے اس کے بلاؤز میں ہاتھ ڈال
کر اپنا ہاتھ اس کے پیٹ کی نرم جلد سے اوپر سینے کی
طرف بڑھاتے ہوئے والہانہ محبت سے جواب دیا۔

ظاہر ہے! ہونا بھی مجھے ہی چاہئے۔ میرے علاوہ اور کوئی
یہاں پہ جگہ ڈیزرو نہیں کرتا۔۔۔ اجالا نے اس کے سینے

پہ ہاتھ جما کر حق جتاتے انداز میں کہا اور اسکی شرٹ کے
بٹن کھولنے لگی۔ وہ ابراج کے گرم ہاتھوں کی تپش
محسوس کر کے تھوک تو نگل رہی تھی لیکن ذرا بھی
مزاحمت نہ کی۔

نو ڈاؤٹ!۔۔۔ ابراج شاہ نے مسکرا کر بوجھل لہجے میں
رضامندی دیتے اس کے نچلے ہونٹ کو اپنے لبوں میں دبا
کر زور سے سک کیا۔ اجالا نے جواباً اسکا بالائی لب چوسا
اور ایک ہی لمحے میں ابراج کی شرٹ اسکے بدن سے الگ
کر دی۔

خیریت ہے! آج مجھ سے زیادہ تو میری بیوی بے تاب

لگ رہی ہے؟؟۔۔۔ ابراج نے اس کے انداز ہر

شہادت سے نظریں اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

شٹ اپ! بس منا رہی ہوں تمہیں۔۔۔ اجالا نے

جھینپ کر اس کے برہنہ سینے پہ مکا جڑا۔

اگر ایسے مناوگی تو ہر روز ناراض ہو کر بیٹھ جاؤں گا

میری زندگی!۔۔۔ ابراج شاہ نے ہنس کر مخمور سرگوشی

کرتے ہوئے اجالا کے وجود سے اس بلاؤز کو الگ کرتے

اسکی برا میں مقید دھڑکنوں پہ ہاتھ پھیرا۔ گلاس وال سے

مالدیپ کے بیچ کا وہ نرم و ملائم سا منظر شام کے اس پہر
اور بھی خوبصورت لگ رہا تھا۔ باہر سے کوئی بھی انہیں
نہیں دیکھ سکتا تھا البتہ وہ باہر بیچ کے تمام مناظر بہت
واضح انداز میں دیکھ سکتے تھے۔

ہونہ اور میں تو جیسے اسی انتظار میں بیٹھی ہوں۔ ہر روز
تمہیں منانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہونا میرے
پاس؟۔۔۔ اجالا نے منہ بسور کر صاف ہری جھنڈی
دیکھائی۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو! آئی سوئیر یہ لہنگا پہن کے
تم نے میری دلی مراد پوری کر دی ہے۔ میں بہت وقت
سے تمہیں اس لہنگے میں دیکھنا چاہتا تھا لیکن کبھی کہا نہیں
کیونکہ میں چاہتا تھا تم خود دل سے پہنو!۔۔۔ ابراج شاہ
نے اسے گلے سے لگا کر نہایت محبت سے کہتے اسکی
گردن کی پشت پہ شدت پسندی سے ہونٹ جمائے۔ اجالا
نے مسکرا کر اسکے گلے میں بانہیں ڈالیں۔

میں بھی بہت وقت سے پہننا چاہ رہی تھی لیکن تم
ناراض ہی نہیں ہوتے تھے پھر میں نے سوچا کہ ایک دفعہ

خود ہی جان بوجھ کر تمہیں ناراض کر دوں تاکہ یہ لہنگا پہن
کے تمہاری تڑپتی شکل دیکھنے کا مزہ آئے۔۔۔ اجالا نے
شرارت سے ہنستے ہوئے اس کو جواب دیا تو ابراج نے
سلگ کر اسکے سینے پہ ہلکی سی چپت لگائی۔

پہلے ساری رات مجھے کم تو نہیں تڑپایا تھا تم نے۔۔۔
ابراج نے شکوہ کرتے ہوئے اسکی کلیویج لائن پہ زبان
رگڑی۔

آہ۔۔۔ اسی لائق ہو تم۔۔۔ اجالا نے بے اختیار سسکی
بھر کے شرارت سے اسکو تنگ کرنے والا جواب دیا۔

اچھا؟؟ ابھی بتاتا ہوں تمہیں کہ میں کس لائق ہوں۔۔۔

ابراج شاہ نے اسکی برا کو ایک چھٹکے میں اسکے سینے سے

اتار کر اسکے لہنگے کو ویسٹ سے دبوچتے ہوئے بوجھل

انداز میں کہا۔

اجالا کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی لیکن لبوں پہ

شرارتی سی مسکراہٹ ہنوز قائم رہی۔ اجالا کی دھڑکنوں

کو اپنے لبوں میں دباتے ہوئے ابراج نے تیزی سے اسکا

لہنگا اس کے وجود سے الگ کیا اور اسے ایک منٹ کے

لئے اپنے قریب صوفے پہ بٹھا کے جینز اتار کے دور

اچھا دی۔

اجالا کے ماتھے پہ ننھی ننھی پسینے کی بوندیں نمودار ہوئیں۔

اسے منا تو لیا تھا، اب جنونی انداز جھیلنا باقی تھا۔ دونوں

کا برہنہ وجود ایک دوسرے کی نظروں کے سامنے تھا۔

ابراج نے بے قراری سے اسے واپس اپنی گود میں اپنے

سخت وجود کے بالکل اوپر بٹھایا اور اپنا وجود اسکی رانوں

پہ رب کرتے ہوئے اسکے ابھاروں کو ہونٹوں میں دبوچ

کے سک کرنے لگا۔

امم۔۔۔ اجالا کی سسکاریاں بے ساختہ تھیں۔ اسکے نچلے
بدن سے اٹھتی لاوے کی مانند ہیٹ محسوس کر کے اسکا
سارا وجود پسینے سے تر ہو رہا تھا۔ اجالا نے اپنی سسکیاں
دبانے کی غرض سے ابراج کی سفید گردن کو چومنا شروع
کر دیا۔ آج وہ خود بھی ساتھ دے کر اسکو راضی کرنا
چاہتی تھی۔۔۔

اہہ۔۔۔ ابراج نے اسکے نرم لمس پر معنی خیز سانسیں
خارج کرتے اپنا ہاتھ اکای رانوں میں سرکاتے ہوئے ان

میں فاصلہ بنایا۔ وہ دونوں اب جا بجا ایک دوسرے کا بالائی
وجود چوم رہے تھے۔

اففف! یہ کتنا حسین انداز ہے تمہارا۔ مار ڈالو گی
مجھے۔۔۔ اجالا کی پارٹسپیشن دیکھ کر ابراج نے گھمبیر
خمار آلود سرگوشی کرتے ہوئے اسکو داد دی اور اپنا نچلا
سخت وجود اسکی ٹانگوں کے درمیان میں رب کرنے لگا۔
آہہ۔۔۔ اب۔۔۔ راج!۔۔۔ اجالا نے سسک کر اپنی
ٹانگوں کو تھوڑا وا کیا کیونکہ وہ خود بھی اپنی نازکی پر اسکا
لمس محسوس کرنے کے لئے تڑپ رہی تھی۔ ایک

دوسرے کے جسم سے اٹھتی ہیٹ نے انہیں مدہوش کر
دیا تھا اور اس پہ تضاد فور پلے بھی بہت سڑونگ رہا
تھا۔

ابراج شاہ نے اسکے سفید کو لہوں کو اپنی ہتھیلیوں میں
دبوچ کر اپنا ایریکٹڈ بدن اس کی نازکی میں داخل کرنے کی
سعی کرتے اپنا انگوٹھا اسکی بھیگی نازکی پر پھیرتے اسے
مزید مدہوش کیا۔

آہہ۔۔۔ اففف۔۔۔ اجالا نے مچل کر اسکی گردن میں
چہرہ چھپایا۔ ابراج نے اپنا وجود اندر کی طرف دبا کے

ایک ہی جھٹکے کے ساتھ اسکے وجود میں رسائی حاصل کی۔

اجالا اچھل کر واپس اس پہ گری۔

ابراج کے ایک ہی جاندار اور مکمل نفوذ کے ساتھ اجالا کی
سسکیاں اس کی گردن کی نالی میں گھٹ کر رہ گئی۔ اس کا نچلا
دھڑا ابراج کے تپتے عضلاتی وجود کے ساتھ مکمل طور پر سل
گیا تھا۔ بیچ ہاؤس کی شیشے دار دیوار سے باہر سمندر کی لہریں
ساحل سے ٹکرا رہی تھیں لیکن اندر ان کی سانسوں کا طوفان
برپا تھا۔

اففف۔۔۔ اجالا۔۔۔ ابراج کے حلق سے ایک پر سکون
بوجھل سسکی نکلی۔ اس نے اجالا کی کمر کے گرد اپنی گرفت
لوہے کی طرح مضبوط کرتے ہوئے نیچے سے اوپر کی جانب
اپنے تند و تیز اسٹروکس کا ردھم قائم کیا۔

اہہ۔۔۔ اجالا نے اپنے دونوں بازو ابراج کی گردن میں کس کر
اس کی پشت پر اپنے ناخن گاڑ دیے۔ ہر گہرے دھکے پر اس
کا وجود اوپر کو اچھلتا اور وہ اپنی رانیں ابراج کی کمر کے گرد
لیپٹ کر اس کے ساتھ مزید جڑنے کی کوشش کرتی۔ ابراج
کی ترانگلی اس کی نازکی کے بالائی حصے کو مسلسل مسل رہی

تھی جبکہ اس کا اپنا پتہ ہوا نچلا وجود اندرونی جرّ تک ضربیں لگا
رہا تھا۔

کتنے مزے کی ہو تم!!۔۔۔ ابراج نے اس کی صراحی دار
گردن پر اپنے دانتوں کا سخت دباؤ چھوڑتے ہوئے ہر دھکے
کے ساتھ مدہوش کن سرگوشی کی۔

آہہ۔۔۔ ابراج حج۔۔۔ سس!!۔۔۔ اجالا نے تڑپ کر لب
دباتے ہوئے اپنا چہرہ اس کے شانے میں چھپا لیا۔ اس کا پور
پور اس دہری شدت اور اپنے شوہر کی اس والہانہ بے باکی پر
شعلہ بن چکا تھا۔

ابراج نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے پیالے میں
بھر کر اس کے تپتے لبوں کو اپنے منہ میں بھر لیا اور بے رحمی
سے سک کرنے لگا۔ اس کا نچلا دھڑ بغیر کسی وقفے کے ایک
تند بے باک اور مسلسل رفتار سے حرکت کر رہا تھا جس کی
وجہ سے اجالا کے وجود سے نکلتی سانسیں اور صوفے پر
جسموں کا ٹکراؤ بیچ ہاؤس کے پورے لاؤنج میں گونجتا ایک سحر
طاری کر رہا تھا۔

میرا بچہ! یہاں دیکھو چاچو کی جان۔۔۔ کیا گفٹس لے کر آؤ
اپنے بیٹے کے لئے؟۔۔۔ ابراج مسلسل پچھلے دس منٹ
سے گروپ ویڈیو کال میں ننھے سے ارمان سے بات کر رہا
تھا۔ باریق اور بریقا کا وہ بیٹا محض ایک ماہ کا تھا اور ان کے
گروپ کے ہر فرد نے اس کے لاڈ اٹھا اٹھا کر اسے ابھی سے اپنا
عادی بنانا شروع کر دیا تھا۔

اجالا اور ابراج بیچ ہاؤس سے نکل کر ساحل کنارے ریت پہ
چلتے ہوئے مالدیپ کی ہواؤں سے سکون محسوس کرتے
سب دوستوں کے ساتھ گروپ کال پہ موجود تھی، فی الحال

سب کی نظروں کا مرکز ارمان تھا جو بے حد خوبصورت اور
گول مٹول سا بچہ تھا اور فون کی سکریں پہ بڑے غور سے ان
سب کو دیکھتا مسکراتے جو رہا تھا۔

اس سے پاگلوں کی طرح باتیں تو ایسے کر رہے ہو جیسے اسکے
منہ میں تمہارے جتنی دس گز کی زبان ہے!۔۔۔ اجالانے
مسکراہٹ دبا کر افسوس سے ابراج پہ طنز کیا جو مگن انداز میں
کبھی ارمان سے کیوٹ باتیں کر رہا تھا تو کبھی اسے سکریں
کے تھرو فلائنگ کس دے رہا تھا اور وہ بچہ ننھے ہاتھوں کو
موو کرتا اسے بڑے اشتیاق سے دیکھ رہا تھا۔ اجالا کے جملے

کو سن کر سب نے قہقہہ لگایا جبکہ ابراج نے اسے معنی خیزی
سے دیکھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے اسکی جان خلاصی
بہت مشکل سے کی تھی۔ مالدیپ میں اس وقت گہرا اندھیرا
تھا مگر چاند کی روشنی میں ان کا واضح عکس بہت دلکش لگ
رہا تھا۔

اور let's suppose اس کے منہ میں زبان ہوتی بھی تو وہ
تمہیں یہی بولتا کہ چاچو اپنے گفٹ سمیت مالدیپ میں ہی
رہیں۔ پاکستان آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ
میرے گھر پہنچ آئے تو میں آپ کی یہ ڈراؤنی شکل اتنے قریب

سے دیکھ کے ڈر جاؤں گا۔ وہ بیچارہ بچہ پتہ نہیں تمہیں فون کی
سکرین پہ کیسے برداشت کر رہا ہے۔۔۔ اجالا نے ابراج کو
بولنے کا موقع دیے بغیر ہنستے ہوئے اسے اور چڑایا۔ ابراج
کے سوا سارے دوستوں کے قہقہے فون کے سپیکر سے باہر
گونج رہے تھے جبکہ ارمان کی بھی مسکراہٹ گہری ہوئی۔
اچھا؟؟ ابھی بتاؤ زیادہ ڈراؤنی میری شکل ہے یا کچھ
اور؟؟۔۔۔ ابراج نے اسکی کمر دبوچ کر سکرین کا رخ نیچے کے
پانی کی طرف موڑتے اسکے کان میں جھک کر مدھم سرگوشی

کرتے معنی خیزی سے اپنی ٹانگوں کے درمیان اشارہ کیا تھا،
وہ لال سرخ پڑتی اسکے سینے پہ مکا جڑ گئی۔

گائز ابراج سے اپنی اتنی عزت افزائی برداشت نہیں ہوئی۔
بیچارے سے منہ چھپاتا پھر رہا ہے۔۔۔ اسکے کیمرہ دوسری
طرف گھمانے پر ماحد نے ہنستے ہوئے لقمہ دیا۔

مجھے تو افسوس ہوتا ہے، ان دونوں کی شادی کو ایک سال
ہونے والا ہے لیکن مجال ہے ان کی لڑائیاں ختم ہوئی ہوں؟
بچوں کی طرح لڑتے ہیں۔۔۔ ماحد کے ساتھ بیٹھی عنیزہ نے
نہایت افسوس سے کہا۔

شکر ہے صحیح لڑکی اسکے پلے پڑی ہے۔ اسے صرف اجالا ہی

سیدھا کر سکتی تھی۔۔۔ صارم نے بھی مداخلت کی۔

اور اجالا کو صرف میں سیدھا کر سکتا ہوں۔ یقین نہیں آتا تو

پوچھ لو؟۔۔۔ ابراج نے اجالا کے لبوں پہ دانت گاڑ کے

سکرین کا رخ پھر سے اپنے اور اجالا کے چہرے کی طرف

موڑتے ہوئے زو معنیت سے جواب دیا۔

اوہوووو۔۔۔ کیا واقعی؟۔۔۔ باقی سارے انہیں چھیڑتے

ہوئے اجالا کو دیکھ کر آئبرو اٹھانے لگے جو سرخ پڑتی ابراج

کو گھور رہی تھی۔ مالدیپ میں چلتی تیز ہواؤں کے باعث ان

کے کپڑے پھڑپھڑا رہے تھے، ساحل کا پانی ان کے پیروں کو

چھوتا ایک نرم احساس پیدا کر رہا تھا۔

جھوٹا کہیں کا۔۔ اجالا نے گڑبڑا کر محض اتنا ہی کہا۔ (وہ

اسکی بات کا گہرا مطلب سمجھتی کانوں کی لوں تک سرخ

پڑی۔)

پاپا۔۔۔ ویسے اجالا، ابراج تو مان چکا ہے کہ وہ تمہاری محبت

میں پور پور ڈوبا ہے۔ آج تم بھی مان جاؤ کہ تمہیں بھی اس

سے محبت ہے۔ ہم سے تمہارے اظہار کا اب مزید ویٹ

نہیں ہوتا۔۔۔ بریقانے اپنے بیٹے کی طرف سے کیمرا ہٹا کر

شرارت سے اجالا کو چھوڑا۔

فار ریل۔۔ اس کی آنکھیں سب کہتی ہیں!۔۔۔ سماویہ نے

پر جوش انداز میں اپنا حصہ ڈالا۔ ابراج سمیت باقی سب کی

شرارتی نظروں اب اجالا پہ جمی ہوئی تھیں جو اس غیر متوقع

سوال پر جھینپ اٹھی تھی۔

بالکل! اب ہمیں وہ بورنگ جواب نہیں سننا ”محبت اور اس

بد تمیز سے؟؟“۔۔۔ ہاں اچھا تو ویسے یہ نہیں ہے لیکن اتنا

نا قابلِ برداشت بھی نہیں ہے ہمارا یار۔۔۔ مقاصم نے ہنس

کر ابراج کو بیک وقت سلگا کے اسکی تھوڑی حمایت کی۔

یایا یایا۔۔۔ مقاصم کی بات پہ سب دوستوں نے ہنس کر زور

سے ہاں میں سرہلایا، ابراج نے گھوری کروائی۔ (ابراج فی

الحال اجالا کے منہ سے اظہار سننا چاہتا تھا)

اگر میں مان گئی تو مجھے انعام میں کیا ملے گا؟؟۔۔۔ گولڈ ڈگر اجالا

نے ہمیشہ کی طرح آنکھیں سکیڑتے ہوئے ہر بات سے اپنا

فائدہ نکالنا چاہا۔ ابراج نے منہ بسورا۔

سید ابراج شاہ کی طرف سے دن رات ڈھیر سارا پیار!۔۔۔
نمیرہ نے اچانک فون کی سکریں میں جھانک کر قہقہہ لگاتے
ہوئے آنکھ دبا کر معنی خیزی سے کہا تو جہاں اجالا شرم سے
سٹپٹائی وہیں یہ ابراج سمیت باقی سب اسکے اتنے درست
جواب پہ ہنس دیئے۔

ارمان بول رہا ہے، اگر آج چچی نے چاچو کو آتی لویو بول دیا تو
اسکے لئے ایک پرنسز آنے کا چانس بن سکتا ہے!۔۔۔ باریق
کیوں چھپے رہتا؟ سارے دوستوں کی چھیڑ چھاڑ میں اس نے
بھی معنی خیزی سے ابراج کو دیکھتے ہوئے پھلجڑی چھوڑ

دی۔ اجالا سرتا پاؤں سرخ پڑی جبکہ ابراج نے نچلا ہونٹ
دانتوں تلے دبا کے مسکراہٹ ضبط کی۔ اسے بچے بہت
پسند تھے لیکن پڑھائی کے ساتھ اجالا پہ کوئی برڈن نہ پڑ جائے
اس لئے احتیاط برتتا تھا۔

اگر آپ سب نے مجھے ایسے ہی تنگ کیا نا تو میں اندر بھاگ
جاؤں گی۔۔۔ اجالا نے منہ پھولا کر انہیں دھمکایا۔ ان کی
ڈبل میننگ باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا اس کے پاس۔۔
اچھا کوئی تنگ نہیں کر رہا اب۔۔ تم بولونا پلیز!۔۔ ابراج
نے سب دوستوں کو آنکھ کے اشارے سے منع کر کے اجالا

کی کمر پہ ہاتھ بے تابی سے پھیرتے التجائیہ گھمبیر آوازیں کہا۔
باقی سب نے بالکل خاموشی سا دھ کر ان دونوں کا سکرین پہ
نظر آتا عکس یوں دیکھا جیسے ان کی کوئی فیورٹ رومانٹک مووی
چل رہی ہو۔ اجالا نے چند لمحے اسکی آنکھوں میں اپنی
ڈھیروں محبت دیکھی اور پھر ابراج کے گال پہ اپنا دایاں ہاتھ
رکھا۔

میں اس چمکتے چاند سمیت مالدیپ کی ان ہواؤں اور ساحلِ
سمندر کی لہروں کو گواہ بنا کے اعتراف کرتی ہوں کہ مجھے اپنی
ذات سے زیادہ تم سے محبت ہو گئی ہے ابراج صفر!۔۔۔

اجالا نے بلند آوازیں بے حد محبت سے کہتے ہوئے ایڑھیاں
اٹھا کر حیا سے سب کے سامنے اسکا گال دھیرے سے چوما
اور ابراج کو بالکل سٹل ہوتے دیکھ کر وہ کھلکھلاتی ہوئی اسکی
ڈھیلی پڑتی گرفت سے اپنی کمر آزاد کرواتی اسکے پہنچ سے دور
ہو گئی۔

Awwwww...

وہووووو!!۔۔۔ سارے دوست ان کا یہ حسین منظر دیکھ
کرتالیاں اور سیٹیاں بجاتے ہوٹنگ کرنے لگے، عزیزہ نگ تو

باقاعدہ سکریں ریکارڈنگ کی تھی اس سارے منظر کی اور دل

میں ماشاء اللہ بول کے ان دونوں کی نظر اتاری۔۔

ڈیم!!۔۔۔ ابراج کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ واقعی کہہ دے گی،

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ صرف یہ ایک لفظ خوشگوار حیرت

سے کہتا اجالا کے چھپے بھاگا۔

آئی تھنک اب ہمیں کال بند کر دینی چاہئے کیونکہ ارمان کے

لئے پرسنل کا انتظام بھی تو۔۔۔ مقاصم نے قہقہہ لگاتے

ہوئے زو معنی سے اپنا جملہ ادھورا چھوڑا۔ ابراج کے

ہوش اڑاتے خوشگوار تاثرات دیکھ کر سب بہت محضوض
ہوئے تھے۔

شٹ اپ!!۔۔۔ ابراج نے کلس کر سرخ چہرہ لئے دانت
پیسے اسکی بے باک زبان بند کروانے کے ساتھ ہی کال کاٹ
دی جس پر سب دوستوں نے مشترکہ قہقہہ لگایا۔

رکووو! کہاں بھاگ رہی ہو؟ جواب تو سن کر جاؤ۔۔۔
ابراج نے فون جیب میں ڈال کر اپنے قدموں کی رفتار تیز
کرتے ہوئے آگے بھاگتی اجالا کو اونچی آواز میں جواب
دے کر بالاخر اسکا بازو وارفتگی سے تھام لیا۔



ہاہاہا۔۔ وہ سب میں نے مذاق میں کہا تھا۔۔۔ اجالا نے

ہنستے ہوئے شرارت سے آنکھیں پٹکائیں۔

آئی لویو ٹو۔۔۔ ابراج نے اسکے اس جھوٹ کو نظر انداز کر

کے زور سے اس کے لبوں پہ لب رکھتے ہوئے اسے اپنی

بانہوں میں اٹھا کر مالدیپ کے اس بیچ کی ہواؤں میں گول گول

گھمانا شروع کر دیا۔ وہ بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔

ہماری اس وفادار محبت کے گواہ رہنا مالدیپ!۔۔۔ ابراج

نے خوشی سے چلا کر کہتے ہوئے اجالا کو زور سے گلے سے

لگایا۔ اجالا نے مسکرا کر اسکی گردن میں بانہیں ڈالیں۔ اجالا

نے شاید ہی اسے آج سے پہلے اتنا خوش دیکھا تھا۔ دل میں
اس نے ہمیشہ اس دائمی ساتھ کی دعا مانگی۔

میری اس کرم نوازی کا انعام مجھے گولڈ میں دو گے یا کیش
میں؟۔۔۔ اجالا نے کھلکھلاتے ہوئے اسکی مغرور ناک کے
ساتھ اپنی ناک رگڑتے ہوئے ہمیشہ والی ڈیمانڈ کی۔

فی الحال تو باقی کی ساری رات تمہیں اپنی قربت میں بھگو کر
انعام دوں گا۔ گولڈ اور کیش والا معاملہ صبح دیکھیں گے۔۔۔

ابراج نے خمار آلود لہجے میں بے باک جواب دے کر اسے

یونہی بانہوں میں لئے اپنے بیچ ہاؤس کی طرف قدم بڑھانا

شروع کر دیئے۔ اجالا کو گولڈیا کیش کی صورت میں ہر آئے

روز کوئی ناکوئی انعام دینا تو ابراج شاہ پہ فرض تھا۔

نہیں! پہلے ہی آج بہت کچھ کر چکے ہو تم۔۔۔ اجالا نے

ناک سکوڑ کے احتجاج کیا لیکن ابراج نے کہاں سنی تھی؟

چلو پھر تھوڑا سا اور کرنے دو!۔۔۔ وہ ڈھیٹائی سے قہقہہ لگا

کر بے باک جواب دیتا اسے اپنے محبت بھرے حصار میں

قید کرتا اندر داخل ہو چکا تھا۔ فلک پر چمکتا چاند مسکراتے

ہوئے ان کی محبت کا گواہ بن گیا تھا۔ وہ دونوں نجانے کب

تک ایک دوسرے کی شدت پسند قربت میں بھگتے رہے
تھے۔

محبوب کی محبت میں سر تسلیم خم کر دینا ہی شاید وفا کی سب
سے بڑی معراج تھی اور آج مالدیپ کی اس فسوں خیز رات
نے بیچ ہاؤس کے ان دو دیوانوں کی اس خاموش وفا اور
والہانہ محبت پر ہمیشہ کے لیے اپنی مہر ثبت کر دی تھی۔

(ختم شد)